فتاوٰی رضویّہ
مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات
امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ
۱۴
رضا فاؤنڈیشن
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور ۸
پاکستان (۵۴۰۰۰)

Contents

فتاوٰی رِضویّہ

مع تخریج وترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ

رضا فاؤنڈیشن
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور نمبر ۸
پاکستان (۵۴۰۰۰)

مَنۡ یُّرِدِ اللهُ بِهٖ خَیۡرًا یُّفَقِّهۡهُ فِیۡ الدِّیۡنِ (الحدیث)

اَلۡعَطَایَا النَّبَوِیَّة فِی الۡفَتَاوی الرِّضَوِیَّةِ

مع تخریج وترجمہ عربی عبارات

جلد چہار دہم (۱۴)

تحقیقات نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان

فقہی انسائیکلوپیڈیا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ ـــــــــ ۱۳۴۰ھ

۱۸۵۶ء ـــــــــ ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور (۸)، پاکستان (۵۴۰۰۰)

فون: ۷۶۵۷۳۱۴

نام کتاب________________فتاوی رضویہ جلد چہار دہم
تصنیف________________شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
ترجمہ عربی عبارات__________حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری، لاہور
پیش لفظ________________حافظ عبد الستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
ترتیبِ فہرست__________حافظ عبد الستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
مقدمہ________________حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری
تخریج و تصحیح__________مولانا نذیر احمد سعیدی، مولانا محمد اکرم اللہ بٹ
باہتمام و سرپرستی__________مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی ناظم اعلٰی تنظیم المدارس اہلسنّت، پاکستان
کتابت________________محمد شریف گل، کڑیال کلاں (گوجرانوالا)
پیسٹنگ________________مولانا محمد منشا تابش قصوری معلم شعبۂ فارسی جامعہ نظامیہ لاہور
صفحات________________۷۱۲
اشاعت________________جمادی الاخری ۱۴۱۹ھ / ستمبر ۱۹۹۸ء
مطبع________________
ناشر________________رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
قیمت________________

ملنے کے پتے

*مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
* مکتبہ تنظیم المدارس، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
*مکتبہ ضیائیہ، بوہڑ بازار، راولپنڈی
*ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

اجمالی فہرست

فہرست رسائل

رموز

محقق: علامہ کمال الدین ابن ہمام صاحب فتح القدیر

ح: علامہ محمد ابراہیم بن محمد الحلبی صاحب غنیۃ المستملی

ش: علامہ محمد امین ابن عابدین الشامی صاحب ردالمحتار

ط: علامہ سید احمد الطحطاوی صاحب حاشیۃ الدر المختار وحاشیہ مراقی الفلاح

الدر: الدرالمختار، علامہ محمد علاء الدین الحصکفی

الدرر: الدرر شرح الغرر، ملا خسرو علامہ محمد بن فراموز

بحر: البحر الرائق، علامہ زین الدین ابن نجیم

ہندیہ: فتاوٰی عالمگیری، جماعت علمائے احناف

نہر: النہر الفائق، سراج الدین عمر بن تمیم

فتح: فتح القدیر، علامہ کمال الدین ابن ہمام

غنیہ: غنیۃ المستملی، علامہ محمد ابراہیم بن محمد الحلبی

حلیہ: حلیۃ المحلی، ابن امیر الحاج

O

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمدُللہ ! اعلیحضرت امام المسلمین مولانا شاہ احمد رضاخاں فاضل بریلوی رحمۃاللہ علیہ کے خزائن علمیہ اور ذخائر فقہیہ کو جدید انداز میں عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق منظر عام پر لانے کے لئے دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں رضا فاؤنڈیشن کے نام سے جو ادارہ مارچ ۱۹۸۸ء میں قائم ہوا تھا وہ انتہائی کامیابی اور برق رفتاری سے مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوئے اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہا ہے، اب تک یہ ادارہ امام احمد رضا کی منصوبہ کی متعدد تصانیف شائع کر چکا ہے مگر اس ادارے کا عظیم ترین کارنامہ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ المعروف بہ فتاوی رضویہ کی ترجمہ و تخریج کے ساتھ عمدہ و خوبصورت انداز میں اشاعت ہے۔ فتاوی مذکورہ کی اشاعت کا آغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ / مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا اور بفضلہٖ تعالٰی جل مجدہ وبعنایۃ رسولہ الکریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تقریباً نو سال کے مختصر عرصہ میں یہ چودھویں جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس سے قبل کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الجنائز، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب الایمان اور کتاب الحدود و التعزیر پر مشتمل تیرہ ۱۳ جلدیں شائع ہو چکی ہے جن کی تفصیل سنین، مشمولات اور مجموعہ صفحات کے اعتبار سے حسب ذیل ہے:

جلد	عنوان	جواباتِ اسئلہ	تعدادِ رسائل	سنینِ اشاعت	صفحات
پہلی جلد	کتاب الطہارۃ	۲۲	۱۱	شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ ____ مارچ ۱۹۹۰ء	۸۳۸
دوسری جلد	کتاب الطہارۃ	۳۳	۷	ربیع الثانی ۱۴۱۲ ____ نومبر ۱۹۹۱ء	۷۱۰
تیسری جلد	کتاب الطہارۃ	۵۹	۶	شعبان المعظم ۱۴۱۲ ____ فروری ۱۹۹۲	۷۵۶
چوتھی جلد	کتاب الطہارۃ	۱۳۲	۵	رجب المرجب ۱۴۱۳ ____ جنوری ۱۹۹۳	۷۶۰
پانچویں جلد	کتاب الصلوٰۃ	۱۴۰	۶	ربیع الاوّل ۱۴۱۴ ____ ستمبر ۱۹۹۳	۶۹۲
چھٹی جلد	کتاب الصلوٰۃ	۴۵۷	۴	ربیع الاوّل ۱۴۱۵ ____ اگست ۱۹۹۴	۷۳۶
ساتویں جلد	کتاب الصلوٰۃ	۲۶۹	۷	رجب المرجب ۱۴۱۵ ____ دسمبر ۱۹۹۴	۷۲۰
آٹھویں جلد	کتاب الصلوٰۃ	۳۳۷	۶	محرم الحرام ۱۴۱۶ ____ جون ۱۹۹۵	۶۶۴
نویں جلد	کتاب الجنائز	۲۷۳	۱۳	ذیقعدہ ۱۴۱۶ ____ اپریل ۱۹۹۶	۹۴۶
دسویں جلد	کتاب زکوٰۃ، صوم، حج	۳۱۶	۱۶	ربیع الاوّل ۱۴۱۷ ____ اگست ۱۹۹۶	۸۳۲
گیارھویں جلد	کتاب النکاح	۴۵۹	۶	محرم الحرام ۱۴۱۸ ____ مئی ۱۹۹۷	۷۳۶
بارھویں جلد	کتاب نکاح، طلاق	۳۲۸	۳	رجب المرجب ۱۴۱۸ ____ نومبر ۱۹۹۷	۶۸۸
تیرھویں جلد	کتاب طلاق، ایمان اور حدود و تعزیر	۲۹۳	۲	ذیقعدہ ۱۴۱۸ مارچ ۱۹۹۸	۶۸۸

چودھویں جلد

یہ جلد فتاوٰی رضویہ قدیم جلد ششم مطبوعہ سنی دارالاشاعت مبارکپور اعظم گڑھ بھارت کے آغاز سے صفحہ ۱۶۹ تک ۳۳۹ سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے، اس جلد کی عربی وفارسی کی عبارات کا ترجمہ فاضل شہیر مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا مفتی محمد خاں قادری مہتمم جامعہ اسلامیہ لاہور نے کیا ہے، اس سے قبل چھٹی، ساتویں، آٹھویں اور دسویں جلد بھی علامہ موصوف کے ترجمے کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں، پیش نظر جلد بنیادی طور پر کتاب السیر کے مباحث جلیلہ پر مشتمل ہے تاہم متعدد ابواب فقہیہ وکلامیہ وغیرہ کے مسائل ضمناً زیر بحث آئے ہیں، مسائل ورسائل کی مفصل فہرست کے علاوہ مسائل ضمنیہ کی الگ فہرست بھی قارئین کرام کی سہولت کے لئے تیار کی گئی ہے، انتہائی دقیق اور گرانقدر تحقیقات وتدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل سات رسائل بھی اس جلد کی زینت ہیں:

(۱) اعلام الاعلام بان ھندوستان دار الاسلام (۱۳۶۵ھ)

اس بات کا ثبوت کہ ہندوستان دار الاسلام ہے۔

(۲) نابغ النور علی سوالات جبلفور (۱۳۳۹ھ)

ترک موالات سے متعلق چند اہم سوالات کا جواب۔

(۳) دوام العیش فی الائمۃ من قریش (۱۳۳۹ھ)

خلافت شرعیہ کے لئے شرط قرشیت کا مدلل ثبوت

(۴) ردالرفضۃ (۱۳۲۰ھ)

تبرائی رافضیوں کا رد بلیغ

(۵) المبین ختم النبیین (۱۳۲۶ھ)

حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خاتم جمیع انبیاء ومرسلین ہونے کا روشن بیان

(۶) المحجۃ المؤتمنۃ فی اٰیۃ الممتحنۃ (۱۳۳۹ھ)

تحریک خلافت اور غیر مسلموں سے ترک موالات پر بحث۔

(۷) انفس الفکر فی قربان البقر (۱۲۹۸ھ)

گاؤ کشی کے معاملہ میں مفصل تحقیقات اور ہندوؤں کے شبہات کا ازالہ۔

مذکورہ بالاسات رسائل میں سے دو رسالے **نابغ النور** اور **المبین** پہلے سے فتاوٰی رضویہ قدیم جلد ششم میں موجود تھے جبکہ آخر الذکر رسالہ **انفس الفکر** فتاوٰی رضویہ قدیم جلد ہشتم کتاب الاضحیہ میں شامل تھا۔ مگر اس کے مباحث جلیلہ **کتاب السیر** سے زیادہ مطابقت رکھتے ہیں لہٰذا اس کو جلد ہذا میں شامل کردیا گیا۔ باقی چاروں رسائل اس سے قبل فتاوٰی رضویہ میں شامل نہ تھے موضوع کی مناسبت کے پیش نظر ان کو اس جلد کی زینت بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ رسالہ **انفس الفکر** کے متصل بعد جلد ہشتم قدیم میں مذکور ہندوستان میں گاؤ کشی کے بارے میں نو مسائل بھی اس جلد میں شامل کردئے گئے ہیں، اس طرح رسالہ **انفس الفکر** سمیت صفحہ ۴۴۳ تا ۴۵۹ تقریبا سولہ صفحات کو جلد ہشتم قدیم سے نکال کر جلد ہذا میں شامل کیا گیا۔ رسالہ **انفس الفکر** کے حوالے سے مصنف علیہ الرحمۃ کی خداداد فہمی بصیرت پر صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت مولانا امجد علی اعظمی کا تبصرہ اہم وضاحت کے عنوان سے رسالہ مذکورہ کے حاشیہ میں دے دیا گیا ہے۔

ہندوستان میں گاؤ کشی کے بارے میں مسلم لیگ ضلع بریلی کی طرف سے بھیجے گئے استفتاء کا جناب نواب مرزا صاحب کی طرف سے تحریر کردہ جواب بھی پیش نظر جلد کے صفحہ ۵۵۸ پر ذکر کردیا گیا ہے جس کی

مصنف علیہ الرحمۃ نے تصدیق فرمائی تھی۔
مندرجہ ذیل تین رسائل دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے اس جلد میں شامل نہیں کئے جاسکے باوجودیکہ ان کا تعلق کتاب السیر سے ہے:

o **المجل المسددان سباب المصطفی مرتد**

o **البارقۃ اللمعا علی ساعد من نطق بالکفر طوعا**

o **المقال الباھر منکر الفقہ کافر**

نوٹ: پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت مولانا الحاج پیر سید محمد معروف حسین عارف نوشاہی قادری بانی ورلڈ اسلامک مشن وسرپرست اعلی مرکزی جمعیت تبلیغ اسلام (یو۔کے) اس عظیم الشان منصوبے کے آغاز سے لے کر اب تک ہر اعتبار سے مسلسل اور بھرپور تعاون فرمارہے ہیں جس سے دین اسلام اور مسلک حق اہل سنت وجماعت سے ان کی محبت نیز اعلیحضرت عظیم المرتبت امام احمد رضاخاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت کا پتا چلتا ہے، موصوف کی مساعی جمیلہ للہیت اور اراکین ادارہ کی حوصلہ افزائی کے پیش نظر بجاطور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس ادارہ کو قبلہ پیر صاحب کی مکمل سرپرستی حاصل ہے جس پر تمام اراکین ادارہ صمیم قلب سے آپ کے شکر گزار ہیں۔

o

جمادی الاولٰی ۱۴۱۹ھ — حافظ محمد عبدالستار سعیدی
ستمبر ۱۹۹۸ء — ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلٰی اٰلہ واصحابہ اجمعین

امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالٰی کا علم وفضل، تبحر، وسعت نظری، فکر ونظر کی گہرائی، پچاس ۵۰ سے زیادہ علوم میں مہارت، یہ وہ امور ہیں جو کسی بھی باخبر شخصیت سے مخفی نہیں ہیں، رضا فاؤنڈیشن لاہور کی طرف سے ترتیب جدید کے ساتھ فتاوٰی رضویہ کی تیرہ جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں، ان میں پرانی پانچ جلدیں پیش کی جاسکی ہیں، امید ہے کہ پچیس تیس جلدوں میں پورا فتاوٰی مکمل ہوسکے گا، اس کا مطالعہ کرنے کے بعد کوئی صاحب علم امام احمد رضا کے تبحر علمی کا انکار نہیں کرسکتا۔

امام احمد رضا بریلوی کے علم وقلم نے نہ صرف مسلمانوں کے ایمان اور عقائد کی حفاظت کی انھیں زندگی میں پیش آنے والے عبادات ومعاملات کے احکام سے آگاہ کیا بلکہ انھیں باوقار زندہ رہنے کا اسلامی طریقہ بھی سکھایا، وہ سیاسی لیڈر نہ تھے لیکن وقت آنے پر انھوں نے قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کی جس کے نتیجے میں ملت اسلامیہ کا سفینہ ساحل مراد پر جالگا اور دنیا کے نقشے پر پاکستان معرض وجود میں آگیا۔

پاکستان کے قابل صد فخر سپوت اور نامور مسلمان سائنس دان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خاں نے ایٹمی دھماکوں سے چند دن قبل ۲۴ مئی ۱۹۹۸ھ کو درج ذیل بیان جاری کیا:

"آج سے سوسال قبل جب انگریز ہندوؤں کے ساتھ ساز باز کرکے ہند کی معیشت پر قابض

ہوئے تو مسلمانوں کے تشخص اور تعلیمی نظام کو زبردست دھچکا لگا، استعماری طاقتوں کے مذموم عزائم کی بدولت مذہبی قدریں زوال پذیر ہونے لگی تھیں۔

اس پر آشوب دور میں اللہ رب العزت نے برصغیر کے مسلمانوں کو امام احمد رضا جیسی باصلاحیت اور مدبرانہ قیادت سے نوازا جس کی تصانیف، تالیفات اور تبلیغی کاوشوں نے شکست خوردہ قوم میں ایک فکری انقلاب بپا کردیا۔

امام صاحب کی شخصیت جذبہ عشق رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے لبریز تھی، آپ کی ساری زندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ آپ کی ذات نبی کریم سے وفاشعاری کا نشان مجسم تھی۔"[1]

بیسویں صدی عیسوی کے دوسرے اور تیسرے عشرے میں کئی ایسی تحریکیں چلیں جن میں واضح طور پر محسوس ہوتا تھا کہ مسلمان اپنا تشخص کھو کر ہندومت میں مدغم ہوجائیں گے، انگریز تاجر بن کر ہندوستان آیا اور اپنی سازشوں سے یہاں کا حکمران بن بیٹھا، ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی حکومت برطانیہ نے بے شمار ہندوستانیوں کو اس وعدے پر فوج میں بھرتی کرکے جنگ کی بھٹی میں جھونک دیا کہ فتح کے بعد ہندوستان آزاد کردیا جائے، مسٹر گاندھی اور مولانا محمد علی جوہر نے فوجی بھرتی کی بھرپور حمایت کی، دولاکھ کے قریب مسلمان اور ہندو فوج میں بھرتی ہوئے، عظیم اسلامی ملک ترکی کو شکست ہوئی فتح مکہ کے بعد انگریز اپنے وعدے سے منحرف ہوگیا، مسٹر گاندھی نے انھیں سزا دینے کے لئے "مسئلہ خلافت" کھڑا کردیا جس کا مطلب یہ تھا کہ ترکی کا سلطان اسلامی خلیفہ ہے، اس کی خلافت کو ختم کرنا اسلام پر حملہ کرنے کے مترادف ہے۔ کتنی عجیب بات تھی کہ وہ گاندھی جو ہندوستان میں مسلمانوں کو ایک انچ زمین دینے پر تیار نہ تھا وہ عالمی سطح پر مسلمانوں کی خلافت بحال کرنے کا نعرہ لگارہا تھا۔

پھر اس تحریک کو تحریک "ترک موالات" بنادیا گیا جس کا مطلب یہ تھا کہ مسلمان ہندوؤں کے ساتھ مل کر انگریز کا ہر قسم کا بائیکاٹ کریں، ان کی ملازمت چھوڑیں، ان کی دی ہوئی جاگیریں واپس کردیں، مسلمانوں کے کالجوں کو ملنے والی گرانٹ واپس کردیں، غرض یہ کہ ان سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں، افسوسناک صورت یہ تھی کہ گاندھی لیڈر تھا مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈر دست بستہ اس کے پیچھے چل رہے تھے، ہندوؤں کی خوشنودی کے لئے گائے کی قربانی کی ممانعت کے فتوے دئے جارہے تھے، مسجدوں کے

[1] ہینڈبل شائع کردہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ص ۳۔۲

منبروں پر گاندھی ایسے مشرک کو بٹھا کر اس کی تقریریں کرائی جارہی تھیں مختصر یہ کہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے پوری طرح راہ ہموار کی جاچکی تھی۔

دوسری طرف لیڈروں کی نگاہ سے یہ حقیقت یکسر پوشیدہ تھی کہ انگریز کے اس ملک سے چلے جانے کے بعد اقتدار لازمی طور پر ہندوؤں کو ملے گا، جو ہندوستان میں غالب اکثریت میں تھے، مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچتا؟ انھیں یہی فرق پڑتا کہ پہلے انگریز حکمران تھے جو اہل کتاب ہونے کا دعوی کرتے تھے بعد میں ہندوؤں کی حکومت ہوتی جو مشرک تھے اور کسی آسمانی کتاب کو نہ مانتے تھے ہندوؤں نے حکومت نہ ہونے کے باوجود شدھی اور سنگھٹن تحریکوں کے ذریعے مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لئے ہر حربہ استعمال کرڈالا تھا، جب انھیں حکومت مل جاتی تو وہ کیا کچھ نہ کرتے؟ اس دور میں اس حقیقت کا ادراک سب سے پہلے امام احمد رضا بریلوی نے کیا اور بستر علالت سے "**المحجة المؤتمنة**" کتاب لکھ کر ہندو مسلم اتحاد کی کوششوں پر کاری ضرب لگائی اور قوم مسلم میں نئی روح پھونک دی یہ کتاب تحریک پاکستان کی خشت اول کی حیثیت رکھتی ہے، یہ کتاب فتاوی رضویہ کی چودھویں جلد میں شائع کردی گئی ہے، ارباب حکومت، ماہرین تعلیم اور تاریخ پاکستان کے محققین کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

مولانا کوثر نیازی لکھتے ہیں:

"امام رضا گاندھی کے بچھائے ہوئے اس دام ہمرنگ زمین کو خوب دیکھ رہے تھے انھوں نے متحدہ قومیت کے خلاف اس وقت آواز اٹھائی جب اقبال اور قائد اعظم بھی اس کی زلف گرہ گیر کے اسیر تھے، دیکھا جائے تو دو قومی نظریہ کے عقیدے میں امام احمد رضا مقتداء ہیں اور یہ دونوں حضرات مقتدی، پاکستان کی تحریک کو کبھی فروغ نہ ہوتا اگر امام احمد رضا سالوں پہلے مسلمانوں کو ہندوؤں کی چالوں سے باخبر نہ کرتے۔"[1]

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کا موقف یہ تھا کہ موالات دوستی کو کہتے ہیں، مسلمان کے دل میں کسی بھی کافر کی دوستی نہیں ہونی چاہئے خواہ انگریز ہو یا ہندو، تحریک ترک موالات کے حامی انگریز کی دوستی ہی نہیں اس کے ساتھ معاملات کرنے سے بھی منع کرتے تھے، دوسری طرف ہندو کی دوستی میں اس قدر آگے بڑھ گئے تھے کہ اتحاد کی کوشش کررہے تھے۔

امام احمد رضا بریلوی نے تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کی مخالفت کی اور اختلاف کی

[1] کوثر نیازی: امام احمد رضا خاں بریلوی ایک ہمہ جہت شخصیت معارف نعمانیہ لاہور ص ۱۵۔ ۱۴

ایک وجہ یہ تھی کہ ان تحریکوں میں گاندھی ایسا مشرک لیڈر تھا اور مسلمان لیڈر اس کے مقتدی تھے، اس میل جول اور اتحاد کا اثر ہندوؤں پر تو کچھ نہ ہوتا البتہ مسلمان اپنے دین سے ہاتھ دھو بیٹھتے، اس موقع پر امام احمد رضا بریلوی نے ڈنکے کی چوٹ پر اس اتحاد کی مخالفت کی، اور اتحاد کرنے والے علماء اور لیڈر کو فرقہ گاندھویہ کا لقب دے کر ان کی شدید مخالفت کی، چونکہ امام احمد رضا بریلوی اور ان کے ہم مسلک علماء اہلسنت کا حلقہ اثر بہت وسیع تھا اس لئے ان کے مخالفین ابوالکلام آزاد وغیرہ کی بڑی کوشش تھی کہ وہ بھی ہمارے ساتھ تحریکوں میں شریک ہوجائیں۔

ایک شوشہ یہ چھوڑا گیا کہ ترکی کی حکومت چونکہ خلافت شرعیہ ہے اس لئے جو اس کی حمایت نہیں کرتا وہ کافر ہے، امام احمد رضا بریلوی سے اس سلسلے میں استفتاء کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جہاں تک خیر خواہی کا تعلق ہے وہ تو دل سے ہر مسلمان کے لئے فرض ہے، اس میں قریشی ہونا شرط نہیں البتہ خلافت شرعیہ کے لئے دیگر شرائط کے علاوہ ایک شرط قریشی ہونا ہے، اس مسئلے پر آپ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام ہے:

"**دوام العیش فی الائمۃ من قریش۔**"

یہ رسالہ آپ کی وفات کے بعد چھپا، اس کی اشاعت سے انگریز کو فائدہ پہنچانا مقصود ہوتا تو آپ کی ظاہری زندگی میں شائع کیا جاتا۔

انگریز نوازی کا الزام

یہ وہ حالات تھے جن کی بناء پر مخالفین نے امام احمد رضا پر انگریز نوازی کا الزام لگایا، جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

نوائے وقت کے مشہور کالم نویس میاں عبدالرشید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں:

"ان دنوں چونکہ سارے پریس پر ہندوؤں کا قبضہ تھا اس لئے حضرت احمد رضا خاں بریلوی اور آپ کے ہم خیال لوگوں کے خلاف سخت پروپیگنڈا کیا گیا اور بدنام کرنے کی مہم چلائی گئی۔ لیکن تاریخ نے ان ہی حضرات کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اب باطل پراپیگنڈے کا طلسم ٹوٹ رہا ہے اور حق کھل کر سامنے آرہا ہے۔"[1]

[1] میاں عبدالرشید: پاکستان کا پس منظر اور پیش نظر (ادارہ تحقیقات پاکستان لاہور) ص ۱۲۰

مشہور کالم نگار کوثر نیازی لکھتے ہیں:

"ایک ایسا مرد مومن جسے انگریزی سامراج سے اتنی نفرت ہو کہ وہ اس کی کچہری میں جانے کو حرام سمجھتا ہو، جو مقدمہ قائم ہو جانے کے باوجود اس کی عدالت میں نہ گیا ہو، جو خط لکھتا ہو تو کارڈ اور لفافے کی الٹی طرف پتہ لکھتا ہو تاکہ انگریز بادشاہ اور ملک کا سرنیچا نظر آئے، جس نے اپنی وفات سے دو گھنٹے پہلے یہ وصیت کی ہو کہ اس دالان سے ڈاک میں آئے ہوئے وہ تمام خطوط جن پر ملکہ اور بادشاہ کی تصویر ہے اور روپے پیسے جن پر یہ تصویریں ہیں سب باہر پھینک دئے جائیں تاکہ فرشتہ ہائے رحمت کو آنے میں دشواری نہ ہو،

جس نے نعت گوئی میں بھی کسی کو نمونہ مانا اور اسے سلطان نعت گویاں قرار دیا تو حضرت مولانا کفایت علی کافی تھے جنھوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتوٰی دیا۔ اس سلسلے میں باقاعدہ جدوجہد کی اور ۱۸۵۸ء میں مراد آباد کے چوک میں انھیں برسر عام پھانسی دے دی (مقصد یہ کہ امام احمد رضا (علیہ الرحمۃ) انگریز نواز ہوتے تو انگریز کے اتنے بڑے دشمن کو اپنا آئیڈیل نہ بناتے ۱۲ قادری)

اس کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ انگریز کا حامی تھا ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے سورج ظلمت، پھول بدبو، چاند گرمی، سمندر خشکی، بہار جھڑ، صبا صرصر، پانی حدت، ہوا حبس اور حکمت جہالت کا دوسرا نام ہے ع

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی [1]"

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی حیات مبارکہ وہ شفاف آئینہ ہے جس پر انگریز نوازی کا کوئی داغ نہیں۔ انھوں نے ان کے صاحبزادوں اور تلامذہ وخلفاء نے کبھی انگریز سے تعلق نہ رکھا، ان میں سے کسی کو انگریز نے شمس العلماء وغیرہ کا خطاب نہ دیا۔ نہ ان میں سے کسی نے انگریز سے جائیداد حاصل کی، آج انڈیا آفس لائبریری کا ریکارڈ اوپن ہو چکا ہے جس کا تعلق پاک وہند کی تحریک آزادی سے ہے، کہیں سے تو انگریز دوستی کا ثبوت ملے۔

اس کے برعکس یہ حقیقت کوئی راز سربستہ نہیں رہی کہ تحریک ریشمی رومال کا راز کس نے طشت ازبام

---

[1] کوثر نیازی: امام احمد رضا ہمہ جہت شخصیت ص ۱۶

کیا؟ اور کس کی اطلاع پر جنود ربانیہ کے زعماء مولوی محمود حسن وغیرہ کو گرفتار کرکے جزیرہ مالٹا میں قید کیا گیا؟ مولوی تاج محمود امروٹی کے صاحبزادے اور سندھ کے سیاسی لیڈر مولوی محمد شاہ امروٹی نے بستر مرگ پر پڑے ہوئے بیان دیا کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے ان تمام منصوبوں کی اطلاع اپنے بھائی مظہر علی کو پہنچائی جو سی آئی ڈی کے افسر اعلی تھے، انھوں نے انگریز حکومت کو اطلاع پہنچادی [1] اور مولوی شبیر احمد عثمانی نے صاف اعتراف کیا کہ بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ تھانوی صاحب کو انگریز حکومت کی طرف سے چھ سو روپے ماہانہ ملا کرتے تھے۔ [2]

کیا یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ امام احمد رضا کے بھی انگریز حکومت کے ساتھ اس قسم کے تعلقات تھے یا انھوں نے حکومت وقت سے مفاد حاصل کیا؟ وہ تو انگریز دور حکومت میں مسلم امّہ کو جگاتے ہوئے فرمارہے ہیں؟

ع سونے والو! جاگتے رہیو، چوروں کی رکھوالی ہے

تشدّد کا الزام

امام احمد رضا بریلوی اخلاص اور للّٰہیت کا پیکر تھے، انھوں نے قرآن وحدیث اسلام کے ارشادات کی روشنی میں بغیر کسی رورعایت کے فتوے صادر کئے، روافض اور قادیانیوں کے خلاف آپ کے فتوؤں کو دیوبندی مکتب فکر کے لوگ بھی اپنی تائید اور حمایت کے ساتھ شائع کرتے ہیں اورانھیں تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ علمائے دیوبند کے خلاف ان کے فتوؤں کو قابل التفات نہ گردانا جائے؟

دراصل بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم ضروریات دین میں سے ہے اور آپ کی گستاخی اور توہین کفر ہے، اس پر بریلوی دیوبندی دونوں متفق ہیں۔

مولوی حسین احمد مدنی لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا گنگوہی۔۔۔۔فرماتے ہیں کہ جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو، مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہوجاتا ہے۔" [3]

اختلاف اس وقت پیدا ہوا جب امام احمد رضا بریلوی نے علماء دیوبند کی بعض عبارات پر گرفت کی

---

[1] انجم لاشاری ماہنامہ شوٹائم، کراچی (شمارہ اپریل ۱۹۸۸ء) ص ۱۳۱

[2] مکالمۃ الصدرین (مطبوعہ دیوبند) ص ۱۰۔۹

[3] حسین احمد مدنی، مولوی: الشہاب الثاقب ص ۵۷

اور انھیں حرمین شریفین کے علماء کے سامنے پیش کرکے ان سے دریافت کیا کہ یہ عبارات رسول گرامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہیں اور ان کا قائل کافر ہے یا نہیں؟ پینتیس ۳۵ علمائے حرمین شریفین نے فتوی دیا کہ یہ عبارات کفریہ ہیں اور ان کے قائل کافر ہیں، اب چاہئے تو یہ تھا کہ ان چند سطری عبارات کو حذف کردیا جاتا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی جاتی۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہوا، اور وہ کتابیں ان عبارات سمیت آج تک چھپ رہی ہیں، متحدہ پاک وہند کے اڑھائی سو سے زائد علماء اور مشائخ نے اس فتوے کی تصدیق کی، دیکھئے الصوارم الہندیہ از مولانا حشمت علی خاں رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ،

یہ فتوی علمائے دیوبند سے ذاتی مخاصمت کی بنا پر نہیں بلکہ ناموس مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی حفاظت کی خاطر دیا تھا، مولوی مرتضی حسن دربھنگی ناظم تعلیمات شعبہ تبلیغ دار العلوم دیوبند اس فتوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اگر (مولانا احمد) خاں صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انھوں نے انھیں سمجھا تو خاں صاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہوجاتے۔" [1]

مولانا کوثر نیازی اس اختلاف اور اس کے پس منظر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اصل جھگڑا یہاں سے چلا کہ ان (علماء دیوبند) کے بعض اکابر کی خلاف احتیاط تحریروں کو امام رضا نے قابل اعتراض گردانا اور چونکہ معاملہ عظمت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تھا، توہین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بنیاد پر انھیں فتووں کا نشانہ بنایا دیکھا جائے تو یہی فتوے امام بریلوی اور ان کے مکتب فکر کے جداگانہ تشخص کا مدار ہیں، جس تشدد کی دہائی دی جاتی ہے وہی ان کی ذات کی پہچان اور پوری حیات کا عرفان ہے"۔ [2]

حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی کے یہ فتوے کسی ذاتی یا گروہی مخاصمت کی بناء پر نہیں بلکہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت اور تقدس کے تحفظ کے لئے دئے جو ہر مسلمان کا فرض ہے، ان کے ایک مکتوب کا کچھ حصہ پیش کیا جاتا ہے جس کا ایک ایک لفظ ان کے درد دل کا آئینہ ہے، ڈیرہ غازی خاں کے مولانا غلام یسین رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

---

[1] مرتضی حسن دربھنگی، مولوی اشد العذاب ص ۱۴

[2] کوثر نیازی: امام احمد رضا ہمہ جہت شخصیت ص ۷

"مولانا! زمانہ غربت اسلام ہے "**بدأ الاسلام غریبا وسیعود کما بدأ فطوبیٰ للغرباء**" غربت کے لئے کسمپرسی لازم ہے، سنیوں میں عوام کی توجہ لہوولعب وہزل کی طرف اور بدمذہب رافضی ہوں یا وہابی یا قادیانی یا آریہ یا نصاریٰ، سب اپنے اپنے مذہب کی نصرت وحمایت واشاعت میں کمربستہ ہیں۔ مال سے اعمال سے اقوال سے، سنیوں کو کون پوچھتا ہے؟ وقت ہی شیوع ضلالت کا ہے، ان کو اگر کوئی آدھی بات کہے جامہ سے باہر ہوں، ماں باپ کو گالی دے اس کے خون کے پیاسے ہوں، اس وقت تہذیب بالائے طاق رہتی ہے، ساری تہذیب اللہ عزوجل اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل برتی جاتی ہے کہ ان کو منہ بھر گالیاں دینے والے، لکھ لکھ کر چھاپنے والے جو چاہیں بکیں، ان بکنے والوں کا نام ذرا بے تعظیمی سے لیا اور نامہذب درشت گو کا خلعت عطا ہوا، یہ حالت ایمان ہے، **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔

ایسوں کے نزدیک تو **معاذ اللہ** قرآن عظیم بھی نامہذب ہے "**فلا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذٰلك زنیم، یایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم، وقاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ، ودوا لوتدھن فیدھنون، ولاتاخذکم بھما رأفۃ فی دین اللہ، تقربوا الی اللہ ببغض اھل المعاصی والقوھم بوجوہ مقفھرۃ**۔

بات یہ ہے کہ اللہ ورسول کی عزت قلوب میں بہت کم ہو گئی ہے، ماں باپ کو برا کہنے سے دل کو درد پہنچتا ہے، تہذیب بالائے طاق رہتی ہے، نہ اس وقت اخوت واتحاد کا سبق یاد ہے، اللہ ورسول پر جو گالیاں برستی ہیں ان سے دل پر میل بھی نہیں آتا، وہاں نیچری تہذیب آڑے آتی ہے، اللہ اسلام دے اور مسلمانوں کو توفیق خیر عطا فرمائے"۔

تفصیل کے لئے سعادت لوح وقلم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف "گناہ بیگناہی" اور مولانا علامہ محمد منشا تابش قصوری کی پاک وہند میں مقبول کتاب "دعوت فکر" کا مطالعہ فرمائیں۔

O

۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

۱۰ ستمبر ۱۹۹۸ء

محمد عبدالحکیم شرف قادری

فہرست مضامین

"اخرجوا الیھود والنصارٰی" پر عمل دور فاروقی میں ہوا۔	۱۳۸	کافر اصلی غیر ذمی غیر مستامن سے عقود فاسدہ بھی جائز ہیں جن میں عذر نہ ہو۔	۱۳۹
قرامطہ، عبیدی اور نجدیہ کا جبری تسلط کسی خلیفہ یا سلطان کی اجازت سے نہ تھا۔	۱۳۸	o **نابغ النور علی سوالات جبلفور** (ترک موالات سے متعلق چند اہم سوالات کا جواب) ناظم جماعت خدام اہلسنت جبلپور کے ارسال کردہ سات سوالوں کا جواب۔	۱۴۱
عدن اور جدہ میں نصارٰی کا قیام اواخر سلطنت ترک سے ہے۔	۱۳۸	سوال ۱: ایک ایسے سنی عالم دین پر لگائے جانیوالے فتوی کے بارے میں سوال جو سلطنت ترکی کو عظیم الشان سلطنت اسلامیہ سمجھتاہے مگر اغراض فاسدہ کے لئے بنائی جانیوالی خلافت کمیٹی کی مخالف کرتا ہے۔	۱۴۱
وہابی، سنیوں اور ترکوں کو غیر مسلم مانتے ہیں۔	۱۳۸	سوال ۲: کیا صرف یہود ونصارٰی سے موالات حرام ہے یاہر کافر مشرک وبے دین سے۔	۱۴۲
قرامطہ حجر اسود کھود کرلے گئے جو بیس برس بعد واپس ہوا۔	۱۳۸	سوال ۳: یہود ونصارٰی سے ترک موالات کو فرض بتانے والے اور دوسرے کفار ومشرکین سے موالات کرنیوالے کی نسبت شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔	۱۴۲
نجدیوں کی ضرب سے اس میں شق آگیا۔	۱۳۸	سوال ۴: جو عالم نہ صرف یہود ونصارٰی بلکہ ہر کافر ومشرک وبے دین سے ترک موالات کو فرض بتائے اس پر بہتان لگانے والوں اور اس کے خلاف غلط فتوی بازی کرنیوالوں کا کیا حکم ہے۔	۱۴۲
سلطنت اسلام کی حمایت اور اماکن مقدسہ کا تحفظ مسلمانوں پر فرض ہے۔	۱۳۸	سوال ۵: جماعت اہلسنت میں تفرقہ ڈالنے والوں اور کفار ومشرکین کے اغوا سے مسلمان میں پھوٹ پیدا کرنے والوں پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔	۱۴۳
حمایت وحفاظت کے لئے فی زماننا تین ضروری امور۔	۱۳۹	سوال ۶: مشرکوں بت پرستوں کو خوش کرنے کے لئے گائے کی قربانی چھڑانے کی کوشش کرنے والوں اور مسلمانوں کو اس پر مجبور کرنے والوں کا کیا حکم ہے۔	۱۴۳
ہندوستان کے کافر ذمی نہیں ہیں۔	۱۳۹	سوال ۷: جو گائے کی قربانی کرنا چاہتا ہو اس کا ان مشرک بت پرستوں کے بہکانے سے ان کے دام شیطنیت میں پھنس کرگائے کی قربانی چھوڑنا کیسا ہے اور چھوڑنے والے کا کیا حکم ہے۔	۱۴۳
جائز لین دین ہر اصلی کافر سے جائز ہے۔	۱۳۹		

شرط قرشیت برائے خلافت شرعیہ کا ثبوت احادیث متواترہ سے ہے اور اس پر صحابہ کرام، تابعین اور اہلسنت کا اجماع ہے۔	۱۷۴	دلیل نمبر ۲	۱۷۶
خارجی اور کچھ معتزلی خلافت شرعیہ کے لئے شرط قرشیت کے مخالف ہیں بادشاہ غیر قرشی کو سلطان، امیر یا ملک وغیرہ کہہ سکتے ہیں شرعًا اس کو خلیفہ یا امیر المومنین نہیں کہہ سکتے۔	۱۷۵	مصر میں قائم شدہ خلافت جو اڑھائی سو برس تک رہی خود سلطان کی قائم کردہ تھی۔	۱۷۶
ہر بادشاہ قرشی کو بھی خلیفہ یا امیر المومنین نہیں کہہ سکتے جب تک شرائط خلافت نہ پائی جائیں۔	۱۷۵	مقتدر باللہ کو تیرہ برس کی عمر میں ۲۹۶ھ میں خلافت ملی۔	۱۷۶
شرائط خلافت سات ہیں۔	۱۷۵	سلاطین اسلام جانتے تھے کہ غیر قرشی ہونے کے سبب وہ خود خلیفہ نہیں بن سکتے لہذا انھوں نے حیلہ شرعیہ کے لئے عباس قرشیوں کی خلافت قائم رکھی۔	۱۷۶
اجمالی کلام و واقعات عام وازالہ اوہام جہال خام۔	۱۷۵	دلیل نمبر ۳	۱۷۷
اس بات پر دلائل کہ اس خلافت میں قرشیت شرعی اصطلاح ہے جس پر جملہ صدیوں میں مسلمانوں کا اتفاق رہا۔	۱۷۵	مملکت ہند کے متشرع سلاطین نے بھی عباسی قرشی خلفاء سے اپنے نام پروانہ سلطنت طلب کیا۔	۱۷۷
دلیل نمبر ۱	۱۷۵	بادشاہ ہند غیاث الدین اعظم شاہ بن اسکندر شاہ نے خلیفہ مستعین باللہ سے اپنے لئے پروانہ تقرر سلطنت مانگا۔	۱۷۷
زمانہ صحابہ سے برابر علماء کرام خلفاء وملوک کو علیحدہ کرتے آئے ہیں حتی کہ خود سلاطین اسی کے پابند رہے۔	۱۷۵	خود مسٹر آزاد کی گواہی	۱۷۷
کفار تاتار کے دست ظلم سے محروم ۶۵۶ھ میں جامہ خلافت تاتار ہوگیا تو علماء نے فرمایا کہ ساڑھے تین برس تک خلافت منقطع رہی حالانکہ اس وقت بھی قاہر سلطنتیں موجود تھیں۔	۱۷۵	مصر کی عباسی خلافت کا سلسلہ کب شروع ہوا۔	۱۷۷
مصر کے سلطان بیبرس کا لقب ملک ظاہر تھا۔	۱۷۵	سلطان محمد بن تغلق شاہ اور سلطان فیروز شاہ کے خلافت سے بندگی وغلامی رہی۔	۱۷۷
خلیفہ مستعصم باللہ ۱۴ صفر بروز چہار شنبہ ۶۵۶ھ کو شہید ہوئے۔	۱۷۶	مسٹر آزاد کسی نشے کی ترنگ میں اپنے ہی اعتقاد کے خلاف اور متناقض بات کہہ گئے۔	۱۷۷
۱۳ رجب کو مستنصر باللہ خلیفہ مقرر ہوئے۔	۱۷۶	مصر میں خلافت کی بنیاد سلطان بیبرس نے رکھی۔	۱۷۸

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں بے ادبانہ الفاظ بولنے والے، حضرت زینب وحضرت زید رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کی شان میں بے ادبی کرنے والے کی مجلس میں بیٹھنے کا حکم۔	۳۱۱	وقوع نسخ قطعی ہے۔ اس کا ثبوت ضروریات دین سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔	۳۱۶
جو ایسے کافروں کے ساتھ اسی عالم استہزاء و توہین میں بخوشی بیٹھے انھیں کے جیسا ہوگیا۔	۳۱۱	کلمہ کفر صادر ہو تو تجدید نکاح ضروری ہے۔	۳۱۶
سنت پڑھنے والے کو مشرک کہنے والے، نماز میں التحیات ودرود کو بے سند بتانے والے، نماز جنازہ کو قرآن سے ثابت نہ ماننے والے کے بارے میں ایک سوال۔	۳۱۲	نکاح کے لئے گواہ اور رشتہ دار مثلاً بیٹا بیٹی ہوں وہ بھی کافی ہے۔	۳۱۶
مطلقاً حدیث شریف کا منکر کافر ہے۔ اس مضمون کی آیات۔	۱۳۲	قتل کے بعد تین روز تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نعش مبارک کے بے گوروکفن پڑا رہنا رافضیوں کا افتراء ہے۔	۳۱۷
ان احکام مشہورہ متواترہ کا بیان جن کا صریح تذکرہ قرآن میں نہیں ہے۔	۳۱۳	یہ کہنا کہ شہادت کے بعد کتوں نے ٹانگ چبا ڈالی تھی دروغ بے فروغ ہے۔	۳۱۷
قرآن کا منزل من اللہ ہونا بھی حدیث ہی سے ثابت ہے۔	۳۱۳	آیات قرآنی کا انکار کفر ہے۔	۳۱۸
عبارت "حفظ الایمان" کی ایک غلط تاویل کارد۔	۳۱۴	نہ ماننے کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آیت سن کر اس کے خلاف عمل کرے۔ انکار نہ کرے تو یہ کفر نہیں۔	۳۱۸
اللہ تعالٰی پر لفظ سخی، داتا کا اطلاق شرعاً ممنوع ہے۔	۳۱۴	علی الاعلان گناہ کبیرہ کرنے والا فاسق معلن ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔	۳۱۸
کلام صریح میں تاویل نامقبول ہے۔	۳۱۵	بتوں کا جلوس گھرلانے پر ان کا شکریہ ادا کرنا، قشقہ کھنچوانا، معبودان باطل کی جے بولنی، اور جنھوں نے ان کے جلوس کے ساتھ گشت کی قریب بہ کفر ہوئے۔	۳۱۸
کفر کرنے والا اعمال صالحہ کرنے کی وجہ سے کفر سے نہ بچے گا۔	۳۱۵	راضی بہ کفر ہونے کی ایک صورت اور اس کا شرعی حکم۔	۳۱۹

فہرست ضمنی مسائل

اسماء الرجال		مشرکین مکہ نے حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ابتداع کی تہمت رکھی تھی۔	۱۵۲
محمد عابدین، سلطان محمود خاں مرحوم کے عہد میں انھیں کی طرف سے دمشق اور تمام دیار شام کے مفتی اعظم تھے۔	۱۴۵	قرآن مجید نے حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب پر چڑھائے جانے کی تکذیب کی۔	۱۵۸
حکم نے مقسم سے صرف چار حدیثیں سنیں۔	۵۰۳	زمانہ صحابہ سے برابر علماء کرام خلفاء وملوک کو علیحدہ کرتے آئے ہیں حتی کہ خود سلاطین اسی کے پابند رہے۔	۱۷۵
حسن بن عمارہ متروک ہے۔	۵۰۳	کفار تاتار کے دست ظلم سے محروم ۶۵۶ھ میں جامہ خلافت تارتار ہوگیا تو علماء نے فرمایاکہ ساڑھے تین برس تک خلافت منقطع رہی حالانکہ اس وقت بھی قاہر سلطنتیں موجود تھیں۔	۱۷۵
لحیوۃ نے زہری سے کوئی حدیث نہیں سنی۔	۵۰۳	مصر کے سلطان بیبرس کا لقب ملک ظاہر تھا۔	۱۷۵
یزید علیہ مایستحقہ باجماع اہلسنت فاسق وفاجر اور جری علی الکبائر تھا۔	۵۹۱	خلیفہ مستعصم باللہ ۱۴ صفر بروز چہار شنبہ ۶۵۶ھ کو شہید ہوئے۔	۱۷۶
تاریخ وتذکرہ		۱۳رجب کو مستنصر باللہ خلیفہ مقرر ہوئے۔	۱۷۶
اخرجوا الیہود والنصارٰی پر عمل دور فاروقی میں ہوا۔	۱۳۸	مصر میں قائم شدہ خلافت جواڑھائی سوبرس تک رہی خود سلطان کی قائم کردہ تھی۔	۱۷۶
قرامطہ، عبیدیہ اور نجدیہ کا جبری تسلط کسی خلیفہ یا سلطان کی اجازت سے نہ تھا۔	۱۳۸	مقتدر باللہ کو تیرہ برس کی عمر میں ۲۹۶ھ میں خلافت ملی۔	۱۷۶
عدن اور جدہ میں نصارٰی کا قیام اواخر سلطنت ترک سے ہے۔	۱۳۸	مملکت ہند کے متشرع سلاطین نے بھی عباسی قرشی خلفاء سے اپنے نام پروانہ سلطنت طلب کیا۔	۱۷۷
قرامطہ حجر اسود کھود کر لے گئے جو بیس برس بعد واپس ہوا، نجدیوں کی ضرب سے اس میں شق آگیا۔	۱۳۸	بادشاہ ہند غیاث الدین احمد شاہ بن اسکندر شاہ نے خلیفہ مستعین باللہ سے اپنے لئے پروانہ تقرر سلطنت مانگا۔	۱۷۷
میاں عبدالماجد بدایونی نے ہزاروں کے مجمع میں گاندھی کو مذکر مبعوث من اللہ کہا۔	۱۴۹	مصر کی عباسی خلافت کا سلسلہ کب شروع ہوا۔	۱۷۷

کتابی کافر سے قربانی کا ذبح کرانا مکروہ ہے۔	۵۶۷	گمراہوں کے عیوب بیان کرنا کہ لوگ اس سے بچیں غیبت نہیں۔	۶۱۲
ایسے کلمہ گویوں کا حکم جو غیر مسلموں کی خوشنودی کے لئے از خود قربانی گاؤ بند کرنے کا اعلان کریں۔	۵۶۸	حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نور عرش اللہ کہنا جائز ہے۔	۶۱۵
گائے بھیڑ بکری اونٹ وغیرہ کی قربانی میں مسلمان منجانب شریعت مختار ہیں مگر مخالفان اسلام کی خاطر شعائر اسلام بند کرنے کا کسی وقت مسلمانوں کو اختیار نہیں۔	۵۷۳	حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فقیر کہنا جائز نہیں۔	۶۲۶
ہندوستان میں گائے کی قربانی قائم رکھنا واجب ہے اور ہندو مسلم اتحاد کی ناپاک مصلحت کے لئے اس کا چھوڑنا حرام ہے۔	۵۷۳	حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بیچارہ کہنا حرام ہے۔	۶۲۶
مسئلہ کا حکم اور اہل اسلام کے خلاف شرع افعال کی قدر تشریح۔	۵۷۴	امام مالک کا مسلک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر لفظ یتیم کا اطلاق جائز نہیں۔	۶۲۷
اللہ تعالٰی کے واسطے نیت کرکے پھرنا معیوب ہے۔	۵۷۷	بلاوجہ شرعی بغض اور اس کے موافق عمل فسق ہے۔	۶۳۷
محض خوشنودی اہل ہنود کے لئے قربانی بجائے تین دن کے ایک دن مقرر کرنا حرام ہے۔	۵۷۷	امامین کریمین کے فضائل ومناقب بیان کرنا چاہئیں مگر ایسے اور اس طرح نہیں کہ خستگی اور بیچارگی ظاہر ہو۔	۶۴۰
کفار کے میلہ میں شرکت کرنا حرام ہے۔	۵۸۳	حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کو ناقص کہنا بے ادبی ہے۔	۶۴۰
ظہور فتن کے وقت علماء پر حق کا ظاہر کرنا ضروری ہے۔	۵۸۹	سماع جو منکرات شرعیہ سے خالی ہو مباح بلکہ مستحب ہے۔	۶۴۴
یزید کو پلید کہنا جائز ہے رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہنا منع ہے۔	۶۰۳	مزامیر حرام ہیں۔	۶۴۴
بلاوجہ شرعی مسلمان کو یزید کہنا گناہ ہے۔	۶۰۴	خدا کے بعد عالم کا درجہ، یہ کفر بھی ہوسکتا ہے اور کلمہ ایمان بھی۔	۶۴۵
مسلمان کی توبہ کا دوسرے مسلمانوں کو قبول کرنا واجب ہے۔	۶۰۸	حجام کے کام کی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف غلط ہے۔	۶۴۶
بدگمانی گناہ ہے۔	۶۰۹	آدم علیہ السلام کو کپڑا بننا سکھایا، داؤد علیہ السلام لوہے سے زرہ بناتے، لیکن ان افعال کے انبیاء علیہم السلام کی طرف نسبت کرنے کی صورتیں اور ان کا حکم۔	۶۴۶
مرشد حق کی قدم بوسی جائز، سجدہ ممنوع ہے۔	۶۱۱		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

کتاب السّیر

مسئلہ ا: از بریلی پرانا شہر محلّہ سیلانی مسئولہ مستقیم نداف یکم ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے تین بیٹے ہیں، ایک مرضِ مرگی میں مبتلا ہے، دوسرا بیٹا جوان گھر سنبھالو، اگر وہ نہ ہوں تو زید اور اس کی اہلیہ دوسروں کے محتاج ہو جائیں کیونکہ ضعیفی کا عالم ہے، بڑا بیٹا بعزمِ ہجرت کابل وداع ہوتا ہے کل کی تاریخ میں، اور اس کی بیوی سال بھر کی بیاہی پورے دن امید کے ہیں، اور اس کو بھی چھوڑے جاتا ہے۔ جو حکم قرآن و حدیث شریف کا ہو اس میں ہر گز انکار نہیں۔

الجواب:

اس صورت میں کابل کی ہجرت اسے جائز نہیں، حدیث میں ہے:

کفی بالمرء اثما ان یضیع من یقوت[1] واللہ تعالٰی اعلم۔	کسی آدمی کے گنہگار ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ اسے ضائع کردے جس کی روزی اس کے ذمہ تھی۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

[1] سنن ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۳۸، مسند احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۲/ ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۶۰، المعجم الکبیر حدیث ۱۳۴۱۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۳۸۲

مسئلہ ۲: از لاہور محلہ سادھواں مرسلہ میاں تاج الدین خیاط ۱۳ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ہجرت کے احکاموں اور شرائط کا استعمال کس صورت میں ہونا چاہئے؟

الجواب:

دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف ہجرت فرض ہے،

قال الله تعالٰی "اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ؕ فَاُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا ۙ﴿۹۷﴾"[1]	اللہ تعالٰی نے فرمایا: وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کاہے میں تھے کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے، کہتے ہیں کہ اللہ تعالٰی کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے، تو ایسوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور بہت بری جگہ پلٹنے کی۔ (ت)

ہاں اگر حقیقۃً مجبور ہو تو معذور ہے،

قال الله تعالٰی "اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ﴿۹۸﴾ فَاُولٰٓىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۹۹﴾"[2]	اللہ تعالٰی نے فرمایا: مگر وہ جو دبالئے گئے مرد اور عورتیں اور بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے اور نہ راستہ جانیں، تو قریب ہے اللہ ایسوں کو معاف فرمائے اور اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے۔ (ت)

اور دار الاسلام سے ہجرت کا حکم نہیں،

قال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم لاهجرة بعد الفتح[3]۔	حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: فتح (مکہ) کے بعد ہجرت نہیں۔ (ت)

ہاں اگر کسی جگہ کسی عذر خاص کے سبب کوئی شخص اقامت فرائض سے مجبور ہو تو اسے اس جگہ کا بدلنا واجب اس مکان میں معذوری ہو تو مکان بدلے، محلّہ میں معذوری ہو تو دوسرے محلّہ میں چلا جائے، بستی میں معذوری ہو تو دوسرے بستی میں جائے۔ مدارک التنزیل میں ہے:

والاٰیة تدل علی ان من لم یتمکن	یہ آیت مبارکہ اس پر دال ہے کہ جب کوئی شخص کسی شہر

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۹۷

[2] القرآن الکریم ۴/ ۹۸، ۹۹

[3] کنز العمال حدیث ۱۵۰۵۴ مؤسسة الرسالة بیروت ۶/ ۱۰۹

من اقامة دینه فی بلد کما یجب وعلم انه یتمکن من اقامته فی غیرہ حقت علیه المهاجرة وفی الحدیث "من فر بدینه من ارض وان کان شبرا من الارض استوجبت له الجنة" وکان رفیق ابیه ابراهیم ونبیه محمد صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم [1]۔	میں اقامتِ دین پر اس طرح قادر و متمکن نہیں جیسا کہ لازم ہے اور وہ محسوس کرتا ہے کہ دوسرے شہر میں اقامت پر قادر ہو جائے گا تو اس پر وہاں ہجرت کرنا لازم ہو جائیگا، اور حدیث میں ہے کہ جو شخص دین کی خاطر ایک جگہ سے دوسرے جگہ بھاگا خواہ وہ ایک بالشت ہی کیوں نہ ہو اس کے لئے جنت لازم ہو جاتی ہے اور وہ اپنے جدِّ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سنگت پائے گا۔ (ت)

ہندوستان دارالحرب نہیں دارالاسلام ہے، کما حققناہ فی فتوٰنا اعلام الاعلام (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے فتوٰی اعلام الاعلام میں کی ہے۔ت) واللہ اعلم۔

---

[1] مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت آیت ۴/ ۹۷ دارالکتاب العربی بیروت ۱/ ۲۴۶

رسالہ
اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام ۱۳۶۵ھ
(علم کے پہاڑوں کا اعلان کہ بیشک ہندوستان دارالاسلام ہے)

مسئلہ ۳تا۵: از بدایوں محلّہ براہم پورہ مرسلہ مرزا علی بیگ صاحب ۱۲۹۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) ہندوستان دارالحرب ہے یادارالاسلام؟

(۲) اس زمانہ کے یہود و نصارٰی کتابی ہیں یا نہیں؟

(۳) روافض وغیرہم مبتدعین کہ کفارہ داخل مرتدین ہیں یا نہیں؟ جواب مفصل بدلائل عقلیہ ونقلیہ مدلل درکار ہے؟ **بینوا توجروا۔**

جواب سوالِ اول

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ بلکہ علمائے ثلٰثہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کے مذہب پر ہندوستان دارالاسلام ہے ہر گز دارالحرب نہیں کہ دارالاسلام کے دارالحرب ہو جانے میں جو تین باتیں ہمارے امام اعظم امام الائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک درکار ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہاں احکام شرک علانیہ جاری ہوں اور شریعتِ اسلام کے احکام و شعائر مطلقاً جاری نہ ہونے پائیں اور صاحبین کے نزدیک اسی قدر کافی ہے مگر یہ بات بحمد اللہ یہاں قطعاً موجود نہیں اہل اسلام جمعہ وعیدین واذان واقامت ونماز باجماعت وغیرہا شعائر شریعت بغیر مزاحمت علی الاعلان ادا کرتے ہیں۔ فرائض، نکاح، رضاع، طلاق، عدۃ، رجعت، مہر، خلع، نفقات، حضانت، نسب، ہبہ،

وقف، وصیت، شفعہ وغیرہا، بہت معاملات مسلمین ہماری شریعت غرا بیضاء کی بنا پر فیصل ہوتے ہیں کہ ان امور میں حضرات علماء سے فتوٰی لینا اور اسی پر عمل وحکم کرنا حکام انگریزی کو بھی ضرور ہوتا ہے اگرچہ ہنود و مجوس و نصارٰی ہوں اور **بحمد اللہ** یہ بھی شوکت وجبروت شریعت علیہ عالیہ اسلامیہ اعلی اللہ تعالٰی حکمہا السامیہ ہے کہ مخالفین کو بھی اپنی تسلیم اتباع پر مجبور فرماتی ہے **والحمدللہ رب العالمین**، فتاوٰی عالمگیریہ میں سراج وہاج سے نقل کیا:

اعلم ان دارالحرب تصیردار الاسلام بشرط واحد وھو اظھار حکم الاسلام فیھا[1]۔	جان لو کہ بیشک دارالحرب ایک ہی شرط سے دارالاسلام بن جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہاں اسلام کا حکم غالب ہو جائے (ت)

پھر سراج وہاج سے صاحب المذھب سیدنا و مولٰنا محمد بن الحسن قدس سرہ الاحسن کی زیادات سے کہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے نقل کیا:

انما تصیر دار الاسلام دارالحرب عندابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی بشروط ثلاثۃ، احدھا اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتھار وان لایحکم فیھا بحکم الاسلام، ثم قال و صورۃ المسئلۃ ثلاثۃ اوجہ اما ان یغلب اھل الحرب علی دار من دورنا او ارتد اھل مصر غلبوا واجروا احکام الکفر او نقض اھل الذمۃ العھد و تغلبوا علی دارھم ففی کل من ھذہ الصور لاتصیر دار حرب الابثلاثۃ شروط، وقال ابویوسف ومحمد رحمھما اللہ تعالٰی بشرط واحد وھو اظھار احکام الکفر وھو القیاس الخ[2]	امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک دارالاسلام تین شرائط سے دارالحرب ہوتا ہے جن میں ایک یہ کہ وہاں کفار کے احکام اعلانیہ جاری کئے جائیں اور وہاں اسلام کا کوئی حکم نافذ نہ کیا جائے، پھر فرمایا اور مسئلہ کی صورت تین طرح ہے اہلِ حرب ہمارے علاقہ پر غلبہ پالیں یا ہمارے کسی علاقہ کے شہری مرتد ہو کر وہاں غلبہ پالیں اور کفر کے احکام جاری کردیں یا وہاں ذمی لوگ عہد کو توڑ کر غلبہ حاصل کرلیں، تو ان تمام صورتوں میں وہ علاقہ تین شرطوں سے دارالحرب بن جائے گا وہ یہ کہ احکام کفر اعلانیہ غالب کردئے جائیں۔ یہی قیاس ہے الخ (ت)

درر غرر ملاخسرو میں ہے:

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب الخامس فی استیلاء الکفار نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۲

[2] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب الخامس فی استیلاء الکفار نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۲

دارالحرب، اسلامی احکام جاری کرنے مثلاً جمعہ اور عیدین وہاں ادا کرنے پر دارالاسلام بن جاتا ہے اگرچہ وہاں کوئی اصلی کافر بھی موجود ہو اور اس کا دارالاسلام سے اتصال بھی نہ ہو یوں کہ اس کے اور دارالاسلام کے درمیان کوئی دوسرا حربی شہر فاصل ہو الخ، یہ علامہ خسرو کے الفاظ ہیں، اور مجمع الانہر میں شیخی زادہ نے اس کی پیروی کی ہے، اور مولٰی غزی نے تنویر میں اس کی اتباع کی، اور مدقق علائی نے در میں اس کو ثابت رکھا، پھر طحطاوی اور شامی نے اپنے اپنے حاشیہ میں اسکی اقتدا کی۔ (ت)	دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء احکام الاسلام فیہا کاقامۃ الجمعۃ والاعیاد وان بقی فیہا کافر اصلی ولم یتصل بدار الاسلام بان کان بینہا وبین دار الاسلام مصر اٰخر لاھل الحرب[1] الخ ھذا لفظ العلامۃ خسرو واثرہ شیخی زادہ فی مجمع الانھر، وتبعہ المولی الغزی فی التنویر، واقرہ المدقق العلائی فی الدر، ثم الطحطاوی والشامی اقتدیا فی الحاشیتین۔

جامع الفصولین سے نقل کیا گیا:

امام صاحب کے ہاں دارالحرب کا علاقہ اسلامی احکام وہاں جاری کرنے سے دارالاسلام بن جاتا ہے تو جب تک وہاں اسلامی احکام باقی رہیں گے وہ علاقہ دارالاسلام رہے گا، یہ اس لئے کہ حکم جب کسی علت پر مبنی ہو تو جب تک علت میں سے کچھ پایا جائے تو اس کی بقاء سے حکم بھی باقی رہتا ہے جیسا کہ معروف ہے۔ ابوبکر شیخ الاسلام نے اصل (مبسوط) کے سیر کے باب کی شرح میں یونہی ذکر فرمایا ہے، اھ، فصول عمادیہ سے منقول ہے کہ دارالاسلام جب تک وہاں احکام اسلام باقی رہیں گے تو وہ دارالحرب نہ بنے گا اگرچہ وہاں اہلِ اسلام کا غلبہ ختم ہو جائے، امام ناصر الدین کی منشور سے منقول ہے کہ دارالاسلام صرف اسلامی	لہ ان ھذہ البلدۃ صارت دار الاسلام باجراء احکام الاسلام فیہا فما بقی شیئ من احکام دار الاسلام فیہا تبقی دار الاسلام علی ما عرف ان الحکم اذا ثبت بعلۃ فما بقی شیئ من العلۃ یبقی الحکم ببقائہ، ھکذا ذکر شیخ الاسلام ابوبکر فی شرح سیر الاصل انتھی،[2] وعن الفصول العمادیۃ ان دار الاسلام لا یصیر دار الحرب اذا بقی شیئ من احکام الاسلام وان زال غلبۃ اھل الاسلام وعن منشور الامام ناصر الدین دار الاسلام انما

[1] درر غرر کتاب الجہاد باب المستامن مطبع احمد کامل مصر ۱/ ۲۹۵

[2] جامع الفصولین الفصل الاول فی القضاء اسلامی کتب خانہ کراچی ص ۱۲

صارت دارالاسلام باجراء الاحکام فمابقیت علقة من علائق الاسلام یترجح جانب الاسلام[1] وعن البرھان شرح مواھب الرحمٰن لایصیر دارالحرب مادام فیه شیئ منها بخلاف دارالاسلام لانا رجحنا اعلام الاسلام واحکام اعلام کلمة الاسلام[2] وعن الدر المنتقٰی لصاحب الدرالمختار دارالحرب تصیر دارالاسلام باجراء بعض احکام الاسلام[3]۔	احکام جاری کرنے سے بنتا ہے تو جب تک وہاں اسلام کے متعلقات باقی ہیں تو وہاں اسلام کے پہلو کو ترجیح ہوگی۔اور برہان شرح مواہب الرحمٰن سے منقول ہے کوئی علاقہ اس وقت تک دارالحرب نہ بنے گا جب تک وہاں کچھ اسلامی احکام باقی ہیں، کیونکہ اسلامی نشانات کو اور کلمہ اسلام کے نشانات کے احکام کو ہم ترجیح دیں گے، دارالاسلام کا حکم اسکے خلاف ہے۔صاحب درمختار کی المنتقٰی سے منقول ہے کہ دارالحرب میں بعض اسلامی احکام کے نفاذ سے دارالاسلام بن جاتا ہے۔(ت)

شرح نقایہ میں ہے:

لاخلاف ان دارالحرب تصیردارالاسلام باجراء بعض احکام الاسلام فیھا[4]۔	بلااختلاف دارالحرب وہاں بعض اسلامی احکام کے نفاذ سے وہ دارالاسلام بن جاتا ہے(ت)

اور اسی میں ہے:

وقال شیخ الاسلام والامام الاسبیجابی ای الدار محکومة بدارالاسلام ببقاء حکم واحد فیھا کمافی العمادی وغیرہ[5]۔	شیخ الاسلام اور امام اسبیجابی نے فرمایا: کسی بھی علاقہ میں کوئی ایک اسلامی حکم بھی باقی ہو تو اس علاقہ کو دارالاسلام کہا جائے گا، جیسا کہ عمادی وغیرہ میں ہے۔(ت)

پھر اپنے بلاد اور وہاں کے فتن و فساد کی نسبت فرماتے ہیں:

فالاحتیاط یجعل ھذہ البلاد دارالاسلام والمسلمین وان کانت للملاعین والید فی الظاھر	احتیاط یہی ہے کہ یہ علاقہ دارالاسلام والمسلمین قرار دیا جائے، اگرچہ وہاں ظاہری طور پر شیطانوں کا

[1] الفصول العمادیة

[2] البرھان شرح مواہب الرحمان

[3] الدر المنتقی علی ہامش مجمع الانہر کتاب السیر داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۳۴

[4] جامع الرموز کتاب الجہاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/ ۵۵۶

[5] جامع الرموز کتاب الجہاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/ ۵۵۷

لھؤلاء الشیطین ربنا لاتجعلنا فتنۃ للقوم الظلمین ونجنا برحمتك من القوم الکٰفرین کمافی المستصفی وغیرہ[1]۔	قبضہ ہے، اے ہمارے رب! ہمیں ظالموں کے لئے فتنہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں سے نجات عطافرما، جیسا کہ مستصفٰی وغیرہ میں ہے۔ (ت)

درر غرر و تنویر الابصار و در مختار و مجمع الانہر وغیرہا میں کہ شرطِ اول کو صرف بلفظ اجرائے احکام الشرک سے تعبیر کیا وہاں بھی یہ ہی مقصود کہ اس ملک میں کلیۃً احکام کفر ہی جاری ہوں نہ یہ کہ مجرد جریان بعض کفر کافی ہے اگرچہ ان کے ساتھ بعض احکام اسلام بھی اجراء پائیں۔

فی الحاشیۃ الطحطاویۃ علی الدر المختار قولہ باجراء احکام اھل الشرك ای علی الاشتھار وان لایحکم فیھا بحکم اھل الاسلام، ہندیۃ وظاھرہ انہ لو اجریت احکام المسلمین واحکام اھل الشرك لا تکون دارحرب انتھی[2]۔	در مختار کے حاشیہ طحطاوی میں ہے **قولہ باجراء احکام اھل الشرک** (اس کا قول کہ اہل شرک کے احکام کے اجراء سے دارالحرب بن جاتا ہے) سے مراد یہ ہے کہ وہاں اعلانیہ احکامِ شرک نافذ کئے جائیں اور اہل اسلام کا کوئی حکم بھی نافذ نہ ہو، ہندیہ میں یوں ہے کہ اس سے ظاہر ہے کہ اگر وہاں احکامِ شرک اور احکامِ اسلام دونوں نافذ ہوں تو دارالحرب نہ ہوگا اھ۔ (ت)

اور اسی طرح حاشیہ شامیہ میں نقل کرکے مقرر رکھا،

اقول: وباللہ التوفیق والدلیل علی ذٰلك امران الاول قول محمد وھوالطراز المذھب انھا تصیر دارحرب عندالامام بشرائط ثلث احدھا اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتھار وان لایحکم فیھا بحکم الاسلام فانظر کیف زادالجملۃ الاخیرۃ ولم یقتصر علی الاولی فلولم یفسر کلامھم بماذکرنا لکان کلام الامام	**اقول:** وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے) اس پر دلیل دو ۲ چیزیں ہیں: ۱ اول یہ کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی جو مذہب کے ترجمان ہیں ان کا یہ قول کہ وہ علاقہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک تین شرطوں سے دارالحرب بنتا ہے ان میں سے ایک یہ کہ وہاں کفار کے احکام اعلانیہ جاری کئے جائیں اور کوئی اسلامی حکم نافذ نہ ہو، تو غور کرو کہ انہوں نے آخری جملہ کیسے زائد فرمایا اور صرف پہلے جملہ پر اکتفاء نہ فرمایا، اگر فقہاء کا کلام ہمارے ذکر کردہ بیان سے واضح نہ بھی کیا جائے تو صرف

[1] جامع الرموز کتاب الجہاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/ ۵۵۷

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الجہاد فصل فی استیمان الکافر دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۴۶۰

قاضیا علیهم وناهیك به قاضیا عدلا، فالثانی ان هٰؤلاء العلماء هم الذین قالوا فی دارالحرب انها تصیر دارالاسلام باجراء احکام الاسلام فیها فاما ان تقولوا هٰهنا ایضا انها تصیردار الاسلام باجراء بعض احکام الاسلام ولومع جریان بعض احکام الکفر فعلی هذا ترفع المباینة بین الدارین اذکل دارتجری فیها الحکمان مع استجماع بقیة شرائط الحربیة تکون دارحرب واسلام جمیعا لصدق الحدین معًا وکذا لواردت الخلوص والتمحض فی کل الموضعین یعنی ان دارالحرب مایجری فیها احکام الشرك خالصة ودارالاسلام مایحکم فیها باحکام الاسلام محضة فعلی هذا تکون دارالتی وصفناهالك واسطة بین الدارین ولم یقل به احد، واماان ترید التمحض فی المقام الثانی دون الاول فهذا یخالف ماقصده الشارع من اعلاء الاسلام وبنی العلماء کثیرا من الاحکام علی ان الاسلام یعلوولایعلی، علی انه یلزم ان تکون دورالاسلام	امام صاحب کا کلام ہی فیصلہ کن ہے تجھے یہی فیصلہ کن کلام کافی ہے۔ [2] دوسری چیز یہ کہ یہی وہ علماء کرام ہیں جنھوں نے دارالحرب کے متعلق فرمایا کہ وہ دارالاسلام بن جاتا جب اس میں اسلامی احکام جاری کئے جائیں، تو اگر یہاں بھی وہ بعض اسلامی احکام مراد لیں (جس طرح کہ دارالحرب کے لئے کفار کے بعض احکام تم نے مراد لئے) تو جب بعض اسلامی احکام کے ساتھ کچھ احکام کفار ہوں گے تو اس سے دارالحرب اور دارالاسلام کے درمیان فرق ختم ہو جائے گا، کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک میں دونوں قسم کے حکم پائے جائیں گے اگرچہ کفار کے احکام زائد ہوں تو لازم آئے گا کہ ہر ایک دار الحرب اور دارالاسلام بھی ہو کیونکہ دونوں پر ہر ایک کی تعریف صادق آئے گی، اگر تم یہاں یہ مراد لو کہ ہر دار میں اس کے تمام احکام وہاں نافذ ہوں اور ایک دوسرے کے احکام سے خالی ہوں یعنی دارالحرب وہ ہے جس میں تمام احکام خالص کفر کے ہوں اور دارالاسلام وہ ہے جس میں خالص اسلامی احکام ہوں، تو اس سے لازم آئے گا کہ جس دار کی بحث ہو رہی ہے وہ دونوں داروں میں واسطہ کہلائے گا یعنی وہ نہ دارالاسلام ہو نہ دارالحرب ہو، حالانکہ ایسے دار کا کوئی بھی قائل نہیں، اگر تم یہ مراد لو کہ ثانی یعنی دارالاسلام میں تو خالص اسلامی ہوں اور دوسرے یعنی دارالحرب میں خالص ہونا ضروری نہیں تو اس سے شارع کا مقصد اعلاء کلمہ اسلام اور اس کی ترجیح فوت ہو جائیگی جو شارع کے مقصد کے خلاف ہے جبکہ علماء نے بہت سے احکام "الاسلام یعلوولایعلٰی" (اسلام

باسرها دور حرب على مذهب الصاحبين اذااجرى فيها شيئ من احكام الكفر او حكم فيها بعض مالم ينزل الله سبحٰنه وتعالٰى وهو معلوم مشاهد فى هذه الامصار بل من قبلها بكثير حيث فشاالتهاون فى الشرع الشريف وتقاعد الحكام عن اجراء احكامه وترقى اهل الذمة على خلاف مراد الشريعة عن ذل ذليل الى عزجليل اعطوامناصب رفيعة ومراتب شامخة منيعة حتى استعلواعلى المسلمين ورحم الله للقائل كمانقل المولى الشامى۔

حبابنانوب الزمان كثيرة
وامرّمنهارفعة السفهاء
فمتى يفيق الدهر من سكراته
وأرى اليهود بذلة الفقهاء[1]

وكذلك ارتضى بعض الظلمة من حكام الجور بعض البدعات التى خرقها ائمة الكفر فاجروها فى بلادهم كتحليف الشهود و الزام المصادرات والمكوس ووضع الوظائف الباطلة على الاموال والنفوس الى غير ذٰلك من الاحكام الباطلة ويسلم هذاالامر الفظيع من اشنع الشنائع الهائلة فوجب القول بان المراد

غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا) کے قاعدہ پر مبنی قرار دئے ہیں، علاوہ ازیں یہ بھی لازم آئے گا کہ تمام دارالاسلام صاحبین کے مذہب پر دارالحرب قرار پائیں جبکہ ان میں کچھ احکامِ کفر پائے جاتے ہوں یااللہ تعالٰی کے نازل کردہ حکم کے خلاف وہاں حکم نافذ پائے جاتے ہوں جیسا کہ آج کے دور میں مشاہدہ ہے بلکہ قبل ازیں بھی ایسا رہاہے جب سے شریعت کے بارے میں سستی ظاہر ہوئی اور مسلمان حکام نے شرعی احکام کے نفاذ سے رو گردانی کر رکھی ہے، اور ذمی حضرات کو ترقی ملی ہے کہ خلافِ شرع ذلیل کی ذلت سے نکل کر بڑی عزت پارہے ہیں جن کو مسلمان حکمرانوں نے بلند منصب اور محفوظ مراتب عطا کر رکھے ہیں یہاں تک کہ وہ مسلمانوں پر تعلی کرنے لگے ہیں، اللہ تعالٰی ایک قائل پر رحم فرمائے جس کا کلام مولانا شامی نے نقل کیا ہے۔ (شعر کا ترجمہ)

"دوستو! زمانہ کے مصائب کثیر ہیں، ان میں سے سخت ترین بیوقوف لوگوں کا اقتدار ہے، توکب زمانے کا نشہ ختم ہوگا جبکہ ملک یہودی بن کر فقہاء کی ذلت گاہ بن چکا ہے"۔ اور جیسا کہ بعض ظالم حکمرانوں نے کافر لیڈروں کی جاری کردہ کئی بدعات کو پسند کرتے ہوئے اپنے ملکوں میں جاری کردیا مثلاً گواہوں سے حلف لینا، اور ٹیکس، چونگیاں اور لوگوں کے اموال اور نفوس پر باطل قسم کے محصولات لاگو کردئے، یہ پریشان کن برے معاملات مسلمان ملکوں میں ماننے پڑیں گے لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے مقام یعنی دارالحرب میں خالص مکمل احکام کفر ہوں اور دوسرے یعنی دارالاسلام میں ایسانہ ہو جبکہ یہی مدعٰی ہے، تواس سے

[1] ردالمحتار کتاب الجهاد داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۷۵

فی المقام الاول ھو الخلوص والتمحض دون الثانی وھو المقصود، وبھذا تبین ان الدار التی تجری فیھا الحکمان شیئ من ھذا وشیئ من ھذا کدارنا ھٰذہ لا تکون دارحرب علی مذھب الصاحبین ایضا لعدم تمحض احکام الشرك فمن الظن ماعرض لبعض المعاصرین من بناء نفی الحربیة علی الھند علی مذھب الامام فقط فتوھم انه لایستقیم علی مذھب الصاحبین واخطر الی تطویل الکلام بما کان فی غنی عنه واشد سخافة واعظم شناعة مااعترٰی بعض اجلة المشاھیر من الذین ادرکنا عصرھم اذحاولو انفی الحربیة عن بلادنا بناء علی عدم تحقق الشرط الثانی اعنی الاتصال بدار الحرب ایضًا فقالوا معنی الاتصال ان تکون محاطة بدار الحرب من کل جھة ولاتکون فی جانب بلدة اسلامیة وھو غیر واقع فی بلاد الھند اذجانبھا الغربی متصل بملك الافاغنة کفشاور وکابل وغیرھما من بلاد دار الاسلام۔

اقول: یالیته تفکر فی معنی الثغور اونظر الی فضائل المرابطین فتأمل فی معنی الرباط اوعلم ان مکة والشام والطائف وارض حنین وبنی المصطلق و غیرھا کانت دارحرب علی عھد النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم مع اتصالھا بدار الاسلام قطعًا اوفھم

واضح ہوگیا کہ وہ دار جس میں دونوں قسم کے احکام کچھ کفر کے اور کچھ اسلام کے پائے جائیں جیسا کہ ہمارا یہ ملک ہے، صاحبین کے مذہب پر بھی دارالحرب نہ ہوگا کیونکہ یہاں خالص محض احکام کفر نہیں ہیں تو ہمارے بعض معاصرین کا یہ گمان کہ ہندوستان سے دارالحرب کی نفی کی بنیاد صرف امام صاحب کامذہب ہے، اس کا وہم ہے کہ صاحبین کے مذہب پر درست نہیں ہے اس نے طویل کلام کیا جبکہ اس کی ضرورت نہیں تھی، کمزور ترین اور سب سے خطرناک موقف وہ ہے جو ہمارے زمانہ کے مشہور اجلہ حضرات کو لاحق ہوا ہے کہ انہوں نے ہمارے اس ملک سے دارالحرب کی نفی کی بنیاد شرط ثانی یعنی کسی دارالحرب سے اتصال کے نہ پائے جانے کو قرار دیا ہے اور انھوں نے اتصال کا معنی لیا ہے کہ چاروں طرف سے دارالحرب میں گھرا ہوا ہو اور کسی طرف سے دارالاسلام سے نہ ملا ہوا ہو چونکہ اتصال کا معنٰی ہندوستان میں نہیں پایا جاتا لہٰذا یہ دارالحرب نہ ہوگا کیونکہ ہندوستان غربی جانب سے افغانوں کے ملک پشاور اور کابل وغیرہ دارالاسلام سے ملا ہوا ہے،

اقول: (میں کہتا ہوں کہ) کاش وہ سرحدوں کے معنٰی پر غور کرلیتے، یا اسلامی سرحدوں کی نگرانی کی فضیلت کو دیکھتے ہوئے رباط کے معنی پر غور کرلیتے یا یہ معلوم کرلیتے کہ مکہ، شام، طائف، حنین، اور بنی مصطلق کے علاقے وغیرہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک زمانہ میں دارالحرب تھے حالانکہ ان سب کا دارالاسلام سے اتصال تھا، یا یہی سمجھ لیتے

ان الامام کلما فتح بلدۃ من بلاد الکفار واجری فیہا احکام الاسلام صارت دارالاسلام والتی تلیہا من البلاد تحت حکم الکفار دارحرب کما کانت اوتفطن ان لوصح ماقالہ لاستحال ان یکون شیئ من دیار الکفر دارحرب الاان یفصل بینہا وبین الحدود الاسلامیۃ البحار والمفاوز ولم یقل بہ احد، وذلک لانہ کلما حکمت علی بلدۃ بانہا دارحرب سألنا عما یحیطہا من البلاد فان کان فیہا من بلاد الاسلام کانت الاولی ایضا دارالاسلام لعدم الاتصال بالمعنی المذکور والانقلنا الکلام الی مایلاصقہا حتی ینتھی الی بلدۃ من بلاد الاسلام فتصیر کلہا دارالاسلام لتلازق بعضہا ببعض اولاتکون فی تلک الجھۃ بلدۃ اسلامیۃ الی منقطع الارض، وبالجملۃ ففساد ھذا القول اظھر من ان یخفی وانما منشؤہ القیاس الفاسد وذٰلک ان الشرط عندالامام فی صیرورۃ بلدۃ من دار الاسلام دارالحرب ان لاتکون محاطۃ بدار الاسلام من الجھات الاربع وذٰلک لان غلبۃ الکفار اذن علی شرف الزوال فلاتخرج بہ	کہ مسلمان امام جب کفار کے کسی علاقہ کو فتح کرکے وہاں اسلامی احکام جاری کردیتا تو وہ علاقہ دارالاسلام بن جاتا ہے جبکہ اس سے متصل باقی علاقے جو کفار کے قبضہ میں بدستور ابھی تک موجود ہیں وہ پہلے کی طرح دارالحرب ہیں، یاان کو سمجھ آتی کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اگر صحیح ہو تو پھر دنیا بھر میں کوئی بھی دارکفر اس وقت تک دارالحرب نہ کہلائے جب تک ان میں اور دارالاسلام میں سمندروں اور بیابانوں کا فاصلہ نہ ہو، حالانکہ کوئی بھی دارالحرب کے اس معنٰی کا قائل نہیں ہے، یہ اس لئے کہ جب آپ کسی ملک کو دارالحرب کہیں گے تو ہم استفسار کریں گے کہ اس کے ارگرد کن ملکوں کا احاطہ ہے اگر کوئی بھی ان میں سے دارالاسلام ہو تو پہلا ملک (دارالحرب) بھی دارالاسلام قرار پائے کیونکہ وہ اتصال جو دارالحرب کا معیار ہے وہ نہ پایا گیا، ورنہ اگر ارد گرد اسلامی ملک نہ ہو تو پھر ہم اس سے ملنے والے دوسرے ملک کی بابت معلوم کریں گے حتی کہ ملتے ملاتے کوئی دارالاسلام پایا گیا تو یہ درمیان والے تمام ملک دارالاسلام ہوجائیں گے کیونکہ ان ملکوں کا آپس میں ایک دوسرے سے اتصال ہوگیا ہے، یا پھر یہ تسلیم کیا جائے کہ اس جہت میں کرہ ارض میں کوئی بھی دارالاسلام نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ دارالحرب کے اس میعاد والے قول کا فساد واضح ہے جس میں کچھ بھی خفاء نہیں ہے، اس کی بنیاد یہ فاسد قیاس ہے کہ امام صاحب کے نزدیک کسی دارالاسلام کے دارالحرب بننے کے لئے یہ شرط ہے کہ چاروں اطراف سے وہ ملک دارالاسلام میں گھرا ہوا نہ ہو کیونکہ اگر وہ

البلدة عن دارالاسلام فزعم ان شرط الحربية ان تکون محاطة بدارالحرب من جميع الجوانب وما افسده من قياس کمالايخفٰی عما افادالناس۔	گھراہوا ہوتواس دارالحرب میں کفار کاغلبہ معرض سقوط میں رہے گا تو یوں وہ دارالاسلام سے خارج نہ رہے گا، لہٰذا انہوں نے خیال کرلیا کہ کسی ملک کے حربی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ چاروں طرف سے حربی ملکوں میں گھراہوا ہو، یہ قیاس نہایت ہی فاسد ہے جو عوام الناس کے لئے بھی مخفی نہیں۔ (ت)

الحاصل ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہیں عجب ان سے جو تحلیل رِبٰو کے لئے (جس کی حرمت نصوص قاطعہ قرآنیہ سے ثابت اور کیسی کیسی سخت وعیدیں اس پر وارد) اس ملک کو دارالحرب ٹھہرائیں اور باوجود قدرت واستطاعت ہجرت کا خیال بھی دل میں نہ لائیں گویا یہ بلاد اسی دن کے لئے دارالحرب ہوئے تھے کہ مزے سے سود کے لطف اڑائیے اور بآرام تمام وطن مالوف میں بسر فرمایئے **استغفرالله۔** اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ[1] (میں اللہ تعالٰی سے مغفرت چاہتا ہوں، توکیا بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ت) **اللہ سبحٰنہ وتعالٰی** فرماتا ہے سود کھانیوالے قیامت کو آسیب زدہ کی طرح اٹھیں گے[2] یعنی مجنونانہ گرتے پڑتے بدحواس۔ اور حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں نے کچھ لوگ ملاحظہ فرمائے کہ پیٹ ان کے پھول کر مکانوں کے برابر ہوگئے ہیں اور مثل شیشہ کے ہیں کہ اندر کی چیز نظر آتی ہے سانپ بچھو ان میں بھرے ہیں، میں نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے عرض کیا: سود کھانے والے[3]۔ جب تحریم رِبٰو کی آیت نازل ہوئی بعض مسلمانوں نے کہا: جو سود ہمارا نزولِ آیت سے پہلے کا رہ گیا ہے وہ لے لیں آئندہ باز رہیں گے۔ حکم آیا اگر نہیں مانتے تو اعلان کردو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا۔[4] سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سود خور پر لعنت کی۔[5]

مولٰی علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سود خور پر لعنت فرماتے سنا[6]، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: سود کے ستر ٹکڑے ہیں سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے[7]۔

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۸۵

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۷۵

[3] سنن ابن ماجہ باب التغلیظ فی الربا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۶۵

[4] القرآن الکریم ۲/ ۲۷۹

[5] صحیح مسلم باب الربا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۷

[6] مسند احمد بن حنبل دارالفکر بیروت ۱/ ۱۵۸

[7] سنن ابن ماجہ باب التغلیظ فی الربا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۶۵ و مشکوٰۃ المصابیح باب الربا مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۴۶

دیکھو اول ان کے اقوال خبیثہ یاد فرما کر آخر ان کے شرک سے اپنی نزاہت و تبری بیان فرمائی تو معلوم ہوا کہ قائلین بنوت مشرکین ہیں مگر ظاہر الروایۃ میں ان پر علی الاطلاق حکم کتابیت دیا اور ان کے ذبائح ونساء کو حلال ٹھہرایا، در مختار میں ہے:

صح نکاح کتابیة وان کرہ تنزیہا مؤمنة بنبی مرسل مقرة بکتاب منزل وان اعتقدوا المسیح الٰھا وکذا حل ذبیحتھم علی المذھب بحر انتھی[1]۔	کتابیہ عورت سے نکاح صحیح ہے اگرچہ مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ وہ عورت کسی مرسل نبی پر ایمان رکھتی ہو اور کسی منزل من اللہ کتاب کا اقرار کرتی ہو اگرچہ عمومی طور پر وہ نصاری عیسٰی علیہ السلام کو الٰہ مانتے ہوں یونہی ان کا ذبیحہ بھی مذہب میں حلال ہے، بحر، اھ۔(ت)

ردالمحتار میں بحر الرائق سے منقول ہے:

وحاصله ان المذھب الاطلاق لما ذکرہ شمس الائمة فی المبسوط من ان ذبیحة النصرانی حلال مطلقًا، سواء قال بثالث ثلثة اولا، لاطلاق الکتاب ھنا وھو الدلیل ورجحه فی فتح القدیر الخ[2]۔	حاصل یہ ہے کہ مذہب میں اطلاق ہے کیونکہ شمس الائمہ سرخسی نے مبسوط میں یہ ذکر کیا ہے کہ نصرانی کا ذبیحہ مطلقًا حلال ہے وہ عیسٰی علیہ السلام کے متعلق ثالث ثلٰثہ کا قول کریں یا نہ کریں کیونکہ کتاب اللہ کا یہاں اطلاق ہے اور یہی دلیل ہے، اس کو فتح القدیر میں ترجیح دی ہے الخ (ت)

مستصفٰی میں عبارت مذکورہ کے بعد مبسوط سے ہے:

لکن بالنظر الی الدلائل ینبغی ان یجوز الاکل و التزوج انتھی[3]۔	لیکن دلائل کو دیکھتے ہوئے یہی مناسب قول ہے کہ ان کا ذبیحہ کھانا اور ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہے انتہی۔(ت)

فتاوٰی حامدیہ میں ہے:

مقتضی الدلائل الجواز کما ذکرہ التمرتاشی فی فتاواہ الخ[4]۔	دلائل کا مقتضٰی یہی ہے کہ جائز ہے جیسا کہ اسے تمرتاشی نے اپنے فتاوٰی میں ذکر کیا ہے الخ (ت)

[1] درمختار کتاب النکاح فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۸۹

[2] ردالمحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۸۹

[3] فتح القدیر بحوالہ المستصفٰی کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۳۵

[4] العقود الدریة فی تنقیح الفتاوٰی الحامدیة کتاب الذبائح ارگ بازار قندھار افغانستان ۲/ ۲۳۲

اور ایک حدیث میں آیا: سود کا ایک درم دانستہ کھانا ایسا ہے جیسا چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کرنا[1]۔ **اعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰه العلی العظیم۔**

جواب سوال دوم

نصارٰی باعتبار حقیقت لغویہ انجاکہ قیام مبدء مستلزم صدق مشتق ہے بلاشبہہ مشرکین ہیں کہ وہ بالقطع قائل بہ تثلیث وبنوت ہیں اسی طرح وہ یہود جو الوہیت وابنیت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائل تھے، مگر کلام اس میں ہے کہ حق تبارک وتعالٰی نے کتب آسمانی کا اجلال فرماکر یہود ونصارٰی کے احکام کو احکامِ مشرکین سے جدا کیا اور ان کا نام اہل کتاب رکھا اور ان کے نساء وذبائح کو حلال ومباح ٹھہرایا آیا نصارٰی زمانہ بھی کہ الوہیتِ عبداللہ مسیح بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی علی الاعلان تصریح اور وہ یہود جو مثل بعض طوائف ماضیہ الوہیت بندہ خدا عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائل ہوں انہیں میں داخل اور اس تفرقہ کے مستحق ہیں یا ان پر شرعًا یہی احکام مشرکین جاری ہوں گے اور ان کی نساء سے تزوّج اور ذبائح کا تناول ناروا ہوگا۔ کلماتِ علماءِ کرام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین اس بارے میں مختلف، بہت مشائخ نے قولِ اخیر کی طرف میل فرمایا، بعض علماء نے تصریح کی کہ اسی پر فتوی ہے، مستصفی میں ہے:

قالواهذا یعنی الحل اذالم یعتقدوا المسیح الٰها اما اذا اعتقدوه فلا وفی مبسوط شیخ الاسلام ویجب ان لایأکلوا ذبائح اهل الکتاب اذا اعتقدوا ان المسیح اله وان عزیر اله ولا یتزوّجوا نساءهم وقیل علیه الفتوی[2]۔	علماء نے فرمایا کہ ان کا ذبیحہ تب حلال ہوگا کہ وہ عیسٰی علیہ السلام کو الٰہ نہ مانتے ہوں، لیکن اگر وہ ان کو الٰہ مانتے ہوں تو پھر حلال نہ ہوگا، اور شیخ الاسلام کی مبسوط میں ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ اس صورت میں نہ کھائیں جب وہ مسیح علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کو الٰہ مانتے ہوں اور اندریں صورت ان کی عورتوں سے نکاح بھی نہ کریں، اسی پر فتوی کہا گیا ہے۔ (ت)

ان علماء کا استدلال آیہ کریمہ "**وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ**" یہود نے کہا عزیر ابن اللہ اور نصارٰی نے کہا مسیح ابن اللہ۔ت) سے ہے کہ اس کے آخر میں ارشاد پایا **سبحٰنه وتعالٰی** "**سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ**۝۱۸"[3] (وہ پاک ذات ہے اور جو انہوں نے اس کا شریک بنایا اللہ تعالٰی اس سے بلند وبالا ہے۔ت)

[1] مشکوٰۃ المصابیح مجتبائی دہلی ص ۲۴۶ ومسند احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۵/ ۲۲۵ والترغیب والترہیب، مصر ۳/ ۷

[2] فتح القدیر بحوالہ المستصفٰی کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبۃ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۳۵

[3] القرآن الکریم ۹/ ۳۱

ردالمحتار میں ہے:

فی المعراج ان اشتراط ماذکر فی النصارٰی مخالف لعامۃ الروایات[1]۔	معراج میں ہے کہ نصارٰی کے مذکورہ شرائط عام روایات کے مخالف ہیں۔(ت)

امام محقق علی الاطلاق مولٰنا کمال الملۃ والدین محمد بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فتح القدیر میں اس مذہب کی ترجیح اور دلیل مذکور مذہب اول کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

| مطلق لفظ المشرك اذاذکر فی لسان الشارع لا ینصرف الی اھل الکتاب وان صح لغۃ فی طائفۃ بل طوائف واطلق لفظ الفعل اعنی یشرکون علی فعلھم کما ان من رأی بعلمہ من المسلمین فلم یعمل الالاجل زید یصح فی حقہ انہ مشرك لغۃ ولایتبادر عند اطلاق الشارع لفظ المشرك ارادتہ لما عھد من ارادتہ بہ من عبد مع اللہ غیرہ ممن لایدعی اتباع نبی وکتاب ولذلك عطفھم علیہ فی قولہ تعالٰی لم یکن الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین منفکین ونص علی حلھم بقولہ تعالٰی والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم ای العفائف منھم[2] الی اٰخر ما اطال واطاب کما ھو دابہ رحمہ اللہ تعالٰی۔ | لفظ مشرک جب مطلق ذکر کیا جائے تو شرعی اصطلاح میں اہل کتاب کو شامل نہ ہوگا اگرچہ لغت کے لحاظ سے اہل کتاب کے کسی گروہ یا کئی گروہوں پر اس کا اطلاق صحیح ہے، اہل کتاب کے فعل پر صیغہ "یشرکون" کا اطلاق ایسے ہے جیسے کسی مسلمان ریاکار کے اس عمل پر جس کو مثلاً زید کی خوشنودی کے لئے کررہا ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ یہ لغت کے لحاظ سے مشرک ہے، شرعی اصطلاح میں مطلقاً لفظ مشرک کا استعمال صرف اس شخص کے لئے متبادر ہوتا ہے، جو کسی نبی اور کتاب کی اتباع کے دعوی کے بغیر اللہ تعالٰی کی عبادت میں غیر کو شریک کرے اسی لئے اہل کتاب پر مشرکین کا عطف اللہ تعالٰی کے اس قول "لم یکن الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین منفکین" میں کیا گیا ہے اور اللہ تعالٰی کے اس قول "والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب" میں کتابیہ عورتوں کے حلال ہونے پر صراحتًا نص فرمائی گئی ہے یعنی اہل کتاب کی عفیف عورتیں حلال ہیں، ابن ہمام کے طویل اور طیب قول کے آخر تک، جیسا کہ ان کی عادت ہے، اللہ تعالٰی ان پر رحمت فرمائے۔(ت) |

بالجملہ محققین کے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہود ونصارٰی مطلقاً اہل کتاب ہیں اور ان پر احکام مشرکین جاری نہیں

---

[1] ردالمحتار کتاب الذبائح داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۸۸

[2] فتح القدیر کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۳۵

اقول: وکیف لاوقد علم اللہ سبحٰنہ وتعالٰی انھم یقولون بثالث ثلٰثۃ حتی نہاھم عن ذٰلک وقال "اِنْتَھُوْا خَیْرًا لَّکُمْ ؕ "[1] وان ھم یقولون ان المسیح الٰہ حتی قال "لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ؕ "[2] بل بالوھیۃ امہ ایضاحتی یسأله علیہ الصلوٰۃ والسلام یوم القیٰمۃ یٰعیسٰی "یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ "[3] وانھم مصرحون بالبنوۃ حتی نقل عنھم "وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ ؕ "[4] ومع ذٰلک فرق بینھم وبین المشرکین فقال "وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ "[5]، وقال "طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ ۪ "[6] وقال "لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَ الْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ ۙ "[7] فارشد بالعطف الی التغایر فالمولٰی سبحٰنہ وتعالٰی

اقول: (میں کہتا ہوں) یہ کیسے مراد نہ ہو جبکہ اللہ تعالٰی علیم ہے کہ نصارٰی ثالث ثلثہ کہتے ہیں حتی کہ ان کو اس سے منع بھی فرمایا اور فرمایا اس سے باز آؤ تمہارے لئے بہتر ہے اور وہ علیم ہے کہ نصارٰی کہتے ہیں مسیح الٰہ ہے، حتی کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا "لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ؕ " بلکہ وہ ان کی والدہ کو بھی الٰہ کہتے ہیں، حتی کہ قیامت کے روز اللہ تعالٰی عیسی علیہ السلام سے سوال فرمائے گا "یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ؕ " اور وہ علیم ہے کہ یہ لوگ عیسٰی علیہ السلام کے بیٹا ہونے کی تصریح کرتے ہیں حتی کہ ان سے نقل فرمایا "وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ ؕ " اس کے باوجود اللہ تعالٰی نے اہلِ کتاب اور مشرکین میں فرق بیان فرمایا، اور ارشاد فرمایا: تمہارے لئے حلال ہیں پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی، اور فرمایا جن کو کتاب دی گئی (اہلِ کتاب) ان کا طعام تمہارے لئے حلال ہے جس کو یوں فرمایا "طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ ۪ " اور فرمایا "لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَ الْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ ۙ " واضح دلیل آنے تک کافر لوگوں میں سے اہل کتاب اور مشرک

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۷۱

[2] القرآن الکریم ۵/ ۱۷و۷۲

[3] القرآن الکریم ۵/ ۱۱۶

[4] القرآن الکریم ۹/ ۳۰

[5] القرآن الکریم ۵/۵

[6] القرآن الکریم ۵/۵

[7] القرآن الکریم ۹۸/ ۱

اعلم بمذاھبھم واعلم بما یشرع من الاحکام فلہ الحکم ولہ الحجۃ السامیۃ لاالٰہ الاھو "سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ" [1] حتی ترقی بعض المشائخ فجوز نکاح الصائبات ایضًا ان کن یدن بکتاب منزل ویؤمن بنبی مرسل وان عبدن الکواکب وصرح انھا لاتخرجھم عن الکتابیۃ وھو الذی یعطیہ ظاہر کلام الامام المحقق برھان الملۃ والدین المرغینانی فی الھدایۃ حیث رتب عدم حل النکاح علی امرین عبادۃ الکواکب وعدم الکتاب وتبعہ العلامۃ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الغزی فی التنویر فقال لاعبادۃ کوکب لاکتاب لھا [2] فاشار بمفھوم المخالف الی انھا ان کان لھا کتاب حل نکاحھا مع عبادتھا الکواکب۔ **فان قلت** الیس قد تکلم فیہ المولٰی زین بن نجیم فی البحر فقال الصحیح انھم ان کانوا یعبدونھا یعنی الکواکب	جدانہ ہوں گے، تو اس آیۃ کریمہ میں دونوں میں عطف کے ذریعہ تغایر کی رہنمائی فرمائی، تو اللہ سبحانہ وتعالٰی ان کے مذاہب کو بہتر جانتا ہے اور احکام کی مشروعیت کو بہتر جانتا ہے، تو حکم اسی کا ہے اور بلند وبالا حجت اسی کی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس کو انہوں نے شریک بنایا اللہ تعالٰی اس سے بلند وبالا ہے اور بعض مشائخ نے اسی پر ترقی کرتے ہوئے صابی عورتوں سے نکاح کو بھی جائز قرار دیا بشرطیکہ وہ کسی دین کی آسمانی کتاب اور کسی نبی پر ایمان رکھتی ہوں اگرچہ وہ ستاروں کی پجاری ہوں اور انہوں نے یہ تصریح کی ہے کہ ستاروں کی پوجا ان کو کتابیہ ہونے سے خارج نہیں کرتی، یہ وہ نظریہ ہے جو امام محقق برہان الملت والدین مرغینانی کی کتاب ہدایہ کے ظاہر کلام سے ملتا ہے، جہاں انہوں نے نکاح کے عدمِ جواز کو دو چیزوں پر مرتب کیا ایک ستاروں کی پوجا اور دوسری کتاب کا نہ ہونا، اور اس کی علامہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی نے تنویر میں اتباع کرتے ہوئے فرمایا کہ ستاروں کی پوجا نہ کرتی ہو اور اس کی کتاب بھی نہ ہو۔ تو اس عبارت کے مفہوم مخالف سے یہ اشارہ دیا کہ اگر اس کی کتاب ہو تو نکاح جائز ہے اگرچہ وہ ستاروں کی پوجا کرتی ہو۔ **اگر تیرا اعتراض ہو** کہ اس مسئلہ میں مولانا زین نجیم نے کیا گفتگو کرتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ صحیح بات یہ ہے

[1] القرآن الکریم ۹/ ۳۱

[2] درمختار شرح تنویر الابصار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۸۹

حقیقۃ فلیسوا اھل الکتاب وان کانوا یعظمونھا کتعظیم المسلمین للکعبۃ فھم اھل الکتاب کذا فی المجتبٰی[1] انتھی فیستفاد منہ ان الصحیح مباینۃ الکتابیۃ لعبادۃ غیر اللہ سبحانہ وتعالٰی فلایجتمعان ابداوح یتجہ ماما ل الیہ کثیر من المشائخ فی حق اولئك الیھود والنصارٰی انھم مشرکون حقاحتی قیل ان علیہ الفتوی قلت وباللہ التوفیق ھٰھنا فرق دقیق ھوان قضیۃ العقل ھی المباینۃ القطعیۃ بین الکتابیۃ وعبادۃ غیر اللہ سبحانہ وتعالٰی فانھا ھی الشرك حقا والکتابی غیر مشرك عند الشرع فکل من رأیناہ یعبد غیر الحق جل وعلا حکمنا علیہ انہ مشرك قطعا وان کان یقر بکتب وانبیاء علیھم الصلٰوۃ والسلام ولکنا خالفناہ ھذہ القضیۃ فی الیھود والنصارٰی بحکم النص فانا وجدنا القراٰن العظیم یحکی عنھم مایحکی من العقائد الخبیثۃ ثم یحکم علیھم بان ھم اھل الکتاب ویمیزھم عن المشرکین فوجب التسلیم لورود النص بخلاف الصابئۃ اذ

کہ اگر یہ لوگ حقیقۃً ستاروں کی عبادت کرتے ہوں تو یہ اہل کتاب نہ ہوں گے اور اگر وہ صرف ستاروں کی تعظیم کرتے ہیں جیسا کہ مسلمان کعبہ کی تعظیم کرتے ہیں تو پھر یہ اہل کتاب ہیں، مجتبٰی میں یونہی ہے اھ، تواس بیان کا مفاد یہ ہے کہ کتابیہ اور غیر اللہ کی عبادت والی، ایک دوسرے سے الگ ہیں دونوں کا اجتماع نہیں ہوسکتا تو اب اس سے بہت سے مشائخ کا ان یہود و نصارٰی کے متعلق یہ نظریہ قابل توجہ قرار پایا کہ یہ لوگ حقیقی مشرک ہیں حتی کہ بعض نے اسی پر فتوٰی کا قول کیا ہے۔ **قلت** (میں کہتا ہوں) اللہ تعالٰی کی توفیق سے، کہ یہاں ایک باریک فرق ہے وہ یہ کہ عقل کا تقاضا یہی ہے کہ کتابیہ اور غیر اللہ کی عبادت کرنے والی عورت ایک دوسرے سے قطعًا جدا ہیں، کیونکہ غیر اللہ کی عبادت قطعًا شرک ہے جبکہ شرعًا کتابیہ غیر مشرک ہے لہٰذا جس کو بھی غیر اللہ کی عبادت کرنے والا پائیں گے اس کو قطعًا مشرک کہیں گے اگرچہ وہ کتب اور انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کا اقرار کرے لیکن ہم نے اس عقلی کلیہ کا خلاف یہود و نصارٰی میں نص کے حکم پر مانا ہے کہ ہم نے قرآن کو ان کے عقائد خبیثہ کی حکایت کرنے کے باوجود یہ حکم کرتے ہوئے پایا کہ یہ اہل کتاب ہیں، اور یہ کہ قرآن ان میں اور مشرکین میں امتیاز بھی کرتا ہے لہٰذا نص کے وارد ہونے پر اسکو تسلیم کرنا واجب ہے، بخلاف صابیہ عورت کے کہ اس کے

[1] بحر الرائق کتاب النکاح فصل فی المحرمات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/ ۱۰۴

لم یرد فیھم مثل ذٰلك فلم یجز قیاسھم علٰی ھٰؤلاء ولاالخروج عن قضیة العقل فی بابھم، والحاصل ان کتابیة القائلین بالبنوة والوھیة الغیر من الیھود والنصارٰی واردة فیما احسب علی خلاف القیاس فیقصر علی المورد، وبھذا تبین ان ماقالہ ذٰلك البعض من المشایخ ان عبادة الکواکب لاتخرج الصابئة عن الکتابیة قول مھجور وان کلام الھدایة والتنویر غیرمحمول علی ظاھرہ وان الحق مع العلامة صاحب البحر فی تصحیحہ اشراکھم ان کانوا یعبدون الکواکب وانہ لاتنا فی بین تصیحیحة ھذا وقولہ سابقًا فی اولئك الیھود والنصارٰی ان المذھب الاطلاق وان قالوا بثالث ثلثة وبہ ظھر ان انتصار العلامة عمر بن نجیم فی النھر والمولٰی محمد بن عابدین فی ردالمحتار لذلك البعض من المشایخ بان مامرمن حل النصرانیة وان اعتقدت المسیح الٰھا یؤید قول بعض المشایخ[1] انتھی مبنی علی الذھول عن ھذاالفرق فاغتنم تحریر ھذاالمقام فقد زلت فیہ اقدام و الحمدللہ ولی الانعام۔	متعلق ایسی کوئی نص نہیں ہے اس لئے صابی لوگوں کو ان یہود ونصارٰی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی ان کے بارے میں عقلی کلیہ کو ترک کیا جائے گا، خلاصہ یہ کہ یہود ونصارٰی کتابی لوگ جو بنوت کے قائل ہونے کے باوجود غیراللہ کی الوہیت کے قائل ہیں کو اہل کتاب ماننا میرے خیال میں خلافِ قیاس ہے لہٰذا یہ حکم اپنے مورد میں ہی محفوظ رہے گا جس پر کسی اور کو قیاس نہیں کیا جاسکتا، اس سے ان بعض مشائخ کا یہ نظریہ کہ ستاروں کی پوجا صابیہ عورت کو کتابیہ سے جدا نہیں کرتی، واضح طور پر متروک قرار پاتا ہے اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ ہدایہ اور تنویر کا کلام ظاہری معنٰی پر محمول نہیں ہے، اور صاحب بحر کا کلام حق ہے کہ صابی لوگ اگر ستاروں کی پوجا کرتے ہیں تو وہ مشرک ہیں جس کی انہوں نے تصحیح کی ہے، اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ بحر کی اس تصحیح اور اسکے پہلے قول کہ یہود ونصارٰی کا اہل کتاب ہونا علی الاطلاق مذہب ہے اگرچہ وہ ثالث ثلٰثہ کے قائل ہیں میں منافات نہیں ہے اور اسی سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ علامہ عمر ابن نجیم کا نہر میں اور علامہ محمد بن عابدین کا ردالمحتار میں مذکور بیان کہ نصرانی عورت اگرچہ مسیح علیہ السلام کو الٰہ ہونے کا عقیدہ رکھے تب بھی اس سے نکاح حلال ہے کو ان بعض مشائخ کی تائید ماننا الخ اس فرق سے ذہول پر مبنی ہے، اس تحریر کو غنیمت سمجھو، کیونکہ اس میں بہت سے قدم پھسلے ہیں، نعمتوں کے مالک اللہ تعالٰی کے لئے ہی حمد ہے۔ (ت)

[1] ردالمحتار فصل فی المحرمات داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۹۰

مگر تاہم جبکہ علماء کا اختلاف ہے اور اس قول پر فتوٰی بھی منقول ہو چکا تو احتیاط اسی میں ہے کہ نصارٰی کی نساء وذبائح سے احتراز کرے، اور آج کل بعض یہود بھی ایسے پائے جاتے ہوں جو عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابنیت مانیں توان کے زن وذبیحہ سے بھی بچنالازم جانیں کہ ایسی جگہ اختلاف ائمہ میں پڑنا محتاط آدمی کا کام نہیں، اگر فی الواقع یہ یہود ونصارٰی عنداللہ کتابی ہوئے تاہم ان کی عورتوں سے نکاح اور ان کے ذبیحہ کے تناول میں ہمارے لئے کوئی نفع نہیں، نہ شرعاً ہم پر لازم کیا گیا، نہ بحمداللہ ہمیں اس کی ضرورت بلکہ برتقدیر کتابیت بھی علماء تصریح فرماتے ہیں کہ بے ضرورت احتراز چاہئے،

فی الفتح القدیر یجوز تزوج الکتابیات والاولٰی ان لایفعل ولایأکل ذبیحتھم الاللضرورۃ الخ[1]	فتح القدیر میں ہے کتابیات سے نکاح جائز ہے، اور اولٰی یہ ہے کہ نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کا ذبیحہ بغیر ضرورت کھایا جائے الخ (ت)

اور اگر انہیں علماء کا مذہب حق ہوا اور یہ لوگ بوجہ اعتقادوں کے عنداللہ مشرک ٹھہرے تو پھر زنائے محض ہوگا اور ذبیحہ حرام مطلق والعیاذ باللہ تعالٰی، توعاقل کا کام نہیں کہ ایسا فعل اختیار کرے جس کی ایک جانب نامحمود ہو اور دوسری جانب حرام قطعی، فقیر غفراللہ تعالٰی لہ ایسا ہی گمان کرتا تھا یہاں تک کہ بتوفیق الٰہی مجمع الانہر میں اسی مضمون کی تصریح دیکھی،

حیث قال فعلی ھذا یلزم علی الحکام فی دیارنا ان یمنعوھم من الذبح لان النصارٰی فی زماننا یصرحون بالابنیۃ قبحھم اللہ تعالٰی وعدم الضرورۃ متحقق والاحتیاط واجب لان فی حل ذبیحتھم اختلاف العلماء کما بیناہ فالاخذ بجانب الحرمۃ اولی عند عدم الضرورۃ[2] انتھی، واللہ تعالٰی سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔	جہاں انہوں نے فرمایا کہ اس بناء پر ہمارے ملک کے حکام پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کو نصارٰی کے ذبیحہ سے منع کریں کیونکہ ہمارے زمانہ کے نصارٰی عیسٰی علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے کی تصریح کرتے ہیں، جبکہ ضرورت بھی متحقق نہیں ہے تو احتیاط واجب ہے کیونکہ ان کے ذبیحہ میں علماء کا اختلاف ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو حرمت والی جانب اپنانا بہتر ہے جبکہ ضرورت نہیں ہے اھ، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم (ت)

[1] فتح القدیر کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۳۵

[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۲۸

جواب سوال سوم

فی الواقع جو بدعتی ضروریاتِ دین میں سے کسی شیئ کا منکر ہو باجماعِ مسلمین یقینا قطعًا کافر ہے اگرچہ کروڑ بار کلمہ پڑھے، پیشانی اس کی سجدے میں ایک ورق ہو جائے، بدن اس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے، عمر میں ہزار حج کرے، لاکھ پہاڑ سونے کے راہِ خدا پر دے، واللہ ہر گز ہر گز کچھ مقبول نہیں تک حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ان تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے، ضروریات اسلام اگر مثلًا ہزار ہیں تو ان میں سے ایک کا بھی انکار ایسا ہے جیسا نوسو ننانوے ۹۹۹ کا، آج کل جس طرح بعض بددینوں نے یہ روش نکالی ہے کہ بات بات پر کفر و شرک کا اطلاق کرتے ہیں اور مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کہتے ہوئے مطلق نہیں ڈرتے حالانکہ مصطفٰی علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء ارشاد فرماتے ہیں: **فقد باء به احدھما**[1] (ان دونوں میں سے ایک نے یہ حکم اپنے اوپر لاگو کیا۔ ت) یونہی بعض مداہنوں پر یہ بلاٹوٹی ہے کہ ایک دشمن خدا سے صریح کلمات توہین آقائے عالمیان حضور پر نور سید المرسلین الکرام صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا اور ضروریاتِ دین کا انکار سنتے جائیں اور اسے سچا پکا مسلمان بلکہ ان میں کسی کو افضل العلماء کسی کو امام الاولیاء مانتے جائیں یہ نہیں جانتے یا جانتے ہیں اور نہیں مانتے کہ اگر انکارِ ضروریات بھی کفر نہیں، تو عزیزو! بت پرستی میں کیا زہر گھل گیا ہے، وہ بھی آخر اسی لئے کفر ٹھہری کہ اول ضروریاتِ دین یعنی توحیدِ الٰہی جل وعلا کے خلاف ہے، کہتے ہیں وہ کلمہ گو ہے نماز پڑھتا ہے روزے رکھتا ہے ایسے ایسے مجاہدے کرتا ہے ہم کیونکر اسے کافر کہیں ان لوگوں کے سامنے اگر کوئی کلمہ پڑھے افعالِ اسلام ادا کرے باایںہمہ دو۲ خدا مانے شاید جب بھی کافر نہ کہیں گے مگر اس قدر نہیں جانتے کہ اعمال تو تابع ایمان ہیں پہلے ایمان تو ثابت کرلو تو اعمال سے احتجاج کرو۔ ابلیس کے برابر تو یہ مجاہدے کاہے کو ہوئے پھر اس کے کیا کام آئے جو ان کے کام آئیں گے، آخر حضور اقدس اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک قوم کی کثرت اعمال اس درجہ بیان فرمائی کہ:

تحقرون صلٰوتکم مع صلٰوتھم وصیامکم مع صیامھم[2] او کما قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔	ان کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر سمجھوگے، جیسا کہ یہ حضور علیہ والسلام نے فرمایا ہے (ت)

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۰۱، صحیح مسلم کتاب الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۷

[2] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب من رایا بقرأۃ القرآن الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۵۶

پھر ان کے دین کا بیان فرمایا کہ:

یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ[1]۔	دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔(ت)

رہی کلمہ گوئی تو مجرد زبان سے کہنا ایمان کے لئے کافی نہیں، منافقین تو خوب زور و شور سے کلمہ پڑھتے ہیں حالانکہ ان کے لئے "فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ"[2] (جہنم کی نچلی تہہ میں۔ت) کافرمان ہے والعیاذ باللہ۔

الحاصل ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور وہ بعد انکار ضروریات کہاں، مثلاً:

(۱) جو رافضی اس قرآن مجید کو جو بفضلِ الٰہی ہمارے ہاتھوں میں موجود ہمارے دلوں میں محفوظ ہے، عیاذًا باللہ بیاضِ عثمانی بتائے اس کے ایک حرف یا ایک نقطہ کی نسبت صحابہ اہلسنت یا کسی شخص کے گھٹانے یا بڑھانے کا دعوٰی کرے۔

(۲) یا احتمالاً کہے شاید ایسا ہوا ہو۔

(۳) یا کہے مولٰی علی یا باقی ائمہ یا کوئی غیر نبی انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں۔

(۴) یا مسئلہ خبیثہ ملعونہ بدل کا قائل ہو یعنی کہے باری تعالٰی کبھی ایک حکم سے پشیمان ہو کر اسے بدل دیتا ہے۔

(۵) یا کہے ایک وقت تک مصلحت پر اطلاع نہ تھی جب اسے اطلاع ہوئی حکم بدل دیا" تعالی اللہ عما یقول الظّٰلمون علوا کبیرا"۔

(۶) یا دامن عفت مأمن طیب اعطر اطہر کنیز ان بارگاہ طہارت پناہ حضرت ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق صلی اللہ علٰی زوجہا الکریم وابیہا وعلیہا وبارک وسلم کے بارے میں اس افک مبغوض مغضوب ملعون کے ساتھ اپنی ناپاک زبان آلودہ کرے۔

(۷) یا کہے احکامِ شریعت حضرات ائمہ طاہرین کو سپرد تھے جو چاہتے راہ نکالتے جو چاہتے بدل ڈالتے۔

(۸) یا کہے مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی وسلم کے بعد ائمہ طاہرین پر وحیِ شریعت آتی رہی۔

(۹) یا کہے ائمہ سے کوئی شخص حضور پر نور مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ہم پلہ تھا۔

(۱۰) یا کہے حضرات کریمین امامین شہیدین رضی اللہ تعالٰی عنہما حضور پر نور علیہ الصلاۃ والسلام سے افضل ہیں کہ ان کی سی ماں حضور کی والدہ کب تھیں اور ان کے سے باپ حضور کے والد کہاں تھے اور ان کے سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب من رایا القرآن الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۵۶

[2] القرآن الکریم ۴/ ۱۴۵

نانا حضور کے نانا کب تھے۔

(۱۱) یا کہے حضرت جناب شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے نوح کی کشتی بچائی، ابراہیم پر آگ بجھائی، یوسف کو بادشاہی دی، سلیمان کو عالم پناہی دی علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین۔

(۱۲) یا کہے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی وقت کسی جگہ حکمِ الٰہی کی تبلیغ میں **معاذاللہ** تقیہ فرمایا **الی غیر ذٰلک من الاقوال الخبیثۃ۔**

(۱) یا جو نجدی وہابی حضور پر نور سید الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کوئی مثل آسمان میں یا زمین، طبقات بالا میں یا زیریں میں موجود مانے یا کہے کبھی ہوگا یا شاید ہو یا ہے تو نہیں مگر ہو جائے تو کچھ حرج بھی نہیں۔

(۲) یا حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا انکار کرے۔

(۳) یا کہے آج تک جو صحابہ تابعین **خاتم النبیین** کے معنے **آخر النبیین** سمجھتے رہے خطا پر تھے نہ پچھلا نبی ہونا حضور کے لئے کوئی کمال بلکہ اس کے معنے یہ ہیں جو میں سمجھا۔

(۴) یا کہے میں ذمہ کرتا ہوں اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت پائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

(۵) یا دو ایک برے نام ذکر کرکے کہے نماز میں جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانا فلاں فلاں کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے **لعنۃ اللہ علی مقالتہ الخبیثۃ۔**

(۶) یا بوجہ تبلیغ رسالت حضور پر نور محبوب رب العٰلمین ملک الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس چپراسی سے تشبیہ دے جو فرمان شاہی رعایا کے پاس لایا۔

(۷) یا حضور اقدس مالک و معطی جنت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ اور حضرت و مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ وحضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسمائے کریمہ طیبہ لکھ کر کہے (خاک بدہانِ گستاخاں) یہ سب جہنم کی راہیں ہیں۔

(۸) یا حضور فریادرس بیکساں حاجت روائے دوجہاں صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے استعانت کو برا کہہ کر یوں ملعون مثال دے کہ جو غلام ایک بادشاہ کا ہو رہا اسے دوسرے بادشاہ سے بھی کام نہیں رہتا پھر کیسے۔۔۔۔۔۔کا کیا ذکر ہے اور یہاں دونا پاک قوموں کے نام لکھے۔

(۹) یا ان کے مزار پر انوار کو فائدہ زیارت میں کسی پادری کافر کی گور سے برابر ٹھہرائے، اشدمقت اللہ علی قومہ۔

(۱۰) یا اس کی خباثت قلبی توہین شان رفیع المکان واجب الاعظام حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام پر

باعث ہو کہ حضور کو اپنا بڑا بھائی بتائے،

(۱۱) یا کہے (انکے بد گو) مر کر مٹی میں مل گئے۔

(۱۲) یا ان کی تعریف ایسی ہی کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس سے بھی کم الٰی غیر ذٰلك من الخرافات الملعونة۔

(۱) یا کوئی نیچری نئی روشنی کا مدعی کہے باندی غلام بنانا ظلم صریح اور بہائم کا ساکام ہے جس شریعت میں کبھی یہ فعل جائز رہا ہو وہ شریعت منجانب اللہ نہیں۔

(۲) یا معجزات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے انکار کرے، نیل کے شق ہونے کو جوار بھاٹا بتائے، عصا کے اژدہا بن کر حرکت کرنے کو سیماب وغیرہ کا شعبدہ ٹھہرائے۔

(۳) یا مسلمانوں کی جنت کو معاذاللہ رنڈیوں کا چکلہ کہے۔

(۴) یا نارِ جہنم کو الم نفسانی سے تاویل کرے،

(۵) یا وجود ملائکہ علیہم السلام کا منکر ہو،

(۶) یا کہے آسمان ہر بلندی کا نام ہے وہ جسم جسے مسلمان آسمان کہتے ہیں محض باطل ہے،

(۷) یا کہے شیطان (کہ اس کا معلم شفیق ہے) کوئی چیز نہیں فقط قوت بدی کا نام ہے اور قرآن عظیم میں جو قصے آدم وحوا وغیرہما کے موجود ہیں جن سے شیطان کا وجود جسمانی سمجھا جاتا ہے تمثیلی کہانیاں ہیں۔

(۸) یا کہے ہم بانی اسلام کو برا کہے بغیر نہیں رہ سکتے،

(۹) یا نصوص قرآنیہ کو عقل کا تابع بتائے کہ جو بات قرآن عظیم کی قانون نیچری کے مطابق ہوگی مانی جائے ورنہ کفر جلی کے روئے زشت پر پردہ ڈھکنے کو ناپاک تاویلیں کی جائیں گی،

(۱۰) یا کہے نماز میں استقبال قبلہ ضرور نہیں جدھر منہ کرو اسی طرف خدا ہے۔

(۱۱) یا کہے آجکل کے یہود ونصارٰی کافر نہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا زمانہ نہ پایا نہ حضور کے معجزات دیکھے۔

(۱۲) یا ہاتھ سے کھانا کھانے وغیرہ سنن کے ذکر پر کہے تہذیب نصارٰی نے ایجاد کی، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض افعال نامہذب تھے۔ اور یہ دونوں کلمے بعض اشقیاء سے فقیر نے خود سنے، الٰی غیر ذٰلك من الاباطیل الشیطانیة۔

(۱) یا کوئی جھوٹا صوفی کہے جب بندہ عارف باللہ ہو جاتا ہے تکالیف شرعیہ اس سے ساقط ہو جاتی ہیں یہ باتیں تو خدا تک پہنچنے کی راہ ہیں جو مقصود تک واصل ہو گیا اسے راستہ سے کیا کام۔

(۲) یا کہے یہ رکوع وسجدہ تو مجوبوں کی نماز ہے محبوبوں کو اس نماز کی کیا ضرورت، ہماری نماز ترک وجود ہے۔
(۳) یا یہ نماز روزہ تو عالموں نے انتظام کے لئے بنالیا ہے،
(۴) یا جتنے عالم ہیں سب پنڈت ہیں عالم وہی ہے جو انبیاء بنی اسرائیل کی مثل معجزے دکھائے، یہ بات حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو حاصل ہوئی وہ بھی ایک مدت کے بعد مولٰی علی کے سکھانے سے کما سمعتہ من بعض المتھورین علی اللہ (جیسا کہ میں نے خود ایسے لوگوں سے سنا ہے جو اللہ تعالٰی پر جرات کرتے ہیں۔ت)
(۵) یا خدا تک پہنچنے کے لئے اسلام شرط نہیں، بیعت بک جانے کا نام ہے اگر کافر ہمارے ہاتھ پر بک جائے ہم اسے بھی خدا تک پہنچادیں گو وہ اپنے دین خبیث پر رہے۔
(۶) یا رنڈیوں کا ناچ علانیہ دیکھے جب اس پر اعتراض ہو تو کہے یہ تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سنت ہے۔ کما بلغنی عن بعضھم واعترف بہ بعض خلص مریدیہ (جیسا کہ ان کے بعض سے مجھے اطلاع ملی اور اس کے مخلص مرید نے اس کا اعتراف کیا۔ت)
(۷) یا شبانہ روز طبلہ سارنگی میں مشغول رہے جب تحریم مزامیر کی احادیث سنائیں تو کہے یہ مذمتیں تو ان کثیف بے مزہ باجوں کے لئے وارد ہوئیں جو اس وقت عرب میں رائج تھے یہ لطیف نفیس لذیذ باجے جو اب ایجاد ہوئے اس زمانے میں ہوتے تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور صحابہ کرام سوا ان کے سننے کے ہرگز کوئی کام نہ کرتے۔
(۸) یا کہے:ـ

محمد خدا ہے خدا ہے محمد ـــ جسے خدا ہے سراہا گیا ہے
خدا باطن وظاہر ہے محمد ـــ یہ دونوں ہیں ایک ان کو دو مت سمجھنا

(۹) یا کہے:ـ

مسیحا سے تری آنکھوں کی سب بیمار اچھے ہیں ـــ اشاروں میں جلادیتے ہیں مردہ یارسول اللہ

(۱۰) یا کہے:ـ

علی مشکلکشا شیر خدا تھا اور حیدر تھا ـــ دو بالا مرتبہ تھا راکبِ دوشِ پیمبر تھا
بربِ کعبہ کب خیبر شکن فرزندِ آزر تھا ـــ بتوں کے توڑنے میں اس سے ابراہیم ہمسر تھا
اگر ہوتا نہ زیر پا کتف شاہ رسولاں کا

(۱۱) یا کہے مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ اللہ تعالٰی کے محبوب تھے اور انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں

کوئی خدا کا محبوب نہ تھا۔

(۱۲) یا اس کے جلسہ میں لاالٰہ الا اللہ فلاں رسول اللہ اسی مغرور کا نام لے کر کہا جائے اور وہ اس پر راضی ہو جائے۔

یہ سب فرقے بالقطع والیقین کافر مطلق ہیں، **ھداھم اللہ تعالٰی الی الصراط المستقیم والا لعنھم لعنۃ تبید صغارھم وکبارھم وتزیل عن الاسلام والمسلمین عارھم وعوارھم اٰمین** (اللہ تعالٰی ان کو سیدھی راہ کی ہدایت دے ورنہ ان پر لعنت فرمائے ایسی لعنت جو ان کے بڑوں چھوٹوں کو ملیا میٹ کردے اور اسلام اور مسلمانوں سے ان کی عار اور اندھا پن ختم ہو جائے، آمین!۔ت) اور جو شخص ابتداء میں صحیح الاسلام تھا بعدہ ان خرافات کی طرف رجوع کی اس کے مرتد ہونے میں شبہہ نہیں، اس قدر پر تو اجماع قطعی قائم ہے، اب رہی تحقیق اس بات کی کہ ان میں جو شخص قدیم سے ایسے ہی عقائد پر ہو اور بچپن سے یہی کفریات سیکھے جیسے وہ مبتدعین جن کے باپ دادا سے یہی مذاہب مکفرہ چلے آتے ہیں ان کی نسبت کیا حکم ہونا چاہئے کہ کفار چند قسم ہیں کچھ ایسے کہ باوجود کفر شرع مطہر نے ان کی عورتوں سے نکاح اور ذبائح کا تناول جائز فرمایا وہ کتابی ہیں اور بعض وہ جن کے نساء وذبائح حرام، مگر ان سے جزیہ لینا، مناسب ہو تو صلح کرنا غلبہ پائیں تو رفیق بنانا جائز ہے اور انہیں خواہی نخواہی اسلام پر جبر نہ کریں گے، وہ مشرکین ہیں، اور بعض ایسے جن کے ساتھ یہ سب باتیں ناجائز، وہ مرتدین ہیں، آیا ان ہمیشہ کے بعد عتی کفار مدعیان اسلام پر کس قسم کے حکم جاری ہوں، مطالعہ کتب فقہ سے اس بارہ میں چار قول مستفاد ہوتے ہیں جن کی تفصیل فقیر نے رسالہ **مقالۃ المفسرۃ عن احکام البدعۃ المکفرۃ** میں **بمالا مزید علیہ** کی، ان میں مذہب صحیح ومعتمد علیہ یہی ہے کہ یہ مبتدعین بحکم شرع مطلقاً مرتدین ہیں خواہ یہ بدعت ان کے باپ دادا سے چلی آتی ہو یا خود انہوں نے ابتداء سے اختیار کی ہو خواہ بعد ایک زمانہ کے ہو کسی طرح فرق نہیں، بس اتنا چاہئے کہ باوجود دعوی اسلام واقرار شہادتین بعض ضروریات دین سے انکار رکھتا ہو اس پر احکامِ مرتدین جاری کیے جائیں گے۔ عالمگیریہ میں ہے:

یجب اکفار الروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح وبانتقال روح الالٰہ الی الائمۃ وبقولھم فی خروج امام باطن وبتعطیلھم الامر والنھی الی ان یخرج الامام الباطن وبقولھم ان جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام غلط فی الوحی الی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دون علی بن ابی طالب	رافضیوں کی ان باتوں پر کہ "مردے دوبارہ دنیا میں آئیں گے، روح دوسرے جسموں میں آئیں گے، اللہ تعالٰی کی روح ائمہ اہلبیت میں منتقل ہوئی ہے، امام باطن خروج کریں گے، امام باطن کے خروج تک امر و نہی احکام معطل رہیں گے، جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت علی کے مقابلہ میں محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر وحی لانے میں غلطی ہوئی ہے" ان کی تکفیر ضروری ہے، یہ لوگ ملتِ اسلامیہ سے خارج

رضی اللہ تعالٰی عنہ وھٰؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین کذافی الظھیریۃ[1]۔	ہیں، اور ان کے احکام مرتدین جیسے ہوں گے، ظہیریہ میں ایسے ہی ہے۔

خود علامہ شامی علیہ الرحمۃ تنقیح الفتاوٰی الحامدیہ میں مؤلفِ فتاوٰی علامہ حامد آفندی عمادی سے نقل کرتے ہیں انہوں نے شیخ الاسلام عبداللہ آفندی کے مجموعہ میں علامۃ الورٰی نوح آفندی علیہ الرحمۃ کا فتوٰی دیکھا جس میں ان سے تکفیر روافض کے بارے میں سوال ہوا تھا علامہ ان کے کلمات کفریہ لکھ کر فرماتے ہیں:

ثبت التواتر قطعًا عند الخواص والعوام المسلمین ان ھذہ القبائح مجتمعۃ فی ھٰؤلاء الضالین المضلین فمن اتصف بواحد من ھذہ الامور فھو کافر (الی ان قال) ولایجوز ترکھم علیہ باعطاء الجزیۃ ولابامان مؤید نص علیہ قاضی خاں فی فتاواہ ویجوز استرقاق نساء ھم لان استرقاق المرتدۃ بعد مالحقت بدار الحرب جائز الخ[2] ملتقطا۔	خواص وعوام مسلمانوں میں یہ بات تواتر سے چلی آرہی ہے کہ مذکور قباحتیں ان گمراہ لوگوں میں جمع ہیں جبکہ ان قباحتوں میں سے کسی ایک سے متصف ہونے والا کافر ہے، (آگے یہاں تک فرمایا) کہ جزیہ کے بدلے یا امان دے کر ان لوگوں کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی، اس پر قاضیخاں نے اپنے فتاوٰی میں تصریح کی ہے اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنانا جائز ہوگا کیونکہ مرتدہ عورت جب دارالحرب چلی جائے تو اس کے بعد اس کو لونڈی بنانا جائز ہے الخ اھ ملتقطا (ت)

فتاوٰی علامہ قاضی خاں میں شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل علیہ الرحمۃ سے دربارہ مبیض ومبیضہ کے اول زن و شوہر تھے پھر دونوں مسمان ہوئے عورت نے اور مسلمان سے نکاح کرلیا منقول:

ان کانا یظھران الکفر اواحدھما کانا بمنزلۃ المرتدین لم یصح نکاحھما ویصح نکاح المرأۃ مع الثانی[3] انتھی باختصار۔	مرد وعورت دونوں یا ان میں سے ایک جب کفر کا اظہار کرے تو ان کا حکم مرتدوں والا ہوگا، ان کا نکاح ختم ہوجائیگا اور وہ عورت دوسرے کے لئے حلال ہوگی، اھ، مختصرا۔ (ت)

[1] فتاوٰی ہندیۃ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۴

[2] العقود الدریۃ تنقیح الفتاوی الحامدیۃ باب الردۃ والتعزیر قندھار افغانستان ۱/ ۱۰۴-۱۰۵

[3] فتاوٰی قاضی خاں کتاب النکاح باب فی المحرمات نولکشور لکھنؤ ۱/ ۱۶۷

امام علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں امام اہلسنت قاضی ابوبکر باقلانی سے نقل فرماتے ہیں:

انھم علی رای من کفرھم بالتاویل لاتحل مناکحتھم ولااکل ذبائحھم ولاالصلوٰۃ علی میتھم ویختلف فی موارثتھم علی الخلاف فی میراث المرتد[1]۔	جن لوگوں نے ان کی تکفیر کی ہے ان کی رائے میں ان سے نکاح کرنا، ان کاذبیحہ کھانا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے اور ان کی وراثت میں وہی اختلاف ہوگا جو مرتد کی وراثت میں ہے۔(ت)

ان عبارات سے ظاہر ہولیا کہ ان مبتدعین منکرین ضروریاتِ دین پر حکم مرتدین جاری ہونا ہی منقول و مقبول بلکہ مذاہب اربعہ کامفتٰی بہ ہے۔ بالجملہ ان اعداء اللہ پر حکمِ ارتداد ہی جاری کیا جائے گا، نہ ان سے سلطنت اسلام میں معاہدہ دائمہ جائز نہ ہمیشہ کو امان دینا جائز، نہ جزیہ لینا جائز نہ کسی وقت کسی حالت میں ان سے ربط رکھنا جائز، نہ پاس بیٹھنا جائز نہ بٹھانا جائز، نہ ان کے کسی کام میں شریک ہونا جائز نہ اپنے کام میں شریک کرنا جائز، نہ مناکحت کرنا جائز نہ ذبیحہ کھانا جائز۔

قاتلھم اللہ انّٰی یذھبون قال اللہ تعالٰی "وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ"[2]۔ ھدٰنا اللہ تعالٰی الی الصراط المستقیم ودین ھذا النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم وثبتنا بالقول الثابت فی الدنیا والاٰخرۃ انہ ولی ذٰلك واھل التقوٰی واھل المغفرۃ لاالٰہ الاھو "سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ۝۱۸" واللہ تعالٰی اعلم۔	اللہ تعالٰی ان کو ہلاک کرے یہ کدھر جارہے ہیں، اللہ تعالٰی نے فرمایا جو تم میں سے ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے ہے۔(ت) اللہ تعالٰی ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت کرے اور اس آخری نبی علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے دین پر چلائے، اور دنیا وآخرت میں ایمان کامل پر چلائے اور دنیا وآخرت میں ایمان کامل پر ثابت قدم رکھے۔ اللہ تعالٰی اس کا مالک ہے اے تقوٰی والو اور مغفرت والو! اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک وبلند ہے کسی شریک سے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

عبدہ المذنب احمد رضا

کتـــــــــــــــــــــــــبہ

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[1] الشفاء للقاضی عیاض فصل فی تحقیق القول فی کفار المتأولین شرکۃ صحافیہ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۶۴

[2] القرآن الکریم ۵/ ۵۱

مسئلہ ۶: از بستی غفران باغ آہودر بہہ نئی آجری

بخدمت حضرت مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کیافرماتے ہیں علمائے دین موجودہ اسلامی حالت کا خیال کرتے ہوئے اور عام علماء کی تقریر متعلق ہجرت کرنے نہ کرنے کے سنتے ہوئے طبیعت پر تذبذب پیدا ہورہا ہے کہ مجھ کو کیا کرنا چاہئے ہجرت کروں یا نہیں؟اس کے متعلق حضور کا ذاتی خیال کیا ہے؟

الجواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ہجرت دو قسم ہے: عامہ وخاصہ۔عامہ یہ کہ تمام اہل وطن ترک وطن کرکے چلے جائیں۔اور خاصہ یہ کہ خاص اشخاص، پہلے ہجرت دارالحرب سے ہر مسلمان پر فرض ہے، جس کا بیان آیہ کریمہ "اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰىہُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ"[1] الآیۃ (وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے الآیۃ۔ت) میں ہے،اس سے صرف عورتیں اور بچے اور عاجز مرد جو نکل نہیں سکتے مستثنٰی ہیں،جس کا ذکر اس کے متصل دوسری آیہ کریمہ "اِلَّا الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ"[2] الآیۃ میں ہے، باقی سب پر فرض ہے جو باوصفِ قدرت دارالحرب میں سکونت رکھے اور ہجرت نہ کرے مستحقِ عذاب ہے، رہا دارالاسلام اس سے ہجرتِ عامہ حرام ہے کہ اس میں مساجد کی ویرانی وبے حرمتی، قبور مسلمین کی بربادی، عورتوں بچوں اور ضعیفوں کی تباہی ہوگی اور ہجرت خاصہ میں تین صورتیں ہیں،اگر کوئی شخص کسی وجہ خاص سے کسی مقام خاص میں اپنے فرائض دینیہ بجانہ لاسکے اور دوسری جگہ ممکن ہو تو اگر یہ خاص اسی مکان میں ہے اس پر فرض ہے کہ یہ مکان چھوڑ کر دوسرے مکان میں چلاجائے،اور اگر اس محلّہ میں معذور ہو تو دوسرے محلّہ میں اٹھ جائے اور اس شہر میں مجبور ہو تو دوسرے شہر میں وعلٰی ہذا القیاس۔ کما بینہ فی مدارك التنزیل واستشھد بحدیث (جیسا کہ مدارک التنزیل میں اس کی تفصیل ہے اور اس پر حدیث مبارکہ سے استشہاد کیا ہے۔ت) دوسرے وہ کہ یہاں اپنے فرائض مذہبی بجالانے سے عاجز نہیں اور اس کے ضعیف ماں یا باپ یا بیوی یا بچے جن کا نفقہ اس پر فرض ہے وہ نہ جاسکیں گے یا نہ جائیں گے اور اس کے چلے جانے سے بے وسیلہ رہ جائیں گے تو اس کو دارالاسلام سے ہجرت کرنا حرام ہے، حدیث میں ہے:

کفٰی بالمرء اثما ان یضیع من	کسی آدمی کے گنہگار ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ

[1] القرآن الکریم ۴/ ۹۷

[2] القرآن الکریم ۴/ ۹۸

یقوت[1]۔	اسے ضائع کردے جس کا نفقہ اس کے ذمے تھا(ت)

یا وہ عالم جس سے بڑھ کر اس شہر میں عالم نہ ہو اسے بھی حرام ہے **وقد نص فی البزازیۃ والدرالمختار انہ لایجوزلہ السفر الطویل منہا فضلا عن المہاجرۃ**[2] (بزازیہ اور درمختار میں تصریح ہے کہ ایسے آدمی کے لئے طویل سفر جائز نہیں چہ جائیکہ وہ وہاں سے ہجرت کر جائے۔ت) تیسرے وہ کہ نہ فرائض سے عاجز ہے نہ اس کی یہاں حاجت، اسے اختیار ہے رہے یا چلا جائے جو اس کی مصلحت سے ہو، یہ تفصیل دارالاسلام میں ہے، **کما حققناہ فی فتاوٰنا** (جیسا کہ اس کی تحقیق ہم نے اپنے فتاوٰی میں کی ہے۔ت) اب آپ اپنی حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ آپ کو ہجرت جائز یا واجب یا حرام ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۷ تا ۹: از بمبئی نمبر ۲ سنگل روڈ معرفت وائز برادر مسئولہ نذیر احمد خجندی ۱۶ محرم ۱۳۳۹ھ

(۱) سلطنت اسلامیہ عثمانیہ تباہ و برباد کی جارہی ہے، اس کے حصے بخرے کرلئے گئے، ایسی حالت میں ہم اہل سنت وجماعت کو اس سلطنت اسلامی سے ہمدردی اور اس کے دشمنوں سے نفرت کرنی چاہئے یانہیں؟

(۲) اماکن مقدسہ بے حرمت کئے گئے، خصوصًا حرم شریف میں خون بہایا گیا، غلاف کعبۃ اللہ میں آگ لگی، ان بے حرمتی کرنے والوں اور ان افراد سے جو اس بے حرمتی کے باعث ہوئے ہم کو نفرت اور عداوت رکھنی چاہئے یانہیں؟

(۳) خصوصًا جس قوم نے سلطنت اسلامیہ کو برباد اور اماکن مقدسہ کو بے حرمت کرنے کی کوشش کی ہو وہ دشمن اسلام اور مخالف اللہ تعالٰی ورسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سمجھی جائے گی یانہیں، اور بفحوائے آیہ کریمہ

"**لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ**"[3] **الخ** (تم نہ پاؤگے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی الخ۔ت) ہم اہل سنت وجماعت کو ان دشمنان اسلام سے دوستانہ تعلقات ترک کرنے چاہئیں یانہیں؟ **بینوا توجروا۔**

---

[1] سنن ابو داؤد کتاب الزکوٰۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۳۸، مسند احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۲/ ۱۶۰، ۱۹۵، ۱۹۴
المعجم الکبیر حدیث ۱۳۴۱۵ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲/ ۳۸۲

[2] درمختار کتاب الجہاد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۳۹

[3] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

الجواب

ہر سلطنت اسلام نہ صرف سلطنت ہر جماعت اسلام نہ صرف جماعت ہر فرد اسلام کی خیر خواہی مسلمان پر فرض ہے،

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصح لکل مسلم [1]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: دین اسلام ہر مسلمان کی خیر خواہی کا نام ہے۔(ت)

مگر ہر تکلیف بقدر استطاعت اور ہر فرض بقدرِ قدرت ہے نامقدور بات پر مسلمان کو ابھار نا جو نہ ہوسکے اور ضرر دے اور اسے فرض ٹھہرانا شریعت پر افترا اور مسلمانوں کی بدخواہی ہے۔

قال اللہ تعالٰی "لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" [2]۔ وقال تعالٰی "فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ" [3]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہوسکے۔(ت)

پھر خیر خواہی اسلام حدودِ اسلام میں رہ کر ہے، مشرکین سے اتحاد و موالات اور ان کو راضی کرنے کو شعار اسلام کی بندش مشرک لیڈر کو اپنے دین کا ہادی و رہبر بنانا، مشرک لکچرار کو مسلمانوں کا واعظ ٹھہرانا، اسے مسجد میں لے جاکر جماعت مسلمین سے اونچا کھڑا کرکے لکچر دلوانا، اپنے ماتھوں پر مشرکوں سے قشقے لگوانا، مشرکوں کے مجمع میں مشرک لیڈروں کی جے پکارنا، مشرک لیڈروں کی ٹکٹکی اپنے کندھوں پر اٹھا کر مرگھٹ میں لے جانا، مساجد کو مشرک کا ماتم گاہ ٹھہرانا، اس کے ماتم کے لئے مساجد میں سربرہنہ ہونا، اس کے لئے نماز دعائے مغفرت کا اشتہار دینا، قرآن مجید اور رامائن کو ایک ڈولے میں رکھ کر دونوں کی پوجا کراتے ہوئے مندر میں لے جانا، مشرکوں نے قربانی گاؤ پر مسلمانوں کو بے دریغ ذبح کیا آگ سے پھونکا ان میں جو بعض گرفتار ہوئے اور ان پر ثبوت کامل پہنچ گیا، ان کے لئے رحم کی درخواست کرنا، ان کی رہائی کی ریزولیوشن پاس کرنا، صاف لکھ دینا کہ ہم نے قرآن و حدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کردی، صاف لکھ دینا کہ آج اگر تم نے ہندو بھائیوں کو راضی کرلیا تو اپنے خدا کو راضی کرلیا، صاف لکھ دینا کہ ہماری جماعت ایک ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہے جو کفر و اسلام کا امتیاز اٹھادے گا، صاف لکھ دینا کہ ہم ایسا مذہب بنانا چاہتے ہیں جو سنگم و پریاگ (بتوں کی پرستشگاہوں) کو مقدس مقام ٹھہرائے گا۔ یہ امور خیر خواہی اسلام نہیں کند چھری سے اسلام کو ذبح کرنا ہے، یہ سب افعال و اقوال ضلال بعید و کفر شدید ہیں اور ان کے فاعل و قائل و قابل اعدائے دین حمید و

---

[1] صحیح البخاری باب قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الدین والنصیحۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۶

[3] القرآن الکریم ۶۴/ ۱۶

دشمنانِ رب مجید ہیں،

"اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا"[1] ، "بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا"[2] "وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۠ (۲۲۷)"[3]۔	جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنالیا، اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

نفرت دینیہ، مکروہ تنزیہی واساءت، مکروہ تحریمی، وحرام صغیرہ وکبیرہ ومراتب بدعت وضلال وانواع کفر وارتداد سب سے حسبِ مرتبہ ہے جس کے درجات مستحب سے فرض اعظم بلکہ ضروریات دین تک ہوں گے لیکن جواخبث مراتب سے نفرت نہ کرے ادون سے ادعائے نفرت میں جھوٹا ہے، مکروہ تنزیہی سے اساءت بری ہے، اساءت سے مکروہِ تحریمی بدتر ہے، اس سے کبائر اپنے اپنے مرتبہ پر بدتر ہیں اور ان سے بدعت وضلال بدتر ہیں اور ان کے بھی مدارج مختلف ہیں اور ان سب سے کفر بدتر ہے اور اس میں بھی مراتب ہیں کفر اصلی سے ارتداد بدتر اور اس میں بھی ترتیب ہے، کفر اصلی کی ایک سخت قسم نصرانیت ہے اور اس سے بدتر مجوسیت، اس سے بدتر بت پرستی، اس سے بدتر وہابیت، ان سب سے بدتر اور خبیث تر دیوبندیت، افعال کیسے ہی شنیع ہوں کسی کفر کی شناعت کو نہیں پہنچ سکتے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بدتر از بدتر سے بدتر، کافروں بت پرستوں سے اتحاد و داد منایا جاتا ہے، کیسا وداد، کہاں کا اتحاد، بلکہ غلامی وانقیاد، اور ان سے بھی بدتر کفار وہابیہ کو اپنی مجلسوں کی صدائیں دی جاتی ہیں اور ان تمام بدتر از بدتر سے بدتر دیوبندیت کے سر مشیخیت ہند کی پگڑی باندھنے کی فکر کی جاتی ہے، جب مشرکین ومرتدین سے یہ کچھ اتحاد ہے تو کسی فعل ومعصیت سے نفرت کا ادعاء محض سفید جھوٹ ہے اگر تمہاری نفرت اللہ کے لئے ہوتی تو افعال سے ایک درجہ ہی بت پرستوں سے لاکھ درجہ ہوتی اگر بت پرستوں سے لاکھ درجہ ہوتی دیوبندیوں سے کروڑ درجہ ہوتی تو نفرت کے دعوے محض مکروفریب ہیں،

"یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ (۹)"[4]	فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں۔ (ت)

[1] القرآن الکریم ۷/ ۵۱

[2] القرآن الکریم ۱۴/ ۲۸

[3] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[4] القرآن الکریم ۲/ ۹

آیہ کریمہ:

"لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ"[1]۔	تم نہ پاؤگے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔(ت)

کی تلاوت اس جدید پارٹی کے لئے رب تالی القراٰن والقراٰن یلعنه[2] (بہت سے قرآن پڑھنے والوں پر قرآن لعنت کرتا ہے۔ت) کی پوری مصداق ہے، کیا بت پرست ووہابیہ و دیوبندیہ "مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ" میں داخل نہیں، ضرور ہیں، کیا یہ پارٹی ان سے وداد واتحاد کرکے "یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ" میں داخل نہ ہوئے ضرور ہوئے، اور یہی آیہ کریمہ فرمارہی ہے کہ جو "یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ" ہیں وہ "یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ" نہیں، لاجرم:

"شَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ"[3] "یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَ اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ"[4]۔	خود اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے، اپنے گھر ویران کرتے ہیں اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں، تو عبرت لو اے نگاہ والو۔(ت)
نسأل اللّٰه العافیة ونعوذ باللّٰه من حال اهل النار و لاحول ولاقوة الا باللّٰه الواحد القهار وصلی اللّٰه وسلم وبارك علی السید الکریم المختار واٰله الاطهار وصحبه الاخیار وامته الی یوم القرار، واللّٰه تعالٰی اعلم۔	ہم اللہ تعالٰی سے عافیت کی دعا کرتے ہیں اور اہل نار کے اس حال سے اللہ تعالٰی کے دامن سے وابستہ ہوتے ہیں، اللہ واحد قہار کی قدرت کے بغیر نیکی کی طاقت اور برائی سے باز آنے کی قدرت نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالٰی کی رحمتیں، برکات ہمارے آقا پر ہوں اور آپ کی آل اطہار، صحابہ خیار اور امتِ نبی پر قیامت تک ہوں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

مسئلہ ۱۰تا۱۳: ازکانپور فیل خانہ کہنہ مسئولہ مولوی سید محمد آصف صاحب ۵ شعبان ۱۳۳۹ھ

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسوله الکریم۔

یاحبیب محبوب اللہ روحی فداک، قبلہ کونین وکعبہ دارین محی الملّۃ والدّین دامت فیوضہم۔ بعد تسلیمات

---

[1] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

[2] المدخل لابن الحاج الجزء الاول ص۸۵ الجزء الثانی ص۳۰۴ دار الکتاب العربی بیروت

[3] القرآن الکریم ۶/ ۱۳۰ و۷/ ۳۷

[4] القرآن الکریم ۵۹/ ۲

فدویانہ تمنائے حصولِ سعادت آستاں بوسی التماس ایں کہ بفضلہٖ تعالٰی فدوی بخیریت ہے، صحتوری مزاج اقدس مدام بدعائے سحری مطلوب۔

(۱) ذمی کفار کو ان کے مندر عبادت گاہ میں عبادت کرنے و نیز مراسم کفر کے کرنے کی سلطان اسلام اجازت دیتا ہے یا نہیں؟ درصورت اجازت دینے کے شبہہ ہوتا ہے کہ احکامِ کفر پر رضا کفر ہے جیسا کہ اتمامِ حجت تامہ میں ۴۳ سوال کے آخر میں ہے (تقسیم ملک کہ اتنا آپ کا اتنا ہندوؤں کا، ان دونوں صورتوں میں احکامِ کفر تمام یا بڑے حصہ میں آپ کی رضا سے جاری ہوں گے کہ آپ ہی اس اشتراک یا تقسیم پر راضی ہوئے، احکامِ کفر پر رضا کفر یا کم از کم بددینی ہے یا نہیں)

(۲) کیا یہ حدیث صحیح ہے: **اخرجوا الیھود والنصارٰی من جزیرۃ العرب۔**

یہود و نصاری کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔ (ت)

اور کس زمانہ تک اس حدیث شریف پر عمل ہوتا رہا، اور کس بادشاہ کے وقت سے عدن وغیرہ میں نصارٰی کا قیام ہوا، حدیث شریف سے کیا مقصود ہے؟

(۳) کیا وہابیہ دیوبندیہ **خذلھم اللہ تعالٰی** (اللہ تعالٰی انہیں رسوا فرمائے۔ ت) بیت المقدس و مساجد کو مقاماتِ مقدسہ نہیں سمجھتے اگرچہ ترکوں کو مسلمان و نیز اور اماکن مقدسہ کو مقاماتِ مقدسہ نہ سمجھیں لیکن شاید مساجد کی وجہ سے و نیز اس حدیث شریف کی وجہ سے چاہتے ہوں کہ عراق عرب غیر مسلم کی ہستیوں سے پاک ہوجائے اور نصارٰی پریشان ہو کر اسے چھوڑ دیں۔

(۴) کیا ابن عبدالوہاب نجدی نے سنگِ اسود کو بھی نقصان پہنچایا تھا اور جگہ سے ہٹادیا تھا؟ **والسلام مع التکریم۔**

الجواب:

حبیبی ومحبی ومحبوبی احبکم اللہ تعالٰی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

(۱) سلطانِ اسلام ہرگز کفار کو مراسمِ کفر کی اجازت نہیں دے سکتا، کیا اجازت کفر دے کر خود کافر ہوگا بلکہ نترکھم وما یدینون (انہیں ہم ان کے دین پر چھوڑ دیں گے۔ ت) یعنی جہاں جس بات کا ازالہ کا حکم نہیں وہاں تعرض نہ کرے گا نہ یہ کہ ان سے کہے گا کہ ہاں ایسا کرو۔ رسالہ علامہ شرنبلالی پھر ردالمحتار میں ہے:

لیس المراد انہ جائز، نامرھم بہ	جائز سے یہ مراد نہیں کہ ہم اس کا امر

بل بمعنی نترکھم ومایدینون فھو من جملۃ المعاصی التی یقرون علیھا کشرب الخمر ونحوہ، ولا نقول ان ذٰلك جائزلھم فلایحل للسلطان ولا للقاضی ان یقول لھم افعلوا ذٰلك ولاان یعینھم علیہ[1]۔	کرتے ہیں بلکہ معنٰی یہ ہے کہ ہم انہیں ان کے دین پر چھوڑتے ہیں پس یہ ان کے ان معاصی سے ہے جن پر وہ قائم رہتے ہیں مثلاً شراب پینا وغیرہ، اور یہ نہیں کہتے کہ انکو جائز ہیں تو بادشاہ اور قاضی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ انہیں کہے تم یہ کام کرو اور نہ یہ کہ وہ ان کی مدد کریں۔ (ت) بخلاف یہاں کے کہ ضرور جو کچھ ہوگا فریقین کی تراضی وقرار داد سے ہوگا۔

(۲) یہ حدیث ان لفظوں سے صحیح نہیں مگر اس مضمون میں کہ جزیرہ عرب میں کوئی نامسلم نہ رہے، متعدد صحیح حدیثیں وارد ہیں، مقصود حدیث وحکم شرعی یہ ہے کہ جزیرہ عرب میں کسی غیر مسلم کا توطن وطول اقامت جائز نہیں، تجارت وغیرہ امورِ مرخصہ کے لئے آئیں اور چلے جائیں، ظاہراً سال بھر تک قیام کی اجازت کسی کو نہ دی جائیگی۔ تیسیر المقاصد علامہ شرنبلالی پھر درمختار میں ہے:

یمنعون من استیطان مکۃ والمدینۃ لانھما من ارض العرب قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایجتمع فی ارض العرب دینان ولودخل لتجارۃ جاز ولا یطیل[2]۔	مکۃ المکرمہ اور مدینہ طیبہ کو انہیں وطن بنانے کی اجازت نہیں دی جائے گی کیونکہ یہ دونوں شہر ارضِ عرب ہیں، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: زمینِ عرب میں دو دین جمع نہیں ہوسکتے، اگر تجارت کے لئے داخل ہو تو جائز ہے لیکن طویل مدت نہ رہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

قولہ لانھما من ارض العرب افادان الحکم غیر مقصود علی مکۃ والمدینۃ بل جزیرۃ العرب کلھا کذٰلك کما عبر بہ فی الفتح وغیرہ فیمنع من ان یطیل فیھا المکث حتی یتخذ فیھا مسکنا لان حالھم فی المقام فی ارض العرب مع التزام	قولہ "کیونکہ وہ ارض عرب میں سے ہیں" بتارہا ہے کہ یہ حکم محض مکہ اور مدینہ تک ہی محدود نہیں بلکہ تمام جزیرہ عرب کا یہی حکم ہے جیسا کہ فتح وغیرہ میں بیان ہوا ہے لہٰذا ایسی طویل مدت تک وہاں ٹھہرنے سے منع کیا جائے گا کہ وہاں وہ رہائش وغیرہ بنائے کیونکہ زمین عرب میں ان کا التزام جزیہ کے ساتھ

[1] ردالمحتار کتاب الجہاد فصل فی الجزیہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۷۲
[2] درمختار کتاب الجہاد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۲

الجزیۃ کحالھم فی غیرھا بلاجزیۃ، وھنا بلك لا یمنعون من التجارۃ بل من اطالۃ المقام فکذٰلك فی ارض العرب، شرح السیر وظاھرہ ان حد الطول سنۃ تأمل[1]۔	ٹھہرنا ایسا ہی ہے جیسے وہ دیگر مقام پر بلاجزیہ ٹھہریں تو وہاں ا نہیں تجارت سے منع نہیں کیا جائے گا، ہاں طویل قیام سے روکا جائے گا، اسی طرح زمین عرب کا معاملہ ہے، شرح السیر۔ ظاہر یہی ہے کہ طوالت مدت کی حد ایک سال تک ہے، تأمل۔ (ت)

اس حکم احکم کی تکمیل خلافت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ہوئی بعد کے خلفا میں مستمر رہی قرامطہ ملاعنہ پھر عبیدی خبثاء پھر وہابیہ نجدیہ، ان کفار کا چند روزہ جبری تسلط نہ کسی خلیفہ یا سلطان کی اجازت سے تھا نہ کسی بین الاقوامی قانون مخترع کی قرارداد سے عدن میں نصارٰی کا قیام اور جدّہ میں ان کی سفارت کا مسکن سلطنت ترک کے اواخر سے ہے۔

(۳) وہابیہ مساجد کو مقدس سمجھا کریں مگر ساتھ ہی ترکوں کو بھی غیر مسلم ہستی مانتے ہیں جس طرح تمام اہلسنت کو جانتے ہیں، تو ان کے جیسے نصارٰی ویسے ہی ترک، بلکہ دل میں ترکوں کو بدتر سمجھتے ہیں کہ مشرک و مرتد جانتے ہیں۔

(۴) قرامطہ خبثا سنگ اسود کو لے گئے تھے، بیس برس کے بعد ان کے یہاں سے ملا، نجدیہ کا اسے جگہ سے ہٹانا منقول نہیں، ہاں سیف الجبار میں ان کے زدوضرب سے اس میں شق آجانا لکھا ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۴: از چکل ضلع بلڈانہ برار مسئولہ محمد شیر نوار خاں صاحب ۲۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وہادیان مبین ومفتیانِ شرع متین اس باب میں کہ ان دنوں جب کہ دول یورپ نصارٰی نے سلطنت حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کے بیشتر حصہ مملکت ودار الخلافہ پر تسلط اور جزیرۃ العرب واماکن مقدسہ پر بھی براہِ راست وبالواسطہ تسلط واقتدار جمالیا ہے کیا ان حالات میں مسلمانانِ ہند کے لئے ضروری ہے یا نہیں کہ ایسا کوئی طرزِ عمل متفق طور پر اختیار کریں جو غاصبان سلطنت اسلام واماکن مقدسہ کو عاجز کرنے والا اور نقصان پہنچانے والا اور جس کا اثر سلطنت اسلام واماکنِ مقدسہ کی حفاظت کے لئے مدافعانہ پہلو لئے ہوئے ہو، **بینوا توجروا۔**

الجواب:

اس سوال کا جواب بھی بارہا چھپ چکا، بلاشبہہ سلطنت اسلام کی حمایت اور اماکن مقدسہ کا تحفظ مسلمانوں پر فرض ہے مگر ہر فرض بقدرِ قدرت ہے اور ہر حکم حسبِ استطاعت، ہندوؤں کی غلامی حرام ہے

[1] ردالمحتار کتاب الجہاد فصل فی الجزیۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۷۵

اور ان سے اتحاد و وداد مخالفتِ قرآن ہے، جو شخص جو طریقہ برتنا چاہے اسے تین باتیں سوچ لینا ضرور ہے:

اول وہ طریقہ شرعاً جائز ہو، نہ محرمات و کفریات جیسے آجکل لوگوں نے اختیار کئے ہیں۔

دوم وہ طریقہ ممکن بھی ہو، اپنے آپ کو اس کے کرنے پر قدرت ہو کہ غیر مقدوریات کا اٹھانا شرعاً بھی ممانعت ہے عقلاً بھی حماقت۔

سوم وہ طریقہ مفید بھی ہو، وقت اٹھائے پریشانی اٹھائے بلاکے لئے سینہ سپر ہو، اور کرے وہ بات جو محض غیر مفید و بے اثر ہو، یہ بھی شرعاً عقلاً کسی طرح مقبول نہیں، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۵: از بنارس محلّہ ابنیا کی منڈی مسئولہ محمد عمر صاحب رضوی ۲۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیاارشاد فرماتے ہیں علمائے دین حنفی اس مسئلہ میں کہ ہندوستان کے کافر ذمی ہیں یا حربی، کافر ذمی اور حربی کی صحیح تعریف کیا ہے، ہندوستان کے کفار سے لین دین بیع و شراء جائز ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

ہندوستان کے کافر ذمی نہیں، ذمی وہ کافر ہے کہ سلطنتِ اسلام میں مطیع الاسلام ہو کر رہے اور جزیہ دینا قبول کرے، بیع و شراء لین دین کہ جائز ہو ہر کافر اصلی سے جائز ہے اگرچہ ذمی نہ ہو۔ ہندیہ میں ہے:

اذا اراد المسلم ان یدخل دار الحرب بامان للتجارۃ لم یمنع ذٰلك منه وکذٰلك اذا اراد حمل الامتعۃ الیھم فی البحر فی السفینۃ[1] ملخصًا۔	جب کوئی مسلمان تجارت کے لئے امان کے ذریعے دارالحرب میں داخل ہونا چاہے تو اسے روکا نہیں جائیگا اسی طرح اس صورت میں ہے جب وہ سمندر میں کشتی کے ذریعے ان کی طرف سامان لے جانے کا ارادہ رکھتا ہو، ملخصًا۔ (ت)

بلکہ کافر اصلی غیر ذمی وغیر مستامن سے اپنے نفع کے وہ عقود بھی جائز ہیں جو مسلم وذمی مستامن سے ناجائز ہیں، جن میں غدر نہ ہو کہ غدر وبدعہدی مطلقاً سب سے حرام، ہے، مسلم ہو یا کافر ذمی ہو یا حربی مستامن ہو یا غیر مستامن اصلی ہو یا مرتد۔ ہدایہ و فتح القدیر وغیرہما میں ہے:

لان مالھم غیر معصوم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا مالم یکن غدرا[2]۔	کیونکہ ان کا مال معصوم نہیں، اسے مسلمان جس طریق سے بھی حاصل کرلے وہ مال مباح ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ دھوکا نہ ہو۔ (ت)

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ کتاب السیر الباب السادس فی المستامن نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۳

[2] فتح القدیر باب استیلاء الکفار مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۲۵۴، درمختار کتاب الجہاد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۴۱

کفار ہند کے ذمی ومستامن نہ ہونے کے سبب ان سے بیع وشراء ناجائز سمجھنا سخت جہالت ہے، یہ سبب تو اور موجبِ وسعت ہے نہ کہ وجہ ممانعت۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

رسالہ
نابغ النور علی سوالات جبلفور ۱۳۳۹ھ
(جبلپور کے سوالات پر ظاہر ہونے والا نور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ونحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

مسئلہ ۱۶ تا ۲۲: از جبل پور کمانیہ بازار دکان سیٹھ عبدالغفور صاحب آئل مرچنٹ مرسلہ عبدالجبار صاحب ناظم جماعت خدام اہل سنت ۲۰ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں:

(۱) ایک سچا پکا سنی پابندِ مذہب وملت، تارک دنیا دینی عالم با عمل جو حکومتِ ترکی کو ایک عظیم الشان سلطنت اسلامیہ سمجھے اور اپنی متعدد تقریروں میں اس عظیم سلطنتِ اسلامیہ بلکہ ہر مصیبت زدہ مسلمان کی مدد واعانت وحمایت اور اماکن مقدسہ کی صیانت وحفاظت ہر مسلمان پر بقدر وسعت واستطاعت ہر جائز وممکن ومفید طریقہ کے ساتھ ضروری ولازم وفرض فرمائے اور لوگوں کے بار بار نہایت اصرار کے ساتھ اس امر کے استفسار پر کہ "آپ ترکوں کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کاملہ اور سلطان ترکی کو خلیفۃ المسلمین سمجھتے ہیں کہ نہیں" اس کے جواب میں فرمائے "سلطنت ترکی خلدھا اللہ تعالٰی وایدھا وحرسھا واخذل اعدائھا" (اللہ تعالٰی اس سلطنت کو ہمیشگی بخشے، اس کی مدد فرمائے، اس کی حفاظت فرمائے اور اس کے دشمنوں کو ذلیل فرمائے۔ت) کے متعلق

صرف اتنا عرض کرسکتا ہوں کہ میں بحمدہٖ تعالٰی سنی ہوں اور ہمیشہ ہر حال میں تحقیقات سلف اور مسلماتِ اہلسنت وتصریحاتِ محققین کا متبع اور امتِ مرحومہ کے اجماع واطباقِ متوارث کا پابند رہا ہوں اور یہی میرا مذہب وعروہ وثقٰی ہے، مسئلہ خلافتِ عظمٰی کے متعلق جو ایک ثابت ومحقق وقطعی طے شدہ مذہبی قدیم مسئلہ ہے، میں احتیاط کے خلاف اتباعِ سلف پر، ایک جدید اختراع خلف کو ترجیح دینے سے قاصر ہوں اور آج کل کے بے جا اور ناجائز ومزاحم دین وملت ومخالف کتاب وسنت شورشوں اور ایسی شورشی خلافت کمیٹیوں سے علیحدہ رہے، جن خلافت کمیٹیوں کا مقصد خاص ہندو، مسلم اتحاد ہے اور کفار ومشرکین کے ساتھ دلی محبت اور موالات قائم کرنا اور مسلمانوں کو ہندوؤں کا مطیع ومنقاد وغلام بنانا، محرمات شرعیہ کو حلال اور حلال چیزوں کو حرام ٹھہرانا، خلافت کا نام کرکے، کام تمام منافی مقاصد خلافت وخلاف اسلام وموجب بربادی اسلام وتباہی اہل اسلام کرنا، نہایت مبالغہ کے ساتھ قولاً وفعلاً وتحریراً کفار ومشرکین کی تعظیم وتوقیر خود کرنا اور مسلمانوں سے کرانا، بجائے دعائے نصرت اسلام ومسلمین، مشرکوں کی طرح کافر ومشرک کی جے پکارنا کسی کافر ومرتد ووہابی کے مرنے یا جیل جانے پر اظہارِ غم اور ماتم کے لئے بازار بند کرانا ہڑتالیں کرنا، مسلمانوں کو دکانیں بند کرنے پر مجبور کرنا، جو ان کا کہنا نہ مانے اسے تکلیف دینے اور اس کی عزت وناموس کو نقصان پہنچانے کی دھمکی دینا' اور بائیکاٹ کردینا، ترکی ٹوپیاں سروں سے اتار کر جلادینا، شعار مشرک گاندھی ٹوپی پہننے پر زور دینا وغیرہا من الشنائع، ایسی خلافت بلکہ ضلالت وہلاکت کمیٹیوں کے ان کے کفروں اور ضلالتوں کو اہلِ اسلام پر اپنے بیانات میں ظاہر کرے اور لوگوں کو راہِ راست کی طرف بلائے ایسے عالم دین پر نفس خلافت کے انکار کا بہتان وافترا باندھ کر اسے دائرہ اہل سنت سے خارج کرنا اور قطعاً قرآن کا منکر ٹھہرا کر اس کے کفر وارتداد پر فتوٰی شائع کرنا کیسا ہے اور اس کے مستفتی ومفتی ومصدقین اور اس فتوٰی کے ماننے والوں اور اس پر عمل کرکے ایسے عالم باعمل کی شان میں ناشائستہ کلمات استعمال کرنے والوں کی نسبت شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۲) کیا صرف **موالات من الیہود والنصارٰی** حرام ہے یا ہر کافر ومشرک ومبتدع ووہابی وبے دین سے۔

(۳) کیا صرف ترک **موالات من الیہود والنصارٰی** کو فرض بتانے والے اور دوسرے کفار ومشرکین ومرتدین ہنود ووہابیہ سے موالات کرنے والے، اسے فرض جاننے والے کیا محرف ومکذب قرآن عظیم نہیں، اگر ہیں تو ان کی نسبت شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۴) جو عالم باعمل کافر ومشرک نصارٰی یہودی، ہندو مجوسی بلکہ ہر گمراہ بے دین وبدمذہب مرتد، وہابی اور ہر دشمنِ دین اور ہر مخالف اسلام سے ترک موالات فرض اور اس کے ساتھ موالات حرام بتائے اور آج کل کے شورش پسندوں کا من گھڑت ترک موالات جو صرف نصارٰی سے کیا جارہا ہے وہ بھی ادھورا، اور کافروں، مشرکوں، مرتدوں، ہندوؤں، وہابیوں سے موالات فرض بتایا جاتا ہے، ایسے انوکھے اندھے ایجاد مشرک، ترک موالات کو

منافقِ اسلام ومخالف کتاب وسنت فرمائے، ایسے عالم باعمل کو گورنمنٹ کا تنخواہ یافتہ کہنا، اور ترک موالات من الیہود والنصارٰی کی تصدیق کرنا، اور ایسے مستفتی و مفتی ومصدقین اور اسے مان کر ایک عالم کی شان میں توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے والے سب کے لئے شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۵) جماعتِ اہلسنت میں تفرقہ ڈالنا، کافروں، مشرکوں کے اغواء سے مسلمانوں میں پھوٹ پیدا کرنا، مسجد الٰہی عیدگاہ سے مسلمانوں کو علیحدہ کرکے کافروں کی مدد سے خیمے قائم کرکے نمازِ عید ادا کرنا، مسلمانوں کو دھوکا دینے اور شیطانی چال اور مکر وفریب سے عیدگاہ اہلسنت سے پھیر کر کافروں کی زمین گول بازار میں بھیجنے کے لئے کافروں کو راستوں پر مقرر کرنا اور مشرکوں کے کہنے سے عیدگاہ چھوڑ کر جماعت اہل سنت سے منہ موڑ کر مسجد الٰہی کو ویران کرنے کے لئے کافروں کے زیر سایہ حفاظت و حمایت نماز ادا کرنا کیسا ہے اور ایسا کرنے والوں پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۶) مشرکوں بت پرستوں کو خوش اور راضی کرنے کے لئے گائے کی قربانی چھڑانے کی کوشش کرنا اور مسلمانوں کو گائے کی قربانی چھوڑنے پر زور دینا، انہیں مجبور کرنا کیسا ہے اور ایسا کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟

(۷) جو گائے کی قربانی کرنا چاہتا ہے اس کا ان مشرک پرستوں کے بہکانے سے ان کے دام شیطنت میں پھنس کر گائے کی قربانی چھوڑنا کیسا ہے اور چھوڑنے والے کا کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**، بہت ہی کرم ہوگا، ہر سوال کے جواب کے ساتھ دلیل ہو اگرچہ مختصر۔

الجواب:

بسم الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للّٰه وحده والصلوٰة والسلام علٰی من لانبی بعده واٰله وصحبه المکرمین عنده۔

(۱) صورت مستفسرہ میں عالم موصوف سراسر حق پر ہے اور اس کے مخالفین گمراہ وضال،

قال اللّٰه تعالٰی "فَمَاذَا بَعۡدَ الۡحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ"[1]	اللہ تعالٰی نے فرمایا: پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی۔ (ت)

[1]بلاشبہہ حمایت سلطنت اسلامیہ وحفاظت اماکن مقدسہ میں، وسعت واستطاعت کی شرط قرآن عظیم سے ہے، [2]اور اس کے طرق میں جائز و ممکن ومفید کی تحدید شرع قویم وعقل سلیم سے۔ **قال اللّٰه تعالٰی:**

"لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا ط"[2]۔	اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر (ت)

[1] القرآن الکریم ۱۰/ ۳۲

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۶

وقال الله تعالٰی "فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ "۔[1]	اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: تو اللہ تعالٰی سے ڈر وجہاں تک ہوسکے۔(ت)

شرع الٰہی عزّوجل منزّہ ہے اس سے کہ ناجائز وحرام یا ناممکن وغیر مقدور یا نامفید عبث کا حکم دے۔

قال الله تعالٰی "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ " [2]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: بیشک اللہ تعالٰی بے حیائی کا حکم نہیں دیتا (ت)
وقال تعالٰی: "وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ "[3]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور وہ منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات سے۔(ت)
وقال تعالٰی "لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا "[4]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور ہم کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتے مگر اس کی طاقت بھر۔(ت)
وقال تعالٰی "وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝۳۸ "[5]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔(ت)

۳ دربارہ خلافت جس عقیدہ اہل سنت کا عالم نے اشعار کیا خود خلافت کمیٹی کے مفتی اعظم مولوی ریاست علی خاں صاحب شاہجہان پوری اور اس کے لیڈر معظم وناظم انجمن علماء، صدر شعبہ تبلیغ عبدالماجد بدایونی نے ایک مطبوعہ فتوی میں (کہ شخصین مذکورین جس کے مفتی ومستفتی ہیں) اس کا صاف اقرار واظہار کیا جو عبارات ائمہ وعلماء اس فتوی نے سنداً پیش کیں، وضوح حق کو ان میں سے یہ دو ہی بہت ہیں مقاصد وشرح مقاصد سے (کہ عقائد اہلسنت کی معتمد کتابیں ہیں) سند دکھائی کہ "لنا قوله علیه السلام الائمة من قریش[6]، واجمعوا علیه فصار دلیلا قاطعا یفید الیقین باشتراط القرشیة" یعنی ہم اہلسنت کی دلیل حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ ارشاد جلیل ہے کہ تمام خلفاء قریش سے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے اس پر اجماع کیا تو دلیل قطعی ہوگئی جس سے یقین حاصل ہوا کہ خلافت کے لئے قرشی ہونا بیشک شرط ہے۔ علامہ سید محمد ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ردالمحتار علی الدرالمختار سے سند پیش کی کہ فرماتے ہیں:

---

[1] القرآن الکریم ۶۴/ ۱۶

[2] القرآن الکریم ۷/ ۲۸

[3] القرآن الکریم ۱۶/ ۹۰

[4] القرآن الکریم ۲۳/ ۶۲

[5] القرآن الکریم ۴۴/ ۳۸

[6] شرح المقاصد المبحث الثانی التکلیف والحریة والذکورة دار المعارف النعمانیة لاہور ۲/ ۲۷۷

وقدیکون بالتغلب مع المبایعة وھو الواقع فی سلاطین الزمان نصرھم الرحمٰن[1]۔	یعنی تغلب کی امامت کبھی بیعت کے ساتھ بھی ہوتی ہے کہ ہے تو متغلب مگر لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں، ہمارے زمانے کے سلاطین کا یہی واقعہ ہے، رحمٰن عزوجل ان کی مدد فرمائے (ہم کہتے ہیں آمین)

علامہ سید موصوف جن کی کتاب ممدوح آج تمام عالم میں مذہب حنفی کے اعلٰی درجہ معتمد سے ہے۔ سلطان عبدالمجید مرحوم کے والد سلطان محمود خاں مرحوم کے زمانے میں انہیں کے قلمرو ملک شام میں انہیں کی طرف سے شہر دمشق وتمام دیار شامیہ کے مفتی اجل تھے (رحمۃ تعالٰی علیہ) مفتی ومستفتی مذکورین کی ان شہادتوں کے بعد زیادہ تفصیل کی حاجت نہیں،

قال اللہ تعالٰی "شَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ"[2]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا خود اپنی جانوں پر گواہی دیں گے (ت)

خلافت کمیٹی کو اس بارے میں اگر پوچھنا ہو انہیں اپنے مفتی اعظم ولیڈر معظم سے پوچھے کمیٹی کہے: "لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا" (تم نے ہم پر کیوں گواہی دی۔ت) وہ کہیں: "اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ"[3][4] (وہ کہیں گی ہمیں اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی۔ت)

۴مشرکوں سے اتحاد ووداد قطعی حرام اور ان سے اخلاص دلی یقیناً کفر ہے۔

قال تعالٰی "تَرٰى كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْاؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ فِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ۝۸۰ وَ لَوْ كَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِیِّ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِیَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ۝۸۱"[5]	تم ان میں بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں، بیشک کیا ہی بری ہے وہ چیز جو خود انہوں نے اپنے لئے آگے بھیجی کہ ان پر اللہ کا غضب ہوا اور انہیں ہمیشہ ہمیشہ عذاب ہوگا اور اگر انہیں اللہ اور نبی اور قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں سے اتحاد، وداد، محبت، موالات نہ مناتے مگر ہے یہ کہ ان میں بہت سے فرمان الٰہی سے نکلے ہوئے ہیں (ت)

[1] ردالمحتار باب البغاۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۱۰

[2] القرآن الکریم ۶/ ۱۳۰ و۷/ ۳۷

[3] القرآن الکریم ۴۱/ ۲۱

[4] القرآن الکریم ۴۱/ ۲۱

[5] القرآن الکریم ۵/ ۸۰ـ۸۱

یہ اور بیس ۲۰ سے زائد اور آیات کریمہ ہیں جن میں مطلقًا کفار سے اتحاد و وداد کو حرام و کفر فرمایا ہے، مسلمان کی شان نہیں کہ واحد قہار کے ارشادات سنے اور ان میں مشرکین یا خاص ہندوؤں کے استثناء کی پچر گھڑلے،

قال اللہ تعالٰی "آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝۵۹ "[1]۔ وقال تعالٰی " اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۸ "[2] وقال تعالٰی "يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ" (الٰی قولہ عزّوجل) " لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚۖ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۴۱ "[3]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: کیااللہ نے اسکی تمھیں اجازت دی (کہ مثلًا میرے کلام میں مگر ہندو کا پیوند لگالو) یا تم اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔اللہ تعالٰی نے فرمایا: کیا بے جانے بوجھے اللہ پر کسی بات کا چھٹار کھتے ہو (کہ مثلًا اس نے ہندوؤں کو جدا کرلیا ہے) اللہ تعالٰی نے فرمایا: اللہ تعالٰی کے ارشادات کو ان کے ٹھکانے سے ہٹاتے ہیں__ (کہ مثلًا اگرچہ اللہ نے یہاں ہر جگہ عام لفظ فرمائے جو سب کفار کو شامل ہیں مگر ان سے ہندو مراد نہ رکھے ان سے اتحاد و وداد کو حرام وکفر نہ فرمایا) ایسوں کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب

۵مشرکوں کا غلام و منقاد بننا ان کا پس رو بننا، جو کہیں وہی کرنا خصوصًا جسے امر دینی سمجھا ہو اس میں ان کی اطاعت کرنا یہ سب حرام حرام ہے سخت مخالفتِ ذوالجلال والاکرام ہے، گمراہی وکفر اس کا انجام ہے،

قال اللہ تعالٰی "وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۲۰۸ "[4] وقال تعالٰی "فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۸ "[5] وقال تعالٰی "وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝۲۴ "[6] وقال تعالٰی "وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ "[7]	اللہ تعالٰی نے فرمایا: شیطان کے پس رو نہ بنو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔اللہ نے فرمایا: جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کر۔اور اللہ تعالٰی نے فرمایا:ان میں سے کسی مجرم یا کافر کی اطاعت نہ کرو۔اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: یہ جو زمین میں ہیں ان میں اکثر وہ ہیں کہ اگر تونے ان کی اطاعت کی تو وہ تجھے اللہ کے راہ سے گمراہ کردیں گے۔

[1] القرآن الکریم ۱۰/ ۵۹
[2] القرآن الکریم ۱۰/ ۶۸
[3] القرآن الکریم ۵/ ۴۱
[4] القرآن الکریم ۲/ ۲۰۸
[5] القرآن الکریم ۶۸/ ۸
[6] القرآن الکریم ۷۶/ ۲۴
[7] القرآن الکریم ۶/ ۱۱۶

وقال تعالٰی "یٰۤاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَرُدُّوْکُمْ عَلٰۤی اَعْقَابِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ "[1]۔	اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے ایمان والو! اگر تم کافروں کے کہے پر چلے تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل (اسلام سے) پھیر دینگے تو پورے ٹوٹے میں پلٹو گے۔

۶ حلال کو حرام، ۷ حرام کو حلال ٹھہرانا ائمہ حنفیّہ کے مذہب راجح میں مطلقاً کفر ہے، جبکہ ان کی حلت و حرمت قطعی ہو جیسے جائز کسب و تجارت واجارت کی حلت مشرکین و وداد و انقیاد و اتحاد کی حرمت، ان حلالوں کو وہ لوگ حرام بلکہ کفر اور ان حراموں کو حلال بلکہ فرض کر رہے ہیں اور اگر وہ حرام قطعی حرام لعینہ ہے، جیسے مذکورات جب تو اسے حلال ٹھہرانا باجماعِ ائمہ حنفیّہ کفر ہے، اللہ عزوجل کفار کا بیان فرماتا ہے:

"لَایُحَرِّمُوْنَ مَاحَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ "[2]۔	جسے اللہ ورسول نے حرام فرمایا کافر اسے حرام نہیں ٹھہراتے۔

متن عقائد میں مسئلہ مصرحہ ہے، نیز فتاوٰی خلاصہ وغیرہا میں ہے:

من اعتقد الحرام حلالا او علی القلب یکفر ھذا اذاك ان حراما بعینه و الحرمة قامت بدلیل مقطوع به اما اذاکانت باخبار الاحاد لایکفر[3] (ملخصا)۔	جس نے کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام مان لیا تو وہ کافر ہو جائے گا، یہ اس صورت میں ہے کہ وہ حرام لذاتہ ہو اور اس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو، اگر ثبوت خبر واحد سے ہو تو کافر نہیں ہوگا۔ (ملخصاً) (ت)

بزازیہ وشرح وہبانیہ ودر مختار میں ہے:

یکفر اذا تصدق بالحرام القطعی[4]۔	حرام قطعی کے تصدق سے کافر ہو جائے گا۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

حاصله ان شرط الکفر علی القول الاول شیئان قطعیة الدلیل وکونه حراما لعینه، وعلی الثانی یشترط الشرط الاول فقط، وعلمت ترجیحه، ومافی البزازیة مبنی علیه[5]۔	حاصل یہ ہے کہ قول اول پر کفر کے لئے دو شرائط ہوں گی اول دلیل کا قطعی ہونا، ثانی اس کا حرام لذاتہ ہونا، اور دوسرے قول پر پہلی شرط ہے اور آپ اس کی ترجیح سے آگاہ ہیں، اور بزازیہ کا مدار اسی پر ہے۔ (ت)

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۴۹

[2] القرآن الکریم ۹/ ۲۹

[3] خلاصة الفتاوٰی الفصل الثانی فی الفاظ الکفر الخ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۳

[4] درمختار کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ الغنم مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۳۴

[5] ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ باب زکوٰۃ الغنم داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۷

حالات دائرہ میں دونوں شرطیں موجود ہیں تو یہ باجماعِ ائمہ حنفیّہ کفر ہیں۔^۸ کفار ومشرکین کی ایسی تعظیمیں کفر ہیں، ^۹ان کی جے پکارنا، ^۱۰ان کے مرنے یا جیل جانے پر ہڑتال اور اس پر وہ اصرار، اور جو مسلمان نہ مانے اس پر وہ ظلم وہ اضطراب، کمال تعظیم کفار اور باعث دخول نار وغضبِ جبار، وحسب تصریحاتِ ائمہ موجب کفر واکفار، فتاوٰی ظہیریہ واشباہ والنظائر وتنویر الابصار ودر مختار میں ہے:

لوسلم علی الذمی تبجیلا یکفرلان تبجیل الکافر کفر۔[1]	اگر کسی نے ذمی کو احترامًا سلام کہہ دیا تو یہ کفر ہے کیونکہ کافر کی تعظیم کفر ہوتی ہے۔(ت)

فتاوٰی امام ظہیر الدین ومختصر علامہ زین مصری وشرح تنویر مدقق علائی میں ہے:

لوقال لمجوسی یااستاذ تبجیلا کفر۔[2]	اگر کسی نے مجوسی کو تعظیمًا "یااستاد" کہا تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا۔(ت)

رب عزوجل فرماتا ہے:

"وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۠ۙ" ۔[3]	عزّت تو خاص اللہ ورسول ومسلمین ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام[4] رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عبداللہ بن بسر وابن عساکر وابن عدی عن ام المؤمنین الصدیقة وابو نعیم فی الحلیة والحسن بن سفیان فی مسندہ عن معاذ بن جبل والسجزی فی الابانة عن ابن عمر وکابن عدی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین والبیھقی	جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی بیشک اس نے دین اسلام کے ڈھادینے پر مدد دی (اسے امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت عبداللہ بن بسر، ابن عساکر اور ابن عدی نے ام المومنین سیدہ صدیقہ سے، ابونعیم نے حلیہ میں اور حسن بن سفیان نے مسند میں حضرت معاذ بن جبل سے، سجزی نے ابانۃ میں حضرت ابن عمر سے اور ابن عدی کی طرح_____ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم

[1] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

[2] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

[3] القرآن الکریم ۶۳/ ۸

[4] شعب الایمان حدیث ۹۴۶۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۷/ ۶۱

فی شعب الایمان عن ابراہیم بن میسرۃ مرسلا۔	اجمعین سے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابراہیم بن میسرہ سے اسے مرسلاً روایت کیا ہے۔(ت)

بدمذہب کی توقیر پر یہ حکم ہے مشرک کی تعظیم پر کیا ہوگا، ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

نهى النبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم ان يصافح المشركون اويكنوا اويرحب بهم[1]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کسی مشرک سے ہاتھ ملائیں یا اسے کنیت سے ذکر کریں یا اس کے آتے وقت مرحبا کہیں۔

یہ باتیں کچھ ایسی تعظیم بھی نہیں ادنٰی درجہ تکریم میں ہیں کہ نام لے کر نہ پکارا فلاں کا باپ کہا یا آتے وقت جگہ دینے کو آیئے کہہ دیا، حدیث نے اس سے بھی منع فرمایا نہ کہ معاذ اللہ اس کی جے پکارنی اور وہ افعال شیطانی، اور یہ عذر یا رد کہ یہ اقوال عوام کے ہیں کسی ذمہ دار کے نہیں، محض کاذب وپادر ہوا ہے، تمہیں نے عوام کالہوام کو اس اتحاد مشرکین حرام ولعین پر ابھارا اور ان حرکات ملعونہ سے نہ روکا بلکہ اپنے مقاصد مفاسد کا مؤید سمجھا تمہارے دلوں میں ایمان یا ایمان کی قدر ہوتی تو اس اتحاد حرام وکفر کے لئے جیسی زمین سروں پر اٹھالی ہے، رات دن، مشرق مغرب ٹاپتے پھرتے ہو، ہزاروں دھواں دھار ریز ولیشن پاس کرتے ہو اس کے مخالف بلکہ اس میں ساتھ نہ دینے والوں پر فتوٰی کفر لگاتے ہو، صدہا اخبارات کے کالم ان کی بدگوئی سے گندے کرتے ہو، اس سے سوحصے زائد ان کفروں، ضلالوں کی آگ بجھانے میں دکھاتے کہ یہ تمہاری ہی لگائی تھی اور اپنی داڑھی بچانے کے لئے اس کا بجھانا تم پر فرض عین تھا، مگر سب دیکھ رہے ہیں کہ ہرگز ہرگز ان شیطنتوں کی روک تھام میں اس بولاہٹ والی جان توڑ کوشش کا دسواں، بیسواں، سوواں حصہ بھی نہ دکھایا پھر جھوٹے بہانے بنانے سے کیا حاصل، معہذا خود ذمہ داروں نے جو کچھ کیا وہ جاہلوں کی حرکات مذکورہ سے کہیں بدتر وخبیث تر ہے، اور کیوں نہ ہو کہ شملہ بمقدار علم، ابوالکلام آزاد صاحب نے کمپ ناگپور میں جمعہ پڑھایا اور خطبہ میں مدح خلفائے راشدین وحضرات حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہم کی جگہ گاندھی کی حمد کی اسے مقدس ذات ستودہ صفات کہا، میاں عبدالماجد بدایونی نے ہزاروں کے مجمع میں گاندھی کو مذکر مبعوث من اللہ کہا کہ اللہ نے ان کو تمہارے پاس مذکر بنا کر بھیجا ہے، کہاں یہ کلمات ملعونہ اور کہاں بے تمیز احمق جاہلوں کا جے پکارنا،

"فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ"[2] "اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ"[3] "كَلَّا بَلْ"	تم کہاں اوندھے جاتے ہو، تو کیا تمہیں عقل نہیں، کوئی

[1] حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۱۴۴۶ اسحاق بن ابراہیم دار الکتاب العربی بیروت ۹/ ۲۳۶

[2] القرآن الکریم ۱۰/ ۳۴

[3] القرآن الکریم ۲/ ۴۴

نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھادیا ہے ان کی کمائیوں نے۔(ت)	"کَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ "[1]

ترکی ٹوپیاں جلانا صرف تضییع مال ہوتا کہ حرام ہے اور گاندھی ٹوپی پہننا مشرک کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنا ہوتا کہ اس سے سخت تر، اشد حرام ہے، مگر وہ لوگ ترکی ٹوپیوں کو شعارِ اسلام جان کر پہنتے تھے اب انہیں جلادیا اور ان کے بدلے گاندھی ٹوپی لینا مشعر ہوا کہ انہوں نے نشانِ اسلام سے عدول اور کافر کا چیلا بننا قبول کیا: "بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ "[2] (ظالموں کو کیا ہی برا بدلہ ملا۔ت) بالجملہ ایسے اقوال وافعال کفر وضلال پر عالم موصوف کا انکار عین حق وصواب وسبب ثواب ورضائے رب الارباب تھا اور جو ان کے شرعی احکام اہل اسلام پر ظاہر فرمانا اور ان کو "ذیاب فی ثیاب" کے شر سے بچا کر راہِ حق کی طرف بلانا، سنی عالم کا جلیل فرض مذہبی وکار منصبی وبجاآوری حکمِ خدا ونبی تھا اور ہے، جل وعلیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس کی طرف نفس خلافت کا انکار نسبت کرنا بہتان ہی نہیں چیزے دیگر است۔ اس کی تہہ میں اور اشد خباثت ہے، مسلمان تو مسلمان نفس خلافت کا منکر جملہ مدعیان کلمہ گو میں کون ہے جس سے سائل سوال کرتا اور مجیب جواب دیتا اہل سنت حضرات خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلیفہ جانتے ہیں، غیر مقلد ودیوبندی بھی اس میں نزاع نہیں کرتے، روافض حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خلیفہ جانتے ہیں، مرزائی اپنے مرزا تک اترتے ہیں، بلکہ خلافت سے مراد مسئلہ دائرہ ہے، اسی سے سوال اسی کا تذکرہ ہے تو اسے یوں مطلق لفظ نفس خلافت سے تعبیر تلبیس ابلیس ہے اور دل میں جو مراد ہے اس کا حال خود خلافت کمیٹی کے مفتی اعظم اور مستفتی اس کے لیڈر معظم کے فتوے سے ظاہر ہوگیا کہ عالم موصوف نے وہی فرمایا جو متواتر حدیثوں میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جس پر اجماع صحابہ امجاد ہے جو جمیع اہلسنت وجماعت کا اعتقاد ہے، اہلسنت سے خروج، قرآن کا انکار، کفر، ارتداد ان کے یہ چار احکام ملعونہ کاش اسی عالم دین پر محدود رہتے تو اس فتوی کے مفتی اور اس کے مصدقین بحکم ظواہر احادیث صحیحہ ونصوص کتب معتمدہ فقہیہ ایک ہی بلائے کفر سہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے، جسے کہا اگر وہ کافر تھا خیر ورنہ یہ	ایما امرئ قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما فان کان کما قال والا رجعت علیه[3]

[1] القرآن الکریم ۸۳/ ۱۴

[2] القرآن الکریم ۱۸/ ۵۰

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لاخیه المسلم اوکافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۷، صحیح بخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۰۱

رواہ مسلم والترمذی ونحوہ البخاری عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	تکفیر اسی قائل پر پلٹ آئے گی یہ کافر ہو جائے گا۔ (اسے مسلم، ترمذی اور اسی کی مثل بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

درمختار میں ہے:

عزر الشاتم بیاکافر وھل یکفران اعتقد المسلم کافرا نعم والالا بہ یفتی[1]۔	کسی مسلمان کو "اے کافر" کہنے والے شخص پر تعزیر نافذ کی جائے گی، کیا اگر کوئی شخص مسلمان کو کافر سمجھتا ہے تو کافر ہوگا؟ ہاں وہ کافر ہے، اور اگر کافر نہیں سمجھتا تو پھر کافر نہیں۔ اسی پر فتوٰی ہے۔ (ت)

شرح وہانیہ، ذخیرہ، نہر الفائق و ردالمحتار میں ہے:

لانہ لما اعتقد المسلم کافرا فقد اعتقد دین الاسلام کفرا۔[2]	کیونکہ جب مسلمان کو کافر مانا تو اس نے دین اسلام کو کفر جانا۔ (ت)

اس کی تفصیل جلیل و تحقیق جمیل ہماری کتابوں الکوکبۃ الشہابیۃ اور النہی الاکید وغیرہما میں ہے مگر یہاں تو خود خلافت کمیٹی کے لیڈروں مفتیوں کے فتوے نے روشن کردیا کہ یہ تکفیر صرف اس سنی عالم کی نہیں بلکہ تمام ائمہ اہل سنت اور جملہ صحابہ کرام اور خود ارشاد اقدس حضور سید الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہے، اب کون مسلمان ہے کہ اس تکفیری فتوے اور اس کی ناپاک تصدیق کو کلماتِ کفر نہ کہے گا۔ فقہاء کرام ائمہ وصحابہ درکنار خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کلام پاک پر کفر کا حکم لگانے والوں کو کافر نہ کہیں گے تو اور کسے کافر کہیں گے، اب ان سے پوچھئے کہ یہ کتنے کروڑ کفر اخبث واشد ہوئے خصوصًا وہ کفر اخیر سب سے خبیث تر سب سے لعین، "وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۷﴾"[3] (اور ظالموں کی یہی جزا ہے۔ ت)
سنی عالم کو اس کی پروانہ کرنی چاہئے، ہر قوم کی ایک اصطلاح ہوتی ہے، ان لوگوں کی اصطلاح جدید میں ملت ملتِ گاندھی ہے اور سنت سنتِ گاندھی، اس کی روش سے جدا چلنے والوں کو اہل سنت وجماعت سے خارج اور اس کی ملتِ مخترعہ کے مخالفوں کو کافر مرتد کہتے ہیں، جس طرح فرعون ملعون نے معاذ اللہ حضرت کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکفیر کی تھی کہ "فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹﴾"[4] (تم نے کیا اپنا وہ کام جو تم نے کیا اور تم ناشکر

[1] درمختار باب التعزیر مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۲۷
[2] ردالمحتار باب التعزیر داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۱۸۳
[3] القرآن الکریم ۵۹/ ۱۷
[4] القرآن الکریم ۲۶/ ۱۹

تھے۔ت) اور مشرکین مکہ ملاعنہ نے خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر معاذ اللہ ابتداع کی تہمت رکھی تھی "مَاسَمِعۡنَابِهٰذَافِی الۡمِلَّةِ الۡاٰخِرَةِۚ اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا اخۡتِلَاقٌ ۝" [1] (یہ تو ہم نے سب سے پچھلے دین نصرانیت میں بھی نہ سنی یہ تو نری نئی گھڑت ہے۔ت) بلکہ یہ حضرات تو فرعون ومشرکین سے بھی بڑھ کر کوئی نرالی انوکھی اصطلاح رکھتے ہیں، انہوں نے اپنے دشمنوں خدا کے محبوبوں کو کہا یہ خود اپنوں کو بلکہ اپنی ہی زبانوں سے اپنی ہی جانوں کو کہتے ہیں، آخر نہ دیکھا کہ مولوی ریاست علی خاں صاحب شاہجہان پوری وعبدالماجد صاحب بدایونی نے فتوٰی شاہجہان پور میں کس شدومد سے نفس خلافت کی جڑ کاٹ دی اور فتوٰی جبلپور نے ان دونوں لیڈروں مفتیوں عالموں پر کافر مرتد کی چھانٹ دی بلکہ خود مولوی ریاست علی خاں وعبدالماجد نے اسی فتوٰی شاہجہانپور کے آخر میں اپنے ہی اوپر فاسق ومفسد کی بانٹ دی، پھر فتوی جبلفور میں علمائے دین کو کہنے کی کیا شکایت آخر نہ دیکھا کہ حق بہ حق دار رسید رجعت علیہ ان کا کفر انہیں پر پلٹا "وَوَيۡلٌ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡ عَذَابٍ شَدِيۡدٍ ۝" [2] (اور کافروں کی خرابی ہے ایک سخت عذاب سے۔ت) مستفتی اگر واقع میں اس گروہ سے نہ ہوتا ایک بات صاف دل سے معلوم کرنا چاہتا اور جب یہ ناپاک کفر دیکھتا اسے ردی میں پھینک دیتا تو اس پر الزام نہ آتا مگر وہ تو اول سے اسی خباثت پر اعتقاد لاتے اور اغوائے عوام کو اس کی تائید ہی کے لئے فتوے گھڑواتے ولہذا اسی گروہ ناحق پژدہ کے پاس لے جاتے اور پھر اسے مانتے اس سے احتجاج کرکے اس کی نجاست پھیلاتے ہیں تو وہ اور اس کے ماننے والے سب کفر کے ماننے والے ہیں ان کا وبال ان پر سے کم نہ ہوگا لاینقص من اوزارھم شیئ [3] (ان کے بوجھ میں کمی نہ ہوگی۔ت) اگرچہ ان کے مفتی ومصدقین پر اپنے وبال کے علاوہ ان سب کا بھی پڑے گا،

علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا الی یوم القیامۃ [4]۔ "وَلَيَحۡمِلُنَّ اَثۡقَالَهُمۡ وَاَثۡقَالًا مَّعَ اَثۡقَالِهِمۡ" [5]۔	اس کا بوجھ اس پر ہوگا اور جو قیامت تک اس پر عمل پیرا ہوگا اس کا بوجھ بھی اس پر آئے گا۔(ت) اور بیشک ضرور وہ اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ (ت)

بربنائے مذکور عالم دین کی شان میں ناشائستہ الفاظ استعمال کرنے والوں کو یہی بس ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایسوں کو کھلا منافق بتایا، ارشاد فرماتے ہیں:

ثلاثۃ لایستخف بحقھم الامنافق بین	تین شخصوں کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر کھلا منافق،

---

[1] القرآن الکریم ۳۸/ ۷

[2] القرآن الکریم ۱۴/۲

[3] صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنۃ حسنۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۱

[4] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحنث علی الصدقۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۲۷

[5] القرآن الکریم ۲۹/ ۱۳

النفاق، ذوالشیبۃ فی الاسلام، وذوالعلم وامام مقسط[1]۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ الباھلی رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسنہ الترمذی لمتن غیرہ ورواہ ابو الشیخ فی کتاب التوبیخ عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ وعندہ زیادۃ لفظ بین النفاق۔	ایک وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا اور عالم دین اور بادشاہ اسلام عادل (اسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے جسے ترمذی نے دوسرے متن کے ساتھ حسن کہا، ابوالشیخ نے کتاب التوبیخ میں اسے حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے اس میں "بین النفاق" کا اضافہ ہے۔ت)

مجمع الانہر میں ہے:

من قال لعالم عویلم علی وجہ الاستخفاف کفر[2]	جو کسی عالم دین کو تحقیر کے طور پر "مولویا" کہے کافر ہوجائے۔

والعیاذ باللہ تعالٰی، یہ سوال اول کا جواب مجمل ہے اور یہیں سے تین سوال آئندہ کے جواب واضح ہوگئے **وباللہ التوفیق**۔

(۲) موالات ہر کافر سے مطلقاً حرام ہے، اوپر واضح ہوچکا کہ رب عزوجل نے عام کفار کی نسبت یہ احکام فرمائے تو بزورِ زبان ان میں سے کسی کافر کا استثناء ماننا اللہ عزوجل پر افترائے بعید اور قرآن کریم کی تحریف شدید ہے بلکہ عالم الغیب عزجلالہ نے یہ حکم یہود ونصارٰی سے خاص ماننے والوں کے منہ میں اپنے قہر عظیم کا پتھر دے دیا، ایک آیت میں صراحۃً کتابیوں کے ساتھ باقی کفار کو جدا ذکر فرمایا کہ کتابی سب کو تعمیم حکم مفسر منور ہوجائے جاہلان ضلیل کی تاویل ذلیل راہ نہ پائے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۝۵۷"[3]۔	اے ایمان والو! وہ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل ٹھہراتے ہیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی (یہود ونصارٰی) اور باقی سب کافران میں کسی سے اتحاد وداد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

[1] المعجم الکبیر حدیث ۷۸۱۸ المکتبۃ الفیصلیۃ ۸/ ۲۳۸، کنز العمال بحوالہ ابی الشیخ حدیث ۴۳۸۱۱ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/ ۳۲

[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل ان الفاظ الکفر انواع الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۵

[3] القرآن الکریم ۵/ ۵۷

اب تو کسی مفتری کے اس بکنے کی گنجائش نہ رہی کہ یہ حکم صرف یہود ونصارٰی کے لئے ہے، نیز آیہ کریمہ میں کھلا اشارہ فرماتا ہے کہ کسی قسم کے کافروں سے اتحاد منانے والا ایمان نہیں رکھتا اور اوپر آیت میں صریح تصریح گزر چکی کہ انہیں اللہ ورسول قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں سے اتحاد نہ کرتے، نیز صاف فرمایا:

"لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ"[1] ۔	نہ پاؤ گے انہیں جو اللہ وقیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ ان سے دوستی کریں جنہوں نے اللہ ورسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں۔

سبحان اللہ مگر مشرکین یا وہابیہ نے اللہ ورسول کی مخالفت نہ کی، صرف یہود ونصارٰی نے کی ہے، قرآن کریم جابجا شاہد ہے کہ مطلقًا موالات حرام ہونے کی علت کفر ومخالفت وعداوتِ اللہ ورسول ہے جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، یہ معنی انہیں آیات سے کہ یہاں تلاوت ہوئیں، روشن اور نہایت صریح تر الفاظ سے اس کا علت ہونا اس آیہ کریمہ میں بیان فرمادیا کہ:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾"[2]	اے ایمان والو! اپنے باپ بھائیوں سے بھی محبت نہ کرو اگر وہ ایمان پر کفر کو اختیار کریں اور تم میں جو ان سے محبت کرے گا وہی پکا ظالم ہے۔

اللہ اکبر یہ ہے وہ اسلام جس پر ان کے بڑے لیڈر ابوالکلام آزاد کا مسئلہ خلافت وجزیرہ عرب میں یہ اہتمام کہ وہ بعض اقسام کفار سے محبت کرنے کا حکم دیتا ہے اور یہ کہ عالمگیر محبت اس کی دعوت حق کا اصل الاصول ہے انا للہ وانا الیہ راجعون، کیا اللہ عزوجل نے نہ فرمایا:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ؕ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ۪ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۱۷﴾"[3]	بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں فلاح نہ پائیں گے دنیا میں تھوڑا سا برت لیں پھر ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

کیا نہ فرمایا:

"قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ	اے محبوب تم فرمادو کہ بیشک وہ جو اللہ پر افترا

[1] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

[2] القرآن الکریم ۹/ ۲۳

[3] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۱۶ و ۱۱۷

لَا یُفۡلِحُوۡنَ ﴿۶۹﴾ مَتَاعٌ فِی الدُّنۡیَا ثُمَّ اِلَیۡنَا مَرۡجِعُہُمۡ ثُمَّ نُذِیۡقُہُمُ الۡعَذَابَ الشَّدِیۡدَ بِمَا کَانُوۡا یَکۡفُرُوۡنَ ﴿۷۰﴾ "[1]	کرتے ہیں فلاح نہ پائیں گے دنیا کچھ برت لیں پھر انہیں ہماری طرف پلٹنا ہے پھر ہم ان کو وہ سخت عذاب چکھائیں گے بدلہ ان کے کفر کا۔

کیا نہ فرمایا:

"وَیۡلَکُمۡ لَا تَفۡتَرُوۡا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا فَیُسۡحِتَکُمۡ بِعَذَابٍ ۚ وَ قَدۡ خَابَ مَنِ افۡتَرٰی ﴿۶۱﴾ "[2]۔	تمہاری خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ وہ تمہیں عذاب میں بھون ڈالے گا اور بیشک نامراد رہا مفتری۔

کیا نہ فرمایا:

" اِنَّمَا یَفۡتَرِی الۡکَذِبَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ "[3]۔	بیشک ایسے افتراء وہی باندھتے ہیں جو کافر ہیں۔

یہ ہے کہ قرآن عظیم کا فتوٰی جس نے کفر کا حکم جمادیا،

"وَ خَسِرَ ہُنَالِکَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ﴿۷۸﴾ "[4]" وَ قِیۡلَ بُعۡدًا لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۴۴﴾ "[5]	اور باطل والوں کا وہاں خسارہ ہے اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ۔ (ت)

حاش للہ کسی قسم کفار سے محبت کرنے کا اسلام نے حکم نہ دیا، باپ بیٹے کافر ہوں تو ان سے بھی محبت کو صریح حرام فرمادیا اور دلی محبت واخلاص و اتحاد کرنے کو تو جابجا صاف صاف ارشاد واعلام فرمادیا کہ وہ انہیں کافروں میں سے ہیں، انہیں اللہ وقیامت پر ایمان نہیں، انہیں اللہ ورسول وقرآن پر ایمان نہیں، بالجملہ وہ کسی طرح مسلمان نہیں، ہاں کافروں میں فرق ہوگا تو یہ کہ جس کا کفر اشد اس سے معاملات کا حرام وکفر ہونا اشد وزائد کہ علتِ حرمت کفر ہے علت جتنی زیادہ حکم سخت تر۔ یہ ان کذابوں، مفتریوں پر اور الٹا پڑے گا کہ کفر میں یہود ونصارٰی سے مجوس بدتر ہیں، ہنود سے وہابیہ وسائر مرتدین عنود بدتر ہیں ولہٰذا ان کے احکام اسی ترتیب پر سخت تر ہیں،

کما لایخفی علی من لہ اعلام باحکام الفقہین "وَ لٰکِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجۡحَدُوۡنَ ﴿۳۳﴾ "[6] "وَ سَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾ "[7]	جیسا کہ یہ ہر اس شخص پر واضح ہے جو احکامِ فقہاء سے آگاہ ہے لیکن ظالم آیاتِ الٰہیہ کا انکار کرتے ہیں۔ اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائینگے۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۱۰/ ۷۰

[2] القرآن الکریم ۲۰/ ۶۱

[3] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۵

[4] القرآن الکریم ۴۰/ ۷۸

[5] القرآن الکریم ۱۱/ ۴۴

[6] القرآن الکریم ۶/ ۳۳

[7] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

(۳) ضرور وہ لوگ مکذب و محرف قرآن ہیں اور خود بحکم قرآن کافرو نا مسلمان، جس کا بیان بقدر وافی ہو چکا، تکذیب قرآن عظیم ان کی نئی نہیں ان کے اعظم لیڈران ابوالکلام آزاد نے "الہلال" میں سیدنا عیسٰی علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نبی صاحبِ شریعت کا صاف انکار کیا اور منہ بھر کر قرآن عظیم کو جھٹلا دیا "الہلال" ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء میں کہا:

"مسیح ناصری کا تذکرہ بیکار ہے، وہ شریعت موسوی کا ایک مصلح تھا جو خود کوئی صاحبِ شریعت نہ تھا، اس کی مثال مجدد کی سی تھی، وہ کوئی شریعت نہ لایا، اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا، اس نے خود تصریح کردی کہ میں تو توریت کو مٹانے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"۔[1] (یوحنا ۱۳:۵)

مسلمانو! **اول** تو روح اللہ کلمۃ اللہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہنا کہ اس کا تذکرہ بیکار ہے۔

دوم بار بار مؤکد فقروں سے جمانا کہ وہ نبی صاحبِ شریعت نہ تھے۔

سوم نصارٰی کی انجیل محرف سے سند لانا، اور وہ بھی محض بربنائے جہالت وضلالت۔ کیا صاحب شریعت انبیاء اللہ کے اگلے کلاموں کو مٹانے آتے ہیں، حاشا بلکہ پورا ہی فرمانے کو، نسخ کے یہی معنی ہیں کہ اگلے حکم کی مدت پوری ہوگئی خیر یہاں کہنا یہ ہے کہ ان فقروں میں آزاد صاحب نے پیٹ بھر کر قرآن عظیم کی تکذیب کی، قرآن کریم قطعًا ارشاد فرماتا ہے کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام صاحبِ شریعت تھے، اولًا اس نے پہلے توراہ مقدس کا ذکر فرمایا:

"وَعِنۡدَهُمُ التَّوۡرٰىةُ فِيۡهَا حُكۡمُ اللّٰهِ"[2]	ان کے پاس توراۃ ہے اس میں اللہ کے حکم ہیں۔

اور فرمایا:

"وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۤٮِٕكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ ۝۴۴"[3]	جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہی کافر ہیں۔

پھر مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انجیل دینا بیان کرکے فرمایا:

"وَلۡيَحۡكُمۡ اَهۡلُ الۡاِنۡجِيۡلِ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۤٮِٕكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۝۴۷"[4]	انجیل والے اللہ کے اتارے پر حکم کریں اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں وہی فاسق ہیں۔

---

[1] الہلال ابوالکلام آزاد ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء

[2] القرآن الکریم ۵/ ۴۳

[3] القرآن الکریم ۵/ ۴۴

[4] القرآن الکریم ۵/ ۴۷

ثانیًا اور صاف فرمادیا کہ دونوں کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر قرآن مجید اترنے کا ذکر کرکے فرمایا:

"لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً"[1]	اے توراۃ وانجیل وقرآن والو! ہم نے تم میں ہر ایک کے لئے ایک شریعت وراہ رکھی اور اللہ چاہتا تو تم سب کو گروہِ واحد کردیتا۔

ثالثًا کج فہم بلیدوں یا ہٹ دھرم عنیدوں کی اس سے بھی تسکین نہ ہو تو قرآن عظیم جھوٹوں کو راہ نہیں دیتا، اس نے نہایت روشن لفظوں میں بعض احکامِ توراۃِ مقدس کا احکامِ انجیل مبارک سے منسوخ ہونا بتادیا، اپنے نبی مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ذکر فرماتا ہے:

"وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ"[2]	میں تمہارے پاس آیا ہوں سچا بتاتا اپنے آگے اتری کتاب توارت کو اور اس سے کہ میں تمہارے واسطے بعض وہ چیزیں حلال کردوں جو تم پر توراۃ نے حرام فرمائی تھیں۔

اب بھی کسی مسلمان کو مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبِ شریعت ہونے میں شک ہوسکتا ہے یا منکر بجھنم اس میں شک کرنے والا مسلمان رہ سکتا ہے، انجیل میں کئی جگہ ان احکام کی تفصیل بھی ہے کہ پہلے تم سے یہ فرمایا گیا تھا اور اب میں یہ کہتا ہوں، آزاد صاحب خاص اپنا اطمینان چاہیں تو اپنی معتمدہ بائبل ہی کو دیکھ لیں آزاد صاحب تو ابوالکلام ہیں، مواقع سخن سے خوب آگاہ ہیں یہ تین آیات کریمہ تھیں "وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ، لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ، وَلِاُحِلَّ لَكُمْ" بلیغ الدہر نے جب ان کی تکذیب کی اور منہ پھاڑ کر کہہ دیا کہ مسیح صاحبِ شریعت نہ تھا تو اسے بھی تین فقروں سے مؤکد کیا: "اس کی مثال مجدد کی سی تھی، وہ کوئی شریعت نہ لایا، اس کے پاس کوئی قانون نہ تھا" تاکہ ہر آیت کے مقابلے کو ایک فقرہ تیار رہے، آیاتِ قرآن پر وار کرنے کو یہ ان کی ذوالفقار رہے۔ بالجملہ ایک تکذیب وہ تھی کہ اسلام نے کچھ کافروں سے محبت کا حکم دیا، دوسری تکذیب وہ کہ مسلمین وکافرین سب سے محبت اسلام کی اصل الاصول ہے، اور چار تکذیبیں ان چار فقروں سے، یہاں تک چھ تکذیبیں ہوئیں، ان چار پر کوئی گمان کرسکتا ہے کہ آزاد صاحب اب ترک موالات میں ہیں، نصارٰی سے بائیکاٹ اس زور سے کیا کہ ان کے نبی کو بھی بائیکاٹ کردیا، اگر مسلمان پر معترضانہ کہیں کہ یہ تو سب انبیاء اور خود حضور سید نا الانبیاء علیہم وعلیہ افضل الصلوٰۃ

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۴۸

[2] القرآن الکریم ۳/ ۵۰

والثناء کا بائیکاٹ ہوگیا کہ ایک نبی سے مقاطعہ تمام انبیاء سے مقاطعہ اور خود رب عزوجل سے مقاطعہ ہے، اب آپ کے ماننے کو اللہ کا کوئی نبی نہیں مل سکتا، پھر بھی وہ اس کی کیا پروا کرتے جب تک کمیٹی کے نبی بالقوۃ خواہ بالفعل گاندھی صاحب مذکر مبعوث من اللہ سلامت ہیں، یک در گیر محکم گیر، لیکن اسی الہلال کی جلد تین کی چار اور تکذیبیں اس بائیکاٹ کے بالکل خلاف ہیں، صفحہ ۳۳۸ پر مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کہا: "یہودیوں نے ان کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا تاکہ وہ صلیب عــہ پر لٹائے جائیں اور جو لکھا ہے پورا ہو"[1] یہ قرآن عظیم کی ساتویں تکذیب کی، وہ فرماتا ہے: "وَمَاصَلَبُوْهُ"[2] انہوں نے مسیح کو سولی نہ دی۔ نیز اسی صفحہ پر کہا: "مسیح نے اپنی عظیم قربانی کی۔"[3]

اور صفحہ ۳۳۹ پر دو لفظ اور لکھے: "مظلومانہ قربانی" اور "خون شہادت"۔[4]

یہ تینوں لفظ بھی قرآن عظیم کی تکذیب بتاتے ہیں، وہ فرماتا ہے: "وَمَاقَتَلُوْهُ"[5] انہوں نے مسیح کو قتل نہ کیا۔ یہاں تک پوری دس تکذیبیں ہوئی "تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ"[6]۔ یہ پچھلی چار عین مذہب نصارٰی ہیں، کیا قرآن عظیم کو جھٹلانے کے لئے نصارٰی سے بائیکاٹ کے بدلے میل ہو جانا ہے یعنی ملۃ واحدۃ، ہر شخص کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل کا ادنی جلوہ، پہلو میں دل اور دل میں اسلام کا کچھ بھی حصہ ہو علانیہ دیکھ رہا ہے کہ آزاد صاحب کے ان اقوال میں تین کفر ہیں:

(۱) کلام اللہ کی تکذیب،

(۲) رسول اللہ کی توہین،

(۳) شریعۃ اللہ کا انکار۔

اور پھر وہ قوم کے لیڈر ہیں، دین کے رفارمر ہیں، سب لیڈروں کے سر ہیں،

فسبحان مقلب القلوب والابصار۔" كَذٰلِكَ	اے اللہ تعالٰی تو پاک ہے تو دلوں اور آنکھوں کو پھیرنے

عــہ: صلیب پر لٹانا بھی عجیب شاید صلیب زمین پر بچھی ہوئی مسہری سمجھی ۱۲

[1] الہلال ابوالکلام آزاد ۳/ ۳۳۸

[2] القرآن الکریم ۴/ ۱۵۷

[3] الہلال آزاد ۳/ ۳۳۸

[4] الہلال ۳/ ۳۳۹

[5] القرآن الکریم ۲/ ۱۹۶

[6] القرآن الکریم ۲/ ۱۹۶

يَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلۡبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝۳۵" [1]	والا ہے۔ اللہ یوں ہی مہر کردیتا ہے متکبر سرکش کے سارے دل پر۔(ت)

اذاکان الغراب دلیل قوم

سیھدیھم طریق الھالکینا

(جب قوم کا رہنما کوّا ہوگا تو ان کو ہلاکت ہی دکھائے گا۔ت)

کیا نہیں ڈرتے کہ ؎

ہر کہ آزاد از اسلام بود

در سقر بندیِ آلام بود

(جو اسلام سے آزاد ہوگا وہ مصیبتوں کی جہنم میں جکڑا جائیگا۔ت)

آج کل کفر وارتداد و زندقہ والحاد کا گرم بازار ہے ہر چہار طرف سے اللہ و رسول وقرآن پر گالیوں تکذیبوں کی بوچھاڑ ہے، کفر بکنے والوں سے گلہ نہیں، عجب عام مدعیان اسلام سے کہ ان کے نزدیک اللہ و رسول وقرآن سے زیادہ ہلکی عزت کسی کی نہیں، ان کے ماں باپ کو گالی دینا تو بڑی بات کوئی انہیں تُو تو کہہ دیکھے اور اللہ و رسول وقرآن پر گالیاں سنتے ہیں، چھپے شائع ہوتے دیکھتے ہیں اور تیوری پر بل نہیں آتا بلکہ گالیاں دینے والوں سے میل جول یارانے دوستانے بدستور رہتے ہیں، ان کے اعزاز واکرام القاب آداب ویسے ہی منظور رہتے ہیں، صاف دلکشادہ جبین گویا کسی نے کچھ کہا ہی نہیں، نہیں نہیں بلکہ الٹی ان کی حمایت، انہیں برا کہنے والے سے بغض وعداوت، ان کا حکم الٰہی ظاہر کرنے والا بے تہذیب بدلگام ہے، تنگ کن دائرہ اسلام ہے، عبدالماجد سے بدتر کافر آج کل شائد ہی کوئی ہو جس نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجہول النسب بچہ کہا اور قرآن کو اپنے دعوی توحید میں کاذب وناتمام ٹھہرایا اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی تعظیم کی آیتیں تصنیف کرلیں اور رنگ وروغن بڑھانے کو اپنے اہل بیت وازواج کی تعظیمیں بھی اضافہ کردیں وغیرہ وغیرہ ملعونات کثیرہ، جب ان باتوں پر اس کی تکفیر ہوئی، چار طرف سے کواگہار دوڑ پڑی ناپاک اخباروں میں دفتر کے دفتر اس کی برأت میں سیاہ ہونے لگے، ایک کافر ہوا تھا اس کے پیچھے ہزاروں کے اسلام تباہ ہونے لگے، مگر جواب ایک حرف کا نہیں بلکہ ڈھٹائی بے شرمی بے حیائی سے مکرنا، صاف دن میں ٹھیک دوپہر کو آفتاب کا انکار کرنا، وہ بیچارہ تو کوئی چیز نہ تھا **لافی العیر ولافی النفیر** (نہ اونٹوں میں نہ چڑیوں میں یعنی کسی گنتی میں نہ تھا۔ت) جب اس کی حمایت میں وہ کچھ جوش تو مسٹر ابوالکلام تو لیڈر کبیر، ان کا کفر ضرور ٹھیٹ اسلام بنے گا ان کے مقابل اللہ و رسول و

[1] القرآن الکریم ۴۰/۳۵

قرآن کی کون سنے گا، کھلے گمراہان لیام کو جانے دو، بدایوں، شاہجہان پور، لکھنؤ وغیرہ میں بڑے بڑے سنیت کا دھرم بھرنے والے بستے ہیں، دیکھئے تکذیب کلام اللہ وتوہین رسول اللہ وانکار شریعۃ اللہ دیکھ کر ان میں کتنے اور کستے ہیں، مسٹر آزاد سے توبہ وقبول اسلام شائع کراتے ہیں اور نہ مانیں تو ان سے بائیکاٹ مقاطعہ مناتے ہیں، حاشانہ وہ توبہ واسلام شائع کریں نہ یہ ہر گز ان کی موالات، تعظیم سے پھریں، تکذیب کی تو قرآن کی کی ان کی تو نہ کی، گالی دی تو رسول اللہ کو انہیں تو نہ دی۔ اے تصور جویان خود گم، ابھی حب للہ وبغض للہ کے مزے سے واقف ہی نہیں تم۔

"قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ"[1]۔	کہو کہ ہم مطیع ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا۔ (ت)

اور جن بندگانِ خدا کو ان کا حصہ ملا ہے ان پر چرچتے ہو ان کے سایہ سے کہ ان کا سایہ نہیں سایہ مصطفیٰ ہے، مستنفرہ ہو کر بچتے ہو، یہاں سے ان کے بائیکاٹ اور ترک موالات کی حقیقت کھلتی ہے، مسلمان کا ایمان شاہد ہے کہ ترک بھائیوں کا سارا ملک چھین لیں یا کعبہ معظّمہ کو معاذ اللہ ایک ایک اینٹ کردیں، ہر گز اللہ ورسول وقرآن کی تکذیب وتوہین کے برابر نہیں ہوسکتا۔ اگر ان کا وہ جوش وہ نان کوآپریشن (NON CO-OPERATION) کا خروش اللہ کے لئے ہوتا تو وہاں ایک حصہ تھا ان سے ہزار حصے ہوتا، مگر یہاں ہزاروں حصہ بھی در کنار، وہی محبت وہی پیار، وہی تعظیم وہی تکریم، وہی وداد وہی اتحاد، وہی لیڈری وہی سروری، تو للہ انصاف کیا آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوا کہ ہر گز انہیں دین سے غرض نہیں، نہ دین کے لئے ان کی کوششیں ہوئیں بلکہ سب جوش وخروش بہر نائونوش سوراج بس باقی ہوس، انا للہ وانا الیہ رجعون۔ مسلمان کہلانے والو! للہ اپنا ایمان سنبھالو، واحد قہار کے قہر سے ڈرو، حب للہ وبغض للہ کے سامان درست کرو، نیچری دیکھ کیسا ہی معظم یا پیارا ہو دور کرو، دور بھاگو، خدا کے دشمن کو دشمن مانو، اس سے تعلق کو آگ جانو، ورنہ عنقریب دیکھ لوگے کہ تمہارے قلوب مسخ ہوگئے، تمہارے ایمان نسخ ہوگئے،

"فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۴۴"[2] "مَنْ	تو جلد وہ وقت آتا ہے کہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اسے یاد کرو اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں، بیشک

---

[1] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۴

[2] القرآن الکریم ۴۰/ ۴۴

يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۚ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ "[1]	اللہ بندوں کو دیکھتا ہے۔ اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کی کوئی ہدایت کرنے والا نہیں، اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی بہکانے والا نہیں۔ (ت)

میں جانتا ہوں کہ حق کڑوا لگے گا مگر کوئی مسلمان تو ایسا نکلے گا کہ رب کے حضور گردن جھکا کر سچے دل سے دیکھے، حق و باطل کو میزانِ ایمان میں پرکھے، اور اگر سب پر وہی عناد ومکابرہ کا داغ، تو وماعلینا الاالبلاغ، اللھم الیك المشتکی وانت المستعان، وعلیك البلاغ والیك المصیر ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم (ہماری ذمہ داری بات پہنچانا تھا اے اللہ! تیری بارگاہ میں درخواست ہے اور تو ہی مدد فرمانے والا ہے، تیرا کام ہی بات کا موثر فرمانا ہے، اور لوٹنا تیری طرف ہے برائی سے پھرنے اور نیکی کو بجالانے کی قوت اللہ بلند و عظیم کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ت)

(۴) عالم موصوف بیشک حق پر ہے اور ان لوگوں کی من گھڑت ترک موالات کہ نصارٰی سے مجرد معاملات جائزہ بھی حرام بلکہ کفر، اور ہنود سے وداد واتحاد، دلی محبت واخلاص جائز بلکہ فرض قطعی اللہ ورسول پر افترا ہے، اس کا کچھ بیان ہوچکا اور زیادہ تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ المحجۃ المؤتمنۃ ہے "وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ" [2] (اور اللہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے۔ ت) عالم موصوف پر تنخواہ داری گورنمنٹ کا افتراء کیا جائے شکایت ہے جب ان کے بڑے بڑے لیڈر وہ کچھ جتنے بہتان اللہ ورسول وقرآن عظیم پر باندھ رہے ہیں ابھی قرآن کریم کی آیات سے روشن ہوچکا کہ یہ لوگ آپ ہی ترک موالات کے منکر اور تکذیب قرآن عظیم پر مصر ہیں، پھر وہ اپنا عیب عالم پر نہ لگائیں تو کیا کھا کر جئیں، باقی رہا کفر وارتداد کا فتوی اور اس کے مفتی ومصدقین ومستفتی اور اس کے ماننے والوں اور اس کے سبب عالمِ دین کی توہین کرنے والوں پر شرعی احکام، سب بعینہا وہی ہیں کہ جواب سوال اول میں گزرے اور یہ کہ عالم موصوف پر ان لوگوں کے حکم کفر وارتداد وہی اپنا عیب دوسرے کو لگانا اور فرعون ملعون کی سنت مذکورہ ہے "كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ" [3] (ان سے اگلوں نے بھی ایسی ہی کہی ان کی سی بات، ان کے اُن کے دل ایک سے ہیں۔ت)

(۵) جماعت اہل سنت میں (کہ محاورہ قرآن وحدیث میں وہی مومنین ہیں، کمابینہ الامام

---

[1] القرآن الکریم ۳۹/ ۳۶ و ۳۷

[2] القرآن الکریم ۲۴/ ۴۶

[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۸

صدر الشریعۃ فی التوضیح والملا علی القاری فی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ (جیسا کہ اسے امام صدر الشریعہ نے توضیح میں اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰہ میں بیان کیا ہے۔ت) تفرقہ ڈالنا حرام ہے، رب عزوجل نے منافقین کی بنائی مسجد پر جو سخت غضب فرمایا، اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حکم دیا کہ "لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا ؕ"[1] کبھی اس میں کھڑے نہ ہونا، او راس کے بنانے والوں کو فرمایا:

"اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ"[2]	اس نے اس کی بنیاد رکھی گراؤ گڑھے کے کنارے پر تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں ڈھے پڑا۔

اور حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بھیج کر اس کو ڈھوادیا جلوادیا۔ پھر حکم دیا کہ اس جگہ کو گھورا بنایا جائے جس میں نجاستیں اور کوڑا ڈالا جائے۔ رب عزوجل نے اس کی چار علتیں ارشاد فرمائیں، تیسری علت یہی "تَفْرِیْقًۢا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ"[3] (مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو۔ت) ہے کہ انہوں نے اس کے سبب جماعت میں تفرقہ ڈالنا چاہا تھا۔ معالم شریف میں ہے:

لانھم کانوا جمیعا یصلون فی مسجد قبا فبنوا مسجد الضرار لیصلی فیہ بعضھم فیؤدی ذٰلك الی الاختلاف و افتراق الکلمۃ۔[4]	یعنی ساری جماعت مسجد قبا شریف میں ہوتی تھی، خبثاء نے وہ نقصان رسانی کی مسجد اس لئے بنائی کہ کچھ مسلمان اس میں پڑھیں، جس کا نتیجہ یہ ہو کہ پھوٹ پڑے اور تفرقہ ہوجائے۔

بلکہ ان خبیثوں نے جو عذر تفریق ظاہر کیا تھا یہ تفریق جبلپور اس سے ہزاروں درجے بدتر ہے۔ انہوں نے کہا تھا:

انا قد بنینا مسجدًا لذی العلۃ والحاجۃ واللیلۃ المطیرۃ واللیلۃ الشاتیۃ[5]۔	ہم نے مسجد بنائی ہے بیمار اور کامی اور بارش کی رات اور جاڑے کی شب کے لئے۔

اور ان کا عذر تفریق یہ ہوا کہ عالم دین معاذاللہ کافر و بدمذہب و نا قابلِ امامت ہے، جھوٹے وہ بھی تھے اور جھوٹے یہ بھی، مگر ع

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۱۰۸

[2] القرآن الکریم ۹/ ۱۰۹

[3] القرآن الکریم ۹/ ۱۰۶

[4] معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن آیۃ والذی اتخذوا مسجدًا ضرارًا کے تحت مصطفی البابی مصر ۳/ ۱۴۷

[5] معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن آیۃ والذی اتخذوا مسجدًا ضرارًا کے تحت مصطفی البابی مصر ۳/ ۱۴۷

ببیں تفاوت رہ از کجاست تابکجا

(راستے کا تفاوت دیکھ کہاں تک ہے۔ت)

مسلمانوں کو مسجد الٰہی میں جانے سے منع کرنے اور اس کی ویرانی میں کوشاں ہونے کا حکم تو یہ ہے جو قرآن عظیم میں فرمایا:

"وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَاؕ اُولٰٓىٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآىٕفِیْنَ۬ؕ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ(۱۱۴)"[1]۔	اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو ان میں نام الٰہی لینے سے روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے ایسوں کو نہیں پہنچتا تھا کہ ان میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب۔

مگر یہاں ان کا عذر یہ ہوگا کہ ہمیں مسجد ویران کرنا اور اس میں نماز سے روکنا مقصود نہ تھا بلکہ ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی امام کے پیچھے مسلمانوں کی نماز خراب نہ ہو، یہ بھلائی چاہنے کا عذر بھی ان منافقوں مسجد ضرار بنانے والوں نے پیش کیا تھا اور خالی زبانی نہیں بلکہ قسم کے ساتھ مؤکد کرکے،

قال اللہ تعالٰی "وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰىؕ"[2]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا ضرور ضرور اللہ کی قسم کھاکر کہیں گے کہ ہم نے تو تفریق جماعت سے بھلائی ہی چاہی۔

اس پر جواب فرمایا: "وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ(۱۰۷)"[3] (اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک یہ جھوٹے ہیں) جبکہ وہ وجہ جو یہ ظاہر کرتے ہیں قطعًا کذب و باطل ہے، محض معاندانہ اس کا جھوٹا حیلہ گھڑ کر مسلمانوں کو مسجد سے روکنا اور جماعت میں پھوٹ ڈالنا چاہا تو وہ نہ ہوا مگر مسجد الٰہی کو یاد الٰہی سے روکنا، مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور انہیں مسجد سے روکنے میں کافروں سے مدد لینا اور انہیں اغوائے مسلمین کے لئے راستوں پر مقرر کرنا نظر بحقیقت تو ٹھیک مناسبت پر واقع ہوا، کافروں سے زیادہ اس کا اہل کون تھا، ایسے کام لینے والوں کے ایسے کام کو ایسے ہی کام کرنے والے مناسب تھے "اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِۚ"[4] (گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے لئے۔ت) مگر ان کے زعم پر یہ کافروں سے استمداد اسی قسم میں واقع ہوا جو ان کے ادعا میں دینی کام تھا اور دینی کام میں کافروں سے استعانت حرام،

قال اللہ عزوجل "لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ	اللہ تعالٰی نے فرمایا: مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۴

[2] القرآن الکریم ۹/ ۱۰۷

[3] القرآن الکریم ۹/ ۱۰۷

[4] القرآن الکریم ۲۴/ ۲۶

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ "[1]	کو مددگار نہ بنائیں اور جو ایسا کرے اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

تفسیر ارشاد العقل و تفسیر فتوحات الٰہیہ میں اسی آیۃ کریمہ کی تفسیر میں ہے: نهوا عن الاستعانة بهم فی الامور الدينية[2] اس آیہ کریمہ میں مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا کہ کافروں سے کسی دینی کام میں مدد لیں، یونہی ایسی نماز قائم کرنے کے لئے جس کی بنا پر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور سنی عالم کی اقتداء سے روک کر غالبًا کسی "منهم" کے پیچھے پڑھوانے پر ہو، زمین کفار ہی مناسب تھی کہ قضیہ زمین بر سر زمین ورنہ فقہائے کرام نے تو کافر کی زمین میں نماز پڑھنے سے اتنا روکا ہے کہ مسلمان کی زمین میں بے اس کے اذن کے پڑھے اور کافر کی زمین سے بچے، اور اگر مسلمان کی زمین میں کھیتی ہے کہ اس میں نہیں پڑھ سکتا تو راستے میں پڑھے اور کافر کی زمین میں نہ پڑھے، اگرچہ راستے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر یہ کراہت کافر کی زمین میں پڑھنے کی کراہت سے ہلکی ہے۔ حاوی قدسی میں ہے:

ان اضطر بين ارض مسلم و كافر يصلى فى ارض المسلم اذلم تكن مزروعة اولكافر يصلى فى الطريق[3]۔	اگر مسلمان اور کافر کی زمین کے درمیان اضطراب آگیا تو مسلمان کی زمین میں نماز ادا کی جائے گی بشرطیکہ وہ کاشت نہ ہو، اگر وہ کاشت ہے یا کافر ہی کی زمین ہے تو راستے میں نماز ادا کرلی جائے۔ (ت)

ہاں ظاہرًا یہاں اس کافر مالک زمین کا اذن ہوگا، اب ایمانی نگاہ سے یہ فرق دیکھنا چاہئے کہ کہاں تو کافر کی بے خبری میں اس کی زمین میں وہ نماز پڑھنی جس سے رضائے الٰہی مقصود ہو اور کہاں مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنے اور بندگانِ الٰہی کو مسجد الٰہی سے روکنے کے لئے کافر کی دلی خوشی کہ مسلمانوں میں پھوٹ پڑے پوری کرنے کو اس کی زمین میں نماز قائم کرنی کافر کی وہ کراہت بدتر تھی جو اس کی زمین میں نماز پڑھنے سے ہوتی یا کافر کی یہ خوشی بدرجہا بدتر ہے جو اس کی کراہت قلب پر غالب آگئی اور جس کے سبب خود اس نے اپنی زمین خوش خوش نماز کیلئے دی، اول کا مقصود رضائے الٰہی ہے اور کافر کو اس سے غیظ و نفرت، اور دوم کا مقصود مسلمانوں میں تفرقہ ہے کہ نامرضی خدا ہے اور کافر کو اس سے سرور فرحت، " فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ "[4] (اے اہل ابصار! عبرت حاصل کرو۔ت)

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۲۸

[2] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) آیت لایتخذ المومنون الکٰفرین کے تحت دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۳، الفتوحات الالٰهیہ آیت لایتخذ المومنون الکٰفرین کے تحت مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۵۷

[3] الحاوی القدسی

[4] القرآن الکریم ۵۹/ ۲

بلاشبہہ ایسا کرنے والے مسجد ضرار والے منافقوں کے وارث اور مسلمانوں کے بدخواہ اور ایذائے مسلمین کیلئے مشرکین کے آلے اور ان کے مسخرے یعنی انکے ہاتھوں میں ضررِ اسلام کے لئے مسخر ہیں **والعیاذ باللہ تعالٰی۔**

(۶و۷) گائے کی قربانی بیشک شعارِ اسلام ہے،

قال اللہ تعالٰی "وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ" [1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: ہم نے اونٹ اور گائے کی قربانی کو تمہارے لئے دین الٰہی کی نشانیوں سے کیا۔

خود مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلّی کو اس کا اقرار ہے۔ رسالہ قربانی صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں: "وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ" سے گائے کی قربانی ثابت ہوتی ہے[2]" خصوصًا اس معدنِ مشرکین ہندوستان میں کہ یہاں اسکے ابقاواجرا بلاشبہہ اعظم مہمات اسلام سے ہے، مکتوبات جناب شیخ مجدد صاحب میں ہے:

ذبح بقرہ در ہندوستان از اعظم شعائر اسلام است [3]۔	ہندوستان میں گائے کا ذبح کرنا اسلام کے سب سے بڑے شعائر میں سے ہے۔ (ت)

یہاں اس کا باقی رکھنا یقینا واجب شرعی ہے جس کی تحقیق ہمارے رسالہ "انفس الفکر فی قربان البقر" میں ہے،

علمائے لکھنؤ نے بھی اسے تسلیم کیا ہے۔ مولوی عبدالحی صاحب کے فتاوٰی میں ہے:

"گائے ذبح کرنا طریقہ قدیمہ ہے زمانِ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وجملہ سلف صالحین سے تمام بلاد وامصار میں، اور اس پر اجماع واتفاق ہے تمام اہل اسلام کا، ایسے امر شرعی ماثور قدیم سے اگر ہنود بنظرِ تعصب مذہبی منع کریں تو مسلمانوں کو اس سے باز رہنا نہیں درست ہے بلکہ ہر گاہ ہنود ایک امر شرعی قدیم کے ابطال میں کوشش کریں اہل اسلام پر واجب ہے کہ اس کے ابقاء واجرا میں سعی کریں، اور اگر ہنود کے کہنے سے اس فعل کو چھوڑیں گے تو گنہ گار ہوں گے، ہنود منع کریں تو اسکے ابقا میں سعی واجب ولازم ہے[4] (ملخصًا)

محمد عبدالحیٔ ابوالحسنات

انہیں کے دوسرے فتوے میں ہے: "گائے ذبح کرنے کا جواز قرآن وحدیث سے ثابت ہے، ہندو بہ نظر اپنے مذہب کے روکے

---

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۶

[2] رسالہ قربانی عبدالباری فرنگی محلّی ص ۲۱

[3] مکتوبات امام ربانی مکتوب ہشادویکم نولکشور لکھنؤ ۱/ ۱۰۶

[4] مجموعہ فتاوٰی عبدالحی کتاب الاضحیۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/ ۲۸۳

تو مسلمانوں کو باز آنا نہیں درست ہے اور ہندو کی ممانعت کو جو مبنی ہے ان کے اعتقاد باطل پر تسلیم کرلینا نہیں جائز ہے، جو اس کی عظمت کا خیال کرے اس کے اسلام میں فتور ہے، پس ہنود کی ممانعت تسلیم کرنا موجب ان کے اعتقاد باطل کی تقویت وترویج کا ہوگا اور یہ کسی طرح شرعًا جائز نہیں، مسلمانوں کو ضرور رہے کہ گاؤ کشی ترک نہ کریں[1]" (ملخصًا)

محمد عبدالحیٔ ابوالحسنات

مولوی عبدالباری صاحب کے والد ماجد مولانا عبدالوہاب صاحب کے فتوی میں ہے:
"ان بلاد میں مسلمانوں کو گاؤ کشی باقی رکھنے میں کوشش لازم ہے[2]"

محمد عبدالوہاب

انھیں کے دوسرے فتوی میں ہے: "قربانی گائے کی شعارِ اسلام ہے اس کا موقوف کرنا بسبب ممانعت ہنود موجب معصیت ہے بلکہ قائم رکھنے قربانی گائے میں مسلمانوں کو سعی لازم ہے[3]"

محمد عبدالوہاب

خود مولوی عبدالباری صاحب کے رسالہ قربانی میں ص ۲۰ میں ہے:
"رکاوٹ ڈالنے کی صورت میں گائے کی قربانی واجب ہو جاتی ہے"[4]
اسی کے صفحہ ۲۱ میں ہے: "جب سے ہندوؤں کو اس کا خیال ہوا کہ گائے کی قربانی روکی جائے اس وقت سے مسلمانوں کو بھی اپنا حق قائم رکھنے اور اپنے مذہبی حکم جاری رکھنے کا خیال پیدا ہوگیا، حکم شریعت بھی ایسا ہی ہے کہ جب قربانی روکی جائے تو لازم ہے کہ ہم اس کو کریں[5]"
صفحہ ۶ میں ہے: "میں جانتا ہوں روکنے سے اس کا انجام دینا ضروری ہو جاتا ہے[6]"
صفحہ ۳: "مذہبی شعار کو کسی دباؤ یا مروت سے نہیں چھوڑ سکتے۔"[7]

---

[1] مجموعہ فتاوٰی عبدالحہ کتاب الاضیحۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/ ۸۶۔۲۸۵
[2] فتاوی محمد عبدالوہاب بحوالہ مجموعہ فتاوٰی مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/ ۲۸۳
[3] فتاوی محمد عبدالوہاب بحوالہ مجموعہ فتاوٰی مطبع یوسفی لکھنؤ ۳/ ۲۸۶
[4] رسالہ قربانی عبدالباری فرنگی محلّی ص ۲۰
[5] رسالہ قربانی عبدالباری فرنگی محلّی ص ۲۱
[6] قربانی عبدالباری فرنگی محلّی ص ۶
[7] رسالہ قربانی عبدالباری فرنگی محلّی ص ۳

صفحہ ۱۶: "ہندوؤں کے روکنے یا ان کی محض خوشامد سے ترک قربانی گاؤ کو ممنوع سمجھتا ہوں[1]"

صفحہ ۱۹: شعارِ دین میں سے جس کو روکا جائے اس کے برقرار رکھنے کی پابندی مسلمانوں پر عائد ہو جاتی ہے"۔[2]

بقیہ اقوال کی تشریح رسالہ الطاریٔ الداریٔ میں ہے، تو جو لوگ خوشنودی مشرکین کے لئے اس شعارِ اسلام کو مٹانے چاہتے اور مسلمانوں کو اس کے چھوڑنے پر زور دیتے ہیں، سخت فاسق، مفسد، آمر بالحرام، بدخواہ اسلام، مسلمانوں کے رہزن ہیں، مشرکین کے گرگے، شیطان کے بھائی، ابلیس کے کارندے، حق کے دشمن ہیں، منافقوں کے وارث ہیں، جن کو حق سبحانہ فرماتا ہے:

" اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَ یَقْبِضُوْنَ اَیْدِیَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۶۷ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ هِیَ حَسْبُهُمْ ۚ وَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۝۶۸ "[3]	منافق مرد عورت آپس میں ایک ہیں برائی (مثلاً شعارِ اسلام بند کرنے) کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی (شعارِ اسلام جاری رکھنے) سے روکتے ہیں، اور (نیک کام خصوصًا شعائر اسلام سے) ہاتھ کھینچتے ہیں وہ اللہ کو بھول گئے تو اس نے انہیں چھوڑ دیا، بیشک منافق ہی پکے فاسق ہیں، اللہ نے منافق مردوں عورتوں اور ان کافروں سے (جن کی طرف یہ منافق جھکتے اور ان کی خوشنودی چاہتے ہیں) جہنم کی آگ کا وعدہ فرمایا ہے جس میں وہ سب ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ ان کے عذاب کو بہت ہے اور اللہ نے ان سب پر لعنت کی اور ان کے لئے دائم عذاب ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

ان کے دام میں پھنس کر گائے کی قربانی چھوڑنے والا اللہ عزوجل کا مخالف اور ابلیس لعین کا فرمانبردار ہے، تارک واجب و مرتکب حرام، مستحقِ نار و غضب جبار ہے۔

والعیاذ باللہ العزیز الغفار وصلی اللہ تعالٰی	اللہ عزیز وغفار کی پناہ، اور اس کے حبیب مختار

[1] رسالہ قربانی عبدالباری فرنگی محلّی ص ۱۶

[2] رسالہ قربانی عبدالباری فرنگی محلّی ص ۱۹

[3] القرآن الکریم ۹/ ۶۷ و ۶۸

علی الحبیب المختار واٰلہ الاطہار وصحبہ الابرار و اولیائہ الاخیار وامتہ اجمعین الی یوم القرار وبارك وسلم واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔	پر صلوٰۃ وسلام، آپ کی آلِ اطہار، اصحاب ابرار، اولیا اخیار اور امت پر بھی قیامت تک، اور برکت وسلامتی ہو۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۲۳: از وانا پور محلّہ شگونہ مسجد حنفیّہ مسئولہ محمد حنیف خاں ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

بگرامی خدمت فیض درجت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مولانا مولوی مفتی شاہ احمد رضاخاں صاحب مد ظلہم الاقدس، السلام علیکم! گزارش خدمت ہے کہ یہاں شہر پٹنہ ایک جگہ پر مجمع ہوا، جسمیں علمائے بہار بھی شریک تھے۔ اور عام لوگ بھی مولوی ابوالکلام حامی ترک موالات نے تحریک کی کہ بہار واڑیسہ کے لیے ایک امیر اسلام ہونا چاہئے اس پر لوگوں نے حضرت اقدس شاہ بدرالدین صاحب پھلواروی کو تجویز کرکے امیرِ اسلام بنایا، اب اعلان ہے کہ لوگ شہر کے امیرِ اسلام کے ہاتھ پر بیعت کریں، لہٰذا حضور والا سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ امیرِ اسلام کے ہاتھ پر بیعت کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور امیرِ اسلام کے لئے کیا کیا شرائط از روئے قرآن شریف وفقہ شریف ہونا چاہئے اور جو لوگ بیعت نہ کریں کیا وہ لوگ گنہگار ہیں جواب تفصیل سے مع دلائل کے عنایت ہو **بیّنوا توجروا**۔

الجواب: امیر شریعت دو قسم ہے: اختیاری وقہری۔ اختیاری وہ جو کسی پر اپنے احکام کی تنفیذ میں جبر کا اختیار نہیں رکھتا، احکامِ شریعت بتادینا اس کا کام ہے، ماننا نہ ماننا لوگوں کے اختیار، یہ امیر شریعت متدین فقہائے اہلِ سنت ہیں،

قال اللہ تعالٰی "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ"[1]، اولوالامر ھم العلماء علی اصح الاقوال کما قال تعالٰی "وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ"[2]۔	اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: اے اہلِ ایمان! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور تم میں سے جو صاحبِ امر ہیں ان کی۔ اصح قول کے مطابق اولوالامر سے مراد علماء ہیں جیسا کہ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: اور کاش وہ اسے لوٹائیں رسول کی طرف اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف، تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیں گے وہ جس کو استنباط کرتے ہیں ان میں سے (ت)

عدم سلطان کی حالت میں مسلمانوں پر اپنے امور دینیہ میں متدین معتمد علمائے اہلسنت کی طرف رجوع کرنا اور بھی

[1] القرآن الکریم ۴/ ۵۹

[2] القرآن الکریم ۴/ ۸۳

لازم تر ہو جاتا ہے کہ بعض بعض خاص دینی کام جنہیں ولاۃ وقضاۃ اٹھائے ہوتے ہیں، ان میں تا حدِ ممکن انہیں کے حکم سے تکمیل کرنی ہوتی ہے، جیسے معاملہ عنّین وتنفیذ انکحہ وخیارات بلوغ وغیرہا سوائے حدود وتعزیر وقصاص جس کا اختیار غیر سلطان کو نہیں،

فاذاعسر جمعهم علی واحد استقل کل قطر باتباع علمائه فان کثر وافالمتبع اعلمهم فان استواقرع بینهم[1]۔کما فی الحدیقة الندیة عن الفتاوی العتابیة۔	جب ایک پر اتفاق دشوار ہو تو ہر علاقہ کے لوگ اپنے عالم کی اتباع کرلیں، اگر علماء کثیر ہوں تو سب سے بڑے عالم کا اتباع کیا جائے، اگر علم میں برابر ہوں تو ان کے درمیان قرعہ اندازی کرلی جائے، جیسا کہ حدیقہ ندیہ میں فتاوی عتابیہ سے ہے۔(ت)

یہ امیر شرعی کسی کے انتخاب پر نہیں بلکہ خود بانتخاب الٰہی منتخب ہے، دیانت وفقاہت میں اس کا تفرد وتفوق خود ہی اسے متعین کرتا ہے، یہاں تک کہ لوگ اگر اس کے غیر کو منتخب کریں گے خطا کریں گے اور اسی کا اتباع لازم ہوگا کہ وہی اہل ہے اور طبائع خود ہی دینی امور میں اسکی طرف رجوع پر مجبور ہوتی ہیں کہ دوسری جگہ ویسا حل شافی نہیں پاتیں یہاں تک کہ اس کے اکابر اعداء کہ بوجہ دینی یا حسد شیاطینی اس کے سخت دشمن ہوتے ہیں، اور زبردستی اس پر اپنی تعلّی چاہتے ہیں، مسائل مشکلہ کے حل کرنے میں اسکے محتاج رہتے ہیں، اپنے گمنام جاہلوں کے ذریعہ سے اس کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں یوں اپنے لاحل مسئلوں کی گرہ کھلواتے ہیں،

"ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۲۱"[2]	یہ اللہ تعالٰی کا فضل ہے عطا کرتا ہے جسے وہ چاہے اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔(ت)

اس امیر شریعت کے ہاتھ پر بیعت نہ کچھ ضرور نہ اس کے دستور، نہ اس کا ترک گناہ ومحذور، بلکہ اس کا معیار وہی ہے جو اوپر مذکور، اس کے فیصلے کو بہار واڑیسہ کے جملہ علماء پر نظر تفصیلی صحیح شرعی نے جو فیصلہ کیا ہو آپ ہی منظور،

"وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۱۵۴"[3] "اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝۵۳"[4]	اور اللہ سینوں کے رازوں کو جانتا ہے اور سنو تمام امور اللہ کی بارگاہ میں لوٹتے ہیں۔(ت)

[1] الحدیقۃ الندیۃ النوع الثالث من انواع العلوم الثلاثۃ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۳۵۱

[2] القرآن الکریم ۵۷/ ۲۱

[3] القرآن الکریم ۳/ ۱۵۴

[4] القرآن الکریم ۴۲/ ۵۳

دوسرا امیر قہری، اس کے ذمہ وہ کام ہیں جو بغیر تسلط و غلبہ و قہر کے انجام نہیں پاتے مثلاً قصاص وحدود وتعزیرات واخذ عشور واخذ خراج یہ ضرور نصب وانتخاب مسلمین پر ہے اور اسی کے ہاتھ پر بیعت کا دستور اور بلاوجہ شرعی اس سے انکار محظور، یہ اگر عام ممالک اسلامیہ پر مقرر کیا جائے تو خلیفہ و امیر المومنین ہے اور اس کے لئے سات شرطیں لازم کہ ایک بھی کم ہو تو خلیفہ نہیں متغلب ہے، ۱اسلام، ۲حریت، ۳ذکورت، ۴عقل، ۵بلوغ، ۶قدرت، ۷قرشیت۔

علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی تلمیذ امام ابن الہمام تعلیقات مسایرہ میں فرماتے ہیں:

اماعندنا فالشروط انواع، بعضها لازم لاتنعقد بدونه، وهی الاسلام، والذکورة، والحریة، والعقل، و اصل الشجاعة، وان یکون قرشیا[1]۔	لیکن ہمارے نزدیک شروط مختلف طرح کی ہیں بعض ان میں سے لازم ہیں جن کے بغیر امارت کی انعقاد نہیں ہوسکتا اور وہ مسلمان ہونا، مذکر ہونا، آزاد ہونا عقل والا ہونا، دلیر ہونا اور قرشی ہونا ہے(ت)

اور اگر کسی قطر یا شہر یا موضع خاص پر تو وہاں کا صوبہ یا والی ہے، اس کے لئے بھی عقل وبلوغ وقدرت یقیناً شرط اور قرشیت کی کچھ حاجت نہیں اور تعمیمِ احکام کے لئے اسلام وحریت وذکورت بھی ضرور ائمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ عدم سلطان کے وقت مسلمانوں پر ایسا والی مسلم تلاش کرنا واجب ہے کمافی المبسوط وجامع الفصولین ومعراج الدرایة وغیرہا (جیسا کہ مبسوط، جامع الفصولین اور معراج الدرایہ وغیرہ میں ہے۔ت) مگر ہر واجب بقدر قدرت ہوتا ہے اور ہر فرض بشرط استطاعت۔

قال اللہ تعالٰی "لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" [2]۔	اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔(ت)

یہاں مسلمان ایسا والی مقرر کرنے پر ہرگز قادر نہیں اور اس پر واضح دلیل یہ ہے کہ سوبرس سے آج تک ہندوستان میں ہزارہا مشائخ وعلماء وصلحاء وکبراء گزرے کبھی اس طرف متوجہ نہ ہوئے کیا وہ مسئلہ نہ جانتے تھے یا قصداً فاسق وتارک واجب رہے، حاشا ہرگز نہیں، بلکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ وجوب ہم پر نہیں۔ شرح مقاصد میں ہے:

فان قیل لو وجب نصب الامام لزم اطباق الامة فی اکثر الاعصار علی	اگر یہ اعتراض اٹھایا جائے کہ اگر امام کا مقرر کرنا واجب ہے تو لازم آئے گا کہ امت نے اکثر زمانوں

[1] تعلیقات مسایرۃ علامہ قاسم بن قطلو بغا مع المسامرۃ شروط الامام المکتبۃ التجاریۃ مصر ص ۳۱۹ و ۳۲۰

[2] القرآن الکریم ۲ /۲۸۶

ترك الواجب لانتفاء الامام المتصف بما يجب من الصفات سيما بعد انقضاء الدولة العباسية. قلنا انما يلزم الضلالة لوتركوه عن قدرة واختيار لاعجز و اضطرار[1]۔	میں واجب کا ترک کیا کیونکہ ایسا کوئی امام ہی نہیں ملا جو مذکورہ صفات کا حامل ہو خصوصًا حکومت عباسیہ کے گزرنے کے بعد، ہم جوابًا کہتے ہیں امت کا گنہگار ہونا تب لازم آئے گا اگر انہوں نے قدرت واختیار ہونے کے باوجود اسے ترک کیا ہو اور اگر عجز واضطرار کی وجہ سے ہو تو پھر گناہ نہ ہوگا۔ (ت)

(یہ جواب ناقص ہی دستیاب ہوا)

---

[1] شرح المقاصد الفصل الرابع المبحث الاول فی نصب الامام دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۷۵

رسالہ
دوام العیش من الائمۃ من قریش ۱۳۳۹ھ
(زندگی کا دوام اس امر میں کہ خلفاء قریش میں سے ہوں گے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مسئلہ ۲۴: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سلطنت عثمانیہ کی اعانت مسلمانوں پر لازم ہے یا نہیں فرضیتِ اعانت کے لئے بھی سلطان کا قرشی ہونا شرط ہے یا نہیں یا صرف خلافت شرعیہ کے لئے یا کسی کے لئے نہیں، مولوی فرنگی محلّی کے خطبہ صدارت میں اس کے متعلق چند سطور ہیں اور مسٹر ابوالکلام آزاد نے رسالہ مسئلہ خلافت وجزیرہ عرب میں صفحہ ۳۲ سے صفحہ ۷۰ تک حسبِ عادت اسے بہت پھیلا کر بیان کیا ہے، ان دونوں کا محصل یہ ہے کہ خلافت شرعیہ میں بھی قرشیت شرط نہیں، یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس بارے میں مذہب اہلسنت کیا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:

الحمدللہ الذی فرض اعانۃ سلاطین الاسلام علی المسلمین وفضل قریشا بخاتم النبیین وسید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وبارك وسلم الی یوم الدین وعلٰی اٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ کل اٰن وحین۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الدین النصیحۃ ﷲ ولکتابہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتھم[1]،رواہ احمد ومسلم وابوداؤد والنسائی عن تمیم الداری والترمذی والنسائی عن ابی ھریرۃ واحمد عن ابن عباس والطبرانی فی الاوسط عن ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنھم۔	بیشک دین یہ ہے کہ اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول سے سچا دل رکھے اور سلاطینِ اسلام اور جملہ مسلمانوں کی خیر خواہی کرے(اسے احمد، مسلم،ابوداؤد اور نسائی نے تمیم داری سے اور ترمذی اور نسائی نے ابوہریرہ سے اور احمد نے ابن عباس سے اور طبرانی نے اوسط میں ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا ہے۔(ت)

سلطنت علیہ عثمانیہ ایدہا اللہ تعالٰی نہ صرف عثمانیہ ہر سلطنت اسلام نہ صرف سلطنت ہر جماعت اسلام نہ صرف جماعت ہر فرد اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے اس میں قرشیت شرط ہونا کیا معنی،دل سے خیر خواہی مطلقاً فرض عین ہے،اور وقت حاجت دعا سے امداد واعانت بھی ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس سے کوئی عاجز نہیں اور مال یا اعمال سے اعانت فرض کفایہ ہے اور ہر فرض بقدر قدرت ہر حکم بشرط استطاعت۔

قال تعالٰی "لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا ؕ"[2]،وقال تعالٰی "فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ"[3]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔اور اللہ نے فرمایا: تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہوسکے۔(ت)

مفلس پر اعانت مال نہیں،بے دست وپا پر اعانتِ اعمال نہیں،ولہٰذا مسلمانانِ ہند پر حکم جہاد وقتال نہیں۔بادشاہ اسلام اگرچہ غیر قرشی ہو اگرچہ کوئی غلام حبشی ہو امور جائزہ میں اس کی اطاعت تمام رعیت اور وقت حاجت اس کی اعانت بقدر استطاعت سب اہلِ کفایت پر لازم ہے،البتہ اہلسنت کے مذہب میں خلافت شرعیہ کے لئے ضرور قرشیت شرط ہے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں ہیں،اسی پر صحابہ کا اجماع،تابعین کا اجماع،اہلسنت کا اجماع ہے،اس میں مخالف نہیں مگر خارجی یا کچھ معتزلی کتب عقائد وکتب

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۴،سنن ابوداؤد کتاب الادب آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۰،مسند احمد بن حنبل حدیث تمیم الداری دارالفکر بیروت ۴/ ۱۰۲

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۶

[3] القرآن الکریم ۶۴/ ۱۶

حدیث و کتب فقہ اس سے مالامال ہیں، بادشاہ غیر قرشی کو سلطان، امام، امیر، والی، ملک کہیں گے، مگر شرعًا خلیفہ یا امیر المومنین کہ یہ بھی عرفًا اسی کا مترادف ہے، ہر بادشاہ قرشی کو بھی نہیں کہہ سکتے سوااس کے جو ساتوں شروط خلافت اسلام، عقل، بلوغ، حریت، ذکورت، قدرت، قرشیت سب کا جامع ہو کر تمام مسلمانوں کا فرمانروائے اعظم ہو۔

اجمالی کلام وواقعات عام وازالہ اوہام جہال خام

اقول: وباللہ التوفیق اسم خلافت میں یہ شرعی اصطلاح ہے جملہ صدیوں میں اسی پر اتفاقِ مسلمین رہا۔

(۱) زمانہ صحابہ سے برابر علمائے کرام خلفاء ملوک کو علیحدہ کرتے آئے حتی کہ خود سلاطین اسی کے پابند رہے اور آج تک ہیں، بڑے بڑے جبار بادشاہ گزرے کبھی غیر قریش نے ترک ہوں یا مغل یا پٹھان یا کوئی اور اپنے آپ کو خلیفہ نہ کہلوایا، نہ خلافت مصطفویہ شرعیہ کا دعوی کیا، جب تک خلافت عباسیہ قائم رہی خلیفہ ہی کی سرکار سے سلاطین کی تاجپوشی ہوتی، سلطان دستِ خلیفہ پر بیعت کرتا اور اس منصب شرعی کا مستحق اسی کو اگرچہ زور وطاقت وسطوت میں اس سے کہیں زائد ہوتا، جب کفار تاتار کے دستِ ظلم سے محرم ۶۵۶ھ میں جامہ خلافت تار تار ہوگیا علماء نے فرمایا ساڑھے تین برس تک خلافت منقطع رہی حالانکہ اس وقت بھی قاہر سلطنتیں موجود تھیں، مصر میں ملک ظاہر سلطان بیبرس کا دور دورہ تھا، امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں خاتم الخلفا مستعصم باللہ کی شہادت کے بعد ذکر فرماتے ہیں:

ثم دخلت سنة سبع وخمسين والدنیا بلا خلیفة[1]۔	پھر ۶۵۷ھ آیا اور دنیا بے خلیفہ تھی۔

پھر فرمایا:

ثم دخلت سنة ثمان وخمسين والوقت ایضا بلا خلیفة[2]۔	پھر ۶۵۸ھ آیا اور زمانہ اسی طرح بے خلیفہ تھا۔

پھر فرمایا:

وتسلطن بیبرس وازال المظالم وتلقب بالملك الظاهر ثم دخلت سنة	بیبرس سلطان ہوا اور اس نے ظلم دفع کئے اور اپنا لقب ملک ظاہر رکھا، پھر ۶۵۹ھ آیا اور وقت

[1] تاریخ الخلفاء احوال المستعصم باللہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۳۰

[2] تاریخ الخلفاء احوال المستعصم باللہ مطبع مجتبائی دہلی ۳۳۱

تسع وخمسین والوقت ایضاً بلاخلیفة الٰی رجب فاقیمت بمصر الخلافة وبویع المستنصر وکان مدة انقطاع الخلافة ثلاث سنین ونصفاً [1]۔(ملخصًا)	ماہ رجب تک یونہی بے خلیفہ تھا یہاں تک کہ مصر میں پھر خلافت قائم کی گئی مستنصر باللہ عباسی کے ہاتھ پر بیعت ہوئی خلافت ساڑھے تین برس تک معدوم رہی۔(ملخصًا)۔

یونہی حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ میں فرمایا:

لما اخذ التاتار بغداد وقتل الخلیفة اقامت الدنیا بلاخلیفة ثلث سنین ونصف سنة وذٰلك من یوم الاربعاو رابع عشر صفر سنة ست وخمسین وھو یوم قتل الخلیفة المستعصم رحمه اللہ تعالٰی الٰی اثناء سنة تسع وخمسمائة۔[2]	یعنی جبکہ تاتاریوں نے بغداد مقدس لے لیا اور خلیفہ شہید ہوئے دنیا ساڑھے تین برس بے خلیفہ رہی اور یہ ۱۴ صفر روز چار شنبہ ۶۵۶ھ سے کہ روز شہادت خلیفہ مستعصم رحمہ اللہ تعالٰی تھا سے ۱۳ رجب ۶۵۹ھ تک کازمانہ ہے۔

(۲) یہ خلافت کہ مصر میں قائم ہوئی اور ڈھائی سو برس سے زائد رہی خود سلطان کی قائم کی ہوئی تھی، سلطان بظاہر اس کا دست نگر ہوتا اور خلاف پر قادر تھا نظر بقوت بے تفویض خلیفہ بھی نظم ونسق ورتق، فتق وامر وحکم میں سلطان مستقل تھا، خلیفہ امیر المومنین کہلانے اور بیعت لینے اور خطبہ وسکہ کو زینت اور سلاطین کو تاج وخلعت دینے کے لئے ہوتا بلکہ اس کی بنا خود خلافت بغداد میں پڑچکی تھی، مقتدر باللہ کو ۲۹۶ھ میں تیرہ برس کی عمر میں خلافت ملی، طفلی واشتغال بازی واختیارات زنان واستخدام یہود ونصارٰی نے ضعف پہنچایا ملک مغرب نکل گیا، مصر نکل گیا، قرامطہ ملعونوں کا زور ہوا، پھر ۳۲۴ھ میں واسطہ کا صوبہ محمد بن رائق خلیفہ راضی باللہ پر فائق ہوا خلیفہ نام کے لئے تھا پھر یہ بدعت شنیعہ مدتوں مستمر رہی مگر تمام علماء و مسلمین اور خود وہ جبار سے جبار سلاطین بھی خلافت انہیں قرشی خلفاء کی مانتے اور انہیں سے پروانہ وخلعت سلطنت لیتے۔اگر غیر قرشی بھی خلیفہ ہوسکتا تو سلاطین خود خلفاء بنتے، کیا ضرورت تھی ان قرشیوں کو اپنا تغلب مٹانے کے لئے حیلہ شرعیہ کے واسطے خلیفہ بناتے اور اپنے زیر دستوں کے حضور سر بندگی جھکاتے اور ان کے ہاتھ سے تاج وخطاب پاتے، مگر نہیں وہ مسلمان تھے سنی تھے جانتے تھے کہ ہم قرشی نہیں ہماری خلافت نہیں ہوسکتی اور بے تولیت خلافت بطور خود سلطنت کرینگے تو داغ تغلب ہماری پیشانی سے نہ مٹے گا اسی لئے ان عباسی قرشیوں کی خلافت رکھی تھی۔

---

[1] تاریخ الخلفاء احوال المستعصم باللہ مطبع مجتبائی دہلی ص۳۳۱

[2] حسن المحاضرة فی اخبار مصر والقاہرة

(۳) پھر ادھر ہی کے سلاطین نہیں اس دور دراز مملکت ہند کے متشرع سلاطین نے بھی انہیں خلفاء سے اپنے نام پروانہ سلطنت کیا حالانکہ یہ کسی طرح تسلط کی راہ سے ان کے ماتحت نہ تھے، تاریخ الخلفاء میں ہے:

وفی سنة اربع عشرة ارسل غیاث الدین اعظم شاہ بن اسکندر شاہ ملك الهند یطلب التقلید من الخلیفة وارسل الیه مالا وللسلطان هدیة[1]۔	سنہ آٹھ سوچودہ میں بادشاہ ہند اعظم شاہ غیاث الدین بن سکندر شاہ نے خلیفہ مستعین باللہ ابوالفضل سے اپنے لئے پروانہ تقررِ سلطنت مانگا اور خلیفہ کے لئے نذر اور سلطانِ مصر کو ہدیہ بھیجا۔

خود مسٹر کے اسی رسالہ خلافت ص ۷۹ میں ہے: "جب تک بغداد کی خلافت رہی ہندوستان کے تمام حکمران اس کے فرماں بردار رہے جب ۶۶۰ھ عــہ میں مصر کی عباسی خلافت کا سلسلہ شروع ہوا تو اگرچہ عباسیہ کے کارواں رفتہ کا محض ایک نمود غبار تھا تاہم سلاطین ہند اس کی حلقہ بگوشی وغلامی کو اپنے لئے فخر سمجھتے رہے اور مرکزی خلافت کی عظمت دینی نے مجبور کیا کہ اپنی حکومت کو شرعی طور پر منوا دینے کے لئے مقامِ خلافت سے پروانہ نیابت حاصل کرتے رہیں"۔

پھر سلطان محمد بن تغلق شاہ وسلطان فیروز شاہ کی بندگی وغلامی جو اس خلافت سے رہی اور فیروز شاہ کے لئے دربار خلافت سے دوبار پروانہ تقرر سلطنت ونشان خلعت کا آنا لکھا اور یہ کہ سلطان نے اس کی کمال تعظیم کی اور یہ سمجھا کہ گویا یہ عزت آسمان سے اتری اور یہ سند بارگاہ رسالت سے ملی، پھر کہا (ص ۸۰)

"غور کرو مقامِ خلافت کی عظمت کا ہمیشہ کیا حال رہا خلافت بغداد مٹنے کے بعد بھی خلافت کی صرف ایک اسمی نسبت بھی اس درجہ جبروت رکھتی تھی کہ ہندوستان جیسے بعید گوشہ میں ایک عظیم الشان فرمانروائے اقلیم مصر کے دربار خلافت سے اذن واجازت حاصل ہونے پر فخر کرتا ہے مٹنے پر بھی اس مقام کی عظمت تمام عالم اسلامی پر اس طرح چھائی رہتی ہے کہ وہاں کا فرمان آسمانی فرمان اور وہاں کا حکم بارگاہِ نبوت کا حکم سمجھا جاتا ہے"۔

خدا جانے مسٹر آزاد یہ کس جنگ یا کس نشے کی ترنگ میں لکھ گئے، ان کا اعتقاد تو یہ ہے ص ۴۵ کہ:

عــہ: یہ غلط ہے بلکہ ۹/رجب ۶۵۹ھ۔ ۱۲منہ غفرلہ

[1] تاریخ الخلفاء احوال المستعین باللہ ابو الفضل مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۵۷

"انتخاب خلیفہ کا موقع نہ رہا ہو تو خلیفہ تسلیم کرلینے کے لئے بجز اسلام اور حکومت کے جماؤ اور جگہ پکڑ لینے کے اور کوئی شرط نہیں۔"

سبحان اللہ! یہ سلاطین ہند و سلاطینِ مصر اور خود سلطان بیبرس جس نے اس خلافت کی بنیاد رکھی مسلمان ہی تھے اور ان کی حکومتیں جمی ہوئی تھیں تو آپ کی کافی ساختہ دونوں شرط خلافت موجود تھیں پھر انہوں نے خود اپنے آپ کو خلیفہ کیوں نہ جانا اور ان کی حکومت شرعی طور پر ماننے کے قابل کیوں نہ ہوئی حالانکہ آپ کے نزدیک شریعت کا حکم ہے کہ:

"اسی کو خلیفہ ماننا چاہئے خواہ تمام شرطیں اس میں پائی جائیں یا نہ پائی جائیں۔" (ص۵۱)

"ہر مسلمان پر از روئے شرع واجب ہے کہ اسی کو خلیفہ اسلام تسلیم کرے" (ص۳۵)

خیر آپ کا تناقض آپ کو مبارک۔ سلاطین اسلام نے کیوں اپنی خلافت نہ مانی اور وہ کیا بات ان میں کم تھی جس کے لیے انھیں دوسرے کی خلافت جمانے اور اس کی اجازت کے صدقے اپنی حکومت کو شرعی منوانے کی ضرورت پڑی۔ ظاہر ہے کہ وہ نہ تھی مگر شرط قرشیت۔

(۴) مسٹر کو چھوڑیئے جنہوں نے دو ہی شرطیں رکھیں، ائمہ دین تو سات بتاتے ہیں دیکھئے شاید ان میں کوئی اور شرط مفقود ہونے کے سبب سلاطین نے اپنے آپ کو خلیفہ نہ سمجھا، اوپر گزرا کہ وہ [۱]اسلام و [۲]حریت و [۳]ذکورت و [۴]عقل و [۵]بلوغ و [۶]قدرت و [۷]قرشیت ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ ان سلاطین میں چھ موجود تھیں پہلی پانچ بداہۃً اور قدرت یوں کہ حکومت کا جماؤ ہے اس کے نہیں تو صرف ایک ہی قرشیت نہ تھی لاجرم اسی کے نہ ہونے تمام سلاطین نے اپنے آپ کو خلیفہ نہ مانا اور قرشی خلافت کا محتاج دست نگر جانا۔

(۵) بلکہ بطور مسٹر امر واضح تر ہے ان نام کے خلفا میں اگر قرشیت موجود تھی قدرت مفقود تھی کہ وہ سلاطین کے ہاتھوں میں شطرنج کے بادشاہ تھے، جبار خونخوار متکبر متجبر سلاطین کے سر میں یوں بھی سودائے مساوات و بے نیازی نہ سمایا اور انہیں کو خلیفہ اور اپنے آپ کو ان کو محتاج ٹھہرایا حتی کہ جب سلطان بیبرس نے مستنصر کو خلیفہ کیا اور اس سے پروانہ سلطنت لیا خلیفہ نے اظہار انقیاد کے لئے اس کے پاؤں میں سونے کی بیڑیاں ڈالیں اور سلطان نے خدم حشم کے ساتھ یونہی قاہرہ اپنے دار السلطنت کا گشت کیا کہ گلے میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں اور آگے آگے وزیر کے سر پر خلیفہ کا عطا کیا ہوا پروانہ سلطنت (حسن المحاضرہ) روشن ہوا کہ وہ شرط قرشیت کس درجہ اہم وضروری تر جانتے تھے انہوں نے خیال کیا کہ قدرت مکتسبہ بھی ہوتی ہے بلکہ اسے اکتساب سے مفر نہیں کہ ملکوں پر تنہا کا تسلط عادۃً نہیں ہوتا مگر افواج واطاعت جماعت سے جب اقتدار والوں نے انہیں سر پر رکھ لیا تو مقصود اقتدار حاصل ہوگیا جیسے خلیفہ میں خود عالم اصول وفروع ہونے کی شرط اتفاقی نہ رہی کہ دوسرے کے علم سے کام چل سکتا ہے لیکن قرشیت ایسی چیز نہیں کہ دوسرے سے مکتسب وہ لہذا اپنے اقتدار کا خیال نہ کیا اور

ان کی قرشیت کے آگے سر جھکادیا۔

(٦) نہ صرف سلاطین بلکہ بکثرت ائمہ وعلماء نے اسی کو خلافت جانا خلافت بغداد پر پچھلی تین صدیاں جیسی گزریں انہیں جانے دو تو یہی خلافت مصر لو جسے تم کاروانِ رفتہ کی محض ایک نمود غبار کہتے ہو۔

(ا) جب بیبرس نے مستنصر کی خلافت قائم کرنی چاہی سب میں پہلے امام اجل امام عزالدین بن عبدالسلام نے بیعت فرمائی پھر سلطان بیبرس پھر قاضی پھر امراء وغیرہم نے۔

(ب) پھر ابوالعباس حاکم بامر اللہ کے بیٹے تیسرے خلیفہ مصری مستکفی باللہ کی خلافت کا امضا اور اس کی صحت کا ثبوت امام اجل تقی الدین بن دقیق العید کے فتوے سے ہوا ان کے عہد نامہ خلافت میں تھا،

الحمد للہ الذی ادام الائمۃ من قریش وجعل الناس تبعالھم فی ھذا الامر فغیرھم بالخلافۃ العظمۃ لا یدعی ولا یسمّی[1]۔	سب خوبیاں اللہ کو جس نے خلیفہ ہمیشہ قریش میں سے کئے اور تمام لوگوں کو خلافت میں ان کو تابع کیا تو غیر قرشی کو نہ خلیفہ کہا جائے گا نہ وہ اس نام سے پکارا جائے۔

اس پر قاضی القضاۃ شمس الدین حنفی کے دستخط ہوئے۔

(ج) پھر مستکفی کے بیٹے ابوالعباس احمد حاکم بامر اللہ کی صحت خلافت پر امام قاضی القضاۃ عزالدین بن جماعہ نے شہادت دی اور ان کی مثال بیعت علامہ احمد شہاب ابن فضل اللہ نے لکھی اس میں ان کو خلیفہ جامع شرائط خلافت لکھا اور لکھا کہ: **وصل الحق الی مستحقہ**[2] حق بحقدار رسید، **کل ذٰلك فی حسن المحاضرۃ** (یہ سب کا سب حسن المحاضرۃ میں موجود ہے۔ت)

(د) امام اجل ابوزکریا نووی اسی خلافت مصریہ کے دور سے متعلق شرح صحیح مسلم میں فرمارہے ہیں:

قد ظھر ما قالہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فمن زمنہ الی الاٰن الخلافۃ فی قریش[3]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ظاہر ہوگیا کہ جب سے آج تک خلافت قریش ہی میں ہے۔

دیکھو اکابر ائمہ برابر انہیں خلفاء مانتے آئے۔

(ہ) امام خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں یہ تمام خلافتیں بغدادی پھر مصری

---

[1] حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ

[2] حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ

[3] شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الامارۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۹

ذکر کیں اور خطبہ میں فرمایا:

ترجمت فیه الخلفاء امراء المؤمنین القائمین بأمر الامة من عهد ابی بکر الصدیق رضی الله تعالٰی عنه والی عهدنا هذا[1]۔	میں نے اس کتاب میں ان کے احوال بیان کئے جو خلیفہ امیر المومنین کارامت پر قیام کرنے والے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وقت سے ہمارے زمانے تک ہوئے۔

(و) پھر فرمایا میں نے اس میں کسی عبیدی کا ذکر نہ کیا کہ کئی وجہ سے ان کی خلافت صحیح نہیں، ایک تو وہ قرشی نہ تھے، دوسرے وہ بدمذہب بے دین کم از کم رافضی تھے **ومثل هؤلاء لاتنعقد لهم بیعة ولاتصح لهم امامة**[2] ایسوں کے لئے نہ بیعت ہوسکے نہ ان کی خلافت صحیح۔ تیسرے یہ کہ ان کی بیعت اس وقت ہوئی کہ خلافت عباسی قائم تھی اور ایک وقت میں وہ خلیفہ نہیں ہوسکتے، چوتھے یہ کہ حدیث فرماچکی کہ خلافت جب بنی عباس کو ملے گی پھر ظہور امام مہدی تک دوسرے کو نہ پہنچے گی، ان وجوہ سے میں نے عبیدیوں کو ذکر نہ کیا **وانماذکرت الخلیفة المتفق علی صحة امامته**[3] میں نے وہی خلفاء ذکر کئے جن کی صحتِ خلافت پر اتفاق ہے دیکھو کیسے صریح نص ہیں کہ یہ کمزور خلافتیں بھی صحیح خلافت ہیں، آخر کس لئے، اس لیے کہ قرشی ہیں اور زبردست طاقتور سلاطین غیر قرشی۔

(ز) جب خلیفہ مستکفی باللہ نے شعبان ۷۴۰ھ یا ۷۴۱ھ میں وفات پائی اور اپنے بیٹے احمد حاکم بامر اللہ کو ولی عہد کیا سلطان ناصر الدین محمد بن قلادون ترکی نے کہ ۷۳۶ھ میں مستکفی باللہ سے رنجیدہ ہوگیا اور ۱۸ ذی الحجہ کو اسے مصر سے باہر شہر قوص میں مقیم کیا (اگرچہ ادارات پہلے سے بھی زائد کردئے اور خطبہ وسکہ خلیفہ ہی کا جاری رہا اس عہد کو نہ مانا اور جبراً خلیفہ مستکفی کے بھتیجے ابراہیم بن محمد حاکم بامر اللہ کے لیے بیعت لی (اگرچہ مرتے وقت خود اس پر نادم ہوا اور سرداروں کو وصیت کی کہ خلافت ولی عہد مستکفی احمد ہی کے لئے ہو جس پر ابن فضل اللہ نے وہ لکھا کہ حق بحقدار رسید) ابن قلادون کی اس حرکت پر امام جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں فرمایا کہ اللہ عزوجل نے ناصر بن قلادون پر اس کے سب سے زیادہ عزیز بیٹے امیر نوک کی موت کی مصیبت ڈالی، یہ اسے پہلی سزا دی، پھر مستکفی کے بعد سلطنت سے متمتع نہ ہوا ایک سال اور کچھ روزوں کے بعد اللہ عزوجل نے اسے ہلاک کیا بلکہ بعض نے مستکفی کی وفات ۷۴۱ھ میں لکھی ہے تو یوں تین ہی مہینے بعد مرا،

---

[1] تاریخ الخلفاء خطبہ کتاب مطبع مجتبائی دہلی ص ۶

[2] تاریخ الخلفاء خطبہ کتاب مطبع مجتبائی دہلی ص ۷

[3] تاریخ الخلفاء خطبہ کتاب مطبع مجتبائی دہلی ص ۸

سنة الله فيمن مس احدا من الخلفاء بسوء فان الله تعالٰى يقصمه عاجلا وما يدخره له في الاٰخرة من العذاب اشد۔[1]	سنت الٰہیہ ہے کہ جو کوئی کسی خلیفہ سے برائی کرے اللہ تعالٰی اسے ہلاک فرمادیتا ہے اور وہ جو آخرت میں اسے کے لئے رکھتا ہے سخت تر عذاب ہے۔

پھر اولاد ابن قلادون میں اس کی شامت کی سرایت بیان فرمائی کہ ان میں جو بادشاہ ہوا تخت سے اتارا گیا اور قید یا جلاوطن یا قتل کیا گیا، خود اس کا صلبی بیٹا کہ اس کے بعد تخت پر بیٹھا دو ۲ مہینے سے کم میں اتار دیا گیا اور مصر سے قوص ہی کو بھیجا گیا جہاں سلطان نے خلیفہ کو بھیجا تھا اور وہیں قتل کیا گیا، ناصر نے چالیس ۴۰ برس سے زیادہ سلطنت کی اور اس کی نسل سے بارہ ۱۲ بادشاہ ہوئے جن کی مجموعی مدت اتنی نہ ہوئی۔

(ح) نیز امام ممدوح کتاب موصوف میں فرماتے ہیں:

| اعلم ان مصر من حين صارت دار الخلافة عظم امرها وكثرت شعائر الاسلام فيها وعلت فيها السنة وعفت عنها البدعة وصارت محل سكن العلماء ومحط الرجال الفضلاء وهذا سر من اسرار الله تعالٰى اودعه في الخلافة النبوية كما ورد ان الايمان والعلم يكونان مع الخلافة اينما كانت ولا يظن ان ذٰلك بسبب الملوك فقد كانت ملوك بني ايوب اجل قدرا واعظم قدرا من ملوك جاءت بعدهم بكثير ولم تكن مصر في زمنهم كبغداد وفي اقطار الارض الاٰن من الملوك من هو اشد بأسا واكثر جندا من ملوك مصر كالعجم والعراق والروم والهند والمغرب وليس الدين قائما بلادهم كقيامه بمصر ولا شعائر الاسلام | یعنی مصر جب سے دار الخلافہ ہوا اس کی شان بڑھ گئی، شعائرِ اسلام کی اس میں کثرت ہوئی، سنت غالب ہوئی بدعت مٹی، علماء کا جنگل فضلاء کا دنگل ہوگیا، اور یہ رازِ الٰہی ہے کہ اس نے خلافتِ نبوت میں رکھا ہے جس طرح حدیث میں آیا کہ خلافت جہاں ہوگی علم وایمان اس کے ساتھ ہوں گے، اور یہ کوئی نہ سمجھے کہ مصر میں یہ دین کی ترقی سلاطین کے سبب ہوئی کہ سلاطین بنی ایوب سلاطینِ مابعد سے بہت زیادہ جلیل القدر تھے اور ان کے زمانے میں مصر بغداد کو نہ پہنچتا تھا اور اب اطراف زمین میں وہ سلاطین ہیں کہ سلاطین مصر سے ان کی آنچ سخت اور لشکر زائد جیسے ایران، عراق، روم، مغرب، ہندوستان۔ مگر دین وہاں ایسا قائم نہیں جیسا مصر میں ہے، نہ شعائر اسلام ایسے ظاہر نہ سنت وحدیث وعلم کا ایسا شیوع، یہ سب خلافت ہی کی برکت ہے، دیکھو کیسا جبار و بالاقتدار |

[1] حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ

ظاھرۃ فی اقطارھم کظھورھا فی مصر و لانشرت السنۃ والحدیث والعلم فیھا کما فی مصر [1]۔	سلاطین کو جن میں ترک بھی ہیں الگ کردیا اور خلافت نبوت ایسی کمزور خلافت مصر میں مانی۔

آخر یہ فرقِ قرشیت نہیں تو کیا ہے۔

(۷) اگر کہیے وہ خلافت سے نامزد ہوچکے تھے لہٰذا بعد کے سلاطین نے اگرچہ جامع شروط تھے اپنے آپ کو خلیفہ نہ جانا کہ خلافت جب ایک کے لئے ہولے دوسرا نہیں ہوسکتا،

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) **اولاً** ہو تو سلاطین یا بعد میں ہو، بیبرس کی سلنطت تو پہلے منعقد ہولی تھی، پھر دوسرے کو خلیفہ بنانے اور اس کے آگے ہاتھ پھیلانے اور یہ سلسلہ ماضیہ جلانے جمانے کے کیا معنی تھے، کاش سلطان اپنے آپ کو معزول کرلیتا اور مستنصر ہی کے ہاتھ میں باگ دیتا مگر نہیں وہ سلطنت پر قائم رہا، اور تمہارے زعم میں خود بیبرس کی خلافت صحیحہ اور ہر مسلمان پر شرعاً واجب التسلیم تھی، اب اس نے انتخاب کی طرف آکر اپنی صحیح شرعی خلافت تو باطل کردی اور ایک اسمی رسمی قائم کی، یہ کیسا جنون ہوا جسے تمام علمائے عصر نے بھی پسند کیا طرفہ تر یہ کہ یہ اپنی حکومت شرعی طور پر منوانے کے لئے کیا جس کا مسٹر کو بھی اعتراف ہے حالانکہ اس سے پہلے اس کی خلافت کا ماننا آپ کے نزدیک شرعاً واجب تھا، اور اب نہ رہا کہ انتخاب نے شرائط عائد کیں وہ نہ اس میں ہیں نہ اس خلیفہ میں، تو اپنی خلافت کھوئی خلیفہ اسمی سے تولیت لی وہ گئی اور یہ نہ ہوئی دونوں دین سے گئے اسی لئے گلے میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں پہنی تھیں۔ ع

بیکسیہائے تمنا کہ نہ دنیا ونہ دین

(بیکسی کی آرزو پر افسوس ہے کہ نہ دنیا ہاتھ آئی نہ دین حاصل ہوا۔ت)

غرض یہ ایجاد آزاد وہ مہمل و بیمعنی ہذیان ہے جو سلاطین وعلماء کی خواب میں بھی نہ تھا وہ یقینا جانتے تھے کہ خلافت میں ہمارا کچھ حصہ نہیں اور داغِ تغلب ہم سے نہ مٹے گا جب تک کسی خلیفہ قرشی سے اذن نہ لیں لہٰذا یہ صورت خلافت قائم کی کہ **مالایدرك کله لایترك کله** (جسے نہ کلی طور پر حاصل کیا جاسکتا ہے نہ ہی اسے چھوڑا جاسکتا ہے۔ت)

(۸) ثانیاً دنیا میں اسلامی سلطنتیں مختلف ممالک میں پھیلی ہوئی تھیں اور ہر ایک اپنے ملک کا حاکم مستقل اور آپ کی دونوں شرط خلافت کا جامع تھا اور تبدل ایام وموت، تقرر سلاطین سے کبھی یہاں کی سلطنت پہلے ہوتی کبھی وہاں کی، ان میں کسی متاخر نے یہ نہ جانا کہ خلافت اس دوسرے سلطان کا حق ہے مجھے اس سے

[1] حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ

اذن وپروانہ لینا چاہئے لیکن سمجھا تو اس قریشی خلافت کا محتاج سمجھا تو ہرگز اس کی بناء پر تقدم وتاخر نہ تھی کہ بلکہ وہی ایک اکیلی شرط قرشیت کہ نامقتدری خلیفہ کی حالت میں بھی اپنا رنگ جماتی اور بڑے بڑے اقتدار وجبروت والوں کا سر اپنے سامنے جھکاتی تھی۔الحمدللہ کیسے روشن بیانوں سے ثابت ہوا کہ یہ سارے جلوے شرط قرشیت کے تھے تمام سلاطین کا خود یہی عقیدہ تھا کہ ہم بوجہ عدم قرشیت لائق خلافت نہیں، قرشی کے سوا دوسرا شخص خلیفہ نہیں ہوسکتا کہ ہر وقت وقرن کے علماء انہیں یہی بتاتے رہے۔اور قطعًا یہی مذہب اہلسنت ہے اور اسی پر احادیث مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی متواتر شہادت ہے "**فَمَاذَا بَعۡدَ الۡحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ**"[۱] (تو حق کے بعد کیا ہے صرف گمراہی ہے۔ت)

رہا مسئلہ اعانت، کیا آپ لوگوں کے زعم میں سلطانِ اسلام کی اعانت کچھ ضرور نہیں، صرف خلیفہ کی اعانت جائز ہے کہ مسلمانوں کو اعانت پر ابھارنے کے لئے ادعائے خلافت ضرور ہوا یا سلطان مسلمین کی اعانت صرف قادروں پر ہے اور خلیفہ کی اطاعت بلاقدرت بھی فرض ہے، یہ نصوص قطعیہ قرآن کے خلاف ہے، اور جب کوئی وجہ نہیں پھر کیا ضرورت تھی کہ سیدھی بات میں جھگڑا ڈالنے کے لئے جملہ علمائے کرام کی واضح تصریحات متظافرہ اور اجماعِ صحابہ واجماعِ امت واحادیثِ متواترہ کے خلاف یہ تحریک لفظ خلافت سے شروع کرکے عقیدہ اجماعیہ اہلسنت کا خلاف کیا جائے، خارجیوں معتزلیوں کا ساتھ دیا جائے، دوراز کار تاویلوں، تبدیلیوں، تحریفوں، خیانتوں، عنادوں، مکابروں سے حق چھپانے اور باطل پھیلانے کا ٹھیکا لیا جائے، **والعیاذ باللہ تعالٰی۔**

اب ہم بتوفیقہ تعالٰی اس اجمال مفصل کی تفصیل مجمل کے لئے کلام کو ایک مقدمہ اور تین فصل پر منقسم کرتے ہیں:

مقدمہ: خلیفہ وسلطان کے فرق اور یہ کہ کسی عرف حادث سے مسئلہ خلافت مصطلحہ شرعیہ پر کوئی اثر نہیں پڑسکتا۔

فصل اول: احادیث متواترہ واجماع صحابہ وتابعین ومذہب اہلسنت **نصرھم اللہ تعالٰی** سے شرطِ قرشیت کے روشن ثبوت۔

فصل دوم: خطبہ صدارت میں مولوی فرنگی صاحب کی پندرہ سطری کارگزاری کی نازبرداری۔

فصل سوم: رسالہ خلافت میں مسٹر ابوالکلام آزاد کے ہذیانات وتلبیسات کی خدمتگزاری۔

وباللہ التوفیق لارب سواہ، والصلٰوۃ والسلام علٰی مصطفاہ واٰلہ وصحبہ والاہ۔

مقدمه

خلیفہ و سلطان کے فرق اور یہ کہ سلطان کہہ دیا جانا ہی خلیفہ نہ ہونے کی کافی دلیل ہے اور یہ کہ لفظ خلیفہ میں اگر کوئی عرف حادث ہو تو اس سے خلافت مصطلحہ شرعیہ پر کیا اثر۔

(۱) خلیفہ حکمرانی و جہانبانی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نائب مطلق تمام امت پر ولایت عامہ والا ہے، شرح عقائد نسفی میں ہے:

(خلافتهم) ای نیابتهم عن الرسول فی اقامة الدین بحیث یجب علی کافة الامم الاتباع[1]۔	ان کی خلافت، یعنی دین کی اقامت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نیابت کا مقام یہ ہے کہ تمام امت پر اس کی اتباع واجب ہے (ت)

خودسر کفار کا اسے نہ ماننا شرعًا اس کے استحقاق ولایت عامہ میں مخل نہیں جس طرح ان کا خود نبی کو نہ ماننا یونہی روئے زمین کے مسلمانوں میں جو اسے نہ مانے گا اس کی خلافت میں خلاف نہ آئے گا یہ خود ہی باغی قرار پائے گا اور اصطلاح میں سلطان وہ بادشاہ ہے جس کا تسلط قہری ملکوں پر ہو چھوٹے چھوٹے والیانِ ملک اس کے زیرِ حکم ہوں،

کما ذکره الامام جلال الدین السیوطی رحمه الله تعالٰی فی حسن المحاضرة عن ابن فضل الله فی المسالك عن علی بن سعید۔	جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی نے حسن المحاضرۃ میں ابن فضل اللہ سے انہوں نے مسالک میں علی بن سعید سے اسے ذکر کیا۔ (ت)

یہ دو قسم ہے:

(۱) مُولّٰی جسے خلیفہ نے والی کیا ہو اس کی ولایت حسبِ عطائے خلیفہ ہوگی جس قدر پر والی کرے۔

(۲) دوسرا متغلب کہ بزورِ شمشیر ملک دبا بیٹھا اس کی ولایت اپنی قلمرو پر ہوگی وبس۔

(۲) کہ اول پر متفرع ہے خلیفہ کی اطاعت غیر معصیت الٰہی میں تمام امت پر فرض ہے جس کا منشا خود اس کا منصب ہے کہنا نائبِ رسول رب ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، اور سلطان کی اطاعت صرف اپنی قلمرو پر، پھر اگر مولٰی ہے تو بواسطہ عطائے خلیفہ اس منصب ہی کی وجہ سے کہ اس کا امر امرِ خلیفہ ہے اور امرِ خلیفہ امر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، اور اگر متغلب ہے تو نہ اس کے منصب سے کہ وہ شرعی نہیں بلکہ

---

[1] شرح العقائد النسفیة دار الاشاعة العربیة قندهار، افغانستان ص ۱۰۸

دفعِ فتنہ اور اپنے تحفظ کے لئے خود مسٹر نے فتح الباری سے در بارہ سلطان متغلب نقل کیا (ص ۵۱)۔

طاعته خیر من الخروج علیه لما فی ذٰلك من حقن الدماء وتسکین الدهماء[1]۔	اس کے خلاف کے مقابلہ میں اس کی طاعت بہتر ہے کیونکہ اس میں جانوں کا تحفظ اور شورش سے سکون ہے (ت)

(۳) کہ دوم پر متفرع ہے خلیفہ نے جس مباح کا حکم دیا حقیقۃً فرض ہوگیا جس مباح سے منع کیا حقیقۃً حرام ہوگیا یہاں تک تنہائی وخلوت میں بھی اس کا خلاف جائز نہیں کہ خلیفہ نہ دیکھے اللہ دیکھتا ہے، ایک زمانے میں خلیفہ منصور نے امام الائمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فتوٰی دینے سے منع کردیا تھا، امام ہمام کی صاحبزادی نے گھر میں ایک مسئلہ پوچھا، امام نے فرمایا: میں جواب نہیں دے سکتا خلیفہ نے منع کیا ہے۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ خلیفہ کا حکم مباح در کنار فرض کفایہ پر غالب ہے جبکہ دوسرے اس کے ادا کرنے والے موجود ہوں کہ اب اس کا ترک معصیت نہیں تو حکمِ خلیفہ نافذ ہوگا اگرچہ خلیفہ ظالم بلکہ خود اس کا وہ حکم ظلم ہو کہ امام کو فتوٰی سے روکنا نہ ہوگا مگر ظلماً، اور سلطان متغلب جس کی ولایت خلیفہ سے مستفاد نہ ہو اس کے امر و نہی سے مباحات فی نفسہا واجب وحرام نہ ہوجائیں گے تنہائی میں اس طور پر کہ اسے اطلاع پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو مباح اپنی اباحت پر رہے گا۔ علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالٰی صاحب نسیم الریاض وعنایۃ القاضی وغیرہما کتب نافعہ کے زمانے میں سلطان نے حقہ پینے سے لوگوں کو منع کیا تھا یہ پردہ ڈال کر پیتے۔ امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی رسالہ الصلح بین الاخوان میں فرماتے ہیں: "نہ خود حقہ پیتا ہوں نہ میرے گھر بھر میں کوئی پیتا ہے مگر مباح کو حرام نہیں کہہ سکتا"۔[2] اور منع سلطانی کے جواب میں شرح ہدیہ ابن العماد میں فرماتے ہیں:

لیت شعری ای امر من امریه یتمسك به امره الناس بترکه اوامره باعطاء المکس علیه علی ان المراد من اولی الامر فی الاٰیة العلماء علی اصح الاقوال کما ذکره العینی فی اٰخر مسائل شتی من شرح الکنز وایضا	یعنی کاش میں جانوں کہ سلطان کا کون سا حکم لیا جائے یہ کہ لوگ حقہ نہ پئیں یا یہ کہ تمباکو پر ٹیکس دیں معہذا آیہ کریمہ میں اصح قول یہ ہے کہ اولی الامر سے مراد علماء ہیں جس طرح شرح کنز امام عینی میں ہے نیز کیا ظالم سلاطین کا حکم حکم شرعی ہوجائے گا حالانکہ

[1] مسئلہ خلافت بحث بعض کتب مشہورہ عقائد وفقہ داتا پبلشر لاہور ص ۱۰۶

[2] رسالہ الصلح بین الاخوان لعبد الغنی نابلسی

هل منع السلاطين الظلمة يثبت حكما شرعيا وقد قالوا من قال لسلطان زماننا عادل كفر۔[1]	ائمہ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ جو ہمارے زمانے کے سلطان کو عادل کہے کافر ہو جائیگا انتہی۔

یہ ارشاد امام علم الہدٰی ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اپنے زمانے کے سلاطین میں ہے جنہیں ہزار برس سے زائد ہوئے نہ کہ اب۔ **نسأل الله العفو والعافية۔**

(۴) کہ نیز دوم پر متفرع ہے ایک وقت میں تمام جہان میں ایک ہی ہو سکتا ہے اور سلاطین دس ملکوں میں دس۔ خود مسٹر آزاد لکھتے ہیں (ص ۸۴): "اسلام نے مسلمانوں کی حکومت ایک ہی قرار دی تھی یعنی روئے زمین پر مسلمانوں کا صرف ایک ہی فرمانروا و خلیفہ ہو۔"

(۵) کوئی سلطان اپنے انعقاد سلطنت میں دوسرے سلطان کے اذن کا محتاج نہیں مگر ہر سلطان اذن خلیفی کا محتاج ہے کہ بے اس کے اس کی حکومت شرعی و مرضی شرع نہیں ہو سکتی، خود آزاد کے ص۹۷ سے گزرا کہ:

"خلافت کی عظمت دینی نے مجبور کیا کہ اپنی حکومت کو شرعی طور پر منوا دینے کے لئے خلافت سے پروانہ نیابت حاصل کرتے رہیں۔"

(۶) خلیفہ بلاوجہ شرعی کسی بڑے سے بڑے سلطان کے معزول کئے معزول نہیں ہو سکتا، خود جبار و سرکش قوّاد ترک کہ متوکل بن معتصم بن ہارون رشید کو قتل کرکے خلفاء پر حاوی ہو گئے تھے جب ان میں کسی کو زندہ رکھ کر معزول کرنا چاہتے خود اسے مجبور کرتے کہ خلافت سے استعفٰی دے تاکہ عزل صحیح ہو جائے بخلاف سلطان کہ خلیفہ کا صرف زبان سے کہہ دینا "میں نے تجھے معزول کیا" اس کے عزل کو بس ہے۔

(۷) سلطنت کے لئے قرشیت درکنار حریت بھی شرط نہیں، بہتیرے غلام بادشاہ ہوئے،

خود رسالہ آزاد صفحہ ۵۵ میں ہے: "غلاموں نے بادشاہت کی ہے اور تمام سادات و قریش نے ان کے آگے اطاعت کا سر جھکایا ہے"۔

اور خلافت کے لئے حریت باجماع اہل قبلہ شرط ہے **كما في المواقف وشرحه وعامة الكتب** (جیسا کہ مواقف اور اس کی شرح اور عامہ کتب میں ہے۔ت) یہاں سے خلیفہ و سلطان کے فرق ظاہر ہو گئے، نیز

---

[1] شرح ہدیۃ ابن العماد

کھل گیا کہ سلطان خلیفہ سے بہت نیچا درجہ ہے، ولہذا کبھی خلیفہ کے نام کے ساتھ لفظ سلطان نہیں کہا جاتا کہ اس کی کسرِ شان ہے آج تک کسی نے سلطان ابوبکر صدیق، سلطان عمر فاروق، سلطان عثمان غنی، سلطان علی المرتضٰی بلکہ سلطان عمر بن عبدالعزیز بلکہ سلطان ہارون رشید نہ سنا ہوگا، کسی خلیفہ اموی یا عباسی کے نام کے ساتھ اسے نہ پائیے گا، تو کھل گیا کہ جس کے نام کے ساتھ سلطان لگاتے ہیں اسے خلیفہ نہیں مانتے کہ خلیفہ اس سے بلند و بالا ہے، یہی وہ خلافت مصطلحہ شرعیہ ہے جس کی بحث ہے، اسی کے لئے قرشیت وغیرہا سات شرطیں لازمی ہیں عرف حادث میں اگر کسی سلطان کو بھی خلیفہ کہیں یا مدح میں ذکر کر جائیں وہ نہ حکمِ شرع کا نافی ہے نہ اصطلاح شرع کا منافی۔ جس طرح اجماعِ اہلسنت ہے کہ بشر میں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے سوا کوئی معصوم نہیں، جو دوسرے کو معصوم مانے اہلسنت سے خارج ہے، پھر عرف حادث میں بچوں کو بھی معصوم کہتے ہیں یہ خارج از بحث ہے جیسے لڑکوں کے معلم تک کو خلیفہ کہتے ہیں، یہ مبحث واجب الحفظ ہے کہ دھوکا نہ ہو **وباللہ التوفیق۔**

فصل اوّل

احادیث متواترہ سرکار رسالت واجماع صحابہ وتابعین وائمہ امت ومذہب مہذب اہلسنت وجماعت سے شرط قرشیت کے روشن ثبوت احادیث شریفہ کو میں جدا لاؤں ان کی تخریج وشان تواتر بتاؤں ان سے اتمام تقریب ووجہ احتجاج دکھاؤں اس سے یہی بہتر کہ کتبِ عقائد وکتبِ حدیث وکتبِ فقہ سے اقوال جلیلہ ائمہ کرام علمائے اعلام بتادیں گے کہ حدیثیں متواتر ہیں ان کی حجتیں قاہرہ ہیں ہر طبقہ وقرن کے اجماع متظافر ہیں مخالف سنی نہیں خارجی معتزلی گمراہ خاسر ہیں **وباللہ التوفیق۔**

کتب عقائد

۱ امام ہمام مفتی الجن والانس عارف باللہ نجم الملۃ والدین عمر نسفی استادِ امام برہان الملۃ والدین صاحبِ ہدایہ رحمہما اللہ تعالٰی کا متن عقائد مشہور بہ عقائد نسفی جو سلسلہ نظامیہ ودیگر سلاسل تعلیمیہ میں عقائد اہلسنت کی درسی کتاب ہے جسے درس میں اسی لئے رکھا ہے کہ طلبہ عقائدِ اہلسنت سے آگاہ ہوجائیں، اس کتاب جلیل میں ہے: **ویکون من قریش ولایجوز من غیرھم**[1] یعنی خلیفہ قریش سے ہو غیر قریشی جائز نہیں۔

[1] شرح العقائد النسفیۃ دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار، افغانستان ص ۱۱۱

۲شرح علامہ تفتازانی میں ہے:

لم یخالف فیہ الاالخوارج وبعض المعتزلۃ[1]۔	قرشیت کی شرط میں کسی نے خلاف نہ کیا مگر خارجیوں اور بعض معتزلیوں نے۔

۳اسی میں ہے:

یشترط ان یکون الامام قریشیاً لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الائمۃ من قریش وھذا وان کان خبراواحدا لکن لمارواہ ابوبکر محتجابہ علی الانصار ولم ینکرہ احد فصار مجمعاعلیہ[2]۔	یعنی شرط یہ ہے کہ خلیفہ قریشی ہو بدلیل قول نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الائمۃ من قریش اور یہ حدیث اگرچہ خبر واحد ہے لیکن جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انصار پر حجت میں اسے پیش کیا اور صحابہ کرام میں کسی نے اس پر انکار نہ کیا تو اس پر اجماع ہوگیا۔

۴کتاب قواعد العقائد امام حجۃ الاسلام غزالی میں ہے:

شرط الامامۃ نسبۃ قریش لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الائمۃ من قریش[3]۔	خلافت کی شرط نسب قریشی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا خلفاء قریش سے ہیں۔

اس کی ۵شرح اتحاف میں ہے:

ان کثیرامن المعتزلہ نفی ھذاالاشتراط، ودلیل اھل السنۃ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الائمۃ من قریش قال العراقی اخرجہ النسائی من حدیث انس والحاکم من حدیث علی وصححہ اھ قلت وکذا اخرجہ البخاری فی التاریخ وابویعلی والطیالسی و البزار عن انس واخرجہ احمد من حدیث ابی ھریرۃ وابی بکر الصدیق	یعنی بہت معتزلیوں نے شرطِ قرشیت کا انکار کیا اور اہلسنت کی دلیل، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خلفا قریش سے ہوں، امام زین الدین عراقی نے فرمایا یہ حدیث نسائی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حاکم نے امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے روایت کی اور کہا یہ حدیث صحیح ہے اھ میں کہتا ہوں یونہی اسے امام بخاری نے کتاب التاریخ

[1] شرح العقائد النسفیۃ دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار، افغانستان ص ۱۱۲

[2] شرح العقائد النسفیۃ دار الاشاعۃ العربیۃ قندھار، افغانستان ص ۱۱۱ و ۱۱۲

[3] احیاء العلوم کتاب قواعد العقائد الفصل الثالث الرکن الرابع مکتبۃ المشہد الحسینی قاہرہ مصر ۱/ ۱۱۵

والطبرانی من حدیث علی وعندہ عن انس بلفظ ان الملك فی قریش واخرج یعقوب بن سفیان وابو یعلی والطبرانی من طریق سکین من عبدالعزیز حدثنا سیار بن سلامۃ ابوالمنہال قال دخلت مع ابی علی ابی برزۃ الاسلمی فسمعتہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول الامراء من قریش الخ[1] (ملخصًا) ثم ذکر تخاریج حدیث لایزال ھذا الامر فی قریش وشواھدہ[2] وکلہ ماخوذ من الفتح۔	اور ابویعلٰی وابوداؤد طیالسی وبزار نے انس اور امام احمد نے ابوہریرہ وحضرت صدیق اکبر اور طبرانی نے مولٰی علی سے روایت کیا رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین، نیز طبرانی کے یہاں بروایت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ان لفظوں سے ہے کہ سلطنت قریش میں ہے اور یعقوب بن سفیان وابویعلٰی وطبرانی نے سکین بن عبدالعزیز سے روایت کی کہ ہم سے سیار بن سلامہ ابوالمنہال نے حدیث بیان کی کہ میں اپنے والد کے ساتھ ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس گیا انہیں یہ حدیث روایت کرتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی کو فرماتے سنا کہ خلفاء قریش سے ہیں الخ (ملخصًا) پھر انہوں نے حدیث، کہ یہ خلافت ہمیشہ قریش میں ہوگی، کی تخریجات اور شواہدات کو ذکر کیا اور یہ سب فتح الباری سے ماخوذ ہے۔(ت)

۶ مسایرہ امام محقق علی الاطلاق کمال الدین بن الہمام میں ہے:

شرط الامام نسب قریش خلافًا لکثیر من المعتزلۃ[3]۔	خلیفہ کی شرط نسب قرشی ہے بہت معتزلیوں کا اس میں خلاف ہے۔(ت)

۷ مسامرہ علامہ ابن ابی شریف شافعی تلمیذ امام ابن الہمام میں ہے:

لنا قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الائمۃ من قریش قدمنا تخریجہ وقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الناس تبع لقریش اخرجہ الشیخان وفی البخاری من حدیث معٰویۃ رضی اللہ تعالٰی	ہم اہلسنت کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خلفا قریش سے ہیں، ہم نے اس حدیث کی تخریج اوپر بیان کی نیز حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد کہ سب آدمی قریش کے تابع ہیں، اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا، نیز بخاری میں

[1] اتحاف السادۃ المتقین کتاب قواعد العقائد دارالفکر بیروت ۲/ ۲۳۱
[2] اتحاف السادۃ المتقین کتاب قواعد العقائد دارالفکر بیروت ۲/ ۲۳۱
[3] مسایرۃ مع المسامرۃ شروط الامام مکتبہ تجاریۃ کبرٰی مصر ص۲۳۹

عنہ ان ھذا الامر فی قریش [1]۔	امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا بیشک خلافت قریش میں ہے۔

اور تخریج حدیث چھ ورق اوپر بیان کی،

رواہ النسائی من حدیث انس ورواہ بمعناہ الطبرانی فی الدعاء والبزار والبیھقی وافردہ شیخنا الامام الحافظ ابوالفضل بن حجر بجزء جمع فیہ طرقہ نحو من اربعین صحابیا [2]۔	یہ حدیث نسائی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی اور یہی مضمون طبرانی نے کتاب الدعاء اور بزار و بیہقی نے روایت کیا اور ہمارے شیخ امام حافظ ابو الفضل ابن حجر عسقلانی نے خاص اس حدیث میں ایک مستقل رسالہ لکھا جس میں اس کی روایات قریب چالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے جمع کیں۔

[8] علامہ امام قاسم بن قطلوبغا حنفی تلمیذ ابن الہمام تعلیقات مسایرہ میں فرماتے ہیں:

اما عندنا فالشروط انواع بعضھا لازم لاتنعقد بدونہ، وھی الاسلام والذکورۃ والحریۃ والعقل و البلوغ واصل الشجاعۃ وان یکون قرشیا [3]۔	ہمارے نزدیک خلافت کی شرطیں کئی قسم ہیں بعض تو شروط لازم ہیں کہ ان کے بغیر خلافت صحیح ہی نہیں ہو سکتی وہ یہ ہیں اسلام اور مرد ہونا اور آزادی و عقل وبلوغ واصل شجاعت اور قرشی ہونا۔

[9] پھر فرمایا:

اما نسب قریش فلقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الائمۃ من قریش رواہ البزار وھذا وان کان خبر واحد فقد اتفقت الصحابۃ علی قبولہ الامام ابوالعباس الصابونی وغیرہ [4]۔	قریشی ہونا اس لئے شرط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: خلفاء قریش سے ہوں۔ اسے بزار نے روایت کیا، اور یہ اگرچہ خبر احاد ہو مگر صحابہ کرام نے اس کے قبول پر اجماع فرمایا، یہ امام ابو العباس صابونی وغیرہ نے افادہ فرمایا۔

[10] طوالع الانوار علامہ بیضاوی میں ہے:

---

[1] مسامرۃ شرح مسایرہ شروط الامام مکتبہ تجاریہ کبرٰی مصر ص ۳۲۰

[2] مسامرۃ شرح مسایرہ شروط الامام مکتبہ تجاریہ کبرٰی مصر ص ۳۰۶

[3] تعلیقات مسایرۃ مع المسامرۃ شروط الامام مکتبہ تجاریہ کبرٰی مصر ص ۳۱۹ و ۳۲۰

[4] تعلیقات مسایرۃ مع المسامرۃ شروط الامام مکتبہ تجاریہ کبرٰی مصر ص ۳۲۰

التاسعۃ کونہ قرشیا خلافا للخوارج وجمع من المعتزلۃ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الائمۃ من قریش واللام فی الجمع حیث لاعہد للعموم[1]۔	یعنی خلافت کی نویں شرط قریشی ہونا ہے اس میں خارجیوں اور ایک گروہ معتزلہ کو خلاف ہے کہ وہ خلیفہ کا قریشی ہونا ضروری نہیں جانتے، ہماری دلیل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خلفاء قریش سے ہوں جہاں عہد نہ ہو جمع پر لام استغراق کے لئے ہوتا ہے یعنی تمام خلفاء قریش ہی سے ہوں۔

۱۲مواقف میں ہے:

یکون قرشیا ومنعہ الخوارج وبعض المعتزلۃ لنا قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الائمۃ من قریش ثم ان الصحابۃ عملوا بمضمون ھذا الحدیث واجمعوا علیہ فصار قاطعا[2]۔	یعنی خلیفہ قریشی ہو خارجی اور بعض معتزلی اس شرط کے منکر ہیں ہماری دلیل نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خلیفہ قریشی ہو، پھر صحابہ کرام اس حدیث کے مضمون پر عامل ہوئے اور ان کا اس پر اجماع ہوا تو وہ دلیل قطعی ہوگئی۔

۱۳شرح علامہ سید شریف میں ہے:

صار دلیلا قطعا یفید الیقین باشتراط القرشیۃ[3]۔	یعنی دلیل قطعی ہوگئی جس سے قرشیت کا شرط ہونا یقینی ہوگیا۔

۱۴اسی میں ہے: اشترطہ الاشاعرۃ[4] یعنی اہلسنت کے نزدیک خلیفہ کا قرشی ہونا شرط ہے۔ ۱۵مقاصد میں ہے:

یشترط فی الامام کونہ قرشیا لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الائمۃ من قریش[5]۔	امام میں شرط ہے کہ قرشی ہو، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: خلفاء قریش سے ہوں۔

۱۶شرح مقاصد میں ہے:

[1] طوالع الانوار علامہ بیضاوی

[2] مواقف مع شرح المواقف المرصد الرابع فی الامامۃ منشورات الشریف رضی قم ایران ۸/ ۳۵۰

[3] مواقف مع شرح المواقف المرصد الرابع فی الامامۃ منشورات الشریف رضی قم ایران ۸/ ۳۵۰

[4] مواقف مع شرح المواقف المرصد الرابع فی الامامۃ منشورات الشریف رضی قم ایران ۸/ ۳۵۰

[5] مقاصد علی ہامش شرح المقاصد الفصل الرابع فی الامامۃ المبحث الثانی دار المعارف النعمانیۃ لاہور ۲/ ۲۷۷

اتفقت الامۃ علی اشتراط کونہ قرشیا خلافا للخوارج لنا السنۃ والاجماع اماالسنۃ فقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الائمۃ من قریش واماالاجماع فھو انہ لما قال الانصار یوم السقیفۃ منا امیر و منکم امیرمنعھم ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ بعدم کونھم من قریش ولم ینکرہ علیہ احد من الصحابۃ فکان اجماعا[1]۔	یعنی تمام امت کا اجماع ہے کہ خلیفہ کا قریشی ہونا شرط ہے اس میں مخالف خارجی ہیں اور اکثر معتزلی، ہماری دلیل حدیث اور اجماع امت ہے، حدیث تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ سلم کا ارشاد ہے کہ خلفاء قریش سے ہیں، اور اجماع یوں کہ جب انصار رضی اللہ تعالٰی عنہم نے روز سقیفہ بنی ساعدہ مہاجرین رضی اللہ تعالٰی عنہم سے کہا ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے، انہیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی نے دعاوی خلافت سے یوں باز رکھا کہ تم قریشی نہیں (اور خلیفہ کا قریشی ہونا لازم ہے) اس پر کسی صحابی نے انکار نہ کیا تو اجماع ہوگیا۔

۱۷شرح فقہ اکبر میں ہے:

یشترط ان یکون الامام قرشیا لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الائمۃ من قریش وھو حدیث مشھور ولیس المراد ادبہ الامامۃ فی الصلٰوۃ اتفاقا فتعینت الامامۃ الکبری خلافا للخوارج وبعض المعتزلۃ[2]۔	یعنی شرط یہ ہے کہ خلیفہ قریشی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ائمہ قریش سے ہیں۔ اور یہ حدیث مشہور ہے اور اس میں امامت نماز باجماع مراد نہیں تو ضرور خلافت مراد ہے اس میں مخالف خارجی ہیں یا بعض معتزلی۔

۱۸طریقہ محمدیہ میں ہے:

المسلمون لابدلھم من امام قرشی ولایشترط ان یکون ھاشمیا[3]۔	یعنی مسلمانوں کے لئے ضرور ہے کہ کوئی قریشی خلیفہ ہو اور ہاشمی ہونا شرط نہیں۔

۱۹حدیقہ ندیہ میں ہے:

یکون من قریش ولایجوز من غیرھم[4]۔	خلیفہ قریشی ہو غیر قریشی کی خلافت درست نہیں۔

[1] شرح المقاصد الفصل الرابع فی الامامۃ دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۷۷

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر نصب الامام واجب مصطفی البابی مصر ص ۱۴۷

[3] طریقہ محمدیۃ المسلمون لابدلھم من امام مکتبہ حنفیہ کوئٹہ ۱/ ۱۷

[4] حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ المسلمون لابدلھم من امام مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۲۹۵

۲۰ تمہید امام ابوالشکور سالمی جسے سلطان الاولیاء محبوب الٰہی نظام الحق والدین نے درس میں پڑھا اس میں ہے:

اجمعنا علی ان الامام من قریش ولایکون من غیرہ[1]۔	ہم اہلسنت کا اجماع ہے کہ خلیفہ قریش سے ہو ان کے غیر سے نہیں۔

کتب حدیث

صحیح مسلم و صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لایزال ھذاالامر فی قریش مابقی من الناس اثنان[2]۔	خلافت ہمیشہ قریش کے لئے ہے جب تک دنیامیں دوآدمی بھی رہیں۔

۲۱ شرح صحیح مسلم للامام النووی و ۲۲ شرح صحیح بخاری للامام القسطلانی و ۲۳ مرقاۃ علی قاری میں ہے:

بین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان ھذا الحکم مستمر الٰی اٰخر الدنیا مابقی من الناس اثنان[3]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ظاہر فرمادیا کہ یہ حکم ختم دنیاتک ہے جب تک دوآدمی بھی رہیں۔

۲۴ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ۲۵ ابن المنیر سے اور ۲۶ عمدۃ القاری امام بدر محمود عینی حنفی میں ہے:

قریش ھم اصحاب الخلافۃ وھی مستمرۃ لھم الٰی اٰخر الدنیا مابقی من الناس اثنان[4]۔	قریش ہی خلافت والے ہیں وہ ختمِ دنیاتک انہیں کے لئے ہے جب تک دوآدمی بھی باقی رہیں۔

امام قرطبی کی مفہم ۲۷ شرح صحیح مسلم میں پھر ۲۸ عمدۃ القاری و ۲۹ فتح الباری شروح صحیح بخاری میں ہے:

ھذا الحدیث خبر عن المشروعیۃ ای لاتنعقد الامامۃ الکبری الالقرشی مھماوجد	اس حدیث میں حکم شرعی کا بیان ہے یہ فرمایا ہے کہ جب تک دنیامیں ایک قرشی بھی باقی رہے اوروں کی

[1] التمہید فی بیان التوحید الباب الحادی عشر فی الخلافۃ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور ص ۱۵۹

[2] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب الامراء من قریش قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۵۷، صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الناس تبع لقریش قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۹

[3] شرح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الامارۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۹، ارشاد الساری باب الامراء من قریش دارالکتاب العربی بیروت ۱۰/ ۲۱۸

[4] عمدۃ القاری شرح البخاری باب الامراء من قریش ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ ۱۶/ ۷۵

منهم احد[1]۔	خلافت صحیح نہیں۔

۳۰ امام نووی شرح صحیح مسلم پھر ۳۱ امام قسطلانی شرح بخاری اور ۳۲ علامہ طیبی و ۳۳ علامہ سید شریف و ۳۴ علی قاری شروح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

هذه الاحادیث واشباهها دلیل ظاهر ان الخلافة مختصة لقریش لایجوز عقدها لاحد من غیرهم وعلی هذا انعقد الاجماع فی زمن الصحابة وکذلك بعدهم ومن خالف فیه من اهل البدع اواعرض بخلاف من غیرهم فهو محجوج باجماع الصحابة و التابعین فمن بعدهم بالاحادیث الصحیحة[2]۔	یہ حدیث اور ان کے مثل اور احادیث روشن دلیلیں ہیں کہ خلافت قریش کے ساتھ خاص ہے ان کے سوا کسی کو خلیفہ بنانا جائز نہیں، اسی پر زمانہ صحابہ میں یوں ہی ان کے بعد اجماع منعقد ہوا تو جن بدمذہبوں نے اس میں خلاف کیا یا جس نے اور کسی کے خلاف کا اشارہ کیا اس کا قول صحابہ تابعین وعلمائے مابعد کے اجماع اور صحیح حدیثوں سے مردود ہے۔

۳۵ علامہ ابن المنیر پھر حافظ ۳۶ عسقلانی شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں:

الصحابة اتفقوا علی افادة المفهوم للحصر خلافا لمن انکر ذلك والی هذا ذهب جمهور اهل العلم ان شرط الامام ان یکون قرشیا وقالت الخوارج وطائفة من المعتزلة یجوز ان یکون الامام غیر قرشی وبالغ ضرار بن عمرو فقال تولیة غیر القرشی اولی وقال ابو بکر الطیب لم یعرج المسلمون علی هذا القول بعد ثبوت حدیث الائمة من قریش وعمل المسلمون به قرنا بعد قرن وانعقد الاجماع علی اعتبار ذالك قبل ان یقع	یعنی صحابہ نے اتفاق فرمایا کہ حدیث الائمۃ من قریش خلافت کا قریشی میں حصر فرماتی ہے بر خلاف اس کے جو اس کا منکر ہو، اور یہی مذہب جمہور اہل علم کا ہے کہ خلیفہ کے لئے قریشی ہونا شرط اور خارجیوں اور ایک گروہ معتزلہ نے کہا کہ غیر قریشی بھی خلیفہ ہوسکتا ہے اور ضرار بن عمرو تو یہاں تک بڑھ گیا کہ کہا غیر قریشی کا خلیفہ کرنا بہتر ہے۔ امام ابوبکر ابن الطیب نے فرمایا مسلمانوں نے اس قول کی طرف التفات نہ کیا بعد اس کے کہ حدیث "الائمۃ من قریش" ثابت ہوچکی اور ہر قرن میں مسلمان اس پر عامل رہے اور اس اختلاف

[1] فتح الباری شرح البخاری باب الامراء من قریش مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۲۳۵

[2] شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الامارۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۹

الاختلاف[1]۔	اٹھنے سے پہلے اس کے ماننے پر اجماع عـــه منعقد ہولیا۔

۳۸؎ امام احمد ناصر الدین اسکندرانی پھر امام شہاب الدین کنانی وجہ دلالت حدیث "لایزال ھذاالامر فی قریش" میں فرماتے ہیں:

المبتدأ بالحقیقة ھٰھنا ھو الامر الواقع صفة لھذا وھذا لا یوصف الا بالجنس فمقتضاہ حصر جنس الامر فی قریش کانه قال لاامر الافی قریش والحدیث وانکان بلفظ الخبر فھو بمعنی الامر، بقیة طرق الحدیث تؤید ذٰلک[2]۔	یعنی حاصل حدیث یہ ہے کہ "ھذاالامر فی قریش" دائما یہ امر خلافت ہمیشہ قریش کے لیے ہے "ھذا" مبتدا ہے اور "امر" اس کی صفت، اور "ھذا" کی صفت میں ہمیشہ جنس ہی آتی ہے، تو مطلب یہ کہ جنس خلافت قریش ہی کے لئے ہے (ان کے غیر کے لئے اس کا کوئی فرد نہیں) گویا الفاظ یوں ارشاد ہوئے کہ خلافت نہیں مگر قریش میں، حدیث اگرچہ صورۃً خبر ہے معنًی امر ہے، حدیث کی باقی روایتیں اس معنٰی کی مؤید ہیں۔

۴۰؎ امام ابن حجر اور ان سے پہلے امام ابن بطال شرح بخاری للمہلب سے ناقل:

یجوز ان یکون ملك یغلب علی الناس بغیر ان یکون خلیفة، وانما انکر معٰویة رضی اللہ تعالٰی عنه خشیة ان یظن احدان الخلافة تجوز فی غیرقریش، فلما خطب بذٰلك دل علی ان ذٰلك الحکم عندھم کذلك اذلم ینقل عن احد منھم انکر علیه[3]۔	یعنی جب حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کہا کہ عنقریب ایک بادشاہ قبیلہ قحطان سے ہوگا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس پر سخت انکار کیا اور خطبہ پڑھا اس میں فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ خلافت قریش میں ہے، یہ انکار اس بنا پر نہ تھا کہ کوئی غیر قرشی بادشاہ بھی نہیں ہوسکتا، یہ تو جائز ہے کہ کوئی بادشاہ لوگوں پر تغلب کرے اور خلیفہ نہ ہو بلکہ انکار کی وجہ یہ تھی کہ کوئی یہ

عـــه: **تنبیہ ضروری:** یہ کلام جلیل یاد رکھنے کا ہے کہ بعونہٖ تعالٰی اس سے اہل باطل کا منہ کالا ہوگا ۱۲ حشمت علی عفی عنہ۔

---

[1] فتح الباری شرح البخاری باب الامراء من قریش مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۲۳۶

[2] فتح الباری شرح البخاری باب الامراء من قریش مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۲۳۶

[3] فتح الباری شرح البخاری باب الامراء من قریش مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۲۳۲

نہ سمجھ بیٹھے کہ غیر قرشی خلیفہ ہوسکتا ہے لہٰذا حضرت امیر معاویہ نے خطبہ پڑھا کہ کوئی غیر قرشی خلیفہ نہیں ہوسکتا اور اس پر کسی صحابی وتابعی نے انکار نہ کیا تو معلوم ہوا کہ ان سب کا یہی مذہب ہے۔

۴۳ مہلب پھر ابن ۴۴ بطال پھر ۴۵ عینی و ۴۶ عسقلانی و ۴۷ قسطلانی سب شروح بخاری میں فرماتے ہیں:

ان القحطانی اذاقام ولیس من بیت النبوۃ ولا من قریش الذین جعل اللہ فیھم الخلافۃ فھو من اکبر تغیر الزمان وتبدیل الاحکام[1]۔	جب قحطانی قائم ہوگا اور وہ نہ خاندان نبوت سے ہے نہ قریش سے جن میں اللہ عزوجل نے خلافت رکھی ہے تو یہ ایک بڑا تغیر زمانہ اور احکامِ شریعت کی تبدیل ہوگا۔

۴۸ امام اجل قاضی عیاض پھر ۴۹ امام ابو زکریا نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

اشتراط کونہ قرشیا ھو مذھب العلماء کافۃ وقد احتج بہ ابوبکر وعمر علی الانصار یوم السقیفۃ فلم ینکرہ احد وقد عدھا العلماء فی مسائل الاجماع ولم ینقل عن احد من السلف فیھا قول ولا فعل یخالف ماذکرنا وکذٰلك من بعدھم فی جمیع الاعصار ولااعتداد بقول النظام ومن وافقہ من الخوارج واھل البدع انہ یجوز کونہ من غیر قریش لما ھو علیہ من مخالفۃ اجماع المسلمین[2]۔	خلیفہ میں قرشی ہونے کی شرط جمیع علماء کا مذہب ہے اور بیشک اسی سے صدیق اکبر فاروق اعظم نے روز سقیفہ انصار پر حجت قائم فرمائی اور صحابہ میں کسی نے اس کا انکار نہ کیا اور بیشک علماء نے اسے مسائل اجماع میں گنا اور سلف صالح میں کوئی قول یا فعل اس کے خلاف منقول نہ ہوا، یونہی تمام زمانوں میں علماء سے مابعد سے اور وہ جو نظام معتزلی اور خارجیوں اور بدمذہبوں نے کہا کہ غیر قریشی بھی خلیفہ ہوسکتا ہے کچھ گنتی شمار میں نہیں کہ اجماع مسلمین کے خلاف ہے۔

۵۰ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:

گفت آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہمیشہ می باشد امر خلافت در قریش یعنی مے باید کہ در ایشاں باشد وجائز نیست شرعا عقد خلافت مر غیر ایشاں را وبریں منعقد شد اجماع در زمن صحابہ وبایں حجت	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: خلافت ہمیشہ قریش میں ہوگی یعنی انہی میں ہونا چاہئے اور شرعًا ان کے غیر میں خلافت کا انعقاد جائز نہیں صحابہ کے زمانہ میں اس پر اجماع ہوچکا ہے اور اسی حدیث کو

[1] فتح الباری کتاب الفتن باب تغیر الزمان حتی یعبد الاوثان مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۱۹۱

[2] شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الامارۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۹

کردند مہاجران بر انصار[1]۔	مہاجرین نے انصار پر بطورِ حجت پیش کیا۔(ت)

[۵۱] امام جلال الدین کی تاریخ الخلفاء [عہ] سے گزرا:

لم اورد احدا من الخلفاء العبیدیین لان امامتھم غیر صحیح لانھم غیر قریش[2]۔	میں نے اس کتاب میں خلفائے عبیدیہ سے کسی کا ذکر نہ کیا اس لئے کہ ان کی خلافت باطل ہے کہ وہ قرشی نہیں۔

کتب فقہ حنفی

[۵۲] فتاوٰی سراجیہ کتاب الاستحسان باب مسائل اعتقادیہ میں ہے:

یشترط ان یکون الخلیفة قرشیا ولایشترط ان یکون ھاشمیا[3]۔	خلیفہ میں شرط ہے کہ قرشی ہو اور ہاشمی ہونا شرط نہیں۔

[۵۳] اشباہ والنظائر فن ثالث بیان فرق پھر [۵۴] ابوالسعود ازہری علی الکنز میں ہے:

یشترط فی الامام ان یکون قرشیا[4]۔	خلیفہ میں شرط ہے کہ قریشی ہو۔

[۵۵] غمز العیون میں ہے:

یشترط نسب قریش لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الائمۃ من قریش[5]۔	قرشی ہونا شرط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: خلفاء قریشی ہوں۔

[۵۶] در مختار میں ہے:

یشترط کونہ مسلما حرا ذکرا عاقلا بالغا	خلیفہ ہونے کے لئے شرط ہے کہ مسلمان آزاد،

عہ: اوردہ آخر کتب الحدیث تبعا ۱۲ منہ غفرلہ	اس کتب حدیث کے آخر میں تابع ہونے کی حیثیت سے ذکر کیا ہے(ت)

---

[1] اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ باب مناقب قریش فصل اول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۶۱۹

[2] تاریخ الخلفاء خطبہ کتاب مطبع مجتبائی دہلی ص ۷

[3] فتاوٰی سراجیہ کتاب الاستحسان باب مسائل اعتقاد نولکشور لکھنؤ ص ۷۰

[4] الاشباہ والنظائر الفن الثالث ادارۃ القرآن کراچی ۲/ ۲۵۳ و ۲۵۴

[5] غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر الفن الثالث ادارۃ القرآن کراچی ۲/ ۲۵۳ و ۲۵۴

قادرا قرشیا[1]۔	مرد، عاقل، بالغ، قادر، قرشی ہو۔

۵۷طحطاوی علی الدر میں ہے:

اشترط کونہ قرشیا لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الائمۃ من قریش وقد سلمت الانصار الخلافۃ لقریش بہذا الحدیث۔[2]	خلیفہ کا قرشی ہونا شرط ہے کہ رسول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: خلفاء قرشی ہوں۔ اسی حدیث سے انصار نے قریش کی خلافت تسلیم کردی۔

۵۸ردالمحتار میں اسی کے مثل لکھ کر فرمایا:

وبہ یبطل قول الضراریۃ ان الامامۃ تصلح فی غیر قریش والکعبیۃ ان القرشی اولی بہا[3]۔	یعنی اسی حدیث واتفاق صحابہ کرام سے ضراریہ کا قول باطل ہوا جو کہتے ہیں کہ خلافت غیر قریش میں لائق ہے اور کعبیہ کا جو کہتے ہیں خلافت کے لئے قرشی ہونا صرف اولٰی ہے یعنی ان دونوں گمراہ فرقوں نے اہلسنت کا خلاف کیا، اول نے غیر قرشی کی خلافت کو اولٰی جانا دوم نے قرشی کی خلافت کو صرف اولٰی سمجھا لازم نہ جانا، اہلسنت کے نزدیک خلیفہ کا قرشی ہونا لازم ہے دوسرا خلیفہ شرعی نہیں ہوسکتا۔

تمہید امام ابو شکور سالمی میں امام الائمہ سراج الامہ ۵۹اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نص سے اس کی تصریح ہے کہ:

قال ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ یصح امامتہ اذاکان قرشیا براکان اوفاجرا[4]۔	امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: خلافت صحیح ہے بشرطیکہ قرشی ہو نیک خواہ بد۔

ازالہ وہم میں عباراتِ کتب عقائد وحدیث

بالجملہ مسئلہ قطعًا یقینا اہلسنت کا اجماعی ہے ولہذا احدیث بخاری:

اسمعوا واطیعوا وان استعمل علیکم عبد حبشی[5]۔	سنواور مانو اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام عامل کیا جائے۔

---

[1] درمختار باب الامامۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۸۲

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار باب الامامۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۳۹

[3] ردالمحتار باب الامامۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۶۸

[4] تمہید ابو شکور سالمی الباب الحادی عشر فی الخلافۃ والامامۃ دار العلوم حزب الاحناف لاہور ص ۱۵۹

[5] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ للامام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۵۷

اس کی شرح میں علما قاطبۃً ازالہ وہم کی طرف متوجہ ہوئے، ۶۰شرح مقاصد میں ہے:

ذٰلك فی غیر الامام من الحکام[1]۔	یہ حدیث خلیفہ کے سوااور حکام ماتحت کے بارے میں ہے۔

۶۱مواقف میں ہے:

ذلك الحدیث فی من امرہ الامام علی سریۃ وغیرہا[2]۔	یہ حدیث اس کے بارے میں ہے جسے کسی لشکر وغیرہ پر سردار کرے۔

۶۲شرح مواقف میں ہے:

یجب حملہ علی ھذا دفعا للتعارض بینہ وبین الاجماع، او نقول ھو مبالغۃ علی سبیل الفرض ویدل علیہ انہ لایجوز کون الامام عبدا اجماعا[3]۔	حدیث کواس معنی پر حمل کرنا واجب ہے کہ اجماع کے مخالف نہ پڑے، یایوں کہیں کہ وہ بروجہ مبالغہ بطور فرض ارشاد ہوا ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ امام کاغلام ہونا بالاجماع باطل ہے۔

۶۳ابن الجوزی نے تحقیق پھر ۶۴امام بدر محمود عینی نے عمدۃ القاری، پھر ۶۵حافظ عسقلانی نے شرح بخاری کتاب الصلوٰۃ میں فرمایا:

ھذا فی الامراء والعمال لاالائمۃ والخلفاء فان الخلافۃ فی قریش لامدخل فیہا لغیرھم۔[4]	یہ حدیث سرداروں اور عاملوں کے بارے میں ہے نہ کہ خلفا میں کہ خلافت توقریش میں ہے دوسروں کو اس میں دخل ہی نہیں۔

یہیں ۶۶فتح الباری میں ہے:

امر بطاعۃ العبد الحبشی والامامۃ العظمی انما تکون بالاستحقاق فی قریش فیکون غیرھم متغلبا[5]۔	حبشی غلام کی اطاعت کا حکم فرمایا اور خلافت تو صرف قریش کا حق ہے تو غیر قریشی متغلب ہوگا یعنی زبردستی امیر بن بیٹھنے والا۔

---

[1] شرح المقاصد الفصل الرابع فی الامامۃ المبحث الثانی دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۷۷

[2] مواقف شرح المواقف المرصد الرابع فی الامامۃ منشورات الشریف الرضی، قم، ایران ۸/ ۳۵۰

[3] شرح المواقف المرصد الرابع فی الامامۃ منشورات الشریف الرضی، قم، ایران ۸/ ۳۵۰

[4] عمدۃ القاری شرح البخاری باب امامۃ العبد والمولی قدیمی کتب خانہ کراچی ۵/ ۲۲۸

[5] فتح الباری شرح البخاری باب امامۃ العبد والمولی مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۲۳۹

۶۷عمدۃ القاری و ۶۸فتح الباری کتاب الاحکام میں اسی حدیث کے نیچے ہے:

مراد یہ ہے کہ وہ عامل کیا جائے، یوں کہ خلیفہ غلام حبشی کو کسی شہر کا عام والی کردے یا کسی خاص منصب کی ولایت دے جیسے نماز کی امامت یا خراج کی تحصیل یا کسی لشکر کی سرداری، خلفائے راشدین کے زمانے میں یہ تینوں باتیں بعض میں جمع ہوجاتی تھیں اور کسی میں بعض۔	ای جعل عاملا بان امر امارۃ عامۃ علی البلد مثلا او ولی فیہا ولایۃ خاصۃ کالامامۃ فی الصلٰوۃ اوجبایۃ الخراج او مباشرۃ الحرب فقد کان فی زمن الخلفاء الراشدین من تجمع لہ الامور الثلثۃ ومن یختص ببعضہا۔[1]

۶۹امام ابوسلیمٰن خطابی پھر ۷۰امام عینی و ۷۱امام عسقلانی ۷۲علی قاری نے فرمایا:

یعنی کبھی ضرب مثل میں وہ بات کہی جاتی ہے جو واقع نہ ہوگی، یہ حدیث اسی قبیل سے ہے، حبشی کا ذکر حکمِ اطاعت میں مبالغہ کے لئے فرمایا اگرچہ حبشی غلام کا ولی بننا شرعًا متصور نہیں، مرقاۃ کے الفاظ یہ ہیں خطابی نے کہا کبھی مثل میں وہ بات کہی جاتی ہے جو واقع نہ ہوگی۔(ت)	قد یضرب المثل بما لایقع فی الوجود وھذا من ذاک واطلق العبد الحبشی مبالغۃ فی الامر بالطاعۃ وان کان لایتصور شرعا ان یلی ذٰلک[2] اھ بلفظ المرقاۃ قال الخطابی قد یضرب المثل بما لایکاد یصح فی الوجود[3]۔

۷۳اشعۃ اللمعات میں ہے:

غلام کا ذکر بطور مبالغہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کے طور پر، جو مسجد بنائے اگرچہ چڑیا کے گھونسلے کی مثل ہو، حلانکہ مسجد ہر گز چڑیا کے گھونسلے کی مثل نہیں ہوتی، لیکن مقصود مبالغہ ہے یا خلیفہ کا کوئی نائب مراد ہے(ت)	ذکر عبد برائے مبالغہ است بروتیرہ قول آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر کہ بنا کند مسجدے اگرچہ مثل آشیانہ کنجشک ومر مسجد ہر گز مثل آشیانہ کنجشک نباشد لیکن مقصود مبالغہ است یا مراد نائب خلیفہ است[4]۔

[1] فتح الباری باب السمع والطاعۃ مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۲۳۹

[2] فتح الباری باب السمع والطاعۃ مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۲۴۰

[3] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الامارۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۷/ ۲۴۶

[4] اشعۃ اللمعات کتاب الامارۃ الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۳۰۱

۷۴عمدۃ القاری و۷۵کواکب الدراری و۷۶مجمع البحار میں ہے:

هذافی الامراء والعمال دون الخلفاء لان الحبشی لایتولی الخلافة لان الائمة من قریش[1]۔	یہ حدیث سرداروں اور عاملوں میں ہے حبشی خلیفہ نہ ہوگا کہ خلفاء تو قریش سے ہیں

۷۷مہلب پھر ۷۸ابن بطال پھر ۷۹ابن حجر نے فتح میں کہا:

قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم اسمعوا واطیعوا لایوجب ان یکون المستعمل للعبد الامام قرشی لما تقدم ان الامامة لاتکون الافی قریش[2]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد کہ غلام کی اطاعت کرو اسی کو واجب کرتا ہے کہ غلام کو قریشی خلیفہ نے عامل بنایا ہو کہ خلافت تو نہیں مگر قریش میں۔

۸۰فتح الباری و۸۱ارشاد الساری و۸۲مرقاۃ قاری میں ہے:

واللفظ لها(وان استعمل علیکم عبد حبشی)ای وان استعمله الامام الاعظم علی القوم لاان العبد الحبشی هوالامام الاعظم فان الائمة من قریش[3]۔	اگرچہ تم پر غلام حبشی عامل کیا جائے یعنی اگرچہ خلیفہ کسی غلام کو عامل بنائے نہ یہ کہ خود غلام حبشی خلیفہ ہو کہ خلفاء تو قریش سے ہیں۔

۸۳مجمع البحار الانوار میں ہے:

شرط الامام الحریة والقرشیة ولیس فی الحدیث انه یکون امامابل یفوض الیه الامام امرا من الامور[4]۔	خلیفہ کے لئے شرط ہے کہ آزاد وقریشی ہو اور حدیث میں یہ نہیں کہ غلام خلیفہ ہو بلکہ یہ مراد کہ خلیفہ اسے کوئی کام سپرد کردے۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) بلکہ خود حدیث صحیح میں اس معنی کی تصریح صریح موجود جس کا بیان فصل سوم میں آئے گا ان شاء اللہ الغفور الودود۔

---

[1] عمدۃ القاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ ادارۃ المنیریۃ دمشق ۲۴/ ۲۲۴

[2] فتح الباری شرح البخاری باب السمع والطاعۃ مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۳۴۰

[3] مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الامارۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۷/ ۲۴۶

[4] مجمع بحار الانوار تحت لفظ جدع مکتبہ دارالایمان مدینہ منورہ ۱/ ۳۳۰

بالجملہ دربارہ خلافت ہر طبقے اور ہر مذہب کے علمائے اہلسنت ایسا ہی فرماتے آئے یہاں تک کہ اب دورِ آخر میں مولوی عبدالباری صاحب کے جد اعلیٰ حضرت ملک العلماء ^۸۴^ بحر العلوم عبد العلی لکھنوی فرنگی محلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح فقہ اکبر سید ناامام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں خلافتِ صدیقی پر اجماع قطعی کے منعقد ہونے میں فرمایا:

باقی ماند کہ سعد بن عبادہ از بیعت متخلف ماند میگویم کہ سعد بن عبادہ امارات خود می خواست وایں مخالف نص ست چہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ اند الائمۃ من قریش ائمہ از قریش اند پس مخالفت اودر اجماع قدح ندارد چہ مخالفت مر رائہائے صحابہ نبود بلکہ مخالفتِ اجماع واواعتبار ندارد[1]۔	باقی رہا یہ کہ سعد بن عبادہ نے بیعت نہ کی، تو ہم کہتے ہیں کہ سعد بن عبادہ اپنے لئے خلافت کے خواہشمند تھے ان کی یہ خواہش نص کے خلاف تھی کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ائمہ قریش میں سے ہوں گے لہٰذا ان کی مخالفت اجماع پر اثر انداز نہیں ہے کیونکہ یہ محض صحابہ کرام کی رائے کی مخالفت نہ تھی بلکہ اجماع کی مخالفت تھی جس کا اعتبار نہیں ہے۔(ت)

پھر ^۸۵^ خلافت فاروقی پر انعقاد اجماع میں فرمایا:

ہمہ صحابہ برآں عمل کردند و بیعت حضرت امیر المومنین عمر کردند و دریں ہم کسے مخالفت نکرد سوائے سعد بن عبادہ لیکن مخالفت او مخالفت نص بود چہ امارت خود میخواست چنانچہ دانستی[2]۔	تمام صحابہ نے اس حدیث پر عمل کیا اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی اس میں بھی سوائے سعد بن عبادہ کے کسی نے مخالفت نہ کی لیکن ان کی مخالفت نص کے خلاف تھی کیونکہ وہ اپنے لئے امارت کے خواہشمند تھے جیسا کہ آپ نے جان لیا۔(ت)

اب سب سے اخیر دور میں حضرت مولانا فضل ^عہ^ رسول صاحب مرحوم اپنی کتاب عقائد المعتقد المنتقد میں فرماتے ہیں:

یشترط نسب قریش خلافاً لکثیر من المعتزلۃ ولایشترط کونہ ہاشمیا خلافاللرافض[3]۔	خلیفہ کا قریشی النسب ہونا شرط ہے برخلاف بہت معتزلیوں کے، اور ہاشمی ہونا شرط نہیں برخلاف رافضیوں کے۔

عہ: بدایونی لیڈر عبدالماجد صاحب کے دادا کے دادا ۱۲ حشمت علی لکھنو عفی عنہ

---

[1] شرح الفقہ الاکبر لعبد العلی فرنگی محلّی

[2] شرح الفقہ الاکبر لعبد العلی فرنگی محلّی

[3] المعتقد المنتقد الباب الرابع فی الامامۃ مکتبہ حامدیہ لاہور ص ۱۹۷

حضرت مولٰنا عـــہ عبدالقادر صاحب بدایونی مرحوم اپنے رسالہ عقائد احسن الکلام میں فرماتے ہیں:

نعتقد انه یجب علی المسلمین نصب امام من قریش۔[1]	ہم پر اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ مسلمانوں پر قریشی خلیفہ قائم کرنا فرض ہے۔

نوع دگر از کتب عقائد

علامہ ۸۸ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں:

فان قیل فعلی ماذکر من ان مدۃ الخلافۃ ثلثون سنۃ یکون الزمان بعد الخلفاء الراشدین خالیا عن الامام فتعصی الامۃ کلھم، قلنا المراد بالخلافۃ الکاملۃ ولوسلم فلعل الخلافۃ تنقضی دون الامامۃ بناء علی ان الامامۃ اعم لکن ھذا الاصطلاح لم نجدہ من القوم واما بعد الخلفاء العباسیۃ فالامر مشکل (ملخصًا)[2]	یعنی اگر کہا جائے کہ جب خلافت حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد تیس ہی برس رہی تو خلفائے راشدین رضی اللہ تعالٰی عنہم کے بعد زمانہ امام سے خالی رہا اور معاذاللہ تمام امت گنہگار ٹھہری کہ نصب امام امت پر واجب تھا تو ہم جواب دیں گے کہ وہ جو تیس برس پر ختم ہوگئی خلافت راشدہ کاملہ تھی نہ کہ مطلق خلافت، اور اگر تسلیم بھی کرلیں تو شاید خلافت ختم ہوگئی امامت بعد کو رہی اور واجب نصب امام ہی تھا تو امت گنہگار نہ ہوئی یہ اس پر مبنی ہوگا کہ امامت خلافت سے عام ہے مگر ہم نے قوم سے یہ اصطلاح نہ پائی، بہرحال جب سے خلفائے عباسیہ نہ رہے امر مشکل ہے کہ اس وقت سے نہ کوئی امام ہے نہ کوئی خلیفہ، تو اعتراض نہ اٹھا انتہی (ملخصًا)۔

اقول اولًا: صحیح جواب اول ہے اور اشکال کا جواب خود علامہ کے کلام سے آتا ہے اس وقت نظر اس پر نہ کہی تھی۔

ثانیًا امامت بیشک عام ہے جس کا بیان ہم کرینگے ان شاء اللہ۔ نیز ۸۹ علامہ موصوف شرح مقاصد میں اسی اعتراض کو ذکر کرکے بہت صحیح وواضح جواب سے دفع فرماتے ہیں:

فان قیل لو وجب نصب الامام لزم	اگر کہا جائے کہ نصب امام واجب ہوتا تو اکثر

عـــہ: مذکور متلذر بدایونی (ہداہ اللہ تعالٰی) کے پرداد ا۱۲ حشمت علی قادر رضوی لکھنوی غفرلہ

[1] احسن الکلام

[2] شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعۃ قندھار، افغانستان ص ۱۱۰ و ۱۱۱

اطباق الامۃ فی اکثر الاعصار علی ترك الواجب لانتفاء الامام المتصف بمایجب من الصفات سیما بعد انقضاء الدولۃ العباسیۃ قلنا انما یلزم الضلالۃ لوترکوہ عن قدرۃ واختیار لاعجز واضطرار[1]۔	زمانوں میں ترک واجب پر امت کا اتفاق لازم آتا ہے کہ امام کے لئے جو صفات لازم ہیں ایسا مدت سے نہیں خصوصًا جب سے دولتِ عباسیہ نہ رہی خلافت کا نام نشان تک نہ رہا اور ایسا ترک واجب گمراہی ہے اور گمراہی پر امت کا اتفاق محال، تو ہم جواب دیں گے کہ گمراہی توجب ہوتی کہ ان کے بعد امت نصب امام پر قادر ہوتی اور قصدًا ترک کرتی، عجز و مجبوری کی حالت میں کیاالزام ہو۔

یہی مضمون مولوی ۹۰علی الخیالی میں ہے حدیث عجز واضطرار بیان کرکے کہا:

وبھذا الحدیث یندفع الاشکال بعد الخلفاء الراشدین والعباسیۃ ایضًا[2]۔	یعنی خلفائے عباسیہ کے بعد تمام عالم سے خلافت ضرور مفقود ہے مگر امت پر الزام نہیں آتا کہ عذر مجبوری موجود ہے۔

۹۱شرح عقائد امام نسفی پھر ۹۲تعلیقات المسایرۃ للعلامۃ قاسم الحنفی تلمیذ الامام ابن الھمام رحمہم اللہ تعالٰی میں ضرورت خلیفہ بتائی کہ دین ودنیاکے اِن ان کاموں کے انتظام کو اس کا ہونا ضرور ہے پھر فرمایا:

فان قیل فلیکتف بذی شوکۃ لہ الریاسۃ العامۃ اماما کان او غیر امام فان انتظام الامر یحصل بذٰلك کما فی عھد الاتراك قلنا نعم یحصل بعض النظام فی امرالدنیا ولکن یختل امرالدین وھو المقصود الاھم[3]۔	یعنی اگر کوئی کہے کہ انتظام ہی کی ضرورت ہے تو ایک عام ریاست والے پر کیوں نہ قناعت ہو جائے وہ خلیفہ ہو یانہ ہو کہ انتظام اس سے بھی حاصل ہو جائیگا جیسے سلطنت ترکی سے کہ خلافت نہیں اور انتظام کر رہی ہے پھر خلیفہ کی کیا ضرورت، تو ہم جواب دینگے ہاں ایسی سلطنتوں سے دنیاوی کاموں کا کچھ انتظام چل جائے گا مگر دینی کاموں میں خلل آئے گا وہ بے خلیفہ نہ بنیں گے اور دین ہی مقصود اعظم ہے۔

لہٰذا ترکی سلطنت یااور بادشاہیاں کافی نہیں خلیفہ کی ضرورت ہے، کیاان سے بھی صاف نص کی

---

[1] شرح المقاصد الفصل الرابع فی الامامۃ المبحث الاول فی نصب الامام دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۷۵

[2] مولوی علی الخیالی مطبع ہندو پریس دہلی ص ۲۵۷

[3] شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعت قندھار افغانستان ص ۱۱۰

حاجت ہے وللّٰہ الحجۃ البالغۃ۔

تنبیہ: اسی نوع سے ہے وہ حدیث کہ صدر کلام میں امام خاتم الحفّاظ سے گزری کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت جب بنی عباس کو پہنچے گی ظہور مہدی تک اور کو نہ ملے گی۔ ظاہر ہوا کہ ۱۳۳۱ھ سے آج تک اور آج سے ظہور حضرت امام مہدی تک کوئی غیر عباسی خلیفہ نہ ہوا ہے نہ ہوگا جو دوسرے کو خلیفہ مانے حدیث کی تکذیب کرتا ہے یہ حدیث اپنے طرق عدیدہ سے حسن ہے اسے طبرانی نے معجم کبیر میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا، اور دیلمی نے مسند الفردوس میں انہیں سے بسندِ دیگر اور دارقطنی نے افراد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مرفوعًا اور خطیب نے بسندِ خلفاء حضرت حبرالامۃ سے موقوفاً اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، حدیث طبرانی کے لفظ یہ ہیں:

لکنہا فی ولد عمی صنو ابی حتی یسلموھا الی الدجال۔[1]	ہاں خلافت میرے چچا میرے باپ کی جگہ عباس کی اولاد میں ہے یہاں تک کہ اسے سپرد دجال کرینگے۔

اور حدیث ابن مسعود میں ہے:

لاتذھب الایام واللیالی حتی یملك رجل من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی فیملؤھا قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما[2]۔	شب و روز گزرنے کے بعد وہ خلافت کو میرے اہلبیت سے ایک مرد کے سپرد کریں گے جس کا نام میرا نام ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام، وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح ظلم و ستم سے بھر گئی تھی یعنی حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

امام خاتم الحفاظ نے اس حدیث سے استناد اور اس پر اعتماد کیا کما تقدم (جیسا کہ پیچھے گزرا۔ت) یہ ہیں تقریبًا پچاس حدیثیں اور کتب عقائد و تفسیر و حدیث و فقہ کی بانوے عبارتیں۔ سنی بانصاف کو اسی قدر کافی ووافی ہیں۔

وللّٰہ الحمد والحمد للّٰہ رب العٰلمین وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰنا محمد واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین۔

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۱۰۱۶ مروی از ام سلمہ رضی اللہ عنہا مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۳/ ۴۲۰

[2] المستدرك للحاکم کتاب الفتن والملاحم دار الفکر بیروت ۴/ ۴۴۲

فصل دوم

خطبہ صدارت مولوی فرنگی محلّی میں ۱۵ سطری کار گزاری کی نازبرداری

(۱) مسلمانو! تم نے دیکھا خلافت کے لئے شرط قرشیت پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی متواتر حدیثیں، صحابہ کا اجماع، تابعین کا اجماع، امت کا اجماع، جملہ اہلسنت کا عقیدہ، ائمہ واکابر حنفیّہ کی کتب عقائد میں تصریحیں، کتب حدیث میں تصریحیں، کتب فقہ میں تصریحیں ایسے عظیم الشان جلیل البرہان اجماعی قطعی یقینی مسئلے کو فرنگی محلّی کا خطبہ صدارت میں صرف شافعیہ کی طرف نسبت کرنا اور حنفیّہ میں فقط بعض کے کلام سے وہ بھی تصریح نہیں، فحوٰی سے سمجھے جانے کا ادعا کرنا کس درجہ خلاف دیانت واغوائے عوام ہے۔

(۲) تمہید میں تو اس پر خود حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نص صریح مذکور، شاید امام اعظم کا نص بھی کسی مقلد حنفی کا فحوائے کلام ہوگا۔

(۳) اس پر نقول قاہرہ اجماع کو یوں گرانا کہ بعض بے اجماع نقل کیا، کیسی تلبیس ہے۔

(۴) یہ کہنا کہ ابتدا اس کی قاضی عیاض سے معلوم ہوتی ہے مگر ثبوت اجماع مشکل ہے۔ ثقات ائمہ کی تکذیب کا اشعار ہے، امام اجل ثقہ عدل قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی سے پہلے ائمہ نے اس پر اجماع نقل کیا، بعد کے علماء نے نقل کیا سب نے مقبول ومقرر رکھا کسی نے اس میں خلاف اہلسنت کا پتانہ دیا، معاذاللہ یہ سب جھوٹے ہیں اور فرنگی محلّی سچے۔

(۵) جب نقول ائمہ مردود ونامعتبر ٹھہریں تو آپ ہی ہزاروں اجماعوں کا ثبوت مشکل بلکہ ناممکن ہوجائیگا کہ آخر قرآن وحدیث نے فرمایا نہیں کہ بعد عصر نبوت فلاں فلاں مسئلہ پر اجماع ہوگا ہم نے اہل اجماع کو دیکھا تک نہیں، نہ وہ سب مل کر اپنے اجماع کی دستاویزیں رجسٹری کراگئے اب نہ رہیں مگر نقولِ ائمہ وہ ان تازہ لیڈروں کو مقبول نہیں، پھر ثبوتِ اجماع کی صورت ہی کیا رہی۔

(۶) جب وہ نقلِ اجماع میں متہم تو نقل اقوال خاصہ میں کیوں معتمد ہوں گے، فقہ بھی گئی، یہ وہابیہ وغیر مقلدین کی تعظیم وتکریم وجلسوں میں ان کی صدارت وتقدیم کی شامت ہے کہ وہی غیر مقلد کا مسئلہ آگیا ع

قیاس فاسد واجماع بے اثر آمد

(قیاس فاسد ہے اور اجماع بے اثر ہے۔ ت)

(۷) امام اجل قاضی عیاض نے ابتداءً دعوی اجماع نہ کیا بلکہ یہ فرمایا کہ علمائے کرام نے اسے مسائلِ اجماع میں گنا تو ان سے ابتداءً بتانا تکذیب وگستاخی کی انتہا دکھانا ہے۔

(۸) صدر اسلام میں ڈیڑھ سو برس تک تصانیف نہ ہوئیں، پھر اگلی صدیوں کی ہزاروں کتابیں مفقود ہوگئیں، اب صدہا مسائلِ اجماعیہ میں سب سے پہلے جس امام کے کلام میں نقل اجماع نظر آئے اسی کے سر رکھ دیا جائے کہ ابتداء ان سے معلوم ہوتی ہے کتنا آسان طریقہ رد اجماع کا ہے۔

(۹) ائمہ کرام اس پر صحابہ وتابعین وسلف صالحین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے اب تک تمام اہلسنت کا اجماع بتاتے، اور اسی پر کتب عقائد میں اسے قطعیہ یقینیہ فرماتے ہیں اس کے مقابل اگر کسی صحابی سے کوئی اثر ملے تو اگر وہ انعقاد اجماع سے پہلے کی گفتگو ہے اس سے نقض اجماع جنون خالص ہے یوں ہی اگر تاریخ معلوم نہ ہو، اور اگر بعد کی ہے اور سند صحیح نہیں تو آپ ہی مردود اور صحیح وقابلِ تاویل ہے تو واجب التاویل ورنہ شاذ روایت اجماع کے مقابل قطعًا مضمحل نہ کہ الٹا اس سے اجماع باطل۔

(۱۰) قریش میں حصر خلافت کی احادیث بیشک متواتر ہیں بہت متکلمین کی نظر احادیث پر زیادہ وسیع نہ تھی کہ فن دوسرا ہے انہوں نے خبر آحاد سمجھا تو ساتھ ہی قبول صحابہ سے قطعی یقینی بتادیا مگر مسامرہ سے گزرا کہ حافظ الحدیث امام عسقلانی نے ایک حدیث "الائمة من قریش" کو چالیس کے قریب صحابہ کرام سے مروی دکھایا اور اس میں مستقل رسالہ تصنیف فرمایا جس کا نام امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں [1] "لذة العیش فی طرق حدیث الائمة من قریش" بتایا یہ عدد صحابہ کرام میں یقینا تواتر کا ہے یہ ایک حدیث کا حال تھا اسی مدعا پر اور احادیث علاوہ۔

(۱۱) اس سے قطع نظر کیجئے تو اس قدر تو آج کل کی قاصر نگاہوں سے بھی نظر آرہا ہے کہ وہ بلاشبہہ مشہور اور بالفاظ عدیدہ وطرق کثیرہ بہت صحابہ کرام سے ماثور، اور برابر صدر اول سے امت مرحومہ میں احتجاج وعمل کیلئے مقبول ومنظور، پھر اس کے خاص الفاظ کے احاد سے ہونے کا ذکر جس کا جواب علمائے عقائد مواقف وشرح مقاصد وشرح مواقف وغیرہا میں دے چکے کیا انصاف ہے۔

(۱۲) ائمہ نے "الائمة من قریش" سے استدلال فرمایا اور جمع محلّی باللام کے افادہ استغراق سے اتمام تقریب فرمادیا اسے "الخلافة فی قریش" سے بدلنا اور "القضاء فی الانصار" سے نقض کرنا کیا مقتضائے دیانت ہے۔

(۱۳) حدیث صحیح "لایزال ھذا الامر فی قریش ما بقی من الناس

---

[1] مقاصد الحسنہ تحت حدیث عالم قریش الخ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۲۸۲

اثنان[1] (خلافت قریش کے لئے جب تک دنیا میں دو آدمی بھی ہیں۔ت) سے استدلال ائمہ کا کیا رد ہوا، کیا کسی حدیث میں یہ بھی آیا کہ:

لایزال القضاء فی الانصار وھذا الاذان فی الحبشة مابقی من الناس اثنان۔	ہمیشہ عہدہ قضا انصار میں اور عہدہ اذان حبشیوں میں رہے جب تک دنیا میں دو آدمی بھی رہیں۔

جب ائمہ فرماچکے کہ صحابہ کرام نے حدیث سے حصر سمجھا اور اسی پر عمل فرمایا تو صحابہ کے مقابل اپنی چہ میگوئیاں نکالنا کیا شان دین ہے۔

(۱۵و۱۶) محققین اہلسنت عموماً اور امام ابوبکر باقلانی کی طرف خصوصاً اس نسبت کی جرأت کہ قرشیت کی شرط سے بالکل عدول کرتے ہیں کس قدر دروغ بیمزہ ہے اکابر ائمہ اعاظم علماء اجماع صحابہ اجماع تابعین اجماع امت نقل فرمارہے ہیں ناقلان خلاف، صرف خارجیوں معتزلیوں کا خلاف بتاتے ہیں، مخالفت میں ضرار و کعبی دو گمراہوں کے قول نقل کرتے ہیں معاذ اللہ اگر تمام محققینِ اہل سنت در کنار صرف امام سنت باقلانی کا خلاف ہوتا تو خارجیوں معتزلیوں کو مخالف بتایا جاتا، دو گمراہوں کا نام ان کے نام نامی سے زیادہ پیارا اور قابلِ ذکر عظمت والا تھا کہ انہیں چھوڑ کر ان دو کا نام گنایا جاتا۔ شرح عقائد نسفی کے الفاظ تو آبِ زر سے لکھنے کے ہیں کہ "**لم یخالف الاالخوارج وبعض المعزلة**"[2] اس میں کسی نے خلاف نہ کیا سوا خارجیوں اور بعض معتزلیوں کے تمام نقول اجماع کا یہی مطلب ہے مگر اس میں محققین اہلسنت وامام باقلانی کی طرف اس نسبت باطلہ کی روشن تر تفضیح ہے **وللہ الحمد** اجلہ اکابر ائمہ اہلسنت ائمہ کلام واکابر حدیث واعاظم فقہ سب کے ارشادات پس پشت ڈالنا اور ایک متاخر مورخ ابن خلدون کے قول بے سند پر (جس کے مذہب کی بھی کوئی ٹھیک نہیں نہ تاریخ نویسی کے سوا کسی علم دینی میں اس کا نام زبانوں پر آتا ہے) سر منڈا بیٹھنا کیا شرط دین پرستی ہے اجلہ ائمہ جہابذہ ناقدین کو نہ معلوم ہوا کہ خود امام سنت باقلانی و محققین اہلسنت اس مسئلہ میں مخالف ہیں، برابر اجماع نقل فرماتے رہے مسئلہ پر جزم ویقین فرمایا کئے اہل خلاف کو خارجی معتزلی بدعتی کہتے رہے، مگر آٹھویں صدی کے اخیر میں اس مورخ کو حقیقت حال معلوم ہوئی کہ اس میں تو محققین اہلسنت و امام سنت مخالف ہیں۔

(۱۷) طرفہ یہ کہ ابن خلدون نے اتنا کہا تھا:

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاحکام قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۰۵۷، صحیح مسلم کتاب الامارۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۹

[2] شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعت العربیہ قندھار افغانستان ص ۱۱۲

اشتبہ ذٰلك علی کثیر من المحققین[1]۔	بہت سے محققوں کو اس میں شبہہ لگا۔

فرنگی محلّی تحریر "شبہہ لگنا اڑادیا" اور "کثیر" کا لفظ گھٹادیا، اسے یوں بنایا کہ محققین عدول کرتے ہیں یعنی ان کا عدول ازراہِ اشتباہ نہیں بلکہ ازراہ تحقیق ہے اور وہ جو اس شرط پر قائم رہے یعنی تمام اہلسنت وہ تحقیق سے عاری ہیں۔

(۱۸) ان دونوں سے بڑھ کر چالاکی یہ کہ فرنگی محلّی تحریر نے محققین کے ساتھ لفظ "اہلسنت" بڑھالیا یہ لفظ ابن خلدون کی عبارت میں نہیں، وہ خدا جانے کن کو محققین کہہ رہا ہے، ائمہ فرماچکے کہ اس میں مخالف خارجی ہیں یا معتزلی، تو انہیں میں سے کسی فریق کو محققین کہا اور ظاہرًا معتزلہ کو کہا کہ در بارہ خلافت جو مضمون اس نے نقل کیا وہ ضرار بن عمرو معتزلی ہی کی مخالفت کا مؤید، نہیں نہیں بلکہ اس سے بھی کہیں زائد ہے **فاشتکی الی اللہ تعالٰی**۔

(۱۹) ابن خلدون کی حالت عجیب ہے ۱اس کے کلام سے کہیں اعتزال عـــہ کی بو آتی ہے، ۲کہیں نیچریانہ اسباب پرستی کی جھلک پائی جاتی ہے، ۳اولیائے کرام کا صاف دشمن ہے، ۴ان کو رافضیوں کا مقلد بتاتا ہے، ۵کہتا ہے ان کے دلوں میں رافضیوں کے اقوال رچ گئے اور ان کے مذاہب کو اپنا دین بنانے میں توغل کیا ۶یہاں تک کہ طریقت کا سلسلہ علی تک پہنچایا اور کہا انہوں نے حسن بصری کو خرقہ پہنایا اور ان سے ان کے پیر جنید تک پہنچا اس تخصیص علی اور ان کی اور باتوں سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ رافضیوں میں داخل ہیں، و۷لہٰذا رافضیوں کی طرح ایک امام مہدی کے انتظار میں ہیں جن کے آنے کی کچھ صحت نہیں، ۸اسی طرح اقطاب و ابدال کا ایک لخت منکر ہے ۹اس میں بھی اولیاء کے مقلد روافض ہونے کا مشعر ہے کہ جس طرح رافضیوں نے ہر زمانے میں ایک امام باطن اور اس کے نیچے نقبا مانے ہیں، یونہی ان سے سیکھ کر صوفیہ نے ہر دور میں ایک قطب اور اس کے ماتحت ابدال گھڑے ہیں، حلانکہ احادیث مرفوعہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علاوہ جن کے بیان میں امام جلال الدین سیوطی کا ایک رسالہ ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ و دیگر اجلہ اقطاب کرام

عـــہ: دور کیوں جایئے اپنے اخ معظم مولوی عبدالحٰہ صاحب کا فتاوٰی جلد اول طبع اول ص ۲۷ اور خود اپنا جمع کردہ فتاوٰی قیام ص ۳۰۶ ملاحظہ کیجئے۔ علامہ عبدالرحمان حضرمی معتزلی معروف بہ ابن خلدون ۱۲ عبید الرضا حشمت علی رضوی غفرلہ۔

---

[1] تاریخ ابن خلدون فصل فی اختلاف الامۃ فی حکم ہذا المنصب وشروط۔ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱/ ۱۹۴

قدست اسرارہم سب سے اقطاب وابدال کی حقیقت متواتر ہے یونہی کون ساصاحب سلسلہ ہے جس کا سلسلہ امیر المومنین علی تک نہیں پہنچتا تو وہ ان تمام حضرات اکابر کرام کو معاذاللہ دین میں مخترع اور رافضیوں کا متبع بلکہ سلک روافض میں منسلک ٹھہراتا ہے، "فتوحات اسلام کا راز، عربی صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا وحشی ہونا بتایا ہے، اور" یہ کہ امیر المومنین فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جہاد پر بھیجتے وقت انہیں وحشیت پر اور ابھار دیا کیونکہ وحشی ہی قوم کا ملک وسیع ہوتا ہے، "نیز کہتا ہے صحابہ وحشی ہونے کے سبب لکھنا ٹھیک نہ جانتے تھے، "اس لئے قرآن عظیم جابجا غلط لکھا ہے، اور "اولیاء کو جادوگروں کے حکم میں رکھنے کے لئے کہا جو کسی کو اپنی کرامت سے قتل کردے وہ صاحب کرامت قتل کیا جائے گا جیسے ساحر کو اپنے سحر سے قتل کرے۔ اجلہ اکابر محبوبان خدا کو نام بنام حتی کہ شیخ الاسلام ہروی کو لکھتا ہے کہ یہ حلولی تھے اور یہ کفر انہوں نے روافض اسمعیلیہ سے سیکھا **الٰی غیر ذٰلك من هفواته الشنیعة** (اس کے علاوہ اس کے بہت سے برے ہفوات ہیں۔ت) اور پھر تستّر کے لئے یا خود اپنے حال سے ناواقفی کے باعث جابجا سنیت واعتقاد اولیاء کا اظہار بھی کرتا ہے جس نے محققین یا شیخ الاسلام امام ہروی کی طرف کفر میں تقلید روافض نسبت کردی وہ اگر محققین وامام باقلانی کی طرف بدعت میں تقلید خوارج نسبت کردے کیا بعید ہے، ہاں عجب ان مدعیان سنت سے کہ تمام اکابر ائمہ وعلمائے اہلسنت کے ارشادات عالیہ پر پانی پھیرنے کے لئے ایک ایسے مورخ کا دامن تھامیں، کیا آیہ کریمہ "بِئۡسَ لِلظّٰلِمِیۡنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ "[1] (ظالموں کو کیا ہی برا بدلہ ملا۔ت) یہاں وارد نہ ہوگی **ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔

غالبًا اس نسبت مخترعہ سے بھی اسے صوفیہ کرام پر چوٹ کرنی منظور ہے وہ بھی شرط قرشیت کو اجماعی مانتے ہیں خود اسی شخص نے اسی مقدمہ تاریخ فصل فاطمی میں ان اکابر کرام سے نقل کیا:

قالوا لما کان امر الخلافة لقریش حکما شرعیا بالاجماع الذی لایوھنه انکار من لم یزاول علمه[2] **الخ**۔	یعنی صوفیہ کرام نے فرمایا خلافت خاص قریش کیلئے ہونا حکم شرعی ہے ایسے اجماع سے ثابت جو ناواقف ناشناس کے انکار سے سست نہیں ہوسکتا الخ

لہٰذا محققین وامام سنت کا خلاف بتایا کہ ان کی تکذیب ہو۔

(۲۰) نہیں نہیں بلکہ اس کا راز اور ہے خود اسی مبحث سے روشن کہ وہ آپ مبتدع اور خوارج کا

---

[1] القرآن الکریم ۱۸/۵۰

[2] مقدمہ ابن خلدون فصل فی امر الفاطمی موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱/۳۲۴

تبع اور اجماعِ صحابہ کرام کا خارق، اور ضراریہ ومعتزلہ کا موافق ہے اس نے اولاً شرائط خلافت میں کہا:

اما النسب القرشی فلاجماع الصحابة علی ذٰلک[1]۔	قرشیت کی شرط اس لئے ہے کہ صحابہ کرام نے اس پر اجماع فرمایا۔

پھر اس اجماع کی منشا ومستند حدیثیں ذکر کیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: الائمة من قریش[2] خلفاء قریشی ہوں۔ اور فرمایا:

لایزال ھذا الامر فی ھذا الحی من قریش[3]۔	خلافت ہمیشہ قریش میں رہے گی۔

اور کہا اس پر دلائل بکثرت ہیں پھر آہستہ آہستہ رد احادیث واجماع کی طرف سرکا کہ:

لما ضعف امر قریش وتلاشت عصبیتھم فاشتبہ ذلك علی کثیر من المحققین حتی ذھبوا الی نفی اشتراط القرشیة[4]۔	جب قریش میں ضعف آیا اور ان کی حمیت جاتی رہی تو بہت محققوں کو یہاں شبہہ لگا یہاں تک کہ نفی شرط قرشیت کی طرف گئے۔

یہاں دونوں پہلو دیکھئے، اشتباہ کہا جس سے مفہوم ہو کہ ان کو غلطی پر جانتا ہے اور انہیں محققین کہا جس سے مترشح ہو کہ ان کے زعم کو تحقیق مانتا ہے پھر ان کے دو شبہے ذکر کئے ایک اسی حدیث در بارہ غلام حبشی سے جس کے جواب کلام ائمہ سے گزرے اور اس پر زیادہ کلام ان شاء اللہ تعالٰی آگے آتا ہے اس نے جواب خطائی اختیار کیا کہ یہ مبالغۃً بطور فرض ہے، دوسرا شبہہ اس روایت سے کہ امیر المومنین فاروق سے مروی ہوا:

لوکان سالم مولی ابی حذیفة حیا لولیته[5]۔	اگر ابوحذیفہ کے غلام آزاد شدہ سالم زندہ ہوتے تو میں ضرور ان کو والی بناتا۔

یا فرمایا: لما دخلتنی فیه الظنة[6] ان پر مجھے کوئی بدگمانی نہ ہوتی۔ اس کا کھلا ہوا روشن جواب تھا کہ امیر المومنین نے فرمایا ہے "لولیته" میں انہیں والی کرتا، نہ کہ "استخلفته" میں انہیں خلیفہ کرتا، والی ایک صوبہ کا بھی ہوتا ہے ایک شہر کا بھی ہوتا ہے، جسے خلیفہ مقرر فرمائے تو اسے یہاں سے کیا علاقہ، اس روشن جواب کو چھوڑ کر اول تو یہ جواب دیا کہ مذھب الصحابی لیس بحجة[7] یعنی یہ اگر ہے تو عمر کا قول ہے اور عمر کا قول کچھ حجت نہیں۔ شان فاروقی میں یہ کلمہ جیسا ہے اہل ادب پر ظاہر ہے جن کی نسبت خاص حکم احکم حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے:

---

[1] مقدمہ ابن خلدون فصل فی اختلاف الامة فی حکم ھذا المنصب وشروط موسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱/۱۹۴

[2] مقدمہ ابن خلدون فصل فی اختلاف الامة فی حکم ھذا المنصب وشروط موسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱/۱۹۴

[3] مقدمہ ابن خلدون فصل فی اختلاف الامة فی حکم ھذا المنصب وشروط موسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱/۱۹۴

[4] مقدمہ ابن خلدون فصل فی اختلاف الامة فی حکم ھذا المنصب وشروط موسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱/۱۹۴

[5] مقدمہ ابن خلدون فصل فی اختلاف الامة فی حکم ھذا المنصب وشروط موسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱/۱۹۴

[6] مقدمہ ابن خلدون فصل فی اختلاف الامة فی حکم ھذا المنصب وشروط موسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱/۱۹۴

[7] مقدمہ ابن خلدون فصل فی اختلاف الامة فی حکم ھذا المنصب وشروط موسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱/۱۹۴

اِقْتَدَوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ ابی بکر وعمر[1]۔	ان دو کی پیروی کرو جو میرے بعد ہوں گے ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

یہاں تک تو یہی تھا آگے دوسرے جواب کے تیور دیکھئے، کہتا ہے:

وایضاً مولی القوم منھم وعصبیة الولاء حاصلة لسالم فی قریش وھی الفائدة فی اشتراط النسب و صراحة النسب غیر محتاج الیه اذ الفائدة فی النسب انما ھی العصبیة وھی حاصلة من الولاء[2]۔	یعنی دوسرا جواب یہ کہ کسی قوم کا آزاد شدہ غلام انہیں میں سے ہے اور اس رشتہ ولاء کے باعث قریش سالم کی حمیت کرتے اور یہی قومی حمیت شرط نسب کا فائدہ ہے صاف نسب کی حاجت نہیں کہ وہ تو اسی حمیت کی غرض سے ہے اور حمیت اپنے آزاد کئے ہوئے غلام کی بھی کرتے ہیں۔

للہ انصاف! دکھانا تو یہ ہے کہ شرط قرشیت نہیں مانتے ان کے شبہہ کا جواب دے رہا ہے اور جواب وہ دیا جس نے شرطِ قرشیت کو اکھاڑ پھینکا نسب کی کوئی حاجت نہیں قومی حمیت سے کام ہے جس طرح بھی ہو پھر بھی قرشیت کا کچھ ڈورا لگا رکھا کہ قریشی نہ ہو تو اس کا آزاد کردہ غلام تو ہو اگرچہ اس میں بھی کلام ہے سالم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ابوحذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آزاد نہ فرمایا نہ وہ ان کے غلام تھے بلکہ ان کی بی بی شیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے غلام تھے انہیں آزاد کیا اور وہ انصار یہ ہیں نہ کہ قریشیہ۔ ہاں براہ موالات و دوستی مولٰی ابی حذیفہ کہلاتے ہیں، ابوحذیفہ نے ان کو متبنی کیا تھا اور اپنی بھتیجی فاطمہ سے ان کی شادی کردی رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ فتح الباری میں ہے:

کان مولی لامرأة من الانصار فتبناه ابوحذیفة لما تزوجھا فنسب الیه[3]۔	یعنی سالم ایک انصار یہ بی بی کے غلام آزاد شدہ تھے جب ابوحذیفہ نے اس بی بی سے نکاح کیا ان کو متبنی بنایا، جب سے ابوحذیفہ کی طرف منسوب ہونے لگے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین

لہذا ارشاد الساری میں مولٰی ابی حذیفہ کی یوں شرح کی: (مولی) **امرأة ابی حذیفة**[4] (ابوحذیفہ کے مولٰی یعنی ان کی زوجہ کے مولٰی۔

[1] جامع ترمذی ابواب المناقب امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۲۰۷

[2] مقدمہ ابن خلدون فصل فی اختلاف فی حکم ہذا المنصب و شروط موسسة الاعلی للمطبوعات بیروت ۱/ ۱۹۴

[3] فتح الباری شرح البخاری مناقب سالم مصطفی البابی مصر ۸/ ۱۰۲ و ۱۰۳

[4] ارشاد الساری شرح البخاری مناقب سالم مولی ابی حذیفہ دار الکتاب العربی بیروت ۶/ ۱۳۸

غرض یہاں تک بھی دونوں پلے بچائے مگر نفی کا پلہ غالب کر دیا کہ یہ حقیقت ہے اور یہاں قرشیت کا لگاؤ رہنا مجاز، اب اندیشہ کیا کہ لوگ خارجی معتزلی سمجھیں گے کہ صحابہ کا اجماع چھوڑ کر ان گمراہوں کی تقلید کی، اس کے علاج کو یہ مخالفت امام سنت کے سر رکھ دی اور کہا:

ومن القائلین بنفی اشتراط القرشیۃ القاضی ابو بکر الباقلانی لما ادرك عصبیۃ قریش من التلاشی فاسقط شرط القرشیۃ وان کان موافقا لرأی الخوارج وبقی الجمھور علی القول باشتراطھا ولو کان عاجزا عن القیام بامور المسلمین ورد علیھم سقوط شرط الکفایۃ لانہ اذاذھبت الشوکۃ بذھاب العصبیۃ فقد ذھبت الکفایۃ واذا وقع الاخلال بشرط الکفایۃ واذاوقع الاخلال بشرط الکفایۃ تطرق ذٰلك ایضا الی العلم و الدین وسقط اعتبار شروط ھذاالمنصب وھو خلاف الاجماع[1] (ملخصًا)	یعنی امام قاضی ابوبکر باقلانی نے قرشیت شرط نہ مانی کہ قریش کی حمیت فنا ہو گئی ولہٰذا اس کی شرط انہوں نے ساقط کر دی اگرچہ یہ خارجیوں کے مذہب کے موافق ہے اور جمہور اب بھی شرطِ قرشیت مانتے رہے اگرچہ خلیفہ مسلمانوں کا کام بنانے سے عاجز ہو اور ان پر یہ اعتراض ہے کہ لیاقت کار کی شرط جاتی رہی کہ جب حمیت جانے سے شوکت گئی کام کیا بنا سکے گا اور جب شرط کفایت چھوٹی یہی راہ شرط علم و شرط دین کی طرف چلے گی اور خلافت کی شرطیں ساقط الاعتبار ہو جائیں گی اور یہ خلافِ اجماع ہے (ملخصًا)

اس کلام کے پیچ دیکھئے کیا کیا کروٹیں بدلی ہیں، اول امام سنت پر وہ تہمت رکھی کہ قریش کی بے حمیتی دیکھ کر شرطِ قرشیت ساقط کر بیٹھے، یہ اپنا بچاؤ اور جانب نفی کی تائید تھی کہ ایک مجھی کو شرطِ قرشیت میں کلام نہیں، اہلسنت کے اتنے بڑے امام اسے استعفا دے چکے ہیں، پھر ساتھ ہی کہہ دیا کہ اس میں وہ خارجیوں کے مذہب پر چلے، یہ جانب اثبات کی رعایت سے کہی، پھر اسی پہلو کا لحاظ بڑھایا کہ جمہور اسی پر رہے، پھر پہلوئے نفی کو کروٹ لی کہ ان پر بے اعتباری شرائط کا الزام قائم ہوتا ہے، یہ جھوٹا الزام صراحۃً خود اس پر حق تھا کہ قرشیت شرط تھی اور اس نے ساقط کی تو یوں ہی علم و دین و کفایت بھی ساقط ہو سکیں گی اور راہ ہر شرط کی طرف چلے گی اور جاہل بے دین عاجز چمار کو خلیفہ کر دینا جائز ہو جائے گا اور یہ خلافِ اجماع ہے، اس کی پیش بندی کی کہ جمہور اہلسنت کے سر پر افترا جڑ دیا کہ وہ صرف قرشیت چاہتے ہیں اگرچہ کام سے بالکل عاجز ہو حالانکہ کتبِ عقائد و فقہ و حدیث شاہد ہیں کہ قرشیت و قدرت دونوں شرط ہیں اور ان کے ساتھ اسلام و حریت و ذکورت و بلوغ بھی نہ یہ کہ صرف قریشی ہونا

[1] مقدمہ ابن خلدون فصل فی اختلاف فی حکم ہذاالمنصب و شروط موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱/ ۱۹۴ و ۱۹۵

بس ہے، یہ چھچلیاں کھیل کر اخیر میں دل کی صاف کھول دی:

اذا بحثنا عن حکمۃ اشتراط القرشی و مقصد الشارع منہ لم یقتصر علی التبرک بوصلۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما ھو مشھور والمصلحۃ لم نجدھا الا اعتبار العصبیۃ و ذٰلک ان قریشا کان لھم العزۃ بالکثرۃ والعصبیۃ والشرف فاشترط نسبھم لیکون ابلغ فی انتظام الملۃ کما وقع فی ایام الفتوحات واستمر بعدھا فی الدولتین الی ان تلاشت عصبیۃ العرب، فاذا ثبت ان اشتراط القرشیۃ انما ھو للعصبیۃ والغلب والشارع لایخص الاحکام بجیل فطردنا العلۃ وھی العصبیۃ فاشترطنا فی القائم بامور المسلمین ان یکون من قوم اولی عصبیۃ قویۃ غالبۃ، ثم ان الوجود شاھد بذلك فانہ لایقوم بامر امۃ او جیل الا من غلب علیھم وقل ان یکون الامر الشرعی مخالفا للامر الوجودی[1] (ملخصًا)	یعنی ہم جو نظر کریں کہ شرط قرشیت کی حکمت اور اس سے شارع کا مقصود کیا ہے تو وہ علاقہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تبرک پر موقوف نہیں جیسا کہ لوگوں میں مشہور ہو رہا ہے کہ قربِ نبوی کے سبب قریش کو یہ فضل ملا ہے اس میں آن اور قومی حمیت کے اعتبار کے سوا کوئی مصلحت نہیں، یہ اس لئے کہ قریش اپنی کثرت اور آن اور شرافت کے سبب غالب تھے لہٰذا ان کا نسب شرط کیا گیا کہ دین کا انتظام خوب ہو جیسا کہ زمانہ فتوحات میں ہوا اور اس کے بعد بنی امیہ و بنی عباس کی دولتوں میں رہا یہاں تک کہ عرب نرے بے حمیت ہوگئے اور جبکہ ثابت ہولیا کہ قرشیت کی شرط فقط ان کی حمیت و غلبہ کے سبب تھی اور شریعت احکام کو کسی قبیلہ کے ساتھ خاص نہیں کرتی تو ہم نے علت حمیت کو عام کر دیا کہ خلیفہ میں ضرور ہے کہ کسی قوی و غالب حمیت والی قوم میں کا ہو پھر واقعات بھی اسی پر گواہ ہیں کہ قبیلے یا گروہ کا سردار وہی ہوتا ہے جو ان پر غالب ہو اور کم ہوگا کہ شریعت نیچر کے خلاف حکم دے (ملخصًا)

ظاہر کر دیا کہ قرشیت شرط نہیں عصبیت شرط ہے قرشیت اس لئے شرط تھی کہ ان میں قومی حمیت جاہلیت تھی جب قریش بلکہ تمام اہل عرب بے حمیت ہوگئے تو اب ان کی خلافت کیسی بلکہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس، بالجملہ نہ فقط شرط قرشیت کی نفی کی بلکہ نفی قرشیت بلکہ نفی عربیت شرط کر دی کہ اصل شرط خلافت قومی حمیت ٹھہرائی اور صاف کہہ دیا کہ نہ صرف قریش بلکہ تمام عرب بے حمیت ہوگئے تو خلافت کے لئے شرط ہوا کہ خلیفہ نہ قریشی ہو نہ عربی بلکہ یہ شرط ہے کہ کسی خونخوار قوم کا ہو، تو یہ تو ضرار معتزلی سے بھی بہت اونچا اڑا اس نے تو یہی کہا تھا

---

[1] مقدمہ ابن خلدون فصل فی اختلاف فی حکم ہذا المنصب و شروط موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱/ ۱۹۵ و ۱۹۶

کہ غیر قریشی اولٰی ہے اس نے یہ جمائی کہ قرشی بلکہ کسی عربی کی خلافت جائز ہی نہیں اور خود کہہ چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا کہ ہمیشہ خلافت قریش ہی کے لئے ہوگی جب تک دنیا میں دو آدمی بھی رہیں یہ ہے اس کا حدیث پر ایمان، اور یہ ہے اس کا اجماع صحابہ کرام پر ایقان۔ اور سرے سے یہ اشد سا اشد ظلم قابل تماشا کہ وہ عصبیت جس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بشدت منع فرمایا جسے نہ قریش بلکہ تمام عرب کے دل سے دھویا اسی کو اصل مقصود شارح اور خاص شرطِ خلافت ٹھہراتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من قاتل تحت رأیۃ عمیّۃ یغضب لعصبۃ او یدعو الی عصبۃ او ینصر عصبیۃ فقتل فقتلۃ جاہلیۃ[1]۔ وفی اخری فلیس من امتی[2]۔ رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	جو کسی اندھے جھنڈے کے نیچے لڑے کہ عصبیت (یعنی قومی حمیت شیوہ جاہلیت) کے لئے غضب کرے یا عصبیت کی طرف بلائے یا عصبیت کی مدد کرے اور مارا جائے تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی جاہلیت وزمانہ کفر وغفلت میں قتل کیا جائے اور دوسری روایت میں ہے وہ میری امت سے نہیں (اسے مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

نیز فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لیس منا من دعا الی عصبیۃ ولیس منا من قاتل عصبیۃ ولیس منا من مات علی عصبیۃ[3]۔ رواہ ابو داؤد عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	ہمارے گروہ سے نہیں جو عصبیت (قومی حمیت) کی طرف بلائے، ہم میں سے نہیں جو عصبیت پر لڑے، ہم سے نہیں جو عصبیت پر مرے، (اسے ابوداؤد نے جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

تو شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مبغوض کو شارع کا مقصود بنانا کیسا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افترائے بیباک واجترائے ناپاک ہے والعیاذ باللہ تعالٰی عجب ایک مدعی سنیت ہے کہ صحابہ وائمہ وخود ارشاد حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سب کو پیٹھ کر ایک گمراہ مخالف حدیث وخارقِ اجماع ومحدث فی الدین کا دامن تھامے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۲۱) تحریر فرنگی محلّی نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ وہ صراحۃً اجماع صحابہ لکھ کر پھر امام باقلانی کو اس کا مخالف اور خارجی مذہب کا موافق لکھتا ہے اس نے کہا تو کہا، ایک مدعی سنیت کو تو امام سنت پر ایسے شنیع الزام رکھتے شرم چاہئے تھی۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب ملازمۃ المسلمین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۲۷

[2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب ملازمۃ المسلمین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۲۸

[3] سنن ابو داؤد کتاب الادب باب فی العصبیۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۴۲

(۲۲) عـــہ عبارت نمبر ۳۶ آپ نے سنی معلوم ہے یہ امام ابوبکر ابن الطیب کون ہیں وہی امام اجل امام سنت قاضی ابوابکر باقلانی ہیں، شرح الشفاء لعلی قاری میں ہے:

(وھو مذھب القاض ابی بکر) ای ابن الطیب الباقلانی[1]۔	اور یہی قاضی ابوبکر یعنی ابن الطیب الباقلانی کا مذہب ہے۔ (ت)

نسیم الریاض میں ہے:

(وھو مذھب القاضی ابی بکر) الباقلانی[2]۔	اور قاضی ابوبکر الباقلانی کا یہی مذہب ہے (ت)

وفیات الاعیان میں ہے:

(القاضی ابوبکر محمد بن الطیب المعروف بالباقلانی المتکلم المشھور توفی سنۃ ثلث واربعمائۃ ببغداد[3]۔	القاضی ابوبکر محمد بن الطیب المعروف بہ باقلانی متکلم مشہور ہیں ۴۰۳ھ میں بغداد میں فوت ہوئے (ت)

دیکھا کہ ان امام نے کیا ارشاد فرمایا: پھر سن لو، اور کان کھول کر سنو، امام ابن المنیر مالکی پھر فتح الباری میں امام ابن حجر عسقلانی شافعی کا یہی کلام علامہ سید مرتضٰی زبیدی حنفی نے اتحاف السادۃ جلد دوم ص ۲۳۲ میں یوں نقل فرمایا:

قال الحافظ ابن حجر فی فتح الباری قال ابن المنیر قال القاضی ابوبکر الباقلانی لم یعرج المسلمون علی ھذا القول بعد ثبوت الحدیث الائمۃ من قریش وعمل المسلمون بہ قرنا	یعنی امام ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں فرمایا کہ امام ابن المنیر نے فرمایا کہ امام قاضی ابوبکر باقلانی نے فرمایا کہ معتزلی کے اس قول کی طرف مسلمانوں نے التفات نہ کیا بعد اس کے کہ حدیث کا ارشاد ثابت ہولیا کہ خلفاء قریش ہی سے ہوں۔

عـــہ: یہاں تک کلام قاطع رگ اوہام تھا اب آگے وہ آتا ہے جسے دیکھ کر کذابوں مفتریوں کی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں ۱۲عبیدالرضا حشمت علی قادری غفرلہ۔

---

[1] شرح الشفاء لعلی لقاری علی ھامش نسیم الریاض فصل واما مایتعلق بالجوارح دار الفکر بیروت ۴/ ۱۳۷

[2] شرح الشفاء لعلی لقاری علی ھامش نسیم الریاض فصل واما مایتعلق بالجوارح دار الفکر بیروت ۴/ ۱۳۷

[3] وفیات الاعیان ترجمہ ۶۰۸ محمد بن الطیب الباقلانی دار الثقافت بیروت ۴/ ۲۶۹، ۲۷۰

بعد قرن وانعقد الاجماع علی اعتبار ذلك قبل ان یقع الاختلاف[1]۔	اور اسی پر مسلمانوں کا ہر طبقہ میں عمل رہا اور ان اختلاف کرنے والوں کے وجود سے پہلے اس پر اجماع ہولیا۔

الحمدللہ یہ ارشاد ہے امام ابوبکر باقلانی کا جس نے اس مورخ کا سفید جھوٹ اور سیاہ افتراء ثابت کیا اور صحابہ وائمہ اہلسنت کو چھوڑ کر اس کا دامن تھامنے والوں کا منہ کالا کیا، وللہ الحمد۔

(۲۳) الحمدللہ یہاں سے فرنگی محلّی تحریر کی امام قاضی عیاض پر وہ طعنہ زنی بھی باطل ہوگئی کہ ذکر اجماع کی ابتدا ان سے ہوئی امام قاضی عیاض چھٹی صدی میں تھے اور امام اہلسنت قاضی ابوبکر باقلانی چوتھی صدی میں، وہ اجماع نقل فرمارہے ہیں وللہ الحمد۔

(۲۴) اس کے بعد تحریر فرنگی محلّی میں ہے: حنفیّہ کی کتب میں ایسی فضول بات نہیں جیسی شافعیہ کی کتب میں ہے کہ الائمۃ سے ہر قسم کا امام مراد ہے کہ امام شافعی کے امام فی المذہب ہونے کی تاکید ہو کیونکہ وہ قریشی تھے یہ شافعیہ نے کہیں نہ کہا کہ ہر قسم کا امام مراد ہے، نہ کوئی ادنٰی طالب علم کہہ سکتا ہے کہ نماز کی امامت بھی قرشی سے خاص علماء سے دوسرا امام نہیں ہوسکتا وہ اس سے امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے ایک فضیلت ثابت کرتے ہیں کہ دوسرا عالم غیر قریشی جب دین وعلم میں امام شافعی کے برابر ہو تو اس پر بوجہ قرشیت ان کو ترجیح ہے دیکھو فتح الباری کہ:

الاستدلال علی تقدیم الشافعی علی من ساواہ فی العلم والدین من غیر قریش لان الشافعی قرشی[2]۔	امام شافعی کے برابر علم اور دین والے غیر قرشی پر امام شافعی کے مقدم ہونے پر یہ استدلال ہے کیونکہ امام شافعی قرشی تھے (ت)

(۲۵) بالفرض ایسا ہوتا تو اس فضول بات کا یہاں ذکر اس سے بدتر فضول، جس سے مطلب ہو تو صرف اتنا کہ جاہل عوام سمجھیں کہ اصل مسئلہ خلافتِ قریش ہی بعض شافعیہ کی فضول ہے کتبِ حنفیّہ اس سے پاک ہیں۔

(۲۶) پھر کہا پھر بھی محققین شافعیہ اس کو شرط اختیاری کہنے پر مجبور ہوئے، یہ پھر بھی اسی قصہ تلبیس کی تائید ہے کہ نفس خلافت قریش کو شافعیہ کی فضول کہا کہ اسی کو اختیاری کہا ہے پھر اس میں شافعیہ کی تخصیص ایک تلبیس اور ان میں بھی محققین کی قید دوسرا کید، اور لفظ اختیاری سے جہال کو دھوکا دینا کید عظیم ہے، اختیاری کے معنے سمجھے جائینگے

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین الاصل التاسع ان شرائط الامامۃ الخ دار الفکر بیروت ۲/۲۳۲

[2] فتح الباری باب الامراء من قریش مصطفی البابی مصر ۱۶/۲۳۷

کہ اپنی خوشی پر ہے چاہے خلیفہ میں قرشیت کا اعتبار کریں یا نہیں، یہ شافعیہ خواہ ان کے محققین جس پر کھو افترائے کاذب ہے اور خود عقل وفہم سے بیگانہ و مجانب، شرط وہ جس کے فوت سے مشروط فوت ہو اور اختیاری وہ جس پر کچھ توقف نہ ہو، اصل بات جس کی صورت بگاڑ کریوں دھوکا دینا چاہا یہ ہے کہ ملک پر تسلط دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ اہل حل وعقد کسی جامع شرائط کو امام پسند کرکے اس کے ہاتھ پر بیعت کریں جیسے صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ، تسلط بلامنازعت ہوجانا اس کی شرط نہیں، نہ منازع سے قتال وجدال اس کے منافی، جیسے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

دوم یہ کہ جس کی امامت اس طرح ہوچکی ہو وہ دوسرے کے لئے وصیت کرے جیسے فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے۔ خلافتِ شرعیہ انہیں دو وجہ پر ہوتی ہے اور ہر ایک پسند واختیار سے ہے پہلی میں اختیار وانتخاب اہل حل وعقد ہے اور دوسری میں اختیار وار تضائے خلیفہ سابق۔ ان دونوں میں قرشیت وغیرہا شرائط یقینا ہیں، نہ اہل حل وعقد کو جائز کہ کسی غیر قرشی کو خلیفہ کریں نہ خلیفہ کو حلال کہ غیر قرشی کو ولی عہد کرے، توخلافت شرعیہ اختیاری ہے کہ اختیار وپسند سے ناشئی ہوتی ہے اور اس میں قرشیت وغیرہا شرائط ضرور بہ لازم وضروری ہیں نہ کہ اختیاری اگر ترک کی جائیں گی خلافت شرعیہ نہ ہوگی بلکہ دوم تغلب کے حکم میں رہے گی، وہ تسلط کی دوسری صورت ہے کہ کوئی شخص اپنی شوکت وسطوت سے ملک دبا بیٹھے بادشاہ بن جائے اگرچہ لوگ اس کے قہر وغلبہ کے سبب اس کے ہاتھ پر بیعت بھی کریں، یہ صورت بے اختیاری ومجبوری ہے اس میں مسلمان شرائط کا لحاظ کیا کرسکتے ہیں کہ نہ ان کے اختیار سے ہے نہ اسے معزول کرنا ان کے قابو میں، یہاں اقامت جمعہ واعیاد وتزویج صغار وولایت مال وتولیت قضاء وغیر ذٰلک امور مفوضہ خلیفہ میں اس کے ہاتھ کے سب کام نافذ ہوں گے، امر جائز شرعی میں اس کی اطاعت کرنی ہوگی اگرچہ قرشی نہ ہو بلکہ آزاد بھی نہ ہو حبشی غلام ہو کہ اثارت فتنہ جائز نہیں، یہ نہ صرف شافعیہ بلکہ سب اہل مذاہب مانتے ہیں اور اسے انتفائے شرط قرشیت سے علاقہ نہیں، جبراً وجوب اطاعت اور، اور اس کا خلیفہ شرعی ہوجانا اور، اطاعت ہوگی اور خلافت ہرگز نہ ہوگی، بلکہ متغلب ہوگا، ان کے بعض عوام پارٹی کے خود ساختہ امام نے یہی دھوکہ دیا ہے عبارتیں وہ نقل کرتا ہے جن میں متغلب کی اطاعت کا ذکر ہے اور ان میں اپنی طرف سے پچر لگالیتا ہے کہ اسی کو خلیفہ ماننا چاہئے، یہ محض باطل ہے اور اسی میں بحث ہے نہ کہ اطاعت میں، خود انہیں محققین شافعیہ نے تصریح کی ہے کہ وہ متغلب ہوگا نہ کہ خلیفہ۔ فتح الباری سے گزرا کہ قریش کے سوا جو کوئی ہوگا متغلب ہوگا۔ اسی میں ہے:

هذا كله انما هو فيما يكون بطريق الاختيار واما لو تغلب عبد بطريق الشوكة	یعنی یہ سب اس حالت میں ہے کہ کسی کو بطور اختیار امامت دی جائے اور کوئی غلام اپنی شوکت سے

فان طاعته تجب اخماد اللفتنة مالم یأمر بمعصیة[1]	زبردستی ملک دبا بیٹھے تو فتنہ بجھانے کے لئے اطاعت اس کی بھی واجب ہوگی جب تک گناہ کا حکم نہ دے۔

دیکھو امامت کو اختیاری کہا کہ اختیار وپسند سے ہو، نہ کہ شرط قرشیت کو اختیاری کہ چاہے رکھو یا نہ رکھو غیر قرشی کو متغلب ہی کہا۔ شرح مقاصد میں ہے:

وبالجملة مبنی ماذکر فی باب الامامة علی الاختیار والاقتدار واماعند العجز والاضطرار واستیلاء الظلمة والاشرار فقد صارت الریاسة الدنیویه تغلبیة وبنیت علیها الاحکام الدینیة المنوطة بالامام ضرورة ولم یعبأ بعدم العلم والعدالة وسائر الشرائط و الضرورات تبیح المحظورات والی الله المشتکی فی النائبات[2]۔	یعنی وہ جو باب امامت میں مذکور ہوا اس کی بناء اختیار وقدرت پر ہے اور جب حالت مجبوری وناچاری ہو ظالم شریر لوگ تسلط پائیں تو اس وقت یہ دنیوی ریاست تغلب پر رہ جائے گی اور وہ دینی احکام کہ خلیفہ سے متعلق ہیں بمجبوری اس مبنی ریاست پر بنائے جائیں گے اور علم وعدالت وغیرہ شرائط نہ ہونے کا لحاظ نہ ہوگا، مجبوریاں ناجائز کو روا کرلیتی ہیں اور ان مصیبتوں میں اللہ ہی سے فریاد ہے۔ آنکھ کھول کر دیکھو کہ وہ محققین کیا فرمارہے ہیں اور کیونکر اسے تغلب اور دنیوی ریاست بتارہے ہیں مگر دھوکا دینے والے فریب سے باز نہیں آتے۔

تنبیہ: یہاں کام جاہلوں سے پڑا ہے جنہیں علم کا ادعا ہے۔ کوئی جاہل اس عبارتِ شامی سے دھوکا نہ دے:

یصیر اماما بالمبایعة وباستخلاف امام قبله وبالتغلب والقهر[3]۔	بیعت اور پہلے امام کے خلیفہ بنادینے اور غلبہ اور جبر سے امام بن جاتا ہے (ت)

آگے مسایرہ سے ہے:

لوتعذر وجود العلم والعدالة فیمن تصدی للامامة وکان فی صرفه	امامت پر تسلط جمانے والے میں اگر علم اور عدالت کا وجود متعذر ہوجائے اور اس کو امامت سے ہٹانا ناقابل برداشت

---

[1] فتح الباری باب السمع والطاعة للامام الخ مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۲۴۰

[2] شرح المقاصد الفصل الرابع المبحث الثانی دار المعارف النعمانیه لاہور ۲/ ۲۷۷۔۲۷۸

[3] ردالمحتار باب البغاۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۱۰

عنها اشارة فتنة لاتطاق حكمنا بانعقاد امامته كى لاتكون كمن يبنى قصرا ويهدم مصرا[1]۔	فتنہ کھڑا کرنا قرار پائے تو ہم اس کی امامت کے انعقاد کا حکم دیں کے تاکہ وہ صورت نہ بنے جو شخص ایک مکان بنائے اور پورے شہر مسمار کرے (ت)

کہ دیکھو جو زبردستی بادشاہ بن جائے اور اس کے جدا کرنے میں ناقابل برداشت فتنہ ہو، اسے امام ماننا، اس کی امامت کو منعقد جانا، اور یہی خلافت شرعیہ ہے، حاشا یہ محض دھوکا ہے صاف تصریح کہ یہ تغلب ہے جو خلافت شرعیہ کی صریح ضد ہے نیز بلافصل اس عبارت کے بعد ہے:

واذا تغلب آخر على المتغلب وقعد مكانه العزل الاول وصار الثانى اماما[2]۔	اس متغلب پر دوسرا تغلب کرکے اس کی جگہ بیٹھ جائے تو پہلا معزول اور اب یہ دوسرا متغلب امام بن جائے گا۔

یہیں اس کے ایک سطر بعد ہے:

لكن الثالث فى الامام المتغلب[3]۔	لیکن تیسرا غلبہ پانے والے امام میں۔ (ت)

نیز باآنکہ خود سلطنت ترک میں تھے صاف لکھ دیا کہ:

قد يكون بالتغلب وهو الواقع فى سلاطين الزمان نصرهم الرحمٰن[4]۔	کبھی تغلب سے امام ہو جاتا ہے جیسے موجودہ دور کے سلاطین حضرات، اللہ تعالٰی ان کی مدد فرمائے (ت)

دیکھو باآنکہ سلاطین ترک کے ہاتھ پر بیعت کی جاتی تھی، عدم بعض شرائط مثل قرشیت وغیرہا کے باعث تصریح فرمادی کہ باوصف بیعت ہیں متغلبہ، رحمٰن عزوجل انہیں نصرت دے۔ میں کہتا ہوں آمین اللھم آمین۔ بلکہ یہاں لفظ امامت کا اطلاق عرف فقہا میں وسیع تر ہے (دیکھو بدائع امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی قدس سرہ بیان موادعت و صلح) لاجرم یہاں امامت محض بمعنی سلطنت ہے خواہ صحیحہ جائزہ عادلہ ہو یا ظالمہ غاصبہ باطلہ نہ کہ بمعنے خلافت شرعیہ، اگرچہ اپنے محل میں وہ بھی مراد ہوتی ہے جیسے حدیث الائمۃ من قریش میں، اس کی نظیر لفظ امیر ہے کہ ہرگز خلیفہ کے ساتھ خاص نہیں، والیِ شہر و سردار حجاج کو

---

[1] ردالمحتار باب البغاۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۱۰

[2] ردالمحتار باب البغاۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۱۰

[3] ردالمحتار باب البغاۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۱۰

[4] ردالمحتار باب البغاۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۱۰

بھی کہتے ہیں مگر "الائمۃ من قریش" میں قطعًا خلفاء ہی مراد۔

تنبیہ: امامتِ متغلب صحتِ خلافت بالائے طاق۔ حکم اتباع بھی نہیں لاتی جہاں تک اثارتِ فتنہ یا ضرر تأذی نہ ہو جس کا بیان مقدمہ میں گزرا، حیف ان پر جو مسلمان کہلا کر امر دینی میں مشرک کے پس رو بنتے اور اسے اپنا رہنما بتاتے ہیں۔

"وَقَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖؕ وَیُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا۝" [1]۔	اور حکم یہ تھا کہ اصلًا نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے۔ (ت)

کیا خوف نہیں کرتے کہ روز قیامت انہیں کے گروہ میں محشور ہوں جن کو قرآن عظیم نے فرمایا: **وقاتلوا ائمۃ الکفر** (کفر کے اماموں سے لڑو) اور فرمایا: "**وَجَعَلْنٰهُمْ اَىٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِۚ**" [2] (ہم نے انہیں ایسے امام کیا کہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں) **وقال اللہ تعالٰی** "**یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْۚ**" [3] (اللہ تعالٰی نے فرمایا: جس دن ہم ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے) یعنی جس کو انہوں نے امر دین میں رہنما بنایا اور اس کے پس رو ہوئے اگرچہ مشرک ہو کہ آگے تفصیل میں دونوں ہی قسموں کا بیان فرمایا ہے "**فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ**" [4] (جن کا نامہ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا گیا) اور "**مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى**" [5] (یہاں راہ حق سے اندھے تھے) **نسأل اللہ العفو والعافیۃ**۔

(۲۷) پھر تحریر فرنگی محلّی میں ہے: "اور حنفیّہ کی کتب سے تو استحبابی ہونا ارباب عقل پر پوشیدہ نہیں"۔ یہ حنفیّہ اور ان کی کتب پر سخت افترائے فظیع ہے، اس قدر عبارات کہ یہاں گزریں انہیں میں عقائد امام مفتی الجن والانس نجم الملۃ والدین عمر نسفی، اتحاف علامہ سید مرتضی زبیدی، مسایرہ محقق علی الاطلاق کمال الملۃ والدین، تعالیق علامہ قاسم بن قطوبغا، شرح مواقف علامہ سید شریف، منح الروض علی قاری، طریقہ محمدیہ امام برکوی، حدیقہ ندیہ سیدی عارف باللہ عبدالغنی نابلسی، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ قاری، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری امام عینی، شرح مشکوٰۃ سید جرجانی، اشعۃ اللمعات شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، فتاوٰی سراجیہ، علامہ سراج الدین، اشباہ والنظائر محقق زین بن نجیم، فتح اللہ المعین سید ازہری، غمز العیون علامہ سید حموی، درمختار مدقق علائی حصکفی، حاشیہ علامہ سید احمد طحطاوی، ردالمحتار علامہ سید ابن عابدین شامی۔

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۶۰

[2] القرآن الکریم ۲۸/ ۴۱

[3] القرآن الکریم ۱۷/ ۷۱

[4] القرآن الکریم ۱۷/ ۷۱

[5] القرآن الکریم ۱۷/ ۷۲

تمہید امام ابو لشکور سالمی، مجمع البحار علامہ طاہر فتنی، شرح فقہ اکبر بحر العلوم وغیرہم حنفیّہ کرام کی تیس عبارتوں سے زائد مذکور ہوئیں اور خود حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا خاص نص شریف گزرا کیا اب بھی تحریر فرنگی کے کذب واغوائے عوام پر کچھ پردہ رہا۔

(۲۸) پھر کہا لفظ "ینبغی" عقائد نسفی کی دونوں احتمال رکھتی ہے، عقائد شریفہ کی عبارت یہ ہے:

ان یکون الامام ظاہر الامختفیا ولامنتظرا ویکون من قریش ولایجوز من غیرھم [1]۔	امام کا ظاہر غیر مخفی اور غیر منتظر ہونا ضروری ہے اور قریش میں سے ہونا بھی ضروری ہے خلیفہ غیر قریشی سے جائز نہیں (ت)

قطع نظر اس سے کہ اگر لفظ "**ینبغی**" اصلا محتمل وجوب نہ ہوتا معنے استحباب میں مفسر ہوتا جب بھی یہاں حرج نہ تھا سائر ائمہ کی تصریحات قاہرہ اہلسنت کا عقیدہ اجماعیہ ظاہرہ قرینہ قاطعہ ہوتا کہ "یکون یکون" پر معطوف نہیں بلکہ "ینبغی" پر یہاں تو نفس عبارت میں امام صاف فرمارہے ہیں "لایجوز من غیر ھم" غیر قریش سے خلیفہ ہونا جائز ہی نہیں، پھر دونوں احتمال بتانا کس درجہ آفتاب کو جھٹلانا ہے، افسوس کہ اتنے فاصلہ سے لفظ "ینبغی" دکھائی دیا اور بلا فصل ملا ہوا "**لایجوز من غیرھم**" نظر نہ آیا۔

(۲۹) ایسا ہی ظلم ایک اور تحریر فرنگی محلّی نے عبارت شرح مواقف پر ڈھایا کہ اس میں لکھ دیا ہے: **للامۃ ان ینصبوا فاقدھا** [2] امت کو اختیار ہے کہ جس میں یہ شرطیں نہ ہوں اسے خلیفہ کردے، **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ انہوں نے ابتداءً تین مختلف فیہ شرطیں بیان کیں، اصول وفروع میں مجتہد ہونا، امورِ جنگ میں ذی رائے ہونا، شجاع ہونا ان کی نسبت فرمایا کہ جن میں یہ شرطیں نہ ہوں امت انہیں بھی خلیفہ کرسکتی ہے، اس کے بعد شرط قرشیت لکھی اور اسے فرمایا یہ شرط یقینی قطعی ہے اور یہ اہلسنت کا مذہب ہے اس میں مخالف خارجی معتزلی ہیں، ان اختلافی شرائط پر جو اوپر کہا تھا اسے یہاں لگالینا کس درجہ صریح تحریف کلام واغوائے عوام ہے، اس کی نظیر یہی ہے کہ عالم فرمائے نماز کی شرطیں نجاست حقیقیہ سے جسم وثوب ومکان کی طہارت ہے، یہ شرطیں بعض اوقات ساقط بھی ہوجاتی ہیں اور اس کی شرط قطعی یقینی نجاست حکمیہ سے طہارت ہے کہ وضو وغسل یا تیمّم سے حاصل ہوتی ہے اس پر کوئی فرنگی محلّی صاحب فتوٰی دیں کہ بعض اوقات بے وضو اور بحال جنابت بھی

[1] عقائد نسفی مع شرح عقائد نسفی دار الاشاعت قندھار، افغانستان ص ۱۱۱

[2] شرح المواقف المرصد الرابع فی الامامۃ المقصد الثانی فی شروط الامامۃ منشورات الشریف رضی ۸/ ۳۵۰

نماز صحیح ہو جاتی ہے کہ عالم نے فرمایا ہے کہ یہ شرطیں بعض وقت ساقط بھی ہو جاتی ہیں، عالم نے کن شرطوں کو فرمایا تھا اور انہوں نے کس میں لگایا **ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔**

مسلمانو! دیکھا دین وسنت ومذہب وملت پر کیا کیا ظلم جوتے جاتے ہیں اور پھر پیروانِ شریعت کو آنکھیں دکھاتے ہیں، مگر ہے یہ کہ مجبور ہیں باطل کی تائید باطل ہی سے ہوتی ہے ورنہ "**وَمَا یُبۡدِئُ الۡبَاطِلُ وَمَا یُعِیۡدُ** ﴿۴۹﴾"[1] اور باطل نہ پہل کرے اور نہ پھر کر آئے۔ت) محققین اہلسنت پر افترا، امام سنت علیہ الرحمۃ پر افترا، شافعیہ پر افترا، حنفیہ پر افترا، واضحات سے عناد، تحریف سے استمداد، ائمہ کی تکذیب، اہلسنت کی تخریب، اجماع صحابہ سے برکنار، اجماع امت سے برسرپیکار، اور پھر یہ سب کس لئے محض بلاوجہ محض بیکار، جس کا بیان اوپر گزرا اور ابھی خود مخالف کے اقرار سے سنئے گا **ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔**

(۳۰) یہ سب کچھ کہہ کر خاتمہ اس پر کیا کہ "باوجود بحث طلب ہونے کے میں نے کبھی اشتراطِ قرشیت سے انکار نہیں کیا" **سبحان اللہ** دروغ گوئی بر روئے من، اس پر اجماع ثابت نہیں، حدیث سے دلیل نہیں، محققین اہلسنت کو نامقبول، امام سنت کو یکسر اس سے عدول، محققین شافعیہ کے نزدیک اختیاری، کتب حنفیہ سے محض استحبابی۔ اور کیا انکارِ شرطیت کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔

(۳۱) الحمدللہ کہ آپ کو شرطِ قرشیت سے انکار نہیں تو ضرور آپ کے نزدیک غیر قرشی خلیفہ نہیں ہو سکتا اور بداہۃً معلوم کہ ہمارے ترک بھائی قرشی نہیں تو آپ کے نزدیک سلطان ترکی ایدہ اللہ تعالٰی خلیفۃ المسلمین نہیں خلافت کمیٹی تو فنا کی گود میں لیٹی، مگر سوال یہ ہے کہ آپ کے نزدیک تو شرط خلافت پر نہ اجماع نہ نص نہ مذہب حنفیہ نہ مقبول اہلسنت، پھر زبردستی اسے مان کر خلافت ترک فنا کرکے آپ ترک کے خیر خواہ ہوئے یا پکے بدخواہ۔ ان قومی لیڈروں کے حواس کدھر گئے ہیں کہ اتنے بڑے منکر خلافت کو حامی خلافت سمجھ رہے ہیں، اے جناب! آپ کے بڑے مسٹر آزاد تو دہلی میں ۱۶ جنوری ۱۹۲۰ء کو خلافت ڈپوٹیشن کے جلسہ میں خیر مقدم میں صاف [عہ۱] کہہ چکے ہیں کہ "اگرچہ نماز کا پابند ہو، روزے رکھتا ہو، لیکن اگر خلافت سے منکر ہو تو دائرہ اسلام سے خارج ہے، یہ وہ مسئلہ ہے کہ اس سے الگ ہو کر مسلمان مسلمان نہیں رہ سکتا"۔ دوسرے بدایونی [عہ۲] خطبہ صدارت خلافت کانفرنس

عہ۱: اخبار مدینہ ۳ جمادی الاولٰی ۱۳۳۸ھ ۲۵ جنوری ۱۹۲۰ء نمبر ۷ جلد ۹۔ عبدالرضا حشمت علی

عہ۲: یعنی متلذر عبدالماجد کا خطبہ ۱۲ حشمت علی رضوی۔

---

[1] القرآن الکریم ۳۴/۴۹

منعقدہ ستمبر ۲۰ء میں ہے کہ "اگر عــہ کوئی مسلمان مسئلہ خلافت کی امداد سے گریز اور اس میں دلچسپی لینے سے احتراز کرے تو مجھے اسے کافر کہنے میں کسی قسم کا پس پیش نہ ہوگا"۔اب دیکھئے یہ آزاد والی تکفیر، یہ بدایونی جنگی تقریر آپ کو بھی اسلام سے آزاد و کفر کا پابند بناتی ہے یا آپ آزاد لاء کے مستثنیات عامہ میں ہیں، وہ قانون صرف کالے لوگوں کے لئے ہے۔

(۳۲) پھر کہا "بلکہ ہم نے تو کسی موقع پر بھی خصوصیت جزئیت رسول کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا ہے "وجوبًا یا اولویۃً اول مذہب روافض سے بھی بڑھ کرے ہے وہ بھی صرف ہاشمیت شرط کرتے ہیں کہ خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی خلافت سے انکار کریں، آپ نے جزئیت شرط کرکے مولا علی کی خلافت رد کردی اور بر تقدیر دوم اسے مبحث سے کیا علاقہ ہوا کیا قرشیت بھی صرف مرتبہ اولویت میں ہے تو یہ کعبی معتزلی کا مذہب ہوا اور اس کا رد ابھی آپ نے کہا تھا کہ میں کبھی اشتراط قرشیت سے انکار نہ کیا، یا قرشیت واجب ہے تو اپنی پارٹی سے اپنا حکم پوچھئے، وہ دیکھئے مسٹر آزاد بدایونی کفر کا فتوٰی لگا چکے، بہر حال اس بلکہ نے کیا فائدہ دیا۔

(۳۳) پھر کہا "یہاں خلافۃ فی القریش میں بحث نہیں یہاں خلیفہ مسلم پر بغاوت کا مسئلہ ہے "بے قرشیت خلیفہ کہا اور خلافۃ فی القریش کی بحث نہ آئی۔ کچھ بھی سمجھ کر فرمائی۔

(۳۴) بغاوت خلافت اگر خانگی اصطلاحیں ہیں تو ان سے کام نہیں، اور اگر معانی شرعیہ مراد ہیں تو کیا آپ اس ارشاد ائمہ کا مطلب بتا سکیں گے جو انہوں نے صدہا سال سے سلاطین کی نسبت لکھا، وہ جو فصول عمادی و در منتقی شرح ملتقی و تہذیب قلانسی و جامع الفصولین وطحطاوی علی الدر المختار وغیرہا میں ہے:

هذا كان فی زمانهم واما فی زماننا فالحكم للغلبة فلان الكل يطلبون الدنيا فلايدری العادل من الباغی[1]۔	یعنی یہ امتیاز کہ فلاں عادل ہے اور دوسرا باغی زمانہ سابق میں تھا ہمارے وقت میں غلبہ کا حکم ہے اس لئے کہ سب دنیا طلب ہیں تو عادل و باغی کا امتیاز نہیں۔

(۳۵) آغاز میں کہا "اہل سنت، مسلم متغلب فاقد الشروط کی اطاعت کو فرض اور امامت کو درست مانتے ہیں"۔امامت سے اگر خلافت مراد ہو جیسا کہ یہی ظاہر ہے تو قطعًا مردود جس کا روشن بیان گزرا اور اگر سلطنت مقصود ہو تو حق ہے مگر گزارش یہ ہے کہ جب مسئلہ یوں تھا اور بیشک تھا کہ متغلب کی بھی سلطنت صحیح اور اطاعت واجب، تو کیا ضرورت تھی کہ خواہی نخواہی مسئلہ خلافت چھیڑا جائے اجماعِ صحابہ وامت

عــہ: دیکھو اخبار ہمدم ۱۲ ستمبر ۱۹۲۰ء

[1] الدر المنتقی بحوالہ فصول العمادی علی ہامش مجمع الانہر باب البغاۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۹

اکھیڑا جائے، مذہب اہلسنت وجماعت ادھیڑا جائے، سلطان اسلام بلکہ اعظم سلاطین موجودہ اسلام کی اعانت بقدر قدرت کیا واجب نہ تھی، ظاہرًا اس شق مسلمین وردِ اجماع صحابہ وائمہ دین ومخالفتِ مذہب اہلسنت وجماعت وموافقتِ خوارج وغیرہم اہل ضلالت میں تین فائدے سوچے:

اولًا درپردہ حمایت ترکوں سے مخالفت جس پر باعث وہابیہ ودیوبندیہ سے یارانہ موافقت، وہابی ودیوبندی ترکوں کو ابوجہل کے برابر مشرک جانتے ہیں جیسا کہ تمام اہلسنت کو یوں ہی مانتے ہیں لہٰذا دل میں ان کے پکے دشمن ہیں اور دوست کا دشمن اپنا دشمن، اس لئے ان کی حمایت اس آواز سے اٹھائی جس میں مخالفت پیدا ہو۔

ثانیًا اپنے محسود دین اہلسنت سے بخار نکالنا، معلوم تھا کہ کر تو کچھ نہیں سکتے نہ خود نہ وہ، خالی چیخ پکار کا نام حمایت رکھنا ہے، اہل محفل ودین اول تو غوغائے بے ثمر کو خود ہی عبث جان کر صرف **توجہ الی اللہ** پر قانع رہیں گے اور اگر شاید شرکت چاہیں تو انہیں مذہب اہلسنت ہر شیئ سے زیادہ عزیز ہے مذہب ہی ان کے نزدیک چیز ہے لہٰذا ایسے لفظ کی چلاہٹ ڈالو جو خلاف مذہب اہلسنت ہو کہ وہ شریک ہوتے ہوں تو نہ ہوں، اور کہنے کو موقع مل جائے کہ دیکھئے انہیں مسلمانوں سے ہمدردی نہیں یہ **تو معاذ اللہ** نصاری سے ملے ہوئے ہیں تاکہ عوام ان سے بھڑکیں اور دیوبندیت ووہابیت کے پنجے جمیں۔

ثالثًا ترکوں کی حمایت تو محض دھوکے کی ٹٹی ہے اصل مقصود بغلامی ہنود وسوراج کی چکھی ہے، بڑے بڑے لیڈروں نے جس کی تصریح کردی ہے بھاری بھرکم خلافت کا نام لو عوام بپھری چندہ خوب ملے اور گنگا وجمنا کی مقدس زمینیں آزاد کرانے کا کام چلے۔

اے پس رو مشرکان بزمزم نرسی
کیں رہ کہ تو میروی بہ گنگ وجمن ست

(اے مشرکوں کے پیروکار! تو زمزم تک نہیں پہنچ سکتا جس راہ پر تو چل رہا ہے یہ گنگا وجمنا کو جاتا ہے۔ت)

نسأل اللہ العفو والعافیة

ترکی سلاطین اسلام پر رحمتیں ہوں وہ خود اہلسنت تھے اور ہیں مخالفت انہیں کیونکر گوارا ہوتی، انہوں نے خود خلافت شرعیہ کا دعوی نہ فرمایا اپنے آپکو سلطان ہی کہا سلطان ہی کہلوایا اس لحاظ مذہب کی برکت نے انہیں وہ پیارا خطاب دلایا کہ امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین سے دلکشی میں کم نہ آیا یعنی خادم الحرمین الشریفین، کیا ان القاب سے کام نہ چلتا جب تک مذہب واجماع اہلسنت پاؤں کے نیچے نہ کچلتا

نعوذ باللّٰہ ممالا یرضاہ والصلٰوۃ والسلام علی مصطفاہ واٰلہ وصحبہ الاکارم الھداہ۔

فصل سوم

رسالہ خلافت میں مسٹر ابولکلام آزاد کی تلبیسات وہذیانات کی خدمتگاری

یہ ۳۵ رد قاہر خطبہ صدارت فرنگی محلّی کی ۱۵سطری تحریر پر قلم برداشتہ تھے، اب بعونہ تعالٰی چار حرف ان کے بڑے آزاد لیڈر صاحب کی تحریر پر بھی گزارش ہوں وباللّٰہ التوفیق۔ اور سلسلہ شمار وہی رہے کہ **بعضھم من بعض** یہاں کلام چند مبحث پر ہے۔

مبحث اول: مسٹر کا قیاسی ڈھکوسلے سے دین کو رد کرنا

(۳۶) مسٹر آزاد نے بڑا زور اس پر دیا ہے کہ "اسلام تو قومی امتیاز کے اٹھانے کو آیا ہے پھر وہ خلافت کو قریش کے لئے کیسے خاص کر سکتا ہے" یہ اعتراض مسٹر آزاد کا طبع زاد نہیں خارجی خبیثوں سے سیکھا ہے،

" کَذٰلِکَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ مِّثْلَ قَوْلِہِمْ ؕ تَشَابَہَتْ قُلُوْبُہُمْ ؕ "[1]۔	یونہی ان کے اگلوں نے انہیں کی سی کہی تھی ان کے دل ایک سے ہیں۔

خارجیوں نے بھی یہی اعتراض کیا تھا جس کا اہلسنت نے رد کیا، مقاصد میں ہے:

یشترط کونہ قرشیا خالفت الخوارج لانہ لاعبرۃ بالنسب فی مصالح الملک والدین وردبان لشرف الانساب اثرافی جمیع الآراء وبذل الطاعۃ ولااشرف من قریش سیما وقد ظھر منھم خیرالانبیاء[2] (ملخصًا)	امام کا قریشی ہونا شرط ہے اور خارجیوں نے اس میں خلاف کیا اس دلیل سے کہ مصالح سلطنت ودین میں نسب کا کچھ اعتبار نہیں، اہلسنت نے اس کا رد کیا کہ ضرور شرفِ نسب کو اس میں اثر ہے کہ رعایا کی رائیں اس پر اتفاق کریں اور دل خوشی سے اس کے مطیع ہوں، اور قریش کے برابر کوئی شرف نہیں خصوصًا اس حالت میں کہ افضل الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں میں سے ظہور فرمایا۔ (ملخصًا)

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۸

[2] مقاصد مع شرح المقاصد الفصل الرابع المبحث الثانی دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۷۷

شرح مقاصد میں ہے:

ولهذا شاع فی الاعصار ان یکون الملك فی قبیلة مخصوصة حتی یری الانتقال عنه من الخطوب العظیمة والاتفاقات العجیبة ولا الیق بذلك من قریش الذین هم اشرف الناس سیما وقد اقتصر علیهم ختم الرسالة وانتشرت منهم الشریعة الباقیة الی یوم القیٰمة[1]۔	اسی اعتبار نسب کے سبب تمام زمانوں میں شائع رہاکہ سلطنت ایک خاص قبیلے میں ہو یہاں تک کہ اس سے دوسرے قبیلے کی طرف انتقال سلطنت کو سخت کام اور عجیب اتفاق سمجھا جاتا ہے اور قریش سے زائد اس کالائق کوئی نہیں کہ وہ تمام جہان سے زیادہ شریف ہیں خصوصا اب کہ انھیں پر رسالت ختم ہوئی اور انہیں سے وہ شریعت پھیلی کہ قیامت تک رہے گی۔

کتاب مبارک ارائة الادب لفاضل النسب مطالعہ ہو، کس قدر احادیث کثیرہ نے کہاں کہاں فضیلت نسب کا اعتبار فرمایا ہے، اور نکاح میں شرعا اعتبار کفاءت سے تو عالم بننے والے جہال بھی ناواقف نہ ہوں گے جس سے تمام کتب فقہ گونج رہی ہیں، اور اس میں خود احادیث وارد، آیات واحادیث اس سے منع فرماتی ہیں کہ کوئی علم و تقوی وفضائل دینیہ کو بھولے اور خالی نسب پر تفاخراً پھولے۔

(۳۷) مسٹر نے احادیث الائمة من قریش ولایزال هذاالامر فی قریش[2] (ائمہ قریش میں سے ہیں یہ خلافت قریش میں رہے گی۔ت) سے تویوں جان بچائی کہ "یہ کوئی حکم نبوی نہیں کہ احکام میں فضیلتِ نسب کا اعتبار ٹھہرے بلکہ نری پیشگوئی ہے" جس کارد بعونہ تعالٰی ابھی آتا ہے مگر اس حدیث جلیل کا کیاعلاج کریں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمایا:

قدموا قریشا ولا تقدموها[3]۔	قریش کو مقدم رکھواور ان پر تقدم نہ کرو۔

یہ حدیث چھ صحابہ کرام کی روایت سے ہے۔ بزار نے امیر المومنین مولٰی علی اور ابن عدی نے ابوہریرہ اور ابونعیم دیلمی نے انس بن مالک اور بیہقی نے جبیر بن مطعم اور طبرانی نے عبداللہ بن حنطب نیز عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے روایت کی نیز مرسل ابوبکر سلیمٰن بن ابی حثمہ ومرسل ابن شہاب زہری سے آئی یہ تو صریح امر و نہی ہے اسے تو مسٹر خبر نہیں بنا سکتے اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیسا صریح حکم

[1] شرح المقاصد الفصل الرابع المبحث الثانی دار المعارف النعمانیه لاہور ۲/ ۲۷۷

[2] صحیح البخاری کتاب الاحکام قدیمی کتب خانہ ۲/ ۱۰۵۷، صحیح مسلم کتاب الامارۃ قدیمی کتب خانہ ۲/ ۱۱۹

[3] کنز العمال حدیث ۳۳۷۸۹ و ۳۳۷۹۰ و ۳۳۷۹۱ بحوالہ بزار وابن عدی وطبرانی موسسة الرسالہ بیروت ۱۲/ ۲۲

فرمارہے ہیں کہ قریش کو مقدم کرنا قریش سے آگے قدم نہ دھرنا۔ اب تو مسٹر ضرور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر طعن کریں گے کہ "اسلام کا داعی دنیا کو تو قومی و نسلی امتیازات کی غلامی سے نجات دلانا چاہتا مساوات عامہ کی طرف بلاتا ہو لیکن (**نعوذ باللہ**) خود اتنا خود غرض ہو کہ (تقدیم وترجیح) صرف اپنے ہی ملک، ملک نہیں اپنے ہی وطن، وطن نہیں خاص اپنے قبیلے، قبیلہ نہیں صرف اپنے ہی خاندان کے لئے مخصوص کردے، ساری دنیا سے کہے تمہارے بتائے ہوئے حق جھوٹے ہیں سچا حق صرف عمل واہلیت کا ہے لیکن خود اپنے لئے یہ کر جائے کہ عمل نہ اہلیت صرف قوم صرف نسل صرف خاندان"۔ اپنی طعن بھری عبارت سے صرف لفظ خلافت کو لفظ تقدیم وترجیح سے بدل لیجئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اپنے طعن کی یہ شدید بوچھاڑ ملاحظہ کیجئے بلکہ اس تبدیلی کی بھی حاجت نہیں خلافت خود اعلٰی تقدیمات سے ہے۔

(۳۸) تخصیص قریش کو تخصیص ملک پھر اس سے بھی تنگ تر تخصیص وطن ٹھہرانا کیسی جہالت ہے نہ قریش کسی ملک ووطن کا نام نہ ان کے لئے لزومًا کوئی خاص مقام ع

شاخ گل ہر جا کہ روید ہم گل ست

(پھول کی شاخ جہاں بھی اُگے گی وہ پھول بن کر ہی اگے گی۔ت)

(۳۹) قریش کو قبیلہ سے بھی تنگ تر صرف خاندان ٹھہرانا دوسری جہالت ہے کیا رافضیوں کے مذہب کی طرف گئے کہ خلافت بنی ہاشم سے خاص ہے۔

(۴۰) نہ عمل نہ اہلیت صرف خاندان کا اتہام رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و صحابہ واہلسنت پر افترا ہے کس نے کہا ہے کہ خلافت کے لئے صرف قریشی ہونا درکار ہے اگرچہ نااہل محض ہو، قرشیت کے ساتھ اہلیت کی شرط بھی بالاجماع ہے، یہ گمان بدکہ کسی وقت تمام جہان میں سب سادات عظام، سب قریش کرام نالائق نااہل ہوجائیں وسوسہ ابلیس ہے ایسا کبھی نہ ہوگا کہ مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سارے جگر پارے ناقابل نالائق رہ جائیں صرف ایرا غیرا اہلیت کا پھندا لٹکائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو فرماچکے کہ دنیا میں جب تک دو آدمی بھی رہیں گے خلافت کا استحقاق صرف قریشی کو ہوگا تو قطعًا قیامت تک کوئی نہ کوئی قریشی اس کا اہل ضرور رہے گا ولہٰذا بعض فقہائے شافعیہ وغیرہم نے جب یہ صورت باطلہ فرض کی محققین نے تصریح فرمادی کہ یہ صرف فرض ہے واقع کبھی نہ ہوگی۔ شرح بخاری للحافظ میں ہے:

قالوا انما فرض الفقهاء ذلك على عادتهم فى ذكر ما يمكن ان يقع عقلا وان كان لايقع	یعنی علماء نے فرمایا ان فقہاء نے یہ صورت اپنی اس عادت پر فرض کی کہ ایسی بات بھی ذکر کرتے ہیں جو صرف امکان عقلی رکھتی عادۃً یا شرعًا کبھی

عادۃً او شرعاً[1]۔	واقع نہ ہو۔

خصوصاً حدیث کو پیشگوئی مان کر، تو اس کے خلاف کا ادعا جہل صریح بلکہ ضلال عـــہ قبیح ہے۔

عـــہ: قال الحافظ قلت والذی حمل قائل ھذا القول علی انه فھم منه (ای من قوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لایزال ھذا الامر فی قریش) الخبر المحض وخبر الصادق لایتخلف، واما من حمله علی الامر فلایحتاج الی ھذا التاویل[2] اھ وکتبت علیه اقول بلٰی یحتاج الیه فانه لو صح شرعًا وعادۃً ان تکون القریش فی شیئ من الازمنة ساقطین عن اہلیة الخلافة کما زعمه بعض مبطلی زماننا وقد امر صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ان لاتجعل الخلافة ابدا الافی قریش فیکون ذلك فی ذلك الزمان امرا باستخلاف غیر الاھل وھو محال ثم لاادری ای تاویل فیه وای صرف عن الظاھر انما ھو استنباط امریفیدہ منطوق الحدیث فافھم ۱۲ منه۔

حافظ ابن حجر نے فرمایا: میں کہتا ہوں اس قول کے قائل کو جس چیز نے اس پر آمادہ کیا وہ یہ کہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد "یہ خلافت ہمیشہ قریش میں ہوگی" کو خالص خبر سمجھا اور سچے نبی کی خبر خلاف واقع نہیں ہوتی لیکن جس نے اس حدیث کو امر (حکم) قرار دیا وہ اس تاویل کا محتاج نہیں ہے اھ، میں نے اس پر حاشیہ لکھا، اقول اس کی حاجت کیوں نہیں حاجت ہے کیونکہ اگر شرعًا اور عادۃً کسی وقت قریش کا خلافت کے لئے نااہل ہونا صحیح ہو جیسا کہ ہمارے زمانہ کے بعض باطل لوگ خیال کرتے ہیں حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے کہ "کبھی بھی خلافت غیر قریش کو نہ دی جائے" تو خلافت اس نااہلیت کے زمانہ میں نااہل کو خلیفہ بنانے کا حکم ہوگا جو کہ محال ہے، پھر معلوم نہیں یہ کیا تاویل اور کیا ظاہر سے پھرنا ہوا، حالانکہ یہ تو صرف منطوقِ حدیث سے ایک مفاد کا استنباط ہے، **فافھم** ۱۲ منہ (ت)

[1] فتح الباری شرح البخاری باب الامراء من قریش مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۲۳۷

[2] فتح الباری شرح البخاری باب الامراء من قریش مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۲۳۷

(۴۱) مسٹر نے کہا" خیر یہ بات کتنی ہی عجیب ہوتی لیکن ہم باور کر لیتے اگر قرآن وسنت واقعی ٹھہرائی ہوتی ہمارے نزدیک کسی اسلامی اعتقاد کی صحت کا معیار صرف یہ ہے کہ کتاب وسنت سے بطریق صحیح ثابت ہو نہ کہ عقلوں کاادراک۔استعجاب کی بنیاد ہمارا قیاسی استبعاد نہیں یہی ہے کہ کسی نص سے ایسا ثابت نہیں"۔

الحمدﷲ، یہاں تو کچھ اسلامی جامے میں ہیں گویا آزادی سے بالکل جدا ہیں، ہم نصوص متواترہ واجماع صحابہ واجماعِ امت سے ثابت کر چکے کہ خلافت قریش ہی سے خاص ہے اب تو وہ اپنا استعباد کہ -" بھلا اسلام کہیں خصوصیت نسل مان سکتا ہے" جس کو خود کہہ رہے ہو یہ تمہارا نرا عقلی قیاسی ڈھکوسلا ہے واپس لیجئے اور اجماعِ امت وارشادات حضرت رسالت **علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ** پر ایمان لایئے۔

مبحث دوم: ردِّ احادیث نبوی میں مسٹر کی بے سود کوشش

(۴۲) بزور زبان بڑ ازور اس پر دیا ہے ص۶۰ کہ "خلافت قریش کی نسبت جس قدر روایات ہیں سب پیشگوئی و خبر ہیں کہ قریشی خلیفہ ہوں گے نہ کہ حکم کہ قریشی ہی خلیفہ ہوں"۔شرح عقائد نسفی و قواعد العقائد امام حجۃ الاسلام واتحاف سید زبیدی ومسامرہ شرح مسایرہ وتعلیقات علامہ قاسم طوالع الانوار علامہ بیضاوی ومواقف علامہ قاضی عضد وشرح مواقف علامہ سید شریف ومقاصد وشرح مقاصد وشرح صحیح مسلم للامام النووی وارشاد الساری ومرقاۃ قاری وشرح صحیح مسلم للقرطبی وابن المنیر وعمدۃ القاری امام عینی وفتح الباری امام عسقلانی وشرح مشکوٰۃ علامہ طیبی وشرح مشکوٰۃ علامہ سید شریف و امام اجل ابوبکر باقلانی واشعۃ اللمعات شیخ محقق وغمز العیون سید حموی وحاشیۃ الدر للسید الطحطاوی وللسید ابن عابدین وکواکب کرمانی ومجمع البحار وشرح فقہ اکبر بحر العلوم وغیرہا کی عبارات کثیرہ کہ ابھی گزریں اس مجملہ کے رد کو بس ہیں مسٹر آزاد اگرچہ اپنے نشے میں تمام ائمہ مجتہدین کرام سے اپنے آپ کو اعلیٰ جانتے ہیں انکے ارشادات کو ظنی اور اپنے توہمات کو وحی سے مکتسب قطعی مانتے ہیں اور سلطان کا نام محض دکھاوا ہے تمام امت سے اپنی امامت مطلقہ منوانے کا دعوی ہے دیکھو رسالہ خلافت کا اخیر مضمون "اتبعون اھدکم سبیل الرشاد" میرے پیرو ہو جاؤمیں تمہیں راہ حق کی ہدایت کروں گا، جس کا بیان بعونہ تعالیٰ مبحث اخیر آتا ہے مگر الحمدﷲ مسلمانوں میں اب بھی لاکھوں ہوں گے کہ ارشادات ائمہ کے مقابل ایسے نشے کی بالاخوانیوں امنگوں شطحیات کی بہکی ترنگوں کو بادِ شتر سے زیادہ نہیں جانتے۔

(۴۳تا۵۰) اشد ظلم حدیث صحیحین "**لایزال ھذاالامر فی قریش**" پر ہے اس میں لفظ وہ لئے جو صحیح بخاری میں واقع ہوئے **مابقی منھم اثنان**[1] اور کہہ دیا ص ۶۳ "اس سے ہمارے بیان کی مزید

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاحکام ۲/ ۱۰۵۷، صحیح مسلم کتاب الامارۃ ۲/ ۱۱۹

تصدیق ہو گئی حدیث کا منطوق صریح پیشین گوئی کا ہے اگر اس کا یہ مطلب قرار دیا جائے کہ جب تک دو انسان بھی قریش میں ہیں خلافت انہیں کے قبضہ میں رہے گی تو یہ واقعات کے بالکل خلاف ہے، ہزاروں قرشی موجود رہے اور خلافت قریش سے نکل گئی پس ضرور ہے کہ مابقے منھم اثنان کے منطوق پر مفہوم کو ترجیح دی جائے اور وہ یہی ہے کہ اگر قریش میں دو بھی خلافت کے اہل ہوں گے تو کبھی خلافت سے یہ خاندان محروم نہ ہوگا مگر جب دو بھی اہل نہ رہیں تو مشیت الٰہی قانون انتخاب اصلح کے مطابق دوسروں کو اس کام پر مامور فرمادے گی اور قریش خلافت سے محروم ہو جائیں گے،

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہی ہوا جب دو قریش بھی دنیا میں حکمرانی کے اہل نہ رہے خلافت نے معًا صفحہ الٹ دیا اور ایک قلم غیر عربی وغیر قرشی خلافت کا دور شروع ہوگیا"۔

اور کمال جسارت وبیباکی یہ کہ نام صحیح مسلم کا بھی لیا اور کہا ص ۶۰: "عمدہ طریق وہ ہیں جو بخاری نے اختیار کئے ہیں لیکن کسی طریق سے بھی کوئی ایسا لفظ مروی نہیں جس سے ثابت ہو کہ مقصود پیشینگوئی نہ تھا تشریع وامر تھا"۔

الحق شوخ چشمی ہو تو اتنی تو ہو۔

اولا مسلم نے یہ حدیث خود انہیں استاذ بخاری احمد بن عبداللہ یونس سے جس نے بخاری سے سنی یوں روایت کی:

لایزال ھذاالامر فی قریش مابقی من الناس اثنان۔	ہمیشہ خلافت قریش ہی میں رہے گی جب تک دنیا میں دو آدمی بھی باقی رہیں۔

اسی طرح اسمٰعیلی مستخرج میں روایت کی "**مابقی فی الناس اثنان**" جب تک آدمیوں میں دو بھی رہیں۔ یہ روایتیں روایت بخاری کی مفسر ہیں کہ "**منھم**" سے مراد "**من الناس**" ہے، لاجرم مرقاۃ علی قاری میں اس کی یہی تفسیر کردی (**منھم**) ای **من الناس** (**اثنان**)[1] جب تک ان میں سے یعنی آدمیوں میں سے دو بھی رہیں ولہذا امام اجل ابوزکریا نووی نے اولًا مسلم کی روایتیں ذکر کیں پھر فرمایا:

وفی روایۃ البخاری مابقی منھم اثنان ھذہ الاحادیث واشباھھا دلیل ظاہر ان الخلافۃ مختصۃ بقریش لا یجوز عقدھا لاحد من غیرھم۔[2]	بخاری کی روایت میں ہے کہ جب تک ان میں سے دو آدمی باقی رہیں یہ اوران کی مثل حدیثیں صریح دلیل ہیں کہ خلافت خاص قریش کے لئے ہے کوئی غیر قرشی خلیفہ نہیں کیا جاسکتا۔

[1] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب مناقب قریش مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۰/ ۳۳۴

[2] شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الامارۃ قدیمی کتب خانہ پشاور ۲/ ۱۱۹

حدیث کا یہی مفاد امام قسطلانی نے خود شرح روایت بخاری میں لکھا، امام عینی وامام ابن حجر نے شروح بخاری میں اس حدیث کی شرح میں امام قرطبیّ کا قول نقل کیا اور مقرر رکھا کہ:

ای لا تنعقد الامامة الکبری الاالقرشی مهما وجد احد منهم [1]۔	یعنی مراد حدیث یہ ہے کہ جب تک ایک قریشی بھی دنیا میں رہے دوسرے کے لئے امامتِ کبرٰی ہو ہی نہیں سکتی۔

دیکھو اس روایت بخاری سے بھی ائمہ نے وہی مطلب سمجھا جو روایت مسلم میں تھا۔

ثانیًا اگر تفسیر نہ مانو تعارض جانو تو متعدد کی روایت کیوں نہ ارجح ہو اور نہ سہی معارض تو ہوگی تو تمہاری سند کہ "منھم" ہے ثابت نہ رہے گی۔

ثالثًا کسی پرچہ اخبار کی ایڈیٹری اور چیز ہے اور حدیث وفقہ کا سمجھنا اور، وہ "من" کا ترجمہ "سے" اور "الی" کا ترجمہ "تک" سے نہیں آتا اگر ضمیر قریش کی طرف ہوتی تو "اثنان" کی جگہ "احد" فرمایا جاتا یعنی جب تک ایک قریشی بھی رہے جس طرح ابھی امام قرطبیّ وامام عینی وامام عسقلانی کے لفظ سن چکے اس کی تاویل آپ حسبِ عادت کہ قرآن کریم میں اپنی طرف سے اضافے کرلیتے ہیں حدیث میں یہ پچر بڑھاتے کہ یعنی جب تک کہ ایک قریش خلافت کا اہل رہے دو کی اہلیت پر موقوف فرمانا کیا معنی، کیا خلیفہ ایک وقت میں دو بھی ہو سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں، ہاں آدمیوں کی طرف ضمیر ہو تو ضرور دو کی ضرورت تھی کہ خلافت حکومت ہے اور حکومت کو کم سے کم دو درکار، ایک حاکم ایک محکوم، اب تو آپ نے جانا کہ "منھم" کی ضمیر قریش کی طرف پھیرنا کیسی سخت جہالت تھا۔

رابعًا جانے دو آخر اس قدر کے تو منکر نہیں ہو سکتے کہ صحیح مسلم میں لفظ حدیث "مابقی من الناس اثنان [2]" ہیں اب کہاں گئی وہ آپ کی بالاخوانی کہ کسی طریق سے بھی کوئی ایسا لفظ مروی نہیں، اب دیکھیں اسے کیسے پیشگوئی بناتے ہو، حدیث کا ارشاد تو یہ ہے کہ "جب تک دنیا میں دو آدمی بھی ہوں خلافت قریش کے لئے ہے" اسے خبر بمعنی مزعوم مسٹر وہی ٹھہرائے گا جو اللہ ورسول کو جھٹلائے گا، اور اگر اپنی پچر لیجئے تو معنے یہ ہوں گے کہ جب تک دنیا میں دو آدمی بھی حکمرانی کے اہل رہیں گے خلافت قریش ہی کے قبضے میں رہے گی اب کیوں نہیں اور بھی زیادہ اچھل کر کہتے کہ یہ واقعات کے بالکل خلاف ہے خلافت صدہا سال سے قریش کے قبضے سے نکل گئی اور ہر گز کوئی وقت ایسا نہ ہوا کہ دنیا میں دو بھی حکمرانی کے اہل نہ ہوں۔ کیا مسٹر اپنی تاریخ دانی تیز زبانی یہاں دکھا کر ثبوت دیں گے کہ اٹھارہ کم سات سو برس یا بلحاظ خلافت مصری گیارہ کم چار سو برس سے دنیا مس وہ شخص بھی قابل حکمرانی نہ رہے۔

---

[1] فتح الباری شرح البخاری باب الامراء من قریش مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۲۳۵

[2] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الناس تبع لقریش قدیم کتب خانہ پشاور ۲/ ۱۱۹

خامسًا آپ کے نزدیک چار سو سولہ ۴۱۶ برس سے خلافت شرعیہ ترکوں میں ہے تو ضرور ہے کہ وہ سب حکمرانی کے اہل ہوں کہ نااہل خلیفہ نہیں ہوسکتا معہذا قریش سے نکالی توان کی نااہلی کے باعث، اور پھر دی جاتی نااہلوں کو، یہ کون سا قانون اصلح ہے، اور جب وہ اہل تھے اور ہیں تو واجب کہ چار سو سولہ ۴۱۶ برس سے روئے زمین پر کوئی دوسرا انسان قابلِ حکمرانی نہ ہو، ورنہ دنیا میں دو شخص اہلِ حکمرانی نکلتے اور خلافت قریش سے نہ جاتی، اب اس بدیہی البطلان بات کا ثبوت آپ کے ذمے ہے کہ سولہ اور چار سو برس سے تمام جہان میں سلطان ترکی کے سوا کوئی متنفس قابل حکمرانی پیدا نہ ہوا، کابل وبخارا وایران ومغرب وہندوستان وغیرہا تمام ملک خدا میں سب نرے نالائق گزرے پھر خدا جانے صدہا سال ان کی حکومتیں چلیں کیسے، سلطان کافر کش، دین پرور اورنگ زیب محی الملۃ والدین محمد عالمگیر بادشاہ غازی "**انار اللہ تعالٰی برہانہ**" اگر آپ کے نزدیک اس جرم پر کہ متشرع تھے اور کفار پر غلظت رکھتے نااہل تھے تو اکبر تو نالائق نہ تھا جو آپ ہی کا ہم مشرب اور اتحادِ مشرکین کا دلدادہ تھا غرض پیشگوئی بتا کر تکذیب حدیث کے سوا مسٹر کو کچھ مفر نہیں۔

سادسًا[عہ] آپ فرماتے ہیں تاریخ شاہد ہے کہ دو قریش بھی حکمرانی کے اہل نہ رہے، کون سی تاریخ شاہد ہے کہ سات سو یا چار سو برس سے تمام روئے زمین پر کوئی دو قریشی دو ہاشمی دو سید ابن الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وسلم حکمرانی کے لائق پیدا ہی نہ ہوئے، فضل الٰہی قومِ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وخاندان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وآل محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے صدہا سال سے اٹھالیا گیا اور این وآں کو بٹتا ہے اور بٹا کیا، کیا آپ کے نزدیک مدار لیاقتِ وقوع پر ہے، جس نے حکمرانی نہ پائی نااہل تھا؟ جس نے پائی اہل تھا؟ تو ضرور آپ پلید مرید خبیث عنید نجس یزید کو لائق بتائیں گے اور حضرت امام عرش مقام علی جدہٖ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو **معاذ اللہ** نالائق ٹھہرائیں گے، اور جب یہ معیار نہیں بلکہ صفات ذاتیہ پر مدار ہے تو کیا آپ نے سات سو ۷۰۰ یا چار سو ۴۰۰ برس سے آج تک کے تمام قریشیوں کی جانچ کرلی ہے کہ نالائق تھے، چار سو برس چھوڑیئے کسی ایک برس کے سب قریشی جانے دیجئے صرف بنی ھاشم، سب بنی ہاشم بھی نہیں صرف سادات کرام کے فقط نام گنا دیجئے کہ جہان میں اس سال یہ یہ سید تھے، نام گنانا بھی نہ سہی فقط کسی سال کے تمام سادات کی مردم شماری بتادیجئے، جب اس قدر پر قادر نہیں تو سات سو ۷۰۰ یا چار سو ۴۰۰ برس کے تمام عالم کے تمام قریشیوں کی جانچ آپ نے ضرور کرلی اور معلوم کرلیا کہ سب

[عہ]: یہ بھی جانے دو وہی **منھم** والی روایت اور قریش کی طرف ضمیر، اور وہی پچر لو زبان کے آگے بارہ ہل چلتے ہیں ادعا آسان ہے ثبوت دیتے دام کھلتے ہیں "**ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین**" اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو ۱۲ حشمت علی رضوی غفرلہ۔

نالائق تھے اور اب تک سب نالائق ہیں، افسوس آپ کا مبلغ علم یہی تاریخی کہانیاں تھا ان پر بھی ایسا جیتا افترا جوڑا تاریخیں ہزار بے تکی ہوں ایسا پورے نشے کا ہذیان بکتے انہیں بھی مار آئے گی۔

سابعًا فصل اول میں ائمہ کی تصریحیں گزریں کہ یہ حدیث خبر بمعنے امر ہے اسے آپ نہیں مانتے کہ پیروی ائمہ آپ کی شان انانیت کو زہر ہے نہ سہی خبر کیا پیشگوئی میں منحصر ہے جو محض خلافِ واقع ہو، اور اپنی طرف سے پچر لگانے کی ضرورت پڑے، کیوں نہ کہئے جس طرح امام قرطبی اور امام عینی وامام عسقلانی سے گزرا کہ یہ خبر تشریعی ہے جو عین منصب شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے اور اصلاً محتاج تاویل نہیں یعنی خلافتِ شرعیہ ہمیشہ قریش میں رہیگی ان کے غیر کی حکومت کبھی خلافت شرعیہ نہ ہوگی، یہ خلافت کے لئے لزوم قرشیت سے خبر ہوئی نہ کہ بلافصل استمرارِ خلافت سے جسے خلافِ واقعات کہئے، مثلاً گلاب کا کھلنا ہمیشہ موسم بہار میں ہے اس کے یہ معنی کہ پھول جب کھلے گا بہار ہی میں کھلے گا نہ یہ کہ گلاب سدا گلاب ہے اور بہار بارہ مہینے۔

ثامنًا اقول بلافصل استمرار ہی لیجئے تو کیوں نہ ہو کہ **ھذا الامر** سے مراد استحقاقِ خلافت ہو اور وہ بلاشبہہ قریش میں مستمر اور انہیں میں منحصر ہے جس طرح امام عسقلانی سے گزرا کہ استحقاقِ خلافت قریش ہی کو ہے ان کا غیر نہ ہوگا مگر متغلب۔

(۵۱) مسٹر نے یونہیں دوسری حدیث "**الائمہ من قریش**" سے تشریع اڑانے اور نری خبر بنانے کے لئے کیا کیا ڈوبتے سوار پکڑے ہیں ص ۶۳: " صحیح بخاری کے ترجمہ باب سے صاف واضح ہے کہ امام بخاری کا بھی مذہب یہی ہے انہوں نے باب باندھا (**الامراء من قریش**) قریش میں امارت وامراء۔ اس مضمون کا باب نہ باندھا کہ امارت ہمیشہ قریش ہی میں ہونی چاہئے۔ "**سبحان اللہ**! زہے مسٹری ولیڈری وایڈیٹری۔ امام بخاری کی عادت ہے کہ الفاظ حدیث سے ترجمہ باب کرتے ہیں نیز وہ الفاظ جو ان کی شرط پر نہ ہوں ترجمہ سے ان کا پتا دیتے ہیں حدیث انہیں لفظوں سے تھی انہیں سے باب باندھا، نیز یہ لفظ ان کی شرط پر تھے ترجمہ سے ان کا اشعار کیا، اس سے یہ سمجھ لینا کہ امام بخاری کا مذہب یہ ہے اور پھر اس پر یہ تحکم کہ "صاف واضح ہے" کس درجہ جہل فاضل ہے، فتح الباری شرح بخاری میں ہے:

لفظ الترجمۃ لفظ حدیث اخرجہ یعقوب بن سفین وابویعلی والطبرانی[1]۔	ترجمہ باب کی عبارت اس حدیث کے لفظ ہیں جو یعقوب بن سفین وابویعلی وطبرانی نے ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔

[1] فتح الباری شرح البخاری باب الامراء من قریش مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۲۳۰

پھر فرمایا:

لما لم یکن شیئ منھا علی شرط المصنف اقتصر علی الترجمة واورد الذی صح علی شرط۔[1]	یہ روایتیں شروط بخاری پر نہ تھیں لہٰذا ان الفاظ کو ترجمہ میں لانے پر اقتصار کیا اور ان کے مؤید وہ حدیثیں لائے جو ان کی شرط پر تھیں

(۵۲) ص ۶۱ "ایک اور حدیث ہے کہ ضرور ہے کہ بارہ خلیفہ ہوں سب قریش سے ہوں گے اس طرز بیان نے ظاہر کردیا کہ اس بارے میں جو کچھ کہا ہے اس سے صرف آیندہ کی اطلاع مقصود ہے حکم و تشریع نہیں۔" بارہ خلافتوں کی پیشگوئی اگر خبر ہے تو دنیا بھر کی حدیثیں سب خبر ہیں اس زبردستی و دیدہ دلیری کی کوئی حد ہے یعنی شارع سے جب کسی امر کے بارے میں کچھ پیشگوئی فرمائے تو اس میں جتنی حدیثیں ہیں سب حکم شرعی سے خالی ہوجاتی ہیں اور سب کو بزور زبان اگرچہ اپنی طرف سے پچریں لگا کر خبر پر ڈھال دینا واجب ہوجاتا ہے ارشاد اقدس:

قدموا قریشا ولا تقدموھا[2]۔	قریش کو مقدم رکھو اور ان پر تقدم نہ کرو۔

یہ بھی امر و نہی نہیں خبر ہوگا کیونکہ ان کی "صرف دانی" میں "قدموا" صیغہ مضارع ہے اور "لاتقدموا" صیغہ ماضی، بات وہی کہ یتشبث بکل حشیش۔

(۵۳تا۵۴) ص ۶۲ "ائمہ حدیث نے حدیث قحطانی وحدیث قریش میں تطبیق دیتے ہوئے صاف صاف لکھ دیا کہ امارت قریش والی روایت تشریع نہیں محض خبر ہے"

اولاً یہ عیاری و چالاکی ملاحظہ ہو امارت قریش والی روایت میں کہا جس سے حدیث **الامراء من قریش** و حدیث **الائمة من قریش** و حدیث **لایزال ھذا الامر فی قریش** کی طرف ذہن جائے حالانکہ ائمہ حدیث نے ہرگز نہ کہا کہ ان سے تشریع ثابت نہیں نری خبر ہیں زیر نمبر ۴۲ کتب کثیرہ کے نام گنا چکا ہوں ان کی عبارتیں فصل اول میں دیکھئے اور اس کذب صریح سے توبہ کیجئے، ائمہ حدیث کی اگر مانتے ہو تو ان کی ان روشن تصریحوں سے کیوں منکر ہو۔

ثانیاً ائمہ نے حدیث قحطانی سے جس حدیث کی تطبیق دی وہ یہ ہے:

ان ھذا الامر فی قریش لایعادیھم احد الا کبه الله علی وجهه ما اقاموا	بیشک یہ امر قریش میں ہے جو ان سے عداوت کرے گا اللہ اسے اوندھے منہ گرائے گا جب تک قریش

[1] فتح الباری شرح البخاری باب الامراء من قریش مصطفی البابی مصر ۲۳۱/۱۶

[2] کنز العمال حدیث ۳۳۷۸۹، ۳۳۷۹۰، ۳۳۷۹۱ بحوالہ البزار و ابن عدی وطبرانی موسسة الرسالہ بیروت ۲۲/۱۲

الدین [1]۔	دین قائم رکھیں۔

اسے اگر خبر بتایا کہ یہ اقامت دین سے مقید ہے تو احادیث مطلقہ کا خبر ہو جانا کیوں لازم آیا وہ تشریع ہیں اور اپنے اطلاق پر یعنی شرعاً خلافت صرف قریش کے لئے ہے اور یہ خبر ہے اور مقید ہے یعنی وہ اپنے حق سے بہرہ مند رہیں گے جب تک دین قائم رکھیں، جب اسے چھوڑیں گے خلافت جاتی رہے گی۔

ثالثاً عجب ہے کہ ایک حدیث خاص میں دو چار شراح نے جو لکھا وہ تو ان کا دامن پکڑ کر سب احادیث کو بزور زبان عام کرلیا جائے اور خود ان باقی احادیث میں جو ان کی عام جماعتوں نے لکھا اور مذہب اہل سنت واجماع صحابہ بتایا وہ انہیں کے کلام سے رد کردیا جائے، اور کیا "**یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ**"[2] کے سر پر سینگ ہوتے ہیں، قرآن عظیم نے اسے خصلتِ یہود بتایا کہ بات کو اس کی جگہ سے پھیر دیتے ہیں۔

رابعاً جب جماعت ائمہ حدیث کی روشن و قاہر تصریحات حتی کہ اجماعِ صحابہ وعقیدہ اہل سنت مقبول نہ ہو تو ایک حدیث خاص میں ایک خاص وجہ سے ان کے دو چار کا کہنا کیوں حجت ہو، آپ تو مجتہدین سے بھی اونچے اڑتے ہیں، ان دو چار ٹھیٹ مقلدوں کا دامن نہ تھامئے، حدیث سے چلئے، حدیث میں "**ما اقاموا الدین**" بعد جملہ "**لایعادیھم احد الا اکبه الله**" ہے اسی سے کیوں نہ متعلق ہو اس سے توڑ کر دور کے جملہ "**ان ھذا الامر فی قریش**" سے کیوں جوڑ دیا جائے وہ اپنے اطلاق پر رہے اور یہ قید اسی جملہ میں ہو جس سے یہ متصل ہے تو معنی حدیث یہ ہیں کہ بیشک شرعی خلافت قریش میں منحصر ہے دوسرا شخص خلیفہ نہیں ہوسکتا اور قریش جب تک دین قائم رکھیں گے ان کا مخالف ذلیل ورسوا ہوگا اب اپنے اجتہاد کی خبریں کہئے۔

(۵۷ تا ۶۰) حدیث جلیل "**الائمة من قریش**" پر ایک ہاتھ **من حیث السند** بھی صاف کیا، ص ۶۴ "یہ الفاظ اور حضرت ابوبکر والی روایت بطریق اتصال ثابت ہی نہیں، فتح الباری میں ہے:

الائمة من القریش ^{عہ} رجاله رجال الصحیح ولکن فی سندہ انقطاع[3]۔	حدیث "الائمة من قریش" کے تمام راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں لیکن اس کی سند میں انقطاع ہے (ت)

عــہ: نہ فتح الباری میں "من القریش" ہے نہ حدیث میں، پہلے بھی آپ نے اپنے کلام میں حدیث ان لفظوں سے لکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت کی تھی مگر امام ابن حجر پر تو اس افترا علی المصطفٰی کی تہمت نہ رکھئے ۱۲منہ غفرلہ۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۹۷

[2] القرآن الکریم ۵/ ۱۳

[3] فتح الباری شرح صحیح البخاری باب الامر من قریش مصطفی البابی مصر ۱۶/ ۲۳۱

اولاً فتح الباری میں یہ حدیث متعدد الفاظ و کثیر طرق سے حضرت ابوبرزہ اسلمی و حضرت امیر المومنین مولٰی علی و حضرت انس بن مالک و حضرت ابوہریرہ و حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بروایت یعقوب بن سفین وابویعلی وطبرانی وابوداؤد طیالسی وبزار وتاریخ امام بخاری و نسائی وامام احمد وحاکم ذکر کی، یہ لفظ کہ اس کی سند کے رجال ثقہ ہیں مگر اس میں انقطاع ہے صرف صدیق اکبر سے روایت احمد کی نسبت لکھے ہیں کہ مسند احمد میں صدیق سے اس کے راوی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف احدالعشرۃ المبشرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے صاحبزادہ امام ثقہ تابعی جلیل حضرت حمید بن عبدالرحمٰن ہیں ان کے صدیق اکبر سے سماع نہیں۔ فتح الباری کی عبارت ملخصًا یہ ہے احادیث ابوبرزہ و مولٰی علی و بعض طرق حدیث انس ذکر کرکے کہا:

واخرجه النسائی والبخاری ایضاً فی التاریخ وابو یعلی من طریق بکیر الجزری عن انس وله طرق متعددة عن انس،واخرج احمد هذااللفظ من حدیث ابی هریرة ومن حدیث ابی بکر الصدیق، و رجاله رجال الصحیح لکن فی سنده انقطاع، واخرجه الطبرانی والحاکم من حدیث علی بهذا اللفظ الاخیر[1]۔	یعنی نیز یہ حدیث امام نسائی اور امام بخاری نے تاریخ میں اور ابویعلی نے بروایت بکیر جزری حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی اور امام احمد نے یہی لفظ الائمۃ من قریش حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حدیث سے روایت کئے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث سے اور اس کے رجال رجال صحیح ہیں مگر اس کی سند میں انقطاع ہے، اور یہ حدیث طبرانی وحاکم نے مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے روایت کی انہیں لفظوں سے کہ "الائمة من قریش"۔

مسٹر نے اول آخر سب اڑا کر مطلقًا اس حدیث ہی پر حکم لگادیا کہ فتح الباری میں اس کی سند منقطع بتائی یہ کیسی خیانت ہے۔

ثانیًا فصل اول میں گزرا کہ انہیں صاحب فتح الباری امام ابن حجر نے اسی حدیث "الائمة من قریش" کے جمع طرق میں ایک مستقل رسالہ لکھا اور اسے چالیس کے قریب صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی روایت سے دکھایا حدیثِ متواتر کو کہنا کہ بطریق اتصال ثابت ہی نہیں کیسا ظلم شدید واغوائے جہال ہے اور پھر انہیں ابن حجر پر اس کے متن کے منقطع السند بتانے کی تہمت کیسی جرأت پروبال ہے۔

ثالثًا طرفہ یہ کہ خود ہی ص ۵٦ پر کہہ چکے تھے "احادیث اس بارے میں جس قدر موجود ہیں

[1] فتح الباری شرح صحیح البخاری باب الامراء من قریش مصطفی البابی مصر ۲۳۱/۱٦

سب صحیح ہیں"۔اب یہاں یہ کہ "بطریق اتصال ثابت ہی نہیں" چار ہی ورق بعد "نسی ما قدمت یدہ" (اپنے ہاتھوں پیش کیا ہوا بھول گیا۔ت)

رابعًا وہیں اس کے متصل تھا "یہ بھی حق ہے کہ حضرت ابوبکر نے مجمع صحابہ میں اس کو پیش کیا اور کسی نے انکار نہ کیا" اب حق کی سند میں بھی کلام ہونے لگا، اگر یہ کلام اس کے حق ہونے میں خلل انداز ہے تو حق کرنا ناحق بنانے کی کوشش کرنے والا کون ہوتا ہے اور اگر اس سے اس کے حق ہونے پر کچھ حرف نہیں آتا تو رد واعتراض کے لئے کہنا "اس سے بھی شرعًا اختصاص قریش کے دعوی کی کوئی مدد نہیں مل سکتی اولًا یہ الفاظ اور حضرت ابوبکر والی روایت بطریق اتصال ثابت ہی نہیں"، کیسا اغرائے جہال ہے۔ یہ ہے کہ مسٹر حدیث دانی اور ارشاد نبوت پر ظلم رانی، **ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم**

مسئلہ ۲۵ تا۲۹: از شہر بنارس محلّہ پکّی باغ مرسلہ محمد امان اللہ مدرس مدرسہ مظہر العلوم ۸ شعبان ۱۳۳۲ھ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ماقولکم ایھا العلماء الکرام دام فضلکم (اے علماء کرام اللہ تمہیں بزرگی عطافرمائے اس بارے میں تمہارا کیا قول ہے۔ت) ایک عورت بالغہ کافرہ دختر ہنود کا بیاہ اس کی قوم کے ایک مرد سے ہوا، پر قبل ملاقات ویکجا ہونے و بات چیت ہونے کے اس مرد سے، باپ عورت مذکورہ کا بعضی خرابیوں کے خیال سے اس مرد ہنود سے دختر کو اپنی چھڑالایا، اور اس مرد ہنود نے عورت مذکورہ کو چھوڑ کر دوسرا بیاہ اپنی قوم میں کرلیا، عورت مذکورہ بعد اس کے کئی سال ماں باپ کے یہاں رہ کر محنت مزدوری سے بسر اوقات کرتی تھی، اسی حالت میں اسے توفیق قبول اسلام کی ملی، ماں باپ سے پوشیدہ اسلام لاکر ایک مسلمان سے اس نے بہ گواہی دو مرد مسلمان بالغ عاقل کے نکاح کرلیا، نکاح کے ایک سال کے بعد اس ناکح سے اس عورت کو ایک دختر پیدا ہوئی، جس کی عمر اس وقت پانچ سال سے متجاوز ہے اور وہ دختر اپنی ماں کے ساتھ اس مکان میں رہا کرتی ہے جس مکان کو ناکح کے باپ نے اس دختر اور اس کی ماں کے رہنے کو دیا ہے بسبب اسلام لانے اور مسلمان سے نکاح کرنے کے اس عورت کے ماں باپ بہنیں کافرہ کو رنج وعناد ہوا، بہت کچھ فکر اس کے پھیرنے کی اسلام سے اور مرد سے چھڑانے کی کرکے سب طرح عاجز ہوکر اب کہ اس دختر کا کان بطریقہ رواج مسلماناں چھدوایا گیا اور اس کی دینی تعلیم دینے کا ارادہ ماں باپ نے اس کے ظاہر کیا، عناد ماں باپ بہنیں کافرہ کا اس عورت نومسلمہ سے بڑھ گیا، کمال عناد سے اس دختر کے ہندو بنانے کی فکر میں ہو کر یہ افتراء شروع کیا ہے کہ دختر مذکورہ کو محض جھوٹ وغلط مرد ہندو کی طرف منسوب کرتے ہیں جس سے مادر دختر کو گاہے اتفاق ملاقات ویکجا ہونے و بات چیت

کرنیکا بھی موقع نہیں ہوا اور بناء بر اس افترا کے اس دختر کے اس کے ماں باپ سے چھڑا کر اپنے یہاں لے جاکر ہندو بنا کر ہنود سے شادی بیاہ اس کا کرنا چاہتے ہیں، بعضے ہنود جو تعصب مذہبی رکھتے ہیں اور بعضے وہ مسلمانان جن کو ماں باپ بہنیں کافرہ مذکورہ سے غرض دنیاوی ونفسانی کا تعلق ہے اور بعضے وہ مسلمانان جو مرد ناکح اور عورت نو مسلمہ مذکورہ سے کچھ رنجش دنیاوی وحسد وعناد رکھتے ہیں، معین ومددگاران کفار کے ہو رہے ہیں، اس وجہ سے شور پشتی ان سبھوں کی اس درجہ کو بڑھ گئی ہے کہ مرد ناکح وعورت نو مسلمہ مذکورہ کو برسر کوچہ وبازار برملا گالیاں دے کر کہتے پھرتے ہیں کہ اس دختر کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے اور مسلمہ نہیں ہونے دیں گے بلکہ جس طرح ہوگا اپنے یہاں لاکر اسے ہنود بنا کر ہندو کے ساتھ شادی بیاہ کردیں گے اور طرح طرح کے افترا پردازی ومقدمہ بازی جھوٹ کی بندشیں ہو رہی ہیں اور بے عزّتی وذلت مرد ناکح وعورت نو مسلمہ مذکورہ کی دھمکی دی جاتی ہے جس میں وہ دونوں ڈر کر بخیال بچنے کے ذلت دنیا سے، اس دختر کو ماں باپ بہنیں کافرہ کے حوالہ کردیں، ایسے حال میں حکمِ خدا اور سول کیا ہے؟

(۱) آیا مرد ناکح وعورت مسلمہ مذکورہ اپنے نطفہ وبطن کی دختر کو دھمکی وڈر سے ان شور پشتوں کے اور دنیاوی ذلت کے خوف سے حوالہ کفار دیں کہ وہ اسے لیجا کر کافرہ بنائیں؟

(۲) یا اپنی ذلت دنیاوی کا خیال چھوڑ کر جان توڑ کر کوشش اس دختر کی حفاظت کی کریں جس میں وہ دختر قبضہ ہنود میں جاکر ہندو نہ بننے پائے؟

(۳) اور مسلمانان کو اس شہر کے ہر طرح کی حمایت ومدد ایسی کرنی جس میں مسلمان کی لڑکی ہنود کے قبضہ میں جاکر کافرہ نہ بننے پائے، شرعًا بحکم خدا اور سول لازم وضرور ہے یا نہیں؟

(۴) اور جو مسلمان اس کے خلاف حمایت کفار کی کرے وہ خدا اور سول کے نزدیک کیسا ہے اور اس کی نسبت شرعًا کیا حکم ہے؟

(۵) اور اگر مسلمانانِ شہر کی غفلت وناتوجہی ومدد نہ کرنے سے اور اس وجہ سے عورت نو مسلمہ اور اس کے ناکح مرد کے مجبور وبے بس ہوجانے سے دختر مذکورہ قبضہ ہنود میں جاکر ہندو بنائی جائے تو اس کا الزام ومواخذہ خدا ورسول کے طرف سے مسلمانانِ شہر پر ہوگا یا نہیں؟

ہر شق سوال کا جواب اردو میں عام فہم، مفصل ومدلل بسندِ قرآن وحدیث وکتب دینیہ اور ایسے موقع پر سیرت صحابہ کرام وائمہ عظام کیا ہے بہ نقل اس کے درکار ہے، **بینوا توجروا**

الجواب:

(۱) حرام حرام حرام جب تک حالت اکراہ شرعی کی نہ ہو،

قال اللہ تعالٰی "اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَ قَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ"[1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔(ت)

(۲) فرض فرض ہے کہ ہر جائز کوشش کو حدامکان تک پہنچادیں اور کسی طرح اس میں سستی یا کم ہمتی کو کام نہ دیں۔

قال اللہ تعالٰی "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا"[2]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔(ت)

(۳) فرض فرض ہے کہ ہر مسلمان بقدرِ قدرت اس مسلمان لڑکی کو اس سخت تر آفت سے بچائے اور کوئی کوشش جس حد تک جائز اور ممکن ہے اسے اٹھا نہ رکھے۔

قال اللہ تعالٰی "تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى"[3]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔(ت)

یہ فرض کفایہ ہے جتنے مسلمانوں کی کوشش سے کام چل جائے کافی ہے سب پر فرض اتر جائے گا، ورنہ سب گنہگار اور سخت وبال میں گرفتار رہیں گے، **والعیاذ باللہ**۔

(۴) اس کے لئے نار ہے نار ہے نار، اس پر غضب ہے غضب ہے غضب جبار،

قال اللہ تعالٰی "لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ"[4]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔(ت)

علماء نے دوسرے کے کفر پر راضی ہونے کو کفر لکھا ہے "**الرضا بالکفر کفر**" نہ کہ دوسرے کو کافر بنانے میں کوشش یہ بلاشبہہ بحکم فقہا کفر ہے بحکم فقہائے کرام ایسے شخص کی عورت اس کے نکاح سے نکل جائے گی اور وہ ان تمام امور کا سزاوار ہوگا جو ایک مرتد کے ساتھ کئے جانے کا حکم کہ اس کے پاس بیٹھنا، بات چیت، میل جول، شادی بیاہت، بیمار پرسی، جنازہ پر جانا، اسے غسل دینا، کفن دینا، نماز جنازہ پڑھنا، جنازہ بہ تکریم اٹھانا، مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا سب یک قلم ناجائز وگناہ ہے۔

(۵) اس کا جواب جواب سوم میں آگیا، اگر ایک مالدار ذی وجاہت مسلمان کی کوشش سے کام چل جائے تو ایک ہی کافی ہے اور سب مسلمانوں کی مجموعی قوت سے جائز کوشش اثر پذیر ہوگی تو سب پر فرض ہے کہ

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/۱۰۶

[2] القرآن الکریم ۶۶/۶

[3] القرآن الکریم ۵/۲

[4] القرآن الکریم ۵/۲

مل کر ہر امکانی پسندیدہ جائز کوشش انتہا تک پہنچادیں، اگر پھر بھی کامیاب نہ ہوں تو معذور ہیں جس کے کسل و بے توجہی سے کام میں خلل پڑے گا وہ مستحقِ نار وغضب جبار ہے **والعیاذ باللہ، واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۳۰: از پیلی بھیت محلّہ منیر خاں مدرسۃ الحدیث مرسلہ مولانا سورتی ۴ذی القعدہ ۱۳۳۲ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اس شخص کے حق میں جس نے سید صحیح النسب بالخصوص اور تمام سادات گیلانیہ اولاد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو علی العلوم سواچار پیروں کے بر سر بازار علٰی رؤس الاشہاد یہودی، نصرانی خنزیر، کتا وغیرہ وغیرہ بری گالیاں کہے ہوں اور اوصاف ذمیمہ مذکورہ ان حضرات کے حق میں اعتقادًا استعمال کئے ہوں اور کرتا رہے از روئے شرع اس شخص اور اس کے مددگاروں کا خواہ مولوی کہلاتے ہوں یا سیٹھ وغیرہ کیا حکم ہے؟ **بینوا بحوالۃ الکتاب تؤجروا یوم الحساب،** اس سوال کاجواب مجھے کسی کتاب میں نہ ملا اس وجہ سے حضور کو تکلیف دیتا ہوں۔

الجواب:

ایسے شخص کو از سرِ نو تجدید اسلام چاہئے اور اگر عورت رکھتا ہو تو اس سے بعد توبہ و تجدید اسلام پھر نکاح کرے کہ علمائے کرام نے ایسے شخص پر حکم کفر فرمایا ہے، مجمع الانہر میں ہے:

والاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر ومن قال للعالم عویلم اولعلوی علیوی قاصدا بہ الاستخفاف کفر۔[1]	سادات اور علماء کی بے عزتی کرنا کفر ہے، جو شخص تحقیر کے ارادے سے عالم کو عویلم اور علوی کو علیوی کہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ (ت)

رہے اس کے معاونین خواہ مولوی کہلاتے ہوں یا سیٹھ اگر خود ان کلمات ملعونہ میں اس کے معاون ہیں یا ان کو جائز رکھتے ہیں یا ہلکا جانتے ہیں تو ان سب کا بھی یہی حکم ہے جو اس کا ہے، اور اگر ایسا نہیں جب بھی ایسے شخص کے ساتھ میل جول کے سبب عاصی و مخالف حکم شرع ہیں۔

قال اللہ عزوجل "وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (۶۸)"[2] **۔ قال اللہ عزوجل "وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ"**[3]**۔**	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ (ت) اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمھیں آگ چھوئے گی۔ (ت)

والعیاذ باللہ تعالٰی: واللہ تعالٰی اعلم۔

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل ان الفاظ الکفر انواع دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۵

[2] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[3] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

مسئلہ ۳۱: از کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ سید اکبر شاہ طالب علم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص مرزائی کے نابالغ لڑکے کا بخیال "**مامن مولود الایولد علی الفطرۃ**" (ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔ت) حنفی اگر امام کے پیچھے جنازہ کی نماز ادا کرے تو عندالشرع درست ہے یا نہیں؟ پڑھنے والا ثواب کا مستحق ہوگا یا نہیں؟ حنفیوں پر دیکھنے ایسی میت سے نماز جنازہ واجب ہوگی یا نہ؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

اگر مرزائی کا بچہ سات برس یا زائد کی عمر کا تھا، اچھے کی تمیز رکھتا تھا اور اس حالت میں اس نے اپنے باپ کے خلاف پر دین اسلام اختیار کیا اور قادیانی کو کافر جانا اسی پر انتقال ہوا تو وہ ضرور مسلمان تھا، مسلمانوں پر اسے غسل وکفن دینا اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا مقابر مسلمین میں دفن کرنا فرض ہے۔ اور ممکن ہو تو اس کے باپ وغیرہ کفار کو اسے ہاتھ نہ لگانے دیں جس طرح حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے یہودی کو اس کے بیٹے کے سرہانے سے اٹھا دینے کا حکم فرمایا جبکہ وہ نزع میں اسلام لا کر انتقال کر گیا، اور اگر اسی عمر وتمیز میں اپنے باپ کی طرح کفر بکتا تھا تو یقیناً کافر تھا۔ اب وہ سب کام مسلمان پر حرام ہیں، نہ غسل دیں نہ کفن دیں نہ دفن میں شریک ہوں، اور ان سب سے بدتر اس کے جنازہ پر نماز ہے کہ خود کفر کا پہلو رکھتی ہے اور اگر اس سے کفر یا اسلام کچھ ظاہر نہ ہوا یا ناسمجھ بچہ تھا کہ اس تمیز کے قابل ہی نہ تھا تو اب یہ دیکھا جائے گا اور اس کی ماں بھی اس کے باپ کی طرح قادیانی یا اور کسی کفری عقیدہ والی ہے تو بچہ بھی کافر سمجھا جائے گا، اور اس کے لئے وہ سب کام مسلمانوں پر حرام ہوں گے اور اگر ماں مسلمان ہے تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتی ہے اور قادیانی کو کافر جانتی ہے تو اس صورت میں وہ بچہ جس سے کفر خود ظاہر نہ ہوا اور نابالغی میں مر گیا اپنی ماں کا تابع قرار پا کر مسلمان سمجھا جائے گا اور وہ سب کام اہل اسلام پر واجب ہوں گے حدیث "مامن مولود" اس حالت میں نابالغ ہے کہ بچہ سمجھ وال ہو کر خود کفر نہ کرے نہ ناسمجھی کی حالت میں ماں باپ دونوں کافر ہوں ورنہ اگر خود کفر کیا تو اچھی فطرت سے بدلا اور اگر خود سمجھ وال ہو کر اسلام نہ لایا اگرچہ کفر بھی نہ کیا اور ماں باپ دونوں کافر ہیں تو "**ثم ابواہ یھودانہ**"[1] (پھر اس کے والدین اسے یہودی بنا دیں۔ت) میں داخل ہے اور حکم کفر اسے شامل ہے۔ تنویر میں ہے:

اذا ارتد صبی عاقل صح کاسلامہ	جب عقلمند بچہ مرتد ہو جائے تو اس کا ارتداد اس کے

[1] صحیح مسلم کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۳۶

والعاقل الممیز[1]۔	اسلام کی طرح صحیح ہوگا اور عاقل سے مراد امتیاز نہ کرنے والا ہے۔(ت)

درمختار میں ہے:

وھو ابن سبع فاکثر مجتبی وسراجیة[2]۔	وہ سات سال یا اس سے زائد عمر کا ہو۔ مجتبٰی سراجیہ۔(ت)

اسی میں ہے:

زوجان ارتدا فولدت ولدا یجبر علی الاسلام لتبعیته لابویه[3]۔(ملخصاً)	خاوند وبیوی دونوں مرتد ہوگئے، عورت نے بچہ جنا تو اسے اسلام پر مجبور کیا جائے گا کیونکہ دین میں وہ اپنے والدین کے تابع ہے۔(ملخصاً)(ت)

ردالمحتار میں ہے:

ای فی الاسلام والردۃ وھما یجبران فکذا ھو[4]۔	یعنی اسلام اور مرتد ہونے میں اور ان دونوں کو بھی اسلام کے لئے مجبور کیا جائے گا پس اسی طرح اس بچے کو بھی۔(ت)

تنویر میں ہے:

الولد یتبع خیر الابوین دینا[5]۔	بچہ اپنے والدین میں سے اس کے تابع ہوگا جو دین کے اعتبار سے بہتر ہوگا۔(ت)

شامی میں بعد ذکر حدیث کل مولود یولد علی الفطرۃ فرمایا:

انھم قالوا انه جعل اتفاقھما ناقلاله عن الفطرۃ[6]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	فقہاء نے فرمایا ماں باپ کے کفر پر اتفاق نے بچے کو فطرت سے ہٹادیا۔(ت)

---

[1] درمختار شرح تنویر الابصار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۳۶۱/۱

[2] درمختار شرح تنویر الابصار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۳۶۱/۱

[3] درمختار شرح تنویر الابصار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۳۶۱/۱

[4] ردالمحتار باب المرتد داراحیاء التراث العربی بیروت ۳۰۶/۳

[5] درمختار شرح تنویر الابصار باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۲۱۰/۱

[6] ردالمحتار باب نکاح الکافر داراحیاء التراث العربی بیروت ۳۹۴/۲

مسئلہ ۳۲: از ملک بنگال موضع رام پور ڈاکخانہ کجرہ ضلع پیرہ حال مقام خواجہ قطب بریلی محمد الہ طالبعلم ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمانوں کو انگریزی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض انگریزی خواں کہتے ہیں کہ مولوی لوگ کیا جانتے ہیں۔ کیا اس لفظ سے علم کی حقارت نہیں ہوتی؟ اگر ایسا کہے تو کافر ہوگا یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

ایسی انگریزی پڑھنا جس سے عقائد فاسد ہوں اور جس سے علمائے دین کی توہین دل میں آئے انگریزی ہو خواہ کچھ ہو ایسی چیز پڑھنا حرام ہے، اور یہ لفظ کہ "مولوی لوگ کیا جانتے ہیں" اس سے ضرور علماء کی تحقیر نکلتی ہے اور علمائے دین کی تحقیر کفر ہے۔

قال اللہ تعالٰی وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ[1] ۔ اخرج ابن جریر وابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویۃ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما وابن جریر عن زید بن اسلم وعن محمد بن کعب وغیرہما قال رجل فی غزوۃ تبوك فی مجلس یوما مارأینا مثل قرأتنا ھٰؤلاء ولا ارغب بطونا ولا اکذب السنۃ ولا اجبن عند اللقاء فقال رجل فی المجلس کذبت ولکنك منافق لاخبرن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فبلغ ذلك رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ونزل القرآن قال عبداللہ فانا رأیتہ متعلقا ناقتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہیں گے ہم تو دلچسپی اور کھیل کرتے ہیں آپ فرمادیجئے کیا اللہ تعالٰی اس کی نشانیوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہوگئے، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما اور ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم اور محمد بن کعب وغیرہما رضی اللہ تعالٰی عنہم نے حدیث کی تخریج کی کہ ایک شخص نے ایک دن ایک مجلس میں غزوہ تبوک کے موقعہ پر کہا کہ ہم نے اپنے ان قاریوں کی مانند اور نہ دیکھے نہ کھانے کے لالچی اور نہ زبان کے جھوٹے اور نہ دشمن کے مقابل میں بزدل۔ تو اس مجلس میں ایک شخص نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے تو منافق معلوم ہوتا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ضرور اس بات کی خبر دوں گا تو اس کی یہ بات حضور اکرم کو معلوم ہوئی اور قرآن نازل ہوا حضرت عبداللہ نے فرمایا تو میں نے اس شخص کو حضور اکرم کی اونٹنی کے (باقی اگلے صفحہ پر)

[1] القرآن الکریم ۹/۶۵

وسلم والحجارة تنکبه وهو یقول یارسول الله انما کنا نخوض ونلعب والنبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم یقول ابالله وایاته ورسوله کنتم تستهزء ون [1]۔ والله تعالٰی اعلم۔	تنگ کے ساتھ لٹکا ہوا دیکھا پتھر اسے زخمی کر رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا یارسول اللہ! ہم تو دلچسپی اور کھیل کر رہے تھے، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو فرمارہے تھے کیا اللہ تعالٰی، اس کی آیات اور اس کے رسول سے تم ٹھٹھا کرتے ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۳: از بریلی محلّہ چک شہر کہنہ مسئولہ صفدر علی خاں ومبارک علی خاں ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ زید سنی المذہب نے بکر کو سنی باور کرکے اپنی لڑکی نابالغہ کا بکر کے نابالغ لڑکے کے ساتھ اس کو سنی باور کرکے ولایۃً نکاح کردیا مگر بوجہ نابالغ ہونے کے رخصتی نہیں ہوئی، اور آمد ورفت بھی دونوں کی نہیں ہوئی نہ یکجائی ہوئی، سات سال کے بعد دونوں کو بلوغ ہوا، زید کو یہ اطلاع ملی کہ بکر بھی پکا سنی نہیں اور اس کا بیٹا قطعی رافضی ہے جس کا ثبوت یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ اس کے معمولی عمل میں ظاہر ہوتا ہے نماز شیعہ کی پڑھتا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا قذف کرتا ہے اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحابیت کا منکر ہے اور تبرا کہتا ہے اور ایسے مجالس میں شرکت کرتا ہے جس میں سنی شریک نہیں ہوتے ہیں۔ زید نے اسی خبر کو سن کر رخصتی سے انکار شروع کیا اس پر بکر نے رخصت کرانے کی ضرورت سے لڑکے کو اس بات پر آمادہ کیا کہ لڑکا اپنے کو سنی ظاہر کرے چنانچہ ازراہ تقیہ لڑکے نے اپنے کو سنی ظاہر کیا لیکن کوئی ثبوت لڑکے کے سنی ہونے کا زید کو نہیں ملا بلکہ حال میں ۱۱ محرم ۱۳۳۴ھ کو مقام مرزا گنج پر ایک شخص جماعت اہل سنت والجماعت کو مدح صحابہ پڑھنے سے بااعلان اسی لڑکے نے روکا اور اپنے ایک ملازم شیعہ مذہب سے پٹوایا اور اس کے باپ یعنی بکر نے حکام سے مدح صحابہ بااعلان کئے جانے کی شکایت کی اس وجہ سے حکام جمع ہوئے تو کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین متین کہ لڑکی جس کا نابالغیت میں نکاح کیا گیا وہ لڑکی کہ حالت موجودہ میں منظور نہیں ہے، اور زید کو بھی انکار ہے آیا نکاح باقی رہا یا فسخ ہوگیا۔ فقط

الجواب:

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا قذف کفر خالص ہے، صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی

---

[1] تفسیر درمنثور بحوالہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابی شیخ وابن مردویہ تحت آیہ انما کنا نخوض مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۳/ ۲۵۴، جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیہ انما کنا نخوض ونلعب المطبعۃ المیمنۃ مصر ۱۰/ ۱۰۴ و ۱۰۵

صحابیت کا انکار کفر خالص ہے، اسی طرح تبرائیاں زمانہ میں اور بھی کفر وارتداد کی قطعی وجوہ ہیں جن کی تفصیل ردالرفضۃ میں ہے اور ان کا کافر مرتد ہونا عامہ کتب معتمدہ خلاصہ وفتح القدیر وظہیریہ وعالمگیری وردالمحتار و عقود الدریۃ و بحرالرائق و نہر الفائق وتبیین الحقائق وبدائع وبزازیہ وبرجندی وانقرویہ و واقعات المفتین و اشباہ ومجمع الانہر وطحطاوی علی الدر وغنیہ ونظم الفرائد وبرہان شرح مواہب الرحمن وتیسیر المقاصدوشرح وہبانیہ ومغنی المستفتی وتنویر الابصار ومنح الغفار واصول امام شمس الائمہ وکشف البزدوی وشفاء شریف و روضہ امام نووی واعلام ابن حجر وکتاب الانوار وشرح عقائد ومنح الروض وفواتح الرحموت وارشاد الساری وفتاوٰی علامہ مفتی ابوسعود وعلامہ نوح آفندی وشیخ الاسلام عبداللہ آفندی واحمد مصری علی مراقی الفلاح وشلبی علی الزیلعی وغیرہما سے ثابت وروشن ہے، خزانۃ الفقہ پھر فتاوی ہندیہ میں ہے:

لوقذف عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بالزنی کفر باللہ تعالٰی [1]۔	اگر کسی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا پر تہمت زنا لگائی تو اس نے اللہ تعالٰی کے ساتھ کفر کیا۔ (ت)

شرح ملتقی الابحر میں ہے:

یکفر بقولہ لاادری ان النبی فی القبر مؤمن اوکافر وبقولہ ماکان علینا نعمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لان البعثۃ من اعظم النعم وبقذفہ عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا وانکارہ صحبۃ ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ [2]۔	اگر کسی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ نبی قبر میں حالت ایمان میں ہے یا کفر میں، تو کافر ہوجائے گا، اسی طرح کافر ہوجائے گا اگر یہ کہتا ہے کہ ہم پر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی کوئی نعمت نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ سب سے بڑی نعمت ہے۔ یا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا پر تہمت لگاتا ہے یا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صحابیت کا انکار کرتا ہے۔ (ت)

توپسر زید اگر مرتد نہ تھا اب مرتد ہوگیا، خزانۃ المفتین وظہیریہ وعٰلمگیریہ وحدیقہ ندیہ وغیرہا میں منکران ضروریات دین رافضیوں کے بارہ میں ہے:

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۴

[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۲

ھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام و احکامھا احکام المرتدین [1]۔	یہ لوگ ملت اسلامیہ سے خارج ہیں اور ان کے احکام مرتدین والے ہیں۔(ت)

اس کے مرتد ہوتے ہی نکاح فوراً فسخ و باطل ہوگیا، تنویر الابصار و شرح علائی میں ہے:

ارتداد احد الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء [2]۔(ملخصاً)	زوجین میں سے کسی ایک کے مرتد ہوجانے سے بلاتاخیر نکاح فسخ ہوجاتا ہے(ت)

عورت کو حرام قطعی ہے کہ اسے شوہر سمجھے زید پر حرام قطعی ہے کہ دختر کو رخصت کرے اگر قربت واقع ہوگئی زنائے خالص ہوگا اگر اولاد ہوگئی ولد الزنا ہوگی، درمختار میں ہے:

فی شرح الوھبانیۃ للشرنبلالی مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا [3]۔	شرنبلالی کی شرح وہبانیہ میں ہے کہ جو چیز بالاتفاق کفر ہو اس سے عمل اور نکاح باطل ہوجاتا ہے اور اس کی اولاد ولد الزنا قرار پاتی ہے۔(ت)

اگر بالفرض پسر بکر اب اپنے آپ کو سنی ظاہر کرے بلکہ حقیقۃً سچا پکا خالص مخلص وسنی ہوجائے تو نکاح کہ فسخ و باطل ہوگیا عود نہیں کرسکتا نہ عورت پر جبر ہوسکتا ہے کہ اس سے از سرنو نکاح کرے۔ جامع الفصولین میں ہے:

لوارتد ھو لاتجبر المرأۃ علی التزوج [4] واللہ تعالٰی اعلم	اگر خاوند مرتد ہوجائے تو عورت کو (دوبارہ) نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۴

[2] درمختار شرح تنویر الابصار باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۰

[3] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۹

[4] جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۷

رسالہ
رَدُّ الرِّفضۃ ۱۳۲۰ھ
(تبرائی رافضیوں کارَد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۳۴: از سیتاپور مرسلہ جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بی بی سیّدہ سُنی المذہب نے انتقال کیا اس کے بعض بنی عم رافضی تبرائی ہیں، وہ عصبہ بن کر ورثہ سے ترکہ چاہتے ہیں حالانکہ روافض کے یہاں عصوبت اصلاً نہیں، اس صورت میں وہ مستحق ارث ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

الحمد للہ الذی ھدانا وکفانا، واوانا عن الرفض و الخروج، وکل بلاء نجانا، والصلٰوۃ والسلام علٰی سیدنا ومولٰنا و ملجانا و ماوانا محمد واٰلہ و صحبہ الاولین ایمانا والاحسنین احسانا والامکنین ایقانا آمین!	سب حمدیں اس اللہ تعالٰی کے لئے جس نے ہمیں ہدایت دی اور رفض اور خروج سے کفایت اور پناہ دی اور ہر بلاء سے نجات دی، اور صلٰوۃ و سلام ہو ہمارے آقا، مولٰی، ہمارے ملجا اور ماوٰی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کی آل و صحابہ پر جو ایمان لانے میں پہلے اور نیکی میں احسن اور ایمان و یقین میں پختہ ہیں، آمین!

صورتِ مستفسرہ میں یہ رافضی اس مرحومہ سیدہ سنّیہ کے ترکہ سے کچھ نہیں پاسکتے اصلاً کسی قسم کا استحقاق نہیں رکھتے اگرچہ بنی عم نہیں خاص حقیقی بھائی بلکہ اس سے بھی قریب رشتے کے کہلاتے اگرچہ وُہ عصوبت کے منکر نہ بھی ہوتے کہ اُن کی محرومی دینی اختلاف کے باعث ہے۔ سراجیہ میں ہے:

موانع الارث اربعة (الی قوله) واختلاف الدینین۔[1]	وراثت کے موانع چار ہیں، دین کا اختلاف، تک بیان کیا۔ (ت)

تحقیق مقام وتفصیل مرام یہ ہے کہ رافضی تبرائی جو حضرات شیخین صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما خواہ اُن میں سے ایک کی شان پاک میں گستاخی کرے اگرچہ صرف اس قدر کہ انھیں امام وخلیفہ برحق نہ مانے۔ کتب معتمدہ فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ ائمہ ترجیح وفتوٰی کی تصحیحات پر مطلقاً کافر ہے۔ درمختار مطبوعہ مطبع ہاشمی صفحہ ۶۴ میں ہے:

ان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها کقوله ان الله تعالٰی جسم کالاجسام وانکاره صحبة الصدیق۔[2]	اگر ضروریاتِ دین سے کسی چیز کا منکر ہو تو کافر ہے مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالٰی اجسام کے مانند جسم ہے یا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صحابیت کا منکر ہونا۔

طحطاوی حاشیہ درمطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۴۴ میں ہے: وکذا خلافته[3] (اور ایسے ہی آپ کی خلافت کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔ فتاوٰی خلاصہ قلمی کتاب الصلوۃ فصل ۱۵ اور خزانۃ المفتین قلمی کتاب الصلوۃ فصل فی من یصح الاقتداء بہ ومن لایصح میں ہے:

الرافضی ان فضل علیا علی غیره فهو مبتدع ولو انکر خلافة الصدیق رضی الله تعالٰی عنه فهو کافر۔[4]	رافضی اگر مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کو سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے افضل جانے تو بدعتی گمراہ ہے اور اگر خلافتِ صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منکر ہو تو کافر ہے۔

فتح القدیر شرح ہدایہ مطبع مصر جلد اول ص ۲۴۸ اور حاشیہ تبیین العلامہ احمد شلبی مطبوعہ مصر جلد اول ص ۱۳۵ میں ہے:

---

[1] سراجی فی المیراث فصل فی الموانع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴

[2] درمختار باب الامامۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۸۳

[3] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار باب الامامۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۴۴

[4] خزانۃ المفتین کتاب الصلوۃ فصل من یصح الاقتداء بہ ومن لا یصح قلمی ۱/ ۲۸

فی الرافض من فضل علیاً علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق اوعمر رضی اللہ عنہما فھو کافر۔[1]	رافضیوں میں جو شخص مولٰی علی کو خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے افضل کہے گمراہ ہے اور اگر صدیق یا فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کی خلافت کا انکار کرے تو کافر ہے۔

وجیز امام کردری مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۳۱۸ میں ہے:

من انکر خلافۃ ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ فھو کافر فی الصحیح ومن انکر خلافۃ عمر رضی اللہ تعالی عنہ فھو کافر فی الاصح۔[2]	خلافتِ ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منکر کفر ہے، یہی صحیح ہے، اور خلافتِ عمر فاروق رضی اللہ رتعالٰی عنہ کا منکر بھی کافر ہے، یہی صحیح تر ہے،

تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق مطبوعہ مصر جلد اول ص ۱۳۴ میں ہے:

قال المرغینانی تجوز الصلوۃ خلف صاحب ھوی و بدعۃ ولاتجوز خلف الرافضی والجھمی والقدری والمشبہ ومن یقول بخلق القراٰن، حاصلہ ان کان ھوی لا یکفر بہ صاحبہ تجوز مع الکراھۃ والا فلا۔[3]	امام مرغینانی نے فرمایا بدمذہب بدعتی کے پیچھے نماز ادا ہو جائیگی اور رافضی، جہمی، قدری، تشبیہی کے پیچھے ہوگی ہی نہیں، اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر اُس بدمذہبی کے باعث وُہ کافر نہ ہو تو نماز اُس کے پیچھے کراہت کے ساتھ ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

فتاوٰی عالمگیریہ مطبوعہ مصر جلد اول ص ۸۴ میں اس عبارت کے بعد ہے:

ھکذافی التبیین والخلاصۃ وھو الصحیح ھکذافی البدائع۔	ایسا ہی تبیین الحقائق وخلاصہ میں ہے اور یہی صحیح ہے ایسا ہی بدائع میں ہے۔

اُسی کی جلد ۳ صفحہ ۲۶۴ اور بزازیہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۹ اور الاشباہ قلمی فن ثانی کتاب السیر اور اتحاف الابصار والبصائر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۷ اور فتاوٰی انقرویہ مطبوعہ مصر جلد اول ص ۲۵ اور واقعات المفتین مطبوعہ مصر ص ۳۱ سب میں فتاوٰی خلاصہ سے ہے:

الرافضی ان کان یسب الشیخین و یلعنھما والعیاذ باللہ تعالٰی فھو کافر وان کان	رافضی تبرائی جو حضرات شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو معاذ اللہ بُرا کہے کافر ہے، اور اگر مولا علی کرم اللہ

[1] حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق کتاب الصلوۃ باب الامامۃ والحدث فی الصلوۃ المطبعۃ الکبری الامیریہ مصر ۱/ ۱۳۵

[2] فتاوٰی بزازیہ علی ہامش فتاوی ہندیہ نوع فیما یتصل بہا مما یجب اکفارہ من اہل البدع نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۱۸

[3] تبیین الحقائق کتاب الصلوۃ باب الامامۃ والحدث فی الصلوۃ المطبعۃ الکبری الامیریہ مصر ۱/ ۱۳۴

یفضل علیا کرم اللہ تعالٰی وجھہ علیھما فھو مبتدع۔[1]	تعالٰی وجہہ کو صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی سے افضل بتائے تو کافر نہ ہوگا مگر گمراہ ہے۔

اُسی کے صفحہ مذکورہ اور برجندی شرح نقایہ مطبوعہ لکھنؤ جلد ۴ ص ۲۱ میں فتاوٰی ظہیریہ سے ہے:

من انکر امامۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ فھو کافر وعلی قول بعضھم ھو مبتدع ولیس بکافر والصحیح انہ کافر وکذٰلک من انکر خلافۃ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ فی اصح الاقوال۔[2]	امامت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا منکر کافر ہے، اور بعض نے کہا بد مذہب ہے کافر نہیں، اور صحیح یہ ہے کہ وُہ کافر ہے، اسی طرح خلافت فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منکر بھی صحیح قول پر کافر ہے۔

وہیں فتاوٰی بزازیہ سے ہے:

ویجب اکفارھم باکفار عثمان وعلی وطلحۃ وزبیر وعائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم۔[3]	رافضیوں، ناصبیوں اور خارجیوں کا کافر کہنا واجب ہے اس سبب سے کہ وہ امیر المومنین عثمان و مولی علی و حضرت طلحہ و حضرت زبیر و حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کو کافر کہتے ہیں۔

بحر الرائق مطبوعہ مصر جلد ۵ ص ۱۳۱ میں ہے:

یکفر بانکارہ امامۃ ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ علی الاصح کانکارہ خلافۃ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ علی الاصح۔[4]	اصح یہ ہے کہ ابو بکر یا عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی امامت و خلافت کا منکر کافر ہے۔

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مطبوعہ قسطنطنیہ جلد اول ص ۱۰۵ میں ہے:

الرافضی ان فضل علیا فھو مبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق فھو کافر۔[5]	رافضی اگر صرف تفضیلیہ ہو تو بد مذہب ہے اور اگر خلافتِ صدیق کا منکر ہو تو کافر ہے۔

---

[1] فتاوٰی بزازیہ علی ھامش فتاوٰی ہندیۃ نوع فیما یتصل بھا نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۱۹

[2] برجندی شرح نقایہ کتاب الشھادۃ فصل یقبل الشھادۃ من اہل الھواء نولکشور لکھنؤ ۴/ ۲۱،۲۰

[3] فتاوٰی بزازیہ علی ھامش فتاوٰی ہندیۃ نوع فیما یتصل بھا مما یجب اکفارہ الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۱۸

[4] بحر الرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۱

[5] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کتاب الصلٰوۃ فصل الجماعۃ سنۃ موکدۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۰۸

اُسی کے صفحہ ۱۳۶ میں ہے:

یکفر بانکارہ صاحبة ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنه وبانکارہ امامته علی الاصح وبانکارہ صحبة عمر رضی اللہ تعالٰی عنه علی الاصح۔[1]	جو شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صحابیت کا منکر ہو کافر ہے۔یُونہی جو اُن کے امامِ برحق ہونے کاانکار کرنے مذہب اصح میں کافر ہے،یونہی عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صحابیت کاانکار قول اصح پر کفر ہے۔

غنیہ شرح منیہ مطبوعہ قسطنطنیہ ص ۵۱۴ میں ہے:

المراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف ما یعتقدہ اھل السنة والجماعة وانما یجوز الاقتداء به مع الکراھة اذالم یکن ما یعتقدہ یؤدی الی الکفر عند اھل السنة اما لوکان مؤدیا الی الکفر فلا یجوز اصلا کالغلاة من الروافض الذین ید عون الالوھیة لعلی رضی اللہ تعالٰی اوان النبوة کانت له فغلط جبریل و نحو ذٰلك مما ھو کفر و کذامن یقذف الصدیقة او ینکر صحبة الصدیق اوخلافته اویسب الشیخین۔[2]	بدمذہب سے وُہ مراد ہے جو کسی بات کااہلسنت وجماعت کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو،اور اس کی اقتداء کراہت کے ساتھ اُس حال میں جائز ہے جب اُس کا عقیدہ اہلسنت کے نزدیک کفر تک نہ پہنچا تاہو،اگر کفر تک پہنچائے تو اصلًا جائز نہیں،جیسے غالی رافضی کہ مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کو خدا کہتے ہیں،یا یہ کہ نبوت ان کے لئے تھی جبریل نے غلطی کی۔اور اسی قسم کی اور باتیں کہ کفر ہیں،اور یونہی جو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو معاذ اللہ اس تہمت ملعونہ کی طرف نسبت کرے یا صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صحابیت یا خلافت کاانکار کرے یا شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو بُرا کہے۔

کفایہ شرح ہدایہ مطبع بمبئی جلد اول اور مستخلص الحقائق شرح کنزالدقائق مطبع احمدی ص ۳۲ میں ہے:

ان کان ھواہ یکفر اھله کالجھمی و القدری الذی قال بخلق القراٰن والرافضی لغالی الذی ینکر خلافة ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنه لاتجوز الصلٰوة خلفه۔[3]	بدمذہبی اگر کافر کردے جیسے جہمی اور قدری کہ قرآن کو مخلوق کہے،اور رافضی غالی کہ خلافت صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا انکار کرے اُس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

---

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب المرتد فصل ان الفاظ الکفر انواع داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۲

[2] غنیہ المستملی فصل الاولی بالامامة سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۵

[3] مستخلص الحقائق باب فی بیان احکام الامامة مطبع کانشی رام بررورکس لاہور ۱/ ۲۰۲،الکفایة مع فتح القدیر باب الامامة نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۰۵

شرح کنز للملا مسکین مطبع مصر جلد اول ص ۲۰۸ علی ہامش فتح المعین میں ہے:

فی الخلاصۃ یصح الاقتداء باھل الاھواء الا الجھمیۃ والجبریۃ والقدریۃ والرافضی الغالی ومن یقول بخلق القراٰن والمشبہ، وجملتاہ ان من کان من اھل قبلتنا ولم یغل فی ھواہ حتی لم یحکم بکونہ کافرا تجوز الصلوۃ خلفہ وتکرہ واراد بالرافضی الغالی الذی ینکر خلافۃ ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔[1]	خلاصہ میں ہے بد مذہبوں کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے سوائے جہمیہ و جبریہ و قدریہ و رافضی غالی قائل خلق قرآن و مشبہ کے اور حاصل یہ کہ اہل قبلہ سے جو اپنی بدمذہبی میں غالی نہ ہو یہاں تک کہ اُسے کافر نہ کہا جائے اُس کے پیچھے نماز بکراہت جائز ہے۔ اور رافضی غالی سے وہ مراد ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خلافت کا منکر ہو۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح مطبع مصر ۱۹۸ میں ہے:

ان انکر خلافۃ الصدیق کفر و الحق فی الفتح عمر بالصدیق فی ھذا الحکم والحق فی البرھان عثمان بھما ایضاً ولا تجوز الصلوۃ خلف منکر المسح علی الخفین او صحبۃ الصدیق ومن یسب الشیخین اویقذف الصدیقۃ ولا خلف من انکر بعض ماعلم من الدین ضرورۃ لکفرہ ولا یلتفت الی تاویلہ و اجتھادہ[2]	یعنی خلافتِ صدیق رضی اللہ تعالٰی کا منکر کافر ہے اور فتح القدیر میں فرمایا کہ خلافتِ فاروق رضی اللہ تعالٰی کا منکر بھی کفر ہے، اور برہان شرح مواہب الرحمٰن میں فرمایا خلافت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منکر بھی کافر ہے اور نماز اس کے پیچھے جائز نہیں جو مسحِ موزہ یا صحابیتِ صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منکر ہو یا شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو بُرا کہے یا صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا پر تہمت رکھے، اور نہ اس کے پیچھے جو ضروریات دین سے کسی شے کا منکر ہو کہ وہ کافر ہے اور اُس کی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا نہ اس جانب کہ اس نے رائے کی غلطی سے ایسا کہا۔

نظم الفرائد منظومہ علامہ ابن وہبان مطبوعہ مصر ہامش مجیبہ ص ۴۰ اور نسخہ قدیمہ قلمیہ مع الشرح فصل من کتاب السیر میں ہے:ـ

ومن لعن الشیخین اوسب کافر   ومن قال فی الایدی الجوارح اکفر
وصحح تکفیر منکر خلافت ال   عتیق فی الفاروق ذٰلک الاظھر[3]

---

[1] شرح کنز للملا مسکین علی ہامش فتح المعین باب الامامۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۰۸

[2] طحطاوی علی مراقی الفلاح باب الامامۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۶۵

[3] نظم الفرائد منظومہ علامہ ابن وہبان

جو شخص حضرات شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما پر تبرا بکے یا بُرا کہے کافر ہے، اور جو کہے ید اللہ سے ہاتھ مراد ہے وُہ اس سے بڑھ کر کافر ہے اور خلافتِ صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے انکار میں قول مصحح تکفیر ہے اور یہی در بارہ انکار خلافتِ فاروق رضی اللہ تعالٰی اظہر ہے۔ تیسیر المقاصد شرح وہبانیہ للعلامہ الشرنبلالی قلمی کتاب السیر میں ہے:

الرافضی اذاسب ابا بکر و عمر رضی اللہ تعالٰی عنهما ولعنهما یکون کافر اوان فضل علیهما علیا لا یکفر و ھو مبتدع۔[1]	رافضی اگر شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو بُرا کہے یا اُن پر تبرا بکے کافر ہو جائے، اور اگر مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کو اُن سے افضل کہے کافر نہیں گمراہ بد مذہب ہے۔

اسی میں وہیں ہے۔

من انکر خلافة ابی بکر الصدیق فھو کافر فی الصحیح وکذا منکر خلافة ابی حفص عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنه فی الاظھر۔[2]	خلافتِ صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منکر مذہب صحیح پر کافر ہے، اور ایسا ہی قولِ اظہر میں خلافتِ فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا منکر بھی۔

فتوی علامہ نوح آفندی، پھر مجموعہ شیخ الاسلام عبید اللہ آفندی، پھر مغنی المستفتی عن سوال المفتی، پھر عقود الدریة مطبع مصر جلد اول ص ۹۲، ۹۳ میں ہے:

الروافض کفرة جمعوا بین اصناف الکفر منها انھم یسبون الشیخین سود اللہ وجوھھم فی الدارین فمن اتصف بواحد من ھذہ الامور فھو کافر ملتقطا۔[3]	رافضی کافر ہیں طرح طرح کے کفروں کے مجمع میں ازانجملہ خلافت شیخین کا انکار کرتے ہیں ازانجملہ شیخین کو بُرا کہتے ہیں: اللہ تعالٰی دونوں جہان میں رافضیوں کا منہ کالا کرے، جو ان میں کسی بات سے متصف ہو کافر ہے۔ ملتقطا۔

اُنھیں میں ہے:

[1] تیسیر المقاصد شرح وہبانیہ للشرنبلالی

[2] تیسیر المقاصد شرح وہبانیہ للشرنبلالی

[3] عقود الدریة باب الردة والتعزیر ارگ بازار قندھار افغانستان ۱/ ۹۲، ۱۰۳

اماسب الشیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما فانہ کسب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقال اصدر الشہید من سب الشیخین اولعنہما یکفر۔[1]	شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو بُرا کہنا ایسا ہے جیسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنا، اور امام صدر شہید نے فرمایا: جو شیخین کو بُرا کہے یا تبرا بکے کافر ہے۔

عقودالدریہ میں بعد نقل فتوٰی مذکورہ ہے:

وقد اکثر مشائخ الاسلام من علماء الدولۃ العثمانیۃ لا زالت مؤیدۃ بالنصرۃ العلیۃ الافتاء فی شان الشیعۃ المذکورین وقد اشبع الکلام فی ذٰلک کثیر منہم و الّفوافیہ الرسائل وممن افتی بنحوذٰلک فیہم المحقق المفسر ابوالسعوداٗفندی العمادی و نقل عبارتہ العلامۃ الکواکبی الحلبی فی شرحہ علی منظومتہ الفقہیۃ المسماۃ بالفرائد السنیۃ۔[2]	علمائے دولتِ عثمانیہ کہ ہمیشہ نصرت الٰہی سے موید رہے، اُن سے جو اکابر شیخ الاسلام ہوئے انھوں نے شیعہ کے باب میں کثرت سے فتوے دئے، بہت نے طویل بیان لکھے اور اس بارے میں رسالے تصنیف کئے، اور انھیں میں سے جنھوں نے روافض کے کفر و ارتداد کا فتوٰی دیا۔ محقق مفسر ابو سعود آفندی عمادی (سردار مفتیان دولت علیہ عثمانیہ) ہیں اور اُس کی عبارت علامہ کواکبی حلبی نے اپنے منظومہ فقہیہ مسمّٰی بہ فرائد سنیہ کی شرح میں نقل کی۔

اشباہ قلمی فن ثانی باب الرواۃ اور اتحاف ص ۱۸۷ اور انقروی جلد اول ص ۲۵ اور واقعات المفتین ص ۱۳ سب میں مناقب کردری سے ہے:

یکفر اذا انکر خلافتہما او یبغضہما لمحبۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لہما۔[3]	جو خلافت شیخین کا انکار کرے یا اُن سے بغض رکھے کافر ہے کہ وُہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔

بلکہ بہت اکابر نے تصریح فرمائی کہ رافضی تبرائی ایسے کافر ہیں جن کی توبہ بھی قبول نہیں، تنویر الابصار متن درمختار مطبع ہاشمی ص ۳۱۹ میں ہے:

---

[1] عقود الدریۃ باب الردۃ والتعزیر ارگ بازار قندھار افغانستان ۱/ ۱۰۴

[2] عقود الدریۃ باب الردۃ والتعزیر ارگ بازار قندھار افغانستان ۱/ ۱۰۵

[3] واقعات المفتین کتاب السیر دائرہ معارف اسلامیہ، بلوچستان ص ۱۳

کل مسلم ارتد فتو بته مقبولة الا الکافر بسب النبی او الشیخین او احدھما۔[1]	ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر وہ جو کسی نبی یا حضرات الشیخین یا ان میں ایک کی شان میں گستاخی سے کافر ہو۔

اشباہ والنظائر قلمی فن ثانی کتاب السیر اور فتاوٰی خیریہ مطبوعہ مصر جلد اول ص ۹۴، ۹۵ اور اتحاف الابصار والبصائر مطبوعہ مصر ص ۱۸۶ میں ہے:

کافر تاب فتو بته مقبو لة فی الدنیا والاٰخرة الاجماعة الکافر بسب النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وسائر الا نبیاء وبسب الشیخین او احدھما[2]	جو کافر توبہ کرے اس کی توبہ دُنیا وآخرت میں قبول ہے مگر کچھ کافر ایسے ہیں جن کی توبہ مقبول نہیں ایک وُہ جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا، دوسرا وہ کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما دونوں یا ایک کو بُرا کہنے کے باعث کافر ہوا۔

در مختار میں ہے:

فی البحر عن الجوھرة معزیاً للشھید من سب الشیخین اوطعن فیھما کفر ولا تقبل توبته وبه اخذ الدبوسی وابو اللیث وھو المختار للفتوی انتھی وجزم به الاشباہ واقرہ المصنف۔[3]	یعنی بحر الرائق میں بحوالہ جوہرہ نیرہ شرح مختصر قدوری امام صدر شہید سے منقول ہے جو شخص حضرات شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو بُرا کہے یا اُن پر طعن کرے وہ کافر ہے اس کی توبہ قبول نہیں، اور اسی پر امام دبوسی اور امام فقیہ ابواللیث سمر قندی نے فتوٰی دیا، اور یہی قول فتوی کے لئے مختار ہے، اسی پر اشباہ میں جزم کیا، اور علامہ شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ غزی تمر تاشی نے اسے برقرار رکھا۔

اور پر ظاہر کہ کوئی کافر کسی مسلمان کا ترکہ نہیں پا سکتا۔ در مختار صفحہ ۲۸۳ میں:

موانعه الرق والقتل واختلاف الملتین اسلاماً وکفرا ملتقطاً۔[4]	یعنی میراث کے مانع ہیں غلام ہونا اور مورث کو قتل کرنا اور مورث ووارث میں اسلام وکفر کا اختلاف۔

تبیین الحقائق جلد ۶ ص ۲۴۰ عالمگیری جلد ۶ ص ۴۵۴ میں ہے:

---

[1] درمختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶۔۵۷
[2] فتاوٰی خیریہ کتاب السیر باب المرتدین دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۰۲
[3] درمختار شرح تنویر الابصار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۷
[4] درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الفرائض باب المرتد ۲/ ۳۴۵

اختلاف الدین ایضاً یمنع الارث والمراد به الاختلاف بین الاسلام والکفر۔[1]	مورث ووارث میں دینی اختلاف بھی مانع میراث ہے، اور اس سے مراد اسلام وکفر کا اختلاف ہے۔

بلکہ رافضی خواہ وہابی خواہ کوئی کلمہ گو جو باوصف ادعائے اسلام عقیدہ کفر رکھے وہ تو بتصریح ائمہ دین سب کافروں سے بدتر کافر یعنی مرتد کے حکم میں ہے۔ ہدایہ مطبع مصطفائی جلد اخیر صفحہ ۵۶۳ اور درمختار صفحہ ۶۶۸ اور عالمگیری جلد ۶ صفحہ ۱۴۲ میں ہے:

صاحب الھوی ان کان یکفر فھو بمنزلة المرتد۔[2]	بدمذہب اگر عقیدہ کفریہ رکھتا ہو تو مرتد کی جگہ ہے۔

غرر متن درر طبع مصر جلد ۲ ص ۴۴۶ میں ہے:

ذوھوی ان اکفر فکالمرتد۔[3]	بدمذہب اگر تکفیر کیا جائے تو مثل مرتد کے ہے۔

ملتقی الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر جلد ۲ صفحہ ۶۸۹ میں ہے:

ان حکم بکفرہ بما ارتکبه من الھوی فکالمرتد۔[4]	اگر اسی بدمذہبی کے سبب اُس کے کفر کا حکم دیا جائے تو وُہ مرتد کی مثل ہے۔

نیز فتاوٰی ہندیہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۶۴ اور طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ مطبع مصر جلد اول صفحہ ۲۰۷، ۲۰۸ اور برجندی شرح نقایہ جلد ۴ صفحہ ۲۰ میں ہے:

یجب اکفار الروافض فی قولھم برجعة الاموات الی الدنیا (الی قوله) وھؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامھم احکام المرتدین کذا فی الظھیریة۔[5]	یعنی رافضیوں کو اُن کے عقائد کفریہ کے باعث کافر کہنا واجب ہے، یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اُن کے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں، ایسا ہی فتاوٰی ظہیریہ میں ہے۔

اور مرتد اصلاً صالح وراثت نہیں، مسلمان تو مسلمان کسی کافر حتی کہ خود اپنے ہم مذہب مرتد کا

---

[1] تبیین الحقائق کتاب الفرائض المطبعة الکبری الامیریه مصر ۶/ ۲۴۰

[2] فتاوٰی ہندیه الباب الثامن فی وصیة الذمی والحربی نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۱۳۰

[3] غرر الاحکام مع الدرر الحکام، کتاب الوصایا فصل وصایا الذمی احمد کامل الکائنة العلیه مصر ۲/ ۴۴۶

[4] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر کتاب الوصایا بوصیة الذمی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۷۱۷

[5] فتاوٰی ہندیه باب المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۴

ترکہ بھی ہر گز اسے نہیں پہنچ سکتا۔ عالمگیری جلد ۶ ص ۴۵۵ میں ہے:

المرتد لایرث من مسلم ولا من مرتد مثلہ کذا فی المحیط۔[1]	مرتد نہ کسی مسلمان اور نہ ہی اپنے جیسے مرتد کا وارث ہو گا، ایسے ہی محیط میں ہے۔ (ت)

خزانۃ المفتین میں ہے:

المرتد لایرث من احد لامن المسلم ولا من الذمی ولامن مرتد مثلہ۔[2]	مرتد کسی کا بھی وارث نہ بنے گا نہ مسلمان نہ ذمی اور نہ ہی اپنے جیسے مرتد کا۔ (ت)

یہ حکم فقہی مطلق تبرائی رافضیوں کا ہے اگرچہ تبرا و انکار خلافت شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے سوا ضروریات دین کا انکار نہ کرتے ہوں،

والاحوط فیہ قول المتکلمین انھم ضلال من کلاب النار لا کفار وبہ ناخذ۔	اس میں محتاط متکلمین کا قول ہے کہ وہ گمراہ اور جہنمی کُتے ہیں کافر نہیں، اور یہی ہمارا مسلک ہے (ت)

اور روافضِ زمانہ تو ہر گز صرف تبرائی نہیں بلکہ یہ تبرائی علی العموم منکران ضروریات دین اور باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کفار مرتدین ہیں یہاں تک کہ علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ جو انھیں کافر نہ جانے خود کافر ہے، بہت عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں اُن کے عالم جاہل مرد عورت چھوٹے بڑے سب بالاتفاق گرفتار ہیں:

کفراول: قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں، کوئی کہتا ہے اُس میں سے کچھ سُورتیں امیر المومنین عثمان غنی ذوالنورین یا دیگر صحابہ اہلسنت رضی اللہ تعالٰی عنہم نے گھٹا دیں، کوئی کہتا ہے اُس میں سے کچھ لفظ بدل دئے، کوئی کہتا ہے یہ نقص و تبدیل اگرچہ یقینا ثابت نہیں محتمل ضرور ہے اور جو شخص قرآن مجید مین زیادت یا نقص یا تبدیل کسی طرح کے تصرفِ بشری کا دخل مانے یا اُسے محتمل جانے بالاجماع کافر مرتد ہے کہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب کر رہا ہے۔ اللہ عزوجل سورہ حجر میں فرماتا ہے:

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ⑨"۔[3]	بیشک ہم نے اتارا یہ قرآن اور بیشک بالیقین ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

بیضاوی شریف مطبع لکھنؤ صفحہ ۴۲۸ میں ہے:

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب الفرائض الباب السادس فی میراث اہل الکفر الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۴۵۵

[2] خزانۃ المفتین کتاب الفرائض قلمی ۲/ ۲۵۰

[3] القرآن الکریم ۱۵/ ۹

لحفظون ای من التحریف والزیاۃ والنقص۔[1]	تبدیل و تحریف اور کمی بیشی سے حفاظت کرنے والے ہیں۔(ت)

جلالین شریف میں ہے:

لحفظون من التبدیل والتحریف والزیادۃ والنقص۔[2]	یعنی حق تعالٰی فرماتا ہے ہم خود اُس کے نگہبان ہیں اُس سے کہ کوئی اُسے بدل دے یا اُلٹ پلٹ کردے یا کچھ بڑھادے یا گھٹا دے۔

جمل مطبع مصر جلد ۳ ص ۵۶۱ میں ہے:

بخلاف سائر الکتب المنزلۃ فقد دخل فیھا التحریف والتبدیل بخلاف القران فانہ محفوظ عن ذلك لا یقدر احد من جمیع الخلق الانس و الجن ان یزید فیہ او ینقص منہ حرفا واحدا او کلمۃ واحدۃ۔[3]	یعنی بخلاف اور کُتب آسمانی کے کہ اُن میں تحریف و تبدیل نے دخل پایا۔اور قرآن اس سے محفوظ ہے، تمام مخلوق جن وانس کسی کی جان نہیں کہ اُس میں ایک لفظ یا ایک حرف بڑھادیں یا کم کردیں۔

اللہ تعالٰی سورۃ حٰم السجدہ میں فرماتا ہے:

"وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌۙ(۴۱) لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ(۴۲)"[4]	بیشک یہ قرآن شریف معزز کتاب ہے باطل کو اس کی طرف اصلًا راہ نہیں، نہ سامنے سے نہ پیچھے سے یہ اتارا ہُوا ہے حکمت والے سراہے ہُوئے کا۔

تفسیر معالم التنزیل شریف مطبوعہ بمبئی جلد ۴ ص ۳۵ میں ہے:

قال قتادۃ والسدی الباطل ھو الشیطان لا یستطیع ان یغیر او یزید فیہ او ینقص منہ قال الزجاج معناہ انہ محفوظ من	یعنی قتادہ وسُدی مفسرین نے کہا باطل کہ شیطان ہے قرآن میں کُچھ گھٹا بڑھا بدل نہیں سکتا۔زجاج نے کہا باطل کہ زیادت و نقصان ہیں قرآن ان سے محفوظ

[1] انوار التنزیل المعروف بالبیضاوی تحت آیۃ انا نحن نزلنا الذکر الخ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۳۰۰

[2] تفسیر جلالین تحت آیۃ انا نحن نزلنا الذکر الخ اصح المطابع دہلی ص ۲۱۱

[3] الفتوحات الالٰھیہ تحت آیۃ انا نحن نزلنا الذکر الخ مصطفی البابی مصر ۲/ ۵۳۹

[4] القرآن الکریم ۴۱/ ۴۱و۴۲

ان ینقص منه فیأتیه الباطل من بین یدیه او یزاد فیه فیأتیه الباطل من خلفه وعلی هذا المعنی الباطل الزیادة والنقصان۔[1]	ہے، کچھ کم ہوجائے تو باطل سامنے سے آئے بڑھ جائے تو پس پشت سے۔اور یہ کتاب ہر طرح باطل سے محفوظ ہے۔

کشف الاسرار امام اجل شیخ عبدالعزیز بخاری شرح اصول امام ہمام فخر الاسلام بزدوی مطبوع قسطنطنیہ جلد ۳ ص ۸۸ و ۸۹ میں ہے:

کان نسخ التلاوة والحکم جمیعا جائزا فی حیاة النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فاما بعد وفاته فلا یجوز قال بعض الرافضة والملحدة ممن یتستربا ظهار الاسلام وهو قاصد الی افساده،هذا جائز بعد وفاته ایضاو زعموا ان فی القراٰن کانت اٰیت فی امامة علی وفی فضائل اهل البیت فکتمها الصحابة فلم تبق باندراس زمانهم،والدلیل علی بطلان هذا القول قوله تعالٰی "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝۹"،کذا فی اصول الفقه لشمس الائمة ملتقطا۔[2]	قرآن عظیم سے کسی چیز کی تلاوت و حکم دونوں کا منسوخ ہونا زمانہ نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں جائز تھا،بعد وفات اقدس ممکن نہیں،بعض وہ لوگ کہ رافضی اور نرے زندیق ہیں بظاہر مسمانی کا نام لے کر اپنا پردہ ڈھانکتے ہیں اور حقیقۃً انھیں اسلام کو تباہ کرنا مقصود ہے،وُہ کہتے ہیں کہ یہ بعد وفات والا بھی ممکن ہے،وُہ بکتے ہیں کہ قرآن میں کچھ آیتیں امامتِ مولا علی اور فضائل اہلبیت میں تھیں کہ صحابہ نے چھپا ڈالیں جب وُہ زمانہ مٹ گیا باقی نہ رہیں اور اس قول کے بطلان پر دلیل خود قرآن عظیم کا ارشاد ہے کہ بیشک ہم نے اتارا یہ قرآن اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ایسا ہی امام شمس الائمہ کی کتاب اصول الفقہ میں ہے۔

امام قاضی عیاض شفا شریف مطبع صدیقی ص ۳۴۶ میں بہت سے یقینی اجماعی کفر بیان کرکے فرماتے ہیں:

وکذلك ومن انکر القراٰن او حرفا منه اور غیر شیئا منه	یعنی اسی طرح وہ بھی قطعًا اجماعًا کافر ہے جو قرآن عظیم یا اس کے کسی حرف کا انکار کرے یا اُس میں سے

[1] معالم التنزیل علی ہامش الخازن تحت آیۃ انہ لکتاب عزیز لا یأتیہ الخ (مصطفی البابی مصر ۶/ ۱۱۳

[2] کشف الاسرار عن اصول البزدوی باب تفصیل المنسوخ دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۸۹۔۱۸۸

اوزادفیه۔[1]	کچھ بدلے یا قرآن میں اس موجودہ میں کچھ زیادہ بتائے۔

فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مطبع لکھنؤ ص ۶۱۷ میں ہے:

اعلم انی رأیت فی مجمع البیان تفسیر الشیعة انه ذهب بعض اصحابهم الی ان القراٰن العیاذ بالله کان زائدا علی هذا المکتوب المقروء قد ذهب بتقصیر من الصحابة الجامعین العیاذ بالله لم یختر صاحب ذٰلك التفسیر هذا القول فمن قال بهذا القول فهو کافر لانکاره الضروری۔[2]	یعنی میں نے طبرسی رافضی کی تفسیر مجمع البیان میں دیکھا کہ بعض رافضیوں کے مذہب میں قرآن عظیم معاذ اللہ اس قدر موجود سے زائد تھا جن صحابہ نے قرآن جمع کیا عیاذًا باللہ اُن کے قصور سے جاتا رہا اس مفسر نے یہ قول اختیار نہ کیا، جو اس کا قائل ہو کافر ہے کہ ضروریات دین کا منکر ہے۔

کفر دوم: ان کا ہر تنفس سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم و دیگر ائمہ طاہرین رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کو حضرات عالیات انبیائے سابقین علیہم الصلوۃ والتحیات سے افضل بتاتا ہے اور جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل کہے باجماع مسلمین کافر بے دین ہے۔ شفاء شریف صفحہ ۳۶۵ میں انہی اجماعی کفروں کے بیان میں ہے:

وکذٰلك نقطع بتکفیر غلاة الرافضة فی قولهم ان الائمة افضل من الانبیاء۔[3]	اور اسی طرح ہم یقینی کافر جانتے ہیں اُن غالی رافضیوں کو جو ائمہ کو انبیاء سے افضل بتاتے ہیں۔

امام اجل نووی کتاب الروضہ پھر امام ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام مطبع مصر صفحہ ۴۴ میں کلامِ شفا نقل فرماتے اور مقرر رکھتے ہیں، ملا علی قاری شرح شفا مطبوعہ قسطنطنیہ جلد ۲ صفحہ ۵۲۶ میں فرماتے ہیں: **هذا کفر صریح**[4] (یہ کُھلا کفر ہے۔) منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر مطبع حنفی ص ۱۴۶ میں ہے:

ما نقل عن بعض الکرامیة من جواز کون الولی افضل من النبی کفر و ضلالة والحاد	وہ جو بعض کرامیہ سے منقول ہوا کہ جائز ہے کہ ولی نبی سے مرتبے میں بڑھ جائے یہ کفر و ضلالت و بے دینی و

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل فی بیان ماهو من مقالات المطبعة الشرکة الصحافیه ۲/ ۲۷۴

[2] فواتح الرحموت بذیل المستصفیٰ مسئله کل مجتهد فی المسئلة الاجتهاد الخ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲/ ۳۸۸

[3] الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ فصل فی بیان ماهو من المقالات ۲/ ۲۷۵

[4] شرح الشفاء ملا علی قاری فصل فی بیان ماهو من المقالات دار الفکر بیروت ۴/ ۵۱۹

وجہالۃ۔[1]	جہالت ہے۔

شرح مقاصد مطبوع قسطنطنیہ جلد ۲ ص ۳۰۵ اور طریقہ محمدیہ علامہ برکوی قلمی آخر فصل اول باب ثانی میں ہے:

واللفظ لھا ان الاجماع منعقد علی ان الانبیاء افضل من الاولیاء۔[2]	بیشک مسلمانوں کا اجماع قائم ہے اس پر کہ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام اولیائے عظام سے افضل ہیں۔

حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ مطبع مصر جلد اول ص ۲۱۵ میں ہے:

التفضیل علی نبی تفضیل علی کل نبی۔[3]	کسی غیر نبی کو ایک نبی سے افضل کہنا تمام انبیاء سے افضل بتانا ہے۔

شرح عقائد نسفی مطبع قدیم ص ۶۵ پھر طریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ ص ۲۱۵ میں ہے:

واللفظ لھما (تفضیل الولی علی النبی) مرسلا کان اولا (کفر وضلال کیف وھو تحقیر النبی) بالنسبۃ الی الولی (وخرق الاجماع) حیث اجمع المسلمون علی فضیلۃ النبی علی الولی الخ باختصارہ[4]	ولی کو کسی نبی سے خواہ وہ نبی مرسل ہو یا غیر مرسل افضل بتانا کفر وضلال ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس میں ولی کے مقابل نبی کی تحقیر اور اجماع کا رَد ہے کہ ولی سے نبی کے افضل ہونے پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے الخ اختصارًا۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۷۸ میں ہے:

النبی افضل من الولی وھو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر لانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ۔[5]	نبی ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر باب الولی لایبلغ درجۃ النبی مصطفٰی البابی مصر ص ۱۲۱
[2] طریقہ محمدیہ ان الولی لایبلغ درجۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکتبہ حنفیہ کوئٹہ ۱/ ۸۴
[3] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیہ والاستخفاف بالشریعۃ کفر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۳۱۵
[4] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیہ والاستخفاف بالشریعۃ کفر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۳۱۶
[5] ارشاد الساری کتاب العلم باب مایستحب للعالم اذا سئل ای الناس اعلم دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۲۱۴

روافض کے مجتہدان حال نے اپنے فتووں میں ان صریح کفروں کا صاف اقرار کیا ہے۔
یہ فتوٰی رسالہ تکملہ ردروافض ورسالہ اظہار الحق مطبوعات مطبع صبح صادق سیتاپور ۱۲۹۳ھ و ۱۸۷۶ء میں مفصل مذکور ہیں جن میں اس مقام کے متعلق یہ الفاظ ہیں:

فتوی(۱): چہ می فرمایند مجتہدین دریں مسئلہ کہ مرتبہ ولی مصطفٰی علی مرتضٰی علیہ السلام از سائر انبیائے سابقین علیہم السلام سوائے سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افضل ست یانہ؟ **بینوا توجروا**۔ **الجواب**: افضل ست واللہ یعلم۔ **العالم ۱۲۸۳** الراقم میر آغا عفی عنہ **فتوی(۲)**: چہ میفرمایند دریں مسئلہ کہ در کلام مجید جمع کردہ عثمان تحریف از تخریج آیات مدائح جناب امیر علیہ اسلام وغیرہ واقع شدہ یانہ؟ **جواب**: ایں امر بر سبیل جزم وقطع ثابت نیست لیکن متحمل ست۔ واللہ یعلم۔ (**ھوالعالم ۱۲۸۳**) الراقم میر آغا عفی عنہ **فتوی(۳)**: مسئلہ دوم مرتبہ اہلبیت نبوی صلوات اللہ علیہم اجمعین سیما حضرت علی مرتضٰی از سائر انبیاء افضل ست یانہ؟ **جواب**: البتہ مراتب ائمہ ہدی از سائر انبیاء بلکہ رسولان اولوالعزم سوائے حضرت خاتم المرسلین صلوات اللہ علیہ زیادہ بود ورتبہ جناب امیر نیز۔ (سید علی محمد ۱۲۶۳)	**فتوی(۱)**: کیا فرماتے ہیں مجتہدین دین اس مسئلہ میں کہ ولی مصطفٰی علی مرتضٰی علیہ السلام ماسوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے باقی تمام انبیائے سابقین سے افضل ہیں یا نہیں؟ **بینوا توجروا**۔ **الجواب**: افضل ہیں، اللہ جانتا ہے (ت) **ھوالعالم ۱۲۸۳** الراقم میر آغا عفی عنہ **فتوی(۲)**: آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ عثمان کے جمع کردہ قرآن مجید میں امیر علیہ السلام کی مدح والی آیات میں تحریف کی گئی ہے یا نہیں؟ **جواب**: یہ چیز یقینی اور قطعی نہیں تاہم احتمال ہے، اللہ جانتا ہے۔ **ھوالعالم ۱۲۸۳** الراقم میر آغا عفی عنہ **فتوی(۳)**: دوسرا مسئلہ کہ نبی کے اہل بیت صلوات اللہ علیہم اجمعین خصوصًا علی مرتضٰی تمام انبیاء سے افضل ہیں یا نہیں؟ (سید علی محمد ۱۲۶۳) **جواب**: البتہ ائمہ ہدی کا مرتبہ تمام انبیاء بلکہ رسولوں سے ماسوائے خاتم المرسلین صلوات اللہ علیہ کے زیادہ تھا اور رتبہ جناب امیر کا بھی۔ (سید علی محمد ۱۲۶۳)

فتوٰی (۴): مسئلہ ہفتم در قرآن مجید جمع کردہ عثمان تحریف و نقصان واقع شدہ یا نہ؟ **جواب**: تحریف جامع القرآن بلکہ محرق و محرف قرآن در نظم قرآن یعنی ترتیب آیات از کلام مفسرین فریقین و عنوان نظم قرآن مستغنی عن البیان و ہمچنیں نقصان بعضی آیات واردہ در فضیلت اہلبیت علیہم السلام مدلول قرائن بسیار و آثارات بیشمار۔ (سید علی محمد ۱۲۶۳)	**فتوٰی (۴)**: ساتواں مسئلہ، عثمان کے جمع کردہ قرآن مجید میں تحریف اور کمی واقع ہوئی ہے یا نہیں؟ **جواب**: قرآن کے جامع بلکہ جلانے والے اور تحریف کرنے والے کی تحریف نظم قرآن یعنی ترتیب آیات میں فریقین کے مفسرین کے کلام اور نظم قرآن کے عنوان سے واضح ہے، اور یونہی اہلبیت علیہم السلام کی فضیلت میں وارد بعض آیات میں کمی بہت سے قرائن اور بے شمار آثار سے ثابت ہے۔ (سید علی محمد ۱۲۶۳)

روافض علی العموم اپنے مجتہدوں کے پیروکار ہوتے ہیں، اگر بفرض غلط کوئی جاہل رافضی ان کُھلے کفروں سے خالی الذہن بھی ہو تو فتوائے مجتہدان کے قبول سے اُسے چارہ نہیں اور بفرض باطل یہ بھی مان لیجئے کہ کوئی رافضی ایسا نکلے جو اپنے مجتہدین کے فتوٰی بھی نہ مانے تو اقل اتنا یقینا ہوگا کہ ان کفروں کی وجہ سے اپنے مجتہدوں کو کافر نہ کہے گا، بلکہ اُنھیں اپنے دین کا عالم و پیشواو مجتہد ہی جانے گا اور جو کسی کافر منکر ضروریات دین کو کافر نہ مانے خود کافر مرتد ہے۔ فاء شریف ص ۳۶۲ میں انھیں اجماعی کفر کے بیان میں ہے:

ولهذا نكفر من لم يكفر من دان بغير ملة المسلمين من الملل او وقف فيهم اوشك اوصحح مذهبهم وان اظهر مع ذلك الاسلام واعتقده واعتقد ابطال كل مذهب سواه فهو كافر باظهاره بما ظهر من خلاف ذلك۔[1]	ہم اسی واسطے کافر کہتے ہیں ہر اس شخص کو جو کافروں کو کافر نہ کہے یا ان کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے یا اُن کے مذہب کی تصحیح کرے اگرچہ اس کے ساتھ اپنے آپ کو مسلمان جتاتا اور اسلام کی حقانیت اور اس کے سوا ہر مذہب کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ اُس کے خلاف اُس اظہار سے کہ کافر کو کافر نہ کہا خود کافر ہے۔

اُسی کے صفحہ ۳۲۱ اور فتاوٰی بزازیہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۲ اور درر وغرر مطبع مصر جلد اول صفحہ ۳۰۰ اور فتاوٰی خیریہ جلد اول صفحہ ۹۴، ۹۵ اور درمختار صفحہ ۳۱۹ اور مجمع الانہر جلد اول صفحہ ۶۱۸ میں ہے:

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل فی بیان ماھو من المقالات المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ص ۲۷۱

من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔[1]	جو اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بالیقین خود کافر ہے۔

علمائے کرام نے خود روافض کے بارے میں بالخصوص اس حکم کی تصریح فرمائی، علامہ نوح آفندی و شیخ الاسلام عبداللہ آفندی وعلامہ حامد عمادی آفندی مفتی دمشق الشام وعلامہ سید ابن عابدین شامی عقود جلد اول ص ۹۲ میں اس سوال کے جواب میں کہ رافضیوں کے باب میں کیا حکم فرماتے ہیں:

ھٰؤلاء الکفرۃ جمعوا بین اصناف الکفر ومن توقف فی کفرھم فھو کافر مثلھم[2] اھمختصرا۔	یہ کافر طرح طرح کے کفروں کے مجمع ہیں جو ان کے کفر میں توقف کرے خود انہیں کی طرح کافر ہے اھ مختصراً۔

علامۃ الوجود مفتی ابوالسعود اپنے فتاوٰی پھر علامہ کواکبی شرح فرائد سنیہ پھر علامہ محمد امین الدین شامی تنقیح الحامدیہ ص ۹۳ میں فرماتے ہیں:

اجمع علماء الاعصار علی ان من شك فی کفرھم کان کافرا[3]۔	تمام زمانوں کے علماء کا اجماع ہے کہ جو ان رافضیوں کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

تنبیہ جلیل: مسلمانو! اصل مدار ضروریات دین ہیں اور ضروریات اپنے ذاتی روشن بدیہی ثبوت کے سبب مطلقاً ہر ثبوت سے غنی ہوتے ہیں یہاں تک کہ اگر بالخصوص ان پر کوئی نص قطعی اصلاً نہ ہو جب بھی ان کا وہی حکم رہے گا کہ منکر یقیناً کافر مثلاً عالم بجمیع اجزائہ حادث ہونے کی تصریح کسی نص قطعی میں نہ ملے گی۔ غایت یہ کہ آسمان وزمین کا حدوث ارشاد ہوا ہے مگر باجماع مسلمین کسی غیر خدا کو قدیم ماننے والا قطعاً کافر ہے جس کی اسانید کثیرہ فقیر کے رسالہ "**مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید** ۱۳۰۴ھ" میں مذکور تو وجہ وہی ہے کہ حدوث جمیع ماسوی اللہ ضروریات دین سے ہے کہ اسے کسی ثبوت خاص کی حاجت نہیں۔ اعلام امام ابن حجر ص ۱۷ میں ہے:

زاد النووی فی الروضۃ ان الصواب	علامہ نووی نے روضہ میں یہ زائد کہا کہ درست

[1] درمختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

[2] العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوٰی حامدیہ باب الردۃ والتعزیر ارگ بازار قندھار افغانستان ۱/ ۱۰۲۔۱۰۳

[3] العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوٰی حامدیہ باب الردۃ والتعزیر ارگ بازار قندھار افغانستان ۱/ ۱۰۵

تقییدہ بما اذا جحد مجمعًا علیہ یعلم من الاسلام ضرورۃ سواء کان فیہ نص ام لا[1]۔	یہ ہے اسے اس چیز سے مقید کیا جائے جس کا ضروریات اسلام سے ہونا بالاجماع معلوم ہو اس میں کوئی نص ہو یا نہ ہو۔ (ت)

یہی سبب ہے کہ ضروریات دین میں تاویل مسموع نہیں ہوتی اور شک نہیں کہ قرآن جو بحمد اللہ تعالٰی شرقًا غربًا قرنًا فقرنًا تیرہ سو برس سے آج تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود محفوظ ہے باجماع مسلمین بلا کم وکاست وہی "تنزیل رب العالمین" ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مسلمانوں کو پہنچائی اور ان کے ہاتھوں میں ان کے ایمان انکے اعتقاد ان کے اعمال کے لئے چھوڑی، اسی کا ہر نقص وزیادت وتغییر وتحریف سے مصوئن ومحفوظ، اور اس کا وعدہ حقہ صادقہ "اناله لحافظون" میں مراد وملحوظ ہونا ہی یقینا ضروریات دین سے ہے نہ یہ کہ قرآن جو تمام جہان کے مسلمانوں کے ہاتھ میں تیرہ سو۱۳۰۰ برس سے آج تک ہے یہ تو نقص وتحریف سے محفوظ نہیں، ہاں ایک وہم تراشیدہ صورت ناکشیدہ دندان غول کی خواہر پوشیدہ غار سامرہ میں اصلی قرآن بغل کتمان میں دبائے بیٹھی ہے "اناله لحافظون" کا مطلب یہی ہے یعنی مسلمانوں سے عمل تو اسی محرف مبدل ناقص نامکمل پر کرائیں گے اور اس اصلی جعلی کو　ع

برائے نہادن چہ سنگ وچہ زر
(رکھنے کے لئے پتھر اور سونا برابر ہیں۔ت)

کی کھوہ میں چھپائیں گے، گویا "حافظون" کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کو مسلمانوں سے محفوظ رکھیں گے، انھیں اس کی پرچھائے نہ دکھائیں گے، بعض ناپاکوں نے اس سے بڑھ کر تاویل نکالی ہے کہ قرآن اگرچہ کتنا ہی بدل جائے مگر علم الٰہی ولوح محفوظ میں تو بدستور باقی ہے، حالانکہ علم الٰہی میں کوئی شے نہیں بدل سکتی، پھر قرآن کی کیا خوبی نکلی۔ توریت وانجیل درکنار، مہمل سے مہمل ردی سے ردی کوئی تحریر جس میں مصنف کا ایک لفظ ٹھکانے سے نہ رہا بلکہ دنیا سے سراسر معدوم ہو گئی ہو علم الٰہی ولوح محفوظ میں یقینا بدستور باقی ہے، ایسی ناپاک تاویلات ضروریات دین کے مقابل نہ مسموع ہوں، نہ ان سے کفر وارتداد اصلا مدفوع ہوں ان کی حالت وہی ہے جو نیچریہ نے آسمان کو بلندی جبرئیل وملائکہ کو قوت خیر، ابلیس وشیاطین کو قوت بدی، حشر ونشر وجنت ونار کو محض روحانی نہ جسدی بنالیا۔ قادیانی مرتد نے خاتم النبیین کو افضل المرسلین، ایک دوسرے شقی نے نبی بالذات سے بدل دیا، ایسی تاویلیں سن لی جائیں تو اسلام وایمان قطعًا درہم برہم ہو جائیں، بت پرست لا الٰہ الا اللہ

[1] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ استنبول ترکی ص ۳۵۳

کی تاویل کرلیں گے کہ یہ افضل واعلٰی میں حصر ہے یعنی خدا کے برابر دُوسرا خدا ہے وہ سب دوسروں سے بڑھ کر خدا ہے نہ یہ کہ دوسرا خدا ہی نہیں جیسے لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار (علی کرم اللہ وجہہ کے بغیر کوئی بہادر جوان نہیں اور ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں۔ت) وغیرہ محاوراتِ عرب سے روشن ہے یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ ایسے مرتدان لیام مدعیان اسلام کے مکروہ اوہام سے نجات وشفا ہے وباللہ التوفیق والحمد للہ رب العٰلمین۔

بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے

کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں اُنکے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے، معاذاللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہرالٰہی ہے۔ اگر مرد سُنی اور عورت ان خبیثوں میں کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہ ہو گا محض زنا ہوگا، اولاد ولد الزنا ہوگی باپ کا ترکہ نہ پائے گی اگرچہ اولاد بھی سُنی ہی ہو کہ شرعًا ولد الزنا کا باپ کوئی نہیں، عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی کہ زانیہ کے لئے مہر نہیں، رافضی اپنے کسی قریب حتی کہ باپ بیٹے ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پاسکتا۔ سُنی تو سنی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہب رافضی کے ترکہ میں اس کا اصلا کچھ حصہ نہیں، ان کے مرد عورت عالم جاہل کسی سے میل جول، سلام کلام سب سخت کبیرہ اشد حرام، جو ان کے ان ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر پھر بھی انھیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے، اور اُس کے لئے بھی یہی سب احکام ہیں جو اُن کے لئے مذکور ہُوئے، مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتوی کو بگوش ہوش سنیں۔ اور اس پر عمل کرکے سچے پکے مسلمان سنی بنیں۔ وباللہ التوفیق واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
محمدی سنی حنفی قادری
عبدالمصطفٰی احمد رضا خان
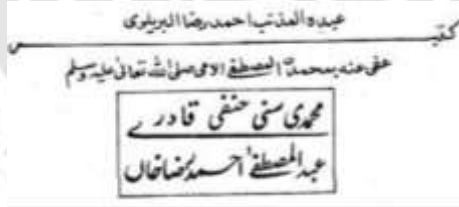
مسئلہ ۳۵: از ماناڈے سورتی مسجد ملک برہما مسئولہ مولوی احمد مختار صاحب صدیقی ۶ رجب ۱۳۳۳ھ

ایک شخص ہمیشہ علماء کو بُرا کہتا رہتا ہے چنانچہ ایک روز اس کے سامنے ذکر ہُوا کہ فلاں عالم نئے تشریف لانے والے ہیں تو وُہ فوراً کہتا ہے کہ ہاں آتے ہوں گے کوئی بھاڑ کھاؤ ایسے بد گو علماء کے لئے شریعت غرہ میں کیا حکم ہے؟

الجواب:

ایسے شخص کی نسبت حدیث فرماتی ہے منافق ہے، فقہاء فرماتے ہیں کافر ہے۔ خطیب حضرت ابو ہریرہ اور ابو الشیخ ابن حبان کتاب التوبیخ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاثة لا یستخف بحقهم الامنا فق بین النفاق ذو الشیبة فی الاسلام والامام المقسط ومعلم الخیر۔ [1]	تین افراد کو منافق کے علاوہ کوئی حقیر نہیں سمجھے گا، وُہ بوڑھا جو حالتِ اسلام میں بوڑھا ہوا، عادل امیر اور خیر کی تعلیم دینے والا۔ (ت)

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے:

الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر و من قال لعالم عویلم اولعلوی علیوی قاصدا به الاستخفاف کفر۔ [2] واللّٰه تعالٰی اعلم۔	سادات اور علماء کی تحقیر کفر ہے، جو عالم کو عویلم، علوی کو علیوی حقارت کی نیت سے کہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ واللّٰه تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۶: مسئولہ اکبر یار خاں صاحب ساکن شہر کہنہ محصل چندہ مدرسہ اہلسنت وجماعت ۹ ذوالقعدہ ۱۳۳۳ھ دوشنبہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ وغیرہ سب عبادتیں محض اللہ رب العزت تبارک وتعالٰی ہی کے واسطے کرنا چاہئے اگرچہ اس کی ذات پاک بے نیاز ہے۔ کسی کی عبادت، ریاضت وغیرہ کی اس کو ضرورت نہیں ہے وہ اس سے پاک اور

---

[1] تاریخ بغداد ۸/ ۲۷ و ۱۴/ ۶۱ دار الکتاب العربی بیروت، کنز العمال بحوالہ ابی الشیخ فی التوبیخ عن جابر حدیث ۴۳۸۱۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۳۲

[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب المرتد الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۵

منزہ اور مبرا ہے، مگر بندہ ناچیز کو اپنے مولا کی تعمیل حکم کرنا چاہئے، بکر کہتا ہے کہ زید کا دماغ خشک ہو گیا اس لئے کہتا ہے، یہ سب غلط ہے بلکہ جو کچھ ہم کرتے ہیں وُہ سب اپنی ذات کے لئے کرتے ہیں اور کرنا چاہئے ایسی صورت میں زید و بکر کے قول کی بابت کیا حکم ہے؟

الجواب:

زید و بکر اپنی اپنی مراد پر دونوں سچے ہیں، بیشک نماز، روزہ، حج، زکوۃ سب اللہ عزوجل ہی کے لئے ہیں یعنی ان سے اسی کی عبادت و نجابت تعظیم مقصود ہے۔

"اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗ"۔[1]	بیشک میری نماز اور قربانی اور جینا اور مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو مالک ہے سارے جہان کا اس کا کوئی شریک نہیں۔

اور بیشک تمام عبادات و اعمال حسن اپنے ہی لئے ہیں یعنی اپنے فائدے کو ہیں "مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ"[2] (جو نیک کام کرے وہ اپنے لئے کرتا ہے۔ دونوں قول قرآن عظیم میں موجود ہیں، ہاں بکر کا یہ کہنا کہ زید کا دماغ خشک ہو گیا ہے، مفت ایذائے مسلم ہے اس سے معافی چاہے اور اس کا کہنا کہ یہ سب غلط ہے بہت سخت کلمہ ہے اسے تجدید اسلام چاہئے کہ اس نے ایسے واضح دینی، قرآنی قول کی تغلیط کی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ایضاً زید اپنے آپ کو گنہگار، خطاوار جانتا ہے مگر بروقت گفتگو زید یہ کہتا ہے کہ میں مسلمان مومن سچا ہُوں، اور بکر بھی اپنے آپ کو گنہگار خیال کرتا ہے مگر بروقت بکر یہ کہتا ہے کہ میں ہر گز مسلمان نہیں ہوں، چنانچہ زید کو اپنی بابت سچا مومن کہنا اور بکر کو مسلمان ہونے سے انکار کرنا کیسا ہے، دونوں کی نسبت کیا حکم ہے؟

الجواب:

زید کے قول میں حرج نہیں، ہاں اسے حمد الٰہی بڑھا لینا چاہئے تھا، الحمدللہ میں مسلمان ہوں، بکر کا قول بہت قبیح ہے، ائمہ نے فرمایا ہے جو اپنے مسلمان ہونے سے انکار کرے وہ مسلمان نہیں اسے توبہ اور تجدید اسلام پھر تجدید نکاح چاہئے، واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۷: از شہر کہنہ مسئولہ سید نور صاحب محرر دار الافتاء ۹ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ

(۱) زید بے علم ہے مگر ہر عالم درویش پر ازرُوئے اہانت اعتراض کرتا ہے اور عیب جوئی میں ساعی رہتا ہے، پس اہانت علماء وغیرہ شرعاً کیسا فعل ہے؟

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۶۳

[2] القرآن الکریم ۴۱/ ۴۶

(۲) کیا فیصلہ اور حکم شرعی سے متجاوز اور منکر ہونا کفر ہے یا گناہ کبیرہ؟ **فقط**

الجواب:

(۱) عیب جوئی ہر مسلمان کی حرام ہے نہ کہ علماء کی، **قال تعالٰی** "لَاتَجَسَّسُوْا" [1] (اللہ تعالٰی نے فرمایا عیب نہ ڈھونڈو(ت) اور علمائے دین کی اہانت کفر ہے **کما فی مجمع الانھر وغیرہ** (جیسا کہ مجمع الانہر وغیرہ میں ہے۔ت)

(۲) انکار بمعنی تکذیب کفر ہے اور تجاوز فسق و معصیت۔ **واللہ تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۳۹: از ضلع پترہ ڈاک خانہ پنچہ رامپور موضع سات بیلہ مسئولہ رجب علی ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ شنبہ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالٰی مسئلہ (کہ چند مولویان معہود بمکان شخصے کہ از وکارے خلاف شرع سرزد شدہ بود یعنی بازنِ مغلظہ خود تامدت دو سہ ماہ باعیش ازواج اوقات بسر برد) بوجود علم بلا تعمیل وتنبیہ ختم خوانی کردہ طعام خوری نمودند، ازیں جہت شخصے معتبر عالم دوست حاجی الحرمین کہ از مریدان جناب شاہ عبداللطیف شہنودی است وجناب شاہ صاحب نیز برائے تنبیہ امور شرع اوراتاکید بسیار نمودہ واوبرائے تعمیل ارشاد جناب شاہ صاحب اکثر مقدمات شرع شریف و معاملات دنیوی فیصلہ میکندو فی الحال درکار شرع بسیار مستحکم مستقیم ایشاں راگفتہ کہ مولویان ایں زماں درریدہ سرگیں دہان افگنندو میان حرام و حلال تمیز نکنند پس دریں صورت شخص موصوف موافق شرع کافر شود یانہ یا بروے فقط حکم تجدید نکاح کردہ شود یانہ اگر شرعاً کافرنہ شود کسے اورا کافر گوید بروئش چہ حکم	اس معاملہ میں آپ کا کیا قول ہے اللہ تعالٰی تم پر رحمت نازل فرمائے (کہ چند مقامی علماء نے ایک شخص کے مکان پر جس نے شریعت کی خلاف ورزی کر رکھی ہے یعنی اس نے اپنی مغلظہ عورت دو تین ماہ سے رکھی ہوئی ہے اور اس سے ازدواجی تعلقات قائم کئے ہوئے ہے، ان لوگوں کو اس بات کا علم بھی تھا انھوں نے تنبیہ کے بغیر وہاں ختم پڑھا اور اس کا کھانا بھی کھایا اور ایک شخص معتبر عالم دوست، حرمین کا حاجی اور شاہ عبداللطیف شہنودی کا مرید ہے جناب شاہ صاحب نے بھی اسے امور شرع کے بارے میں خوب تاکید فرمائی اور وہ بحکم شاہ صاحب اکثر مقدمات شرعیہ اور معاملات دنیوی کے فیصلے بھی کرتا ہے اس وقت وہ امورِ شرعیہ میں مستحکم اور مستقیم ہے اس نے انکے حق میں یہ کلمات کہے ہیں کہ اس زمانہ کے مولویوں نے گندگی میں منہ ڈالا ہوا ہے اور حلال و حرام میں وُہ کوئی تمیز نہیں کرتے وُہ شخص شرعی حکم کے مطابق کافر ہوگا یا نہ؟ یا اس پر فقط تجدید نکاح کا حکم جاری ہوگا یا نہیں، اگر وُہ

[1] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۲

بینوا بسند الکتاب تؤجروا عند اللہ یوم الحساب، فقط۔	شرعاً کافر نہیں تو جو اسے کافر کہے اس کا کیا حکم ہے؟ کتاب وسنت کے حوالے سے بیان کیجئے اور یوم قیامت اللہ تعالٰی سے اجر پائیے، فقط (ت)

الجواب:

| کسے کہ بازن سہ طلاقہ خود بے تحلیل طرح معاشرت انداخت ونزد شوئی باخت بجائے خود بزہ کار است وباچنیں گناہگاراں معاملہ پیشوایان دین مختلف بودہ است ہم بہ نرمی کار کردہ اند وہم بہ درشتی چنانکہ در احیاء العلوم رنگ تفصیل دادہ اند مولویان کہ بخانہ او ختم خواند وچیزے خوردند گناہے نکردند کسے کہ آناں رابدانسان والفاظ بدیاد کرد چیزے شنیع آورد باز حکم خاص بر آناں نہ نمود بلکہ عام مولویان ایں زمان گفت شناعتش از حد گزشت تکفیر او نشاید اما تجدید اسلام ونکاح سزد کہ باید وآنکہ تکفیر او کردہ است نیز کار از حد بردہ است وازانیز توبہ باید۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ | جس شخص نے اپنی عورت کو طلاقیں دے دیں اور اس کے بعد بغیر حلال ہونے کے اس کے ساتھ مباشرت کرنا زنا اور بدکرداری ہے، ایسے گنہگار لوگوں کے ساتھ علمائے دین کا معاملہ مختلف ہوتا ہے کبھی ان پر نرمی کرنا پڑتی ہے اور کبھی سختی، اس کی تفصیل احیاء العلوم میں دیکھئے، مولویوں نے جو اس کے گھر ختم پڑھا اور کوئی چیز کھائی تو اس سے وہ گناہگار نہیں ہوئے جو شخص انہیں بدالفاظ سے یاد کرتا ہے وہ برا کرتا ہے پھر ان پر حکم خاص نہیں رکھا بلکہ عام مولویوں کی بات کرتا ہے تو اگرچہ یہ بات نہایت بری ہے لیکن اس پر تکفیر کا حکم جاری نہیں ہوسکتا، رہا تجدید اسلام اور نکاح کا معاملہ تو یہ مناسب ہے اور جس نے اس کی تکفیر کی ہے وہ بھی حد سے بڑھ گیا اس کو بھی توبہ کرنی چاہئے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت) |

مسئلہ ۴۰: از شہر سورت محلّہ سید واڑہ مسئولہ سید صدر الدین زری والے صفر المظفر ۱۳۳۴ھ چہار شنبہ

عالی خدمت عالی جناب مولانا مولوی حضرت احمد رضا خاں صاحب **دام ظلکم** بعد ادائے آداب تسلیمات کے گزارش ہے کہ در شہر سورت خیریت آنجناب کی شب و روز درگاہ رب العزت سے نیک مطلوب ہوں، دیگر گزارش یہ کہ قبل از اس کے ایک گزارش نامہ در طلب ردوہابیہ ارسال خدمت کیا تھا، ہنوز انتظار دست یاب نسخہ مذکور ہوں، اس اثناء میں ایک اور سوال بے ثبات فرقہ مذکور سے ایجاد ہوا وہ یہ کہ رسالتمآب کے والد ماجد حالتِ کفر میں تھے اور اسی حالت میں رحلت بھی فرمایا اس کے رد میں اہل تسنّن نے یہ جواب دیا کہ

وہ کسی حالت سے بھی کافر نہیں ہو سکتے تھے تو یہ کفر کا اطلاق نامعقول ہے یہ جواب دیا مگر قیاسی دیا مگر قیاسی و یاسندی نہیں ثبوت ہمارے پاس نہیں ہے جواس بات کا پورا پورا جواب کریں اس لئے آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس کا رد و ثبوت ہو جائے تو عین سرفرازی ہے تمام کیفیت کماحقہ اس خط سے اور آگے کے خط سے گوش زد کیا ہوں، **فقط**۔

الجواب:

مذہب صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے والدین کریمین حضرت سیدنا عبداللہ اور حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہما اہل توحید واسلام ونجات تھے، بلکہ حضور کے آباء و امہات حضرت عبداللہ وآمنہ سے حضرت آدم وحوا تک مذہب ارجح میں سب اہل اسلام وتوحید ہیں۔

قال اللہ تعالٰی	اللہ تعالٰی نے فرمایا: جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے
الَّذِیۡ یَرٰىكَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ ﴿۲۱۸﴾ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیۡنَ ﴿۲۱۹﴾ [1]۔	ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو (ت)

اس آیہ کریمہ کی تفسیر سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نور ایک نمازی سے دوسرے نمازی کی طرف منتقل ہوتا آیا [2]۔ اور حدیث میں ہے کہ رب عزوجل نے نور اقدس کی نسبت فرمایا کہ اسے اصلاب طیبہ وارحام طاہرہ میں رکھوں گا [3] اور رب عزوجل کبھی کسی کافر کو طیب وطاہر نہ فرمائے گا، "**اِنَّمَا الۡمُشۡرِکُوۡنَ نَجَسٌ**" [4] (بیشک مشرکین نجس ہیں۔ ت) اس بارے میں ہمارا ایک خاص رسالہ ہے **شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام**۔ اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خاص اس باب میں چھ رسالے لکھے۔ **فشکر اللہ سعیہ واجزل ثوابہ** (اللہ تعالٰی ان کی کاوش قبول فرمائے اور انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ ت) **واللہ تعالٰی اعلم**۔

مسئلہ ۱۴۱ تا ۱۴۳:　مسئولہ معرفت مصطفٰی میاں سلمہ، بروز چہار شنبہ　۲۸ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

(۱) ایک سنی کے سامنے ذکر آیا کہ شیعہ ومعتزلہ دار جنت میں رؤیت باری عزوجل کے منکر ہیں، ان صاحب نے کہا وہ سچ کہتے ہیں انہیں تو نہیں ہوگی، شاید مومنین کے لئے بھی ذکر میں تھا اگرچہ یہ ایک شبہہ سا یاد پڑتا ہے، یہ کہنا کیسا ہے؟

(۲) ارتضا حسین پیر میاں صاحب نے اپنا نام ابوالبرکات رکھا اور اس پر اب آزاد کا اور اضافہ

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۱۹۔۲۱۸

[2] معالم التنزیل مع الخازن آیہ تقلبك فی الساجدین کے تحت مصطفی البابی مصر ۵/ ۹۹

[3] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی المطبعۃ الشرکۃ الصحافیہ مصر ۱/ ۶۳

[4] القرآن الکریم ۹/ ۲۸

کیا، جس کی ایک واہی تباہی روایت چھپوا کر تقسیم کی، اس کی بابت اک صاحب نے کہا کہ یہ نام انہوں نے کہاں سے رکھا، کچھ اللہ میاں کے یہاں تو آپ کا یہ نام لکھا ہوا ہے نہیں جس پر کہا گیا کہ لوح محفوظ میں تو سب لکھا ہوا ہے یہ بھی لکھا ہوا ہے، اس پر ان صاحب نے کہا کہ میں نے اس بنا پر کہا تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ نام ماں باپ رکھتے ہیں وہ نام اللہ میاں کے یہاں لکھا جاتا ہے، ظاہراً اس قائل کا مطلب یہ تھا کہ نام کرکے وہی نام لکھا جاتا ہے جو ماں باپ کا رکھا ہے اور جو خود گھڑلے وہ بطور ایک امر واقع کے لکھا ہوتا ہے کہ فلاں اپنا یہ نام رکھے گا نام کرکے نہیں کہ فلاں کا یہ نام ہے، الغرض اس کا وہ مقولہ کیسا ہے اور اس کی کیا اصل ہے کہ نام وہی ہوتا ہے جو ماں باپ کا رکھا ہے یا خود رکھا ہوا۔

(۳) ایک سنی صاحب کے سامنے میں نے کہا کہ حضور سرور عالم صلی تعالٰی علیہ وسلم کے بہت خصائص ہیں، وہ احکام شرعیہ جو عام نہیں ان سے حضور نے بعض صحابہ کو مستثنٰی کیا تھا ان پر ان صاحب نے کہا کہ جبھی تو بعض جہلا کہنے لگے تھے کہ اللہ عزوجل رضاجوئے محمدی ہے، اس پر میں نے کہا کہ بعض جہلا کی کیا تخصیص ہے، اللہ عزوجل تو رضاجوئے محمدی ہے انھوں نے بھی اس کا صاف اقرار کیا اور کہا کہ ایسے خصائص دیکھ کر شاید بعض ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن بھی یہ کہنے لگی تھیں، مگر اصل بات یہ ہے کہ حضور اللہ عزوجل کے فرمودہ سے باہر قدم ہی نہیں رکھتے تھے وہی فرماتے تھے جو اللہ عزوجل کا حکم تھا تو اصل میں حضور متبع حکمِ الٰہی اور رضاجوئے الٰہی بھی ہوئے، ان کی اس وقت کی طرز تقریر وحالت سے ان کا مطلب یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہلا تو یہ سمجھ کر اللہ عزوجل کو رضاجوئے محمدی کہنے لگے تھے کہ حضور ایک حکم دیتے ہیں اور پھر اللہ عزوجل بھی ویسی ہی وحی نازل فرمادیتا ہے یعنی اللہ عزوجل حضور کا اتباع فرماتا ہے حالانکہ اصل میں حکم الٰہی وہی ہوتا ہے اور اسکے اتباع سے حضور حکم دیتے ہیں، غرض اس کا یہ مقولہ کہ جبھی تو بعض جہلا بھی الخ کا کیا حکم ہے اس کلی مقولہ کا کیا جو اس کے بعد کہا گیا۔

الجواب:

(۱) مولا عزوجل فرماتا ہے: انا عند ظن عبدی بی[1] (میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں۔ت) روافض ومعتزلہ کہ رؤیت الٰہی سے مایوس ہیں مایوس ہی رہیں گے، وہابیہ شفاعت سے منکر ہیں محروم ہی رہیں گے تو ان کا انکار ان کے اعتبار سے صحیح ہوا ظاہرا قائل کی یہی مراد ہے کہ ان کی نفی ان کے حق میں سچی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، ہاں جو اس کے قول کی تصدیق بمعنی نفی مطلق کرے وہ ضرور گمراہ وخارج از اہلسنت ہے۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل حدیث واثلہ بن الاسقع دار الفکر بیروت ۴/ ۱۰۶

(۲) بلاشبہہ لوح محفوظ میں ہر صغیر و کبیر مستطر ہے جو اسم بحیثیت علم، دنیا میں کسی کے لئے ہے لوح محفوظ میں وہی بحیثیت علم مکتوب ہے خواہ ماں باپ کا رکھا ہے یا اپنا یا اور کا اور جس میں تغیر واقع ہوا مغیر اور مغیر الیہ دونوں اپنے اپنے زمانہ کی قید سے مکتوب ہیں، حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بہت صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نام تبدیل فرمائے کہ اگلے نام متروک ہوگئے اور وہ انہیں دوسرے ناموں سے مشہور ہیں تو عنداللہ بھی اب یہی ان کے نام ہیں اور انہیں ناموں سے روزِ قیامت پکارے جائیں گے۔ اور جو شخص اپنا نام بدل کر کچھ رکھے اور بحیثیت علم معروف نہ ہو تو اللہ عزوجل کے یہاں بھی وہ نام علم ہو کر لکھا نہ گیا، ہاں یہ واقعہ ضرور مکتوب ہے ظاہرا یہی مراد قائل ہے، قائل نے یہ نہ کہا کہ اللہ تعالٰی کے یہاں یہ نہیں لکھا ہے بلکہ یہ کہا کہ اس کا نام یہ نہیں لکھا ہے تو کتابت نہیں بلکہ سببِ کتابت علمیت ہے، اور یہ صحیح ہے کہ جب کہ اس وضع کئے ہوئے نام نے حیثیت علمیت پیدا نہ کی، ہاں ایسی جگہ کلام بہت ہوشیاری سے چاہئے جس میں کوئی پہلوئے ناقص نہ نکلے، سوال میں اسم جلالت کے لفظ "میاں" مکتوب ہے یہ ممنوع و معیوب ہے، زبان اردو میں "میاں" کے تین معنٰی ہیں جن میں دو اس پر محال ہیں اور شرع سے ورود نہیں لہٰذا اس کا اطلاق محمود نہیں۔

(۳) قائل کا کہنا کہ جب ہی تو بعض جہلا الخ بہت سخت قبیح و شنیع واقع ہوا اور جو معنی اس نے بعد کو قرار دیئے اس میں بھی وہ حقیقت کو نہ پہنچا بلاشبہہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تابع مرضی الٰہی ہیں اور بلاشبہہ کوئی بات اس کے خلاف حکم نہیں فرماتے اور بلاشبہہ اللہ عزوجل حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رضا چاہتا ہے۔

"وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰىؕ" [1]، "قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِۚ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِؕ" [2]۔	اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہوجاؤ گے۔ ہم دیکھ رہے ہیں، بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی پس ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔ (ت)

حکم الٰہی بیت المقدس کی طرف استقبال کا تھا حضور تابع فرمان تھے یہ حضور کی طرف سے رضا جوئی الٰہی تھی مگر قلب اقدس کعبہ کی طرف استقبال چاہتا تھا، مولٰی عزوجل نے مرضی مبارک کے لئے اپنا وہ حکم

[1] القرآن الکریم ۹۳/ ۵

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۴۴

منسوخ فرمادیا اور حضور جو چاہتے تھے قیامت تک کے لئے وہ ہی قبلہ مقرر فرمادیا، یہ اللہ عزوجل کی طرف سے رضاجوئی محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے ان میں سے جس کا انکار ہو قرآن عظیم کا انکار ہے۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنھا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں:

ماأری ربك الّا یسارع فی ھواک[1]۔ رواہ البخاری۔	میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے، اسے بخاری نے روایت کیا۔

یہ ہے وہ کلمہ کہ بعض ازواج مطہرات نے عرض کیا اور عرض کیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا تو قائل کا کہنا کہ ایسے خصائص دیکھ کر شاید بعض ازواج مطہرات یہ کہنے لگی تھیں دراصل بات یہ ہے الخ یہ بتارہا ہے کہ ان بعض ازواج مطہرات نے خلافِ اصل بات کہی اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مقرر رکھی، حدیث روز محشر میں ہے رب عزوجل اولین وآخرین کو جمع کرکے حضور اقدس صلی تعالٰی علیہ وسلم سے فرمائے گا:

کلھم یطلبون رضائی وانا اطلبك رضاك یا محمد[2]۔	یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور اے محبوب! میں تمہاری رضا چاہتا ہوں۔

ع خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد

بالجملہ کلمہ بہت سخت وشنیع تھا اور بعد تاویل بھی شناعت سے بری نہ ہوا، توبہ لازم ہے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۴۴تا۴۵: از مقام چتوڑ گڑھ علاقہ اودریپور راجپوتانہ مسئولہ عبدالکریم صاحب بروز شنبہ ۱۶ ربیع الاول شریف ۱۳۳۴ھ

(۱) جو شخص انگریزی ٹوپی وکوٹ پتلون محض ان کی موافقت کی وجہ سے پہنے تو وہ کافر ہے یا نہیں، غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار باب مرتد میں لکھا ہے کہ جو شخص بلاضرورت سردی وگرمی کے مجوسی کی ٹوپی پہنے وہ کافر ہے، اسی طرح جو شخص زنار باندھے وہ بھی کافر ہے، مگر بضرورت اب اگر انگریزی ٹوپی وکوٹ پتلون بلاضرورت پہننے والا کافر نہیں ہے تو زنار باندھنے والے کو غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار باب المرتد میں کافر کیوں کہا؟

---

[1] صحیح البخاری کتاب التفسیر الاحزاب باب قولہ ترجی من تشاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۰۶

[2] التفسیر الکبیر تحت آیۃ "فلنولینك قبلۃ ترضٰھا" المطبعۃ المصریۃ مصر ۴/ ۱۰۶

(۲) جو شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خدا کہے اور تعزیہ داری کو جائز کرے اور سجدہ تعظیمی کرائے اور محدثین صحاح ستہ پر الزام نکال ڈالنے صحیحہ کا لگائے اس شخص کی نسبت علماء کرام کیا فرماتے ہیں؟

الجواب:

(۱) بلاضرورت زنار باندھنا یا ہیٹ یعنی انگریزی ٹوپی رکھنا بلاشبہہ کفر ہے، حدیقہ ندیہ میں فرمایا: **لبس زی الافرنج علی الصحیح**۔[1] (ملخصًا) فرنگیوں کا ہیٹ پہننا صحیح قول کے مطابق کفر ہے (ت) رہے کوٹ پتلون وہ اگر موافقت نصارٰی اور ان کی وضع کے استحسان کے لئے ہے تو اسے بھی فقہاء کرام نے مطلقًا کفر فرمایا۔ غمز العیون میں ہے:

اتفق مشائخنا من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر۔[2]	جس نے کافروں کے کسی فعل کو اچھا سمجھا باتفاقِ مشائخ کافر ہوگیا۔

اور اگر ایسا نہیں تو فسق ضرور ہے جبکہ بلاضرورت شرعیہ ہو، اور اسے اختیار نہیں کرتا مگر وہ جس کے دل میں کجی ہے جب حب فی اللہ اور بغض للہ کہ مناط ایمان ہیں قلب میں متحکم ہوجاتے ہیں تو اولیاء اللہ کی ہر ادا اچھی معلوم ہوتی ہے اور اعداء اللہ کی ہر بات بری، **نسأل اللہ الھدایۃ** (ہم اللہ تعالٰی سے ہدایت مانگتے ہیں۔ت)

(۲) کسی بات کی طرف نظر کرنے کی حاجت نہیں بعد اس کے کہ مولٰی علی کرم اللہ وجہہ کو خدا کہے یقینا کافر مرتد ہے،

من شك فی عذابہ و کفرہ فقد کفر[3]۔	جس نے اس کے کفر و عذاب میں شک کیا وہ کافر ہوگیا۔ (ت)

جو اس کے قول پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے، مسلمانوں کو اس کے پاس بیٹھنا، اس سے میل جول سلام کلام سب قطعًا حرام۔

قال اللہ تعالٰی "وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۶۸﴾ "[4]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت)

---

[1] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ النوع الثامن من الانواع الستین مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۲۳۰

[2] غمز عیون البصائر مع الاشباہ والنظائر کتاب السیر والردۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۹۵

[3] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

[4] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

وقال تعالٰی "وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ"[1] ۔وقال تعالٰی "وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ"[2] ۔	اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔(ت) اللہ تعالٰی نے فرمایا: تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے (ت)

ان آیاتِ کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ اگر تجھے بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ، ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں دوزخ کی آگ چھوئے گی، جو تم میں ان سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے، اگر وہ علانیہ تائب ہو اور از سرِ نو مسلمان ہو فبہا ورنہ اگر وہ بیمار پڑے اس کی عیادت حرام، اگر مر جائے اسے غسل دینا حرام، کفن دینا حرام، اس کے جنازہ کی نماز سخت حرام، جنازہ کے ساتھ جانا حرام، مقابرِ مسلمین میں اسے دفن کرنا حرام، اسے ایصالِ ثواب حرام بلکہ کفر، کوئی تنگ گڑھا کھود کر اس میں ڈال دیں اور بغیر کسی فاصلے کے اوپر سے اینٹ پتھر خاک بلا جو کچھ ہو پاٹ دیں،

"وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ۟"[3] ۔نسأل الله الثبات علی الایمان والختم بالحسنی ولاحول قوۃ الّا باللّٰہ العلی العظیم۔واللّٰہ تعالٰی اعلم۔	اور بے انصافوں کی سزا ہے۔ ہم اللہ تعالٰی سے ایمان پر ثابت قدمی اور خاتمہ بالخیر کی دعا کرتے ہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔واللّٰہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۴۶: مسئولہ حافظ محمد علاء الدین صاحب پیش امام جامع مسجد مقام بلرام پور ڈاکخانہ رانگہ ڈیہہ ضلع مان بھوم یکم صفر ۱۳۳۵ھ

ایک شخص اپنا شجرہ مجھ سے پڑھانے لگا اس میں پہلے مولانا وارث حسن کا نام تھا، اس کے بعد رشید احمد گنگوہی کا نام تھا، رشید احمد گنگوہی کا نام پڑھتے ہی میں نے اس شجرہ کو نہیں پڑھا کیونکہ "حسام الحرمین" نے ان کے حال سے اچھی طرح خبردار کردیا ہے، مہربانی فرماکر ایک فہرست مطبع اہلسنت وجماعت کی مخصوص اپنے تصنیفات کی مرحمت فرمائی جائے اور ذیل کے استفسار پر کرم فرماکر جواب سے مشرف فرمائیے، مولانا وارث حسن کا کیا مذہب ہے؟

الجواب:

جب آپ "حسام الحرمین" میں علمائے حرمین شریفین کے متفق علیہ فتوے دیکھ چکے تو اس کے بعد

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

[2] القرآن الکریم ۵/ ۵۱

[3] القرآن الکریم ۵/ ۲۹

اس سوال کی ضرورت نہ رہی وارث حسن کے مذہب پر فقیر کو اطلاع نہیں، نہ کبھی ملاقات، مگر اس قدر ضرور ہے کہ وہ جس کا مرید ہے تو اسے ولی جانے گا، کم از کم صحیح العقیدہ صالح نہ سہی مسلمان تو جانے گا، اور حکمِ شرع وہ ہے جو "حسام الحرمین" میں مذکور۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۴۷ تا ۴۸: مرسلہ عبدالواحد خاں صاحب مسلم بمبئی اسلام پورہ معرفت عبداللطیف ہیڈ ماسٹر میونسپل اردو اسکول ۴ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ

(۱) قادیانیوں سے کس طرح کس پیرایہ میں بحث کیا جائے، یعنی ان کی تردید کے بھاری ذرائع کیا ہیں؟

(۲) یا حدیثوں کے انکار سے انسان کافر ہو سکتا ہے؟ اگر ہاں تو کن حدیثوں کے انکار سے؟

الجواب:

(۱) سب سے بھاری ذریعہ اس کے رد کا اول اول کلماتِ کفر پر گرفت ہے جو اس کی تصانیف میں برساتی حشرات کی طرح ابلے کھلے پھر رہے ہیں، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہینیں، عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں، ان کی ماں طیبہ طاہرہ پر لعن طعن، اور یہ کہنا کہ یہودیوں کے جو اعتراض عیسٰی اور ان کی ماں پر ہیں ان کا جواب نہیں اور یہ کہ نبوتِ عیسٰی پر کوئی دلیل قائم نہیں بلکہ عدمِ نبوت پر دلیل قائم ہے یہ ماننا کہ قرآن نے ان کو انبیاء میں گنا ہے اور پھر صاف کہہ دینا کہ وہ نبی نہیں ہو سکتے، معجزات عیسٰی الصلوٰۃ والسلام سے صراحۃً انکار، اور یہ کہنا کہ وہ مسمریزم سے یہ کچھ کیا کرتے تھے، اور یہ کہ میں ان باتوں کو مکروہ نہ جانتا تو آج عیسٰی سے کم نہ ہوتا، تو وہ روشن معجزے جن کو قرآن مجید آیات بینات فرما رہا ہے یہ ان کو مسمریزم و مکروہ مانتا ہے، اپنے آپ کو اگلے انبیاء سے افضل بتانا اور یہ کہنا کہ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے، اور یہ کہنا کہ اگلے چار سو انبیاء کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے، اور یہ کہنا کہ عیسی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار دادیاں نانیاں **معاذ اللہ** زانیہ تھیں اور یہ کہ اسی خون سے عیسٰی کی پیدائش ہے۔ اپنے آپ کو نبی کہنا، اپنی طرف وحی الٰہی کا ادعا کرنا، اپنی بنائی ہوئی کتاب کو کلامِ الٰہی کہنا، اور یہ کہ آیہ کریمہ "مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ"[1] (ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔ت) سے میں مراد ہوں، اور یہ کہ مجھ پر اترا ہے **انا انزلناہ بالقادیان وبالحق نزل** (ہم نے اپنے قادیان میں اور حق کے ساتھ نازل کیا۔ت) اور دوسرا بھاری ذریعہ اس خبیث کی پیشگوئیوں کا جھوٹا پڑنا جن میں بہت چمکتے روشن حرفوں سے لکھنے کے قابل دو واقعے ہیں:

---

[1] القرآن الکریم ۶۱/ ۶

[1] ایک اس کے بیٹے کا جس کی نسبت کہا تھا کہ انبیاء کا چاند پیدا ہوگا اور بادشاہ اس کے کپڑوں سے برکت لیں گے، مگر شانِ الٰہی کہ چوں دم برداشتم مادہ برآمد (جب میں نے دم اٹھا کر دیکھا تو مادہ پایا۔ت) بیٹی پیدا ہوئی، اس کے اوپر کہا کہ وحی کے سمجھنے میں غلطی ہوئی اب کی جو ہوگا وہ انبیاء کا چاند ہوگا۔ بیٹی، بیٹے ہمیشہ پیدا ہوتے ہیں اب کے ہوا بیٹا مگر چند روز جی کر مر گیا، بادشاہ کیا کسی محتاج نے بھی اس کے کپڑوں سے برکت نہ لی۔

[2] دوسری بہت بڑی بھاری پیشگوئی آسمانی جورو کی اپنی چچازاد بہن احمدی کو لکھ کر بھیجا کہ اپنی بیٹی محمدی میرے نکاح میں دے دے، اس نے صاف انکار کردیا، اس پر پہلے طمع دلائی پھر دھمکیاں دیں پھر کہا کہ وحی آگئی کہ "**زوجنا کہا**" ہم نے تیرا نکاح اس سے کردیا، اور یہ کہ اس کا نکاح اگر تو دوسری جگہ کرے گی تو ڈھائی یا تین برس کے اندر اس کا شوہر مرجائے گا۔ مگر اس خدا کی بندی نے ایک نہیں سنی، سلطان محمد خاں سے نکاح کردیا، وہ آسمانی نکاح دھرا ہی رہا، نہ وہ شوہر مرا، کتنے بچے اس سے ہو چکے اور یہ چل دئے۔ غرض اس کے کفر وکذب حد شمار سے باہر ہیں کہاں تک گنے جائیں اور اس کے ہواخواہ ان باتوں کو ٹالتے ہیں، اور بحث کریں گے تو کا ہے میں کہ عیسی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتقال فرمایا مع جسم کے اٹھائے گئے یا صرف روح، مہدی وعیسٰی ایک ہیں یا متعدد۔ یہ ان کی عیاری ہوتی ہے، ان کفروں کے سامنے ان مباحث کا کیا ذکر، فرض کیجئے کہ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ نہیں، فرض کیجئے کہ وہ مع جسم نہیں اٹھائے گئے، فرض کیجئے کہ مہدی وعیسٰی ایک ہیں، پھر اس سے وہ تیرے کفر کیونکر مٹ گئے۔ کلام تو اس میں ہے کہ تو کہتا ہے میں نبی ہوں ہم کہتے ہیں تو کافر، اس کا فیصلہ ہونا چاہئے، انبیاء کی توہینیں، انبیاء کی تکذیبیں، معجزات سے استہزاء، نبوت کا ادعاء، اور پھر دوسرے درجہ میں انبیاء کے چاند والا بیٹا، آسمانی جورو، یہ تیری تکفیر تکذیب کو کافی ہیں۔

(۲) حدیث متواتر کے انکار پر تکفیر کی جاتی ہے خواہ متواتر باللفظ ہو یا متواتر المعنٰی، اور حدیث ٹھہرا کر جو کوئی استخفاف کرے تو یہ مطلقاً کفر ہے اگرچہ حدیث احاد بلکہ ضعیف بلکہ فی الواقع اس سے بھی نازل ہو۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۴۹: مرسلہ عبدالجبار خاں صاحب دھام پور ضلع بجنور ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

کیا شیعوں کے سب فرقے اور غیر مقلدین سب کے سب کافر ہیں؟

الجواب:

ان میں ضروریاتِ دین سے کسی شے کا جو منکر ہے یقیناً کافر ہے اور جو قطعیات کے منکر ہیں ان پر

بحکم فقہاء لزوم کفر ہے اور اگر کوئی غیر مقلد ایسا پایا جائے کہ صرف انہیں فرعی اعمال میں مخالف ہو اور تمام عقائد قطعیہ اہلسنت کا موافق، یا وہ شیعی تفضیلی ہے تو ایسوں پر حکم تکفیر نا ممکن ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۵۰ تا ۵۱:　　از بنارس محلّہ پتر کنڈہ مرسلہ مولانا مولوی عبدالمجید صاحب پانی پتی　۱۱ شعبان ۱۳۳۵ھ

ہمارے سنی حنفی علماء **کثرہم اللہ تعالٰی وابقاہم الی یوم الجزاء** اس میں کیا فرماتے ہیں:

(۱) فرقہ غیر مقلدین [۱] اللہ تعالٰی کے لئے مکان کا قائل اور نیز [۲] اس کے لئے جہت کا قائل ہے جیسا کہ نواب صدیق حسن خاں کے رسالہ "**الاحتواء علٰی مسئلۃ الاستواء**" اور نیز ان کے دیگر رسائل سے ظاہر ہے، اور [۳] احناف کی فقہ کو باطل اور ناحق جانتا ہے، اور [۴] بدیں وجہ اس کی سخت توہین کرتا ہے چنانچہ ایک کلانوری غیر مقلد نے اپنے رسالہ "**الجرح علی اصول الفقہ**" میں فقہ احناف کے حق میں لکھا ہے (بلکہ بدبودار سنڈاس ہے کہ جب اس کے پاس جاؤ تو بدبو ہی آتی ہے، **والعیاذ باللہ تعالٰی**، اور مولوی ابوالقاسم بنارسی کے رسالہ "**الجرح علی الامام**" کی ایک عبارت سے فقہ احناف کا موجب دخول دوزخ ہونا ثابت ہے، اور [۵] نیز امام صاحب رضی اللہ تعالٰی کی توہین بیحد کرتا ہے، چنانچہ مولوی ابوالقاسم بنارسی نے اپنے رسالہ مذکورہ میں منجملہ حضرت امام صاحب کی شان میں بے انتہا بے ادبیاں کیں، آپ کی ولادت شریفہ کے سنہ کا مادہ لفظ "سگ" اور آپ کی وفات شریف کے سنہ کا مادہ لفظ "بوکم جہاں پاک" لکھا ہے **والعیاذ باللہ تعالٰی**، اور [۶] اجماع کا منکر ہے کہ نواب صدیق حسن خاں کے رسالہ "**عرف الجادی**" اور نیز ان کے دیگر رسائل سے ظاہر ہے اور یہ سب باتیں احناف کی فقہ کی مستند کتابوں مثل فتاوٰی قاضی خاں اور فتاوٰی عالمگیری اور نور الانوار وغیرہا کے بموجب کفر ہیں، پس فرقہ غیر مقلدین بوجوہ مذکورہ بحکم فقہ احناف کافر ہے یا نہیں، اور [۷] نیز فرقہ غیر مقلدین مفارق الجماعۃ ہے جیسا کہ ظاہر ہے پس بحکم حدیث شریف:

من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ[1]۔	جو جماعت سے بالشت بھر دور ہوا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پھندہ اتار دیا (ت)

کے خارج از اسلام ہوا یا نہیں؟ اور [۸] نیز فرقہ غیر مقلدین تقلید کو شرک اور مستلزم انتفاء ایمان اور مقلدین کو جن میں بے شمار علماء اور اولیاء بھی داخل ہیں، مشرک اور بے ایمان کہتا و جانتا ہے جیسا کہ مولوی سعید بنارسی کے رسالہ "**ہدایۃ المرتاب**" ص ۱۸ اور ان کے بیٹے ابوالقاسم بنارسی کے رسالہ "**العرجون القدیم**" ص ۲۰ اور نیز دیگر غیر مقلدین کے رسائل سے ظاہر ہے، پس بموجب حدیث:

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۵/ ۱۸۵

لایرمی رجل رجلا بالفسوق ولایرمیہ بالکفر الاارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذٰلک[1]۔	کسی آدمی کا دوسرے کو فاسق وکافر کہنا اسی پر لوٹ آتا ہے اگر دوسرے میں کفر وفسق نہ ہو۔(ت) کے یہ خود مشرک اور بے ایمان ہوئے یا نہیں۔

(۲) اور نیز اس میں کہ رافضی تبرائی کافر مرتد ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

جواب سوال اوّل: بلاشبہہ طائفہ نائفہ غیر مقلدین گمراہ بددین اور بحکم فقہ کفار و مرتدین، جن پر بوجوہ کثیرہ لزوم کفر بین مبین، ہمارے رسالہ "الکوکبۃ الشھابیۃ علی کفریات ابی الوھابیۃ وسل السیوف الھندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ والنھی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید" وغیرہا میں اس کا بیان شافی ووافی۔ یہاں انہیں بعض وجوہ سے کلام کریں جن کی طرف سائل فاضل نے اشارہ کیا، وباللہ التوفیق۔

(۱) اللہ عزوجل کے لئے مکان ماننا کفر ہے، بحر الرائق جلد پنجم ص ۱۲۹ میں ہے:

یکفر بقولہ یجوز ان یفعل اللہ فعلا لاحکمۃ فیہ وباثبات المکان للہ تعالٰی[2]۔	اگر کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی سے ایسے فعل کا صدور ممکن ہے جس میں حکمت نہ ہو تو وہ کافر ہے یا وہ اللہ تعالٰی کے مکان کا اثبات تسلیم کرتا ہے(ت)

فتاوٰی قاضی خاں فخر المطابع جلد چہارم ص ۴۳۰:

یکون کفر الان اللہ تعالٰی منزہ عن المکان[3]۔	کافر ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالٰی مکان سے پاک ہے(ت)

فتاوٰی خلاصہ قلمی کتاب الفاظ الکفر فصل ۲، جنس ۲:

یکفر لانہ اثبت المکان للہ تعالٰی[4]۔	وہ کافر ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالٰی کیلئے مکان ثابت کیا ہے۔(ت)

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل حدیث ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۵/ ۱۸۱

[2] بحر الرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۰

[3] فتاوٰی قاضی خان کتاب السیر باب یکون کفرًا ومالایکون کفرا نولکشور لکھنؤ ۴/ ۸۸۴

[4] خلاصۃ الفتاوٰی فصل الثانی فی الفاظ الکفر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۴

فتاوٰی عالمگیری مطبع مصر جلد دوم ص۱۲۹:

یکفر باثبات المکان للہ تعالٰی[1]۔	اللہ تعالٰی کے لئے مکان ثابت کرنا کفر ہے (ت)

جامع الفصولین جلد دوم ص۲۹۸ فتاوٰی ذخیرہ سے:

قال اللہ فی السماء عالم لو ارادبہ المکان کفر[2]۔	کسی نے کہا اللہ تعالٰی آسمان میں عالم ہے اگر اس سے مراد مکان لیا ہے تو کفر ہے (ت)

(۲) مولٰی عزوجل کے لئے جہت ماننا بھی صریح ضلالت وبددینی ہے اور بہت ائمہ نے تکفیر فرمائی_ شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحفہ اثناء عشریہ طبع کلکتہ ۲۵۵ بیان عقائد اہلسنت وجماعت میں ہے:

عقیدہ سیز دہم آنکہ حق تعالٰی را مکان نیست واورا جہتے از فوق متصور وہمیں ست مذہب اہل سنت وجماعت[3]۔	تیرھواں عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالٰی کیلئے مکان نہیں اور نہ اس کے لئے کوئی جہت نہ فوق اور نہ تحت، اور یہی اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے (ت)

امام ابن حجر مکی کی اعلام بقواطع الاسلام طبع مصر ص۱۵ بعد نقل کلام امام حجۃ الاسلام غزالی:

ھکذا کما تری ظاھر تکفیر القائلین بالجھۃ[4]۔	جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں جو لوگ جہت کے قائل ہیں ان کا کافر ہونا واضح ہے (ت)

اسی میں ان کلمات میں جو ہمارے ائمہ کے نزدیک بالاتفاق کفر ہیں ص۳۲ پر ہے:

او قال اللہ تعالٰی فی السماء عالم او علی العرش وعنی بہ المکان او لیس لہ نیۃ او قال ینظر الینا ویبصرنا من العرش، او قال ھو فی السماء او علی الارض، او قال لا یخلو منہ مکان او قال اللہ تعالٰی فوق وانت تحتہ اھ (ونازعہ	یا کہتا ہے کہ وہ آسمان میں عالم ہے یا عرش پر، اور اس سے مراد مکان لیتا ہے یا اسکی کوئی نیت نہیں یا کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی ہم کو عرش سے دیکھتا ہے، یا کہتا ہے وہ آسمان میں ہے یا زمین پر، یا کہتا ہے اس سے کوئی مکان خالی نہیں، یا کہتا ہے اللہ تعالٰی اوپر ہے اور تو نیچے اھ ابن حجر نے

[1] فتاوٰی ہندیہ موجبات الکفر انواع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۵۹

[2] جامع الفصولین فصل الثامن والثلاثون فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۹۸

[3] تحفہ اثنا عشریہ باب پنجم در الٰہیات سہیل اکیڈمی لاہور ص۱۴۱

[4] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مقدمہ کتاب مکتبۃ الحقیقیہ استنبول ترکی ص۳۵۱

ابن حجرفی قوله لیس له نیة فقال فی الکفر نظر فضلا عن کونه متفقا علیه لان النیة القصد، وقد ذکر النووی عفاالله تعالٰی عنه فی شرح المهذب انه یقال قصدالله کذا بمعنی اراد فمن قال لیس له نیة ای قصد فان ارادانه لیس قصد کقصد نا فواضح، وکذا ان اطلق اواراد انه لاارادة له اصلا فان اراد المعنی الذی تقوله المعتزلة فلاکفر ایضا، اوارادسلبها مطلقا لابالمعنی الذی یقولونه فهو کفر[1] اه **اقول:** رحم الله الشیخ لیس له نیة لیس من الفاظ الکفر بل هو عطف علی قوله عنی به المکان ای یکفران اراد المکان، اواطلق ولم ینوشیئا قال فی البحر الرائق ان قال الله فی السماء فان قصد حکایة ماجاء فی ظاهر الاخبار لایکفروان اراد المکان کفر وان لم یکن له نیة کفر عند الاکثر وهوالاصح وعلیه الفتوی[2] اھ۔	"لیس لہ نیۃ" کی صورت میں اختلاف کیا اور کہا کہ اس صورت میں کفر میں اختلاف ہے چہ جائیکہ کفر بالاتفاق ہو کیونکہ نیت قصد کا نام ہے۔ امام نووی نے شرح المہذب میں کہا کہ جو کہا جاتا ہے قصد اللہ کذا یعنی اللہ تعالٰی نے ارادہ فرمایا کے معنٰی میں ہوتا ہے اور جس نے کہا "اللہ کے لئے نیت نہیں" یعنی قصد نہیں، اگر اس کی مراد یہ ہے کہ اسی طرح اگر یہ کلمہ مطلقاً ذکر کیا یا یہ مراد لیا کہ اللہ تعالٰی کے لئے کوئی ارادہ نہیں، اب اگر وہ معنٰی مراد لیا جو معتزلہ کہتے ہیں تو وہ بھی کفر نہیں یا مراد یہ ہے کہ مطلقاً ارادہ کی نفی ہے نہ کہ وہ معنٰی جو معتزلہ کا قول، تو پھر کفر ہے اھ اقول اللہ تعالٰی شیخ پر رحم فرمائے "اس کی نیت نہیں" یہ الفاظ کفر میں سے نہیں بلکہ اس کا عطف "اس نے مکان مراد لیا" پر ہے یعنی وہ کافر ہو جائے گا جب اس نے مکان مراد لیا یا اس نے کلمہ بولا اور اس سے کوئی ارادہ نہ کیا، بحر الرائق میں ہے کہ اگر کسی نے کہا "اللہ آسمان میں ہے" اگر تو اس نے وہ مراد لیا جو ظاہراً اخبار میں ہے تو پھر کافر نہیں، اور اگر اس نے مکان مراد لیا تو کفر ہوگا اور اگر اس نے کوئی ارادہ نہ کیا تو اکثر کے نزدیک وہ کافر ہے اور یہی اصح ہے اور اسی پر فتوٰی ہے۔ (ت)

نیز اسی کے فصل کفر متفق علیہ میں ہے ص ۳۹:

[1] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ فصل اول مکتبۃ الحقیقیہ استنبول ترکی ص ۳۶۷

[2] بحر الرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۲۰

او شبهه تعالٰی بشیئ او وصفه بالمکان او الجهات[1]۔	یا اس نے اللہ تعالٰی کو کسی شیئ کے ساتھ مشابہت دی یا مکان یا جہت کے ساتھ اس کا وصف بیان کیا۔(ت)

(۳) فقہ حنفی کو مطلقًا باطل و ناحق جاننا تو سخت خبیث وملعون ہے کہ وہ احکام قرآن عظیم واحکام صحاح احادیث پر مشتمل سب سے سہل تر احکام قیاس ہیں، اس کی نسبت فتاوٰی تاتارخانیہ پھر فتاوٰی عالمگیریہ جلد دوم صفحہ ۲۷۱ میں ہے:

رجل قال قیاس ابی حنیفة حق نیست یکفر[2]۔	جس نے یہ کہا کہ "قیاس ابوحنیفہ درست نہیں" اس نے کفر کیا(ت)

ہم نے خاص اس قول کی شرح بعونہ تعالٰی ایک نفیس رسالہ لکھا اور اس میں اسے مشرح ومفصل ومبرہن ومدلل کیا وللہ الحمد۔

(۴) یہیں سے توہین فقہ مبارک کا حکم ظاہر کہ صرف باطل کہنے سے وہ ملعون الفاظ بدرجہا بدتر، زید وعمرو مختلف ہوں کہ بکر اس وقت قائم ہے یا قاعد، دونوں میں ایک ضرور باطل ہے مگر ان میں کوئی موجب دخول دوزخ نہیں،
"وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۠" [3] (اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ت) منح الروض ص ۲۱۲: کفر باستخفاف الفقه[4] (فقہ کی کتاب کی تحقیر سے کافر ہوگا۔ت)

(۴) بعد وضوح صواب وکشف حجاب بحمد الوہاب امامت وولایت وجلالت شان ورفعت مکان حضرات عالیہ ائمہ اربعہ علیہم الرضوان پر امت اجابت کا اجماع منعقد ہولیا خبثائے مبتدعین مثل وہابیہ ورافضیہ وغیر مقلدین امت اجابت سے نہیں کافروں کی طرح امتِ دعوت سے ہیں، ولہذا اجماع میں ان کا اختلاف معتبر نہیں، اصول امام اجل فخر الاسلام بزدوی قدس سرہ مبحث اجماع باب الاہلیة میں ہے:

صاحب الهوی المشهور لیس من الامة علی الاطلاق[5]۔	دین میں جو گمراہی والا مشہور ہو وہ علی الاطلاق امت میں سے نہیں ہے۔(ت)

[1] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ فصل اول مکتبۃ الحقیقیہ استنبول ترکی ص ۳۷۴
[2] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۱
[3] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷
[4] منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر فصل فی العلم والعلماء مصطفی البابی مصر ص ۱۷۴
[5] اصول بزدوی باب الاہلیۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۲۴۳

توضیح طبع قسطنطنیہ جلد دوم ص ۵۰۶ میں ہے:

صاحب البدعة یدعو الناس الیھا لیس ھو من الامة علی الاطلاق[1]۔	اہلسنت کے مخالف عقیدے والا جو لوگوں کو اپنے عقیدے کی دعوت دے وہ علی الاطلاق امتی نہیں ہے (ت)

تلویح علامہ تفتازانی ص ۵۰۶ و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد پنجم ۶۵۴ میں ہے:

لان المبتدع وان کان من اھل القبلة فھو من امة الدعوة دون المتابعة کالکفار[2]۔	کیونکہ اعتقاد میں بدعتی اگرچہ اہل قبلہ سے ہے لیکن امت اجابت میں نہیں بلکہ وہ مثل کفار امت دعوت میں سے ہے۔ (ت)

اور اجماع امت بلاشبہ حجت ہے تو حضرات ائمہ اربعہ خصوصًا امام الائمہ سراج الامۃ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے امامِ امت واجلہ اولیائے حضرت عزت سے ہونے کا اب انکار نہ کریگا مگر گمراہ بددین یا ملحد بے دین مرتد بالیقین اور بحکم فقہ اس پر لزومِ کفر، ظاہر و مبین۔ مجمع الانہر طبع مصر جلد اول ص ۶۳۳ و منح الروض ۲۱۲ میں ہے:

من قال لعالم عویلم اولعلوی علیوی قاصدا به الاستخفاف کفر[3]۔	جو شخص تحقیر کے ارادے سے عالم کو عویلم اور علوی کو علیوی کہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ (ت)

جب ایک عالم کو بنظر تحقیر مولویا کہنے کو کفر فرماتے ہیں تو عالم العلماء امام الائمہ کی نسبت ایسے ہفوات ملعونہ کس درجہ خبیث تر ہیں، اکابر اولیائے فرماتے ہیں کہ ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالٰی عنہم کا مقام باقی اولیاء کرام کے مقام سے بالیقین بلند وبالا ہے۔ امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبرٰی جلد اول ص ۱۷۲:

سمعت سیدی علیاً المرصفی رحمه الله تعالٰی یقول اعتقادنا ان اکابر الصحابة والتابعین والائمة المجتهدین کان مقامهم اکبر من مقام باقی الاولیاء بیقین[4]۔	میں نے سیدی علی المرصفی رحمہ اللہ تعالٰی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ بیقین ہمارا اعتقاد ہے کہ اکابر صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کا مقام باقی اولیاء کرام سے بڑا تھا۔ (ت)

[1] توضیح علی التنقیح معہ التلویح باب الاہلیۃ المطبعۃ الخیریہ مصر ۲/ ۲۳۷

[2] توضیح علی التنقیح معہ التلویح باب الاہلیۃ المطبعۃ الخیریہ مصر ۲/ ۲۳۷

[3] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۵، منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر فصل فی العلم والعلماء مصطفی البابی مصر ص ۱۷۴

[4] میزان الشریعۃ الکبرٰی باب صفۃ الصلوٰۃ مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۵۷

تو بالیقین امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم اعاظم سردارانِ اولیاء اللہ عزوجل سے ہیں، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

من عادٰی لی ولیا فقد اذنته بالحرب[1]۔ رواہ البخاری فی صحیحه عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنه عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم عن ربه عزوجل۔	جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں نے اعلان فرمادیا اس سے لڑائی کا۔ (اسے بخاری نے اپنی صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ نے اللہ عزوجل سے روایت کیا۔ت)

ڈاکوؤں کی بابت فرمایا:

" اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ " الایة[2]	یہ جو اللہ ورسول سے لڑتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائیں یا سولی دئے جائیں، الی آخر الایۃ۔

سود کے بارے میں فرمایا:

" فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ ۚ "[3]۔	اگر سود نہ چھوڑو تو اعلان کرو اللہ ورسول سے لڑائی کا۔

لیکن یہاں فرمایا جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے خود میں نے اس سے لڑائی کا اعلان فرمادیا، خود ابتداء فرمانا دلیل واضح ہے کہ عداوت باعثِ ایذائے رب عزوجل ہے۔ اور رب عزوجل فرماتا ہے:

" اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴿۵۷﴾ "[4]۔	بیشک وہ جو اللہ ورسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ نے لعنت فرمائی دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ظاہر ہے کہ مسلمان اگرچہ عاصی اگرچہ معاذاللہ معذب ہو آخرت میں اپنے رب کا ملعون نہیں ورنہ بالآخر رحمت ونعمت وجنت ابدی نہ پاتا اس کی نار نارِ تطہیر ہے، نہ نارِ لعنت وابعاد تذلیل وتحقیر، تو جسے

[1] صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التواضع قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۶۳

[2] القرآن الکریم ۵/ ۳۳

[3] القرآن الکریم ۲/ ۲۷۹

[4] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

اللہ عزوجل دنیا وآخرت میں ملعون کرے وہ نہ ہوگا مگر کافر۔ اور یہ وہاں ہے کہ بعد وضوح حق براہ عناد ہو جس طرح اب وہابیہ ماردین اعدائے دین کا حال ہے "قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝" [1] (اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ت) ان کے وصف کو ایک حدیث بس ہے کہ دار قطنی وابوحاتم خزاعی نے ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اهل البدع كلاب اهل النار [2]۔	گمراہ لوگ دوزخیوں کے کتے ہیں۔

کتا اور وہ بھی بدترین خلائق دوزخیوں کا جن کے متعلق فرمایا، "اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝" [3] وہ تمام مخلوق الٰہی سے بدتر ہیں، کتے سے بدتر، سور سے بدتر، سور کے لئے اگر کوئی کتا فرض کیا جائے تو ایسے لوگ سور سے بدتروں کے کتے ہیں، "اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝" [4]۔ **(۲)** بلاشبہہ طائفہ غیر مقلدین اجماع امت کو اصلاحجت نہیں مانتے بلکہ محض مہمل و نامعتبر جانتے ہیں، صدیق حسن بھوپالی کا مصرع ہے:

قیاس فاسد واجماع بے اثر آمد

(قیاس فاسد ہے اور اجماع کوئی اثر نہیں رکھتا۔ت)

اور ائمہ کرام وعلمائے اعلام حجیت اجماع کو ضروریاتِ دین سے بتاتے اور مخالف اجماع قطعی کو کفر ٹھہراتے ہیں، مواقف عضد الدین وشرح مواقف علامہ سید شریف مطبوعہ استنبول جلد اول ص ۱۵۹:

كون الاجماع حجة قطعية معلوم بالضرورة من الدين [5]۔	اجماع کا قطعی حجت ہونا ضروریات دین سے ہے۔(ت)

مسلم الثبوت وفواتح الرحموت جلد دوم ص ۴۹۴:

الاجماع حجة قطعا ويفيد العلم الجازم عند جميع اهل القبلة، ولا يعتد بشرذمة	اجماع قطعی حجت ہے اور یہ تمام اہل قبلہ کے ہاں یقینی علم کا فائدہ دیتا ہے اور خارجی اور رافضی احمقوں

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۳۰

[2] کنز العمال حدیث ۱۱۲۵ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/ ۲۲۳

[3] القرآن الکریم ۹۹/ ۶

[4] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

[5] شرح المواقف باب المقصد السادس منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/ ۲۵۵

من الحمقاء الخوارج والروافض لانهم حادثون بعد الاتفاق یتشککون فی ضروریات الدین[1]۔	کے گروہ کا اعتبار نہیں کیونکہ یہ نئے فرقے ہیں جو ضروریات دین میں تشکیک پیدا کرتے (ت)

اصول امام اجل فخر الاسلام بزدوی باب حکم الاجماع:

فصار الاجماع کآیة من الکتاب اوحدیث متواتر فی وجوب العمل والعلم به فیکفر جاحده فی الاصل[2]۔	تو اجماع کتاب اللہ یا حدیث متواتر کی طرح وجوب علم و عمل ثابت کرتا ہے لہٰذا قاعدہ کی رو سے اس کا منکر کافر قرار دیا جائے گا۔ (ت)

کشف الاسرار امام عبدالعزیز بخاری مطبوعہ قسطنطنیہ جلد چہارم ص ۲۶۱:

یحکم بکفر من انکر اصل الاجماع بان قال لیس الاجماع بحجة[3]۔	جو اجماع کے اصول میں ہونے سے انکار کرے اور کہے کہ اجماع حجت نہیں ہے اس کی تکفیر کی جائے گی (ت)

مسایرہ امام محقق ابن الہمام مطبوعہ مصر خاتمہ ص ۹:

وبالجملة فقد ضم الی التصدیق بالقلب فی تحقق الایمان امور الاخلال بالایمان اتفاقا کترك السجود للصنم وقتل نبی والاستخفاف به ومخالف مااجمع علیه وانکاره بعد العلم به[4] (ملتقطا)	حاصل یہ کہ ایمان کے لئے تصدیق بالقلب کے ساتھ کچھ امور ایسے ہیں جو بالاتفاق ایمان میں خلل انداز ہوتے ہیں جن کا ترک ضروری ہے، مثلاً بت کو سجدہ، نبی کا قتل اور اس کی توہین اور اجماع کی مخالفت اور اجماع کے علم پر اس کا انکار۔ (ملتقطا)

الفصول البدائع فی اصول الشرائع علامہ شمس فناوی مطبوعہ استنبول جلد دوم ص ۲۷۴:

یکفر جاحد حجیة الاجماع مطلقا وھو المذھب عند مشائخنا[5]۔	اجماع کی حجیت کا مطلقاً انکار کرنے والا کافر قرار پائیگا ہمارے مشائخ کا یہی مذہب ہے (ت)

---

[1] فواتح الرحموت بذیل المستصفٰی باب الاجماع حجة قطعًا منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲/ ۲۱۳

[2] اصول البزدوی باب حکم الاجماع قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۲۴۵

[3] کشف الاسرار عن اصول البزدوی باب حکم الاجماع الخ دار الفکر بیروت ۳/ ۲۶۱

[4] المسایرہ معه المسامرہ الخاتمة فی بحث الایمان المکتبة التجاریة الکبری مصر ۷ ۳۳

[5] فصول البدائع فی اصول الشرائع

تلویح جلد دوم ص ۵۱۵:

الاجماع علی مراتب فالاولی بمنزلۃ الآیۃ والخبر المتواتر یکفر جاحدہ[1]۔	اجماع کے مراتب ہیں، پہلا مرتبہ بمنزلہ آیت کریمہ اور خبر متواتر ہے جس کا منکر کافر ہوگا (ت)

کشف الاسرار شرح المنار للامام النسفی مطبوعہ مصر جلد دوم ص ۱۱۱:

یکفر جاحدہ کما یکفر جاحد ماثبت بالکتاب او المتواتر[2]۔	اجماع کا منکر کافر ہے جس طرح کتاب اللہ یا خبر متواتر سے ثابت شدہ کا منکر کافر ہے (ت)

مرآۃ الاصول علامہ مولٰی خسرو مطبوعہ مصر جلد دوم ص ۲۷۱:

یکفر منکر حجیۃ الاجماع مطلقا ھو المختار عند مشائخنا۔[3]	مطلقاً اجماع کی حجیت کا منکر کافر ہے ہمارے مشائخ کے ہاں یہی مختار ہے (ت)

(۷) جماعت اسلام سے ان کی مفارقت اسی معنٰی پر ہے جو نزد فقہائے کرام ان کو خارج از اسلام کرتی ہے **کمایظھر بمامرو یأتی بالتفاصیل المودعۃ فی رسائلنا المذکورۃ** (جیسا کہ گزشتہ اور آنیوالے بیان اور ان تفاصیل سے ظاہر ہوجائیگا جو ہمارے رسائل میں شامل ہیں۔ت) تو بلاشبہہ بحکم فقہ یہ طائفہ حدیث مذکور کے حکم ظاہر میں داخل اور اسلام سے خارج۔

(۸) یونہی تقلید کو مطلقاً شرک ونافی ایمان کہنا، قرآن وحدیث واجماع امت سب کا انکار اور کفر ہے، کشف اصول بزدوی جلد ۳ ص ۳۸۸ میں ہے:

رجوع العامی الی قول المفتی وجب بالنص والاجماع[4] (ملخصًا)	عوام کا مفتی کے قول کی طرف رجوع کرنا نص اور اجماع کی بناء پر لازم ہے (ت)

فصول البدائع جلد دوم ص ۴۳۳:

للعامی تقلید المجتھد فی فروع الشریعۃ خلافا لمعتزلۃ بغداد، لنا ان علماء	عوام کے لئے فروع شریعت میں تقلید مجتہد لازم ہے، اس میں معتزلہ بغداد کا اختلاف ہے، ہماری دلیل

---

[1] تلویح علی التوضیح الامر الرابع فی حکم الاجماع المطبعۃ الخیریہ مصر ۲/ ۳۴۷

[2] کشف الاسرار شرح منار الانوار فی اصول الفقہ

[3] مرآۃ الاصول شرح مرقاۃ الوصول فی علم الاصول مولی خسرو

[4] کشف الاسرار عن اصول البزدوی قبیل باب حکم العلۃ دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۳۸۸

الامصار لاینکرون علی العوام الاقتصار علی اقاویلھم فحصل الاجماع قبل حدوث المخالف[1]۔	یہ ہے کہ تمام علاقوں کے علماء نے عوام کو اپنے اقوال پر عمل سے نہیں روکا تو مخالف قول سے پہلے پہلے اس پر اجماع ہو چکا ہے (ت)

فواتح الرحموت جلد اول ص ۷:

المقلد یعلم وجوب العمل بقول المجتھد ضرورۃ من الدین او بالتقلید المحض[2] اھ **اقول**: الاول فیمن کان مخالطا للمسلمین والثانی فیمن لم یخالطھم بعد۔	مقلد مجتہد کے قول پر عمل کا وجوب ضروریاتِ دین یا تقلید محض کے طور پر جانتا ہے اھ **اقول**: پہلی صورت وہاں ہے جہاں مسلمانوں کے ساتھ اختلاط ہو دوسری صورت وہاں جہاں ابھی مسلمانوں کے ساتھ اختلاط نہ ہوا ہو۔ (ت)

(۹) بلاشبہہ گیارہ سو برس سے عامہ امتِ محمدیہ علٰی صاحبہا وعلیہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ مقلدین ہیں مقلدوں کو مشرک کہنا عامہ امت مرحومہ کی تکفیر ہے اور بلاریب بحکم ظواہر احادیث وفتوی ائمہ فقہ کفر ہے۔ عالمگیری جلد دوم ص ۲۷۸، برجندی شرح نقایہ جلد چہارم ص ۶۸، حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ جلد اول ص ۱۴۰ وص ۱۵۶، جامع الفصولین جلد دوم ص ۳۱۱، بزازیہ جلد سوم ص ۳۳۱، ردالمحتار جلد سوم ص ۲۸۳، درمختار ص ۳۹۳، جامع الرموز مطبوعہ کلکتہ جلد چہارم ص ۶۵۱، مجمع الانہر مطبوعہ قسطنطنیہ جلد اول ص ۵۶۶، خزانۃ المفتین قلمی، کتاب السیر آخر فصل الفاظ الکفر، نیز ان کتب میں ذخیرۃ الفتاوٰی وفصول عمادی واحکام علی الدرر وقاضیخاں ونہر الفائق وشرح وہبانیہ وغیرہا سے:

المختار للفتوی فی جنس ھٰذہ المسائل ان القائل بمثل ھذہ المسائل ان القائل بمثل ھذہ المقالات ان اراد الشتم ولایعتقدہ کافرا لایکفر وان کان یعتقدہ کافرا فخاطبہ بھذا بناء علی اعتقادہ انہ کافر یکفر[3]۔	ایسے مسائل میں فتوی کے لئے مختار یہ ہے کہ اگر ایسے کلمات سے مراد سبّ وشتم ہو اور کفر کا اعتقاد نہ ہو تو کافر نہیں ہوگا اور اگر مقلد کو کافر سمجھتا ہے اور اسے اپنے اس اعتقاد کے مطابق مخاطب کرتا ہے تو اب کافر ہو جائے گا۔ (ت)

---

[1] فصول البدائع فی اصول الشرائع

[2] فواتح الرحموت بذیل المستصفٰی المقدمہ فی اصول الفقہ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/ ۱۲

[3] فتاوٰی ہندیۃ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۸

(۱۰) نمبر ۶ میں ان کا منکر قیاس ہونا گزرا اور یہ **اظہر من الشمس** ہے، ولہٰذا فقہ کے منکر ہیں، علمائے کرام فرماتے ہیں قیاس وفقہ کی حجیت بھی ضروریات دین سے ہے تو اس کا انکار ضرور کفر ہونا لازم، کشف البزدوی جلد ۳ ص ۲۸۰:

قدثبت بالتواتران الصحابة رضی الله تعالٰی عنهم عملوا بالقیاس وشاع وذاع ذلك فیما بینهم من غیر ردوانکار[1]۔	یہ بات تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم قیاس پر عمل پیرا تھے اور عمل ان کے درمیان بغیر کسی ردو انکار جاری و مشہور تھا۔(ت)

ایضاص ۲۸۱:

انهم کانوا مجمعین علی ذٰلك فیما لانص فیه وکفی باجماعهم حجة[2]۔	جس حکم کے بارے میں نص نہ ہوتی صحابہ کا اس پر اجماع ہوجاتا اور ان کا اجماع ہی کافی ہے(ت)

ایضاص ۲۸۱ امام حجۃ الاسلام غزالی سے:

قد ثبت بالقواطع من جمیع الصحابة الاجتهاد والقول بالرائ والسکوت عن القائلین به وثبت ذلك بالتواتر فی وقائع مشهورة ولم ینکرها احد من الامة فاورث ذٰلك علما ضروریا فکیف یترك المعلوم ضرورة[3]۔	دلائل قطعیہ کے ساتھ ثابت ہے کہ تمام صحابہ اجتہاد اور رائے پر عمل کرتے اور دیگر صحابہ خاموش رہتے اور یہ بات بڑے بڑے مشہور مواقع کے بارے میں تواتر کے ساتھ منقول ہے اور امت میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا تو اس سے علم ضروری کا ثبوت ہوجائیگا جو ضروری طور پر معلوم ہوا سے کیسے ترک کیا جاسکتا۔(ت)

فواتح الرحموت ص ۷:

الفقة عبارة عن العلم بوجوب العمل وهو قطعی لاریب فیه ثابت بالاجماع القاطع بل ضروری فی الدین[4]۔	فقہ علم بوجوب عمل کا نام ہے اور یہ ایسی قطعی چیز ہے جس میں کوئی شک نہیں یہ اجماع قطعی سے ثابت بلکہ یہ ضروریات دین میں سے ہے۔(ت)

[1] کشف الاسرار عن اصول بزدوی باب القیاس دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۲۸۰

[2] کشف الاسرار عن اصول بزدوی باب القیاس دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۲۸۱

[3] کشف الاسرار عن اصول بزدوی باب القیاس دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۲۸۱

[4] فتواتح الرحموت بذیل المستصفٰی باب المقدمہ فی اصول الفقہ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/ ۱۲

فواتح الرحموت میں ہے:

عن ابیه ملك العلماء عن المدقق صاحب المسلم القیاس علی تقدیر کونه فعلا من الفقه اما ان کان عبارة عن المساواة المعتبرة شرعا فحجیته ضروریة دینیة کما سیصرح فی السنة ان حجیتها ضروریة دینیه[1]۔	اپنے والد گرامی ملک العلماء سے انہوں نے مدقق صاحب المسلم سے نقل کیا کہ قیاس اس تقدیر پر کہ وہ فقہی فعل ہے تو یا وہ شرعاً مساوات معتبرہ سے عبارت ہوگا تو اس کا حجت ہونا ضرورت دینی ہے جیسا کہ سنت کے بارے میں عنقریب تصریح آرہی ہے کہ اس کا حجت ہونا ضروریات دین میں سے ہے (ت)

بالجملہ حکم فقہ بلکہ بحکم حدیث بھی طائفہ غیر مقلدین پر بوجوہِ کثیرہ حکمِ کفر ہے، جسے زیادہ تفصیل پر اطلاع منظور ہو ہمارے رسائل مذکورہ کی طرف رجوع کرے واللہ الهادی۔

جواب سوال دوم: بلاشبہہ رافضی تبرائی بحکم فقہائے کرام مطلقاً کافر مرتد ہے، اس مسئلہ کی تحقیق وتفصیل کو ہمارا رسالہ "ردالرفضة" بحمد اللہ کافی ووافی، یہاں دو چار سندوں پر اقتصار، درمختار مطبع ہاشمی ص۳۱۹:

كل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا الكافر بسب نبی اوالشیخین اواحدهما[2]۔	ہر وہ مسلمان جو مرتد ہوگیا اس کی توبہ قبول ہے مگر وہ کافر جس نے کسی نبی یا ابوبکر وعمر یا ان میں سے کسی ایک کو گالی دی (ت)

درمختار میں ہے:

من سب الشیخین اوطعن فیهما کفر ولاتقبل توبته[3]۔	جس نے حضرت ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) کو گالی دی یا ان پر طعن تو وہ کافر ہے اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی (ت)

فتح القدیر شرح ہدایہ مطبع مصر جلد اول ص۱۳۵:

فی الروافض من فضل علیا علی الثلثة	رافضیوں میں سے جس نے حضرت علی کو باقی تین

[1] فواتح الرحموت بذیل المستصفی قانون ثالث منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/ ۱۶

[2] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶-۳۵۷

[3] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۷

رضی اللہ تعالٰی عنھم فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما فھو کافر[1]۔	صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم پر فضیلت دی وہ بدعتی ہے اور اگر کسی نے خلافت صدیقی اور خلافت فاروقی رضی اللہ تعالٰی عنہما کاانکار کیا تو وہ کافر ہے (ت)

فتاوٰی عالمگیری مطبوعہ مصر جلد اول ص ۸۴:

تجوزالصلٰوۃ خلف صاحب ھوی وبدعۃ ولا تجوز خلف الرافضی وحاصلہ ان کان ھوی لایکفر بہ صاحبہ تجوزالصلٰوۃ خلفہ مع الکراھۃ والا فلا ھکذا فی التبیین والخلاصۃ وھو الصحیح ھکذا فی البدائع[2]۔	صاحب ہوٰی و بدعت کی اقتداء میں نماز جائز مگر رافضی کے پیچھے جائز نہیں، حاصل یہ ہے کہ اگر وہ ایسی بدعت ہے جس سے صاحب بدعت کافر نہیں ہوتا تو اس کے پیچھے کراہت کے ساتھ نماز جائز ہوگی اور اگر وہ بدعت کفر ہے تو نماز جائز ہی نہ ہوگی، تبیین اور خلاصہ میں اسی طرح ہے اور یہی صحیح ہے، بدائع میں بھی اسی طرح ہے (ت)

فتاوٰی خلاصہ مطبوعہ لاہور جلد اول ص ۱۰۷:

فی الروافض ان فضل علیاً علی غیرہ فھو مبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق فھو کافر[3]۔	رافضیوں میں سے اگر کوئی حضرت علی کو دوسرے پر فضیلت دیتاہے تو وہ بدعتی ہے اور اگر وہ خلافت صدیقی کاانکار کرتا ہے تو وہ کافر ہوگا۔ (ت)

عقود الدریہ مطبوعہ جلد اول ص ۹۲ در بارہ روافض:

اعلم اسعدك تعالٰی ان ھٰؤلاء الکفرۃ جمعوا بین اصناف الکفر ومن توقف فی کفرھم والحادھم فھو کافر مثلھم[4]۔	اے مخاطب (اللہ تعالٰی تجھے نیک بخت بنائے) یہ کافر ہیں کہ انہوں نے اپنے اندر کفر کی مختلف صورتیں جمع کر رکھی ہیں جس نے ان کے کفر والحاد میں توقف کیا وہ بھی انہی کی طرح کافر ہے۔ (ت)

ایضا صفحہ نمبر ۹۲:

اماالکفر فمن وجوہ منھا انھم یستخفون	کئی وجوہ سے کفر ہے ایک یہ کہ یہ لوگ دین کی تحقیر

[1] فتح القدیر باب الامامۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۰۴
[2] فتاوٰی ہندیہ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغیرہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۸۴
[3] خلاصۃ الفتاوٰی فصل فی الامامۃ والاقتدار مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۴۹
[4] العقود الدریۃ فی تنقیح فتاوٰی حامدیۃ باب حکم الروافض او سب الشیخین حاجی عبدالغفار وپسران قندھار افغانستان ۱/ ۴۔ ۱۰۳

بالدین ومنها انهم یهینون العلم والعلماء[1]۔	کرتے ہیں دوسرا یہ کہ یہ علم اور علماء کی توہین وتذلیل کاارتکاب کرتے ہیں (ت)

ایضًا صفحہ ۹۳:

ومنها انهم یسبون الشیخین سود الله وجوههم فی الدارین[2]۔	ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ حضرت ابوبکر وعمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کو گالیاں دیتے ہیں اللہ تعالٰی دنیا وآخرت میں انہیں ذلیل فرمائے (ت)

ایضًا صفحہ ۹۳:

فمن اتصف بواحدة من هذه الامور فهو کافر[3]۔	ان مذکورہ چیزوں میں سے جس میں ایک پائی جائے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ (ت)

ایضًا صفحہ ۹۳:

اماسب الشخین رضی الله تعالٰی عنهما فانه کسب النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم وقال الصدر الشهید من سب الشیخین اولعنهما یکفر ولاتقبل توبته واسلامه[4]۔	شیخین کو گالیاں دینا ایسے ہی ہے جیسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گالیاں دینا ہے۔ صدر الشہید نے فرمایا: جس نے حضرات شیخین کو گالی دی یاان پر لعنت کی وہ کافر ہو جائے گااور اس کی توبہ اور اسلام قبول نہیں کیاجائے گا (ت)

ایضًا صفحہ ۹۳:

اجمع علماء الاعصار علی ان من شك فی کفرهم کان کافرا اھ[5]۔	تمام ادوار کے علماء کا اتفاق ہے کہ جوان کے کفر میں شک کرے وہ کافر ہو جائے گا اھ (ت)

والعیاذ باللہ تعالٰی، واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] العقود الدریہ فی تنقیح فتاوٰی حامدیہ باب حکم الروافض وسب الشیخین حاجی عبدالغفار وپسران قندھار افغانستان ۱/ ۴-۱۰۳

[2] العقود الدریہ فی تنقیح فتاوٰی حامدیہ باب حکم الروافض وسب الشیخین حاجی عبدالغفار وپسران قندھار افغانستان ۱/ ۴-۱۰۳

[3] العقود الدریہ فی تنقیح فتاوٰی حامدیہ باب حکم الروافض وسب الشیخین حاجی عبدالغفار وپسران قندھار افغانستان ۱/ ۴-۱۰۳

[4] العقود الدریہ فی تنقیح فتاوٰی حامدیہ باب حکم الروافض وسب الشیخین حاجی عبدالغفار وپسران قندھار افغانستان ۱/ ۴-۱۰۳

[5] العقود الدریہ فی تنقیح فتاوٰی حامدیہ باب حکم الروافض وسب الشیخین حاجی عبدالغفار وپسران قندھار افغانستان ۱/ ۴-۱۰۳

مسئلہ ۵۲: ازجونپور ملاٹولہ مرسلہ مولوی عبداول صاحب ۶رمضان مبارک ۱۳۳۵ھ

یہ جواب صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہو تو اور دلائل سے مبرہن ومزین فرماکر مہرو دستخط سے ممتاز فرمایا جائے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسلمان ممتحن نے زیر نگرانی دو شخص مسلمان کے پرچہ زبان دانی انگریزی سے عربی میں ترجمہ کرنے کے لئے مرتب کیا جس میں سب سے بڑے سوال میں نصف نمبر رکھے تھے، حضرت رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی اور توہین کے فقرات استعمال کیے تاکہ مسلمان طالب علم لامحالہ مجبور ہو کر اپنے قلم سے جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی معصوم ومقدس شان میں بدگوئی لکھیں جو برائے فتوٰی ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

"ابن عبداللہ نے اس قبیلہ میں تربیت پائی تھی جو عرب کی اصلی زبان بولنے کے لحاظ سے شریف ترین تھا اور اس کی فصاحت کی سنجیدگی باموقع سکوت پر عمل کرنے سے تصحیح اور ترقی ہوتی رہی باوجود اس فصاحت کے **محمد** ایک ناخواندہ وحشی تھا بچپن میں اسے نوشت وخواند کی تعلیم نہیں دی گئی تھی عام جہالت نے اسے شرم اور ملامت سے مبرا کردیا تھا مگر اس کی زندگی ایک ہستی کے تنگ دائرہ میں محدود تھی اور وہ اس آئینہ سے (جس کے ذریعہ سے ہمارے دلوں پر عقلمندوں اور نامور بہادروں کے خیالات کا عکس پڑتا ہے) محروم رہا تاہم اس کی نظروں کے سامنے ان کتابوں کے اوراق کھلے ہوئے تھے جس میں قدرت اور انسان کا مشاہدہ کرتا کچھ تمدنی اور فلسفی توہمات جو اسے عرب کے مسافر پر محمول کیے جاتے ہیں پیدا ہوگئے تھے"۔

جس شخص نے پرچہ مرتب کیا اور جن لوگوں ن اس کی نظر ثانی کی وہ لوگ بوجہ استعمال الفاظ ناشائستہ جو بلاضرورت شان حضرت جناب رسالتمآب میں کیے گئے وہ بوجہ اس گستاخی کے دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے یا نہیں اور ان کی کیا سزا ہے اور ان کی بابت شرع شریف کا کیا حکم ہے فقط راقم مسلمانان جون پور

خلاصہ جوابات جون پور

الجواب:

شخص مذکور فی السوال شرعاً ملعون وکافر ومرتد ہے،

في الاشباہ والنظائر کل کافر تاب فتوبتہ مقبولۃ فی الدنیا والاٰخرۃ الا جماعۃ الکافر بسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او بسب الشیخین	اشباہ ونظائر میں ہے کہ ہر کافر توبہ کرے تو اس کی توبہ دنیا و آخرت میں مقبول ہے، مگر کافروں کی وہ جماعت جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیخین ابوبکر وعمر رضی اللہ

اواحدھما[1]۔	تعالیٰ عنہما یاان میں سے ایک کو گالی دی ہو۔(ت)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی شان میں گستاخی کرنے والا مرتد ہے اور اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ بھی قبول نہیں، شفاء ص ۳۹۳ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا برا کہنے والا کافر ہے اور اس پر علماء کا اجماع ہے[2]۔ منجملہ علماء کے امام مالک اور امام لیث بن سعد مصری اور امام شافعی اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل و امام ابویوسف و امام محمد و زفر و سفیان ثوری واہل کوفہ و امام اوزاعی اور علمائے اسلام کہ ومدینہ و بغداد و مصر ہیں اور اس میں سے کسی نے بھی شاتم الرسول کے مباح الدم ہونے میں خلاف نہیں کیا، واللہ اعلم

کتبہ الفقیر الی اللہ عزّوجل عبدالاوّل الحنفی الجونپوری ۱۳ شعبان ۱۳۳۵ھ (عبدالاول بن علی جونپوری ۱۳۰۲)

ساب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافر ہے، بغیر تجدید ایمان کے اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی، صحیح یہ ہے کہ تجدید ایمان کے بعد سزائے قتل نہ ہوگی جیسا کہ تنقیح حامدیہ میں ہے، ہاں اگر وہ مرتد توبہ نصوح کرے اور پھر اس سے ایمان لائے اور اپنا اسلام اور حال ٹھیک رکھے تو اس کی توبہ قبول ہونے پر بھی صاف نہ چھوڑا جائے گا بلکہ تعزیر و حبس کا مستحق ہوگا۔ جیسا کہ تنقیح میں ہے:

ویکتفی بالتعزیر والحبس تأدیبا[3]۔	ادب کے پیش نظر صرف تعزیر اور قید کی سزا پر اکتفاء کیا جائیگا۔(ت)

رقمہ راجی رحمۃ رب العباد محمد حماد نجل الشیخ دین سے خارج و مرتد ہوجاتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز مجدد خلیفہ راشد کا یہی مذہب ہے کہ ساب رسول کو سزائے قتل دی جائے مگر جب کہ تجدید ایمان و حسن اسلام لائے۔

حررہ عبدالباطن بن مولانا الشیخ عبدالاول الجونفوری

الجواب:

" رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ۙ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ "[4]	اے میرے رب تیری پناہ شیطان کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔

[1] الاشباہ والنظائر کتاب السیر باب الردۃ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۲۸۹

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی القسم الرابع الباب الاول شرکۃ صحافیہ فی البلاد العثمانیہ ۲/ ۲۰۸

[3] العقود الدریۃ فی تنقیح فتاوٰی حامدیہ احکام المرتدین حاجی عبدالغفار و پسران قندھار افغانستان ۱/ ۱۰۷

[4] القرآن الکریم ۲۳/ ۹۷

"وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾ "[1] "اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ "[2] "اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ "[3]	اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے درد ناک عذاب ہے۔ بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔ (ت)

ان نام کے مسلمان کہلانے والوں میں جس شخص نے وہ ملعون پرچہ مرتب کیا وہ کافر مرتد ہے، جس جس نے اس پر نظر ثانی کرکے بر قرار رکھا وہ کافر مرتد، جس جس کی نگرانی میں تیار ہوا وہ کافر مرتد، طلبہ میں جو کلمہ گو تھے اور انہوں نے بجوشی اس ملعون عبارت کا ترجمہ کیا اپنے نبی کی توہین پر راضی ہوئے یا اسے ہلکا جانا یا اسے اپنے نمبر گھٹنے یا پاس نہ ہونے سے آسان سمجھا وہ سب بھی کافر مرتد، بالغ ہوں خواہ نابالغ، ان چاروں فریق میں ہر شخص سے مسلمانوں کو سلام کلام حرام، میل جول حرام نشست وبرخاست حرام، بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے میں شرکت حرام، اسے غسل دینا حرام، کفن دینا حرام، اس پر نماز پڑھنا حرام اس کی جنازہ اٹھانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، مسلمانوں کی طرح اس کی قبر بنانا حرام، اسے مٹی دینا حرام، اس پر فاتحہ حرام، اسے کوئی ثواب پہنچانا حرام، بلکہ خود کفر قاطع اسلام، جب ان میں کوئی مرجائے اس کے اعزہ اقربا مسلمین اگر حکم شرع نہ مانیں تو اس کی لاش دفع عفونت کے لئے مردار کتے کی طرح بھنگی چماروں سے ٹھیلے میں اٹھواکر کسی تنگ گڑھے میں ڈلواکر اوپر سے آگ پتھر جو چاہیں پھینک پھینک کر پاٹ دیں کہ اسکی بدبو سے ایذا نہ ہو، یہ احکام ان سب کے لئے عام ہیں اور جو ان میں نکاح کئے ہوئے ہوں ان سب کی جوروئیں ان کے نکاحوں سے نکل گئیں اب اگر قربت ہوگی حرام حرام حرام وزنائے خالص ہوگی اور اس سے جو اولاد پیدا ہوگی ولد الزنا ہوگی، عورتوں کو شرعًا اختیار ہے کہ عدت گزر جانے پر جس سے چاہیں نکاح کرلیں ان میں سے جسے ہدایت ہو اور توبہ کرے اور اپنے کفر کا اقرار کرتا ہوا پھر مسلمان ہو اس وقت یہ احکام جو اس کی موت سے متعلق تھے منتہی ہوں گے، اور وہ ممانعت جو اس سے میل جول کی تھی جب بھی باقی رہے گی یہاں تک کہ اس کے حال سے صدق ندامت وخلوص توبہ وصحت اسلام ظاہر وروشن ہو مگر عورتیں اس سے بھی نکاح میں واپس نہیں

[1] القرآن الکریم ۹/ ۶۱

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

[3] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

آسکتیں انہیں اب بھی اختیار ہوگا کہ چاہیں دوسرے سے نکاح کرلیں یا کسی سے نہ کریں ان پر کوئی جبر نہیں پہنچتا ہاں ان کی مرضی ہو تو بعد اسلام ان سے بھی نکاح کرسکیں گی۔ شفاء شریف صفحہ ۳۲۱:

اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المنتقص لہ کافر والوعید جار علیہ بعذاب اللہ تعالٰی لہ وحکمہ عند الامۃ القتل ومن شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[1]۔	یعنی اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہوگیا۔

نسیم الریاض جلد چہارم ص۳۸۱ میں امام ابن حجر مکی سے ہے:

ماصرح بہ من کفر الساب والشاك فی کفرہ ھو ماعلیہ ائمتنا وغیرہم[2]۔	یعنی جو یہ ارشاد فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر اور جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ کافر، یہی مذہب ہمارے ائمہ وغیرہم کا ہے۔

وجیز امام کردری جلد ۳ ص۳۲۱:

لو ارتد والعیاذ باللہ تعالٰی تحرم امرأتہ ویجدد النکاح بعد اسلامہ، والمولود بینہما قبل تجدید النکاح بالوطی بعد التکلم بکلمۃ الکفر ولد زنا ثم ان اتی بکلمۃ الشھادۃ علی العادۃ لایجدیہ مالم یرجع عما قالہ لان باتیانہما علی العادۃ لایرتفع الکفر الا اذاسب الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اوواحدا من الانبیاء علیہم الصلٰوۃ و	یعنی جو شخص معاذ اللہ مرتد ہوجائے اس کی عورت حرام ہوجاتی ہے، پھر اسلام لائے تو اس سے جدید نکاح کیا جائے اس سے پہلے اس کلمہ کفر کے بعد کی صحبت سے جو بچہ ہوگا حرامی ہوگا اور یہ شخص اگر عادت کے طور پر کلمہ شہادت پڑھتا رہے گا کچھ فائدہ نہ دے گا جب تک اپنے اس کفر سے توبہ نہ کرے کہ عادت کے طور پر مرتد کے کلمہ پڑھنے سے اس کا کفر نہیں جاتا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے دنیا میں بعد توبہ بھی اسے قتل کی سزا دی جائے گی یہاں تک کہ اگر نشہ کی

---

[1] کتاب الشفاء القسم الرابع فی وجوہ الاحکام فی من تنقص الباب الاول مکتبہ شرکت صحافیہ ترکی ۲/ ۲۰۸

[2] نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض القسم الرابع فی وجوہ الاحکام فی من تنقص الباب الاول دار الفکر بیروت ۴/ ۳۳۸

والسلام فلاتوبۃ لہ واذاشتمہ علیہ الصلٰوۃ والسلام سکران لایعفی واجمع العلماء ان شاتمہ کافر ومن شك فی عذابہ وکفرہ کفر[1] اھ ملتقطا کاکثر الاواتی للاختصار۔	بیہوشی میں کلمہ گستاخی بکاجب بھی معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور کافر بھی ایسا کہ جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے (ت)

فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق جلد چہارم ص ۴۰۷:

کل من ابغض رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بقلبہ کان مرتد افالساب بطریق اولٰی (ملخصًا) وان سب سکران لایعفی عنہ[2]۔	یعنی جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کینہ ہو وہ مرتد ہے تو گستاخی کرنے والا بدرجہ اولٰی کافر ہے اور اگر نشہ بلااکراہ پیا اور اس حالت میں کلمہ گستاخی بکاجب بھی معاف نہ کیا جائے گا۔

بحرالرائق جلد پنجم ص ۱۳۵ میں بعینہٖ کلمہ مذکور ذکر کرکے ص ۱۳۶ پر فرمایا:

سب واحد من الانبیاء کذٰلك فلایفید الانکار مع البینۃ لانا نجعل انکار الردۃ توبۃ ان کانت مقبولۃ[3]۔	یعنی کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے یہی حکم ہے کہ اسے معافی نہ دیں گے اور بعد ثبوت اس کا انکار فائدہ نہ دے گا کہ مرتد کا ارتداد سے مکرنا تو دفع سزا کے لئے وہاں توبہ قرار پاتا ہے جہاں توبہ سنی جائے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں اس سے یہاں اصلًا معافی نہ دینگے۔

درر الحکام علامہ مولٰی خسرو جلد اول ص ۲۹۹:

اذاسبہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او واحدا من الانبیاء صلوات اللہ تعالٰی علیہم اجمعین مسلم فلا توبۃ لہ اصلا واجمع	یعنی اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے ہر گز معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت

[1] فتاوٰی بزازیہ علی ھامش فتاوٰی ہندیہ الفصل الثانی النوع الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۲۲۔۳۲۱

[2] فتح القدیر باب احکام المرتدین مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۳۳۲

[3] بحر الرائق باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۱۳۶

العلماء ان شاتمه کافر ومن شك فی عذابه وکفره کفر [1]۔	مرحومہ کا اجماع ہے اس پر کہ وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

غنیۃ ذوالاحکام ص ۳۰۱:

محل قبول توبة المرتد مالم تکن ردته بسب النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فان کان به لاتقبل توبته سواء جاء تائبا من نفسه او شهد علیه بذلك بخلاف غیره من المکفرات [2]۔	یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں ہر طرح کے مرتد کو بعد توبہ معافی دینے کا حکم ہے مگر اس کافر مرتد کے لئے اس کی اجازت نہیں۔

اشباہ والنظائر قلمی، باب الردۃ:

لاتصح ردة السکران الاالردة بسب النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فانه لایعفی عنه کذافی البزازیة وحکم الردة بینونة امرأته مطلقا [3] (ای سواء رجع او لم یرجع اھ غمز العیون [4]) واذا مات علی ردته لم یدفن فی مقابر المسلمین ولااهل ملة وانما یلقی فی حفرة کالکلب، والمرتد اقبح کفرا من الکافر الاصلی، و اذا شهد واعلی مسلم بالردة وهو منکر لایتعرض له لالتکذیب	یعنی نشہ کی بیہوشی میں اگر کسی سے کفر کی کوئی بات نکل جائے اسے بوجہ بیہوشی کافر نہ کہیں گے نہ سزائے کفر دیں گے مگر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بیہوشی سے بھی صادر ہوا تو اسے معافی نہ دینگے کذافی البزازیہ اور معاذاللہ ارتداد کا حکم یہ ہے کہ اس کی عورت فوراً اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے اگر یہ بعد کو پھر اسلام لائے جب بھی عورت نکاح میں واپس نہ جائے گی اور جب وہ اسی ارتداد پر مرجائے والعیاذ باللہ تعالٰی تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں نہ کسی ملت والے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں دفن کیا جائے

[1] الدرر الحکام شرح غرر الاحکام فصل فی الجزیه احمد کامل الکائنه فی دار السعادت بیروت ۱/ ۳۰۰۔۲۹۹

[2] غنیه ذوی الاحکام فی درر الاحکام باب المرتد احمد کامل الکائنه فی دار السعادت بیروت ۱/ ۳۰۱

[3] الاشباہ والنظائر باب الردۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۸۹تا۲۹۱

[4] غمز عیون البصائر شرح اشباہ والنظائر مع الاشباہ باب المرتد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۹۰

الشهود العدول بل لان انكاره توبة ورجوع فتثبت الاحكام التی للمرتد لوتاب من حبط الاعمال وبينونة الزوجة وقوله لايتعرض له انما هوفی مرتد تقبل توبته فی الدنيا لاالردة بسب النبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم[1] اھ الاولٰی تنكير النبی كما عبر به فيما سبق اھ[2] ملخصًا غمز العيون۔	وہ تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے مرتد کا کفر اصلی کافر کے کفر سے بدتر ہے اور اگر کسی مسلمان پر گواہان عادل شہادت دیں کہ یہ فلاں قول یا فعل کے سبب مرتد ہوگیا اور وہ اس سے انکار کرتا ہو تو اس سے تعرض نہ کریں گے نہ اس لئے کہ گواہانِ عادل کو جھوٹا ٹھہرایا بلکہ اس لئے کہ اس کا مکرنا اس کفر سے توبہ ورجوع سمجھیں گے ولہٰذا گواہان عادل کی گواہی اور اس کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ وہ شخص مرتد ہوگیا تھا، اور اب توبہ کرلی تو مرتد تائب کے احکام اس پر جاری کرینگے کہ اس کے تمام اعمال حبط ہوگئے اور جورو نکاح سے باہر، اور یہ قول کہ اس سے تعرض نہ کیا جائے اس مرتد سے متعلق ہے جس کی توبہ دنیا میں قبول ہے، نہ وہ مرتد جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرے کہ یہ وہ کفر ہے جس کی سزا یہ ہے کہ دنیا میں بعد توبہ بھی معافی نہیں، یونہی کسی نبی کی شان میں گستاخی علیہم الصلوٰۃ والسلام، اولٰی یہ تھا کہ لفظ نبی کو نکرہ ذکر کرتے جیساکہ گزشتہ عبارت میں تعبیر کیا ہے اھ ملخصًا غمز العیون۔ (ت)

فتاوٰی خیریہ علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب در مختار جلد اول ص ۹۵:

من سب رسول الله صلی الله تعالٰی عليه وسلم فانه مرتد وحكمه حكم المرتدين ويفعل به مايفعل بالمرتدين ولاتوبة له اصلا واجمع العلماء انه كافر ومن شك فی كفره كفر[3] اھ ملتقطا۔	جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان کریم میں گستاخی کرے وہ مرتد ہے اس کا وہی حکم ہے جو مرتدوں کا ہے اس سے وہی برتاؤ کیا جائے گا جو مرتدوں سے کرنے کا حکم ہے اور اسے دنیا میں کسی طرح معافی نہ دیں گے اور باجماع تمام علمائے امت وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد اول ص ۶۱۸:

اذا سبه صلی الله تعالٰی عليه وسلم اوواحدا من الانبياء مسلم ولو سكران فلاتوبة	یعنی جو مسلمان کہلا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اگرچہ نشہ

---

[1] غمز عیون البصائر شرح اشباہ والنظائر مع الاشباہ باب المرتد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۹۱ و ۲۹۳

[2] غمز عیون البصائر شرح اشباہ والنظائر مع الاشباہ باب المرتد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۹۳

[3] فتاوی خیریہ باب المرتدین دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۰۳

له تنجیه کالزندیق ومن شك فی عذابه وکفره فقد کفر[1]۔	کی حالت میں تو اس کی توبہ پر بھی دنیا میں اسے معافی نہ دیں گے جیسے دہریئے بے دین کی توبہ نہ سنی جائیگی، اور جو شخص اس گستاخی کرنے والے کے کفر میں شك لائے گا وہ بھی کافر ہوجائے گا۔

ذخیرۃ العقبٰی علامہ اخی یوسف ص ۲۴۰:

قد اجمعت الامة علی ان الاستخفاف بنبینا صلی الله تعالٰی علیه وسلم وبای نبی کان علیهم الصلٰوة والسلام کفر سواء فعله علی ذٰلك مستحلام فعله معتقد الحرمة ولیس بین العلماء خلاف فی ذٰلك ومن شك فی کفره وعذابه کفر[2]۔	یعنی بیشك تمام امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی تنقیص شان کرنے والا کافر ہے، خواہ اسے حلال جان کر اس کا مرتکب ہوا ہو یا حرام جان کر، بہر حال جمیع علماء کے نزدیك کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شك کرے وہ بھی کافر۔

ایضًا صفحہ ۲۴۲:

لایغسل ولایصلی علیه ولایکفن اما اذا تاب وتبرأ عن الارتداد ودخل فی دین الاسلام ثم مات غسل وکفن وصلی علیه ودفن فی مقابر المسلمین[3]۔	یعنی وہ گستاخی کرنے والا جب مرجائے تو نہ اسے غسل دیں نہ کفن دیں نہ اس پر نماز پڑھیں، ہاں اگر توبہ کرے اور اپنے اس کفر سے برات کرے اور دین اسلام میں داخل ہو اس کے بعد مرجائے تو غسل، کفن، نماز، مقابر مسلمین میں دفن سب کچھ ہوگا۔

تنویر الابصار شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی:

کل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الاالکافر بسب نبی الخ[4]۔	یعنی ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا کافر ہے کہ دنیا میں سزا سے بچانے کے لئے اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔

---

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب الجزیه دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۷۰

[2] ذخیرۃ العقبٰی فی شرح صدر الشریعة العظمی کتاب الجهاد باب الجزیه مطبع نولکشور کانپور ۲/ ۳۱۹

[3] ذخیرۃ العقبٰی فی شرح صدر الشریعة العظمی کتاب الجهاد باب الجزیه مطبع نولکشور کانپور ۳/ ۳۲۱

[4] درمختار شرح تنویر الابصار باب المرتدین مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

درمختار:

الکافر بسب نبی الانبیاء لاتقبل توبته مطلقا ومن شك فی عذابه وکفرہ کفر [1]۔	یعنی کسی نبی کی توہین کرنا ایسا کفر ہے جس پر کسی طرح معافی نہ دیں گے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

کتاب الخراج سیدنا امام ابویوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ ص ۱۹۷:

قال ابویوسف وایمارجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم او کذبه او عابه تنقصه فقد کفر باللہ تعالٰی وبانت زوجته [2]۔	یعنی جو شخص کلمہ گو ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو برا کہے یا تکذیب کرے یا کوئی عیب لگائے یا شان گھٹائے وہ بلاشبہہ کافر ہوگیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔

بالجملہ اشخاص مذکورین کے کفر وارتداد میں اصلاً شک نہیں، دربارہ اسلام ورفع دیگر احکام ان کی توبہ اگر سچے دل سے ہو ضرور مقبول ہے، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ سلطان اسلام انہیں بعد توبہ واسلام صرف تعزیر دے یا اب بھی سزائے موت دے وہ جو بزازیہ اور اس کے بعد کی بہت کتب معتمدہ میں ہے کہ اس کی توبہ مقبول نہیں اس کے یہی معنی ہیں اور اس کی بحث یہاں بیکار ہے، کہاں سلطان اسلام اور کہاں سزائے موت کے احکام، صدہا خبیث، اخبث، ملعون، انجس ہیں کہ کلمہ گو بلکہ اعلٰی درجہ کے مسلمان مفتی واعظ مدرس شیخ بن کر اللہ ورسول کے جناب میں منہ بھر کر ملعونات بکتے، لکھتے، چھاپتے ہیں اور ان سے کوئی تو کہنے والا نہیں اور اگر انہیں تو کہئے تو نہ صرف ان کے بلکہ بڑے بڑے مہذب بننے والے مسلمانوں کے نزدیک یہ بے تہذیبی وتشدد ہو،

فانظر الی آثار مقت اللہ الغیور کیف انقلبت وانعکست الامور ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم، "وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ﴿۲۲۷﴾" [3] واللہ تعالٰی اعلم۔	تو دیکھو اللہ غیور کے عذاب کے آثار کی طرف دل کیسے بدل جاتے ہیں اور امور کیسے الٹ ہو جاتے ہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے واللہ تعالٰی اعلم۔

[1] درمختار شرح تنویر الابصار باب المرتدین مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

[2] کتاب الخراج فصل فی الحکم فی المرتد عن الاسلام مطبع بولاق مصر ۹۸۔۱۹۷

[3] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۷

مسئلہ ۵۳: از کوہ کسولی مرسلہ منشی نور محمد صاحب عرائض نویس کچہری ۱۹ رمضان شریف ۱۳۳۵ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند اہل اسلام ایک مکان میں ختم شریف پڑھ رہے تھے ختم مذکور میں یہ بیت بھی پڑھی گئی: ؎

عفو کن خطا یاحیات النبی
مری کر شفع یاحیات النبی

ایک شخص شریک مجمع مذکور منصب امامت رکھتا تھا، بضرورت ادائیگی نماز مغرب وہاں سے چلاگیااور بعد نماز مغرب چند اہل اسلام کے سامنے یہ مسئلہ بیان کیاکہ امداد سوائے ذات باری تعالٰی کے کسی سے نہیں مانگنا چاہئے، جیساکہ لوگ کہا کرتے ہیں: ؎

امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن
دردین ودنیاشاد کن یا شیخ عبدالقادرا

ایسا کہنا شرعًا جائز نہیں، دوسرے وقت میں شعر مندرجہ بالاپر بحث چھڑی تو پیش امام موصوف نے یہ بھی بیان کیاکہ رسول اللہ سے بھی کوئی استعانت نہیں مانگنا چاہئے کیونکہ وفات پاگئے ہیں اور مردہ ہیں۔ یہ سن کر ایک شخص نے امام موصوف کے پیچھے نماز پڑھنی ترک کردی اور اپنے علیحدہ مکان میں مسجد قرار دے کر بشمولیت چند مردمان اہلِ اسلام جمعہ ودیگر نمازیں پڑھنی شروع کردیں، پیش امام مذکور نے اپنی بے ادبی وگستاخی معلوم کرکے معترض ودیگر مردمان کے سامنے توبہ کرلی اور معافی کا بھی خواستگار ہوامگر معترض نے اسے معاف نہیں کیااور بدستور اپنے اصرار پر قائم ہے، پیش امام مذکور نے یہ کہاکہ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعالم حیات ہمارے سامنے بھی موجود ہوں تو اپنے اختیار سے بھی کوئی کام نہیں کرسکتے حالانکہ بظاہر وفات پاگئے ہیں، میرا اس پر ایما ہے اور لفظ "مردہ" جو میری زبان سے نکلا اس کے لئے توبہ کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں، اب دریافت طلب یہ امور ہیں کہ پیش امام مذکور کی امامت جائز ہے یا نہیں اور شخص معترض کی نماز مسجد سے علیحدہ اس کے اپنے گھر میں اداہوجاتی ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان کرکے اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

یہ سوال پہلے بھی آیا اور دارالافتاء سے جواب دیا گیا، جواب اب بھی وہی ہے اگرچہ سوال میں بہت الفاظ شیطانی کم ہیں، آخر یہ توخود پیش امام نے اقرار کیاکہ اس نے شان اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں بے ادبی وگستاخی کی، یہی کفر ہے اور اس کے معافی معترض سے چاہنا عجیب ہے، گستاخی کرے محمد رسول اللہ صلی اللہ

تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں یہ معاف کردے، گویا یہ کہے کہ اگرچہ تونے میرے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو برا کہا مگر میں اس کی پروانہیں کرتا، میں نے کہا بے کہا کردیا، معترض ایسا کہتا تو اسے خود اپنے ایمان کے لالے پڑتے۔ زید کا حق عمرو، عمرو کا حق زید معاف نہیں کرسکتا، وہ بے ادب کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حق میں گرفتار ہوا اسے زید و عمرو کیونکر معاف کردیں، درمختار میں ہے:

الکافر بسب نبی من الانبیاء لاتقبل توبتہ مطلقا ولوسب اللہ تعالٰی قبلت لانہ حق اللہ تعالٰی والاول حق عبد لایزول بالتوبۃ ومن شك فی عذابہ وکفرہ کفر [1]۔	جو کسی نبی کو گالی دینے کی وجہ سے کافر ہوا اس کی توبہ کسی حال میں قبول نہیں، اور اگر اللہ تعالٰی کو گالی دی تو توبہ مقبول ہے کیونکہ یہ اللہ تعالٰی کا حق ہے، اور پہلا بندے کا حق ہے جو توبہ سے زائل نہیں ہوتا اور جس نے بھی اس کے عذاب وکفر میں شک کیا وہ کافر ہوجائے گا۔

انکارِ استمداد و استعانت اور وہ بھی خود حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے، اور وہ بھی اس ملعون خیال پر کہ مردہ ہیں، ان پر تو شخص مذکور اب بھی قائم ہے ایک لفظ "مردہ" کو اس کے معنی سے تبدیل کرتا ہے، یہ تمام عقائد و خیالات وہابیہ کے ہیں اور وہابیہ کی امامت ہرگز نہیں، اور ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے، فتح القدیر میں ہے:

روی محمد عن ابی حنیفۃ وابی یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہم ان الصّلٰوۃ خلف اھل الاھواء لاتجوز [2] اھ وقد حققنا بما لامزید علیہ فی النھی الاکید۔	امام محمد نے امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رضی اللہ تعالٰی عنہم سے نقل کیا کہ اہل بدعت کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی، اس کی بے مثل تفصیل ہم نے اپنے رسالہ "النھی الاکید" میں کی ہے۔

جس مسلمان نے وہ کلمات سن کر اس کے پیچھے نماز سے احتراز کے لئے اپنے مکان کو مسجد کرکے اس میں جمعہ و جماعت شروع کردی اس کے لئے اللہ عزوجل کے یہاں اجر عظیم ہے ان شاء اللہ الکریم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

[2] فتح القدیر باب الامامۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۰۴

مسئلہ ۵۴: از موضع گلمان پور ڈاکخانہ رام کولا ضلع سارن مرسلہ محمد اسحٰق صاحب ۳۰ شوال ۱۳۳۵ھ

ایک استفتاء جو حضور میں پیش ہے دیوبند گیا تھا فقط قرآن شریف کا حوالہ ہے وہ ہم لوگ دیہاتی نہیں سمجھ سکتے کہ جب آدمی مرتد ہوجائے تو اس کا کفارہ کیا ہے، لہٰذا التماس حضور میں ہے کہ جواب سے پورے طور سے خلاصہ مطلع فرمائیں کہ کفارہ کیا ہے کس قدر ہونا چاہئے؟

الجواب:

کفارہ ان گناہوں میں رکھا گیا ہے جن کا معاوضہ اس سے ہوجائے اور جو گناہ حد سے گزرے ہوئے ہیں ان کے لئے کفارہ نہیں ہوتا مثلاً صحیح مقیم بلاعذر شرعی ماہ مبارک کا ادا روزہ جس کی نیت رات سے کی ہو دوا یا غذا یا جماع سے قصداً بلااکراہ توڑدے تو اس کا کفارہ ہے اور سرے سے رکھے ہی نہیں کہ یہ جرم اعظم ہے اس کا کوئی کفارہ نہیں، مگر توبہ اور اس روزے کی قضا، یونہی اگر معاذاللہ کسی مسلمان کے ہاتھ سے کوئی مسلمان براہ خطا مارا جائے مثلاً شکار پر فائر کرے اور اس کے لگ جائے تو اس کا کفارہ ہے لیکن اگر **عیاذاً باللہ** قصداً قتل کرے کہ یہ جرم اعظم ہے اس کا کوئی کفارہ نہیں مگر توبہ وقصاص، **معاذاللہ** مرتد ہونا سب سے بدتر جرم ہے اس کا کیا کفارہ ہوسکتا مگر توبہ واسلام، اور اگر توبہ نہ کرے اور اسلام نہ لائے تو دنیا میں سلطان اسلام کے یہاں اس کی سزا قتل ہے اور آخرت میں ابدالآباد کے لئے جہنم، **والعیاذ باللہ تعالٰی، واللہ تعالٰی اعلم۔**

آپ نے علمائے کرام حرمین شریفین کا مبارک فتوٰی حسام الحرمین شاید نہ دیکھا اب دیکھئے اور ضرور دیکھئے مطبع اہل سنت وجماعت بریلی سے ملتا ہے اس میں علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ دیوبندی عقیدے والے خود کافر مرتد ہیں پھر ان کو عالم جاننا اور ان سے فتوٰی پوچھنا کیونکر حلال ہوسکتا ہے احتیاط فرض ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۵۵: از پیل قاضی مرسلہ منشی محمد عنایت رسول صاحب ۹ شوال المکرم ۱۳۳۵ھ

ایسے گروہ کے باب میں جو بظاہر مسلمان ہوکے اپنے خاندان کو خاندان رسالت پر فضیلت دینے حسب ونسب میں ہر طرح اپنے آپ کو نجیب گردانے اور کہے کہ دیکھو رسول اللہ کس نسل سے ہیں، حضرت ہاجرہ کون تھیں، حضرت سارہ کی کنیز تھیں کہ نہیں، اور تائید میں قول نصرانی مؤرخ کا پیش کرے اور بعض کو اولاد فاطمہ سے لونڈی بچا کہے اور ساداتِ زمانہ کو قابل تعظیم وتکریم نہ جانے، بلکہ ان کی توہین وتہجین وتذلیل اور ان پر سب وشتم اور ایذارسانی کو جائز ومباح سمجھے اور عامل ایسے شنائع اعمال کا ہو، مسلمانوں کے ایسے گروہ کے ساتھ کھانا پینا، مناکحت وموالات، انکی مجالس ومحافل میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟

بینوا توجروا۔

الجواب:

ایسا شخص گمراہ، بددین، مسخرہ شیاطین ہے بلکہ اس پر حکم کفر کا لزوم ہے۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے میل جول، مناکحت در کنار انکے پاس بیٹھنا منع ہے۔

قال اللہ تعالٰی "وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ "[1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت)

مجمع الانہر میں ہے:

الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر ومن قال للعالم عویلم اولعلوی علیوی قاصدا بہ الاستخفاف کفر[2]۔	یعنی سادات وعلماء کی توہین کفر ہے اور جو بنظر توہین کسی عالم کو مولویا یا سید کو میروا کہے وہ کافر ہوجائے گا، واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۶: مرسلہ جناب قاضی ارشاد احمد صاحب از بیسل پور ضلع پیلی بھیت ۵ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

ایک واعظ نے یہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تم وحی کہاں سے اور کس طرح لاتے ہو؟ آپ نے جواب عرض کیا کہ ایک پردہ سے آواز سے آتی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کبھی تم نے پردہ اٹھا کر دیکھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میری یہ مجال نہیں کہ پردہ کو اٹھاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ اب کی مرتبہ پردہ اٹھا کر دیکھنا۔ حضرت جبرئیل نے ایسا ہی کیا، کیا دیکھتے ہیں کہ پردہ کے اندر خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور عمامہ سرپر باندھے ہیں اور سامنے شیشہ رکھا ہے اور فرمارہے ہیں کہ میرے بندے کو یہ ہدایت کرنا، یہ روایت کہاں تک صحیح ہے، اگر غلط ہے تو اس کا بیان کرنے والا کس حکم کے تحت میں داخل ہے؟

الجواب:

یہ روایت محض جھوٹ اور کذب وافتراء ہے اور اس کا بیان کرنے والا ابلیس کا مسخرہ اور اگر اس کے ظاہر مضمون کا معتقد ہے تو صریح کافر۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۷تا۶۱: از ریاست کوٹہ راجپوتانہ مرسلہ ملا محمد رمضان پیش امام مسند نیاپورہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

(۱) اول عبدالقادر جس نے یہ کلمات کہے ہیں وہ کافر ہے یا نہیں؟ اگر اس کے کفر میں شک کرے اس کے

---

[1] القرآن الکریم ۶/۶۸

[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب الفاظ الکفر داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۵

واسطے کیا حکم ہے؟

(۲) قاضی صاحب شہر یا دیگر مسلمان جو عبدالقادر کے معاون اور مددگار ہیں اور اس کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور دینی اور دنیوی مراسم میں تعلق رکھتے ہیں ان کے واسطے کیا حکم ہے؟

(۳) عبدالقادر کے گروہ میں سے جن لوگوں کا ہمارے گروہ سے زن وشو کا تعلق ہے یعنی زوجہ اس گروہ کی ہے اور زوج اس گروہ کا ہے، اسی طرح زوج اس گروہ کا ہے اور زوجہ اس گروہ کی ہے اور وہ لوگ یعنی ہر دو فریق اپنے اپنے عقیدہ پر قائم ہیں تو ایسی صورت میں ان کا نکاح شرعًا قائم رہتا ہے یا نہیں؟

(۴) قاضی صاحب شہر سے یہ کہا گیا کہ تم عبدالقادر جس نے توہین کی ہے اس کو کیا سمجھتے ہو، قاضی شہر یہ کہتے ہیں کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنے والے کو کافر سمجھتا ہوں مگر عبدالقادر کے پیچھے نماز ضرور پڑھوں گا، اس سے یہ مطلب کہ عبدالقادر سے اسلامی مراسم منقطع نہ کروں گا، حالانکہ قاضی صاحب کے روبرو عبدالقادر نے یہ الفاظ وعظ میں کہے اور ان کے سامنے چار مسلمانوں نے گواہی دی کہ ہمارے روبرو عبدالقادر نے یہ الفاظ وعظ میں کہے اور پھر حسب خواہش قاضی صاحب علماء کے فتوے بھی پیش کردئے، ایسی حالت میں قاضی شہر کے پیچھے نماز پڑھنا اور ان سے نکاح پڑھوانا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) ایک شخص نے علی الاعلان توبہ کی اس پر کفر کا فتوی منگوانا اور اس مسلمان کو کافر کہنا ایسے شخص کی بابت کیا حکم ہے؟

الجواب:

(۱و۲) صورتِ مستفسرہ میں بلاشبہ اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین کی اور بلاشبہہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین کرے کافر ہے، اور بلاشبہہ جو اس امر پر مطلع ہو کر اسے قابل امامت جانے اس کے پیچھے نماز پڑھے بلکہ وہ بھی جو اسے مسلمان جانے بلکہ وہ بھی جو اس کے کفر میں شک کرے سب کافر ومرتد ہیں۔ شفاء شریف امام قاضی عیاض ووجیز امام شمس الائمہ کردری وذخیرۃ العقبٰی ومجمع الانہر ودرمختار وغیرہا میں ہے: **من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر**[1]۔ (جو اس کے کفر وعذاب میں شک کرے گا وہ کافر ہوجائے گا۔ ت)

---

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

(۳) جو مرد اس عقیدہ پر ہوں یا اس پر مطلع ہو کر اس عقیدہ والے کو کافر نہ جانتے ہوں ان سب کے نکاح ٹوٹ گئے، عورتیں ان سے اپنے مہر کافی الحال مطالبہ کرسکتی ہیں اور بعد عدت جس سے چاہیں اپنا نکاح کرسکتی ہیں اور عورتوں میں جو کوئی اس حقیقتِ حال سے آگاہ ہو اور جان بوجھ کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافرہ ہوگئی، مگر حسبِ روایت مفتی بہا اپنے شوہر مسلمان کے نکاح سے نہ نکلے گی نہ اسے اختیار ہوگا کہ دوسرے سے نکاح کرے، ہاں ان کے شوہروں کو جائز نہ ہوگا کہ انہیں ہاتھ لگائیں جب تک وہ تائب ہو کر پھر اسلام نہ لائیں۔

(۴) قاضی مذکور کے سامنے شہادتیں پیش ہونے کا کیا ذکر جبکہ سوال میں مذکور کہ سورہ **والضحٰی** شریف دکھا کر وہ الفاظ قاضی کے سامنے کہے اس صورت میں قاضی خود اس شخص کے ان احکام میں شریک ہے، اس کے پیچھے نماز محض باطل اور اس سے میل جول حرام اور اس سے نکاح پڑھوانا جائز نہیں۔

(۵) جو شخص توبہ کرچکا ہو اسپر کفر کا فتوٰی منگانا سخت عذاب کا استحقاق ہے اور مسلمان کو بلاوجہ کافر کہنے پر حدیث صحیح میں ارشاد فرمایا کہ وہ کہنا اس کہنے والے ہی پر پلٹ آئے گا یعنی جب کہ بروجہ اعتقاد ہو اور بروجہ سب ودشنام تواشد کبیرہ، **واللہ تعالٰی اعلم**۔ اور زیادہ تفصیل ہمارے فتاوٰی میں ہے۔

مسئلہ ۶۲: از ریاست کوٹہ راجپوتانہ مرسلہ ملا محمد رمضان پیش امام مسجد نیاپورہ مورخہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ عبدالقادر نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین کی ہے اور اس پر علماء کا فتوٰی کفر کا آچکا ہے اور وہ توبہ سے انکار کرتا ہے اس کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں، اور اس کے بھائی بھتیجے اس کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اس کے معاون ہیں ان کا نکاح بھی عندالشرع ٹوٹ گیا یا نہیں، اور اگر ٹوٹ گیا ہے تو ان کی مطلقہ بیویوں کا نکاح دوسرے مسلمانوں سے جائز ہے یا نہیں اور وہ مطلقہ بیویاں مہر کی لین دار ہیں یا نہیں؟ اس کا جواب بحوالہ کتبِ معتبرہ عطا فرمایا جائے، **عنداللہ** ماجور ہوں گے۔

الجواب:

جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین کرے یقینا کافر ہے اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی اور جو اس کی توہین پر مطلع ہو کر اسے مسلمان جانے وہ بھی کافر ہے ایسے جتنے لوگ ہوں خواہ توہین کرنے والوں کے عزیز قریب ہوں یا غیر ان سب کی عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں اور فی الحال وہ اپنے

مہر کا مطالبہ کر سکتی ہیں، ان عورتوں کو اختیار ہے کہ عدت کے بعد جس مسلمان سے چاہیں نکاح کر لیں، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۶۳: از ہوڈل ضلع گوڑگانوہ مرسلہ عبداللہ شاہ

معظم ومکرم قدوۃ الفضلاء فضلانا مولانا اولانا ______ جناب مولانا مولوی احمد رضاخاں صاحب

دام فیوضہ بعد سلام مسنون، کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی بنام زید اور چند مسلمان امی اس کے ہمراہ ایک پادری مذہب عیسوی کے مکان پر نشست برخاست ایک وقت معین پر پادری صاحب کے مکان پر ہوا کرتی ہے، بروقت نشست پادری صاحب کے یہاں کے خورد ونوش میں شریک ہوتے ہیں یعنی پان و چائے وغیرہ خاص پادری صاحب کے مکان کا بنا ہوا کھاتے پیتے ہیں اور گفتگو وغیرہ میں یہاں تک نوبت ہوتی ہے کہ جناب سرور کائنات محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں لفظ بے ادبانہ وہ پادری کہتا ہے، یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی شان میں افک وبہتان تک نوبت پہنچتی ہے اور حضرت زینب وزید کی شان میں لفظ گستاخانہ کرتا ہے، اب دوسرے مسلمان اس مولوی سے کہتے ہیں کہ پادری کے یہاں کا اکل وشرب اچھا نہیں، تو وہ یہ جواب دیتا ہے کہ کچھ حرج نہیں اور ہمارے ایمان میں کوئی فرق اور خلل نہیں آتا ہے، اگر فرق آتا ہو ہم کو قرآن وحدیث سے ثبوت دو، جناب مفتی صاحب یہ امر طلب ہے آیا اس مولوی کے ایمان میں خلل وفرق آیا یا نہ، اور اس مولوی کے پیچھے اقتدا جائز ہے یا نہ اور کوئی گناہ ہے یا نہ اور گناہ کیسا ہے، صغیرہ یا کبیرہ؟ بینوا توجروا؟

الجواب:

اس نام کے مولوی کے ایمان میں اگر فرق نہ ہوتا تو وہ ایسے جلسوں میں شریک نہ ہو سکتا جن میں اللہ ورسول کے ساتھ استہزا وطعن کئے جاتے ہیں وہ ثبوت مانگتا ہے اسے اگر ایمان احکام کی خبر ہوتی تو جانتا کہ قرآن عظیم اس صورت میں اس کے مثل نصارٰی ہونے کا فتوٰی دے رہا ہے۔

قال اللہ تعالٰی	
"بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَاۨ ﴿۱۳۸﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ ﴿۱۳۹﴾ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا	خوشخبری دو منافقوں کو کہ ان کے لئے درد ناک عذاب ہے، وہ جو کافروں کے دوست بناتے ہیں مسلمانوں کے سوا کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں، عزت تو ساری اللہ کے لئے اور بیشک وہ تم پر کتاب میں حکم اتار چکا ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کے ساتھ کفر کیا جاتا ہے اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو ان کے پاس نہ بیٹھو جب تک وہ اور

فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖۤ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ الْكٰفِرِیْنَ فِیْ جَهَنَّمَ جَمِیْعَاۙ ۝۱۴۰ "[1]	بات میں نہ پڑیں اگر تم ان کے پاس بیٹھے تو تم بھی انہیں کی مثل ہو بیشک اللہ کافروں اور منافقوں سب کا جہنم میں ایک ساتھ اکٹھا کرے گا۔

اس شخص کے پیچھے نماز ہر گز جائز نہیں اور وہ سخت اشد کبیرہ کا مرتکب ہے بلکہ اس کا ایمان ہی ٹھیک نہیں، جیسا کہ قرآن عظیم صاف ارشاد فرما چکا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۶۴: از ککرالہ پرگنہ اوسیت ضلع بدایوں مرسلہ محمد یسین خاں خطیب ۱۱ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی بنگالی نے کہا کہ جو کوئی نماز سنت پڑھے وہ مشرک ہے، اور التحیات اور درود شریف نماز میں پڑھنے کی کہیں سند نہیں، اور اگر سند ہو تو قرآن شریف سے ثابت کرو اور نماز جنازہ کی بھی نہیں پڑھنی چاہئے اس کی بھی قرآن شریف سے سند نہیں اور حدیث کا کچھ اعتبار نہیں از راہ عنایت جواب سے زود تر سرفراز فرمائیے۔

الجواب:

جو شخص حدیث کا منکر ہے وہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا منکر ہے اور جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا منکر ہے وہ قرآن مجید کا منکر ہے اور جو قرآن مجید کا منکر ہے اللہ واحد قہار کا منکر ہے اور جو اللہ کا منکر ہے صریح مرتد کافر ہے اور جو مرتد کافر ہے اسے اسلامی مسائل میں دخل دینے کا کیا حق۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ "[2]	رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

اور فرماتا ہے:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝۶۵ [3]	اے نبی! تیرے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک تجھے ہر اختلافی بات میں حاکم نہ بنائیں پھر اپنے دلوں میں تیرے فیصلہ سے کچھ تنگی نہ پائیں اور اچھی طرح دل سے مان لیں۔

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۳۸تا۱۴۰

[2] القرآن الکریم ۵۹/ ۷

[3] القرآن الکریم ۴/ ۶۵

نماز سنت و جنازہ اور التحیات و درود سب کا حکم کلام اللہ شریف میں صراحۃً موجود مگر:

" مَنۡ لَّمۡ يَجۡعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوۡرًا فَمَا لَهٗ مِنۡ نُّوۡرٍ ۝ " [1]۔	جسے اللہ نے نور نہ دیا اس کے لئے کہیں نور نہیں۔

پہلے یہ منکر بتائے کہ پانچ نمازوں کا ثبوت کلام اللہ شریف میں کہاں ہے، اور صبح کی دو رکعتیں، مغرب کی تین رکعتیں، باقی کی چار چار، ان کا ذکر کلام اللہ شریف میں کہاں ہے، اور نمازوں کی ترتیب کہ پہلے قیام اور اس میں قراءت پھر رکوع پھر سجود پھر قعود قرآن مجید میں کہاں ہے، وقتوں کی ابتداء وانتہا کہ فجر کا وقت طلوع صبح سے شروع ہو کر طلوع شمس پر ختم ہوتا ہے، اور ظہر کا زوال شمس سے سایہ اصلی کے سوا ایک مثل یا دو مثل سایہ ہونے تک اس کا ذکر قرآن مجید میں کہاں ہے، وضو کی ناقض یہ یہ چیزیں ہیں اور غسل کی یہ یہ، اور نماز ان چیزوں سے فاسد ہوتی ہے ان کی تفصیل قرآن مجید میں کہاں ہے۔ جب وہ ان سوالوں سے عاجز ہوگا اور اپنے کفر و جہل کا اقرار کرکے تائب ہوگا اس وقت ہم اسے بتادیں گے جن چیزوں کا وہ منکر ہے وہ سب قرآن مجید سے ثابت ہے اور ساتھ یہ بتائے کہ اس نے اس قرآن موجود کو بے کم وبیش قرآن منزل من اللہ کیونکر مانا، کیا اللہ خود اسکے ہاتھ میں دے گیا، اور جب یہ نہیں تو دلیل دے اور سمجھ رکھے کہ اس دلیل سے جو کچھ ثابت ہوگا سب ماننا پڑے گا ورنہ قرآن بھی ہاتھ سے کھوئے گا، کھویا تو ہے ہی جھوٹے زبانی اقرار سے بھی ہاتھ دھوئے گا " اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ۝ " [2] (بیشک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ ت) یہ مسائل جن کا ثبوت ہم نے قرآن عظیم سے دینا اس کے ذمہ لازم کیا ہے اس طرح لکھے جس طرح ہم مسلمانوں میں ہے، اسکے نزدیک اگر اور طور پر ہوں تو جس طرح اس کے اعتقاد میں ہیں نماز میں کیا کیا فرائض ہیں، ان کی ترتیب اور پڑھنے کی ترکیب کیا ہے، وضو و غسل کی ناقض کیا کیا ہیں، ہر وقت کی نماز میں کے رکعتیں ہیں، کس کس چیز سے فاسد ہوتی ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۶۵: شبہہ پیش کردہ بعض اہل علم ۲۵ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۵ھ

بلاشبہہ اشرف علی تھانوی اپنی عبارت حفظ الایمان میں حق کا معاند ہے، مگر تکفیر میں یہ شبہہ ہے کہ وہ علوم غیبیہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا انکار نہیں کرتا بلکہ اطلاق لفظ عالم الغیب کا تیسری شق جو مصحح ثبوت علوم کثیرہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے اس نے دھوکا دینے کے لئے قصداً

---

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۴۰

[2] القرآن الکریم ۶۳/ ۶

چھپالی اور زید پر براہ فریب و مغالطہ ایک الزامی ایراد قائم کیا اس سے وہ حق کا معاند ضرور ہے مگر کافر نہ ہوا ہم اسے دیکھتے ہیں کہ وہ خشوع وخضوع سے نماز پڑھتا ہے وہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین کرتا۔

الجواب:

اشرف علی تھانوی سے زیادہ اپنی مراد کون بتاسکتا ہے اس نے جو عرق ریزی وحرکت مذبوحی "بسط البنان" میں کی اس پر شدید قاہر الٰہی رد "وقعات السنان" وغیرہ میں ملاحظہ ہوں، مگر ایک ذی علم کے لئے کشف شبہہ کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ یہ سوال حاضر کیا جاتا ہے جس میں سراسر عبارت حفظ الایمان کا پورا چربہ ہے اس کا جواب دیتے بلکہ **ان شاء اللہ تعالٰی** ملاحظہ کرتے ہی کھل جائے گا اور شبہہ کا وسوسہ دھواں ہوکر اڑ جائے گا **وباللہ التوفیق**۔

سوال یہ ہے کہ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ زید نے حمدِ الٰہی میں کہا اے سخی داتا الہ العٰلمین اس پر حمید وولید دو شخصوں نے اعتراض کیا۔ حمید، یہ ناجائز ہے اسمائے الٰہی توقیفی ہیں اللہ عزوجل کو جواد کہا جائے گا سخی کہنا جائز نہیں، حواشی حاشیہ خیالی علی شرح العقائد النسفی میں اس کی تصریح ہے۔ ولید: اللہ عزوجل کی ذات مقدسہ پر سخاوت کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس سخاوت سے مراد بعض عطا ہے، یعنی کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی شخص کو کچھ نہ کچھ دے دینا اگرچہ ایک نوالہ یا ایک کوڑی یا کل عطا کہ کسی سائل کا کوئی سوال کبھی نہ پھیرا جائے ہمیشہ جو کچھ مانگے اسے دیا جائے اگر بعض مراد ہے تو اس میں اللہ تعالٰی کی کیا تخصیص ہے ایسی سخاوت تو زید عمرو ہر ذلیل ورذیل ہر بھنگی چمار کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص سے کسی نہ کسی چیز کا دینا واقع ہوتا ہے تو چاہئے کہ سب کو سخی داتا کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو سخی داتا کہوں گا تو پھر سخاوت کو منجملہ کمالاتِ الٰہیہ شمار کیوں کیا جاتا ہے، جس امر میں مومن بلکہ شریف شخص کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات الوہیت سے کب ہوسکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو خدا وغیر خدا میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام عطایا مراد ہیں اس طرح کہ اس کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے انتہی۔ ولید کے اس کلام پر حمید اکابر علمائے کرام نے کفر صریح ہونے کا حکم کیا، سعید کو اس میں یہ شبہات ہیں ہم دیکھتے ہیں، ولید خشوع خضوع سے نماز پڑھتا ہے وہ اللہ تعالٰی کی توہین کرتا، اس کا مقصود اطلاق لفظ سخی پر انکار ہے نہ کہ عطائے الٰہی کا ابطال تیسری شق جو مصحح ثبوت عطائے الٰہیہ ہے، اس نے دھوکا دینے کے لئے قصداً چھپالی اور زید پر براہ فریب مغالطہ ایک الزامی ایراد قائم کیا اس سے وہ حق کا معاند ضرور ہے مگر کافر نہ ہوا، اب علمائے کرام سے استفسار ہے کہ:

(۱) آیا کلام ولید میں اس تاویل کی گنجائش ہے؟

(۲) محض لفظ سخی کے اطلاق پر انکار وہ تھا جو حمید نے کیا یا یہ جو ولید نے کہا؟

(۳) منشائے اطلاق یعنی عطا کو دو شقوں میں منحصر کر دینا ایک وہ کہ خدا میں بھی نہیں دوسرے وہ کہ بھنگی چمار میں ہے اور اس بناپر اسے کمالاتِ الٰہیہ سے نہ جاننا اور خدا اور اس کے غیر ہر بھنگی چمار میں فرق پوچھنا محض اطلاق لفظ سخی کا انکار ہوگا یا اللہ عزوجل کی صفت کمالیہ عطا کا صریح ابطال ہوگا؟

(۴) اس تقریر سے عطا کو کمالاتِ الٰہیہ سے نہ جاننا اور خدا اور بھنگی چمار میں فرق پوچھنا اور اللہ تعالٰی کی خصوصیت نہ جاننا ہر بھنگی چمار کے لئے بھی حاصل ماننا یہ توہین شان عزت ہے یا نہیں؟

(۵) اس کلام کے سننے سے کسی طرح کسی کا ذہن اس طرف جاسکتا ہے کہ یہ ابطال عطائے الٰہی نہیں نہ اس کے کمال پر حملہ نہ اس قسم عطا میں جو اسے حاصل ہے، اس کی خصوصیت کا انکار نہ ہر بھنگی چمار کی اس میں شرکت کا اظہار بلکہ باوصف صحت معنی وحصول مبنی صرف بالخصوص لفظ سخی پر انکار ہے۔

(۶) جو معنی کسی طرح کلام سے مفہوم نہ ہو سکیں کیا ان کی طرف پھیرنا کفر کا نافی ہو سکتا ہے، شفائے امام قاضی عیاض وغیرہ کتب معتمدہ ائمہ میں تصریح ہے کہ **التاویل فی لفظ صراح لایقبل**[1] (صریح الفاظ میں تاویل مقبول نہیں ہوتی۔ت) ایسی تاویل مسموع ہوتو کوئی کلام کفر نہ ٹھہرسکے، "**اردت برسول اللہ العقرب**" (میں نے رسول اللہ سے مراد بچھو لیا ہے۔ت) کی تاویل اس تاویل سے قریب تر ہے یا نہیں کہ بلاشبہہ عقرب بھی خدا ہی کا بھیجا ہوا ہے۔

(۷) صحیح بخاری شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد کہ **ذٰلك اخبات النفاق**[2] (یہ نفاق کا خضوع ہے۔ت) اس خشوع وخضوع کا جواب کافی ہے یا یہ کہ کوئی کیسا ہی کفر کرے جب بعض اعمال صالحہ کرتا ہو کافر نہیں ہو سکتا۔ **بینوا توجروا۔**

مسئلہ ۶۶: از یازید پور ضلع پٹنہ مرسلہ عبدالصمد صاحب ۲۱ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ امکان نسخ نہیں بلکہ وقوع نسخ کا ماننا فرض ہے یا واجب یا مستحب جس کو دوسرے لفظوں میں یوں صاف کرسکتے ہیں کہ وقوع نسخ پر دلیل قطعی یعنی آیت قرآنی یا حدیث متواتر ہے یا دلیل ظنی ہے اس کا منکر کافر ہوگا یا فاسق؟ **بینوا توجروا**

---

[1] الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی القسم الرابع فی تصرف وجوہ الاحکام مطبع شرکت صحافیہ ۲/ ۲۰۹

[2] مجمع الزوائد باب الاعمال بالخواتیم دار الکتاب بیروت ۷/ ۲۱۴

الجواب:

وقوع نسخ بلاشبہہ قطعیات سے ثابت بلکہ باعتبار شرائع سابقہ ضروریات دین سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۶۷: از بجوواڑہ مرسلہ حاجی عبداللطیف ۱۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت اور مرد میں سے کسی سے بے علمی کی وجہ سے ایسا کلمہ منہ سے نکل جائے کہ کفر میں شمار ہو تو طلاق ہوجاتی ہے یا نہیں، اور اگر ایسا ہوجائے تو کیا کرنا چاہئے کیونکہ ظاہر نکاح دوسری بار پڑھانے سے شرم کرتا ہو تو بغیر گواہ کے ایسا نکاح پھر درست ہوسکتا ہے یانہیں کہ صرف مرد عورت دونوں ہی نکاح قائم کرلیں کہ کوئی صورت آسان ہو تو بتلائیں کیونکہ اکثر لوگ بے علمی کی وجہ سے کوئی کلام کہہ دیتے ہیں اور وہ کفر ہوتا ہے اور ان کو کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے۔

الجواب:

معاذاللہ جس سے کلمہ کفر صادر ہوا سے بعد توبہ تجدید نکاح کا حکم ضرور ہے نکاح بغیر دو گواہوں کے نہیں ہوسکتا، دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں عاقل بالغ آزاد اور مسلمان، عورت کے نکاح میں ان کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے وہ ایجاب وقبول کو ایک سلسلے میں سنیں اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہورہا ہے بغیر اس کے نکاح نہیں ہوسکتا، ہاں یہ کچھ ضرور نہیں کہ وہ غیر ہی لوگ ہوں، زن وشوہر کے جوان بیٹا، بیٹی، بہن، بھائی، نوکر چاکر ان میں سے اگر دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کے سامنے ایجاب وقبول کرلیں کافی ہے، اور تجدید نکاح کوئی شرم کی بات نہیں، یہ وسوسہ شیطانی ہے، شرم کی بات یہ ہے کہ نکاح میں خلل پڑجائے اور بغیر تجدید کے زن وشوہر کا علاقہ باقی رکھیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۶۸: از انجمن اسلامیہ بھرت پور مرسلہ حافظ عبدالوہاب خاں ٹونکی ۱۶ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

یہاں ایک مولوی صاحب نے اثنائے وعظ میں فرمایا کہ حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی لاش مبارک شہادت کے بعد کئی روز تک نہایت ناگفتہ بہ حالت میں رہی اور آپ کی ایک ٹانگ (**نعوذباللہ**) کتوں نے چباڈالی، مولوی صاحب اور ان کے مقلدین اس واقعہ کو تاریخی واقعہ بتاتے ہیں، یہاں کوئی ایسا عالم نہیں جو اس واقعہ کے متعلق صحت کرسکے، اسلئے عرض ہے کہ بواپسی اس واقعہ کے اصلی حالت سے اطلاع دیں، اگر صحیح ہے تو کسی معتبر کتاب سے پتہ چل سکتا ہے؟ اگر غلط ہے تو کس فرقہ کا عقیدہ ہے؟

الجواب:

امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کتاب **الاصابہ فی تمییز الصحابہ** میں فرماتے ہیں:

قال الزبیر بن بکار بویع یوم الاثنین للیلة بقیت من ذی الحجة سنة ثلاث وعشرین وقتل یوم الجمعة لثمان عشرة خلت من ذی الحجة بعد العصر ودفن لیلة السبت بین المغرب والعشاء[1]۔	(حضرت زبیر بن بکار کا بیان ہے۔ت) یعنی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بیعت یوم الاثنین ذی الحجہ کی آخری شب ۲۳ ہجری کو کی گئی ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ روز جمعہ بعد عصر شہید ہوئے اور اسی شام کو مغرب کے بعد عشاء سے پہلے دفن ہوئے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثناعشریہ میں امیر المومنین ذوالنورین رضی اللہ تعالٰی عنہم پر رافضیوں کے دسویں طعن میں ان ملاعین سے نقل کیا کہ:

"بعداز قتل اوراسہ روز اوفتادہ گزاشتند وبدفن او نپر داختند[2]"۔	قتل کے بعد انہیں تین دن تک ایسے ہی پھینک دیا گیا اور دفن نہ ہونے دیا گیا۔(ت)

وہ کتوں کا لفظ اس طعن میں بھی نہیں، پھر جواب میں بہت روایات ذکر کرکے فرمایا:

ازیں روایات مشہورہ متعددہ ثابت شد کہ تاسہ روز اوفتادہ ماندن لاش عثمان (رضی اللہ تعالٰی عنہ) محض افتراء ودروغ ست ودر جمیع تواریخ تکذیب آں موجود ست زیراکہ باجماع مؤرخین شہادتِ عثمان (رضی اللہ تعالٰی عنہ) بعد از عصر روز جمعہ ہیژدہم ذی الحجہ واقعہ شدہ است ودفن اودر بقیع شب شنبہ وقوع یافت بلاشبہ انتہی[3]۔ ورأیتنی کتبت فی بعض تعلیقاتی الحدیثیة وھذا ایضا تجاوز نعم لاتقبل المناکیر المنکرات فی مقابلة المشھورات المقبولات	ان تمام مشہور روایات سے ثابت ہورہا ہے کہ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی لاش کا تین دن تک پڑے رہنے کا واقعہ محض افتراء اور جھوٹ ہے اور تمام کتب تاریخ میں اس کی تکذیب موجود ہے کیونکہ تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کی شہادت ۱۸ ذوالحجہ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر ہوئی اور بلاشبہہ ہفتہ کی رات بقیع شریف میں تدفین ہوئی انتہی۔(ت) مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے بھی اپنے بعض حواشی میں یہی بات لکھی ہے اور یہ بھی تجاوز ہے ہاں مشہور ومقبول روایات کے مقابلے میں مناکیرو

[1] الاصابہ فی تمییز الصحابہ باب عثمان رضی اللہ عنہ دار صادر بیروت ۲/ ۴۶۳

[2] تحفہ اثنا عشریہ مطاعن عثمان رضی اللہ عنہ طعن دہم سہیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۳۲۶

[3] تحفہ اثنا عشریہ مطاعن عثمان رضی اللہ عنہ طعن دہم سہیل اکیڈمی لاہور ۱/ ۳۲۹

منکرات مقبول نہیں ہوتیں۔واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم (ت)	واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۶۹: از شہر مالیگاؤں محلّہ قلعہ قریب مسجد کلاں مرسلہ محمد صادق صاحب ۳ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

اگر کوئی شخص آیاتِ قرآنی کو نہ مانے تو وہ شخص گنا ہگار ہوگا یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو کس درجہ کا؟ اور نماز اس کے پیچھے کیسی ہوتی ہے؟

الجواب:

آیت کو نہ ماننا یعنی انکار کرنا کفر ہے اس کے پیچھے نماز کیسی، مگر عوام نہ ماننا اسے بھی کہتے ہیں کہ گناہ خلاف آیت قرآنی واقع ہوا ور اسے آیت سنائی گئی اور وہ اپنے گناہ سے باز نہ آیا یہ باز نہ آنا اگر محض شامتِ نفس سے ہو، آیت پر ایمان رکھتا ہے، نہ اس سے انکار کرتا ہے نہ اس کا مقابلہ کرتا ہے تو گناہ ہے کفر نہیں، پھر اگر وہ گناہ خود کبیرہ ہو یا بوجہ عادت کبیرہ ہو جائے اور یہ شخص اعلان کے ساتھ اس کا مرتکب ہو تو فاسق معلن ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی یعنی پڑھنی گناہ اور پڑھی ہو تو پھیرنی واجب، واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۷۰: از چندوسی حسینی بازار مرسلہ غلام حسین صاحب ۳ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمدللہ العلی العظیم والصلوۃ علی النبی الکریم واٰلہ وصحبہ المکرمین اٰمین!

(کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چندوسی میں مسلمانوں نے ہنود، مشرکین سے اتفاق کرنے میں یہ آثار ظاہر کئے کہ سوائے نوبت نقارے نوازی اور ناچ رنگ نامشروع کے ایسا مبالغہ اور عروج ان کی رسوم جلادینے میں کہ بعض فریق تلک، قشقہ، سندے برہمنوں کے ہاتھ سے اپنی پیشانی پر کھنچوا کر خوش اور مسرور ہوا اور بعض فریق برہمنوں کے ساتھ جے رامچندر جی اور جے سیتا جی کی بول اٹھا اور بعض فریق نے ہمراہ ہنود تخت رواں نستہ عورتوں کے گشت کی اور وہ تخت رواں خلاف سالہائے گزشتہ پیوستہ کے بیخوف وخطر گلی کوچہ پھرا کر مسلمانوں کے جائے جلوس پر ہنود لائے، مسلمانوں نے سوائے تواضع پان، پھول اور ہار، الائچی وغیرہ ان کے آنے کا شکریہ بفخریہ ادا کرکے شیرینی کی تھالی پیش کی اس عمل سے کس فریق کی عورت نکاح سے باہر ہوئی اور کون مبتلائے کفر ہوا اور کون مرتکب گناہ کبیرہ ہوا اور ہر فریق کی توبہ کی صورت کیا ہے؟

الجواب:

وہ جنہوں نے برہمن سے قشقہ کھنچوایا وہ جنہوں نے ہنود کے ساتھ وہ جے بولی کافر ہو گئے، ان کی عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں اور وہ کہ گشت میں شریک ہوئے اگر کافر نہ ہوئے تو قریب بکفر ہیں،

حدیث میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من سود مع قوم فھو منھم [1] وفی لفظ من کثر سواد قوم [2]۔	جو کسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔

اور وہ جنہوں نے بت کے لانے پر شکریہ ادا کیا اور خوش ہوئے ان پر بھی بحکم فقہاء کفر لازم ہے غمز العیون میں ہے:

اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر [3]۔	جس نے کافر کے عمل کو اچھا جانا وہ باتفاق مشائخ کافر ہو جاتا ہے (ت)

ان پر لازم ہے کہ توبہ کریں اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۷: از موضع بیری پور ڈاکخانہ قصبہ علی گڑھ ضلع بریلی مرسلہ خان محمد خاں ۱۳ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید آداب واحکام وارکان شریعت کا محض منکر ہے یعنی اہل ہنود کی پرستش گاہوں پر پوجا کرتا ہے، سراسر جو کام شرک وکفر کے ہنود کرتے ہیں ان کو زید بھی کرتا ہے اور بجائے محفل میلاد شریف کے مثل ہنود کے کتھا کی یعنی برہمن کو بلاکر پوریاں وغیرہ پکواکر اور ہنود کو کھلا کر جن مسلمانوں سے رسم تھا ان کو کھلادیں اور ہنود کے ہوم رول میں چندہ دیا اور مسجد کے دینے سے انکار، صوم وصلوٰۃ کا منحرف بایں امور کہ زید میں موجود ہیں، عمر اپنی بیٹی زید کے بیٹے کو دینا چاہتا ہے ہر چند اس سے منع کیا گیا مگر قصداً رسم گیا حتی کہ تاریخ شادی کی ٹھہر گئی، عمر کی زوجہ نے جواب دیا اور سخت کلامی کی کہ زید اگر بھنگی ہے تو ہم بھی بھنگی ہیں، عمر سے کہا گیا کہ تم کو اگر زید سے ملنا ہے تو اس کو توبہ استغفار کرا دیا جائے، مگر عمر نہ مانا اور شرک وکفر کی حالت میں دیدہ دانستہ قرابت کی، آیا ہم جمیع مسلمان زید وعمر کے ساتھ کیسا معاملہ رکھیں، جو حکم شرع شریف کا ہو، نافذ ہو ایسا شخص بموجب شرع شریف کے مستوجب سزا ہے یا نہیں، **بینوا توجروا۔**

---

[1] تاریخ بغداد ترجمہ ۵۱۶۷ عبداللہ بن عتاب الخ دار الکتاب العربی بیروت ۱۰/ ۴۱

[2] نصب الرایہ لاحادیث الھدایہ بحوالہ مسند ابی یعلی المکتبۃ الاسلامیہ بیروت ۴/ ۳۴۶، کنز العمال حدیث ۲۴۷۳۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۲۲

[3] غمز العیون البصائر مع الاشباہ والنظائر کتاب السیر باب الردۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۹۵

الجواب:

صورت مذکورہ میں زید کافر مرتد ہے، اس سے سلام، کلام مسلمانوں کو حرام اس کی شادی غمی میں شرکت حرام۔

قال اللہ تعالٰی "وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ" [1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت)

بیمار پڑے تو اسے پوچھنے جانا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔

قال اللہ تعالٰی "وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ" [2]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ (ت)

عمر اس کے سب افعال پر آگاہ ہے اس نے توبہ بھی لینا نہ چاہی اور ایسی قرابت اس کے ساتھ کی مبتلائے گناہ عظیم و مستحقِ عذاب الیم ہوا۔

قال اللہ تعالٰی "اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ" [3]، وقال اللہ تعالٰی "وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ" [4]، وقال اللہ تعالٰی "وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ" [5]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔ (ت)

زید و عمر اگر توبہ نہ کریں تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ انہیں یک لخت چھوڑ دیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۷۲ تا ۷۳: از بدایوں مرسلہ نتھو و نثار احمد سوداگران چرم ۱۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۶ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے باجود اس علم کے کہ مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان کے کافر ملحد ہونے کا فتوٰی تمام علمائے اسلام دے چکے ہیں، پھر بھی اپنی لڑکی کا نکاح ایک مرزائی کے لڑکے کے ساتھ کردیا اب زید کو گمراہ اور بدعقیدہ سمجھا جائے یا نہیں اور زید کے ساتھ کھانا پینا اور اسکی شادی غمی میں شریک ہونا اپنے یہاں اس کو شریک کرنا

[1] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[2] القرآن الکریم ۹/ ۸۴

[3] القرآن الکریم ۴/ ۱۴۰

[4] القرآن الکریم ۵/ ۵۱

[5] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

جائز ہے یا نہیں اور جو لوگ ایسا کریں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲) مرزائیوں کے لڑکوں کو جو ابھی سن شعور کو نہیں پہنچے اور اپنے ماں باپوں کے رنگ میں رنگے ہیں اور ہر امر میں انہیں کے ماتحت ہیں کیا سمجھنا چاہئے مرزائی یا غیر مرزائی؟

الجواب:

(۱) اگر وہ لڑکا اپنے باپ کے مذہب پر تھا اور اسے یہ معلوم تھا کہ اس کا یہ مذہب ہے اور دانستہ لڑکی اس کے نکاح میں دی تو یہ لڑکی کو زنا کے لئے پیش کرنا اور پرلے سرے کی دیوثی ہے، ایسا شخص فاسق ہے اور اس کے پاس بیٹھنا تک منع ہے،

قال اللہ تعالٰی "وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۝۶۸ "[1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت)

ورنہ اس کے سخت بے احتیاط اور دین میں بے پرواہونے میں کوئی شبہہ نہیں، اور اگر ثابت ہو کہ وہ واقعی مرزائیوں کو مسلمان جانتا ہے اس بناپر تقریب کی تو خود کافر مرتد ہے، علمائے کرام حرمین شریفین نے قادیانی کی نسبت بالاتفاق فرمایا کہ:

من شك فی عذابہ و کفرہ فقد کفر [2]۔	جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔

اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت حیات کے سب علاقے اس سے قطع کردیں، بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے مسلمان کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اسکی قبر پر جانا حرام،

قال اللہ تعالٰی "وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ "[3]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا (ت)

(۲) وہ سب مرزائی ہیں مگر وہ کہ عقل و تمیز کی عمر کو پہنچا اور اچھے برے کو سمجھا اور مرزائیوں کو کافر جانا اور ٹھیک اسلام لایا وہ مسلمان ہے، یہ اس حالت میں ہے کہ ماں مرزائی ہو، اور اگر ماں مسلمان ہوا گرچہ اپنی

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[2] حسام الحرمین باب المعتمد والمستند مکتبہ نبویہ، لاہور ص ۱۳

[3] القرآن الکریم ۹/ ۸۴

شامت نفس یا اپنے اولیاء کی حماقت یا ضلالت سے مرزائی کے ساتھ نکاح کرکے زنا میں مبتلا ہے، اب جو بچے ہوں گے جب تک ناسمجھ رہیں گے اور سمجھ کی عمر پر آکر خود مرزائیت اختیار نہ کریں گے اس وقت تک وہ اپنی ماں کے اتباع سے مسلمان ہی سمجھے جائیں گے،

فان الولد یتبع خیر الابوین دینا فکیف من لیس له الا الام فان ولد الزنا لااب له۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	بچہ والدین میں سے اس کے تابع ہوتا ہے جس کا دین بہتر ہو تو اس وقت کیا حال ہوگا جب اس کی صرف ماں ہی ہو کیونکہ ولد زنا کا باپ نہیں ہوتا۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۷۴ تا ۸۱: از مقام رانچی محلّہ اوپر بازار مرسلہ عبدالرب صاحب ۳ جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ

جو کہے: **(۱)** معجزاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غلط ہیں، معجزہ حضرت سیدنا عیسٰی (علیہ السلام) مردہ کو زندہ کرنا غلط ہے، مطلب اس کا احوالِ قوم کو زندہ کرنا ہے ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے شرعًا؟

(۲) کتاب فتاوٰی عالمگیری و قاضی خاں بے اعتبار ہیں، توہین علماء دین قول بکر سے متصور ہے یا نہیں؟ شرعًا کیا حکم ہے؟

(۳) قربانی کرنے کی ضرورت نہیں اللہ تعالٰی گوشت وخون کا محتاج نہیں، نہ اس تک پہنچتا ہے، بلکہ تمہارا تقوٰی پہنچتا ہے، قربانی کے جانور کی قیمت مدرسہ میں دینا افضل ہے، غور فرمایا جائے کہ بکر نے ترک وجوب پر حملہ کیا یا نہیں شرعًا کیا حکم ہے؟

(۴) حضرت منصور کا دار پر کھنچا جانا امور سلطنت و متہم ہونے کی وجہ سے نہ تھا نہ اور کسی وجہ سے، شرعًا کیا حکم ہے؟

(۵) بکر عبادت گاہ کفار میں نہ بہ نیت تفریح طبع ودیکھنے کے جاتا ہے بلکہ شرکت عبادت گاہ کفار کو فرض وسنت ومستحب ٹھہراتا ہے، شرعًا کیا حکم ہے؟

(۶) بکر پردہ حنفیت میں کاربند وہابیت ہے، وہابیوں کی حمایت اور اہلسنت وتمامی مفسرین وفقہاء کی توہین کرتا ہے، میلاد وقیام کے متعلق الفاظ ناشائستہ وبدعت سیئہ کہتا ہے، بکر کی اقتداء جائز ہے یا نہیں؟ اور بکر درحقیقت مقلد ہے یا غیر مقلد؟

(۷) بکر محض بپاس کلام واثبات مدعا اپنے بزور زبان عبارات فقہیہ کو تحریف کیا ہے، بکر دست انداز اقوال ائمہ مجتہدین پر ہے یا نہیں؟ شرعًا کیا حکم ہے؟

(۸) بکر جناب کنز الفقراء تاج الاولیاء سیدنا عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) پر طعن وتکذیب کراماتِ اولیاء کرتا ہے ونیز دیگر اشخاص بھی بمقابلہ بکر کے حضرت کی شان میں طعن کرتے ہیں اور بکر

خاموش رہتا ہے شرعًا کیا حکم ہے؟

الجواب:

(۱) جو شخص معجزاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو غلط بتائے کافر مرتد ہے، مستحقِ لعنت ابد ہے۔ حضور سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ احیائے موتی کا غلط کہنے والا بھی یقینا کافر مرتد ہے اور وہ تاویل کہ احوال قوم زندہ کرنا مراد ہے، اسے کفر وارتداد سے نہ بچائے گی کہ ضروریات دین میں تاویل مسموع نہیں۔ عقائد امام مفتی الثقلین مفتی الجن والانس عمر نسفی رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ہے:

النصوص تحمل علی ظواھرھا والعدول عنھا الی معان یدعیھا اھل الباطن الحاد[1]۔	نصوص کو اپنے ظاہر ہی پر محمول کیا جائے گا اور اس سے ایسے معانی کی طرف عدول جن کا دعوٰی اہل باطن نے کیا سراسر الحاد ہے (ت)

شرح میں ہے:

الحاد ای میل وعدول عن الاسلام واتصال و التصاق بالکفر لکونہ تکذیبا للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیما علم مجیئہ بہ بالضرورۃ[2]۔	الحاد یعنی اسلام سے عدول اعراض ہے اور یہ کفر کے ساتھ اتصال ہے کیونکہ یہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ان معاملات میں تکذیب ہے جن کا لانا آپ سے بالضرورۃ ثابت ہے (ت)

شفاء قاضی عیاض میں ہے:

التاویل فی الضروری لایسمع[3]۔	ضروریاتِ دین میں تاویل مسموع نہیں۔ (ت)

(۲) **سبحان اللہ!** جب وہ معجزات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو غلط کہتا ہے تو اس سے اس کی کیا شکایت کہ فتاوٰی قاضی خاں وعالمگیری کو نہیں مانتا جو اللہ اور اس کے رسولوں کی تکذیب کرچکا اس سے توہین علم وعلماء کا گلہ فضول ہے، **ماعلی مثلہ بعد الخطاء** (خطا کے بعد اس کی مثل مجھ پر نہیں۔ت)

(۳) قربانی کا انکار ضلالت ہے، یہ ہندو تو سارے کے سارے گائے کی قربانی سے کتنا چڑتے ہیں، غایت یہ کہ یہ ایک بات میں ہندوؤں سے بڑھ گیا کہ مطلقًا قربانی کے وجوب کا منکر ہوا اور ایک بات میں ہندو اس سے

---

[1] عقائد نسفی مع الشرح مطبوعہ دارالاشاعت العربیہ قندھار افغانستان ص ۱۱۹

[2] شرح عقائد نسفی مطبوعہ دارالاشاعت العربیہ قندھار افغانستان ص ۱۱۹

[3] کتاب الشفاء للقاضی عیاض القسم الرابع فی تصرف وجوہ الاحکام الخ مکتبہ شرکت صحافیہ ترکی ۲/ ۲۱۰

بڑھ کر ہیں کہ وہ چڑتے ہیں یہ فقط منکر۔

(۴) ایک بے معنی بات ہے صرف اتنے لفظ محتاج توجیہ نہیں۔

(۵) شرکت عبادت گاہ کفار صریح کفر ہے کیونکہ ہدایت یارد کو جانا شرکت نہیں ہوسکتا، کتب دینیہ میں تصریح ہے کہ معابد کفار میں جانا مکروہ ہے کہ وہ ماوائے شیاطین ہیں **کمافی ردالمحتار وغیرہ** (جیسا کہ ردالمحتار وغیرہ میں ہے۔ت) نہ کہ شرکت کہ صریح کفر ہے اور کفر کو ہلکا جاننا بھی کفر ہے نہ کہ معاذاللہ مستحب بلکہ سنت بلکہ فرض ٹھہرانا،

ابالله وایته ورسله کنتم تستهزؤن، لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم [1]۔	کیااللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے مسلمان ہوکر۔(ت)

(۶) عجب ہے کہ سائل اس سے وہ کلمات نقل کرکے پھر اس کا مقلد ہونا پوچھتا ہے وہ مقلد ضرور ہے مگر ابلیس کا،

قال اللہ تعالٰی "اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىٕكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۱۹" [2]	اللہ تعالٰی نے فرمایا: ان پر شیطان غالب آگیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلادی، وہ شیطان کے گروہ ہیں، سنتا ہے بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے۔(ت)

(۷) معلوم نہیں سائل نے اس کا پہلا عقیدہ معجزہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو غلط بتانا غلط لکھ دیا یا صحیح، اگر غلط لکھا تو کیوں، اور صحیح لکھا تو اس کے بعد ان باتوں کی کیا گنجائش رہی، ائمہ مجتہدین پر دست اندازی کرنیوالا گمراہ سہی کافر تو نہیں، تکذیب معجزات کرنے والا تو کافر ہے۔ گنہگا پرشاد یا مسیح چرن سے اس کی کیا شکایت کہ تو ہمارے ائمہ پر کیوں اعتراض کرتا ہے۔

(۸) کراماتِ اولیاء کا انکار گمراہی ہے،

قال اللہ تعالٰی "كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ	اللہ تعالٰی نے فرمایا: جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے، کہا اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا، بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے بیشک اللہ

[1] القرآن الکریم ۹/ ۶۵و۶۶

[2] القرآن الکریم ۵۸/ ۱۹

بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ "[1] وقال اللہ تعالٰی "قَالَ الَّذِیۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡکِتٰبِ اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡکَ طَرۡفُکَ ؕ "[2]۔	جسے چاہے بے گنتی دے (ت) اللہ تعالٰی نے فرمایا: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کردوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔ (ت)

اور حضور ولی الاولیاء، غوث الاقطاب ملاذ الابدال والافراد رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنہم کی شانِ اقدس میں زبان درازی نہ کرے گا مگر رافضی تبرائی۔

"وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾ "[3]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۸۲ تا ۸۴: از مراد آباد محلّہ قائم کی بیریاں مرسلہ محمد مختار ۱۰ جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ۔

(۱) ایک شخص کے دل میں زبان میں برے خیال نکلتے ہیں وہ نماز پڑھنے سے عاجز آگیا ہے چنانچہ لاحول، سورہ ناس، درود شریف، قرآن شریف پڑھتا ہے تو بھی اس کے دل میں برے خیالات آتے ہیں اور ایک بات زبان سے برابر دل سے برابر نکلا کرتی ہے مثلاً سراج الحق بیٹا کس کا، اپنے ماں باپ کا، اور فحش خیالات بیٹے بیٹیوں، ماں باپ کے بارے میں ہر وقت برے خیالات بہت۔

(۲) برے خیالات یہ بہت دھوکے انجانی بیوقوفی زبان سے، دل جان سے ہیں، **نعوذ باللہ** خدا کا شریک نکلا، پھر یہ نکلا خدا وحدہ لاشریک ہے، رسول برحق ہیں یہ خیال بہت جلد دھوکے سے نکلا، ایک ماہ میں تین بار، ایک دفعہ ایک یوم میں دوسرا آٹھ یوم میں تیسرا سولہ یوم میں نکلا پھر یہ خیالات نہیں نکلتے، پھر دل زبان سے یہ نکلا کہ خدا وحدہ لاشریک ہے جبکہ ہزارہا باتوں کے بعد جب کہ زبان نہیں رکتی تھی، وہ روکتا تھا مگر وہ نہیں رکتی تھی، دل میں دنیا کے خیالات بہت برے تھے وہ یہ ہیں خدا نے کسی کو بیٹا بیٹی مال اسباب دیا ہے سب یہیں رہے گا بس خدا کی بات اچھی ہے دل میں یہی بیٹوں بیٹیوں کے خیالات، وہ بخشا جائے گا یا نہیں؟ مسلمان رہا یا نہیں؟ گنہگار ہوا یا نہیں۔

(۳) وہ ہمیشہ لوگوں کو نیک تعظیم دیتا ہے، خدا نے جو بتایا ہے نماز روزہ اور بہت باتوں کی، وہ قرآن اور خدا رسول کی محبت کرتا ہے جو خدا اور رسول کو برا اور قرآن کو برا کہتا ہے اس کو جان سے مارنے کو تیار ہے،

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۳۷

[2] القرآن الکریم ۲۷/ ۴۰

[3] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

وہ خدا اور سول کو جان سے زیادہ زیادہ سمجھتا ہے، خدا سے کئی مرتبہ دعا مانگی مگر خدا کا حکم نہیں ہوا ان سے پہلے وہ عاجز آگیا ان باتوں سے، اور نماز میں بھی برے برے خیالات آتے ہیں، وہ اپنے اسلام کا پکا ہے، وہ خدا اور سول سے بہت خوش ہے، کئی آدمی نے خدا اور سول کو برا کہا اس نے ان کو مارا مگر جنہوں نے برا کہا وہ کافر تھا، یہ سب بیٹے بیٹیاں کس کی ہیں، کیا آدم علیہ السلام کی یا اپنے ماں باپوں کی؟

الجواب:

برے خیالات اگر آئیں اور انہیں جمایا نہ جائے، نہ بالقصد انہیں زبان سے ادا کیا جائے، تو اس سے اسلام میں کچھ فرق نہیں آتا اور جہاں تک مجبوری ہے گناہ بھی نہیں، اور وہ سراج الحق والا فقرہ بار بار کہنا گناہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا، خلل دماغ کا ایک شعبہ ہے **والعیاذ باللہ تعالٰی** برے وسوسے جب دل میں آئیں فوراً اللہ عزوجل کی طرف رجوع کرے اور کہے:

امنا باللہ ورسولہ "هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ③ "[1]	میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا "وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہی سب کچھ جانتا ہے" (ت)

اور **لاحول** شریف پڑھے اور خشکی دماغ کا طبّی معالجہ بھی چاہئے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۸۵ تا ۸۶: از دادھن پور گجرات قریب احمد آباد مرسلہ حکیم محمد میاں صاحب ۷ جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ

(۱) ایک مولوی صاحب بعد ختم ہونے وعظ کے فرمانے لگے کہ ہم نے جو وعظ آپ صاحبوں کو سنایا ہے وہ کلام اللہ اور حدیث سے سنایا ہے، نہیں معلوم کہ یہ جھوٹ ہے یا سچ، اس بات کا علم خدا کو ہے، یہ الفاظ مولوی صاحب نے کیوں فرمائے، ایسا کہنے سے آدمی گنہگار ہوتا ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا۔**

(۲) مذکور مولوی صاحب ہر وعظ میں بہشتی زیور کے لئے خاص حکم دیتے ہیں، وہ کتاب مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی تصانیف سے ہے، بہت سے ذی علم لوگوں کو شک ہے اور بہشتی زیور پڑھنے کو منع کرتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے، اس کتاب میں کون سے مسائل غلط ہیں اور ان کون سے صحیح؟ ان کا خلاصہ اور آپ اس کتاب کے لئے کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

[1] القرآن الکریم ۵۷/ ۳

الجواب:

(۱) یہ کہہ کر کہ میں نے تمہیں یہ وعظ قرآن وحدیث سے سنایا ہے یہ کہنا کہ معلوم نہیں جھوٹ ہے یا سچ قرآن عظیم کے صدق میں شک کرنا ہے اور تاویل بعید کی یہاں کچھ حاجت نہیں، اول تو الفاظ اس کے مساعد نہیں پھر سوال دوم میں بیان مسائل سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واعظ ہر وعظ میں مسلمانوں کو بہشتی زیور منگانے کی ترغیب دیتا ہے ایسا ہے تو عقیدہ کا دیوبندی معلوم ہوتا ہے اور دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید کے صدق میں ضرور شک ہے وہ اللہ عزوجل کو وجوبًا سچا نہیں جانتے بلکہ صاف تصریح کرتے ہیں کہ **معاذاللہ** وہ امکانًا جھوٹا ہے پھر وعظ کو قرآن وحدیث سے بتا کر اس کے صدق وکذب میں شک کرنا ضرور کلمہ کفر ہے، مسلمانوں کو ایسے شخص کا وعظ سننا اور اسے وعظ کی مسند پر بٹھانا حرام ہے۔

(۲) بہشتی زیور ایک ایسے شخص کی تصنیف ہے جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو صریح گالی دی اور جس کی نسبت تمام علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق حسام الحرمین میں فرمایا ہے کہ:

من شك فی كفرہ وعذابہ فقد كفر[1]۔	جو اس کو باتوں پر مطلع ہو کر اسے مسلمان جاننا درکنار اس کے کافر ہونے میں شک بھی کرے وہ بھی کافر۔

بہشتی زیور کا دیکھنا عوام مسلمان بھائیوں کو حرام ہے اس میں بہت سے مسائل گمراہی کے اور بہت سے مسائل غلط وباطل ہیں اور یہی کیا تھوڑا ہے کہ وہ ایسے کی تصنیف ہے جس کو مکہ معظّمہ ومدینہ منورہ کے علمائے کرام باتفاق فرمارہے ہیں کہ اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ زیادہ اطمینان درکار ہو تو کتاب **حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین** مطبع اہل سنت وجماعت بریلی سے طلب کیجئے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۸۷: از شہر بریلی مرسلہ شوکت علی صاحب فاروقی ۲۷ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کفار کَے قسم کے ہوتے ہیں اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے اور صحبت کون سے کفار کی سب سے زیادہ مضر ہے؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

اللہ عزوجل ہر قسم کفر وکفار سے بچائے، کافر دو قسم ہے: اصلی ومرتد۔ اصلی وہ کہ شروع سے کافر اور کلمہ اسلام کا منکر ہے، یہ دو قسم ہے: مجاہر ومنافق، مجاہر وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو اور منافق وہ کہ بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں منکر ہو، یہ قسم حکم آخرت میں سب اقسام سے بدتر ہے۔

---

[1] حسام الحرمین باب المعتمد والمستند مکتبہ نبویہ، لاہور ص ۱۳

"اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ"[1] ۔	بیشک منافقین سب سے نیچے طبقہ دوزخ میں ہیں۔

کافر مجاہر چار قسم ہے:

اول دہریہ کہ خدا ہی کا منکر ہے۔

دوم مشرک کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود یا واجب الوجود جانتا ہے، جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو واجب الوجود تو نہیں مگر معبود مانتے ہیں اور آریہ کہ روح ومادہ کو معبود تو نہیں، مگر قدیم وغیر مخلوق جانتے ہیں دونوں مشرک ہیں اور آریوں کو موحد سمجھنا سخت باطل ہے۔

سوم مجوسی آتش پرست۔

چہارم کتابی یہود ونصارٰی کہ دہریہ نہ ہوں،

ان میں اول تین قسم کا ذبیحہ مردار اور ان کی عورتوں سے نکاح باطل ہے اور قسم چہارم کی عورت سے نکاح ہو جائے گا اگرچہ ممنوع وگناہ ہے۔

کافر مرتد وہ کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے اس کی بھی دو قسم ہیں: مجاہر ومنافق۔

مرتد مجاہر وہ کہ پہلے مسلمان تھا پھر علانیہ اسلام سے پھر گیا کلمہ اسلام کا منکر ہو گیا چاہے دہریہ ہو جائے یا مشرک یا مجوسی یا کتابی کچھ بھی ہو۔

مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شیئ کا منکر ہے، جیسے آجکل کے وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی، جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں، حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہیں اس سے جزیہ نہیں لیا جاسکتا، اس کا نکاح کسی مسلم کافر مرتد اس کے ہم مذہب یا مخالف مذہب، غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا، جس سے ہو گا محض زنا ہو گا، مرتد مرد ہو خواہ عورت، مرتدوں میں سے سب سے بدتر مرتد منافق ہے، یہی وہ ہے کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے، خصوصًا وہابیہ خصوصًا دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہلسنت کہتے، حنفی بنتے، چشتی نقشبندی بنتے، نماز روزہ ہمارا سا کرتے، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۴۵

اور اللہ ورسول کو گالیاں دیتے ہیں، یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں، ہوشیار خبردار ! مسلمانو! اپنا دین بچائے ہوئے رہو "**فَاللّٰهُ خَیْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۶۴﴾**"[1] (تو اللہ سب سے بہتر نگہبان اور وہ ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان۔ت) **واللہ تعالٰی اعلم۔**

---

[1] القرآن الکریم ۱۲/ ۶۴

رسالہ
المبین ختم النبیین ۱۳۲۶ھ
(حضور کے خاتم النبیین ہونے کے واضح دلائل)

مسئلہ ۸۸تا۹۴: از بہار شریف محلّہ قلعہ مدرسہ فیض رسول مرسلہ مولوی ابوطاہر نبی بخش صاحب ۱۸ ربیع الاول شریف ۱۳۲۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــــ حامدا و مصلیا و مسلما

امابعد بست و پنجم ماہ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ شب سہ شنبہ کو مولوی سجاد حسین و مولوی مبارک حسین صاحب مدرسین مدرسہ اسلامیہ بہار کے وطلبا تعلیم دادہ وعظ میں فرماتے تھے کہ خاتم النبیین میں "النبیین" پر الف لام عہد خارجی کا ہے، جب دوسرے روز مسجد چوک میں مولوی ابراہیم صاحب نے (جو بالفعل مدرسہ فیض رسول میں پڑھتے ہیں) اثنائے وعظ میں آیہ کریمہ:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ" [1]۔	محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ (ت)

تلاوت کرکے بیان کیا کہ النبیین میں جو لفظ النبیین مضاف الیہ واقع ہوا ہے اس لفظ پر الف لام

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

استغراق کا ہے بایں معنی کہ سوائے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کوئی نبی نہ آپ کے زمانہ میں ہو اور نہ بعد آپ کے قیامت تک کوئی نبی ہو نبوت آپ پر ختم ہو گئی آپ کل نبیوں کے خاتم ہیں، بعد وعظ مولوی ابراہیم صاحب کے راحت حسین طالب علم مدرسہ اسلامیہ بہار کے مجاور درگاہ نے باعانت بعض معاون روپوش بڑے دعوے کے ساتھ مولوی ابراہیم صاحب کی تقریر مذکور کی تردید کی اور صاف لفظوں میں کہا کہ لفظ "النبیین" پر الف لام استغراق کا نہیں ہے بلکہ عہد خارجی کا ہے، چونکہ یہ مسئلہ عقائد ہے لہٰذا اس کے متعلق چند مسائل نمبروار لکھ کر اہل حق سے گزارش ہے کہ بنظرِ احقاق ہر مسئلہ کا جواب باصواب بحوالہ کتب تحریر فرمادیں تاکہ اہل اسلام گمراہی و بدعقیدگی سے بچیں:

(۱) راحت حسین مذکور کا کہنا کہ "النبیین" پر الف لام عہد خارجی کا ہے استغراق کا نہیں۔ یہ قول صحیح اور موافق مذہب منصور اہل سنت وجماعت کے ہے یا موافق فرقہ ضالہ زیدیہ کے؟

(۲) نفی استغراق سے آیہ کریمہ کا کیا مفہوم ہوگا؟

(۳) بر تقدیر صحت نفی استغراق اس آیہ سے اہل سنت کا عقیدہ کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل انبیاء کے خاتم ہیں، ثابت ہوتا ہے کہ نہیں اور اہل سنت اس آیہ کو مثبت خاتمیت کاملہ سمجھتے ہیں یا نہیں؟

(۴) اگر آیت مثبت کلیت نہیں ہوگی تو پھر کس آیت سے کلیت ثابت ہوگی اور جب دوسری آیت مثبت کلیت نہیں تو اہل سنت کے اس عقیدے کا ثبوت دلیل قطعی سے ہرگز نہ ہوگا۔

(۵) جس کا عقیدہ ہو کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل انبیاء کے خاتم نہیں ہیں، اس کے پیچھے اہلسنت کو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۶) اس باطل عقیدے کے لوگوں کی تعظیم و توقیر کرنی اور ان کو سلام کرنا جائز ہوگا یا ممنوع؟

(۷) کیا سنی حنفی کو جائز ہے کہ جو شخص حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کل انبیاء کا خاتم نہ سمجھے اس سے دینی علوم پڑھیں یا اپنی اولاد کو علم دین پڑھنے کے واسطے ان کے پاس بھیجیں، فقط المستفتی محمد عبداللہ۔

دلائل خارجیہ[عہ]

دلیل اول: توضیح ص ۱۰۰ میں ہے:

الاصل ای الراجح ھو العھد الخارجی	اصل یعنی راجح عہد خارجی ہی کا ہے اس لئے عہد خارجی

عہ: چونکہ خاتم النبیین میں الف لام عہد خارجی کے قائل ہیں لہٰذا خارجیہ لکھے گئے ہیں ۱۲

لانہ حقیقۃ التعیین وکمال التمییز [1]۔	حقیقت تعیین اور کمال تمیز ہے۔

پس جب عہد خارجی سے معنی درست ہو تو استغراق وغیرہ معتبر نہ ہوگا۔

دلیل دوم: نور الانوار صفحہ ۸۱ میں ہے:

یسقط اعتبار الجمعیۃ اذا دخلت علی الجمع [2]۔	جب لام تعریف جمع پر داخل ہو تو اعتبار جمعیت ساقط ہو جاتا ہے۔

پس نبیین کہ صیغہ جمع ہے، جب اس پر الف لام تعریف داخل ہوا تو نبیین سے معنی جمعیت ساقط ہو گیا اور جب معنی جمعیت ساقط ہو گیا تو الف لام استغراق کا ماننا صحیح نہیں ہو سکتا۔

دلیل سوم: یہ امر مسلم ہے کہ مضاف مضاف الیہ کا غیر ہوتا ہے جب فرد واحد اس کل کے طرف مضاف ہو جس میں وہ داخل ہے تو وہ کل من حیث ہو کل ہونے کے کل، باقی نہ رہے گا بلکہ کلیت اس کی ٹوٹ جائے گی، اور جب کلیت اس کی باقی نہ رہی تو بعضیت ثابت ہو گئی اور یہی معنی ہے عہد کا، اور اگر اس فرد مضاف کہ ہم اس کل کے شمول میں رکھیں تو تقدم الشیئ علی نفسہ لازم آتا ہے اور یہ باطل ہے کیونکہ وجود مضاف الیہ مقدم ہوتا ہے وجود مضاف پر، پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ النبیین میں الف لام عہد خارجی کا ماننا چاہئے۔

الجواب:

حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علیہ وعلیہم اجمعین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنی شک و شبہہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے، آیہ کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ [3] (لیکن آپ اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں۔ت) وحدیث متواتر لا نبی بعدی [4] (میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ت) سے تمام امت مرحومہ نے سلفاً وخلفاً یہی معنی سمجھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلا تخصیص تمام انبیاء میں آخر نبی ہوئے حضور کے ساتھ یا حضور کے بعد قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔ فتاوٰی یتیمۃ الدہر واشباہ والنظائر و فتاوٰی عالمگیریہ وغیرہا میں ہے: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ

---

[1] التوضیح والتلویح قولہ ومنہا الجمع المعرف باللام نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۳۶

[2] نور الانوار بحث التعریف باللام والاضافۃ مکتبہ علمی دہلی ص ۸۱

[3] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

[4] صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب ماذکر عن بنی اسرائیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۹۱

اذالم یعرف الرجل ان محمدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اٰخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات [1]۔	جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں کہ حضور کا آخر الانبیاء ہونا ضروریات دین سے ہے (ت)

شفاء شریف امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں ہے:

کذٰلک (یکفر) من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اوبعدہ (الی قولہ) فھٰؤلا کلھم کفار مکذبون للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اخبرانہ خاتم النبیین ولانبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالٰی انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس واجمعت الامۃ علی حمل ان ھذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھومہ المراد بہ دون تاویل ولاتخصیص فلا شك فی کفر ھٰؤلاء الطوائف کلھا قطعا اجماعا وسمعا [2]۔	یعنی جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نبوت کا ادعا کرے کافر ہے (اس قول تک) یہ سب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خبر دی کہ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ تعالٰی کی جانب سے یہ خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور امت نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیات واحادیث اپنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا اور رسول کی مراد ہے نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت وبحکم قرآن وحدیث سب یقیناً کافر ہیں۔

امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں:

ان الامۃ فھمت ھذا اللفظ انہ افھم عدم نبی بعدہ ابدا وعدم رسول بعدہ ابدا وانہ لیس فیہ تاویل ولاتخصیص وامن اولہ بتخصیص فکلامہ من انواع الھذیان لایمنع الحکم بتکفیرہ لانہ مکذب لھذا النص الذی اجمعت الامۃ علی انہ غیر مؤول	یعنی تمام امت مرحومہ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا ہے وہ بتاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا ہے کہ اس میں اصلاً کوئی تاویل یا تخصیص نہیں تو جو شخص لفظ خاتم النبیین میں النبیین کو اپنے عموم واستغراق پر نہ مانے بلکہ

[1] الاشباہ والنظائر باب الردۃ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۲۹۶، فتاوٰی ہندیہ باب احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۳

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل فی تحقیق القول فی اکفار المتاؤلین شرکت صحافیہ فی البلد العثمانیہ ترکی ۲/ ۲۷۱-۲۷۰

ولامخصوص[1]۔	اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اس کی بات مجنون کی بک یا سرسامی کی بہک ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔

عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی شرح الفرائد میں فرماتے ہیں:

تجویز نبی مع نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او بعدہ یستلزم تکذیب القراٰن اذ قد نص علی انہ خاتم النبیین واٰخر المرسلین وفی السنۃ انا العاقب لانبی بعدی واجمعت الامۃ علی ابقاء ھذاالکلام علی ظاہرہ وھذہ احدی المسائل المشھورۃ التی کفرنا بھا الفلاسفۃ لعنھم اللہ تعالٰی[2]۔	ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ یا بعد کسی کو نبوت ملنی جائز ماننا تکذیب قرآن کو مستلزم ہے کہ قرآن عظیم تصریح فرماچکا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین وآخر المرسلین ہیں اور حدیث میں فرمایا: میں پچھلا نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور تمام امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے یعنی عموم واستغراق بلاتاویل و تخصیص اور یہ ان مشہور مسئلوں سے ہے جن کے سبب ہم اہل اسلام نے کافر کہا فلاسفہ کو، اللہ تعالٰی ان پر لعنت کرے۔

امام علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی کتاب المعتمد فی المعتقد میں فرماتے ہیں:

بحمدہ اللہ تعالٰی ایں مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تراز اں ست کہ آں را بکشف وبیان حاجت افتد، خدائے تعالٰی خبردار کہ بعد ازوے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی دیگر نباشد ومنکر ایں مسئلہ کسے تواند بود کہ اصلاً در نبوت او صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم معتقد نباشد کہ اگر برسالت او معترف بودے وے را درہرچہ ازاں خبردار صادق دانستے وبہماں حجتہا کہ از طریق تواتر رسالت او بیش ما درست شدہ ایں نیز درست شد کہ وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باز پسیں پیغمبران ست در	بحمداللہ تعالٰی یہ مسئلہ اہلِ اسلام کے ہاں اتنا واضح اور آشکار ہے کہ اسے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں، اللہ تعالٰی نے خود اطلاع فرمادی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اگر کوئی شخص اس کا منکر ہے تو وہ تو اصلاً آپ کی نبوت کا معتقد نہیں کیونکہ اگر آپ کی رسالت کو تسلیم کرتا تو جو کچھ آپ نے بتایا ہے اس کو حق جانتا جس طرح آپ کی رسالت و نبوت تواتر سے ثابت ہے اسی طرح یہ بھی تواتر سے ثابت ہے کہ حضور تمام انبیاء کے آخر میں تشریف لائے ہیں اور اب

[1] الاقتصاد فی الاعتقاد امام غزالی المکتبۃ الادبیہ مصر ص ۱۱۴

[2] المعتقد المنتقد بحوالہ المطالب الوفیہ شرح الفرائد السنیہ تجویز نبی بعدہ کفر مکتبۃ الحقیقیۃ استنبول ترکی ص ۱۱۵

زمان اوو تا قیامت بعد از وے ہیچ نبی نباشد وہر کہ دریں بہ شک ست دراں نیز بہ شک ست ونہ آں کس کہ گوید کہ بعد اووے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود وآں کس نیز کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر ست اینست شرط درستی ایمان بخاتم انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔[1]	تا قیامت آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جس کو اس بارے میں شک ہے اسے پہلی بات کے بارے میں شک ہوگا صرف وہی شخص کافر نہیں جو یہ کہے کہ آپ کے بعد نبی تھا یا ہے یا ہوگا بلکہ وہ بھی کافر ہے جو آپ کے بعد کسی نبی کی آمد کو ممکن تصور کرے، خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان درست ہونے کی شرط ہی یہ ہے (ت)

بالجملہ آیہ کریمہ "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ"[2] مثل حدیث متواتر لانبی بعدی[3] قطعًا عام اور اس میں مراد استغراق تام اور اس میں کسی قسم کی تاویل وتخصیص نہ ہونے پر اجماعِ امت خیر الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام، یہ ضروریات دین سے ہے اور ضروریاتِ دین میں کوئی تاویل یا اس کے عموم میں کچھ قیل وقال اصلا مسموع نہیں، جیسے آج کل دجال قادیانی بک رہا ہے کہ "خاتم النبیین سے ختم نبوت شریعت جدیدہ مراد ہے اگر حضور کے بعد کوئی نبی اسی شریعت مطہرہ کا مروج وتابع ہو کر آئے کچھ حرج نہیں" اور وہ خبیث اس سے اپنی نبوت جمانا چاہتا ہے، یا ایک اور دجال نے کہا تھا کہ "تقدم عـــہ۱ تاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں خاتم بمعنی آخر لینا خیال جہال ہے بلکہ خاتم النبیین بمعنی نبی بالذات ہے"۔ اور اسی مضمون ملعون کو دجال اول نے یوں عـــہ۲ ادا کیا کہ "خاتم النبیین بمعنی افضل النبیین ہے"، ایک اور مرتد نے لکھا "خاتم النبیین عـــہ۳ ہونا حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہ نسبت اس سلسلہ محدودہ کے ہے نہ بہ نسبت جمیع سلاسل عوالم کے، پس اور مخلوقات کا اور زمینوں میں نبی ہونا ہر گز منافی خاتم النبیین کے نہیں جموع محلے باللام امثال اس مقام پر مخصوص ہوتی ہیں" چند اور خبیثوں نے

عـــہ۱: تحذیر الناس نانوتی ۱۲

عـــہ۳: مناظرہ احمدیہ ۱۲

عـــہ۲: مواہب الرحمٰن قادیانی ۱۲

---

[1] المعتمد فی المعتقد

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

[3] صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب ماذکر عن نبی اسرائیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۹۱

لکھا کہ "الف لام [عہ۱] خاتم النبیین میں جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو اور بر تقدیر تسلیم استغراق جائز ہے کہ استغراق عرفی کے لئے ہو اور بر تقدیر حقیقی جائز ہے کہ مخصوص البعض ہو اور بھی عام کے قطعی ہونے میں بڑا اختلاف ہے کہ اکثر علماء ظنی ہونے کے قائل ہیں "ان شیاطین سے بڑھ کر" اور بعض ابلیسیوں نے لکھا کہ "اہل اسلام [عہ۲] کے بعض فرقے ختم نبوت کے ہی قائل نہیں اور بعض قائل ختم نبوت تشریعی کے ہیں نہ مطلق نبوت کے"

الی غیرذٰلك من الکفریات الملعونۃ والارتدادات المشحونۃ بنجاسات ابلیس وقاذورات التدلیس لعن اللہ قائلہا وقاتل اللہ قابلیہا۔	دیگر کفریات ملعونہ اور ارتدادات جو ابلیس کی نجاستوں اور جھوٹ کی پلیدوں کو متضمن ہے اللہ تعالٰی کی اس کے قائل پر لعنت ہو اور اسے قبول کرنیوالے کو اللہ تعالٰی برباد فرمائے۔ (ت)

یہ سب تاویل رکیک ہیں یا عموم واستغراق "النبیین" میں تشویش و تشکیک سب کفر صریح وارتداد قبیح، اللہ ورسول نے مطلقاً نفی نبوت تازہ فرمائی، شریعت جدیدہ وغیرہا کی کوئی قید کہیں نہ لگائی اور صراحۃً خاتم بمعنی آخر بتایا، متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین سے اب تک تمام امت مرحومہ نے اسی معنی ظاہر ومتبادر وعموم استغراق حقیقی تام پر اجماع کیا اور اسی بنا پر سلفاً وخلفاً ائمہ مذاہب نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر کہا، کتبِ احادیث و تفسیر عقائد و فقہ ان کے بیانوں سے گونج رہی ہیں، فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنی کتاب "جزاء اللہ عدوہ باباٸہ ختم النبوۃ ۱۳۱۷ھ" میں اس مطلب ایمانی پر صحاح وسنن ومسانید ومعاجیم وجوامع سے ایک سو بیس حدیثیں اور تکفیر منکر کہ ارشادات ائمہ وعلمائے قدیم وحدیث وکتب عقائد واصول فقہ وحدیث سے تیس نصوص ذکر کئے وللہ الحمد۔ تو یہاں عموم واستغراق کے انکار خواہ کسی تاویل و تبدیل کا اظہار نہیں کرسکتا مگر کھلا کافر، خدا کا دشمن قرآن کا منکر، مردود وملعون، خائب وخاسر، والعیاذ باللہ العزیز القادر، ایسی تشکیکیں تو وہ اشقیاء، رب العلمین میں بھی کرسکتے ہیں کہ جائز ہے لام عہد کے لئے ہو یا استغراق عرفی کے لئے یا عام مخصوص منہ البعض یا عالمین سے مراد عالمین زمانہ کقولہ تعالٰی "وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ۝۴۷"[1] (جیسے کہ باری تعالٰی کافرمان ہے: اور میں نے تم کو جہاں والوں پر فضیلت دی۔ ت) اور سب کچھ سہی پھر عام قطعی تو نہیں خدا کا پروردگار جمیع عالم ہونا یقینی

عہ۱: ناصر المومنین سہسوانی ۱۲

عہ۲: تحریر اسمی زندیق پشاوری ۱۲

[1] القرآن الکریم ۲/ ۴۷

کہاں مگر الحمد للہ مسلمان نہ ان ملعون ناپاک وساوس کو رب العالمین میں سنیں نہ ان خبیث گندے وساوس کو خاتم النبیین میں،

"اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ" [1]، "اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا" [2]۔	ارے ظالموں پر خدا کی لعنت، بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (ت)

یہ طائفہ خائفہ خارجیہ جن سے سوال ہے اگر معلوم ہو کہ حضور پر نور خاتم الانبیاء و مرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ و علیہم اجمعین کے خاتم ہونے کو صرف بعض انبیاء سے مخصوص کرتا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے روز بعثت سے جب یا اب کبھی کسی زمانے میں کوئی نبوت، اگرچہ ایک ہی، اگرچہ غیر تشریعی، اگرچہ کسی اور طبقہ زمین، یا کنج آسمان میں اگرچہ کسی اور نوع انسانی میں واقع مانتا، یا باوصف اعتقاد عدم وقوع محض بطور احتمال شرعی وامکان وقوعی جائز جانتا یہ بھی سہی مگر جائز و محتمل ماننے والوں کو مسلمان کہتا یا طوائف ملعونہ مذکورہ، خواہ ان کے کبراء یا نظراء کی تکفیر سے باز رہتا ہے، تو ان سب صورتوں میں یہ طائفہ خائفہ خود بھی قطعاً یقیناً اجماعاً ضرورۃً مثل طوائف مذکورہ قادیانیہ و قاسمیہ و امیریہ و نذیریہ وامثالہم لعنھم اللہ تعالٰی کافر و مرتد ملعون ابد ہے "قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ" [3] (اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ت) کہ ضروریات دین کا جس طرح انکار کفر ہے یونہی ان میں شک وشبہہ اور احتمال خلاف، ماننا بھی کفر ہے یونہی ان کے منکر یا ان میں شاک کو مسلمان کہنا اسے کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔ بحر الکلام امام نسفی وغیرہ میں ہے:

من قال بعد نبینا یکفر لانہ انکر النص وکذلك لو شك فیہ [4]۔	جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی کے بعد نبی آسکتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ اس نے نص قطعی کا انکار کیا، اسی طرح وہ شخص جس نے اس کے بارے میں شک کیا۔ (ت)

درمختار و بزازیہ و مجمع الانہر وغیرہا کتب کثیرہ میں ہے:

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

[3] القرآن الکریم ۹/ ۳۰

[4] بحر الکلام

من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[1]۔	جس نے اس کے کفر وعذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہے (ت)

ان لعنتی اقوال، نجس ترازابوال، کے رد میں اواخر صدی گزشتہ میں بکثرت رسائل ومسائل علمائے عرب وعجم طبع ہوچکے اور وہ ناپاک فتنے غار مذلت میں گر کر قعرِ جہنم کو پہنچے والحمدللہ رب العالمین۔ اس طائفہ جدیدہ کو اگر طوائف طریدہ کی حمایت سوجھے گی تو اللہ واحد قہار کا لشکر جرار، اسے بھی اس کی سزائے کردار پہنچانے کو موجود ہے

قال تعالٰی "اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِیْنَؕ(۱۶) ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ(۱۷) كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ(۱۸) وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ(۱۹)"[2]	اللہ تعالٰی نے فرمایا: کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہ فرمایا، پھر پچھلوں کو ان کے پیچھے پہنچائیں گے، مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں، اس دن کو جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔ (ت)

اور اگر اس طائفہ جدیدہ کی نسبت وہ تجویز واحتمال نبوت یا عدم تکفیر منکران ختم نبوت، معلوم نہ بھی ہو، نہ اس کا خلاف ثابت ہو تو اس کا آیہ کریمہ میں افادہ استغراق سے انکار اور ارادہ بعض پر اصرار کیا اسے حکم کفر سے بچالے گا کہ وہ صراحۃً آیہ کریمہ اس تفسیر قطعی یقینی اجماعی ایمانی کا منکر ومبطل ہے جو خود حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی اور جس پر تمام امت مرحومہ نے اجماع کیا اور بنقل متواتر ضروریاتِ دین سے ہو کر ہم تک آئی، مثلاً کوئی شخص کہے کہ شراب کی حرمت قرآن عظیم سے ثابت نہیں ائمہ دین فرماتے ہیں وہ کافر ہوگیا اگرچہ اس کے کلام میں حرمت خمر کا انکار نہ تھا، نہ تحریم خمر کا ثبوت صرف قرآن عظیم پر موقوف کہ اس کی تحریم میں احادیث متواتر بھی موجود، اور کچھ نہ ہو تو خود اس کی حرمت ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین خصوص نصوص کے محتاج نہیں رہتے۔ امام اجل ابوزکریا نووی کتاب الروضہ پھر امام ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں:

اذاجحد مجمعا علیہ یعلم من دین الاسلام ضرورۃ سواء کان فیہ نص اولافان جحدہ یکون کفرااھ ملتقطا[3]۔	جب کسی نے ایسی بات کا انکار کیا جس کا ضروریات دین اسلام میں سے ہونا متفق علیہ معلوم ہے خواہ اس میں نص ہو یا نہ ہو تو اس کا انکار کفر ہے اھ ملتقطا (ت)

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل فی احکام الجزیہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۷۷

[2] القرآن الکریم ۷۷/ ۱۶تا۱۹

[3] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ الحقیقیہ استنبول ترکی ص ۳۵۲

بعینہٖ یہی حالت یہاں بھی ہے کہ اگرچہ بعثت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہمیشہ کے لئے دروازہ نبوت بند ہوجانا اور اس وقت سے ہمیشہ تک، کبھی کسی وقت کسی جگہ کسی صنف میں کسی طرح کی نبوت نہ ہوسکنا کچھ اس آیہ کریمہ ہی پر موقوف نہیں بلکہ اس کے ثبوت میں قاہر وباہر، متوار ومتظافر، متکاثر ومتواتر حدیثیں موجود اور کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ خود ضروریات دین سے ہے مگر آیت کے معنی متواتر، مجمع علیہ، قطعی ضروری کا انکار، اس پر کفر ثابت کرے گا اگرچہ اس کے کلام میں صراحۃً نفسِ مسئلہ کا انکار نہیں، منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے:

لوقال حرمۃ الخمر لاتثبت بالقراٰن کفر ای لانہ عارض نص القراٰن وانکر تفسیر اھل الفرقان[1]۔	اگر کسی نے کہا شراب کی حرمت قرآن سے ثابت نہیں تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے نص قرآنی کے ساتھ معارضہ کیا اور اہل فرقان کی تفسیر کا انکار کیا (ت)

فتاوٰی تتمہ میں ہے:

من انکر حرمۃ الخمر فی القراٰن کفر[2]۔	جس نے قرآن کے حوالے سے حرمت شراب کا انکار کیا وہ کافر ہوگیا (ت)

اعلام امام مکی میں ہمارے علماء سے کلمات کفر بالاتفاق میں نقل کیا:

اوقال لم تثبت حرمۃ الخمر فی القراٰن[3]۔	یا اس نے کہا قرآن میں حرمت شراب کا ثبوت نہیں ہے۔ (ت)

پھر خود فرمایا:

کفرزاعم انہ لانص فی القراٰن علی تحریم الخمر ظاھر ،لانہ مستلزم لتکذیب القراٰن الناص فی غیرما اٰیۃ علی تحریم الخمر فان قلت غایۃ مافیہ انہ کذب وھو لایقتضی الکفر قلت ممنوع لانہ کذب	جس نے کہا تحریم شراب پر قرآن میں کوئی نص نہیں اس کا کافر ہونا نہایت ہی واضح ہے کیونکہ اس کا یہ قول قرآن کی تکذیب کررہاہے قرآن نے متعدد جگہ پر شراب کے حرام ہونے پر تصریح کی ہے، اگر یہ کہا جائے کہ یہ صرف اتنا تقاضا کرتا ہے کہ یہ جھوٹ ہو کفر کا

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر ملا علی قاری فصل فی الکفر صریحًا وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۹۰

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر بحوالہ فتاوی تتمہ فصل فی الکفر صریحًا وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۹۰

[3] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ الحقیقیۃ استنبول ترکی ص ۳۷۱

یستلزم انکار النص المجمع علیه المعلوم من الدین بالضرورۃ[1]۔	تقاضا نہیں کرتا میں کہوں گا یہ بات درست نہیں کیونکہ اس کا یہ قول اس نص قرآنی کے انکار کو مستلزم ہے جس سے ایسا حکم ثابت ہورہا ہے جو متفق طور پر ضروریات دین میں سے ہے۔ (ت)

تو اگرچہ یہ طائفہ آیہ کریمہ میں استغراق کے انکار سے ختم تام نبوت پر دلائل قطعیہ سے مسلمانوں کا ہاتھ خالی نہیں کرسکتا، مگر اپنا ہاتھ ایمان سے خالی کرگیا، ہاں اگرار باب طائفہ صراحۃً ایمان لائیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد، کبھی کسی جگہ کسی طرح کی کوئی نبوت کسی کو نہیں مل سکتی، حضور کے خاتم النبیین وآخر الانبیاء والمرسلین ہونے میں اصلاً کوئی تخصیص تاویل تقیید تحویل نہیں اور ان تمام مطالب کو نصوص قطعیہ واجماع یقینی وضروریات دین سے ثابت یقینا مانیں ان تمام طوائف ملعونہ مذکورہ ان کے اکابر کو صاف صاف کافر مرتد کہیں، صرف بزعم خود اپنی نحوی ومنطقی جہالتوں، بطالتوں، کج فہمیوں کے باعث آیہ کریمہ میں لام عہد لیں اور استغراق نامستقیم سمجھیں تو اگرچہ بوجہ انکار تفسیر متواتر اجماعی قطعی اسلوب فقہی اس پر اب بھی لزوم کفر مانے مگر ازانجا کہ اس نے اعتقاد صحیح کی تصریح اور کبرائے منکرین کی تکفیر صریح کردی اس کی تکفیر سے زبان روکنا ہی مسلک تحقیق واحتیاط ہوگا،

امام مکی بعد عبارت مذکورہ فرماتے ہیں:

ومن ثم یتجه انه لوقال الخمر حرام ولیس فی القراٰن نص علی تحریمه لم یکفر لانه الاٰن محض کذب وھو لاکفر به اھ[2]۔	اسی وجہ سے یہ توجیہ کی جاتی ہے کہ اگر کوئی کہتا ہے شراب تو حرام ہے لیکن قرآن میں اس کی تحریم پر نص نہیں تو وہ کافر نہ ہوگا اس لیے کہ اب وہ محض جھوٹ بول رہا ہے اور اس سے وہ کافر نہ ہوگا۔ اھ (ت)

اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ ت) اس تقدیر اخیر پر بھی اس قدر میں شک نہیں کہ یہ ۱طائفہ خائفہ یارومعین، مرتدین وکافرین و ۲بازیچہ کنندہ کلام رب العالمین، و ۳مکذب تفسیر حضور سید المرسلین و ۴مخالف اجماع جمیع مسلمین و ۵سخت بد عقل وگمراہ وبددین ہے۔

اول تو ظاہر ہی ہے کہ نفی استغراق وتجویز عہد میں یہ ان کفار کا ہم زبان ہوا بلکہ ان خبیثوں نے تو بطور احتمال ہی کہا تھا "جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو" اور اس نے بزعم خود عہد کے لئے ہونا واجب مانا اور استغراق کو باطل ومردود جانا۔

---

[1] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ الحقیقیہ استنبول ترکی ص ۳۷۲

[2] الاعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ الحقیقیہ استنبول ترکی ص ۳۷۲

دوم اس لئے کہ قرآن عظیم میں حضرات انبیائے کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کا ذکر پاک بہت وجوہ مختلفہ سے وارد:
(۱) فرداً فرداً خواہ بتصریح اسماء یہ صرف چھبیس۲۶ کے لئے ہے: ۱آدم، ۲ادریس، ۳نوح، ۴ہود، ۵صالح، ۶ابراہیم، ۷اسحٰق، ۸اسمٰعیل، ۹لوط، ۱۰یعقوب، ۱۱یوسف، ۱۲ایوب، ۱۳شعیب، ۱۴موسٰی، ۱۵ہارون، ۱۶الیاس، ۱۷الیسع، ۱۸ذوالکفل، ۱۹داؤد، ۲۰سلیمان، ۲۱عزیر، ۲۲یونس، ۲۳زکریا، ۲۴یحیٰی، ۲۵عیسٰی، ۲۶محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وبارک وسلم یا بر سبیل ابہام مثل "قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ"[1] **(اشمویل)** (ان کو ان کے نبی (شمویل) نے کہا" وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ"[2] **(یوشع) فوجدا عبدا من عبادنا خضر علیہم الصلوٰۃ والسلام** اور جس وقت انہوں نے نوجوان (یوشع) سے کہا" تو پایا حضرت موسٰی اور یوشع نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ حضرت خضر علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ت) **(۲)** یا بر سبیل عموم واستغراق اور یہی اوفر واکثر ہے، **مثل قولہ تعالٰی:**

"قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا" (الٰی قولہ تعالٰی) "وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ"[3]، وقال تعالٰی "وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ"[4]، وقال تعالٰی "تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ"[5]، وقال تعالٰی "كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ"[6]، وقال تعالٰی "لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ"	یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا **(الٰی قولہ تعالٰی)** اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: ہاں اصل نیکی یہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا:

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۴۸
[2] القرآن الکریم ۱۸/ ۶۰تا۶۵
[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۳۶
[4] القرآن الکریم ۲/ ۱۷۷
[5] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۳
[6] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۵

"اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ"[1]، وقال تعالٰی "وَمَاۤ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ"[2]، وقال تعالٰی "فَاُولٰٓىٕكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ"[3]، وقال تعالٰی "وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓىٕكَ سَوْفَ یُؤْتِیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ"[4]، وقال تعالٰی "فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ"[5] وقال تعالٰی "لَىٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ"[6] وقال تعالٰی "یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَا ذَاۤ اُجِبْتُمْ"[7] وقال تعالٰی "وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ"[8] وقال تعالٰی "فَلَنَسْــٴَـلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ وَ لَنَسْــٴَـلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ ۝"[9]، وقال تعالٰی	ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: جو کچھ ملا موسٰی اور عیسٰی اور انبیاء کو ان کے رب سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہ کیا انہیں عنقریب اللہ ان کے ثواب دے گا۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر خوشی اور ڈر سناتے۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: تو بیشک ضرور ہمیں پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول گئے اور بیشک ضرور ہمیں پوچھنا ہے رسولوں سے۔ اور اللہ تعالٰی

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۵
[2] القرآن الکریم ۳/ ۸۴
[3] القرآن الکریم ۴/ ۶۹
[4] القرآن الکریم ۴/ ۱۵۲
[5] القرآن الکریم ۶۴/ ۸
[6] القرآن الکریم ۵/۱۲
[7] القرآن الکریم ۵/ ۱۰۹
[8] القرآن الکریم ۶/ ۴۸
[9] القرآن الکریم ۷/۶

عن المؤمنین، "لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ" [1]، وقال تعالٰی عن الکافرین "قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ" [2]، وقال تعالٰی "ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" [3]، وقال تعالٰی "وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ هُزُوًا" [4]، وقال تعالٰی "اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ" [5]، وقال تعالٰی "اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ" [6]، وقال تعالٰی "وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ" [7] وقال تعالٰی "هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ" [8] وقال تعالٰی "وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ" [9]، وقال تعالٰی وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ [10]، وقال تعالٰی "وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ" [11]،

نے مومنین سے فرمایا: بیشک ہمارے رب کے رسول حق لائے۔ اور اللہ نے کفار سے فرمایا: بیشک ہمارے رب کے رسول حق لائے تھے تو ہیں کوئی ہمارے سفارشی جو ہماری شفاعت کریں۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں گے۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا غیب کی خبریں بتانے والوں میں سے۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: بیشک میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح سے۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: یہ ہے وہ جس کا رحمٰن نے وعدہ دیا تھا۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور بیشک ہمارا کلام گزر چکا ہے ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لئے اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور سلام ہے پیغمبروں پر۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور اس کے امت کے ان پر گواہ ہونگے۔

---

[1] القرآن الکریم ۷/ ۴۳
[2] القرآن الکریم ۷/ ۵۳
[3] القرآن الکریم ۱۰/ ۱۰۳
[4] القرآن الکریم ۱۸/ ۱۰۶
[5] القرآن الکریم ۱۹/ ۵۸
[6] القرآن الکریم ۲۷/ ۱۰
[7] القرآن الکریم ۳۳/ ۸
[8] القرآن الکریم ۳۶/ ۵۲
[9] القرآن الکریم ۳۷/ ۱۷۱
[10] القرآن الکریم ۳۷/ ۱۸۱
[11] القرآن الکریم ۳۹/ ۶۹

وقال تعالٰی "اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا" [1]، وقال تعالٰی "وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الصِّدِّیۡقُوۡنَ" [2]، وقال تعالٰی "اُعِدَّتۡ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ" [3]، وقال تعالٰی "لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَیِّنٰتِ" [4]، وقال تعالٰی "کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ" [5]، وقال تعالٰی "وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتۡ ﴿۱۱﴾ لِاَیِّ یَوۡمٍ اُجِّلَتۡ ﴿۱۲﴾" [6]۔ الی غیر ذلك من آیات کثیرۃ۔	اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: بیشك ضرور ہم اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ایمان والوں کی۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: تیار ہوئی ہے ان کے لئے جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: بیشك ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اللہ لکھ چکا کہ ضرور غالب آؤں گا اور میرے رسول۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جب رسولوں کا وقت آئے کس دن کے لئے ٹھہرائے گئے تھے۔ اسی طرح دیگر کثیر آیات ہیں۔ (ت)

(۳) یا ملحوظ بوصف قبلیت یعنی انبیائے سابقین علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام **مثل قولہ تعالٰی:**

"وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ مِّنۡ اَہۡلِ الۡقُرٰی" [7]، وقال تعالٰی "وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَکَ مِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ اِلَّاۤ اِنَّہُمۡ لَیَاۡکُلُوۡنَ الطَّعَامَ" [8]، وقال تعالٰی "سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَکَانَ اَمۡرُ اللّٰہِ قَدَرًا مَّقۡدُوۡرَۨا ﴿۳۸﴾ الَّذِیۡنَ یُبَلِّغُوۡنَ رِسٰلٰتِ اللّٰہِ" [9]، وقال تعالٰی و	اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے جنہیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے کھانا کھاتے۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اللہ کا دستور چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے اور اللہ کا کام مقرر تقریر ہے وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور

[1] القرآن الکریم ۴۰/ ۵۱
[2] القرآن الکریم ۵۷/ ۱۹
[3] القرآن الکریم ۵۷/ ۲۱
[4] القرآن الکریم ۵۷/ ۲۵
[5] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۱
[6] القرآن الکریم ۷۷/ ۱۱-۱۲
[7] القرآن الکریم ۱۲/ ۱۰۹
[8] القرآن الکریم ۲۵/ ۲۰
[9] القرآن الکریم ۳۳/ ۳۸-۳۹

"لَقَدۡ اُوۡحِیَ اِلَیۡكَ وَ اِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۚ" [1]، وقال تعالٰی "مَا یُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدۡ قِیۡلَ لِلرُّسُلِ مِنۡ قَبۡلِكَ ؕ" [2]، وقال تعالٰی "كَذٰلِكَ یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡكَ وَ اِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۙ اللّٰهُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ﴿۳﴾" [3]، وقال تعالٰی "وَ سۡـَٔلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رُّسُلِنَاۤ" [4]۔ وغیر ذٰلک۔	بیشک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: تم سے نہ فرمایا جائیگا مگر وہی جو تم سے اگلے رسولوں کو فرمایا گیا۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: یونہی وحی فرماتا ہے تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف اللہ عزت و حکمت والا۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے۔ وغیر ذلک۔

(۴) یا بر سبیل معنی جنسی شامل فرد و جمع بے لحاظ خاص خصوص و شمول مثل قولہ تعالٰی:

"مَنۡ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ" [5] وقولہ تعالٰی "اِنَّ الَّذِیۡنَ یَكۡفُرُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ یَقۡتُلُوۡنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیۡرِ حَقٍّ ۙ وَّ یَقۡتُلُوۡنَ الَّذِیۡنَ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡقِسۡطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۲۱﴾" [6]، وقولہ تعالٰی "وَ لَا یَاۡمُرَكُمۡ اَنۡ تَتَّخِذُوا الۡمَلٰٓئِكَةَ وَ النَّبِیّٖنَ اَرۡبَابًا ؕ" [7]، وقولہ تعالٰی "وَ مَنۡ یَّكۡفُرۡ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا ﴿۱۳۶﴾" [8]، وقولہ تعالٰی ان الذین "اِنَّ الَّذِیۡنَ یَكۡفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ" [9] (الٰی قولہ تعالٰی) اُولٰٓئِكَ	جو کوئی شخص دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کا۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوتے اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے اور انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں انہیں خوشخبری دو دردناک عذاب کی۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور نہ تمھیں یہ حکم دے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھہرالو۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کردیں (الٰی قولہ تعالٰی) یہی ہیں

[1] القرآن الکریم ۳۹/ ۶۵
[2] القرآن الکریم ۴۱/ ۴۳
[3] القرآن الکریم ۴۲/ ۳
[4] القرآن الکریم ۴۳/ ۴۵
[5] القرآن الکریم ۲/ ۹۸
[6] القرآن الکریم ۳/ ۲۱
[7] القرآن الکریم ۳/ ۸۰
[8] القرآن الکریم ۴/ ۱۳۶
[9] القرآن الکریم ۴/ ۱۵۰

هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّاۚ[1] ۔ وغیرہا	ٹھیک ٹھیک کافر وغیرہا۔

(۵) یا خاص خاص جماعت خواہ اس کا خصوص کسی وصف یا اضافت یا اور وجوہ بیان سے نفس کلام میں مذکور اور اس سے مستفاد ہو،

| مثل قولہ تعالٰی: "وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ قَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ٘ "[2]، وقال تعالٰی فی بنی اسرائیل: "وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ٘ "[3]، وقال تعالٰی فی التوراۃ: "یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا "[4]، وقال تعالٰی ماذکر نوحا ثم رسولا اٰخر: "ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَاؕ "[5]، ثم قال: ثم ارسلنا موسی، وقال تعالٰی: "اِنَّاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ كَمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖۚ "[6]، فالمراد من بین ھود و موسٰی علیھم الصلٰوۃ والسلام، وقال تعالٰی فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَؕ(۱۳) اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ "[7]، وقال تعالٰی بعد ذکر نوح و ابراھیم: "ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ | اور بیشک ہم نے موسی کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے۔ اور اللہ تعالٰی نے بنی اسرائیل کے بارے میں فرمایا: اور بیشک ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ آئے۔ اور اللہ تعالٰی نے توراۃ میں فرمایا: اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرمانبردار نبی۔ اور اللہ تعالٰی نے نوح علیہ السلام پھر ایک اور رسول کے ذکر کے بعد فرمایا پھر ہم نے اپنے رسول بھیجے ایک پیچھے دوسرا۔ پھر فرمایا: ہم نے موسی کو بھیجا۔ اور اللہ تعالی نے فرمایا: بیشک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ان سے ہود اور موسٰی کے درمیان والے نبی علیہم الصلوۃ والسلام مراد ہیں اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد وثمود پر آئی تھی۔ جب رسول ان کے آگے پیچھے پھرتے تھے۔ اور اللہ تعالٰی نے نوح اور ابراہیم کے ذکر کے بعد فرمایا: پھر ہم نے ان کے پیچھے اسی راہ پر اپنے اور رسول |

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۵۱

[2] القرآن الکریم ۵/ ۳۳

[3] القرآن الکریم ۵/ ۴۴

[4] القرآن الکریم ۲۳/ ۴۴

[5] القرآن الکریم ۲۳/ ۴۵

[6] القرآن الکریم ۴/ ۱۶۳

[7] القرآن الکریم ۴۱/ ۱۳و۱۴

بِرُسُلِنَا"[1]	بھیجے۔(ت)

یا بوجہ عہد حضوری مثل قولہ تعالٰی:

"قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ "[2]۔	بولا اے میری قوم بھیجے ہوؤں کی پیروی کرو(ت)

یا ذکری مثل قولہ تعالٰی:

فی قوم نوح وھود وصالح ولوط وشعیب بعد ماذکرھم علیھم الصلٰوۃ والسلام، "تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآىٕهَاۚ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِۚ "[3]۔	نوح، ہود، صالح، لوط اور شعیب علیہم الصلٰوۃ والسلام کی قوم کا ذکر کرنے کے بعد: یہ بستیاں ہیں جن کے احوال ہم تمہیں سناتے ہیں اور بیشک ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے(ت)

یا علمی مثل قولہ تعالٰی:

"وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَةِۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَۚ "[4]، وقال تعالٰی سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّۙ "[5]، وغیر ذٰلک۔	اور ان سے نشانیاں بیان کرو اس شہر والوں کی جب ان کے پاس فرستادے آئے۔ اب ہم لکھ رکھیں گے ان کا کہا اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا، وغیر ذلک(ت)

اب اولاً اگر آیہ کریمہ "وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ "[6] (اور ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ت) میں لام عہد خارجی کے لئے ہو جیسا کہ یہ طائفہ خارجیہ گمان کرتا ہے اور وہ یہاں نہیں مگر ذکری، اور ذکر کو دیکھ کر کہ اتنے وجوہ مختلفہ پر ہے اور ان میں صرف ایک وجہ وہ ہے جو بداہۃً کلام کریمہ میں مراد ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی، یعنی وجہ سوم کہ جب انبیاء موصوف بوصف قبلیت ومفید بقید سبقت لے گئے یعنی وہ انبیاء جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے پہلے ہیں تو اب حضور کو ان کا خاتم ان کا آخر ان سے زمانے میں متأخر کہنا محض لغو وفضول کلام مہمل ومعطل ومغسول ہوگا جس حاصل حمل اولٰی بدیہی مثل زید زید سے زائد نہ ہوگا کہ جب ان کو حضور سے اگلا کہہ دیا حضور کا ان سے پچھلا ہونا آپ ہی معلوم ہوا۔

---

[1] القرآن الکریم ۵۷/ ۲۷

[2] القرآن الکریم ۳۶/ ۲۰

[3] القرآن الکریم ۷/ ۱۰۱

[4] القرآن الکریم ۳۶/ ۱۳

[5] القرآن الکریم ۳/ ۱۸۱

[6] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

اسے بالخصوص مقصود بالا فادہ رکھنا قرآن عظیم تو قرآن عظیم اصلاً کسی عاقل انسان کے کلام کے لائق نہیں، نہ کہ وہ بھی مقام مدح میں کہے

چشمانِ تو زیر ابر وانند
دندانِ تو جملہ در دہانند
(تمہاری آنکھیں زیر ابرو ہیں اور دانت منہ کے اندر ہیں)

سے بھی بدتر حالت میں ہے کہ شعر نے کسی افادہ کی عبث تکرار نہ کی اور بات جو کہی وہ بھی واقعی تعریف کی تھی، "اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۝" [1] (اچھی صورت۔ت) سے بعض اوضاع کا بیان ہے اسے مقام مدح میں یوں مہمل جانا گیا ہے کہ ایک عام مشترک بات کا ذکر کیا ہے. بخلاف اس معنی کے کہ اس میں صراحۃً عبث موجود اور معنی مدح بھی مفقود، اور پھر عموم واشتراک بھی نقد وقت کہ ہر شے اپنے اگلے سے پچھلی ہوتی ہے غرض یہ وجہ تو یوں مندفع ہو جائے گی کہ اصلا محلِ افادہ وصالح ارادہ نہیں، اور اس طائفہ خارجیہ کے طور پر وجہ دوم کو بھی نا محتمل مان لیجئے پھر بھی اول وچہارم وپنجم سب محتمل رہیں گی اور پنجم میں خود وجوہ کثیر ہیں، کہیں "**من بعد موسٰی**"، کہیں "**من بعد نوح**"، کہیں انبیائے اسرائیل، کہیں "**من بعد ھود وموسٰی**"، کہیں صرف انبیائے عاد ثمود، کہیں انبیائے قوم نوح وعاد وثمود، کہیں "**من بعد ابراھیم قوم لوط ومدین**" **وغیر ذلک**، بہر حال ذکر وجوہ کثیرہ مختلفہ پر آیا ہے اور یہاں کوئی قرینہ وبینہ نہیں کہ ان میں ایک وجہ کی تعیین کرے تو معلوم نہیں ہو سکتا کہ کون سے مذکور کی طرف اشارہ ہوا، پھر عہد کہاں رہا، سرے سے عہد کا مبنٰی ہی کہ تعین ہے منہدم ہو گیا کہ اختلاف وتنوع مطلقًا منافی تعین، نہ کہ اتنا کثیر، پھر عہدیت کیونکر ممکن۔

ثانیًا جب کہ اتنی وجوہ کثیرہ محتمل اور قرآن عظیم نے کوئی وجہ بیان نہ فرمائی، حدیث کا بیان صحیح تو وہی عموم واستغراق ہے کہ **لانبی بعدی** [2] (میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ت) **کما سیأتی**۔ اس تقدیر پر جب اشارہ ذکر استغراق کی طرف ٹھہرا عہد واستغراق کا حاصل ایک ہو گیا اور وہی احاطہ تامہ کہ معتقد اور وہی منقطع ہو کر تشابہات سے ہو گئی، اب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو **خاتم النبیین** کہنا محض اقرار لفظ بے فہم معنی رہ گیا جس کی مراد کچھ معلوم نہیں، کوئی کافر خود زمانہ اقدس حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی

[1] القرآن الکریم ۹۵/ ۴

[2] صحیح البخاری باب ماذکر عن بنی اسرائیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۹۱

علیہ وسلم میں کتنے ہی انبیاء مانے، حضور کے بعد ہر قرن وطبقہ و شہر وقریہ میں ہزار ہزار اشخاص کو نبی جانے خود اپنے آپ کو رسول اللہ کہے، اپنے استاذوں کو مرسلین اولوالعزم بتائے، آیہ کریمہ اس کا بال بیکا نہیں کر سکتی کہ آیت کے معنی ہی معلوم نہیں جس سے حجت قائم ہوسکے، کیا کوئی مسلمان ایسا خیال کرے گا، **حاشا وکلا**۔

ثالثاً میں تکثر وتزاحم معانی پر کیوں بنا کروں، سوائے استغراق کوئی معنی لے لیجئے سب پر یہی آش درکاسہ رہے گی کہ پچھلی جھوٹی کاذبہ ملعونہ نبوتوں کا در آیت بند نہ کرسکے گی، معنی اول یعنی افراد مخصوصہ معینہ مراد لئے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں معدود انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خاتم ٹھہرے جن کا نام یا ذکر معین علی وجہ الابہام قرآن مجید میں آگیا ہے جن کا شمار تیس چالیس نبی تک بھی نہ پہنچے گا، یونہی برتقدیر معنی پنجم یعنی جماعات خاصہ خاص اپنی جماعت کے خاتم ٹھہریں گے، باقی جماعات صادقہ سابقہ کے لئے بھی خاتمیت ثابت نہ ہوگی، چہ جائے جماعات کاذبہ آئندہ اور معنی سوم میں صاف تخصیص انبیائے سابقین کے بھی ہو جائے گی کہ جو نبی پہلے گزر چکے ان کے خاتم ہیں تو پچھلوں کی کیا بندش ہوئی بلکہ پیچھے اور آئے تو وہ ان کے بھی خاتم ہوں گے، رہے معنی چہارم جنسی اس میں جمیع مراد لینا اس طائفہ کو منظور نہیں ورنہ وہی **ختم الشیئ لنفسه** لازم آئے، لاجرم مطلقاً کسی ایک فرد کے اختتام سے بھی خاتمیت صادق مانے گا کہ صدق علی الجنس کے لئے ایک فرد پر صدق کا ہے تو یہ سب معانی سے اخس وارذل ہوا اور حاصل وہی ٹھہرا کہ آیت بہر نہج فقط ایک دو یا چند یا کل گزشتہ پیغمبروں کی نسبت صرف اتنا تاریخی واقعہ بتاتی ہے کہ ان کا زمانہ ان کے زمانے سے پہلے تھا، اس سے زیادہ آئندہ نبوتوں کا وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتی، نہ ان سے اصلاً بحث کرتی ہے، طوائف ملعونہ مہدویہ وقادیانیہ وامیریہ ونذیریہ ونانوتویہ **وامثالهم لعنهم اللہ تعالیٰ** کا یہی تو مقصود تھا، وہ اس طائفہ خارجیہ نے جی کھول کر اُمنا بہ کرلیا "**وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ**"[1] (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت) اصل بات یہ ہے کہ معانی قطعیہ جو تمام مسلمین میں ضروریات دین سے ہوں جب ان پر نصوص قطعیہ پیش نہ کئے جائیں تو مسلمانوں کو احمق بنالینا اور معتقدات اسلام کو مخیلات عــہ عوام ٹھہرا دینا ایسے خبثا کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اور نصوص میں احادیث پر نہ عام لوگوں کی نظر نہ ان کے جمع طرق وادراک تواتر پر دسترس، وہاں ایک ہش میں کام نکل جاتا ہے کہ یہ باب عقائد ہے، اس

عــہ: دیکھو تحذیر الناس۔

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

میں بخاری ومسلم عـــہ۱ کی بھی صحیح احادیثیں مردود ہیں، ہاں ایسی جگہ ان ہیے کے اندھوں کی کچھ کورد بتی ہے تو قرآن عظیم سے بغرض تلبیس عوام، برائے عـــہ۲ نام اسلام کا ادعا ہو کر، قرآن پر صراحۃً انکار کا ٹوٹر خرد رگل ہے، لہٰذا وہاں تحریف معنوی کے چال چلتے اور کلام اللہ کو الٹتے بدلتے ہیں کہ جب آیت سے مسلمانوں کو ہاتھ خالی کرلیں پھر گونہ وحی شیطانی کا رستہ کھل جائے گا "وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝" [1] (اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے اگرچہ برا مانیں کافر۔ت)

سوم یعنی اس طائفہ کا مکذب تفسیر حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہونا وہ ہر ادنی خادم حدیث پر روشن یہاں اجمالی دو حرف ذکر کریں، صحیح مسلم شریف ومسند امام احمد وسنن ابوداؤد وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ وغیرہا میں ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی [2]۔	بیشک میری امت دعوت میں یا میری امت کے زمانے میں تیس کذاب ہوں گے کہ ہر ایک اپنے آپ کو نبی کہے گا اور میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یکون فی امتی کذابون ودجالون سبعۃ وعشرون منھم اربعۃ نسوۃ وانی خاتم النبیین لانبی بعدی [3]۔	میری امت دعوت میں ستائیس دجال کذاب ہونگے ان میں چار عورتیں ہوں گی حالانکہ بیشک میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ترمذی وتفسیر ابن ابی حاتم وتفسیر ابن مردودیہ میں جابر رضی اللہ عنہ

عـــہ۱: دیکھو براہین قاطعہ گنگوہی۔ عـــہ۲: دیکھو تحذیر الناس

[1] القرآن الکریم ۶۱/ ۸

[2] جامع ترمذی ابواب الفتن باب ماجاء لاتقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون امین کمپنی دہلی ۲/ ۴۵

[3] المعجم الکبیر للطبرانی ترجمہ حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حدیث ۳۰۲۶ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۳/ ۱۷۰

سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثلی ومثل الانبیاء کمثل رجل ابتنی دارا فاکملھا واحسنھا الاموضع لبنۃ فکان من دخلھا فنظر الیھا قال مااحسنھا الاموضع اللبنۃ فانا موضع اللبنۃ فختم بی الانبیاء[1]۔	میری اور نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان پورا کامل اور خوبصورت بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی تو جو اس گھر میں جا کر دیکھتا کہتا یہ مکان کس قدر خوب ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ کہ وہ خالی ہے تو اس اینٹ کی جگہ میں ہوا مجھ سے انبیاء ختم کردئے گئے۔

صحیح مسلم ومسند احمد ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثلی ومثل النبیین من قبلی کمثل رجل بنی دارا فاتمھا الالبنۃ واحدۃ فجئت انا فاتممت تلك اللبنۃ[2]۔	میری اور سابقہ انبیاء کی مثل اس شخص کی مانند ہے جس نے سارا مکان پورا بنایا سوا ایک اینٹ کے، تو میں تشریف فرما ہوا اور وہ اینٹ میں نے پوری کی۔

مسند احمد وصحیح ترمذی میں بافادہ تصحیح ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثلی فی النبیین کمثل رجل بنی دارا فاحسنھا و اکملھا واجملھا وترك فیھا موضع لبنۃ لم یضعھا فجعل الناس یطوفون بالبنیان ویعجبون منہ و یقولون لو تم موضع ھذہ اللبنۃ فانافی النبیین موضع تلك اللبنۃ[3]۔	پیغمبروں میں میری مثال ایسی ہے کہ کسی نے ایک مکان خوبصورت وکامل وخوشنما بنایا اور ایک اینٹ کی جگہ چھوڑدی وہ نہ رکھی لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی و خوشنمائی سے تعجب کرتے اور تمنا کرتے کسی طرح اس اینٹ کی جگہ پوری ہوجاتی تو انبیاء میں اس اینٹ کی جگہ میں ہوں۔

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ذکر کون النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۴۸، صحیح البخاری کتاب المناقب باب خاتم النبیین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۰۱

[2] مسند امام احمد حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۳/ ۹

[3] جامع ترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فضل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۱

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن النسائی و تفسیر ابن مردویہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہی مثل بیان کرکے ارشاد فرمایا:

فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین[1]۔	تو میں وہ اینٹ ہوں اور خاتم النبیین ہوں، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اجمعین وبارک وسلم۔

چہارم کا بیان اوپر گزرا، پنجم سے طائفہ کی گمراہی بھی واضح ہوچکی کہ تفسیر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا رد کرنے والا اجماعی قطعی امت مرحومہ کا خلاف کرنے والا سوا گمراہ بددین ہونے کے کون ہوگا۔

"نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝" [2]۔	ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔ (ت)

رہی بدعقلی وہ اس کے ان شبہات واہیات، خرافات، مزخرفات کی ایک ایک ادا سے ٹپک رہی ہے جو اس نے اثبات ادعائے باطل "عہد خارجی" کے لئے پیش کئے اہل علم کے سامنے ایسے مہملات کیا قابل التفات، مگر حفظ عوام وازالہ اوہام کے لئے چند حروف مجمل کا ذکر مناسب **واللہ الھادی وولی الایادی** (اور اللہ تعالٰی ہی ہدایت دینے والا اور طاقتوں کا مالک ہے۔ ت) شبہہ اولٰی میں اس طائفہ نے عبارت توضیح کی طرف محض غلط نسبت کی حالانکہ توضیح میں اس عبارت کا نشان نہیں بلکہ وہ اسکے حاشیہ تلویح کی ہے،

اقول اوّلاً: اگر یہ مدعیان عقل اسی اپنی ہی نقل کی ہوئی عبارت کو سمجھتے اور قرآن عظیم میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وجوہ ذکر کو دیکھتے تو یقین کرتے کہ آیہ کریمہ "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ" [3] (اور لیکن آپ اللہ کے رسول اور انبیاء میں سے آخری ہیں۔ ت) میں لام عہد خارجی کے لئے ہونا محال ہے کہ بوجہ تنوع وجوہ ذکر وعدم اولیت وترجیح جس کا بیان مشرحًا گزرا، کمال تمیز جدا سرے سے کسی وجہ معین کا امتیاز ہی نہ رہا تو یہی عبارت شاہد ہے کہ یہاں "عہد خارجی" ناممکن، کاش مکر کے لئے بھی کچھ عقل ہوتی اصلی تو اس کی جگہ توضیح ہی کی گول عبارت **العھد ھوالاصل ثم الاستغراق ثم تعریف الطبیعۃ**[4] (عہد اصلی ہے پھر استغراق اور پھر جنس۔ ت) کی نقل ہوتی کہ خود نفس عبارت تو ان کی جہالت و

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ذکر کون النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۴۸

[2] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۵

[3] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

[4] توضیح علی التنقیح الفاظ العام الجمع معرف باللام المکتبۃ الرحیمیہ دیوبند سہارنپور بھارت ۱/ ۱۴۵

سفاہت پر شہادت نہ دیتی اگرچہ اس سے دو ہی سطر پہلے اسی توضیح میں متن تنقیح کی عبارت **ولابعض الافراد لعدم الاولیة**[1] (اور نہ بعض افراد کیونکہ اولیٰ نہیں۔ت) اس کی صفراشکنی کو بس ہوتی مگر یہ کیونکر کھلتا کہ طائفہ حائفہ کو دوست و دشمن میں تمیز نہیں صریح مضر کو نافع سمجھتا ہے لہذا نام تو لیا توضیح کا اور برائے بدقسمتی عبارت نقل کردی تلویح کی، جس میں صاف صریح ان عقلاء کی تسفیہ اور ان کے وہم کاسد کی تقبیح تھی، **ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔

ثانیاً توضیح کا مطلب سمجھنا تو بڑی بات، خود اپنی ہی لکھا نہ سمجھا کہ جب عہد خارجی سے معنی درست ہو تو استغراق وغیرہ معتبر نہ ہوگا۔ ہم اوپر واضح کر آئے کہ عہد خارجی مزعوم طائفہ خارجیہ سے معنی درست نہیں ہوسکتے، آیہ کریمہ قطعاً آئندہ نبوتوں کا دروازہ بند فرماتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہی معنی اس کے بیان فرمائے، تمام امت نے سلفاً وخلفاً اس کے یہی معنی سمجھے اور اس عہد خارجی پر آیت کو اس سے کچھ مس نہیں رہتا تو واجب ہے کہ استغراق مراد ہو، اسی تلویح میں اسی عبارت منقولہ طائفہ کے متصل ہے،

ثم الاستغراق الی ان قال فالاستغراق ھو المفھوم من الاطلاق حیث لاعھد فی الخارج خصوصا فی الجمع الی قولہ ھذا ما علیہ المحققون[2]۔	پھر استغراق (تا) اطلاق سے استغراق مفہوم ہوتا ہے جہاں عہد خارجی نہ ہو خصوصا جمع میں (تا) محققین کی یہی رائے ہے (ت)

ثالثاً بہت اچھا اگر فرض کریں کہ لام عہد خارجی کے لئے ہے تو اس سے بھی قطعاً یقیناً استغراق ہی ثابت ہوگا کہ وجوہ خمسہ سے اول وسوم وپنجم کا بطلان تو دلائل قاہرہ سے اوپر ثابت ہولیا اور واضح ہوچکا کہ خود جن سے کلام الٰہی کا اولاً واصالۃً خطاب تھا یعنی حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، انہوں نے ہرگز اس آیت سے صرف بعض افراد معینہ یا کسی جماعت خاصہ کو نہ سمجھا اب نہ رہیں، مگر وجہ دوم وچہارم یعنی وہ جو قرآن عظیم میں بروجہ اکثر واوفر ذکر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بروجہ عموم واستغراق تام ہے اسی وجہ معہود کی طرف لام **النبیین** مشیر ہے تو اس عہد کا حاصل **بحمد اللہ تعالٰی** وہی استغراق کامل جو مسلمانوں کا عقیدہ ایمانیہ ہے یا ذکر جنسی کی طرف اشارہ ہے اور ختم کا حاصل نفی معیت وبعدیت ہے، جیسے اولویت بمعنی نفی معیت وقبلیت تعریفات علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف میں ہے:

---

[1] توضیح علی التنقیح الفاظ العام الجمع معرف باللام المکتبۃ الرحیمیہ دیوبند سہارنپور بھارت ۱/ ۱۴۷

[2] توضیح علی التنقیح الفاظ العام الجمع معرف باللام المکتبۃ الرحیمیہ دیوبند سہارنپور بھارت ۱/ ۱۵۰

الاول فرد لایکون غیرہ من جنسه سابق علیه ولا مقارناله[1]۔	اول فرد ہے کیونکہ اس کا کوئی ہم جنس اس سے پہلے نہیں اور نہ اس کے ساتھ متصل ہے (ت)

حدیث شریف میں ہے:

انت الاول فلیس قبلك شیئ وانت الاٰخر فلیس بعدك شیئ[2]، رواہ مسلم فی صحیحه والترمذی و احمد وابن ابی شیبة وغیرہم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنه عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم و للبیھقی فی الاسماء والصفات عن ام سلمة رضی اللہ تعالٰی عنھا عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم انه کان یدعو بھٰؤلاء الکلمات اللھم انت الاول فلاشیئ قبلك وانت الاٰخر فلاشیئ بعدک[3]۔	تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی شیئ نہیں، اور تو آخر میں ہے تیرے بعد کوئی شیئ نہیں، اسے مسلم نے اپنی صحیح میں، ترمذی، امام احمد اور ابن ابی شیبہ وغیرہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ امام بیہقی نے الاسماء و الصفات میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے، اے اللہ! تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی شیئ نہیں اور تو آخر ہے تیرے بعد کوئی شیئ نہیں (ت)

تو خاتم النبیین کا حاصل ہمارے حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ اور بعد جنس نبی کی نفی ہوئی اور جنس کی نفی عرفاً ولغۃً وشرعاً افراد ہی سے ہوتی ہے ولہٰذا لائے نفی جنس صیغ عموم سے ہے جیسے لارجل فی الدار ولہٰذا لاالٰہ الااللہ ہر غیر خدا سے نفی الوہیت کرتا ہے، یوں بھی استغراق ہی ثابت ہوا، وللہ الحمد۔ (نامکمل دستیاب ہوا)

---

[1] التعریفات باب الالف انتشارات ناصر خسرو ایران ص ۱۷

[2] صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب الدعاء عند النوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۸، مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الدعاء حدیث ۹۳۶۲ ادارۃ القرآن کراچی ۱۰/ ۲۵۱

[3] الاسماء والصفات للبیہقی مع فرقان القرآن باب ذکر اسماء التی تتبع اثبات الباری الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ص ۱۰

مسئلہ ۹۵: از ریاست نانپارہ بازار چوک بساط خانہ دکان حاجی الٰہی بخش بہرائچی مرسلہ حافظ عبدالرزاق امام مسجد ۳ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ضلع بارہ بنکی میں چندروز سے ایک گروہ پیدا ہوا ہے جس کا نام کبیر پنتھی ہے، یہ لوگ اللہ تعالٰی کو صاحب اور دعوت کو ہندوؤں کی طرح بھنڈارہ کہتے ہیں، نماز روزہ سے بالکل منکر ہیں اور روزہ داروں اور نمازیوں کو برا کہتے اور ان پر طعن تشنیع کرتے ہیں، گوشت کھانا بالکل حرام جانتے اور قربانی ہر جانور کی بہت سخت ظلم کہتے ہیں، موضع صورت گنج تحصیل فتح پور ضلع بارہ بنکی نواب گنج میں فقیرے تیلی کبیر پنتھی نے برادری کی دعوت کی اور اپنی حیثیت کے موافق کھانا پکوایا، گوشت کی جگہ کٹہل پکوایا گیا، برادری والوں نے کہا ہم گوشت کھائیں گے، تو اس نے کہا ہمارے گروجی گوشت نہیں کھاتے تھے، چاہے جان جاتی رہے گردن کٹ جائے، مگر ہم گوشت نہ دیں گے، لوگوں نے کہا کہ چاہے سیر آدھ سیر ہی گوشت ہو مگر ہم بلا گوشت کھانا نہ کھائیں گے۔ فقیرے نے کہا کہ ہم آپ لوگوں سے خدا کے واسطے ایک چیز مانگتے ہیں ہم کو للہ معاف کردو، برادری والوں نے کہا کہ اگر تم ہم سے گوشت للہ معاف کراتے ہو تو تمام کھانا ہم للہ معاف کئے دیتے ہیں اور آدھے آدمی اٹھ کر پانچو تیلی کے مکان پر چلے آئے اور آدھے اسی کے مکان پر رہ گئے، لیکن کھانا کسی نے نہیں کھایا پانچو تیلی گوشت کھاتا ہے اور نماز بھی پڑھتا ہے، اب دونوں قسم کے تیلیوں نے پانچو کا حقہ پانی بند کردیا ہے کہ اسی کی وجہ سے ہماری برادری میں پھوٹ پڑی، اس حالت میں عام مسلمانوں کو کبیر پنتھیوں سے میل جول، شادی بیاہ برادری سے رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور شرعًا یہ لوگ کیسے ہیں جن لوگوں نے پانچو کا حقہ پانی اسی وجہ سے بند کیا ہے؟ ان سے دوسروں کو کیسا برتاؤ کرنا چاہئے؟

الجواب:

نماز سے منکر کافر ہے، روزہ سے منکر کافر ہے، جو نماز پڑھنے کو برا کہے، نمازی پر نماز پڑھنے کی وجہ سے طعن و تشنیع کرے کافر ہے، روزہ رکھنے جو برا کہے روزہ دار پر روزہ کی وجہ سے طعن کرے وہ کافر ہے گوشت کھانے کو مطلقًا حرام کہنا کفر ہے قربانی کو ظلم کہنے والا کافر ہے، ان اعتقادوں والے مطلقًا کفار ہیں۔ پھر اگر اس کے ساتھ اپنے آپ کو مسلمان کہتے یا کلمہ پڑھتے ہوں تو مرتد ہیں کہ دنیا میں سب سے بدتر کافر ہیں، ان سے میل جول حرام، ان کے پاس بیٹھنا حرام، بیمار پڑیں تو ان کو پوچھنے جانا حرام، مرجائیں تو ان کے جنازے کی نماز حرام، پانچو تیلی پر کوئی الزام نہیں، جنہوں نے اس بناپر اس کا حقہ پانی بند کیا ظالم ہیں، ان پر لازم ہے کہ اپنے ظلم سے توبہ کریں، پانچو سے اپنا قصور معاف کرائیں، اگر یہ لوگ باز نہ آئیں تو مسلمان ان کو چھوڑدیں کہ ظالموں کا ساتھ دینے والا بھی ظالم ہے، یہ سب مضامین قرآن عظیم کی آیتوں اور حدیثوں سے ثابت ہیں جو بارہا ہمارے

فتاوٰی میں مذکور ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۹۶: از بیکانیر مارواڑ محلّہ مہاوتان مرسلہ قاضی قمر الدین صاحب ۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ رسول خداخدا کے بندے نہیں ہیں اور آپ بشر بھی نہیں ہیں، اس پر ان سے پوچھاگیا کہ پھر کیا ہیں؟ توجوابدیا کہ میں اس معاملہ میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا، اور یہ بھی ان سے پوچھاگیا کہ رات دن نماز میں قعدہ میں تم عبدہ ورسولہ پڑھتے ہو، یہ کیا ہے کیا اس کا ترجمہ ہوا؟ تو کہا اس کا ترجمہ بندہ اور رسول کا ہوا لیکن میں کچھ نہیں کہتا، حضور پرنور ایسے شخص کی بابت کیا حکم ہے؟ اور کیا یہ شخص اسلام سے خارج ہوگیا ان کلمات کے باعث یا نہیں؟ کیا کفر عائد اس پر ہوا یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان کرو اجر پایئے۔ت)

الجواب:

جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی اللہ کے بندے نہیں وہ قطعًا کافر ہے،

اشهد ان محمد عبده ورسوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم .قال الله تعالٰی "وَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ" [1]، وقال تعالٰی "تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا" [2]، وقال تعالٰی "سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ" [3]، وقال تعالٰی "وَ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا" [4]، وقال تعالٰی "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ" [5]، وقال تعالٰی "فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى" [6]	میں گواہی دیتا ہوں بلاشبہہ حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ تعالٰی کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارا۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری۔ اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (ت)

[1] القرآن الکریم ۷۲/ ۱۹

[2] القرآن الکریم ۲۵ / ۱

[3] القرآن الکریم ۱۷/ ۱

[4] القرآن الکریم ۲ / ۲۳

[5] القرآن الکریم ۱۸/ ۱

[6] القرآن الکریم ۵۳/ ۱۰

اور جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت ظاہری بشری ہے حقیقت باطنی بشریت سے ارفع واعلٰی ہے یا یہ کہ حضور اوروں کی مثل بشر نہیں وہ سچ کہتا ہے اور جو مطلقًا حضور سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے،

قال تعالٰی "سُبۡحَانَ رَبِّیۡ هَلۡ كُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا ۝۹۳ "[1]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۹۷: از خان پور سیدواڑہ احمد آباد مرسلہ منشی ایچ ڈی۔

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ "ذوالنور الحق المبین" چھاپی ہے شیخ البواہر نے وہ سنیوں کے لئے کیسی ہے؟ مہربانی کرکے اس کا جلدی جواب دیجئے۔

الجواب:

وہ کتاب مذہب اہلسنت کے خلاف ہے بلکہ اس میں خود اسلام کی بھی مخالفت ہے، اس کا دیکھنا، پڑھنا، سننا حرام ہے،

الالعالم یرید ان یرد علیہ اویکشف مافیہ من کفر وضلال۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	ہاں جو عالم اس کا مطالعہ کرے اس کی تردید کے لئے یا اس میں جو کفر بیان ہو اس کے انکشاف کے لئے تو اس کے لئے پڑھنا دیکھنا حرام نہیں، واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۹۸: از شہر بریلی محلّہ بہاری پور مسئولہ عنایت حسین صاحب ۳ جمادی الاولٰی ۱۳۳۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی برادری کے آدمیوں کے سامنے اشرف علی تھانوی کو کافر کہا اور یہ بھی کہا کہ جو شخص اس کو کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے، لہٰذا اس باعث سے اشرف علی کو کافر کہا کہ اس پر کفر کا فتوٰی دیا گیا ہے، اس شخص کو بوجہ کافر کہنے کے برادری سے علیحدہ کردیا جس آدمی نے اشرف علی کو کافر کہا اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

الجواب:

تمام علمائے حرمین شریفین نے اشرف علی تھانوی پر بھی فتوٰی دیا ہے "حسام الحرمین شریف" بارہ برس سے چھپ کر شائع ہے، اس شخص نے سچ کہا اور اس پر اسے برادری سے خارج کرنا ظلم شدید ہوا ان

---

[1] القرآن الکریم ۱۷/ ۹۳

لوگوں پر توبہ فرض ہے اور جو شخص تھانوی کے اقوال کفر سے آگاہ ہو کر ایسا کرے وہ خود ایمان سے خارج اور اس کی عورت اس کے نکاح باہر ہو گئی۔ درمختار، مجمع الانہر، بزازیہ وشفاء شریف میں ہے:

من شك فی کفرہ وعذابه فقد کفر [1]، واللہ تعالٰی اعلم۔	جس نے اس کے کفر وعذاب میں شک کیا اس نے کفر کیا۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۹۹: از کانپور محل فیل خانہ قدیم مرسلہ مولانا مولوی محمد آصف صاحب ۲۷ جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ

بفضلہٖ تعالٰی کمترین بخیریت ہے، حضوری ملازمان سامی کی مدام بارگاہ احدیت سے مطلوب، دو عریضے ملفوف فدوی نے روانہ خدمت فیضدرجت کئے، ہنوز جواب سے محروم ہے۔ الٰہی ما لغش بخیر باد۔

حضور کے فتاوی جلد اول ص ۱۹۱ میں خواتمی وہابی کے متعلق حاشیہ میں یہ عبارت ہے: "یہ شقی گروہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر نبوت ختم ہونے کا صاف منکر ہے خاتم النبیین کے یہ معنی لینا تحریف کرنا اور بمعنی آخر النبیین لینے کو خیال جہال بتانا کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے چھ یا سات مثل وجود مانتا ہے"۔ اور کتاب حسام الحرمین میں بھی فرقہ امثالیہ کو مرتدین میں شمار کیا گیا ہے لیکن فتاوٰی بے نظیر در معنی مثل آنحضرت بشیر ونذیر جو کہ عرصہ ہوا مطبع اسدی میں حسب ایمائے محمد یعقوب صاحب منصرم مطبع نظامی طبع ہوا تھا اور بہت سے علمائے کرام کے فتوے اس میں درج کئے ہیں، حسب ذیل عبارت ہے: "ھو العزیز قطع نظر اس کے کہ علمائے حدیث نے "ان اللہ خلق سبع ارضین" میں ہر طرح کلام کیا بعد ثبوت رفع وتسلیم صحت متن واسناد مفید اعتقاد نہیں، بلکہ جس حالت میں مضمون اس کا دلالت آیات واحادیث صحیحہ وعقیدہ اہل حق کے خلاف ہے تو قطعًا متروک الظاہر واجب التاویل ہے، پس جو شخص اس حدیث سے وجود تحقق ومثال سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر استدلال کرے سخت جاہل اور معتقد فضیلت مثل آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بمعنی مشارکت فی الماہیت والصفات الکمالیہ مبتدع اور مخالف عقیدہ اہل سنت ہے، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ اس عبارت کے حضور جناب والد ماجد صاحب قبلہ قدس سرہ کی نقل مہر طبع ہوئی ہے اور پھر حضور کی حسب ذیل عبارت بنقل مہر طبع کی گئی،

والقائل بتحقق المثل اوالامثال بالمعنی المذکور فی السوال مبتدع ضال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔	جو شخص سوال میں مذکور معنی کے مطابق مثل یا امثال کے تحقق کا قائل ہے وہ بدعتی اور گمراہ ہے، اور اللہ ہی حقیقت حال سے آگاہ ہے (ت)

کون فرقہ امثالیہ مرتد ہے اور کون مبتدع؟ آیا ان فرقوں کے عقائد میں اختلاف ہے یا کیا؟ بینوا توجروا۔

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل احکام الجزیہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۷۷

الجواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مبتدع ضال ایک لفظ عام ہے، کافر کو بھی شامل، کہ بدعت دو قسم ہے:

(۱) مکفرہ (۲) غیر مکفرہ

وقال تعالٰی "وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِیْنَ الضَّآلِّیْنَۙ(۹۲)"[1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور اگر جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہوں۔ (ت)

امام ابن حجر مکی نے بظاہر اس سے بھی ہلکے لفظ حرام کو کفر کہنے کے منافی نہ مانا۔

اعلام بقواطع الاسلام میں فرمایا: عبارۃ الرافعی فی العزیز نقلا عن التتمۃ انہ اذا قال لمسلم یا کافر بلا تاویل اھ[2] وتبعہ النووی فی الروضۃ فان قلت قد خالف ذٰلك النووی نفسہ فی الاذکار فقال یحرم تحریماً غلیظاً قلت لامخالفۃ فان اطلاق التحریم فی لفظ لایقتضی انہ لایکون کفرا فی بعض حالاتہ علی ان الکفر محرم تحریماً غلیظاً فتکون عبارۃ الاذکار شاملۃ للکفر ایضاً[3]۔	عزیز میں تتمہ سے منقول رافعی کی عبارت یہ ہے اگر کسی نے مسلمان کو بغیر کسی تاویل کے کافر کہا وہ کافر ہوجائے گا اھ اور نووی نے روضہ میں اسی کی اتباع کی ہے، اگر کوئی اعتراض کرے خود نووی نے اذکار میں اس کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ یہ سخت حرام ہے میں کہتا ہوں یہ مخالفت نہیں کیونکہ لفظ تحریم کا اطلاق اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ بعض حالات میں وہ کفر نہ ہو، علاوہ ازیں کفر سخت حرام ہے لہٰذا اذکار کی عبارت بھی کفر کو شامل ہوجائے گی۔ (ت)

اسی میں چند ورق کے بعد ہے:

الحرمۃ لاتنافی الکفر[4]، کما مر۔	حرام ہونا کفر کے منافی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ گزر چکا ہے (ت)

[1] القرآن الکریم ۵۶/ ۹۲

[2] اعلام بقواطع الاسلام مقدمہ مکتبۃ الحقیقیہ ترکی ص ۳۴۰

[3] اعلام بقواطع الاسلام مقدمہ مکتبۃ الحقیقیہ ترکی ص ۴۱-۳۴۰

[4] اعلام بقواطع الاسلام مقدمہ مکتبۃ الحقیقیہ ترکی ص ۳۵۰

ماہیت وصفات کمالیہ میں مشارکت اس میں نص نہیں کہ جمیع صفات کمال میں شرکت ہونہ یہ ان سب گمراہوں کا مذہب تھا ان میں بعض صرف تشبیہ یعنی کنبیکم ختم نبوت لیتے اور تصریح کرتے کہ وہ انبیاء اپنے اپنے طبقے کے خاتم اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم الخواتم، صرف اتنے پر حکم کفر مشکل تھا، لہٰذا ایک ایسا لفظ لکھا گیا کہ دوسری صورت کو بھی شامل ہے، اعلام میں بعد عبارت سابقہ فرمایا:

التحریم الغلیظ قصدالشمول للحالۃ التی یکون فیھاکفر اوغیرھا[1]۔	غلیظ تحریم کے لفظ سے اس حالت کو شامل کرنا مقصود ہے جس میں کفر وغیرہ ہو۔(ت)

حسام الحرمین میں خاص فرقہ مرتدین کا ذکر ہے، ولہٰذا خاتم الخواتم ماننے والوں میں صرف اس کا قول لیا جس نے اس میں کفر خالص بڑھادیا کہ:

لوفرض فی زمنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بل لو حدث بعدہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی جدید لم یخل ذٰلک بخاتمیتہ وانما یتخیل العوام انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی اٰخر النبیین مع انہ لافضل فیہ اصلا عند اھل الفھم[2]۔	اگر بالفرض آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا آپ کے زمانہ کے بعد کوئی نیا نبی آجائے تو آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا، یہ محض عوام کا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر نبی ہیں حالانکہ اہل فہم کے ہاں اس میں ہرگز کوئی فضیلت نہیں۔(ت)

اس طرح کا خاتم الخواتم ماننے والا مطلقاً کافر مرتد ہے، اس سے ۵۸ ورق پہلے جہاں المعتمد المستند میں خاص مرتدین کا ذکر تھا، عبارت یہ ہے:

خرج دجالون یدعون وجودستۃ نظراء للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شارکین لہ فی اشھر خصائصہ الکمالیۃ اعنی ختم النبوۃ فی طبقات الارض الست السفلی، فمنھم من یقول کل منھم خاتم ارضہ ونبینا	ان دجالوں کو خارج کیا ہے جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے چھ نظیروں کا دعوٰی کرتے ہیں اور تشبیہ میں آپ کے مشہور خصائص کمالیہ میں بھی ان کو شریک کرتے ہیں یعنی نچلی چھ زمینوں میں بھی ختم نبوت کا قول کرتے ــــــ ان میں سے بعض کا یہ قول ہے کہ ہر زمین کا کوئی خاتم ہے اور ہمارے

---

[1] اعلام بقواطع الاعلام مقدمہ مکتبۃ الحقیقیہ ترکی ص ۳۴۱

[2] حسام الحرمین فصل نھم الوہابیہ مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۹، المستند المعتمد تعلیقات المنتقد المعتقد منھم الوہابیۃ الامثالیۃ الخ مکتبہ حامدیہ لاہور ص ۲۴۲

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم هذه الارض، ومنهم من يقول انهم خواتم اراضيهم ونبينا صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم خاتم الخواتم والاكفر الاوقح منهم يصرح بانهم مماثلون للنبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وشركاء له فی جميع صفاته الكمالية ويرده اخرون ابقاء علی انفسهم من المسلمين [1]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس زمین کے خاتم ہیں بعض کا قول یہ ہے کہ وہ اپنی اپنی زمینوں کے خواتم ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خاتم الخواتم ہیں ان میں سے بدتر کفر والے وہ ہیں جنہوں نے یہ تصریح کی ہے کہ وہ تمام خاتم۔ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تمام صفات کمالیہ میں شریک اور ہم مثل ہیں اور جبکہ دوسروں نے اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل رکھنے کے لئے ان کارد کیا ہے۔(ت)

ان سب اقوال کے لحاظ سے وہاں عام مبتدع ضال سے تعبیر کیا کہ بدعت مکفرہ کو بھی شامل ہے، **والسلام مع الکرام۔**

مسئلہ ۱۰۰: از منڈی رام نگر ضلع نینی تال مرسلہ جناب بشیر احمد صاحب رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

ایک شخص نے ایک مرتبہ اپنی حالت بیماری میں اپنے اچھا ہونے کی غرض سے ایک روز کچھ ہنود کو اپنے مکان پر بلاکر ڈبرو بجوایا اور موافق رسم ہنود کے ہندوؤں کے دیوتا کی پوجا یعنی بکری اور مرغا ہندوؤں سے مروایا یعنی مردار کرایا اور ڈبرو پر ناچا،اس ناجائز حرام کام کرنے پر یہاں کے مسلمان لوگوں نے اس شخص کو برادری سے نکال باہر کردیا اور حقہ بند کردیا،کچھ دنوں بعد اس بت پرست شخص نے مسلمانوں سے کہا میری جان جارہی تھی اس وجہ سے میں نے یہ کام کرائے آئندہ مجھ سے ایسا قصور نہ ہوگا تب یہاں کے مسلمانوں نے اس کی معافی مانگنے اور آئندہ کو توبہ کرنے سے اس کا ایک سو روپیہ جرمانہ لے کر اور توبہ کرواکر حقہ کھول دیا بعد کچھ دنوں کے پھر اس شخص نے پوشیدہ طور رات کو ایک ہندو کے یہاں اپنی بیوی اور لڑکی کو بھیج کر ڈبرو بجوایا اور ان کی لڑکی ناچی یعنی لڑکی کے بدن پر ڈبرو بجانے سے دیوتا مسان آیا اور اسی نے یعنی دیوتا نے بکری اور مرغا مانگا تو ڈبرو بجانے والے نے مرغا اور بکرا کو مردار کرکے پوجا کری دوبارہ اس حرکت کی کسی کو خبر نہ ہوئی اب سہ بارہ اس شخص نے ایک ہندو کو اپنے مکان پر بلاکے ایک مرغا اس کو یعنی اس ہندو کو دیا اس نے موافق اپنے رسوم کے مرغے کو اپنے قبرستان میں لے جاکر رات کو مردار کرکے قبر میں دبادیا اور ایک قبرستان میں جاکر پتھروں کو پوجا اس کام کے کرنے پر یہاں مسلمانوں نے پھر اس کا حقہ بند کردیا اور کہا کہ تو نے مکرر سہ کرر اسی کام کو

---

[1] المستند المعتمد تعلیقات المنتقد المعتقد مسئلة النبوة لیست کسبیة مکتبہ حامدیہ لاہور ص ۱۱۵

کرااور کرتا ہے توکافر ہے،اس کے جواب میں بت پرست مسلمان کہتا ہے ضرورت شدید میں یہ کام جائز ہے یعنی مولوی لوگوں سے معلوم کرلیا ہے لہٰذا عرض کہ اس مسئلہ کو خلاصہ تحریر کیجئے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے یہاں یہ کام جائز ہے یا انہوں نے یہ کام کرے اگر یہ کام جائز ہے، نہیں تواس کام کے کرنے والے کو مسئلہ سے کیا سزا ہونا چاہئے؟

الجواب:

صورت مستفسرہ میں وہ کافر ہے،اور وہ مولویوں پر افترا کرتا ہے، کوئی مولوی ایسا نہیں کہہ سکتا اور اگر کسی نام کے مولوی نے مرض سے شفاکے واسطے غیر خدا کی پوجا جائز کردی ہو تو وہ بھی کافر ہے اور یہ شخص جب کہ تین بار ایسا کرچکا اب مسلمان اسے ہرگز نہ ملائیں اگرچہ توبہ ظاہر کرے کہ وہ جھوٹا ہے اور فریب دیتا ہے،اللہ تعالٰی عزوجل فرماتا ہے:

" اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ثُمَّ کَفَرُوۡا ثُمَّ اٰمَنُوۡا ثُمَّ کَفَرُوۡا ثُمَّ ازۡدَادُوۡا کُفۡرًا "[1] " لَّنۡ تُقۡبَلَ تَوۡبَتُہُمۡ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الضَّآلُّوۡنَ ﴿۹۰﴾ "[2] واللہ تعالٰی اعلم۔	بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے۔ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور وہی ہیں بہکے ہوئے۔واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۱۰۱: از کٹک محلّہ بخشی بازار مرسلہ ولی محمد صاحب ۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین مبین اس مسئلہ میں، مولوی اجابت اللہ بنگالی چاٹگامی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں اللہ کے سوا اپنے پیر کو سجدہ کرنے کو جائز سمجھتا ہے اور دلائل میں کئی اوراق سیاہ فرمائے اور علمائے اہلحدیث کو نسبت دی ہے فرقہ اسمٰعیلیہ سے،اور ان کو گمراہ کہا ہے،اور علمائے دیوبند کو اسی فرقہ سے شمار کیا ہے اور اپنے گمان میں اس سجدہ کو قرآن شریف سے مدلل کیا ہے اور جس حدیث سے سجدہ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے،اس کو بے اصل سمجھتا اور کہتا ہے کہ احادیث احاد قرآن کو منسوخ نہیں کرسکتیں اور حدیث ابوداؤد کو جس میں سجدہ کی ممانعت ہے اس کو بھی اسی قسم سے سمجھتا ہے،اور سجدہ کی دو قسمیں ٹھہراتا ہے: تحیت اور تعبدی۔ تحیت کو جائز سمجھتا ہے اور تعبدی کو منع کرتا ہے، مولانا اسحاق صاحب کلکتہ مدرسہ عالیہ میں مدرس ہیں جو شروع میں مدرسہ کانپور میں بھی تعلیم دیتے تھے،انہوں نے سجدہ کی ممانعت کے بارے میں کچھ لکھا تھا،ان کو یہ شخص گمراہ اور گمراہ کنندہ کہتا ہے اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۳۷

[2] القرآن الکریم ۳/ ۹۰

دہلوی کے فتوے سے سجدہ کو جائز ثابت کرتا ہے اور درمختار کو بے اصل ثابت کرتا ہے کیونکہ چھٹے طبقہ کی کتاب ہے۔امام فخر الدین رازی کے حوالہ سے اس رسالہ کو لکھا ہے اور کہتا ہے کہ تفسیر کبیر کی پہلی جلد میں ہے سجدہ کرنا اللہ کے سوا دوسرے کو جائز ہے،اب سوال یہ ہے کہ ایسا شخص جو خدا کے سوا دوسرے کو سجدہ کرنا جائز سمجھے تو ایسا شخص کافر ہے یا مسلمان؟

الجواب:

غیر خدا کو سجدہ تحیت کا جائز کرنے والا ہر گز کافر نہیں اور اب جو اہل حدیث کہلاتے ہیں ضرور اسمٰعیلی و گمراہ ہیں اور دیوبندیہ ان سے گمراہ تر صریح مرتدین ہیں، علمائے حرمین شریفین نے ان کی نسبت تصریح فرمائی کہ:

من شك فی کفرہ فقد کفر [1]۔	جس نے اس کے کفر میں شک کیا اس نے کفر کیا۔(ت)

جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر انہیں کافر نہ جانے بلکہ ان کے کفر میں شک ہی کرے وہ بھی کافر ہے۔درباره سجدہ حق و تحقیق یہ ہے کہ غیر خدا کو سجدہ عبادت کفر اور سجدہ تحیت حرام، کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے اور آج کوئی مجتہد نہیں کہ متفق علیہ ارشادات ائمہ کے خلاف دلیل سے مسئلہ نکالنا چاہے افراط و تفریط دونوں مذموم ہیں **واللہ الهادی، واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۰۲: از شہر بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ حشمت علی صاحب ۱۶ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید فرقہ دیوبندیہ کا مرتکب کفر ہونا تسلیم کرتا ہے، لیکن کہتا ہے کہ اپنی زبان سے ان کو کافر نہ کہوں گا، دریافت کرنے پر کہا کہ فی الواقع دیوبندیوں نے کفر بکا ہے، لیکن دیکھا جائے تو خود ہم پر کفر عائد ہوتا ہے کیونکہ کفر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) کفر قولی　　　**(۲)** کفر فعلی

کفر قولی یہ کہ کسی نے ایسی بات کہی جس میں ضروریات دین کا انکار ہو، جیسے دیوبندیوں نے توہین خدا اور رسول (جل وعلا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی کی۔

اور کفر فعلی یہ کہ جو انکار ضروریات دین پر امارت ہو جیسے زنار باندھنا، بت کو سجدہ کرنا وغیرہ، اب دیکھئے اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

[1] حسام الحرمین منحا الوہابیہ مکتبہ نبویہ لاہور ص ۲۱

"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۶۵ "[1]	تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (ت)

قسم کھا کر فرمایا جاتا ہے کہ ہر گز مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اختلافات کو موافق احادیث وآیات نہ طے کریں پھر کوئی رنجش یا کراہت بھی دل میں نہ رہے۔اب بتایئے ہم لوگ اپنے مقدمات کا بجائے آیات واحادیث کے انگریزی قوانین سے طے کراتے ہیں تو ہم تو دیوبندیوں سے بدتر ہیں گویا نص قرآنی ہماری تکفیر فرمارہی ہے جب ہمارا خود یہ حال ہے تو دوسروں کو کیونکر کافر کہیں، ہم تو خود ہی کفر میں مبتلا ہیں انتہی کلامہ،اب استفتاء یہ ہے کہ زید کا کیا حکم ہے؟اور آیہ کریمہ کی صحیح تفسیر کیا ہے؟

الجواب:

جو مدعی حق پر ہیں وہ تحکیم نہیں کرتے بلکہ اپنا حق کہ بے زور حکومت نہیں مل سکتا نکلوانا چاہتے ہیں اور مدعا علیہ کہ حق پر ہے وہ مجبور ہی ہے جو ابدہی نہ کرے تو یک طرفہ ڈگری ہو جائے ان دونوں فریق پر اگر آیہ کریمہ وارد ہو تو ہندوستان ہی نہیں بلکہ تمام دنیا میں آج سے نہیں صدہا سال سے مدعی مدعا علیہ وکیل گواہ سب کافر ہوں کہ عام سلطنتوں نے شرع مطہر سے جدا اپنے بہت سے قانون نکال لئے ہیں اور جو مدعی جھوٹا ہے وہ ناحق دوسروں کا مال مثلاً چھیننا چاہتا ہے جس پر اپنی چرب زبانی یا مقدمہ سازی یا جھوٹے گواہوں کے ذریعہ حکومت سے مدد لیتا ہے یونہی جھوٹا مدعا علیہ مثلاً دوسرے کا دیا ہوا مال دینا نہیں چاہتا اور وہی مدد ان ذرائع کاذبہ سے لیتا ہے یہ باتیں گناہ ہیں مگر گناہ کو کفر کہنا خارجیوں کا مذہب ہے،آیت اس کے بارے میں ہے جو حکم شریعت کو باطل جانے اور غیر شرعی حکم کو حق یا شرعی حکم جب اس کے خلاف ہو تو نہ نفس امارہ کی ناگواری بلکہ واقعی دل سے اس حکم کو برا جانے،یہ لوگ کافر ہیں،یہ نہ فقط مقدمات بلکہ عبادات میں بھی جاری ہے،رمضان خصوصاً گرمیوں کے روزے نماز خصوصاً جاڑوں میں صبح وعشا کی نفس امارہ پر شاق ہوتی ہے اس سے کافر نہیں ہوتا جبکہ دل سے احکام کو حق ونافع جانتا ہے، ہاں اگر دل سے نماز کو بیگار اور روزے کو مفت کا فاقہ جانے تو ضرور کافر ہے اگلی آیہ کریمہ اس معنی کو خوب واضح فرماتی ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۶۵

قال اللہ تعالٰی "وَ لَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ" [1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اگر ہم انہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنے آپ کو قتل کردو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو اسے نہ کرتے مگر ان میں تھوڑے۔(ت)

ظاہر ہے کہ یہ نہ کرنا ان احکام کے نفس پر شاق ہونے ہی کے سبب ہے تو ثابت ہوا کہ حکم کا نفس پر شاق ہونا یہاں تک کہ اس کے سبب بجاآوری حکم سے باز رہنا کفر نہیں معاذ اللہ یہ ٹھہرے گا کہ صحابہ کرام بھی گنتی ہی کے مسلمان تھے کہ فرماتا ہے: "مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ" [2] (اسے نہ کرتے مگر ان میں تھوڑے۔ت) حالانکہ رب عزوجل جا بجا ان کے سچے پکے مومن ہونے کی شہادت دیتا ہے یہاں تک کہ فرماتا ہے:

"وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ﴿۷﴾ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۸﴾" [3]۔	اے محبوب کے صحابیو! اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کردیا اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دی اور کفر وبے حکمی ونافرمانی تمہیں ناگوارا کردی، یہی لوگ راہ پر ہیں اللہ کا فضل اور اس کی نعمت اور اللہ جانتا ہے حکمت والا ہے۔

یہ دل کی محبت ہے کہ مدار ایمان وکمال ایمان ہے اور وہ نفس کی ناگواری جس پر زیادت ثواب کی بناء ہے۔ حدیث میں فرمایا:

افضل العبادات احمزھا [4]۔	سب میں زیادہ ثواب اس عبادت کا ہے جو نفس پر زیادہ شاق ہو۔

بہرحال یہ شخص جو اپنے کفر کا مقر ہے قطعًا کافر ہے، فتاوٰی عالمگیری میں ہے:

مسلم قال انا ملحد یکفر ولو قال ماعلمت انه کفر لایعذر منه [5]۔ واللہ تعالٰی	اگر کسی مسلمان نے کہا میں ملحد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا، اور کہا میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کہنا

[1] القرآن الکریم ۴/ ۶۶

[2] القرآن الکریم ۴/ ۶۶

[3] القرآن الکریم ۴۹/ ۷۔۸

[4] الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ حدیث ۲۰۸ دار الکتاب العلمیہ بیروت ص۶۱، کشف الخفاء للعجلونی ۱/ ۱۷۵

[5] فتاوی ہندیہ باب موجبات الکفر انواع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۹

اعلم۔	اگر کسی مسلمان نے کہا میں ملحد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا، اور کہا میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کہنا کفر تھا اس کا عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۱۰۳: از ڈاکخانہ انگس جوٹ مل گورہٹی ضلع ہگلی اسکول انگس مسئولہ محمد سلیم خاں ماسٹر اسکول ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنے پیر کے لڑکے کو نبی زادہ لکھا کرتا ہے، اس کا اور جو لوگ اسے اچھا سمجھ کر خوش ہوتے ہیں ان کا شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

اگر اس کا مرشد سید ہے بایں معنی اسے نبی زادہ لکھتا ہے تو بجا ہے، اور اگر وہ سید نہیں بلکہ مرشد کو نبی ٹھہرا کر اس کے لڑکے کو نبی زادہ لکھتا ہے تو وہ بھی کافر اور جتنے اس پر خوش ہوتے ہیں وہ بھی، **وھو تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۰۴: از پورولیا ضلع مان بھوم مسئولہ خلیفہ محمد جان ۱۸ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ۱۶ اپریل، ۱۳ اپریل ۱۹۲۱ء میں جن مسلمانوں نے ہڑتال کی ہے اور جلسے میں شریک ہوئے ہیں ان کی بیبیاں حرام ہوئیں یا نہیں؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

جس نے لوگوں کے مجبور کئے سے ہڑتال کی اس پر وہ الزام نہیں اگرچہ بلامجبوری شرعی مجبور بن جانے کا الزام ہو، اور جس نے ایک طوفان بے تمیزی کی موافقت چاہی اس سے زائد کچھ نیت نہ تھی اس پر گناہ ہوا مگر وہ الزام اس پر نہیں اور جس نے کافروں کا سوگ منانے اور حکم مشرک کی تعظیم بجالانے کے لئے ہڑتال کی اس پر تجدید اسلام پھر تجدید نکاح کا حکم ہے،

لان تبجیل الکافر کفر [1]، کمافی الظھیریۃ والاشباہ و الدر وغیرہ من الاسفار الغر، وھو تعالٰی اعلم۔	کیونکہ کافر کی تعظیم کفر ہے، جیسا کہ ظہیریہ، اشباہ، در وغیرہ معروف کتب میں ہے۔ وھو تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۱۰۵: از متوناتھ بھنجن ضلع اعظم گڈھ محلّہ اللہ داد پورہ مسئولہ حکیم صابر حسین صاحب ۷ ارمضان المبارک ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین کہ جو شخص ہنود کے خوش کرنے کے واسطے اپنے مذہب اسلام کی

---

[1] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

پروانہ کرے اور ان کے مذہب کے تائید کرے تو یہ شخص کس چیز کا مرتکب ہوگا؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

جو شخص خوشنودی ہنود کے لئے دین اسلام کی پروانہ کرے اور مذہب ہنود کی تائید کرے اگر یہ بات واقعی یونہی ہے تو اس پر حکم کفر لازم ہونے میں کوئی شبہہ نہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۰۶: از چک ۲۲۴ متصل لائل خانقاہ چشت دربار صابری مسئولہ مولوی نظام الدین صاحب ۷ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے جواب میں کہ ایک نئی مسجد کے محراب کے دائیں طرف کاتب نے لکھا یااللہ اور دوسری طرف یامحمد نقش کردیا تو ایک غیر مقلد نے آکر کہا کہ یہ بت کیوں لکھا ہے اس کو مٹادو، معمار سے وہ مٹوادیا، اس کی اس حرکت سے مسلمان بہت رنجیدہ ہوئے اور پھر حضور کا نام مبارک لکھوادیا، اس پر وہ غیر مقلد کہنے لگا اگر گورو گوبند سنگھ کا نام لکھ دو یا کوئی بت کھڑا کردو تو بہتر ہے، کیا اس شخص نے حضور کی بے ادبی کی ہے یانہ؟ اور اس دریدہ دہنی سے یہ مسلمان رہ سکتا ہے یانہ؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

لاالٰہ الا اللہ لا الٰہ الا اللہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ محمد رسول اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم. الالعنۃ اللہ علی الظّٰلمین الالعنۃ اللہ علی الظّٰلمین الالعنۃ اللہ علی الظّٰلمین۔	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں، حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں، حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالٰی کی طرف سے ان پر صلوٰۃ وسلام، اللہ تعالٰی کی طرف سے ان پر صلوٰۃ وسلام، اللہ تعالٰی کی طرف سے ان پر صلوٰۃ وسلام، سنو ظالموں پر اللہ کی لعنت، سنو ظالموں پر اللہ کی لعنت، سنو ظالموں پر اللہ کی لعنت۔ (ت)

شخص مذکور کافر کافر کافر مرتد مرتد مرتد ہے **من شك فی کفرہ فقد کفر**[1] جو اس کے کافر ہونے میں شک

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب احکام الجزیہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۷۷

کرے خود کافر ہے، مسلمانوں کو اس سے میل جول حرام ہے،اس سے سلام وکلام حرام اس کے پاس بیٹھنا حرا،اسے اپنے پاس بیٹھنے دیان حرام، بیمار پڑے تو اسے پوچھنے جانا حرام، مر جائے تو اسے مسلمانوں کی طرح غسل وکفن دینا حرام،اس کے جنازہ پر نماز حرام،اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا حرام،اس کی قبر پر جانا حرام۔

قال الله تعالٰی "وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۶۸﴾ "[1]،وقال تعالٰی "وَ لَا تَرۡکَنُوۡۤا اِلَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ ۙ "[2]، وقال تعالٰی "وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمۡ عَلٰی قَبۡرِہٖ ؕ "[3]۔	الله تعالٰی نے فرمایا:اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔اور الله تعالٰی نے فرمایا: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔اور الله تعالٰی نے فرمایا:اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنااور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔(ت)

مسلمان دیکھیں وہابیہ کو یہ دشمنی ہے محمد رسول الله صلی الله تعالٰی علیہ وسلم سے،اور پھر سادہ لوح ان کو مسلمانوں کاایک فرقہ سمجھتے ہیں **لاحول ولاقوۃ الا بالله العلی العظیم**،ایک یہ بات یاد رہے کہ حضور اقدس صلی الله تعالٰی علیہ وسلم کا نام پاک لے کرندانہ چاہئے بلکہ اس کی جگہ یارسول الله ہو اور دیوار پر کندہ کرنے سے بہتر یہ ہے کہ آئینہ مں لکھ کر نصب کریں۔**والله تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۰۷: ازدیوگڈھ میواڑہ مرسلہ قاضی عبدالعزیز صاحب ۱۹ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک گروہ نہ ہندو نہ مسلم دائم شارب الخمر،مشرک،سارق علانیہ، ملکوں میں سیاحی کرکے نہ معلوم کس طرح سے فریب کرکے یا سرقہ کرکے ہزاروں روپوں کا سونا چاندی وزیورات وغیرہ لے آتے ہیں اور گیتاوبھاگوت پر عمل کرنے والے اور ہولی و دیوالی وگنگووغیرہ کی پرستش کرنے والے،جب نام لینا رام چندر بھگوت ہی کو پکارنا اور قسم بھی ان کی کھانا اسماء ولباس بھی اہل ہنود کا سا کلمہ جن کو یاد نہیں اسلام سے بالکل ناآشنا محض نکاح ونماز جنازہ کے پابند ہیں بعض اوقات سیاحی میں مردوں کو بھی آگ میں جلاتے ہیں اگران سے

[1] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[2] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

[3] القرآن الکریم ۹/ ۸۴

کہا جاتا ہے کہ طریقہ اسلام پر ہو جاؤاور شرک وشراب سے اجتناب کرو، تو کہتے ہیں کہ یہ ہم سے چھوٹ نہیں سکتے ہیں، ہمارے آباء واجداد سے یہ طریقہ جاری ہے اور کلمہ پڑھنے سے پورا نکار ہے نہ کما حقہ اقرار برسوں سے ان کی راہ ہدایت کی کوشش کی جارہی ہے لیکن یہ قوم اپنی حرکاتِ ناشائستہ سے باز نہیں آتی، ایسی حالت میں ان مشرکوں، شراب خوروں، وزدوں کی نماز جنازہ ونکاح وغیرہ جائز ہے یا کیونکر؟ اسی طرح جو تھوڑے عرصہ میں کہیں سے سونا لے آتے ہیں اس کے روپے کو مسجد کی تعمیر ومیلاد ومصرف کار خیر میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اور مسلمانوں کو یہ مال کیسا ہے؟ تو نکاح پڑھانے والا اور اس مال کا لینے والا گنہگار ہوگا یا نہیں؟ بالتفصیل ارقام فرمائیں، رب العزت آقائے نامدار کو فی الدارین جزائے خیر عطافرمائے۔

الجواب:

یہ لوگ اگر باوصف ان حرکات کے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں تو مرتد ہیں ورنہ کافر مشرک، بہر حال سے شادی بیاہ حرام وزنا اور ان کے جنازہ کی نماز حرام قطعی، اور ان سے کوئی برتاؤ مسلمانوں کا سار کھنا حرام، رہا نکاح پڑھانا اگر پہلی صورت کے ہیں جب تو ان کا نکاح کسی سے ممکن ہی نہیں، نہ مسلمان سے نہ کافر سے، نہ اس کے ہم مذہب مرتد سے، نہ اس کے مرد کا نہ عورت کا۔ اور اگر دوسری صورت کے ہیں تو مسلمان عورت کا ان سے یا مسلمان مرد کا ایسی عورت سے نکاح باطل وحرام ہے ان صورتوں میں نکاح پڑھانے والا زنا کا دلال ہے اور اگر وہ مرتد نہیں اصلی کافر ہیں تو ان کے عورت ومرد کا نکاح اگرچہ کسی کافر یا کافرہ سے ہوسکے مگر مسلمان کو اس کا پڑھانا نہ چاہئے وہ سونا کو جلد لے آتے ہیں اگر معلوم یا گمان غالب ہو کہ چرا کر یا ٹھگ کرلاتے ہیں تو اس کا لینا بھی حرام اور اسے مسجد یا میلاد مبارک یا کسی کار خیر میں صرف کرنا بھی حرام، اگر اس کا گمان غالب نہیں شک ہے تو بچنا بہتر اور لیں اور لگائیں تو گناہ نہیں،

قال محمد به ناخذ مالم نعرف شیئا حراما لعینه[1]، ذخیرہ، ہندیۃ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	امام محمد فرماتے ہیں ہم اس پر عمل پیرا ہیں، جب تک کسی شیئ کو ہم حرام لعینہ نہ جان لیں، ذخیرہ، ہندیہ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی فی الھدایا والضیافات نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۲

مسئلہ ۱۰۸: از میرٹھ دفتر رسالہ خیال بازار بزازہ مرسلہ حافظ سید ناظر حسین چشتی صابری عابدی وسید عزیز احمد چشتی صابری عابدی وشرف الدین احمد صوفی وارثی قادری رزاقی ۴ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اشرف علی صاحب تھانوی کے ایک معتقد نے اپنے خواب و بیداری کاحال جو ذیل میں درج ہے لکھ کر تھانوی کے پاس بھیجا جس کا جواب انہوں نے رسالہ **الامداد** ماہ صفر ۱۳۳۶ھ میں حسب ذیل الفاظ میں دیا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ جواب ان کا بموجب شرع شریف کہاں تک درست اور صحیح ہے؟ نیز حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مسلک کے مطابق تھانوی صاحب کی نسبت حکم شرع شریف کا کیا صادر ہوا ہے؟

خلاصہ خواب: بجائے کلمہ طیبہ کے دوسرے جزکے یوں پڑھتا ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام نامی کی جگہ تھانوی کا نام لیتا ہوں ہر چند قصد کرتا ہوں لیکن یہی زبان سے نکلتا ہے بعد بیداری اس غلطی کی تلافی میں درود شریف پڑھنا چاہا تو اس میں بھی بے اختیار تھانوی کا نام زبان پر آجاتا ہے۔[1]

جوابِ خواب: اس واقعہ میں تسلی ہے کہ جس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ **متبع سنت** ہے[2]۔

الجواب:

سیدی امام بوصیری قدس سرہ صاحب بردہ شریف امام القری میں فرماتے ہیں: **ما علیّ مثلہ بعد الخطاء**[3] (خطا کے بعد اس کی مثل مجھ پر نہیں۔ت) دیوبندیوں کے کفر کا پانی ان کے سر سے گزر گیا ہے جس کا حال کتاب مستطاب "حسام الحرمین شریف" سے ظاہر ہے یہ لوگ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو شدید گالیاں دے چکے اور ان پر اب تک قائم ہیں، ان علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق نام بنام ان سب کی تکفیر کی اور صاف فرمایا:

من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[4]۔	جس نے ان کے کفر وعذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہے (ت)

جوان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کافر ہونے میں شک بھی کرے وہ خود کافر، پھر ایسوں کی کسی بات کی شکایت کیا، ان کے بڑے قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں صاف لکھ دیا کہ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"[5]۔

---

[1] رسالہ الامداد مطبوعہ تھانہ بھون ص ۳۵

[2] رسالہ الامداد مطبوعہ تھانہ بھون ص ۳۵

[3] القصیدۃ الھمزیۃ فی المدح النبویۃ مع حاشیۃ الفتوحات الاحمدیۃ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ص ۳۹

[4] مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر باب احکام الجزیۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۷۷، حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۳۱

[5] تحذیر الناس کتب خانہ امدادیہ دیوبند ص ۲۴

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خاتمیت سے صاف انکار ہے اور آیہ کریمہ "وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ"[1] (اور لیکن آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ت) کی صریح تکذیب ہے پھر یہ لوگ اگر صاف صاف ادعائے نبوت ورسالت کریں تو ان سے کیا بعید ہے، مسلمان ہوتا تو ایسی بات سن کر لرز جاتا اور اس کفر بکنے والے سے کہتا کہ خبیث منہ بند کر کفر نہ بک، نہ کہ اسے اور تسلی دی اور اس کی رجسٹری کردی،

"وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾"[2]۔واللہ تعالٰی اعلم۔	اب جانا چاہتے ہیں کہ ظالم کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

مسئلہ ۱۰۹تا۱۲۰: مسئولہ محمد خلیل الدین صاحب صدیقی بریلوی از کان پور امین گنج نمبر ۴۸

کیافرماتے ہیں علمائے دین متین ومفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ ایک مقلد شخص ایک آزاد شخص کی کہ جس کی تعریفات ذیل میں لکھی جاتی ہیں نماز میں اقتدا نہیں کرتا کیابوجہ ترک اقتدا ایسے آزاد شخص کی یہ شخص مقلد قابل ملامت ہے۔

(۱) شخص آزاد اپنے آپ کو صدر العلماء اور شیخ الشیوخ مشہور کرتا ہے، فلسفہ قدیم وجدید سائنس وکمسٹری، سنسکرت وانگریزی کا ماہر واستاذ وپیر روشن ضمیر اور مناظر وداعی اسلام ہونے کا دعوی کرتا ہے اور شیخ الاسلام ہند ہونے کا متمنی وامیدوار ہے، لیکن فقہ حنفیّہ کی تحقیر عملاً کرتا ہے، اور آیاتِ قرآنی واحادیث نبوی کے معانی وتفسیر اپنی رائے سے بیان کرتا ہے، امام غزالی اور امام رازی کو اپنے مقابلہ میں احمق وسفیہ کہتا ہے اور شبلی نیچری کی طرح صحابہ ومحدثین ومفسرین رضی اللہ تعالٰی عنہم کو جھوٹا سمجھتا ہے۔

(۲) اپنے لب بالا کے بال سکھوں کی طرح بڑھائے رکھتا ہے۔

(۳) موسم سرما میں بعد جماع کے غسل جنابت اور وضو کے بجائے تیمّم کرکے بارہا امامت کی۔

(۴) مسجد میں بیٹھ کر مسجد کے ظروف گلی میں اسپرٹ آمیز دواپی، اسپرٹ کو حرام وناپاک نہیں سمجھتا ہے۔

(۵) سود پر روپیہ دیتا ہے اور سود لینا جائز سمجھتا ہے۔

(۶) رمضان میں بلاعذر علالت ومسافرت روزوں کے بجائے فدیہ دے دینا کافی سمجھتا ہے، **یطیقونہ**

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

[2] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

میں سلب ماخذ یا حذفِ لا کو نہیں مانتا۔

(۷) ایک محصنہ عورت سے ربط وضبط پیدا کرکے اس کے شوہر کو دھوکا دے کر طلاق دلوا کر اپنے تصرف میں لایا۔

(۸) اس کے دور کے رشتہ دار اس کی جوروؤں کے ساتھ اس کے پیچھے اور اس کے سامنے بے تکلف مخالطت رکھتے ہیں اور وہ منع نہیں کرتا، اس کی جورو اس کے ماں باپ کو مغلظات فحش گالیاں دیتی ہے اور وہ خاموش سنتا رہتا ہے۔

(۹) ایک مرتبہ نماز مغرب میں دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا، آگاہ کرنے پر کہا کہ بحالتِ مسافرت قصداً قصر کیا تھا۔

(۱۰) ایک مرتبہ نماز عشاء میں ایک رکعت میں آیۃ الکرسی پڑھی لیکن چند الفاظ چھوڑ گیا متنبہ کرنے پر کہا تین آیت کی مقدار پڑھنے کے بعد غلطی ہوجانے سے نماز کا اعادہ ضروری نہیں۔

(۱۱) ہزارہا مسلمانوں کے ایک جلسہ میں ایک آیت کی تفسیر میں رجال کے معنی میں عورتوں کو بھی شامل کرکے بیان کیا کہ حضرت نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نہ کسی مرد کے باپ تھے اور نہ کسی عورت کے باپ تھے۔

(۱۲) اپنے پیر کو کہتا ہے کہ وہ بمنزلہ حضرت یحیٰی علیہ السلام کے ہے اور اپنے آپ کو بمنزلہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا پیر جب کسی کو مرید کرتا ہے، اس سے مراد ہے کہ میری بیعت لیتا ہے اور جو دوسرے مشائخ مرید کرتے ہیں وہ بھی میری بیعت میں داخل ہوتے ہیں اس طرح کنایۃً دعوی نبوت ورسالت بھی کرتا ہے۔

الجواب

(۱) فقہ حنفی کی تحقیر ضلالت ہے۔ تفسیر بالرائے حرام امام غزالی اور امام رازی کو اپنے مقابلہ میں ایسے الفاظ سخیفہ سے یاد کرنا سخت تکبر ہے اور متکبروں کا ٹھکانا جہنم ہے،

"اَلَیۡسَ فِیۡ جَہَنَّمَ مَثۡوًی لِّلۡمُتَکَبِّرِیۡنَ ﴿۶۰﴾ "[1]۔	کیا مغرور کا ٹھکانا جہنم میں نہیں (ت)

صحابہ کرام کو جھوٹا سمجھنے والا گمراہ بددین ہے۔ اور اگر سب صحابہ کو عموماً ایسا سمجھے تو کافر بالیقین ہے۔

(۲) لب بالا کے بال حد سے متجاوز رکھنا سنت کی مخالفت اور کافروں سے تشبّہ ہے۔

[1] القرآن الکریم ۳۹/ ۶۰

(۳) پانی اگر ضرر نہ کرتا ہو تو صرف خوف سردی سے تیمّم کرنا حرام ہے اور نماز باطل اور اس کے پیچھے سب کی نماز باطل ایسا کرنے والا اشد فاسق۔

(۴) اسپرٹ حرام ہی نہیں بلکہ نجس بھی ہے، اپنے ہی منہ میں پینا، توحرام و نجس چیز کھانے پینے کا آج کل ہر شخص کو اختیار ہے، مگر مسجد کے برتن نجس کئے کہ مسلمانوں کے جامہ وبدن ناپاک اور وضوو نماز باطل ہوں، یہ صاف دلیل ہے کہ یہ شخص شریعت پر سخت جری وبیباک ہے۔

(۵) سود لینے کو حلال جاننا کفر صریح ہے اور حرام جان کر ایک درم سود کھانا اپنی ماں سے ۳۶ بار زنا کے برابر ہے،

من اکل درھم ربًا وھو یعلم فکانما زنی بامه ستا و ثلثین مرة[1]۔	جس نے عمدًا ایک درہم سود کھایا اس نے اپنی ماں سے چھتیس ۳۶ دفعہ زنا کیا۔(ت)

(۶) بے عذر مرض و سفر روزے رمضان کے نہ رکھنا اور فدیہ کافی جاننا قرآن عظیم کی تحریف اور نئی شریعت کا ایجاد اور جہنم کبرٰی کا استحقاق ہے۔

" نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ "[2]۔	ہم اسے اس کے حال پر چھوڑدیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔(ت)

(۷) سائل نے تصرف میں لانا مطلق لکھا اگر بلا نکاح یا عدت کے اندر نکاح کے ساتھ ہے تو زنا ہے، ورنہ دھوکا دینے پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

من غشنا فلیس منا[3]۔	جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔(ت)

(۸) اپنی منکوحہ پر غیرت نہ کرنے والا دیوث ہے اور ماں باپ کو فحش گالیاں جورو سے سن کر خاموش رہنے والا عاق ہے اور دیوث وعاق دونوں کو فرمایا کہ وہ جنت میں نہ جائیں گے۔

(۹) مغرب میں قصر کرنا نئی شریعت کا نکالنا اور اللہ تعالٰی پر افتراء ہے،

" اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ	بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں انکا بھلا

[1] مسند امام احمد بن حنبل حدیث حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالٰی عنہ دار الفکر بیروت ۵/ ۲۲۵

[2] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۵

[3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من غشنا فلیس منا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۷۰

"لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾"[1]	نہ ہوگا۔(ت)

(۱۰) آیۃ الکرسی میں چند الفاظ کا بیچ میں سے چھوڑ جانا اگرچہ ایک مذہب پر مطلقاً مفسد نماز ہے جبکہ صرف آیۃ الکرسی ہی پڑھی ہو اور جب کوئی لفظ چھوٹ گیا آیت پوری نہ ہوئی، مذہب راجح میں بے فساد معنی فسادِ نماز نہیں، اور واجب بھی ادا ہوجائے گا جبکہ باقی تین آیت کی قدر ہو، مگر یہ مسئلہ کہ تین آیت کی قدر پڑھنے کے بعد کوئی غلطی مفسدِ نماز نہیں ہوتی محض باطل۔

(۱۱) یہ صراحۃً آیہ کریمہ "یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ"[2] (اے نبی! اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں سے فرمادو۔ت) کی تکذیب ہے اور آیت کی تکذیب کفر۔

(۱۲) اس قول میں کمال تکبر ہے اور وہ آیہ کریمہ "لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ وَ عَتَوْ عُتُوًّا كَبِیْرًا ﴿۲۱﴾"[3] (بیشک اپنے جی میں بہت ہی اونچی کھینچی اور بڑی سرکشی پر آئے۔ت) میں داخل ہوتا ہے اور یہ کہ جو بیعت لیتا ہے میری ہی لئے لیتا ہے در پردہ رسالت و نبوت یا کم از کم غوثیت عظمٰی کا ادعا ہے، بالجملہ افعال واقوال مذکورہ فسق وضلال وکفر میں دائر ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز باطل محض ہے، جو مسلمان اس کی اقتداء سے بچتا ہے وہ بہت اچھا کرتا ہے اس پر ملامت حق پر ملامت ہے، جو اس کے پیچھے نماز پڑھے وہی مستحق ملامت، بلکہ سزاوار عذاب شدید ہے، **والعیاذ باللہ، واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۲۱: از شہر پونہ گھوڑ پوڑی بازار متصل مسجد مکان نمبر ۷ ۲ بھولی بخش بالور

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت ہے، وہ پیشتر قوم چمار تھی، بعد میں مسلمان ہو کر ایک مرد مسلمان سے اس نے نکاح کرلیا، اس سے پہلے اسی قوم میں شادی ہوچکی تھی، کیونکہ اس کے ایک لڑکا ہے، اب وہ عورت اپنی قوم میں جانا چاہتی ہے اور اس کے خاندان کے لوگ اور اس کا بیٹا اس کو ورغلا رہے ہیں کہ تو اپنی قوم میں آجا تجھ کو اچھی طرح رکھیں گے، اور وہ عورت میرے یہاں کھانا پکانے پر ملازم ہے اور وہ عورت بھی جانا چاہتی ہے، تو اب ہم کو شرع شریف کیا حکم دیتی ہے کہ ہم کس طریقہ سے اس کو رکھیں اور اس کے اسلام میں تو کوئی ضعف نہیں ہے اور ہم کو اسے

[1] القرآن الکریم ۱۰/ ۶۹

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۹

[3] القرآن الکریم ۲۵/ ۲۱

کیسی امداد دینی چاہئے اور وہ میرے قبضہ میں بھی ہے اور اس کو ہم نے سمجھا سمجھا کر رکھا ہے ورنہ وہ اب تک اپنی قوم میں شریک ہو جاتی، فقط۔

الجواب:

جب وہ کافروں میں جاملنا اور کافر ہونا چاہتی ہے تو وہ کافر ہو گئی جبراً روک رکھنے سے مسلمان نہیں ہو سکتی، ہاں اگر یہ سمجھا جائے کہ اس روکنے سے وہ خواہش کفر اس کے دل سے نکل جائے گی اور پھر صدق دل سے مسلمان ہو جائے گی تو روکا جائے ورنہ دور کیا جائے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۲۲: از درؤڈاک خانہ خاص ضلع نینی تال مرسلہ عبداللہ ۶ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کچھ آدمی حضور کے عقائد کو بہت اچھا اور بہتر جانتے ہیں اور دیوبندی مولویوں کے عقاید کو بہت برا جانتے ہیں اور بڑے پکے سنت جماعت ہیں لیکن بہ سبب بے علمی اور نادانی کے ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں، حضور کی تحریروں سے اتنا شوق نہیں جو حق اور ناحق معلوم کریں، آیا ان کے پیچھے بھی نماز پڑھی جائے یا نہیں؟ اور اس مرض میں بہت مخلوق مبتلا ہے۔

الجواب:

جسے یہ معلوم ہو کہ دیوبندیوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین کی ہے پھر ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اسے مسلمان نہ کہا جائے گا کہ پیچھے نماز پڑھنا اس کی ظاہر دلیل ہے کہ ان کو مسلمان سمجھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو مسلمان سمجھنا کفر ہے اسی لئے علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق دیوبندیوں کو کافر مرتد لکھا اور صاف فرمایا کہ:

من شك فی كفره وعذابه فقد كفر [1]۔	جس نے ان کے کفر وعذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہے (ت)

جو ان کے عقائد پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جاننا درکنار ان کے کفر میں شک ہی کرے وہ بھی کافر اور جن کو اس کی خبر نہیں اجمالاً اتنا معلوم ہے کہ یہ برے لوگ بدعقیدہ بدمذہب ہیں وہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے سخت اشد گنہگار ہوتے ہیں اور ان کی وہ نمازیں سب باطل وبیکار، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۲۳: از بخشی بازار کٹک مرسلہ محمد عبدالرزاق ۱۲ رمضان ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا عقیدہ ہے اللہ ورسول اللہ صلی اللہ تعالٰی

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب احکام الجزیہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۷۷، حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۳۱

علیہ وسلم کا علم برابر ہے اور دوسرا شخص یہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مغیبات عطیہ تھے، خدا کے علم کے مقابلے میں حضرت کا علم کروڑہا سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ سے بھی کم ہے، اور شخص اول شخص دوم کو کافر ومشرک ووہابی جانتا ہے، خواہ عالم ہو یا جاہل ہم لوگوں نے یہ سنا ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے برابر کوئی عالم نہیں ہے، اور مجدد مائۃ حاضرہ آپ ہی ہیں، اور شخص اول ایصال ثواب کو جو عوام الناس دن مقرر کرتے ہیں واجبات میں سے جانتا ہے، اور جو ایصال ثواب کو بلاتعین کرتا ہے اس کو خاطی کہتا ہے اور اہلسنت سے خارج، اور ایصال ثواب کے واسطے دن مقرر کرنے کو سنت سمجھتا ہے اور کہتا ہے مجدد مائۃ حاضرہ کا بھی یہی عقیدہ ہے، اس میں حق کیا ہے؟ اور ان دونوں میں کون کافر ہے کون مسلمان؟

الجواب:

علم الٰہی سے مساوات کا دعوی بیشک باطل ومردود ہے مگر تکفیر اس پر بھی نہیں ہوسکتی جب کہ بعطائے الٰہی مانے، اور بلاشبہہ حق یہی ہے کہ تمام انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین واولین آخرین کے مجموعہ علوم مل کر علم باری سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو ایک بوند کے کروڑویں حصہ کو کروڑوں سمندروں سے ہے، اور ایصال ثواب کے لئے تعین تاریخ بلاشبہہ جائز ہے اور سنت مسلمین، یعنی ان کا طریقہ مسلوکہ ہے مگر اسے واجب جاننا باطل محض ہے یونہی سرکار رسالت کی سنت سمجھنا، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۲۴: از گڑھنگ لج ڈاکخانہ ضلع کولھاپور جامع مسجد مرسلہ آدم شاہ پیش امام ۴ رمضان ۱۳۳۸ھ

ایک خاندانی شخص آئین دین وقوانین شریعت کو قصداً وعمداً نہیں مانتا اور اپنے ہی قول وفعل پر ہٹ دھرمی کرتا ہو یعنی قطعی جان بوجھ کر اپنی لڑکی کے حرام کی کمائی کھاتا ہو اور وضع حمل حرام ہونے تک اپنے گھر میں رکھ کر ہر قسم کا برتاؤ کرتا اور کسی کی نصیحت بھی نہ مانتا ہو ایسے موذی شخص کے بارے میں علمائے دین کس قسم کے برتاؤ کا حکم دیتے ہیں؟

الجواب:

ایسا شخص خبیث ومردود دیوث ہے بحکم حدیث اس پر جنت حرام ہے اور بحکم قرآن عظیم اس کے پاس بیٹھنا جائز نہیں،

قال اللہ تعالٰی "وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾"[1] ۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت)

[1] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

مسلمان اسے یک لخت چھوڑ دیں اور اس سے سلام کلام، میل جول، سب ترک کر دیں جب تک صدق دل سے توبہ نہ کرلے، اس سے زیادہ یہاں کیا سزا ہو سکتی ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۱۲۵: از سرائے چھبیلہ ضلع بلند شہر مرسلہ راحت اللہ صاحب امام مسجد جامع ۱۹رمضان ۱۳۳۸ھ

زید کہتا ہے کہ سود کے معنی اور ہیں اور بیاج کے معنی اور ہم بہت نہیں لیتے ہیں اور کھلم کھلا سود کھاتا ہے اور اوروں کو کہتا ہے کہ تم سود کے معنے نہیں جانتے، اور جائز کہتا ہے، اس کے اصرار پر شرع کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

سود مطلقاً حرام ہے بہت ہو یا تھوڑا، **قال اللہ تعالٰی "وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا"** [1] (اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور حرام کیا سود۔ت) زید کا اسے حلال کہنا اس کی حلت پر اصرار کرنا موجب کفر ہے، اس پر توبہ فرض ہے، از سر نو مسلمان ہو پھر اگر عورت راضی ہو تو اس سے نکاح جدید کرے، اور اگر نہ مانے تو مسلمان اسے قطعاً چھوڑ دیں اس کے پاس بیٹھنا اٹھنا حرام ہے،

قال تعالٰی "وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۝۶۸" [2] **۔واللہ تعالٰی اعلم۔**	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۲۶: از موضع پرتاب پور پرگنہ و ضلع بریلی مرسلہ محبوب عالم صاحب ۱۸ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مرید خاندان عالیہ مداریہ میں ہے اور نماز و روزہ کا پابند ہے اور بصدق دل کلمہ **لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھتا ہے، خدا کو حق اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو برحق اور عقیدہ اہل سنت وجماعت کا پابند ہے لہذا خدمت بابرکت میں مستدعی ہے کہ **عند الشرع** ایسا شخص مسلمان اور صاحب ایمان ہے یا نہیں؟

الجواب:

جب وہ اللہ و رسول کو برحق جانتا ہے اور تمام عقائد ایمانیہ کا سچے دل سے معتقد ہے اور کوئی قول یا فعل تکذیب یا توہین کا اس سے صادر نہیں ہوتا، جاہل مداریوں وغیرہم کی طرح شریعت کو لغو نہیں سمجھتا تو بیشک وہ مسلمان ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۵

[2] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

مسئلہ ۱۲۷تا۱۲۹: مسئولہ آدم ابراہیم صاحب از کچھ انجار ضلع کچھ بھوج بھوم پیر

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ لاالٰہ الااللہ فرض ہے **محمد** رسول اللہ واجب ہے کیونکہ قرآنی آیت سے تو پورا کلمہ ایک جگہ ثابت نہیں، ہاں احادیث سے ضرور ثابت ہے، غلط ہے یا صحیح؟

(۲) ایک شخص کہتا ہے کہ ہم کو قرآن وحدیث سے ضرور نہیں، تم آپ ہی اس کے ورق لوٹا کرو، نماز تم ہی پڑھو، سر بیٹھے اور چوتڑ اوپر کون کرے، ایسے لوگوں کا کیا کہنا چاہئے اور بیعت ان سے کرنا کس طرح ہے؟ زعم یہ ہے کہ قرآن مولویوں نے بنایا ہے مولویوں کے قرآن کو نہ ماننا چاہئے۔

(۳) ایک شخص بروئے حلف یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں وہابی نہیں، اللہ کو ایک جانتا ہوں رسول اللہ کو نبی برحق اور اولیائے عظام کو برابر جانتا ہوں، کرامت کا قائل ہوں، حنفی مذہب کا پابند ہوں، جو لوگ پھر بھی اعتبار نہ کریں تو کیا کیا جائے، قرآن اور اللہ پر یقین نہ کرنے والوں کو کیا کہا جائے؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

(۱) وہ شخص جھوٹ کہتا ہے، شریعت مطہرہ پر افترا کرتا ہے لاالٰہ الا اللہ، **محمد** رسول اللہ دونوں کا ماننا فرض سے اعظم فرض اور یکساں فرض ہے، دونوں قرآن مجید میں ہیں، یکجا نہ ہونے سے ایک کی فرضیت کیوں جاتی رہی، بلکہ ان کی فرضیت تو قرآن مجید ماننے سے بھی مقدم ہے، قرآن مجید کا ماننا ان کے ماننے پر موقوف ہے بلکہ ان میں بھی پہلا جملہ بغیر دوسرے جملہ کے بیکار ہے اور دوسرے جملہ کے ماننے میں پہلے کا ماننا خود آگیا صرف لاالٰہ الااللہ سے مسلمان نہیں ہوسکتا اور صرف محمد رسول اللہ سچے دل سے ماننا اسلام کے لئے کافی ہے، جو اسے مانے محال ہے کہ لاالٰہ الااللہ نہ مانے۔ درمختار میں ہے:

یلقن بذکر الشھادتین لان الاول لاتقبل بدون الثانیۃ[1]۔	(میت کو) دونوں شہادتوں کی تلقین کی جائے کیونکہ پہلی شہادت (توحید) دوسری شہادت (رسالت) کے بغیر مقبول ہی نہیں۔ (ت)

یہ کہنے والا اگر فرق فرض وواجب سے غافل ہے یونہی سنی سنائی اتنا جانتا ہے کہ فرض کا مرتبہ زیادہ ہے جب تو اسی قدر حکم ہے کہ کذاب ہے بیباک ہے شریعت پر مفتری ہے، مستحق عذاب نار ہے اس پر توبہ فرض ہے، اور اگر فرق جان کر کہتا ہے کہ **محمد** رسول اللہ (حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

[1] درمختار باب صلٰوۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۱۹

اللہ کے رسول ہیں۔ت) کا ماننا یقینی لازم نہیں صرف ظنی ہے، تو قطعًا کافر مرتد ہے۔

(۲) اس میں تین الفاظ ملعونہ اور تینوں کفر خالص ہے کافر مرتد کے ہاتھ پر بیعت کیا معنی! جو ان اقوال پر مطلع ہو کر اسے مسلمان جانے یا اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔بزازیہ و مجمع الانہر و در مختار وغیرہا میں ہے:

من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[1]۔	جس نے ان کے کفر و عذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہے (ت)

(۳) اگر اس میں کوئی بات وہابیت کی نہ دیکھی، نہ کوئی قوی وجہ شبہہ کی ہے تو بلاشبہہ شبہہ نہ کیا جائے بدگمانی حرام ہے، اور اگر اس میں وہابیت پائی تو ثابت شدہ بات اس کی قسموں سے دفع نہ ہوجائے گی، وہابی اکثر ایسی قسمیں کھایا کرتے ہیں،

قال اللہ تعالٰی "یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَ لَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ"[2]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا۔اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر بعد میں کافر ہوگئے۔(ت)

نہ ان کی قسموں کا اعتبار۔

قال اللہ تعالٰی تعالٰی "اِنَّهُمْ لَاۤ اَیْمَانَ"[3]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں۔

اور اگر کسی وجہ سے شبہہ ہے تو صرف ان قسموں پر قناعت نہ کریں بلکہ اس سے دریافت کریں کہ تو اسمٰعیل دہلوی و نذیر حسین دہلوی و رشید احمد گنگوہی و قاسم نانوتوی و اشرف علی تھانوی اور ان کی کتابوں تقویۃ الایمان و معیار الحق و براہین قاطعہ و تحذیر الناس و حفظ الایمان و بہشتی زیور وغیرہا کو کیسا جانتا ہے، اگر صاف کہے کہ یہ لوگ بے دین گمراہ ہیں اور یہ کتابیں کفر و ضلالت سے بھری ہوئی ہیں، تو ظاہر یہ ہے کہ وہابی نہیں ورنہ ضرور وہابی ہے، جھوٹوں کی قسم پر اعتبار نہ کرنا قرآن اور اللہ پر اعتبار نہ کرنا نہیں،

"اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ"	جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقینا اللہ کے

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

[2] القرآن الکریم ۹/ ۷۴

[3] القرآن الکریم ۹/ ۱۲

اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾ "[1]	رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں، اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال ٹھہرالیا تو اللہ کی راہ سے روکا، بیشک وہ ہی برے کام کرتے ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۱۳۰: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین ان لوگوں کے بارے میں جو نہ تو علمائے کرام کے فتاوٰی پر عمل کریں اور نہ مانیں بلکہ علمائے کرام ورثۃ الانبیاء کو محض اس بغض پر کہ ان کے کاموں کو کیوں ناجائز بتلاتے ہیں، برا کہیں۔

الجواب:

یہ جو طلب کیا جاتا ہے وہ بھی تو فتوٰی ہی ہوگا جو فتوٰی نہیں مانتے ان پر اس کا کیااثر ہوگا، عالم دین سے بلاوجہ ظاہر بغض رکھنے پر خوف کفر ہے نہ کہ جب کہ وہ بغض ان کا فتوٰی شرعی ہو۔ منح الروض وغیرہ میں ہے:

من ابغض عالما بغیر سبب ظاہر خیف علیہ الکفر[2]۔	جس نے سبب ظاہری کے بغیر کسی عالم سے بغض رکھا اس پر کفر کا خوف ہے (ت)

عالم دین کی توہین کھلے منافق کا کام ہے اور فقہ میں ان پر حکم کفر۔ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثۃ لایستخف بحقھم الامنافق بین النفاق ذو العلم وذوالشیبۃ فی الاسلام وامام مقسط[3]۔	تین آدمیوں کی بے ادبی وتوہین کرنے والا اعلانیہ منافق ہے: صاحب علم، مسلمان بوڑھا اور عادل حاکم۔ (ت)

مجمع الانہر میں ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۶۳/ ۱-۲

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی العلم والعلماء مصطفی البابی مصر ص ۱۷۳

[3] المعجم الکبیر حدیث ۷۸۱۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۸/ ۲۳۸، کنز العمال حدیث ۴۳۸۱۱ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/ ۳۲

الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر ومن قال للعالم عویلم اولعلوی علیوی قاصدا بہ الاستخفاف کفر[1]۔	سادات اور علمائے کی توہین کفر ہے، جس نے بے ادبی وگستاخی کی نیت سے کسی عالم کو عویلم (ادنی عالم) یا کسی علوی کو علیوی کہا اس نے کفر کیا (ت)

مگر وہاں کیا جائے شکایت جہاں قرآن وحدیث کی عمربت پرستی پر نثار کی جاتی ہو۔

سبحٰن مقلب القلوب والابصار، "رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۝۸"[2]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	پاک ہے وہ ذات جو دل ونگاہ کو بدل دیتی ہے اے ہمارے پرودگار! ہمیں اپنی ہدایت عطا کرنے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ فرما اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما، بلا شبہہ تو ہی عطا کرنے والا ہے۔واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۱۳۱تا۱۳۳: مسئولہ میر فدا علی صاحب از شہر کہنہ انسپکٹر چونگی ۲۷ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) زید عالم فرقہ وہابیہ کے شاگرد کے پیچھے روزانہ نماز پڑھتا ہے اور عالم مذکور کے کہنے کو مانتا ہے خواہ وہ کہنا اس کا کسی طور پر بظاہر نیک کام کے واسطے ہو اور خود بھی مشورہ کے لئے اس کے پاس جاتا ہے نیز عالم اہل سنت کی خدمت حاضر ہوتا ہے خواہ یہ حاضری کسی نیک کام کے لئے ہو اور اپنے آپ کو سنی بھی کہتا ہے، ایسی حالت میں بموجب شریعت اسے اہل سنت وجماعت کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) عمرو عالم فرقہ وہابیہ کے شاگرد کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اور اپنے آپ کو سنی کہتا ہے اور اعتراض ہونے پر یہ جواب دیتا ہے کہ یہ علماء کے جھگڑے ہیں یہ ان کو برا کہیں وہ ان کو برا کہیں ہماری نماز سب کے پیچھے ہو جائے گی، علماء کی باتیں علماء جانیں، ایسی صورت میں عمرو سنی کہا جاسکتا ہے۔

(۳) یا نہیں، اور ایسا جواب دینا اس کا ٹھیک ہے یا نہیں؟

بکر اپنے آپ کو سنی کہتا ہے اور فرقہ وہابیہ اور غیر مقلدوں کے معاملہ میں کہتا ہے کہ یہ سب قرآن وحدیث کے ماننے والے ہیں، جھگڑے کی باتیں نہیں نکالنا چاہئے، سب حق پر ہیں، ایسی

---

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب الفاظ الکفر انواع دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۵

[2] القرآن الکریم ۳/ ۸

کیفیت میں بکر کو سنی کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

(۱) اگر وہابی کا شاگرد وہابی ہے اور یہ اسے وہابی جانتا ہے پھر اسے قابل امامت مانتا ہے خلاصہ یہ کہ کسی وہابی کو وہابی جان کر کافر نہیں جانتا وہ سنی کیا مسلمان بھی نہیں ہوسکتا۔

(۲) ایسی صورت میں عمرو سنی کیا مسلمان بھی نہیں کہ اس کے نزدیک اسلام وکفر یکساں ہیں اور کفر کارد جھگڑا ہے۔

(۳) ایسی صورت میں بکر کافر و مرتد محض ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۳۴: از شہر عقب کوتوالی مسئولہ ولایت حسین وعبدالرحمٰن ۹ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

علمائے دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ میں ایمان سے کہتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ میں نہ تو پہلے قادیانی تھا اور نہ اب ہوں، قادیانی پر لعنت کرتا ہوں، میں اہل سنت وجماعت ہوں اگر کوئی شخص مجھ پر بعد توبہ کرنے کے الزام دے تو وہ مواخذہ دار ہوگا یا نہیں؟ یا اگر میرا میل کسی وقت ان لوگوں سے کوئی ثابت کرے تو میں سب لوگوں کا مواخذہ دار ہوں گا، قادیانی کو کافر جانتا ہوں۔ العبد ولایت حسین

گواہان: عبدالرحمٰن بقلم خود، مسیح اللہ بقلم خود، قادر حسین بقلم خود، امانت حسین بقلم خود، مولوی محمد رضاخاں بقلم خود، صادق حسین بقلم خود، محمد محسن بقلم خود، لیاقت حسین بقلم خود، فقیر محمد حشمت علی خان رضوی، فقیر ایوب علی رضوی بقلم خود، قناعت علی قادری رضوی بقلم خود۔

الجواب:

اللہ تعالٰی توبہ قبول فرماتا ہے اور بعد توبہ کے گناہ باقی نہیں رہتا، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

التائب من الذنب کمن لاذنب له[1]۔	گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے کہ گویا گناہ کیا ہی نہیں۔

قادیانیوں کے ساتھ میل جول سے انہوں نے پہلے بھی ایک مجمع میں توبہ کی تھی اور آج پھر ایک مجمع میں توبہ کی تھی پھر ایک مجمع کے ساتھ آئے جن کے دستخط اوپر ہیں اور دوبارہ توبہ کی، توبہ کے بعد ان پر بلاوجہ جو کوئی الزام رکھے گا وہ سخت گنہگار ہوگا اور توبہ کے بعد اگر پھر یہ میل جول کریں گے تو ان پر گناہ عظیم کا بار ہوگا مگر بلاوجہ توبہ کے

---

[1] سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب ذکر التوبۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۳

بعد الزام رکھنا سخت جرم ہے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۳۵: از نوشہرہ تحصیل جام پور ضلع ڈیرہ غازی خاں مسئولہ عبدالغفور صاحب ۱۴ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

ایک مرزائی قادیانی کا سوال ہے کہ ابن ماجہ کی حدیث ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر صدی کے بعد مجدد ضرور آئے گا۔

مرزا صاحب مجدد وقت ہے۔ عالی جاہ! اس قوم نے لوگوں کو بہت خراب کیا ہے، ثبوت کے لئے کوئی رسالہ وغیرہ ارسال فرمائیں تاکہ گمراہی سے بچیں۔

الجواب:

مجدد کا کم از کم مسلمان ہونا تو ضرور ہے اور قادیانی کافر مرتد تھا ایسا کہ تمام علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا کہ:

من شك فی کفره و عذابه فقد کفر[1]۔	جو اس کے کافر اور عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔

لیڈر بننے والوں کی ایک ناپاک پارٹی قائم ہوئی ہے جو گاندھی مشرک کو رہبر، دین کا امام و پیشوا مانتے ہیں، نہ گاندھی امام ہو سکتا ہے نہ قادیانی مجدد، السوء والعقاب و قہر الدیان و حسام الحرمین مطبع اہلسنت بریلی سے منگائیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۳۶: از شہر محلّہ شاہ آباد مسئولہ شیخ الطاف احمد صاحب رضوی ۱۸ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ میں نے مولانا صاحب مسجد جانی سے کہا کہ اگر رافضی تکبیر تمہاری جماعت میں آکر کہے تو تکبیر شمار کی جائے گی یا نہیں؟ کہا: رافضی کی تکبیر شمار نہیں کی جائے گی کیونکہ وہ مسلمان نہیں ہیں: میں نے کہا: اگر وہابی تکبیر کہے تو وہ تکبیر شمار ہوگی یا نہیں؟ کہا: تو کیا یہ مسلمان نہیں سمجھے جاتے ہیں کیا حرج ہے، میں نے کہا: یہ مسلمان نہیں سمجھے جاتے۔ جواب ملا: کیا خوب۔ علاوہ اس کے امام مسجد مذکورہ کی نشست بھی رہتی ہے، لہٰذا ایسی صورت میں اگر اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی تو اچھا کیا یا برا؟ نماز نہ پڑھنے والا توبہ کرے اور معافی چاہے یا امام؟ **بینوا توجروا۔**

---

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶، حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۳۱

الجواب:

صورت مذکورہ میں ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنے والے نے بہت اچھا کیا؟ اس پر کچھ الزام نہیں، اس امام پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور سنی ہو۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۳۷: از شہر محلہ کانکر ٹولہ مسئولہ سید فرحت علی صاحب ۱۸ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت اس مسئلہ میں کہ زید مسلمانوں کے ایک گروہ کا سردار بننا چاہتا ہے، لیکن علمائے وہابیہ کو اچھا کہتا اور کہتا ہے کہ وہ علمائے دین ہیں، ان کے وعظ سنتا ہے، ان سے فتوے لیتا ہے، ان پر عمل کرتا ہے، نماز فجر کی اندھیرے سے پڑھتا ہے، اکثر نماز میں سنتیں ترک کرتا ہے، میلاد شریف میں قیام کے بعد آتا ہے یا پہلے سے کھڑا ہو جاتا ہے، اور کبھی آتا بھی نہیں، اور کہتا ہے کہ میلاد شریف اتنی دیر نہ پڑھنی چاہئے کہ نماز صبح کی قضا ہو جائے کیونکہ میلاد سے نماز مقدم ہے۔ زید سے مسلمانوں کو بدگمانی ہوئی تو زید نے کہا کہ میں اللہ کو جانوں، اس کے رسول کو پہچانوں صحابہ کو سمجھوں، آل پر فدا ہوں۔ تو مسلمانوں نے کہا کہ اچھا تم گیارھویں شریف کرو یا میلاد شریف کرو۔ کہا میرے پاس پیسہ نہیں تم کرو میں بھی سر پر رکھ کر کھالوں گا۔ ایسی صورت میں مسلمان زید کو اپنا سردار مانیں اور اس کی باتوں پر عمل کریں اور اس سے میل جول رکھیں یا نہیں؟ اور جو مسلمان سردار مانیں یا اس سے ملیں اس کی باتوں پر عمل کریں ان پر کیا حکم ہے؟ اور زید ہمارے اہلسنت کے گروہ میں کس حکم سے داخل ہو سکتا ہے پھر اس حکم پر بھی اسکو سردار مانا جائے یا نہیں؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

جو شخص دیوبندیوں کو مسلمان ہی جانے یا ان کے کفر میں شک کرے بفتوائے علمائے حرمین شریفین ایسا شخص خود کافر ہے کہ:

من شك فی كفره وعذابه فقد كفر[1]۔	جو اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے (ت)

پھر وہ سردار مسلمانان کیسے ہو سکتا ہے، گیارھویں شریف کی نیاز کھالینا دلیل اسلام نہیں بڑے بڑے کٹر وہابی جو اسے حرام وشرک کہتے ہیں کھانے کو آپ سب سے پہلے دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں، ایسا شخص جب تک وہابیہ اور خصوصًا ان دیوبندیوں کو جنہیں علمائے حرمین شریفین نے کافر لکھا نام بنام بالاعلان کافر نہ کہے اس کی توبہ صحیح نہیں ہو سکتی۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

---

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶، حسام الحرمین مکتبہ نبویہ لاہور ص ۳۱

مسئلہ ۱۴۸ تا ۱۵۳: از شہر کہنہ محلّہ روہیلی ٹولہ مسئولہ محمد خلیل الدین احمد صاحب ۱۹ محرم ۱۳۳۹ھ

جس طرح کہ ایران میں باب اور بہاؤ کو پیشر و بناکر بابی و بہائی جدید فرقے بنائے گئے اور ہندوستان میں گرو نانک، کبیر، سید احمد جونپور، سید احمد رائے بریلوی، سید احمد کولی، آغا خاں اور مرزائی قادیانی کو پیشوا، مہدی، لیڈر، نبی اور خدا بناکر جدید فرقے بنائے گئے۔ اسی طرح اس وقت محض برائے نام مسلمان لیڈروں اور مولویوں نے ایک ہندو لیڈر مسٹر گاندھی کو اپنا پیشوا بناکر ایک جدید فرقہ بنایا ہے اور ان کی نسبت اب تک بذریعہ اخبارات، رسالہ جات، اشتہارات، مشاہدات اور مسموعات امور ذیل معلوم ہوتے ہیں:

(۱) ایک مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک سفر میں ایک کافر کو اپنا رہنما بنایا تھا اسی طرح ہم نے مسٹر گاندھی کو اپنا ہادی بنایا ہے، اور صاف لکھ دیا کہ ہمارا حال اس شعر کا مصداق ہے۔

عمرے کہ بآیات واحادیث گزشت

رفتی و نثار بت پرستی کردے

(وہ عمر جو آیات واحادیث میں گزری ہے وہ ختم ہوگئی اور وہ بت پرستی کی نذر کردی)

(۲) کہتے ہیں کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عرب کے کافر قبائل سے موالات کی تھی ہم کفارِ ہند سے موالات کرتے ہیں۔

(۳) مسجد میں ہندوؤں سے منبر پر لکچر دلوائے گئے اور کہا گیا کہ مسجد نبوی میں وفودِ کفار قیام کرتے تھے اور اپنے طریقے پر عبادت بھی کرتے تھے، اور کفار کا داخلہ مخصوص بمسجد الحرام ایک خاص وقت کے واسطے منع تھا۔

(۴) بعض لیڈروں نے جن کو مولانا کا بھی خطاب دے دیا گیا ہے مندروں میں جاکر اپنے ماتھوں پر ہندوؤں سے ٹیکے لگوائے۔ کہتے ہیں کہ قشقہ شعار کفر اور منافی اسلام نہیں ہے۔

(۵) پارٹی مذکور کے اس مولانا نے ہمدم میں چھاپ دیا ہے کہ ہماری جماعت ایک ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہے جو ہندو مسلم امتیاز اٹھادے گا اور سنگم وپریاگ کو مقدس مقام بنائے گا پارٹی مذکور نے اسے مقبول رکھا اور کسی نے چون وچرانہ کیا۔

(۶) پارٹی مذکور کے اس مولانا نے شائع کیا ہے کہ اگر آج تم نے ہندو بھائیوں کو راضی کرلیا تو اپنے خدا کو راضی کروگے۔

(۷) ایک ہندو کی ٹکٹی اپنے کاندھوں پر اٹھا کر اس کی جے پکارتے ہوئے سروپابرہنہ مرگھٹ تک لے گئے ایک بت اٹھایا گیا اس کے ساتھ سرپابرہنہ جے پکارتے سڑکوں پر گشت کیا گیا۔

(۸) اس کے ماتم کے لئے سروپابرہنہ مساجد میں جمع ہوئے اور اسکے لئے دعائے مغفرت اور نماز کے اشتہار دئے اور اس پر کاربند ہوئے، اسکے ماتم میں مسجدیں بے چراغ رکھی گئیں۔

(۹) ہولی کے سوانگ میں ہندوؤں نے بزرگان اسلام کی تحقیر وتوہین کی، مسلمانوں نے ہندو مسلم اتحاد کو مدنظر رکھ کر کچھ تعرض نہ کیا اور چشم پوشی کی۔

(۱۰) مسٹر گاندھی کے فرمان کے بموجب روزے رکھے گئے اس کے حکم پر نفل نمازیں پڑھی گئیں اور کاروبار بند کرکے معطل رہے۔

(۱۱) ایک ہندو لیڈر کے حکم سے ایک ڈولا سجایا گیا اور اس میں قرآن مجید، بائیبل اور رامائن رکھ کر ان کی پوجا کراتے مندر میں لے گئے۔

(۱۲) مسٹر گاندھی اور اس کے قوم کو خوش اور راضی کرنے کی غرض سے ایک جائز مشروع فعل قربانی گاؤ کو ممنوع اور ترک کرکے درپردہ ایک شعار اسلام سے مسلمانوں کو باز رکھا گیا اور ایک امر حلال کو حرام قرار دیا گیا، ایک بکری کی قربانی ایک خاندان (اگرچہ ساٹھ ستر آدمیوں کا ہو) کی طرف سے جائز سمجھی گئی اور حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرنا غیر ضروری بتایا گیا۔

(۱۳) خلافت کی مصنوعی حمایت کے حیلہ سے ہزارہا مسلمانوں کو ہجرت افغانستان اور جہاد کی ترغیب دے کر خانماں برباد ویران وپریشان بنایا گیا۔

(۱۴) کٹار پور کے ہندوؤں نے قربانی گاؤ کے پیچھے مسلمانوں پر شدید ظلم توڑے، انہیں بے دریغ ذبح کیا، انہیں آگ سے جلایا، اس پر ان میں سے بعض گرفتار ہوئے جن پر ثبوت کامل ہوگیا اس خیر خواہ اسلام پارٹی نے ان کی معافی کے ریزولیوشن پاس اور گورنمنٹ کو ان کی رہائی کے لئے تار دئے اور مظالم ہولا گڈھ سے چشم پوشی وبے اعتنائی کی گئی۔

(۱۵) خلافت کی مصنوعی حمایت کے حیلہ سے مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ اقطاع ہندوستان اور یورپ کی سیر وسیاحت اور تفریح وتفنن میں صرف کیا جاتا ہے۔

(۱۶) خلافت کے مصنوعی حمایت کے حیلہ سے عیسائیوں سے ترک موالات اور عدم تعاون، عمل کے غیر ممکن العمل منصوبوں اور تجاویز پر عملدرآمد کرایا جاتا ہے اور مشرکین ہند کے ساتھ مواخات وموالات قائم کرکے بعض شعار کفر اختیار اور بعض شعار اسلام ترک کرائے جارہے ہیں، باوجود ان سب امور کے

وہ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں اور جو ان کی پیروی نہ کرے اس کو کافر کہتے ہیں، لہٰذا علمائے اہلسنت وجماعت اس فرقہ گاندھویہ اور اس کے پیشروان وپیروان کی نسبت جو عبداللہ کے بجائے عبدالگاندھی بن گئے ہیں اور دوسروں کو عبدالگاندھی بنارہے ہیں صاف صاف احکام شرعی دربارہ معاشرت ومناکحت مصاہرت ونماز ظاہر واضح فرما کر عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔

الجواب:

(۱) قرآن وحدیث کی عمر کو معاذاللہ بت پرستی پر نثار کرنا قرآن وحدیث کی شدید توہین اور بت پرستی ملعونہ کی عظیم تعظیم ہے، یہ اگر کفر نہ ہو تو دنیا میں کوئی چیز کفر نہیں، کہاں زمین غیر معروف کا راستہ بتانے کے لئے کسی مشرک کو ساتھ لینا اور کہاں **معاذاللہ** اپنے دین کا اسے ہادی ورہبر بنانا، اس کی نظیر بھی ہو سکتی ہے کہ کسی کا شیخ وامام وہادی دین، یکّہ میں سوار ہو یکہ بان کافر ہو، اس امام کے بعض مرید بننے والے مشرک کو نماز میں اپنا امام کریں اور اسی شیخ مقتدا کے فعل سے سند لائیں کہ دیکھو یکہ بان کافران کے آگے بیٹھا تھا ہم نے اس کافر کو نماز میں اپنے آگے کرلیا تو کیا حرج ہوا، پھر یہ بھی اس وقت کا واقعہ ہے کہ ہنوز حکم جہاد نازل نہ ہوا، "لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ ﴿۶﴾"[1] (تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔ت) پر عمل تھا۔ پھر بتدریج کفار پر تغلیظ بڑھتی گئی اور اخیر حکم ابدی ناطق وہ نازل ہوا کہ:

"یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۷۳﴾"[2]	اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر، اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (ت)

پہلے واقعات سے سند لانا اگر جاہل سے ہو تو جہل شدید ہے اور ذی علم سے تو مکر خبیث وضلال بعید۔

(۲) یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افترائے محض ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی کسی کافر سے موالات نہیں فرمائی اور کیونکر فرما سکتے حالانکہ ان کا رب عزوجل فرماتا ہے:

"وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ"[3]۔	تم میں جو ان سے موالات کرے وہ بیشک انہیں میں سے ہے۔

[1] القرآن الکریم ۱۰۹/ ۶

[2] القرآن الکریم ۹/ ۷۳

[3] القرآن الکریم ۵/ ۵۱

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ان کے رب کا ابتدائی حکم یہ تھا:

" فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۹۴﴾ " [1]	اعلان کے ساتھ فرمادو جو تمہیں حکم دیا جاتا ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔

اور انتہائی حکم یہ ہوا۔

" یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الۡکُفَّارَ وَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ وَ اغۡلُظۡ عَلَیۡهِمۡ " [2]	اے نبی! تمام کافروں اور منافقوں سے جہاد فرما اور ان پر سختی ودرشتی کر۔

معاذ اللہ موالات کا وقت کون سا تھا، سورہ نٓ شریف مکیہ ہے اس میں فرماتا ہے: " وَدُّوۡا لَوۡ تُدۡهِنُ فَیُدۡهِنُوۡنَ ﴿۹﴾ " [3] کافر اس تمنا میں ہیں کہ کہیں تم کچھ نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑیں۔ اس وقت میں مداہنت تو روا رکھی نہ گئی نہ کہ معاذ اللہ موالات۔ ائمہ دین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت مداہنت کرنے والے کی تکفیر فرمائی ہے چہ جائے مفتری موالات، شفاء شریف امام قاضی عیاض میں ہے:

الوجه الثانی ان یکون القائل غیر قاصد للسب ولکنه تکلم بکلمة الکفر من اضافة مالایجوز علیه مثل ان ینسب الیه اتیان کبیرة اومداهنة فی تبلیغ الرسالة اوفی حکم بین الناس فحکم هذا الوجه حکم الاول [4]۔ (ملخصًا)	دوسری وجہ یہ ہے کہ کہنے والے کا مقصد سب نہ ہو لیکن اس نے ایسا کلمہ کفر بولا اور ایسی شیئ کی آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت کی جو آپ کی شان کے مناسب نہ تھی مثلاً کبیرہ کے ارتکاب یا احکام رسالت کے پہنچانے میں یا لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمانے میں مداہنت کی نسبت کی تو اس کا حکم بھی پہلے کے حکم کی طرح ہی ہے۔ (ت)

سخت محرومی وبیباکی ہے، یہ کہ آدمی کے کسی عیب پر نکتہ چینی ہو اور وہ اپنے اوپر سے دفع الزام کے لئے کسی نبی سے استشہاد کرے کہ ان سے بھی ایسا واقع ہوا اگرچہ ظاہراً وہ فعل وقوع میں آیا ہو اور اس نے اپنی نابینائی سے فرق نہ دیکھا اور ملائکہ کو چمار پر قیاس کیا۔ شفاء شریف امام قاضی عیاض میں ہے:

[1] القرآن الکریم ۱۵/ ۹۴

[2] القرآن الکریم ۶۶/ ۹

[3] القرآن الکریم ۶۸/ ۹

[4] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل قال القاضی تقدم الکلام مطبع شرکت صحافیہ فی بلد العثمانیہ ترکی ۲/ ۲۳۔۲۲۲

هذه کلها وان لم تتضمن سبا ولا قصد قائلها ازراء فما وقر النبوة ولا عظم الرسالة ولا عزر حرمة الاصطفاء صلی الله تعالٰی علیه وسلم حتی شبه من شبه فی معرة قصد الانتفاء منها بمن عظم الله خطره ونهی عن جهر القول له ورفع الصوت عنده فحق هذا ان دری عنه القتل السجن وقوة تعزیره [1]۔ (ملخصًا)	یہ تمام کلام اگرچہ سب وشتم کو متضمن نہیں اور نہ ہی قائل نے اس سے کسی عیب کا قصد کیا ہے بہر حال اس نے نہ تو منصب نبوت ورسالت کا خیال رکھا ہے نہ ہی حرمت کا اقرار کیا ہے حتی کہ روانی کلام میں شاعر نے اپنے ممدوح کو عیب سے پاک ہونے کا قصد کرتے ہوئے اس ذات سے تشبیہ دی جس کی قدر ومنزلت کو اللہ تعالٰی نے عظیم فرمایا، اور اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ رب العالمین نے ان کی بارگاہ میں بلند آواز سے بولنے کی ممانعت فرمائی، اس سوءِ ادبی کی سزا اگرچہ قتل نہیں ہے تاہم قید بامشقت کی سزا دینا ضروری ہے (ملخصًا) (ت)

سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر معاذاللہ انہونی جوڑنا اور اس نے اپنی ناپاکی کا جواز چاہیں، کتنی سخت خباثت اور کس قدر شدید موجب لعنت ہے، کیا کسی عالم دین کا وہ ناسعید بیٹا سخت ناخلف نہ قرار پائے گا جس کے بھنگ پینے پر اس کے باپ کے شاگرد اعتراض کریں اور وہ اپنے اوپر سے دفع اعتراض کے لئے محض جھوٹ بہتان اپنے باپ پر رکھ دے کہ کیا تمہارے استاد چرس نہ پیتے تھے، پھر کہاں باپ اور کہاں سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم!

(۳) یہ کہنا کہ مسجد الحرام شریف سے کفار کا منع ایک خاص وقت کے واسطے تھا اگر یہ مراد کہ اب نہ رہا تو اللہ عزوجل پر صریح افتراء ہے،

قال الله تعالٰی "اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ" [2]	اللہ تعالٰی نے فرمایا: مشرک نرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔ (ت)

یونہی یہ کہنا کہ وفود کفار مسجد نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں اپنے طریقے پر عبادت کرتے تھے محض جھوٹ ہے، اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسے جائز رکھنے کا اشعار حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی

[1] الشفا بتعریف حقوق المصطفی فصل قال القاضی تقدم الکلام مطبع شرکت صحافیه فی بلاد العثمانیه ترکی ۲ /۲۳۰

[2] القرآن الکریم ۹/ ۲۸

علیہ وسلم پر افترائے فجار، حاشا کہ اللہ کا رسول گوبار بار فرمائے کہ کسی مسجد، نہ کہ خاص مسجد مدینہ کریمہ میں نہ کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے بتوں یا مسیح کی عبادت کی جائے، جانتے ہو کہ اس سے ان کا مقصود کیا ہے، یہ کہ مسلمان تواسی قدر پر ناراض ہوئے ہیں کہ مشرک کو مسجد میں مسلمانوں سے اونچا کھڑا کرکے ان کو واعظ بنایا وہ تو اس تہیّہ میں ہیں کہ ہندوؤں کو حق دیں کہ مسجد میں بت نصب کرکے ان کی ڈنڈوت کریں، گھنٹے بجائیں، سنکھ پھونکیں کیونکہ ان مفتریوں کے نزدیک خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مسجد میں خود حضور کے سامنے کفار اپنے طریقہ کی عبادت کرتے تھے۔

"وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ج"[1]۔	تمہیں خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ وہ تمہیں عذاب سے ہلاک کردے۔ (ت)

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے مسجد کریمہ کے سوا کوئی نشست گاہ نہ تھی جو حاضر ہوتا یہیں حاضر ہوتا کسی کافر کی حاضری معاذاللہ بطور استیلا واستعلاء نہ تھی بلکہ ذلیل وخوار ہوکر یا اسلام لانے کے لئے یا تبلیغ اسلام سننے کے واسطے، کہاں یہ اور کہاں وہ جو بدخواہان اسلام نے کیا کہ مشرک کو بروجہ تعظیم مسجد میں لے گئے اسے مسلمانوں سے اونچا کھڑا کیا اسے مسلمانوں کو واعظ وہادی بنایا اس میں مسجد کی توہین ہوئی اور توہین مسجد حرام، مسلمانوں کی تذلیل ہوئی اور تذلیل مسلمین حرام، مشرک کی تعظیم ہوئی اور تعظیم مشرک حرام، بدخواہی مسلمین ہوئی بلکہ بدخواہی اسلام، پھر اسے اس پر قیاس کرنا کیسی سخت ضلالت وگمراہی ہے طرفہ یہ کہ زبانی کہتے جاتے ہیں کہ مشرک کا بطور استعلاء مسجد میں آنا ضرور حرام ہے، اور نہیں دیکھتے کہ یہ آنا بطور استعلاہی تھا،

"فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾"[2]۔	تو یہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں (ت)

اسی نابینائی کی بناء پر یہ مسلمان کو دھوکا دینے والے یہاں، حنفیّہ وشافعیہ کا اختلافی مسئلہ کہ مسجد میں دخول کافر حرام ہے یا نہیں محض دھوکا دینے کو پیش کرتے ہیں، قطع نظر اس سے کہ اس مسئلہ میں تحقیق کیا ہے۔

اوّلاً خود کتب معتمدہ حنفیّہ سے ممانعت پیدا ہے،

ثانیًا خود محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ارشاد سے ہویدا ہے۔

ثالثًا علماء وصلحاء کا ادب کیا رہا ہے اختلاف احوال زمانہ وعادات قوم ہمیشہ مائل تعظیم وتوہین میں

---

[1] القرآن الکریم ۲۰/ ۶۱

[2] القرآن الکریم ۲۲/ ۴۶

دخل رکھتا ہے۔

رابعًا غیر اسلامی سلطنت اور نا مسلموں کی کثرت میں اجازت کی اشاعت اور مساجد کو پامالی کفار کے لئے وقف کرنا کس قدر بہی خواہی اسلام ہے۔

خامسًا وہ نجس قوم کہ بنص قرآن اس پر حکم نجاست ہے اور وہ مسلمانوں کو ملیچھ کہے، بھنگی کے مثل سمجھے سودا بیچے تو دور سے ہاتھ میں رکھ دے، اس کے نجس بدن، ناپاک پانوؤں کے لئے تم اپنی مساجد کو وقف کرو یہ کس قدر مصلحتِ اسلام کے گہرے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے، ان سب سے قطع نظر ان حرکاتِ شنیعہ کا اس سے کیا علاج ہو سکتا ہے ؎

او گماں بردہ کہ من کردم چو او
فرق را کہ بیند آں استیزہ جو

(اس نے گمان کیا کہ میں نے اس کی مثل کیا حالانکہ وہ لڑائی کی جستجو کرنے والا اس فرق کو کیسے محسوس کر سکتا ہے)

صحیح بخاری شریف میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے:

قَالَ کَانَتِ الْکِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِی الْمَسْجِدِ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وَسَلَّمَ[1]۔	فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد شریف میں کتے آتے جاتے تھے (ت)

زمانہ رسالت میں مسجد شریف میں کتے آتے جاتے تھے اب تم خود کتے اپنی مسجدوں اور مسجد الحرام شریف یا مسجد نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں لے جاؤ اور جمعہ کے دن امام کے دہنے بائیں منبر پر دو کتے بٹھاؤ تمہارے استدلال کی نظیر تو یہیں تک ہو گئی، کہہ دینا کیا زمانہ اقدس میں کتے مسجد میں نہ آتے جاتے تھے، ہم لے گئے اور منبر پر انہیں بٹھایا تو کیا ہوا، اور وہ جو آنے جانے اور یوں لے جانے اور منبر پر بٹھانے کا فرق ہے اس سے آنکھ بند کرلینا جیسے یہاں بند کرلی، کون سی آنکھ، دل کی کہ "وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ؀" [2] (دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ت) بلکہ خدا تمہیں عقل وانصاف دے تو یہ بھی تمہارے فعل کی نظیر نہیں، تم خطیب کے آس پاس منبر پر کتے بٹھاؤ اس سے وہ کتے خطیب نہ ہو جائیں گے، اور تم نے مشرکین کو

---

[1] صحیح البخاری کتاب الوضوء باب اذا شرب الکلب فی الاناء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۹

[2] القرآن الکریم ۲۲/ ۴۶

خطیب مسلمین بنایا لہٰذا اگر قدرے اپنے فعل سے تقریب چاہو تو ان کتوں کو سدھاؤ کہ جب امام پہلا خطبہ پڑھ کر بیٹھے وہ نہایت بلند آواز سے بھونکنا اور رونا شروع کردیں کہ باہر تک کے سب لوگوں کو خبر ہوجائے کہ جلسہ ودعا کا وقت ہے، یونہی نماز کے وقت آٹھ آٹھ دس دس صفوں کے فاصلے سے چار چار کتے صف میں کھڑے کرو کہ تکبیر انتقال کے وقت چیخیں اور مکبّروں سے زیادہ تبلیغ کا کام دیں اور یہی حدیث بخاری حجت میں پیش کردینا کہ دیکھو زمانہ اقدس میں کتے مسجد میں آتے جاتے تھے بلکہ ان کے آنے سے کوئی فائدہ نہ تھا اور ہم کتے اس نفع دینی کے لئے لے گئے، تو بدرجہ اولٰی یہ جائز ہوا، وہاں تک تو قیاس تھا یہ دلالۃ النص ہوئی اور اس میں جو تمہارے استدلال کی خباثت ہے نہ دیکھنا، کیونکہ ٹھہر گئی ہے کہ

"وَلٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ ﴿۴۶﴾ "[1]۔

(۴) قشقہ ضرور شعار کفر منافی اسلام ہے جیسے زنار بلکہ اس سے زائد کہ وہ جسم سے جدا ایک ڈورا ہے جو اکثر کپڑوں کے نیچے چھپا رہتا ہے اور یہ خاص بدن پر اور بدن میں بھی کہاں چہرے پر، اور چہرے میں کس جگہ، ماتھے پر، جو ہر وقت چمکے اور دور سے کھلے حرفوں میں منہ پر لکھا دکھائے کہ ھذا من الکافرین (یہ کفار میں سے ہے۔ت) خلاصہ و ظہیریہ و محیط و منح الروض الازہر وغیرہ کتب معتمدہ میں ہے:

واللفظ لهذا فی الخلاصة من تزنر بزنار الیهود و النصاری وان لم یدخل کنیستهم کفر، ومن شد علی وسطه حبلا وقال هذا زنار کفر، وفی الظهیریة وحرم الزوج، وفی المحیط لان هذا تصریح بما هو کفر، وفی الظهیریة من وضع قلنسوة المجوس علی راسه فقیل له فقال ینبغی ان یکون القلب سویا کفر[2]۔(ملخصًا)	خلاصہ کی عبارت یہ ہے جس نے یہود ونصارٰی کا زنار پہنا اگرچہ وہ ان کے کنیسہ میں نہیں گیا وہ کافر ہے، جس نے اپنی کمر میں رسی باندھی اور کہا یہ زنار ہے اس نے کفر کیا۔ ظہیریہ میں ہے اس پر بیوی حرام ہوگئی۔ محیط میں ہے کیونکہ یہ صراحۃً کفر ہے۔ ظہیریہ میں ہے جس نے مجوس کی ٹوپی سر پر رکھی اسے بتایا گیا تو کہنے لگا بس دل صحیح ہونا چاہئے، وہ کافر ہے۔(ت)

(۵) مسلم وہندو میں امتیاز اسلام وکفر کا امتیاز ہے اور وہ موقوف نہیں ہوسکتا جب تک مسلم مسلم اور کافر کافر ہیں اور یہ اس کلام کی مراد نہیں ہوسکتی کہ سب ہندوؤں کو مسلمان کرلیں گے کہ اس کے لئے کسی نئے

---

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۴۶

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی العلم والعلماء مصطفی البابی مصر ص ۱۸۵

مذہب کی کیا حاجت، تو ضرور یہ مراد ہے کہ ایک ایسا مذہب ایجاد کریں گے جو نہ ہندو کو ہندو رکھے نہ مسلمان کو مسلمان، اور وہ نہ ہوگا مگر کفر کہ اسلام کے سوا جو کچھ ہے سب کفر ہے، یونہی پریاگ وسنگم کی تقدیس یوں مراد نہیں ہوسکتی جیسے سلاطین اسلام شکر اللہ تعالٰی عنہم نے معابد کفار پر قبضہ فرما کر ان کو مساجد بنایا کہ اس کے لئے بھی نیا مذہب بنانا نہ ہوا، لاجرم یہ مراد ہے کہ وہ رہیں معابد کفار اور پھر مقدس مانے جائیں، اور یہ بھی کفر ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(نوٹ: ۶ سے ۱۶ تک کے جواب دستیاب نہ ہوئے)

مسئلہ ۱۵۴تا۱۶۲: از لاہور مسجد بیگم شاہی مسئولہ صوفی احمد دین صاحب ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد یا علماء الملۃ وامناء الامۃ افیضوا علینا من علومکم دام فیوضکم۔	تمام تعریف اللہ کے لئے اور وہی کافی ہے، سلام اس کے منتخب بندوں پر ہو، اے علماءِ ملت اور امین امت! ہمیں اپنے علوم کا فیض عطا کیجئے اللہ تعالٰی تمہارے فیض کو جاری وساری رکھے (ت)

(۱) اس ظالم گروہ کا کیا حکم ہے جن کے امام اول نے سلطان وقت سے باغی ہو کر مکہ معظمہ زاد اللہ تعالٰی شرفاً پر تغلب کیا، وہاں کے علماء کو تہ تیغ بے دریغ کیا، مزارات اولیاء پر پاخانہ بنائے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ مبارک کو صنم اکبر سے تعبیر کیا، ائمہ مجتہدین اور فقہاء ومقلدین کو **انھم ضلوا واضلوا** (وہ گمراہ ہیں اور انہیں نے دوسروں کو گمراہ کیا۔ت) کا مصداق بنایا، اپنی خواہشات کو حق و باطل کا معیار قرار دیا، مختلف عبارات وپیرایہ سے حضور پر نور عفو غفور شفیع یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تنقیصِ شان کرتا تھا اور اسی بد عقیدہ پر اپنی ذریات واذناب کو لگا تھا، اپنے متبعین کے سوا سب کو مشرک جانتا تھا، درود شریف پڑھنے سے بہت ایذا پاتا تھا، حتی کہ ایک نابینا کو منارہ پر بعد اذان صلوٰۃ وسلام پر شہید کر دیا اور بولا:

ان الربابۃ فی بیت الخاطئۃ یعنی الزانیۃ اقل اثماً ممن ینادی بالصلوۃ علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[1] الخ۔	زانیہ کے گھر رباب بجانا اس سے کم گناہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے الخ (ت)

اس کے متبعین طرح طرح سے حضور علیہ السلام کی تحقیر وتوہین کرتے اور وہ سن کر خوش ہوتا یہاں تک

ان بعض اتباعہ کان یقول عصای ھذہ	اس کے بعض ماننے والے کہتے ہیں یہ میری لاٹھی

---

[1] الدرر السنیۃ فی رد الوہابیہ مکتبۃ الحقیقیۃ استنبول ترکی ص ۴۱

خیرمن محمد(صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم)لانها ینتفع بها فی قتل الحیة ونحوها ومحمد(صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم)قد مات ولم یبق فیه نفع اصلاً وانما هو طارش وقد مضی[1] الخ کتاب الدرر السنیة فی رد الوهابیه ص ۴۲،۴۱۔	محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے بہتر ہے کیونکہ یہ سانپ وغیرہ مارنے کا کام دیتی ہے، اور محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فوت ہوگئے اب ان سے بالکل کوئی نفع نہیں اٹھایا جاسکتا وہ بہرے تھے جو گزر گئے الخ (ت)

بظاہر حنبلی بنتا تھا مگر دراصل حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بالکل بے تعلق تھا، دعوی نبوت کا متمنی تھا مگر قبل از صریح اظہار طعمہ اجل ہو کر اپنے کیفر کردار کو پہنچا اور آیہ:

" اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ "[2] الآیة	بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں۔ الآیۃ (ت)

کا پورا پورا مصداق بنا۔

(۲) ان کے امام ثانی نے پہلے امام کی ہندی شرح المسمی بہ تقویۃ الایمان لکھی، اپنے فرقہ کا نام موحد رکھا، اور اپنے امام کے قدم بقدم ہو کر سب امت کو کافر و مشرک بنایا، حضور علیہ الصلوۃ والسلام و دیگر انبیاء علیہم السلام بلکہ خود خدائے تعالٰی جل وعلاشانہ کی توہین کی، دشنام دہی میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو چوہڑے چمار اور عاجز و ناکارہ لوگوں سے تمثیل دی[3] (تقویۃ الایمان ص ۲۹، ۱۹، ۱۰) اللہ تعالٰی کی ذات والا صفات میں عیب و آلائش کا آجانا جائز رکھا، وقوعِ کذب سے صرف بغرض ترفع و بخوفِ اطلاع بچنا مانا (یکروزی ص ۱۴۴ و ۱۴۵)، نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال آنا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ہمہ تن ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر بتایا[4] (صراط مستقیم ص ۹۵) دعوی نبوت کے لئے بنیادیں کھودیں پڑیاں جمائیں اور یوں تمہیدیں باندھیں بعض لوگوں کو احکام شرعیہ جزئیہ وکلیہ بلاواسطہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے نور قلب سے

---

[1] الدرر السنیة فی رد الوہابیہ مکتبۃ الحقیقیۃ استنبول ترکی ص ۴۲

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

[3] تقویۃ الایمان مطبع علیمی بیرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۰، ۲۹، ۱۹

[4] صراطِ مستقیم فارسی ہدایت ثانیہ درذکر محلات عبادات مکتبہ سلفیہ لاہور ص ۸۶

بھی پہنچتے ہیں وہ انبیاء اور ہم استاد بھی [1]ملخصًا (صراط مستقیم ص ٣٩) بالآخر جاہ طلبی وملک گیری کے نشہ میں سکھوں سے مڈھ بھیڑ اور عار فرار من الرجف کے بعد افغانوں کی موذی کش تلوار سے راہ فنا دیکھی علیہ ماعلیہ۔

(٣) جب ہندی وہابیہ کے امام واس کے پیر کی موت ان کی سب یا وہ گوئیوں او پیشینگوئیوں کی مبطل ہوئی تو اس کے اذناب وذریات سے ایک شخص قومی ترقی قومی اصلاح کا بہروپ بدل کر نکلا، جملہ کتب تفسیر وفقہ وحدیث سے انکار کیا، تمام ضروریات دین سے منہ موڑا اور بکا کہ، نہ حشر ہے نہ نشر، نہ دوزخ نہ بہشت، نہ فرشتہ ہے نہ جبریل نہ صراط، فرشتہ قوت کا نام ہے، دوزخ وبہشت وحشر، نشر روحانی ہیں، نہ جسمانی کرامات ومعجزات سب ہیچ ہیں، ہر کوئی کوشش کرنے سے نبی ہوسکتا ہے، خدا بھی نیچر کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اس کے نزدیک غایت درجہ کی غمی کا نام دوزخ تھا۔ سو وہ اپنی اسی مسلمہ دوزخ کے راستہ سے اسفل السافلین میں پہنچا اور وہ اس طرح ہوا کہ اس کے خازن وامین نے بہت سارو پیہ اندوختہ اس کا غبن کیا، معلوم ہونے پر نہایت غمگین ہوا، کھانا پینا ترک کیا، آخر اسی صدمہ سے ہلاک ہوا۔

(۴) اسی کے دُم چھلّوں میں سے مسیح قادیانی دجال پیدا ہوا، دعوی نبوت کیا، سورہ صف میں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت اسم احمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے ہے اس کو اپنے اوپر چسپاں کیا، اسی طرح درکاتِ جہنم طے کرتا ہوا درک اسفل میں پہنچ کر یوں کفری بول بولا ؎

آنچہ دادست ہر نبی را جام ۔۔۔ داد آں جام را مرا وبتمام

پر شد از نور من زمان وزمیں ۔۔۔ سر ہنوزت بہ آسماں از کیں

باخدا جنگہا کنی ہیہات ۔۔۔ ایں چہ جور وجفا کنی ہیہات

(ہر نبی کو جو جام عطا کیا گیا وہ تمام مجھے عطا کئے گئے، میرے نور سے زمین وزماں پر ہوگئے اور ابھی میرا آسمان پر ہے، تو خدا کے ساتھ جنگ کر رہا ہے افسوس! یہ تو کیا ظلم وزیادتی کر رہا ہے۔ ت) (نزول مسیح) لڑکا پیدا ہونے پر کہنے لگا **کان اللہ نزل من السماء** (گویا اللہ آسمان سے اتر آیا۔ ت) پھر کہا مجھے الہام ہوا ہے خدا کی طرف سے **انت منی بمنزلۃ اولادی انت منی وانا منک** (تو میری

---

[1] صراط مستقیم فارسی ہدایت رابعہ در بیان ثمرات حب ایمانی مکتبہ سلفیہ لاہور ص ٣٦۔٣۵)

اولاد کی مانند ہے، تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔ت) (واقع البلد ص ۶و۷) الغرض افتراء وتکذیب کلام الٰہی وتوہین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خصوصًا حضرت عیسٰی علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو گندی سڑی گالی دینے میں کوئی کسر نہ اٹھار کھی (ضمیمہ انجام آتھم) انجام کار اپنے مسلمہ عذاب اعنی مرض ہیضہ سے وعدہ الٰہی:

"فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّ لَاۤ اِلٰۤی اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ۠" [1]۔	تو نہ وصیت کرسکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں۔(ت)

کا مورد بنا اور اپنے منکر ومخالف علماء کے روبرو وہ فرعون بے عون جہنم رسید ہوا، مسلمان کے سامنے "وَ اَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ" [2] (اور فرعون والوں کو ہم نے تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈبو دیا۔ت) کا سماں بندھ گیا چاروں طرف سے مسلمانوں بلکہ ہندوؤں نے اس کی نعش خبیث پر نفرین کے نعرے بلند کئے ہر طرف سے بول وبراز کی بوچھاڑ ہوئی اور "اُولٰٓىٕكَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ" [3] (ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی) کا نقشہ آنکھوں میں جم گیا، "فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ" [4] (تو عبرت لو اے نگاہ والو۔ت)

(۵) امام ثانی کے اذناب سے ایک بھوپالی پیدا ہوا، ترویج وہابیت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا یا طرح طرح کے لالچ دے کر مفت کتابیں بانٹ کر خدائے تعالٰی کے لئے جہت ومکان وجسم وغیرہ مانا (رسالہ الاحتواء) فقہاء ومقلدین کو دشنام دینے میں اپنے بڑوں سے سبقت لے گیا اس کا قول بدتر از بول "یہ ہے سرچشمہ سارے جھوٹوں خبیثوں اور مکروں کا اور کان تمام فریبیوں اور دغابازیوں کی علم فقہ ورائے ہے اور مہاجال ان سب خرابیوں کا فقہاء اور مقلدین کی بول چال ہے" (ترجمان وہابیہ ص ۳۶،۳۵) وانجام کار معزول ومسلوب الخطاء ہو کر عدم کی راہ لی اور "خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةَ" [5] (دنیا اور آخرت دونوں کا گھاٹا۔ت) کا مصداق بنا، صحابہ کرام کو عمومًا اور سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خصوصًا مخترع بدعت سیئہ ٹھہرایا (انتقاد الرجیم)

(۶) وہابیہ وغیر مقلدین کی ضلالت وبدعت جب پورے طور ظاہر ہوچکی اور ہر دیار وامصار سے ان کے رد میں کتابیں لکھی گئیں تو ذریاتِ امام ثانی نے ایک اور مکر کھیلا، اپنا حنفی ومقلد ہونا ظاہر کیا عقیدہ تقویۃ الایمان پر

---

[1] القرآن الکریم ۳۶/ ۵۰
[2] القرآن الکریم ۲/ ۵۰
[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۶۱
[4] القرآن الکریم ۵۹/ ۲
[5] القرآن الکریم ۲۲/ ۱۱

قائم رکھا اور ہر طرح سے ان کفریات کی حمایت کرتے رہے، اور عملیات میں حنفی ہونا ظاہر کیا، ٹھیک اسی طرح جس طرح ان کا امام اول حنبلی المذہب بنتا تھا، بظاہر غیر مقلدین کے رد میں کتابیں بھی لکھیں، مگر ساتھ ساتھ یہ بھی لکھ دیا کہ ان مسائل میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے وقت سے اختلاف چلا آتا ہے، لہٰذا غیر مقلدوں و وہابیوں پر طعن و تشنیع ناجائز (سبیل الرشاد وغیرہ)، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے شیطان کا علم زیادہ مانا (براہین قاطعہ) علم غیب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر صبی و مجنون سے تمثیل دی (رسالہ حفظ الایمان و علم غیب وغیرہ) اور بکے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا حال معلوم نہیں، معاذاللہ اپنے خاتمہ کا حال معلوم نہیں۔ ان کے رد میں بھی بکثرت کتابیں شائع ہوئیں خصوصًا قامع بدعت حامی سنت صاحب حجت قاہرہ مجدد مائۃ حاضرہ، حضرت مولانا احمد رضاخاں صاحب بریلوی مداللہ تعالٰی ظلہم العالی نے ان کی وہ سرکوبی کی کہ باید شاید۔

(۷) بھوپالی کے دم چھلوں میں سے ایک ہندو بچہ پیدا ہوا آپ اگرچہ ناخواندہ تھا مگر بعض خواندہ وہابیہ سے چند ایک کتابیں مثل ظفر المبین طعن امام ہمام (رضی اللہ تعالٰی عنہ) اور قیاسات امام پر لکھیں چاروں اماموں کے مقلدین اور چاروں طریقوں کے متبعین کو **معاذ اللہ** مشرک و کافر بنایا (ظفر المبین ص۱۸۹ و ۲۳۰ و ۳۳۲ وغیرہ) انجام کار مرض ابلاؤس میں ایسا گرفتار ہوا کہ متواتر پانچ سات دن اس کے منہ سے پاخانہ نکلتا رہا، مرتے وقت وصیت کی کہ مجھے مشرکوں (حنفیوں) کے قبرستان میں نہ دفن کیا جائے، بالآخر کتے کی موت مرا اور لاہوری دروازہ بدرو کے کنارہ دفن ہوا، بدرو کا گندہ پانی اس کی قبر میں سرایت کرتا رہا، حتی کہ اس کی قبر بھی نیست و نابود ہو کر بدرو میں مل گئی، "فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ۝" [1] (تو عبرت لو اے نگاہ والو۔ت)

(۸) اس بھوپالی کے دم چھلوں میں سے ایک اور شخص نکلا، چلنے پھرنے سے معذور، اور لکھنے پڑھنے سے عاری، اس نے اہل قرآن ہونے کا دعوی کیا، کل کتب فقہ، تفسیر و حدیث سے انکار کیا اور کہا یہ سب مخالفِ قرآن ہیں اور (معاذاللہ) منافقوں کی بنائی ہوئی ہیں، "اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" [2] (اور حکم مانو رسول کا۔ت) میں رسول سے مراد قرآن مجید ہے، اور "مَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ" [3] (اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں۔ت) میں بھی رسول سے مراد قرآن مجید ہے، اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی مراد لئے جائیں تو یہ حکم مالِ غنیمت میں تھا نہ کہ عام حکم، نماز میں بھی نئی اختراع کی، المسمی بہ صلوٰۃ القرآن بآیات الفرقان، اور ایک تفسیر

---

[1] القرآن الکریم ۵۹/ ۲

[2] القرآن الکریم ۴/ ۵۹

[3] القرآن الکریم ۵۹/ ۷

چند ایک سیپارہ کی کسی سے لکھوائی جس کا نام "تفسیر القرآن بآیات الرحمٰن" رکھا اور کہتا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محض ایلچی تھے ایلچی کو نام و پیام کیا تشریح و مطلب آرائی میں کوئی حق نہیں (معاذ اللہ منھا) آخر ذلیل و رسوا ہو کر لاہور سے نکالا گیا، چند ایک ملاحدہ نیاچرہ اور اجہل ترین وہابیہ سے اس کے پیرو گئے، ملتان میں جا کر اپنی بد مذہبی کی اشاعت میں مصروف ہوا، انجام کار بدکاری کرتا ہوا پکڑا گیا خوب زد وکوب ہوئی اور اسی صدمہ سے ہلاک ہوا اور سجین میں پہنچا۔ **(۹)** بھوپالی کے متبعین سے ایک شخص ملا قصوری اور ایک حافظ شاعر پنجابی پیدا ہوئے، اول الذکر نے ابن تیمیہ مجسمیہ کے رسالہ "**علی العرش استوی**" کی اشاعت کی، صوفیائے کرام کے رد میں بڑے اہتمام سے کتاب "**حقیقۃ البیعۃ والالھام**" لکھی اور یوں کفری بولی بولے: بیعت مروجہ یعنی پیرو مریدی سے دین اسلام میں اس قدر فتور اور فسادات پڑے ہیں کہ جن کا شمار امکان سے باہر ہے، **شرك فی الالوہیت وشرك فی الربوبیۃ وشرك فی الدعاء** جس قدر اقسام شرک کے ہیں سب اس سے پیدا ہوئے (ص ۲۸) سب افعال آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے محمود نہیں اور آپ کے لیے عصمت مطلقہ ثابت نہیں۔ (ص ۴۴ و ۴۵) آخر الذکر نے تقویۃ الایمان کو پنجابی میں نظم کیا اور اس کا نام "**حصن الایمان وزینت الاسلام**" رکھا اور بھوپالی کے رسالہ "**طریقہ محمدیہ**" کو پنجابی نظم کا جامہ پہنایا اور اس کا نام "**انواع محمدی**" رکھا، پنجاب میں ہر کس و ناکس جولاہا موچی دھنا وغیرہ جسے دو حرف پنجابی کے آتے تھے یہ کتابیں پڑھ کر اہل سنت وجماعت کو مخالف قرآن وحدیث بدعتی ومشرک کہنے لگے اور تلبیس کی کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماگئے ہیں:

اذا صح الحدیث فھو مذھبی واترکوا قولی بخبر المصطفٰی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)	حدیث صحیح میرا مذہب ہے اور میرے قول کو مصطفٰی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی حدیث کے مقابل چھوڑ دو۔ (ت)

پس دراصل ہم اہلحدیث ہی سچے اور پکے حنفی ہیں نہ کہ فقہاء ومقلدین، اس خلف ناہنجار بدتر از مار نے اپنے پدر بزرگوار کی کتاب فقہ کا رد کیا اور کہا کہ اس وقت علم کم تھا اب دریا علم کا اچھلا اور ہر طرف سے کتب احادیث کی اشاعت ہوئی الغرض بخوف طوالت وملالت اس قدر پر کفالت نہ ان قبائح کا استیعاب ممکن اور نہ ہی ان کے فرقوں کا حصر معلوم، آخر وہ بھی تو انہیں میں سے ہونگے جو دجال کے ساتھ جاملیں گے، اب آپ کے جناب سے استفتاء یہ ہے کہ آیا یہ فرق وہابیہ مثل دیگر فرق ضال روافض وخوارج وغیرہ کے ہیں یا نہیں اور نصوص سے:

"اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ؕ" [1] "اُولٰٓئِكَ	وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں، وہ

[1] القرآن الکریم ۹۸/ ۶

كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ "[1] فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ" عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ "[2]۔	چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے (ت)

اور احادیث مثل:

اهل البدع شر الخلق والخليقة واهل البدع كلاب اهل النار[3]۔	اہل بدعت تمام مخلوق سے بدتر ہوتے ہیں واہل بدعت اہل دوزخ کے کتے ہیں (ت)

کے مصداق ہیں یا نہیں؟ ان کے پیچھے اقتداء ان کی کتب کا مطالعہ اور ان سے میل جول کا کیا حکم ہے جو ان سے محبت رکھے اور ان کو عالم اور پیروان سنت سے سمجھے اس کے واسطے کیا ارشاد ہے تکذیب نصوص، ایذائے جمیع امت، تکفیر و تفسیق اہل سنت و جماعت، دعوی ہمہ دانی وانانیت، مادہ خروج وبغاوت، تحقیر و توہین شان نبوت ان سب فرق میں کم وبیش موجود۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

" رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ "[4]۔	اے میرے رب تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے، اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں (ت)

یہ سوال کیا محتاج جواب ہے خود ہی اپنا جواب باصواب ہے، سائل فاضل سلمہ نے جو اقوال ملعونہ ان خبثا سے نقل کئے ہیں ان سب کا ضلال مبین اور اکثر کا کفر وارتداد مہین ہونا خود ضروری فی الدین وبدیہی عند المسلمین،

" وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ "[5] " اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ "[6] " وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ	اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائینگے۔ (ت) ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔ اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے، تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور

[1] القرآن الکریم ۷/۱۷۹

[2] القرآن الکریم ۷/ ۱۷۶

[3] الکنز العمال حدیث ۹۵-۱۰۹۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۲۱۸

[4] القرآن الکریم ۲۳/ ۹۷

[5] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[6] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

" کُنۡتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعۡتَذِرُوۡا قَدۡ كَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ " [1]، " يَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوۡا ؕ وَلَقَدۡ قَالُوۡا كَلِمَةَ الۡكُفۡرِ وَكَفَرُوۡا بَعۡدَ اِسۡلَامِهِمۡ " [2]، " لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفۡرِهِمۡ فَقَلِيۡلًا مَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۸﴾ " [3]، " وَالَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۶۱﴾ " [4] " اِنَّ الَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ﴿۵۷﴾ " [5]	اس کے رسول سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد، اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام کے بعد کافر ہوگئے۔ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں۔ اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے درد ناک عذاب ہے۔ بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں، اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (ت)

ان آیاتِ کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ جو عام مسلمانوں پر ظلم کریں ان کے لئے بری بازگشت ہے، ان کا ٹھکانا جہنم ہے، ان پر اللہ کی لعنت ہے، نہ کہ وہ جو اولیاء پر ظلم کریں نہ کہ انبیاء پر نہ کہ خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضائل وعلوشان اقدس پر، ان پر کیسی اشد لعنت الٰہی ہوگی اور ان کا ٹھکانا دوزخ کا اخبث طبقہ، اور اگر تم ان سے پوچھو کہ یہ کیسے کفریات ملعونہ تم نے بکے تو حیلے گھڑیں گے بے سروپا جھوٹی تاویلیں کریں گے اور کچھ نہ بنے تو یوں کہیں گے کہ ہماری مراد توہین نہ تھی ہم نے تو یوں ہی ہنسی کھیل میں کہہ دیا تھا، واحد قہار جل وعلا فرماتا ہے: اے محبوب! ان سے فرمادو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے اپنے ایمان کے بعد۔ جب کوئی حیلہ نہ چلے گا تو کذاب خبیثوں کا پچھلا داؤ چلیں گے کہ خدا کی قسم ہم نے تو یہ باتیں نہ کہیں نہ ہماری کتابوں میں ہیں، ہم پر افترا ہے ناواقف کے سامنے یہی جل کھیلتے ہیں، اللہ واحد قہار جل وعلا فرماتا ہے: بیشک ضرور وہ کفر کا بول بولے اور اسلام کے بعد کافر ہوگئے یعنی ان کی قسموں کا اعتبار نہ کرو " اِنَّهُمۡ لَاۤ اَيۡمَانَ لَهُمۡ " [6] ان پیشوایان کفر کی قسمیں کچھ نہیں " اِتَّخَذُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ جُنَّةً فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَلَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿۱۶﴾ " [7] وہ اپنی قسموں کو ڈھال بنا کر اللہ کی راہ سے روکتے ہیں لاجرم ان کے لئے ذلیل وخوار کرنے والا

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۶۶۔۶۵

[2] القرآن الکریم ۹/ ۷۴

[3] القرآن الکریم ۲/ ۸۸

[4] القرآن الکریم ۹/ ۶۱

[5] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

[6] القرآن الکریم ۹/ ۱۲

[7] القرآن الکریم ۵۸/ ۱۶

عذاب ہے۔ان کے کفر کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی تو بہت کم ایمان لاتے ہیں وہ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے درد ناک عذاب ہے، بیشک جو اللہ ورسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے دنیا وآخرت میں ان پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے تیار کر رکھا ذلت دینے والا عذاب۔طوائف مذکورین وہابیہ ونیچریہ وقادیانیہ وغیرہ مقلدین ودیوبندیہ وچکڑالویہ **خذلھم اللہ تعالٰی اجمعین** ان آیات کریمہ کے مصداق بالیقین اور قطعًا یقینا کفار مرتدین ہیں،ان میں ایک آدھ اگرچہ کافر فقہی تھا اور صدہا کفر اس پر لازم تھے جیسے نمبر ۲ والا دہلوی مگر اب اتباع واذناب میں اصلًا کوئی ایسا نہیں جو قطعًا یقینا اجماعًا کافر کلامی نہ ہو ایسا کہ **من شك فی کفرہ فقد کفر**[1] جو ان کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔اور احادیث کہ سوال میں ذکر کیں بلاشبہہ ان کے اگلے پچھلے تابع متبوع سب ان کے مصداق ہیں،یقینا وہ سب بدعتی اور راستحقاق نار جہنمی اور جہنم کے کتے ہیں مگر انہیں خوارج وروافض کے مثل کہنا روافض وخوارج پر ظلم اور ان وہابیہ کی کسر شان خباثت ہے۔رافضیوں خارجیوں کی قصدی گستاخیاں صحابہ کرام واہلبیت عظام رضی اللہ تعالٰی عنہ پر مقصور ہیں ان کی گستاخیوں کی اصل مطمع نظر حضرات انبیائے کرام اور خود حضور پر نور شافع یوم النشور ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(راستے کا تفاوت دیکھ کہاں سے کہاں تک ہے۔ت)

ان تمام مقاصد اور ان سے بہت زائد کی تفصیل فقیر کے رسائل "**سل السیوف وکوکبۃ شھابیۃ وسبحان السبوح و فتاوی الحرمین وحسام الحرمین وتمھید ایمان وانباء المصطفٰی وخالص الاعتقاد وقصیدۃ الاستمداد** اور اس کی شرح کشف ضلال دیوبندیہ" وغیرہا کثیرہ تبیرہ، حافلہ کافلہ،شافعہ وافیہ، قالعہ قامعہ، میں ہے **وللہ الحمد**،ان کے پیچھے اقتداء باطل محض ہے **کما حققناہ فی النھی الاکید** (جیسا کہ ہم نے "**النھی الاکید**" میں اس پر تفصیلا گفتگو کی ہے۔ت)ان سب کی کتب کا مطالعہ حرام ہے مگر عالم کو بغرض رد۔ان سے میل جول قطعی حرام،ان سے سلام وکلام حرام،انہیں پاس بٹھانا حرام،ان کے پاس بیٹھنا حرام، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت حرام،مر جائیں تو مسلمانوں کا سا انہیں غسل وکفن دینا حرام، ان کا جنازہ اٹھانا حرام،ان پر نماز پڑھنا حرام،انہیں مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام،ان کی قبر پر جانا حرام،انہیں ایصال ثواب کرنا حرام، مثل نماز جنازہ کفر۔**قال اللہ تعالٰی** :

---

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

"وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ(۶۸)"[1]	اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ان ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

اور فرماتا ہے:

"وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ"[2]۔	اور نہ میل کرو ظالموں کی طرف کہ تمہیں دوزخ کی آگ چھوئے گی۔

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم[3]۔	ان سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔

دوسری حدیث میں ہے:

لا تجالسوھم ولا تؤاکلوھم ولا تشاربوھم و اذا مرضوا لاتعودوھم واذا ماتوا فلا تشھدوھم ولا تصلوا علیھم ولاتصلوا معھم[4]	نہ ان کے پاس بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ، نہ ان کے ساتھ پیو، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، مرجائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ، نہ ان پر نماز پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

رب عزوجل فرماتا ہے:

"وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ"[5]۔	ان میں کبھی کسی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا نہ اس کی قبر پر کھڑا ہونا۔

جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان سے محبت رکھے وہ انہیں کی طرح کافر ہے، قال تعالٰی:

"وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ"[6]۔	تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے وہ بیشک انہیں میں سے ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[2] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

[3] صحیح مسلم باب نہی عن الروایہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰

[4] کنزالعمال باب فضائل صحابہ حدیث ۳۲۴۶۸، ۳۲۵۴۲، ۳۲۵۲۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۲۹، ۵۴۰، ۵۴۲

[5] القرآن الکریم ۹/ ۸۴

[6] القرآن الکریم ۵/ ۵۱

اور اس کا حشر انہیں کافروں کے ساتھ ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من احب قوما حشرہ اللہ فی زمرتھم[1]۔	جو کسی قوم سے محبت رکھے گا اللہ تعالٰی اسی قوم کے ساتھ اس کا حشر کرے گا۔

اور فرماتے ہیں: **من ھوی الکفرۃ فھو مع الکفرۃ**[2] جو کافروں سے محبت رکھے گا وہ انہیں کے ساتھ ہوگا اور جو ان کو عالم دین یا پیر وسنت سمجھے قطعًا کافر و مرتد ہے۔ شفائے امام قاضی عیاض و ذخیرۃ العقبٰی بحر الرائق و مجمع الانہر و فتاوٰی بزازیہ و در مختار وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے: **من شك فی عذابہ وکفرہ فقد کفر**[3] (جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ جب ان کو مسلمان سمجھنا درکنار ان کے کفر میں شک کرنا موجب کفر ہے **تو معاذ اللہ** انہیں عالم دین یا پیر وسنت سمجھنا کس قدر اخبث کفر ہوگا "وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۹﴾"[4] (اور ظالموں کی یہی جزا ہے۔ ت) اللہ عزوجل سب خبثا کے شر سے پناہ دے اور مسلمان بھائیوں کی آنکھیں کھولے اور دوست دشمن پہچاننے کی تمیز دے، ارے کس کے دوست دشمن، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دوست ودشمن، افسوس افسوس ہزار افسوس کہ آدمی اپنے دوست دشمن کو پہچانے، اپنے دشمن کے سایہ سے بھاگے، اس کی صورت دیکھ کر آنکھوں میں خون اترے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دشمنوں، ان کے بدگویوں، انہیں گالیاں لکھ کر شائع کرنے والوں اور ان خبیثوں کے ہم مذہبوں ہم پیالوں سے میل جول رکھے، کیا قیامت نہ آئے گی، کیا حشر نہ ہوگا، کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو منہ دکھانا نہیں، کیا ان کے آگے شفاعت کے لئے ہاتھ پھیلانا نہیں! مسلمانو! اللہ سے ڈرو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے حیا کرو۔ اللہ عزوجل توفیق دے۔ آمین! **واللہ تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۱۶۳تا۱۶۹: از شہر محلہ روہیلی ٹولہ مسئولہ حاجی محمد خلیل الدین احمد صاحب یکم صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) مشرکین سے اتحاد و وداد حلال ہے یا نہیں؟

(۲) مشرک کو اپنی حاجت دینیہ میں اپنا لیڈر یعنی ہادی وامام ورہبر بنانا کیسا ہے؟

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۲۵۱۹ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۳/ ۱۹

[2] مجمع الزوائد باب تحشر کل نفس علی ھواہا دار الکتاب بیروت ۱/ ۱۱۳

[3] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

[4] القرآن الکریم ۵/ ۲۹

(۳) مشرک کی نسبت یہ کہنا کہ وہ ہمارے شہر کی خاک کو پاک کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں، کیا حکم رکھتا ہے؟

(۴) مشرک کے لے بڑا مرتبہ اور عزت ماننا مطابق اسلام ہے یا نہیں؟

(۵) اور اس کے استقبال کو شاندار بنانے کے لئے مسلمانوں کا جانا اور مشرک کی تعظیم،

(۶) اور اس کی جے بولنا،

(۷) اور اس کو مہاتما کہنا کیسا ہے؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

(۱) مشرکین سے اتحاد درکنار وداد حرام قطعی ہے۔ **قال اللہ تعالٰی:**

"لَاتَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ ؕ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ؕ " [1]۔	تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جنہیں اللہ اور قیامت پر ایمان ہے کہ اللہ ورسول کے مخالف سے دوستی کریں اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں ایمان اللہ نے لکھ دیا ہے اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔

اور فرماتا ہے جل وعلا:

"وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ ؕ " [2]۔	تم میں جو ان سے دوستی کرے گا وہ بیشک انہیں میں سے ہے۔

یہ ہیں قرآن عظیم کی شہادتیں کہ ان سے وداد واتحاد کفر ہے اور یہ کہ اس کے مرتکب نہ ہوں گے مگر کافر۔ مسلمانو! قرآن کریم سے بڑھ کر کس کا فتوٰی ہے، "وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا ﴿۸۷﴾" [3] اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہے۔

(۲) مشرک کو حاجت دینیہ میں ہادی بنانا امام ٹھہرانا قرآن عظیم کی صریح تکذیب ہے، قرآن عظیم میں

---

[1] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

[2] القرآن الکریم ۵/ ۵۱

[3] القرآن الکریم ۴/ ۸۷

ہزارہا آیتیں گونج رہی ہیں کہ وہ گمراہ ہیں، ہدایت سے بالکل بیگانہ ہیں، یہاں تک کہ فرمایا:

"اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا" [1]۔	وہ چوپایوں کی طرح نرے بے عقل ہی ہیں بلکہ ان سے بھی سخت تر گمراہ۔

توجو انہیں ہادی وامام بنائے گا قطعاً قرآن عظیم کو جھٹلائے گا اور قطعاً راہ ہلاک پائے گا۔

اذا کان الغراب دلیل قوم

سیھدیھم طریق الھالکینا

(جب کسی قوم کا رہنما کوا ہو تو وہ ان کو ہلاکت کی راہ چلائے گا۔ت)

اور روز قیامت ایسا گروہ اس مشرک ہی کے نام سے پکارا جائے گا قال اللہ تعالٰی: "يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ" [2] جس دن ہر گروہ کو ہم اس کے امام کے ساتھ پکاریں گے۔

(۳) لاالٰہ الا اللہ عجب ان سے کہ مدعی اسلام ہوں اور اسلام کے پورے مدعی بن بیٹھیں، کیا قرآن عظیم کے رد ہی پر کمر باندھی ہے، واحد قہار فرماتا ہے: "اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ" [3] مشرک تو نہیں مگر نرے گندے، بلکہ عین نجاست عجب کہ نجاست اور مطہر، ہاں جب ہندو دھرم ہی اختیار کیا تو عجب نہیں کہ گوبر اور پوتر، لا واللہ اس سے بھی ہزار درجہ بدتر گوبر کی نجاست میں ائمہ کو اختلاف ہے اور مشرک کی نجاست پر قرآن کریم کا نص صاف ہے اور آمد سے زمین ناپاک کرنے میں نجاست باطن نجاست ظاہر سے کروڑ درجہ بدتر ہے، نجاست ظاہر ایک دھار پانی سے پاک ہو جاتی ہے اور نجاست باطن کروڑ سمندروں سے نہیں دھل سکتی جب تک صدق دل سے ایمان نہ لائے، ع

ہرچہ شوئی پلید تر باشد

(جتنا دھوئے گا اتنا ہی زیادہ پلید ہوگا۔ت)

(۴) کیا قسم کھائی کہ قرآن عظیم کا کوئی جملہ سلامت نہ رکھیں، مشرک کے لئے ہرگز کوئی عزت نہیں اور بڑا در کنار ادنٰی سے ادنٰی، چھوٹے سے چھوٹا کوئی رتبہ نہیں، واحد قہار جل وعلا فرماتا ہے:

"وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ	عزت تو صرف اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں

[1] القرآن الکریم ۲۵/ ۴۴

[2] القرآن الکریم ۱۷/ ۷۱

[3] القرآن الکریم ۹/ ۲۸

"الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۟" [1]	کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

عزیز مقتدر جل وعلا فرماتا ہے:

"اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓىِٕكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۟" [2]	بیشک اللہ ورسول کے جتنے مخالف ہیں سب ہر ذلیل سے بدتر ذلیلوں میں ہیں۔

عزیز منتقم، عزجلالہ فرماتا ہے: "هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۟" [3] وہ تمام مخلوق الٰہی سے بدتر ہیں۔ مخلوق میں کتا بھی ہے سور بھی ہے۔ قرآن عظیم شہادت دیتا ہے کہ مشرکین ان سے بھی بدتر ہیں، پھر رتبہ وعزت کے کیا معنی!

(۵) اس کی تعظیم سخت سے سخت کبیرہ اور قرآن عظیم کی مخالفت شدیدہ ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام [4]۔	جو کسی بدعتی بدمذہب کی تعظیم کرے اس نے اسلام کے ڈھادینے پر مدد دی۔

مبتدع کی تعظیم پر حکم یہ ہے مشرک کی تعظیم کس درجہ بیخ کنی اسلام ہوگی "وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۟" [5] (مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ت) استقبال کو شاندار بنانے کے لئے جانا تو عین تعظیم ہے جو صریح مخالفت قرآن عظیم ہے، اس جلوس نامانوس میں ویسے بھی شرکت حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **من سود مع قوم فھو منھم** [6] جو کسی قوم کے جتھے میں شامل ہوا وہ انہیں میں سے ہے۔ دوسری حدیث میں ہے: **من کثر سواد قوم فھو منھم** [7] جو کسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۶۳/ ۸

[2] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۰

[3] القرآن الکریم ۹۸/ ۶

[4] کنزالعمال حدیث ۱۱۰۲ موسسة الرسالة بیروت ۱/ ۲۱۹، المعجم الاوسط حدیث ۶۷۶۸ مکتبة المعارف الریاض ۷/ ۳۹۶

[5] القرآن الکریم ۶۳/ ۲۰

[6] کنزالعمال حدیث ۲۴۶۸۱ موسسة الرسالة بیروت ۹/ ۱۰

[7] نصب الرایہ لاحادیث الھدایہ بحوالہ مسند ابویعلی المکتبة الاسلامیة الریاض ۴/ ۳۴۶، کنزالعمال حدیث ۲۴۷۳۵ مؤسسة الرسالة بیروت ۹/ ۲۲

تیسری حدیث میں ہے:

من جامع المشرك وسكن معه فانه مثله[1]۔	جو مشرک کے ساتھ آئے اور اس کے ساتھ رہے وہ بیشک اسی کے مثل ہے۔

(۶) مشرک کی جے نہ بولے گا مگر مشرک۔ حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذامدح الفاسق غضب الرب واهتز لذٰلك العرش[2]۔	جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی کانپ جاتا ہے۔

جب فاسق کی مدح پر یہ حکم ہے تو مشرک کہاں، اس کی مدح کس درجہ باعث غضب شدید رب عزوجل ہو گی!

(۷) مہاتما کے معنی ہیں "روح اعظم" جو خاص لقب سیدنا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے، مشرک کو اس سے تعبیر کرنا صریح مخالفتِ خدا اور سول ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتقولو اللمنافق یا سید فانه ان یکن سید کم فقد اسخطتم ربکم عزوجل[3]۔	منافق کو "اے سردار" نہ کہو بیشک اگر وہ تمہارا سردار ہے، تو تم نے اپنے رب عزوجل کا غضب لیا۔

اب ادھر تو منافق و مشرک کا فرق دیکھو اور ادھر سردار و روح اعظم کا موازنہ کرو، انہیں نسبتوں سے اس پر اللہ عزوجل کا غضب اشد ہے، **والعیاذ باللہ رب العالمین**، اللہ تعالٰی مسلمانوں کی آنکھیں کھولے مسلمان کرے، مسلمان رکھے، مسلمان مارے، مسلمان اٹھائے **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔**

---

[1] سنن ابی داؤد آخر کتاب الجہاد آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۹

[2] شعب الایمان حدیث ۴۸۸۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/ ۲۳۰، اتحاف السادۃ باب الآفۃ الثامنہ عشر المدح دار الفکر بیروت ۷/ ۵۷۱

[3] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب یقول المملوک الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۴، مسند امام احمد بن حنبل حدیث حضرت بریدۃ الاسلمی دار الفکر بیروت ۵/ ۳۴۶۔۳۴۷

مسئلہ ۱۷۰: از موضع خورد مئوڈاکخانہ بدوسرائے ضلع بارہ بنکی مسئولہ سید صفدر علی صاحب ۲ صفر ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ افواہا سنا جاتا ہے کہ اکثر لوگ ایسے ہوئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں کہ ریاضت کرتے ایسے واصل بخدا ہوجاتے ہیں کہ نماز روزہ ترک کردیتے ہیں (جبکہ **اظهر من الشمس** ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے زیادہ کوئی مقرب تر نہیں ہوا اور نہ ہوسکتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نماز روزہ بدرجہ اتم ادا فرماتے تھے) اور لوگ ان کی ولایت کے قائل ہوتے ہیں، چنانچہ تاریخ فرشتہ (اردو) جلد دوم میں لکھا ہے کہ "شیخ احمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حالت جذب میں نماز نہیں پڑھتے تھے"۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے تارک نماز روزہ کے نسبت قرآن مجید وحدیث شریف میں کیا حکم ہے؟ آیا تارک نماز وروزہ ولی اللہ کہے جانے کے لائق ہوسکتا ہے اور ہے یا نہیں اور کوئی درجہ شریعت، طریقت، معرفت میں ایسا ہے کہ جہاں پہنچ کر روزہ نماز کا تارک گنہگار نہ ہو؟

الجواب:

کوئی شخص ایسے مقام تک نہیں پہنچ سکتا جس سے نماز وروزہ وغیرہ احکام شرعیہ ساقط ہوجائیں جب تک عقل باقی ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾" [1]	مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کر۔

سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی گئی: کچھ لوگ پیدا ہوئے کہ نماز وغیرہ عبادات چھوڑ دی ہے اور کہتے ہیں کہ شریعت تو راستہ ہے ہم پہنچ گئے ہمیں راہ کی حاجت نہیں فرمایا: "**صدقوا القد وصلوا ولکن الٰی این الی النار**" وہ سچ کہتے ہیں ضرور پہنچ گئے مگر کہاں تک، جہنم تک۔ پھر فرمایا: اگر مجھے صدہا برس کی عمر دی جائے توفرض تو فرض جو نفل مقرر کرلئے ہیں ہرگز نہ چھوڑوں۔ اس مسئلہ کا کامل بیان ہمارے رسالہ "**مقال عرفاء**" میں ہے، حالت جذب میں مثل جنون عقل سلامت نہیں رہتی، اس وقت وہ مکلّف نہیں، جو باوصف بقائے عقل واستطاعت قصداً نماز یا روزہ ترک کرے ہرگز ولی اللہ نہیں ولی الشیطان ہے قرآن وحدیث میں اسے مشرک وکافر تک فرمایا۔

قال اللہ تعالٰی "اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾" [2]	اللہ تعالٰی نے فرمایا: نماز قائم رکھو اور مشرکوں سے نہ ہوجاؤ۔

[1] القرآن لاکریم ۱۵/ ۹۹

[2] القرآن الکریم ۳۰/ ۳۱

وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من ترك الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر جھارا[1]۔	نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قصداً نماز چھوڑی وہ علانیہ کافر ہوگیا (ت)

مسئلہ ۱۷۱: از شہر محلّہ کوہاڑا پیر مسئولہ یوسف علی بیگ ۵ صفر ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اہل سنت و جماعت کو رافضیوں سے ملنا جلنا اور کھانا پینا اور رافضیوں سے سود سلف خرید نا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص سنی ہو کر ایسا کرتا ہے اس کی نسبت شرعًا کیا حکم ہے؟ آیا وہ شخص دائرہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے یا نہیں؟ اور شخص مذکورہ بالا سے تمام مسلمانوں کو اپنے دینی و دنیوی تعلقات منقطع کرنا چاہئیں یا نہیں؟

الجواب:

روافض زمانہ علی العموم مرتد ہیں کما بیناہ فی ردالرفضۃ (جیسا کہ ہم نے اسے ردالرفضہ میں بیان کیا ہے) ان سے کوئی معاملہ اہلِ اسلام کا سا کرنا حلال نہیں، ان سے میل جول نشست و برخاست سلام کلام سب حرام ہے، **قال اللہ تعالٰی:**

"وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۶۸﴾"[2]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت)

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سیأتی قوم لھم نبز یقال لھم الرافضۃ یطعنون السلف ولایشھدون جمعۃ ولاجماعۃ فلاتجالسوھم ولا تؤاکلوھم ولا تشاربوھم ولا تناکحوھم و اذا مرضوا فلا تعودوھم واذا ماتوا فلا تشھدوھم ولا تصلوا علیھم ولاتصلوا معھم[3]۔	عنقریب کچھ لوگ آنے والے ہیں ان کا ایک بدلقب ہوگا انہیں رافضی کہا جائے گا سلف صالحین پر طعن کرینگے اور جمعہ وجماعات میں حاضر نہ ہوں گے، ان کے پاس نہ بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ کھانا کھانا، نہ ان کے ساتھ پانی پینا، نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا، بیمار پڑیں تو انہیں پوچھنے نہ جانا، مر جائیں تو ان کے جنازے پر نہ جانا، ان پر نماز پڑھنا، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا۔

---

[1] مجمع الزوائد باب فی تارك الصلوٰۃ دار الکتاب بیروت ۱/ ۲۹۵

[2] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[3] کنز العمال حدیث ۳۱۶۳۷، ۳۲۵۴۲، ۳۲۵۲۹، ۳۲۴۶۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۲۵-۵۴۲، ۵۴۰، ۵۲۹، ۳۲۴

جو سنی ہو کر ان کے ساتھ میل جول رکھے اگر خود رافضی نہیں تو کم از اشد فاسق ہے، مسلمانوں کو ان سے بھی میل جول ترک کرنے کا حکم ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۷۲: از شہر بازار صندل خاں مسئولہ نیاز علی خاں ۶ صفر ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شرع سے فتوٰی ہوا ہے کہ مشرک کی تعظیم کے جلوس اور اس کے لکچر کے جلسے میں جس میں سے واعظ مسلمین بنایا گیا ہو شرکت حرام ہے اس پر ایک شخص نے کہا کہ یہ بالکل ٹھیک نہیں اور فضول گھڑنت اور زبردستی کا لٹھ چلانا ہے ایسے شخص سے بیاہ شادی کرنا مسلمان کو جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسا شخص مسجد میں اذان کہے تو جائز ہے یا نہیں؟ سلام وکلام، میل جول رکھنا اور مسلمان کہنا جائز ہے یا نہیں؟ کھانا پینا اس کے یہاں جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہو تو مہر کردی جائے اور ناجائز ہو تو مہر کردی جائے۔

الجواب:

صورت مستفسرہ میں اس شخص نے حکم شریعت کی توہین کی اور شریعت کی توہین کفر ہے، عورت اس کے نکاح سے نکل گئی اس پر فرض ہے کہ از سر نو مسلمان ہو کر توبہ کرے کلمہ اسلام پڑھے، اس کے بعد اگر عورت راضی ہو تو اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے، اور اگر توبہ نہ کرے تو اس سے میل جول حرام ہے اور بیاہ شادی محض زنا، اور اس کی اذان ناجائز، نہ اس سے سلام وکلام جائز، نہ اسے مسلمان کہنا جائز۔ فتاوی عالمگیریہ میں ہے:

رجل قال آنہا کہ علم آموزند داستانہا است کہ می آموزند او قال باد است آنچہ مے گوید او قال تزویر است **او قال من** علم حیلہ را منکرم ہذا کلمہ کفر کذا فی **المحیط**[1]۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**	ایک آدمی کہتا ہے جو علم انہوں نے سکھایا ہے وہ تمام کہانیاں ہیں یا کہتا ہے جو اسے بیان کیا ہے وہ تمام فریب ہے یا کہتا ہے میں علم حیلہ کا منکر ہوں، تو یہ کلمہ کفر ہے، جیسا کہ محیط میں ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم** (ت)

مسئلہ ۱۷۳: از دہلی بازار چتلی قبر چھتا موم گران مسئولہ محمد سلیمان خاں سادیکار ۶ شوال ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں کہ:

(۱) قادیانی غیر مقلد، اہل قرآن، رافضی وغیرہ وغیرہ علاوہ سنیوں کے جتنے فرقے ہیں ان کے ساتھ

---

[1] فتاوٰی ہندیہ باب المرتد نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۰

کھانا پینا، سلام علیک کرنا، نوکری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض علماء فرماتے ہیں کہ رسول خدا کی حدیث ہے کہ جس میں سو میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور ایک بات اسلام کی ہو تو اس کو کافر نہیں کہنا چاہئے۔

(۲) ہندو انگریز وغیرہم کی ہم نوکری کرتے ہیں اور ملتے ہیں ان میں اور قادیانی ودیگر فرقوں میں کیا فرق ہے؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

(۱) یہ فرقے اور اسی طرح دیوبندی و نیچری غرض جو بھی ضروریات دین سے کسی شے کا منکر ہو سب مرتد کافر ہیں، ان کے ساتھ کھانا پینا، سلام علیک کرنا، ان کی موت وحیات میں کسی طرح کا کوئی اسلامی برتاؤ کرنا سب حرام، نہ ان کی نوکری کرنے کی اجازت، نہ انہیں نوکر رکھنے کی اجازت کہ ان سے دور بھاگنے اور انہیں اپنے سے دور کرنے کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم[1]۔	ان سے بچو، انہیں دور رکھو تاکہ وہ تمہیں نہ گمراہ کریں نہ فتنہ میں ڈال سکیں۔ (ت)

وہ حدیث جو سوال میں لکھی محض جھوٹ اور نری بناوٹ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر صریح افترا ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور قرآن حکیم کا حکم یہ ہے کہ ہزار باتیں اسلام کی کرتا ہو اور ایک کلمہ کفر کہے وہ کافر ہوجائے گا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَاقَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ"[2]۔	اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات نہ کہی اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کا لفظ کہا اور اسکے سبب مسلمان ہونے کے بعد کافر ہوگئے۔

دین وعقل دونوں کا مقتضٰی تو یہ ہے کہ ننانوے قطرے گلاب میں ایک بوند پیشاب کی ڈال دو سب پیشاب ہوجائے گا، مگر ان خبیثوں کا مذہب یہ ہے کہ ننانوے تولے پیشاب میں تولہ بھر ڈال دو سب گلاب ہوجائے گا، پاک ہے، حلال ہے چڑھا جاؤ۔

(۲) ہندو اور نصارٰی کافران اصلی ہیں اور یہ فرقے کافران مرتد اور شریعت مطہرہ میں مرتد کا حکم اصلی سے سخت تر ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

---

[1] صحیح مسلم مقدمۃ الکتاب باب نہی عن الروایۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰

[2] القرآن الکریم ۹/ ۷۴

مسئلہ ۱۷۵: از بنارس محلّہ نواب گنج مسئولہ شیخ فریدن سوداگر ۲۲ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مقابلہ کفار میں جب کفار میں جب لشکر اسلام کو شکست ہو تو زید کفار کو ان کی فتح پر مبارکباد دے اور مسرت وخوشی کااظہار کرے عندالشرع اس کا کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

اگر یہ بات واقعی ہے کہ وہ **معاذ اللہ** کفر کی فتح اور اسلام کی شکست چاہتا تھا تو اس کے کفر میں شک نہیں،

قال اللہ تعالٰی "اِنۡ تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ‌ وَاِنۡ تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ يَّفۡرَحُوۡا بِهَا‌ؕ "[1]۔	تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور اگر تمہیں کوئی برائی پہنچے تو اس پر خوش ہوں۔ (ت)

ورنہ مرتکب اشد کبیرہ ہونے میں شک نہیں اور تجدید اسلام لازم، اس کے بعد تجدید نکاح کا حکم۔ عالمگیریہ میں ہے:

لوفاسق شرب الخمر فجاء اقاربہ ونثروا الدراھم علیہ کفروا ولو لم ینثروا لکن قالوا مبارکباد کفروا ایضا[2]۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**	اگر کسی فاسق نے شراب پی اس کے رشتہ دار آئے اور انہوں نے اس پر روپے وارے تو وہ کافر ہو جائیں گے اور اگر پیسے نہ وارے مگر مبارکباد دی تب بھی کافر ہو جائیں گے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔** (ت)

مسئلہ ۱۷۶: از جی آئی پی ریلوے اسٹیشن بھساول مسئولہ عبدالباسط ۱۱ رمضان ۱۳۳۹ھ

ایک شخص مسلمان کہلاتا ہے مگر پابند روزہ حج زکوۃ نہیں، اسکے علاوہ فریمشن بھی ہے، اور انگریزوں کے ہمراہ فریمشن کے مکان میں ہفتہ عشرہ جاکر وہاں جو کچھ ہوتا ہے اس میں شامل رہتا ہے، ایسے شخص کو مسلمان اپنے گھر کھانے کی دعوت کریں یا نہ کریں اور اس کی دعوت قبول کریں یا نہیں؟ مسلمانوں کے قبرستان میں اسے مرنے کے بعد دفن کریں یا نہیں؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

نہ اسکی دعوت کرنا جائز نہ اس کی دعوت کھانا جائز، نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں، نہ اس کے ساتھ کوئی معاملہ موت وحیات اسلام کریں کہ فریمشن اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۲۰

[2] فتاوٰی ہندیہ باب المرتد نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۲

مسئلہ ۱۷۷تا۱۸۱: ازرائے پور گول بازار ممالک متوسط مسئولہ مرزا محمد اسمٰعیل صاحب بیگ　　۲۴شعبان ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سرآمد علمائے متکلمین سرخیل کملائے دین جنید عصر شبلی دہر، حامی شریعت ماحی بدعت، مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ حضرت مولانا صاحب قبلہ **مدظلکم اللہ تعالٰی علی الفارقین المعتقدین**، پس از سلام سنت اسلام آنکہ عرصہ دراز سے کوئی عریضہ ارسال خدمت اقدس نہیں کیا مگر اکثر اوقات حضور کی صحتوری اور مزاج کی کیفیت کا جبل پور ودیگر مقامات کے کاٹھیاواری احباب سے جویاں رہا، موجودہ شورش نان کوآپریشن وہندو ومسلم اتحاد پر مقررین کی تقریریں سنیں اور حضور کے سکوت پر ہمیشہ یہی خیال کرتا رہاکہ دیوبندی اور دیگر فرق ضالہ کی شرکت کی وجہ سے حضور اس روش سے کنارہ کش ہیں اور **بحمداللہ** کہ میرا یہ خیال صحیح ہوا۔ چند رسالے جبل پور سے آئے اور تحقیقات قادریہ آیہ "اِنَّمَا یَنْھٰکُمُ اللہُ"[1] جو تحقیق حضور نے فرمائی وہ حاکم علی صاحب بی اے دلائل پور والے ماسٹر صاحب کو ترک موالات کے متعلق جو مفصل ومدلل فتوی ارسال فرمایا من وعن میری نظر سے گزرا میں ایک جاہل شخص ہوں لیکن اب تک **الحمدللہ** عقیدہ اہل سنت وجماعت پر قائم ہوں اور رہوں گا **ان شاء اللہ تعالٰی**، ان تمام رسائل اور اشتہارات کے دیکھنے کے بعد میں نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ حضور کی تحقیق اور حضور کی وسعت نظر کا مخالفین کو بھی ضرور اعتراف ہوگا، گو بظاہر وہ حضور کا خلاف کرتے ہیں، لیکن اب تک ایک خلش میرے دل میں اور باقی رہی جس کی وجہ سے یہ عریضہ بصورت استفتا بغرض طلب ہدایت ارسال خدمت ہے:

(۱) ان تمام رسائل اور اشتہارات سے یہ تو ثابت ہوچکا کہ موالات ہر کافر ومشرک سے قطعًا حرام ہے خواہ وہ ہند، چین، جاپان، غرض کہ دنیا کہ کسی حصہ کا کیوں نہ ہو لیکن اعزاز واقتدار خلافت قائم رکھنے کے لئے مسلمانانِ ہند کو خصوصًا اور مسلمانانِ دنیا کو عمومًا کون سا طرز عمل اختیار کرنا چاہئے جو حدود شرعیہ کے اندر ہو اور اس سے تجاوز نہ کرتا ہو۔

(۲) خلافت یا سلطنت اسلام کی بقا اور تحفظ کا کیا ذریعہ ہے؟

(۳) **الائمۃ من القریش**[2] (امام، قریش میں سے ہوں گے۔ت) کی حدیث پر حضور اپنی تحقیق سے مطلع فرمائیں۔

---

[1] القرآن الکریم ۶۰/ ۹

[2] مسند امام احمد بن حنبل حدیث حضرت انس بن مالك رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۳/ ۱۲۹

(۴) اخبار واشتہار وچشم دید واقعات سے یہ ظاہر ہے کہ شریف مکہ نے حرمین شریفین **زادھما اللہ شرفا وتعظیما** کی بے حرمتی کی یا کرائی، جزیرۃ العرب میں کفار ومشرکین کا داخلہ قبول کرلیا اس صورت میں شریف مکہ کے ساتھ کیا سلوک مسلمانوں کو کرنا چاہئے اور شریعت مطہرہ کا ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟

(۵) مقامات مقدسہ کفار کے قبضہ میں بالواسطہ یا بلاواسطہ ہیں ان کفار کے اخراج کے لئے کیا طریقہ عمل ہونا چاہئے؟

ان چند امور پر حضور کی اجمالی یا تفصیلی تحقیق مجھے مطلوب ہے اور دیگر علماء سے مجھے کوئی اتنا زیادہ سروکار نہیں جتنا حضور سے، میں نے جب سے ہوش سنبھالا حضور ہی کو اپنا راہبر راہ حق سمجھتا رہا، نہ صرف یہی بلکہ میرے والد بزرگوار جناب مرزا فطرت بیگ صاحب مرحوم انسپکٹر پولیس حضور ہی کی ہدایت پر ندوہ کی ممبری سے علیحدہ ہوئے جو اس خط سے واضح ہے جو مکتوبات علماء وکلام اہل صفا میں بنام حافظ یقین الدین صاحب مرحوم شائع کردیا گیا ہے، اس لئے مجھے فخر ہے کہ میں اس سے ہدایت یافتہ ہوں جو میرے والد مرحوم کے راہبر ہیں، انجمن رضائے مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قیام سے بیحد خوشی حاصل ہوئی اس شہر میں اس کی اشاعت کروں گا **ان شاء اللہ تعالٰی**، لیکن ایک دیوبندی محمد یسین کی وجہ سے اس میں کچھ رکاوٹ ہوگی، یہ وہی شخص ہے جس کے مدرسہ کے مقابل یہاں کے اہل سنت نے ایک مدرسہ قائم کرکے حضور کے توسط سے مولوی سید مصباح القیوم صاحب زیدی الواسطی کو بلایا ہے، مولوی صاحب نہایت نیک آدمی ہیں اور ان کی تحقیق مندرجہ بالاامور میں محدود ہے، اس لئے عرض ہے کہ ان پانچ سوالات کے جوابات حضور کے پاس سے آنے پر ان شاء اللہ میں حتی الامکان کوشش کروں گا کہ انجمن مذکور کی ترویج یہاں بھی ہو، پس عرض ہے کہ جواب باصواب سے جلد تر سرفراز فرمائیں: **بینوا توجروا** فقط حد ادب!

الجواب:

مکرمی کرم فرما **اکرمکم اللہ تعالٰی، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الائمۃ من القریش**[1] (امام، قریش میں سے ہوں گے۔ت) حدیث صحیح متواتر ہے اور اس کے مضمون پر صحابہ کرام وتابعین عظام وائمہ اعلام تمام اہلسنت کا اجماع ہے کہ کتب عقائد وحدیث وفقہ اس مسئلہ کی روشن تصریحات سے مالامال ہیں، ہر سلطنت اسلام نہ سلطنت ہر جماعت اسلام نہ جماعت ہر فرد اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر فرض ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **الدین النصح لکل مسلم**[2] (دین ہر مسلمان کے لئے

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۳/ ۱۲۹

[2] صحیح البخاری باب الدین النصیحۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳

سراپا خیر خواہی ہے۔ت) ہر فرض بقدر قدرت ہے اور ہر حکم مشروط بہ استطاعت،

قال اللہ تعالٰی "لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" [1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اللہ تعالٰی کسی نفس کو اس کی وسعت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا (ت)

جو شخص حفاظت اسلام و سلطنت اسلام و اماکن مقدسہ کی استطاعت رکھتا ہے اور کاہلی سے نہ کرے مرتکب کبیرہ ہے یا کفار کی خوشامد و خوشنودی کے لئے تو مستوجب لعنت ہے یا دل سے ضرر اسلام پسند کرنے کے سبب تو کافر ہے اور جو استطاعت نہیں رکھتا معذور ہے، شریعت اس کام کا حکم فرماتی ہے جو شرعًا جائز اور عادۃً ممکن اور عقلًا مفید ہو، حرام یا ناممکن یا عبث، افعال حکم شرع نہیں ہو سکتے لہذا:

(۱) مسلمانانِ ہندو کو جہاد کا ہرگز حکم نہیں، **المحجة المؤتمنه** میں اسے واضح کر دیا ہے حتی کہ خود مولوی عبدالباری کے رسالہ ہجرت ص ۲۷ میں ہے:

"میں کشت و خون کو خصوصًا مجتمع حملہ کی صورت جیسا کہ لشکر کرتا ہے غیر مفید سمجھتا ہوں کیونکہ اس کے اسباب مجتمع نہیں غیر قادرین پر فرض نہیں بد سگالی کی غرض سے کر سکتے ہیں اس کا ضرر ہوگا۔"

(۲) ہندوستان دارالاسلام ہے، اس میں فقیر کا رسالہ اعلام الاعلام مدتوں سے شائع ہے اور خود مولوی عبدالباری کے رسالہ ہجرت ص ۱۷ میں ہے:

"ہم لوگوں کا مسلک یہ ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے"۔

اور شک نہیں کہ دارالاسلام سے ہجرت عامہ کا حکم ہر گز شرع مطہر نہیں فرماتی، نہ عادۃً وہ ممکن نہ کچھ مفید کہ سب مسلمان اپنی جائدادیں یونہی نصارٰی کے لئے چھوڑ جائیں یا کوڑیوں کے مول ہندوؤں کو دی جائیں اور خود کروڑوں ننگے بھوکے اور ملک کے مسلمانوں پر ڈھٹی دیں ان کی عافیت بھی تنگ کریں یا بھوکے مرجائیں اور اپنی مساجد و مزارات اولیاء پامالیِ کفار و مشرکین کے لئے چھوڑ جائیں اور یہ سب کچھ اوڑ بھی لیا جائے تو اس سے سلطنت اسلام کو کیا فائدہ، اور اماکن مقدسہ کا کیا نفع اور ہجرت بعض کا بے سود ہونا بھی عقلًا تو معلوم تھا ہی، اب تجربۃً مشہور بھی ہو لیا سوا ان غریب مسلمانوں کی بے سرو سامانی و آوارگی و پریشانی و حسرت و پشیمانی کے اور بھی کوئی فائدہ مترتب ہوا۔

(۳) مالی امداد البتہ ایک چیز ہے اگرچہ مولوی عبدالباری اس کے بھی منکر ہیں۔ رسالہ ہجرت ص ۵

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۶

پر ہے: "ہم اس وقت اعانت بمال کو مسلمانان ہند پر فرض نہیں سمجھتے بوجہ عدم استطاعت"۔ یہ عذر کیسا بھی ہو مگر ذرائع وصول مہیا ہونا اور وصول پر وثوق کے ساتھ اطمینان ملنا بہت ضرور ہے نہ ایسا کہ لاکھوں کے چندے ہوئے اور باوصف کثرت تقاضا ____ اب تک حساب بھی نہیں دیتے۔

(۴) معاملت حرام کا ترک ہمیشہ سے واجب تھا اور نہ کیا اب جائز کا ترک بھی فرض کر رہے ہیں، یہ شرع پر زیادت ہے پھر بھی جائز کا ترک ہر وقت جائز ہے جب کہ کسی محظور کی طرف منجر نہ ہو اس کا ناممکن یا نامفید ہونا المحجۃ المؤتمنہ ص۸۷ سے ۹۲ تک ملاحظہ ہو، باتیں وہ بتائی جاتی ہیں جن پر تمام ملک ہر گز کاربند نہ ہوگا، نہ صرف تمام مسلمان اور بفرض غلط سب مسلمان مان بھی لیں تو بجائے نفع مضر، پھر باطل و نامتوقع پر عام عمل اگر متخیل بھی ہو تو مدید و طویل مدتیں درکار، اور حاجت اس وقت فوری تاتریاق از عراق کی مثل ہے۔

(۵) فتنہ وفساد پھیلانے کی نامفیدی ظاہر، اب تک سواء بعرض ذلتوں کے کیا حاصل ہوا اور یہ کھلا پہلو اس کے شرعًا بھی ناجائز ہونے کا ہے، حدیث میں ہے:

"مسلمان کو روا نہیں کہ اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرے"۔

خود مولوی عبدالباری کے رسالہ ہجرت ص۷ میں ہے:

"اس میں شک نہیں کہ اہلاک نفس بلاضرورت جائز نہیں، قانون جن امور کو روکتا ہے ان کو نہ کرنے میں ہم کو عذر ہے"۔

(۶) رہی خالی چیخ پکار، آفتاب سے زیادہ آشکار کہ محض بے سود و بیکار، ملک چیخنے پکارنے سے واپس نہیں ہوتا وہ بھی اتنا وسیع، وہ بھی ہلال کا، وہ بھی صلیب سے، ورنہ اگلے علماء و مشائخ نے ہندوستان ہی چلا چلا کر پھیر لیا ہوتا، یا مولوی عبدالباری کے بزرگوں نے چیخ پکار کر یہی ذراسی لکھنؤ کی پڑیا، کیا ان کو درد اسلام نہ تھا، تھا مگر عقل بھی تھی کہ مہمل شور و غل سے کیا حاصل ہوگا، خود آزاد کے الہلال جلد ۱۲ص۱۶ میں ہے: "زبان سے نالہ وفریاد کرنے کی صورتیں اسی وقت تک کے لئے ہیں جب تک ان سے کشود کار ممکن ہو"۔

(۷) خیر یہاں تک تو تھا جو کچھ تھا، قیامت کا بند تو ہے کہ خلافت کی حمایت واماکن مقدسہ کا نام لے کر

مسلمان کہلانے والے مشرکوں میں فنا ہوگئے، مشرک کو پیشوا بنالیا آپ پس رو بنے، جو وہ کہے وہی مانیں، قرآن وحدیث کی تمام عمر اس پر نثار کردی، ترک موالات کا نام بدنام اور اللہ کے دشمن مشرکوں سے وداد محبت واتحاد بلکہ غلامی وانقیاد، ان کی خوشی کے لئے شعار اسلام کا انسداد، ان شناعات کے حلال کرنے کو آیات میں تحریف شریعت میں الحاد، نئی نئی شریعت کا دل سے ایجاد، جس کا بیان آپ کو المحجۃ الموتمنہ میں ملے گا، یہ تو صراحۃً اسلام کو کند چھری سے ذبح کرنا ہے اس کا نام حمایت اسلام رکھنا کس درجہ صریح مغالطہ واغوا ہے، ندوہ میں بدمذہبوں ہی کی شرکت کا رونا تھا بظاہر کلمہ گو تو تھے انہوں نے سرے سے کلمہ ہی کو اٹھا کر بالائے طاق رکھ دیا، نہیں نہیں، بلکہ پس پشت پھینک دیا، مشرکوں کو روح اعظم بنایا، موسٰی بنایا نبی بالقوہ بنایا، مذکر **مبعوث من اللہ** بنایا، اس کی مدح خطبہ جمعہ میں داخل کی، اس کی تعریف میں کلام الٰہی کا مصرعہ:

خاموشی از ثنائے تو حدِ ثنائے تست

(تیری تعریف سے خاموش رہنا تیری تعریف کی انتہا ہے۔ت)

گایا اور کیا کیا کفر وکفریات وضلالات اختیار کئے جن کا نمونہ آپ کو **المحجۃ المؤتمنۃ** کے ص ۴۴ و ۴۵ پر ملے گا جزیرۃ العرب میں کفار کی سکونت پچھلے سلاطین کے زمانے سے ہے، عدن میں انگریزی فوج وغیرہ میں نصرانی سفارتوں کے قیام مدتوں سے ہیں، حرمین محترمین کی بے ادبی شریف سے ہونے کا مجھے علم نہیں، اخباروں اشتہاروں کو میں خود اپنے معاملہ میں روزانہ دیکھ رہا ہوں کہ میری نسبت محض جھوٹ محض بہتان شائع کرتے اور قصداً لعنتِ الٰہی اپنے اوپر لے رہے ہیں اور ان کی تائید میں کذابین کی عینی شہادتیں ہوتی ہیں حالانکہ اللہ ورسول جانتے ہیں اور وہ خود دل میں جان رہے ہیں کہ محض جھوٹ بکتے اور افترا بکتے ہیں "وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ۝" [1] (اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ت) اگر بے ادبی حقیقۃً ثابت ہو تو جس حیثیت کی جس کی نسبت ثبوت پائے وہ اس قدر کے حکم شرعی کا مستحق ہوگا کسے باشد۔ فقط ۲۴ شعبان ۱۳۳۹ھ

---

[1] القرآن الکریم ۶۳/ ۱

المحجة المؤتمنة فی اٰیة المُمتحنة ۱۳۳۹ھ

(سورۂ ممتحنہ کی آیت کریمہ کے بارے میں درمیانی راستہ)

مسئلہ ۱۸۲: از مرسلہ مولوی حاکم علی صاحب بی اے حنفی نقشبندی مجددی پروفیسر سائنس اسلامیہ کالج لاہور ۱۴ صفر ۱۳۳۹ھ
اللہ تعالٰی نے ہمیں کافروں اور یہود و نصارٰی کے تولی سے منع فرمایا ہے مگر ابوالکلام زبردستی تولٰی کے معنی "معاملت" اور ترک موالات کو "ترک معاملت" (نان کوآپریشن) قرار دیتے ہیں اور یہ صریح زبردستی ہے جو اللہ تعالٰی کے کلام پاک کے ساتھ کی جارہی ہے، مذکور نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۰ء کی جنرل کونسل کی کمیٹی میں تشریف لاکر اطلاق یہ کردیا کہ جب تک اسلامیہ کالج لاہور کی امداد بند نہ کی جائے اور یونیورسٹی سے اس کا قطع الحاق نہ کیا جائے تب تک انگریزوں سے ترک موالات نہیں ہوسکتی اور اسلامیہ کالج کے لڑکوں کو فتوٰی دے دیا کہ اگر ایسا نہ ہو تو کالج چھوڑ دو، لہٰذا اس طرح سے کالج میں بے چینی پھیلادی کہ پھر پڑھائی کا سخت نقصان ہونا شروع ہوگیا۔ علامہ مذکور کا یہ فتوٰی غلط ہے یونیورسٹی

نقل خط مولوی صاحب: آقائے نامدار مؤید ملت طاہرہ مولٰینا و بالفضل اولٰینا جناب شاہ احمد رضاخاں صاحب دام ظلہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پشت ہذا (باقی بر صفحہ آئندہ)

کے ساتھ الحاق قائم رہنے سے اور امداد لینے سے معاملت قائم رہتی ہے نہ کہ موالات جس کے معنی محبت کے ہیں نہ کہ کام کے۔جو کہ معاملت کے معنی ہیں،مذکور کی اس زبردستی سے اسلامیہ کالج تباہ ہورہا ہے مولوی محمود حسن صاحب مولوی عبدالحہ صاحب تودیوبندی خیالات کے ہیں زبردستی فتوے اپنے مدعا کے مطابق دیتے ہیں لہٰذا میں فتوے دیتاہوں کہ یونیورسٹی کے ساتھ الحاق اور امداد لینا جائز ہے میرے فتوے کی تصحیح،ان اصحاب سے کرائیں جو دیوبندی نہیں مثلاملت طاہرہ حضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضاخاں قاری صاحب بریلوی علاقہ روہیل کھنڈ اور مولوی اشرف علی تھانوی ممالک مغربی وشمالی

الجواب:

موالات ومجرد معاملت میں زمین وآسمان کا فرق ہے دنیوی معاملت میں جس سے دین پر ضرر نہ ہو سوا مرتدین مثل وہابیہ دیوبندیہ وامثالہم کے کسی سے ممنوع نہیں۔ذمی تو معاملات میں مثل مسلم ہے:

لھم مالنا و علیھم ماعلینا۔	ان کے لئے ہے جو ہمارے لئے اور جو ان پر ہے ہم پر۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشت) پر کافتوٰی مطالعہ گرامی کے لئے ارسال کرکے التجا کرتاہوں کہ دوسری نقل کی پشت پر اس کی تصحیح فرماکر احقر نیاز مند کے نام بواپسی ڈاک اگر ممکن ہوسکے یا کم از کم دوسرے روز بھیج دیں،انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس بروز اتوار بتاریخ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو منعقد ہوتاہے اس میں پیش کرنا ہے کہ دیوبندیوں اور نیچریوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا ہے ہندوؤں اور گاندھی کے ساتھ موالات قائم کرلی ہے اور مسلمانوں کے کاموں میں روڑہ اٹکانے کی ٹھان لی ہے للہ عالم حنفیّہ کو ان کے ہاتھوں سے بچائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔نیاز مند دعاگوے حاکم علی بی اے موتی بازار لاہور ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء

جواب خط مولوی صاحب: مکرم کرم فرما جناب مولوی حاکم علی صاحب بی اے سلمہم بعد اہدائے ہدیہ مسنونہ ملتمس کل گیارہ بجے آپ کا فتوٰی آیا اس وقت سے شب کے بارہ بجے تک اہم ضروریات کے سبب ایک حرف لکھنے کی فرصت نہ ہوئی،آج صبح بعد وظائف یہ جواب املا فرمایا امید کہ مجموعہ فتاوٰی کی نقل کے بعد آج ہی کی ڈاک سے مرسل ہو،اور مولٰی تعالٰی قادر ہے کہ کل ہی آپ کو پہنچ جائے،ماموں کہ وقت پر موصول ہونے سے مطلع فرمائیں والسلام فقیر مصطفٰی رضا قادری نوری عفی عنہ ۱۵ صفر المظفر ۱۳۲۹ھ۔

(یعنی دنیاوی منافع میں ہماری طرح ان کو بھی حصہ دیا جائے گا اور دنیوی مواخذہ ان پر بھی وہی ہوگا جو ایک مسلمان پر کیا جائے گا) اور غیر ذمی سے بھی خرید و فروخت، اجارہ واستیجار، ہبہ واستیہاب بشروطہا جائز اور خریدنا مطلقاً ہر مال کا کہ مسلمان کے حق میں متقوم ہو اور بیچنا ہر جائز چیز کا جس میں اعانت حرب یا اہانت اسلام نہ ہو اسے نوکر رکھنا جس میں کوئی کام خلاف شرع نہ ہو، اس کی جائز نوکری کرنا جس میں مسلم پر اس کا استعلاء نہ ہو، ایسے ہی امور میں اجرت پر اس سے کام لینا یا اس کا کام کرنا بمصلحت شرعی اسے ہدیہ دینا جس میں کسی رسم کفر کا اعزاز نہ ہو، اس کا ہدیہ قبول کرنا جس سے دین پر اعتراض نہ ہو حتی کہ کتابیہ سے نکاح کرنا بھی فی نفسہٖ حلال ہے، وہ صلح کی طرف جھکیں تو مصالحت کرنا مگر وہ صلح کہ حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال، یونہی ایک حد تک معاہدہ و مواعدت کرنا بھی، اور جو جائز عہد کرلیا اس کی وفا فرض ہے، اور غدر حرام **الی غیر ذلك من الاحکام**۔ درمختار میں ہے:

والمرتدۃ تحبس ابدا ولا تجالس ولا تؤاکل حتی تسلم ولا تقتل اھ [1] **قلت** وھو العلۃ فانھا تبقی ولا تفنی وقد شملت المرتد فی اعصارنا وامصارنا لامتناع القتل۔	مرتد عورت دائم الحبس کی جائے گی اور نہ اس کے پاس کوئی بیٹھے نہ اس کے ساتھ کوئی کھائے یہاں تک کہ وہ اسلام لائے اور قتل نہ کی جائے گی، میں کہتا ہوں یہی ان احکام کا سبب ہے کہ وہ باقی چھوڑ دی جاتی ہے اور فنا نہیں کی جاتی اور اب اس ملک میں یہ سب مرتد کو بھی شامل ہوگیا کہ قتل نہیں کیا جا سکتا۔

محیط میں ہے:

اذا خرج للتجارۃ الی ارض العدو بامان فان کان امرالایخاف علیه منه وکانوا قوما یوفون بالعھد یعرفون بذلك وله فی ذلك منفعة فلاباس [2]۔	جب دشمن کے شہر کو امان لے کر تجارت کے لئے جائے اگر معاملہ ایسا ہو کہ اس پر اس سے اندیشہ نہیں اور وہ کافر عہد پورا کرنے میں مشہور ہوں اور اسے وہاں جانے میں نفع ہو توحرج نہیں۔

ہندیہ میں ہے:

اذا اراد المسلم ان یدخل دار الحرب	جب مسلمان دارالحرب میں امان لے کر جانا چاہے

---

[1] الدرالمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۶۰

[2] فتاوٰی ہندیہ بحوالہ محیط کتاب الکراہیۃ الباب السادس والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۵

بامان للتجارة لم یمنع ذٰلك منه و كذٰلك اذا اراد حمل الامتعة الیهم فی البحر فی السفینة[1]۔	تو اس سے منع نہ کیا جائے گا اور یونہی جب کچھ اسباب دریائی سفر میں ان کی طرف کشتی میں لے جائے۔

اسی میں ہے:

قال محمد لاباس بان یحمل المسلم الی اهل الحرب ماشاء الاالكراع والسلاح فان كان خمرا من ابریسم اوثیابا رقاقا من القز فلاباس بادخالها الیهم ولا بأس بادخال الصفر والشبه الیهم لان هذ الا یستعمل للسلاح[2] (ملخصا)	امام محمد نے فرمایا مسلمان جو مال تجارت چاہے حربیوں کی طرف لے جاسکتاہے مگر گھوڑے اور ہتھیار، تو اگر ریشمی دوپٹے یا دیباکے باریک کپڑے ہوں تو انھیں ان کی طرف لے جانے میں حرج نہیں اور پیتل اور جست ان کی طرف لے جانے میں مضائقہ نہیں کہ ان سے ہتھیار نہیں بنتے۔ (ملخصا)

اسی میں ہے:

لایمنع من ادخال البغال والحمیر والثور والبعیر[3]۔	خچر اور گدھے اور بیل اور اونٹ دارالحرب میں لے جانا مضائقہ نہیں رکھتا۔

فتاوٰی امام طاہر بخاری میں ہے:

مسلم اجر نفسه من مجوسی لاباس به[4]۔	مسلمان کسی مجوسی کے یہاں مزدوری کرے تو حرج نہیں۔

ہدایہ میں ہے:

من ارسل اجیراله مجوسیا او خادما فاشتری لحما فقال اشتریته من یهودی اونصرانی اومسلم	جس نے اپنا نوکر یا غلام مجوسی بازار کو بھیجا اس نے گوشت خریدا اور کہا میں نے یہودی یا نصرانی یا مسلمان سے خریدا ہے اسے اس کے کھانے کی

[1] فتاوٰی ہندیۃ الباب السادس فی المستامن الفصل الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۳
[2] فتاوٰی ہندیۃ الباب السادس فی المستامن الفصل الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۳
[3] فتاوٰی ہندیۃ الباب السادس فی المستامن الفصل الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۳
[4] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الاجارات الفصل العاشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۳/ ۱۵۹

وسعہ اکلہ[1]۔	گنجائش ہے (کہ معاملات میں کافر کا قول مقبول ہے)

درمختار میں ہے:

الکافر یجوز تقلیدہ القضاء لیحکم بین اھل الذمۃ ذکرہ الزیلعی فی التحکیم[2]۔	بادشاہ اسلام اگر کسی کافر کو قاضی بنائے کہ ذمی کافروں کے مقدمے فیصل کرے تو جائز ہے اسے زیلعی نے باب تحکیم میں ذکر کیا۔

محیط میں ہے:

قال محمد مایبعثہ ملك العدو من الھدیۃ الی امیر جیش المسلمین اوالی الامام الاکبر وھو مع الجیش فانہ لاباس بقبولھا ویصیر فیئا للمسلمین وکذلك اذا اھدی ملکھم الی قائد من قواد المسلمین لہ منعۃ ولوکان اھدی الی واحد من کبار المسلمین لیس لہ منعۃ یختص ھو بھا[3]۔	امام محمد نے فرمایا دشمنوں کا بادشاہ جو ہدیہ مسلمانوں کے سپہ سالار یا خلیفہ حاضر لشکر کو بھیجے اس کے قبول میں حرج نہیں تو وہ سب مسلمانوں کے لئے مشترک ہوجائے گا یونہی جب ان کا بادشاہ مسلمان کے کسی فوجی سردار کو ہدیہ بھیجے جس کے پاس فوج ہو اگر کسی اسلامی سردار کو کو بھیجا جس کے پاس اس وقت فوج نہیں تو ہدیہ خاص اسی سردار کی ملک ہوگا۔

اسی میں ہے:

لوان عسکرا من المسلمین دخلوا دار الحرب فاھدی امیرھم الی ملك العدو ھدیۃ فلاباس بہ وکذٰلك لو ان امیر الثغور اھدی الی ملك العدو ھدیۃ و اھدی ملك العدو الیہ ھدیۃ[4]۔	اگر مسلمانوں کا کوئی لشکر دارالحرب میں داخل ہو اور سردار لشکر کچھ ہدیہ دشمنوں کے بادشاہ کو بھیجے اس میں حرج نہیں اور یونہی اگر سرحدوں کا سردار دشمنوں کے بادشاہ کو کوئی ہدیہ بھیجے اور دشمنوں کا بادشاہ اسے ہدیہ بھیجے۔

[1] الھدایۃ کتاب الکراہیۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/ ۴۵۱

[2] الدرالمختار کتاب القضاء مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۷۱

[3] فتاوٰی ہندیۃ بحوالہ المحیط الباب السادس الفصل الثالث نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۶

[4] فتاوٰی ہندیۃ بحوالہ المحیط الباب السادس الفصل الثالث نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۶

وقال اللہ تعالٰی "وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ "[1] (وتمام تحقیقه فی فتاوٰنا) وقال اللہ تعالٰی "وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا "[2]۔ وقال اللہ تعالٰی " اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْکُمْ شَیْئًا وَّلَمْ یُظَاهِرُوْا عَلَیْکُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَیْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰی مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ۝ "[3] وقال تعالٰی "وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ کَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝ "[4] وعنه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم الصلح جائز بین المسلم الاصلحا احل حراما او حرم حلالا[5]. وقال صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لاتغدروا[6]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اورحلال ہیں تمھارے لئے پارسا عورتیں ایمان والیوں میں سے اوران میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی جب تم ان کے مہر دو (اور اس مسئلہ کی پوری تحقیق ہمارے فتاوٰی میں ہے) اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں توتم بھی اس کی طرف میل کرو۔ سب کافروں کو قتل کرومگر وہ مشرک جن سے تمھارا معاہدہ ہولیا، پھر انھوں نے تمھارے حق میں کوئی تقصیر نہ کی اور تم پر کسی کو مدد نہ دی تو ان کا عہد ٹھہری ہوئی مدت تک پورا کرو بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے عہد پورا کرو بیشک عہد پوچھا جائے گا، اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت ہے مسلمانوں میں صلح جائز ہے مگر وہ صلح جو کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہ کرے، اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: بدعہدی نہ کرو۔

وہ الحاق واخذ امداد اگر نہ کسی امر خلاف اسلام و مخالف شریعت سے مشروط نہ اس کی طرف منجر، تواس کے جواز میں کلام نہیں، ورنہ ضرور ناجائز وحرام ہوگا مگر یہ عدم جواز اس شرط یا لازم کے سبب سے ہوگا نہ بربنائے تحریم مطلق معاملت جس کے لیے شرع میں اصلا اصل نہیں اور خود ان مانعین کا طرز عمل ان کے کذب دعوی پر شاہد، ریل تار ڈاک سے تمتع کیا معاملت نہیں ہے، فرق یہ ہے کہ اخذ امداد میں مال

[1] القرآن الکریم ۵/۵
[2] القرآن الکریم ۸/ ۶۱
[3] القرآن الکریم ۹/ ۴
[4] القرآن الکریم ۱۷/ ۳۴
[5] سنن ابی داوٗد کتاب القضاء باب فی الصلح آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۵۰
[6] صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۲

لینا ہے اور ان کے استعمال میں دینا عجب کہ مقاطعت میں مال دینا حلال ہو اور لینا حرام اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ریل تار ڈاک ہمارے ہی ملک میں ہمارے ہی روپے سے بنے ہیں۔ سبحان اللہ امداد تعلیم کا روپیہ کیا انگلستان سے آتا ہے وہ بھی یہیں کا ہے۔ تو حاصل وہی ٹھہرا کہ مقاطعت میں اپنے مال سے نفع پہنچانا مشروع اور خود نفع لینا ممنوع۔ اس الٹی عقل کا کیا علاج، مگر اس قوم سے کیا شکایت جس نے نہ صرف شریعت بلکہ نفس اسلام کو پلٹ دیا مشرکین سے وداد بلکہ اتحاد بلکہ غلامی وانقیاد فرض کیا، خوشنودی ہنود کے لئے شعار اسلام بند اور شعار کفر کا ماتھوں پر علم بلند، مشرکین کی جے پکارنا ان کی حمد کے نعرے مارنا، انھیں اپنی اس حاجت دینی میں جسے نہ صرف فرض بلکہ مدار ایمان ٹھہراتے ہیں یہاں تک کہ اس میں شریک نہ ہونے والوں پر حکم کفر لگاتے ہیں، اپنا امام وہادی بنانا مساجد میں مشرک کو لے جاکر مسلمانوں سے اونچا کرکے واعظ مسلمین ٹھہرانا، مشرک کی ٹکٹکی کندھوں پر اٹھاکر مرگھٹ میں لے جانا، مساجد کو اس کے ماتم گاہ بنانا، اس کے لئے دعا مغفرت ونماز جنازہ کے اشتہار لگانا وغیرہ وغیرہ ناگفتہ بہ افعال موجب کفر وموروث ضلال، یہاں تک کہ صاف لکھ دیا کہ اگر اپنے ہندو بھائیوں کو راضی کرلو تو اپنے خدا کو راضی کرلوگے، صاف لکھ دیا کہ ہم ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو ہندو مسلم کا امتیاز اٹھادے گا اور سنگم وپریاگ کو مقدس علامت ٹھہرائے گا صاف لکھ دیا کہ ہم نے قرآن وحدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کردی، یہ ہے موالات، یہ ہے حرام، یہ ہیں کفریات، یہ ہیں ضلال تام، **فسبحٰن مقلب القلوب والابصار ولاحول ولاقوۃ الا باللہ الواحد القہار۔ واللہ تعالٰی اعلم۔**

جواب [عہ] امام اہلسنت عین حق ہے **کلام الامام امام الکلام** دیوبندیوں سے منع استصواب حق وصواب، تھانوی صاحب کا استثناء عجب العجائب یہ سر وسر غنہ دیوبند ہیں، افعی را کشتن وبچہ اش رانگاہ داشتن (سانپ کو مارنا اور اس کے بچے کی حفاظت کرنا۔ت) کا حال معلوم نہ کہ بچگان کشتن وافعی گزاشتن (بچوں کو مارنا اور سانپ کو چھوڑ دینا۔ت) **واللہ تعالٰی اعلم۔** فقیر مصطفٰی رضا قادری مہتمم دارالافتائے اہلسنت وجماعت بریلی۔ ۱۴صفر ۱۳۳۹ھ

عہ: **بحمداللہ تعالٰی** مولوی صاحب کی دین پرستی کہ انھوں نے اس نصیحت کو قبول کیا اور فتوائے اصل جمعیت علمائے ہند ص ۴ و ۵ پر یہ مضمون چھاپ دیا، **الحمدوالمنۃ** کہ یکم نومبر ۱۹۲۰ء عالیجناب موید ملت طاہرہ اعلٰیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی کا فتوی موصول ہوا اس سے مجھے ٹھیک پتا لگا کہ مولوی اشرفعلی صاحب تو سر وسر غنہ دیوبند ہیں یا اللہ! میری توبہ، مجھ سے یہ غلطی میرے ایک دوست نے کرادی **استغفر اللہ تعالٰی ربی من کل ذنب** ۱۲۔

استثناء عجب العجاب یہ سروسر غنۂ دیوبند ہیں۔ افعی را کشتن و بچہ اش رانگاہ داشتن (سانپ کع مارنا اور اس کے بچے کی حفاظت کرنا۔ت) کا حال معلوم نہ کہ بچگان کشتن وافعی گزاشتن (بچوں کو مارنا اور سانپ کو چھوڑ دینا۔ت) **واللہ تعالٰی اعلم**۔ فقیر مصطفٰی رضا قادری مہتمم دارالافتائے اہلسنت و جماعت بریلی۔ ۱۴ صفر ۱۳۳۹ھ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مسئلہ ۱۸۳: از لاہور بری بساط لکڑہارا اکبری منڈی مسئولہ چودھری عزیز الرحمٰن صاحب بی اے سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول لائلپور ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

جناب حضرت قبلہ وکعبہ مجدد دوراں حضرت احمد رضا خاں صاحب **سلمہ اللہ تعالٰی ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ**۔ بعد حمد وصلوٰۃ واضح رائے عالی ہو کہ حضور کا فتوی جو مسٹر حاکم علی بی اے پروفیسر ریاضی اسلامیہ کالج لاہور کے خط کے جواب میں حضور نے ارسال فرمایا پڑھ کر خاکسار کو بڑی حیرت ہوئی کیونکہ خاکسار آں حضور کو جیسا کہ لاکھوں کروڑوں پنجاب وہندوستان کے سنت وجماعت مجدد وقت مانتے ہیں اس زمانے کا مجدد مانتا ہے اور جب سے ہوش سنبھالا اسی عقیدے پر بفضل خدا رہا جس پر آپ اور دیگر بزرگان قوم وعلمائے کرام ہیں یا ہوتے آئے ہیں لیکن اس فتوے کو دیکھ کر میرے دل میں بڑا اضطراب پیدا ہوا ہے اور میں نے یہ جرات کی ہے کہ جناب سے مفصل طور پر دیافت کرلوں کہ ایسے زمانے میں جبکہ مسلمانوں پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں اندرونی وبیرونی دشمن اسلام کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کفار کی مدد سے باغیوں (شریف مکہ) نے چھین لئے ہیں اور کفار جزیرۃ العرب (جدہ وعدن وغیرہ) میں اپنا قدم جمائے بیٹھے ہیں اور خلافت ریزہ ریزہ کی گئی ہے اور ایک بڑی سلطنت کا وزیر اعظم اپنی تقریر میں صاف کھلے لفظوں میں برملا کہتا ہے کہ یہ لڑائی جو عراق عرب میں مسلمانوں سے ہوئی مذہبی لڑائی تھی اور اب ہم نے بیت المقدس ان کی گندگی سے پاک

کردیاہے وغیرہ وغیرہ، غرض کہ ایسے وقت جبکہ اعداء اللہ اسلام کی عزت اور شوکت کی بیخ کنی میں کوشش کاکوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، عراق، فلسطین اور شام جن کو صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم نے خون کی ندیاں بہا کر فتح کیا تھا، پھر کفار کی حریفانہ حوصلہ مندیوں کی جولانگاہ بن گئے ہیں خلیفۃ المسلمین دشمنوں کے نرغے میں پھنس کر بے دست وپا ہوچکے ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے اپنے گھروں (تھریس سمرنا وغیرہ) اور زرخیز علاقوں سے زبردستی نکالے جارہے ہیں، اور مسجدوں پر زبردستی قبضہ کرلیاجاتاہے اور مسلمانوں کے علماء قرآنی احکام ڈرتے ڈرتے بتاتے ہیں، جہاد کا تو نام ہی منہ پر آنا بس قیامت ہے، کیاایسے وقت میں اسلامی حمیت وغیرت یہ چاہتی ہے کہ کوئی نہ کوئی ایسامسئلہ نکل آئے جس سے انگریز افسر خوش ہوجائیں اور مسلمان تباہ ہوجائیں، مسٹر حاکم علی نے ایک پالیسی سے انگریز پرنسپل اور دوسرے انگریز افسروں اور غدار مسلمانوں کو خوش کرنے کے واسطے حضور سے ایک عجیب طرز میں فتوی پوچھااور حضور نے اس کے مضمون کے مطابق صحیح صحیح فیصلہ جواب میں بھیج دیا، یہ بالکل درست ہے کہ موالات ومجرد معاملت میں زمین وآسمان کافرق ہے لیکن دین کا نقصان کرکے دنیوی معاملت کہاں جائز ہے حضور نے بہت سی شرائط سے مشروط کرکے گول مول جواب عنایت فرمایاہے لیکن اس وقت ضرورت ہے ایسے فتوے کی جو صاف صاف لفظوں میں حالات حاضرہ پر نظر کرکے بغیر کسی شرط کے لکھاجائے تاکہ ہر عالم وجاہل جوآپ کا پیروہے فوراپڑھ کر جان لے کہ اس کے واسطے اب ایسا کرنا ضروری ہے، حالات حاضرہ حضور پر بخوبی روشن ہیں اور کچھ تھوڑے سے میں نے اوپر بیان کئے ہیں، کیا مسلمانوں کا بھرتی ہوکر فوج میں مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نکالنے اور غلام بنانے کے لئے جانااور دوسرے کلرکوں کاان کی امداد کے لئے عراق وشام وغیرہ میں ملازمت ہوکر جانا جائز ہے، اگر جانا جائز نہیں توپھرآپ جیسے بزرگ کیوں چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ کیوں نہیں ایسے فتوے شائع کرتے اور اظہار حق میں دنیوی طاقت سے کیوں ڈرتے ہیں، موجودہ وقت کھینچ تان کر کفار سے تعلق رکھنے اور ان کی اعانت کرنے کاجواز ثابت کرنے کانہیں ہے بلکہ سینہ سپر ہوکر بے خوف وخطر لوگوں کو صراط مستقیم بتانے کاہے، حضور نے جو لکھاہے کہ الحاق اور اخذ امداد جائز ہے، اگر کسی امر خلاف اسلام ومخالف شریعت سے مشروط نہ ہو، عالیجاہ! گورنمنٹ جوامداد سکولوں اور کالجوں کو دیتی ہے وہ خاص اغراض کو مدنظر رکھ کر دی جاتی ہے اور میراخیال ہے کہ حضور کوسب حال روشن ہوگالیکن اگراس بارے میں ناواقفیت ہو تومیں عرض کرتاہوں کہ اول توامداد میں اس قسم کی شرط ضرور ہوتی ہے کہ کالج کاپرنسپل اور ایک دوپروفیسر انگریز ہوں، دوسرے مقررہ کورس پڑھائے جائیں جن میں اکثر دیکھا گیاہے کہ خلاف اسلام باتیں ہوتی ہیں بلکہ بعض میں تورسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ الفاظ لکھے ہوئے ہوتے ہیں تیسرے دینی تعلیم

لازمی نہیں کوئی پڑھے یا نہ پڑھے لیکن جہاں دینی تعلیم پڑھائی جائے خاص وقت سے زیادہ نہ دیا جائے کیونکہ یونیورسٹی کی تعلیم کے لئے چار گھنٹے وقت ضرور خرچ ہوا گر چار گھنٹے سے کم ہوگا تو امداد نہیں ملے گی، پھر جو استاد دینیات پڑھائے گا اس کو امداد نہیں دی جائے گی پھر فلاں فلاں مضمون ضرور طالب علم کو لینے چاہئیں ورنہ امتحان میں شامل نہیں ہوسکتا، پھر ڈرل وغیرہ اور کھیلوں کی طرف جن میں ہر ایک طالب علم کو حصہ لینا ضروری ہوتا ہے آج کل جو ڈرل سکھائی جارہی ہے اس میں عجیب مخرب اخلاق باتیں کی جارہی ہیں امداد لینے اور الحاق یونیورسٹی سے رکھنے کے لئے ضروری ہے وہی ڈرل تمام اسکولوں میں کرائی جائے، کھیلوں میں آپ دیکھتے ہیں کہ عجب بے پردہ لباس پہنا جاتا ہے۔ فٹ بال اور ہاکی میں جو نیکر پہنے جاتے ہیں وہ ٹخنوں سے اوپر تک ننگا رکھتے ہیں، غرضیکہ کیا عرض کروں اسی الحاق وامداد کی خاطر معلّمین و متعلّمین کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ قرآن شریف ودینیات کا جو گھنٹہ رکھا ہوا ہے اس میں بھی انگریزی ہی کا سبق یاد کرادوں کیونکہ انسپکٹر نے انگریزی تو سننی ہے قرآن مجید تو نہیں سننا، جماعتوں میں جو ترقی دی جاتی ہے اس میں بھی اسی بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ انگریزی لڑکا جانتا ہے یا نہیں قرآن شریف خواہ ناظرہ بھی نہ پڑھ سکتا ہو نماز کا ایک حرف نہ جانتا ہو لیکن دسویں اور ایف اے اور بی اے پاس کرتا چلا جائے گا۔ یہ میں اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کا ذکر کررہا ہوں دوسرے سکولوں اور کالجوں سے ہمیں کوئی تعلق نہیں یہ سب کس واسطے ہورہا ہے، اسی واسطے کہ ہم یونیورسٹی سے الحاق رکھنا چاہتے ہیں اور سرکاری امداد لینا چاہتے ہیں، اگر یہ خیال نہ ہو تو بالکل حالت بدل جائے کہ طالب علم پکّے مسلمان بن جائیں ان میں حمیت وغیرت مذہبی پیدا ہوجائے ان کے اخلاق درست ہوجائیں نیچریت اور دہریت کا اثر ان کے دلوں سے دور ہوجائے، انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوجائیں اور لباس اور فیشن وغیرہ ہر بات میں تقلید نصارٰی کررہے ہیں اس سے چھوٹ جائیں غرض کہ ہزاروں طرح کی برکات حاصل کریں، میرا کچھ لکھنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے، حضور پر سب حال روشن ہے میں حضور سے یہ فتوٰی مانگتا ہوں، برائے مہربانی جواب باصواب سے خاکسار کو مشکور وممنون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ حالات حاضرہ پر نظر کرتے ہوئے گورنمنٹ سے ترک موالات (عدم تعاون) کرنا اسلامی حکم ہے یا نہیں اور گورنمنٹ سے اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کو امداد لینی اور یونیورسٹی سے الحاق کرنا اندریں حالات چاہئے یا نہیں؟ جواب باصواب سے عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔ **فقط والسلام**

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرم کرم فرما سلمہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، رب عزوجل فرماتا ہے:

"فَبَشِّرْ عِبَادِۙ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗؕ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴿۱۸﴾"[1]	خوشخبری دو میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنتے پھر سب میں بہتر کی پیروی کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالٰی نے ہدایت فرمائی اور یہی عقل والے ہیں

من وتو کی کیا حقیقت انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ معاندین کے چند طریقے رہے ہیں:

اول سرے سے بات نہ سننا کہ:

"لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ﴿۲۶﴾"[2]۔	یہ قرآن سنو ہی نہیں اور اس میں بیہودہ غل کرو شاید تم غالب آؤ۔

دوم سن کر مکابرانہ تکذیب کا منہ کھول دینا کہ: "اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ﴿۱۵﴾"[3] تم تو نہیں مگر جھوٹے۔

سوم ہدایت کو معطل بالغرض بتانا کہ: "اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ﴿۶﴾"[4] اس میں تو ضرور کچھ مطلب ہے۔

چہارم حق کا باطل سے معارضہ کرنا:

"وَ یُجَادِلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَ اتَّخَذُوْۤا اٰیٰتِیْ وَ مَاۤ اُنْذِرُوْا هُزُوًا﴿۵۶﴾"[5]	کافر باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں کہ اس سے حق کو زائل کردیں اور انھوں نے میری آیتوں اور ڈراووں کو ہنسی بنالیا ہے۔

مسلمان پر فرض ہے کہ ان سب طُرق سے پرہیز کرے اور اس پر عامل ہو جو راستہ پہلی آیت بشارت میں اس کے رب نے بتایا ہر تعصب وطرفداری سے خالی الذہن ہو کر کان لگا کر بات سنے اگر انصافا حق پائے اتباع کرے بارگاہ عزت سے ہدایت ودانشمندی کا خطاب ملے ورنہ پھینک دینا توہر وقت اختیار میں ہے واللہ الھادی وولی الایادی۔

مدارس کے اقسام اور ان میں امداد لینے کے احکام:

(ا) ۱۰ محرم ۱۳۳۹ھ کی بنارس کچی باغ سے یہ سوال آیا: "مدرسہ اسلامیہ عربیہ

---

[1] القرآن الکریم ۳۹/ ۱۸

[2] القرآن الکریم ۴۱/ ۲۶

[3] القرآن الکریم ۳۶/ ۱۵

[4] القرآن الکریم ۳۸/ ۶

[5] القرآن الکریم ۱۸/ ۵۶

جس میں پچیس سال سے گورنمنٹ سے امداد ماہوار ایک سو روپیہ مقرر ہے جس میں کتب فقہ واحادیث وقرآن کی تعلیم ہوتی ہے، ممبران خلافت کمیٹی نے تجویز کیا کہ امداد نہ لینا چاہئے، پس استفسار ہے کہ یہ امداد لینا جائز ہے یا نہیں؟ مدرسہ ہذا میں سوا تعلیم دینیات کے ایک حرف کسی غیر ملت وغیر زبان کی تعلیم نہیں ہوتی **فقط**"

اس کا جواب مطلق جواز ہوتا مگر پھر بھی احتیاطًا شکل شرط میں دیا گیا کہ "جبکہ وہ مدرسہ صرف دینیات کا ہے اور امداد کی بناء پر انگریزی وغیرہ اس میں داخل نہ کی گئی تو اس کے لینے میں شرعًا کوئی حرج نہیں تعلیم دینیات کو جو مدد پہنچتی تھی اس کا بند کرنا محض بے وجہ ہے۔**واللہ تعالٰی اعلم**۔"

۲۲ صفر **۱۳۳۹**ھ کو کراچی سبز بازار سے یہ سوال آیا: "ایک ایسے صوبے میں جس کی قریبًا پچاس فیصدی آبادی اسلامی کاشتکاروں پر مشتمل ہے جس کے سالانہ محاصل کا ایک حصہ تعلیمی امداد کے ذیل وحصول کرکے حصہ رسدی مدارس مروجہ امدادیہ کو تقسیم کیا جاتا ہے اس سے استفادہ جائز ہے یا ناجائز؟ خصوصًا ایسے مدارس کے لئے جو کامل اسلامی اہتمام کے ماتحت جاری ہیں جن کی دینی تعلیم پر ارباب حکومت کسی نہج معترض نہیں ہوتے اور جن کی نصاب تعلیم کا سرکاری حصہ مروجہ تعلیم بھی خفیف سے خفیف شائبہ موانع شرعیہ سے جزًو وکلًا پاک ہے فقط۔"

اس کا جواب دیا گیا: "جو مدارس ہر طرح سے خالص اسلامی ہوں اور ان میں وہابیت، نیچریت وغیرہما کا دخل نہ ہو ان کا جاری رکھنا موجب اجر عظیم ہے، ایسے مدارس کے لئے گورنمنٹ اگر اپنے پاس سے امداد کرتی لینا جائز تھا نہ کہ جب وہ امداد بھی رعایا ہی کے مال سے ہے، **واللہ تعالٰی اعلم**"

ندوہ کو بھی گورنمنٹ سے امداد ملتی تھی اور جہاں تک میرا خیال ہے اس پر ایسے قیود نہ تھے جو آپ نے ذکر کئے اور ضرور کچھ مدارس وہ بھی ہیں جن پر امداد امور خلاف شرع سے مقید یا ان کی طرف منجر ہو وہ بلاشبہہ ناجائز اگرچہ صرف اسی قدر کھیل میں بے ستری یا خلاف حیاء ومخرب اخلاق باتوں کی شرط ہو خصوصًا وہ صورت جو آپ نے بیان کی کہ نصاب میں وہ کتابیں مقرر ہوں جن میں خلاف اسلام باتیں ہیں حتی کہ **معاذاللہ** توہین رسالت اس میں حرمت در کنار کفر نقد وقت ہے **والعیاذباللہ تعالٰی** مولوی حاکم علی صاحب کی تحریر میں کوئی تفصیل نہ تھی لہذا یہ جواب دینا ضرور ہوا: "وہ الحاق واخذ امداد اگر نہ کسی امر خلاف اسلام ومخالف شریعت سے مشروط نہ اس کی طرف منجر، تو اس کے جواز میں کلام نہیں ورنہ ضرور ناجائز وحرام ہوگا" یہ جواب دونوں صورتوں کو حاوی اور ناقابل تبدیل ہے حالات حاضرہ سے اس کی کسی شق میں تغیر نہ ہوا نہ یہاں کوئی جواب مطلق بلاشرط ہوسکتا ہے۔

لیڈر امداد چھڑاتے ہیں اور مخرب دین تعلیموں پر اب تک قائم ہیں:

(۲) انگریزوں کی تقلید و فیشن وغیرہ سے آزادی اور دہریت و نیچریت سے نجات بہت دل خوش کن کلمات ہیں خدا ایسا ہی کرے مگر یہ صرف ترک امداد والحاق سے حاصل نہیں ہو سکتے اس آگ کے بجھانے سے ملیں گے جو سید احمد خاں نے لگائی اور اب تک بہت سے لیڈروں میں اس کی لپٹیں مشتعل ہیں انگریزی اور وہ بے سود و تضیع اوقات تعلیمیں جن سے کچھ کام دین تو دین دنیا میں بھی نہیں پڑتا جو صرف اس لئے رکھی گئی ہیں کہ لڑکے این وآں و مہملات پر مشغول رہ کر دین سے غافل رہیں کہ ان میں حمیت دینی کا مادہ ہی پیدا نہ ہو، وہ یہ جانیں ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں اور ہمارا دین کیا۔ جیسا کہ عام طور پر مشہور و معہود ہے، جب تک یہ نہ چھوڑی جائیں اور تعلیم و تکمیل عقائد حقہ وعلوم صادقہ کی طرف باگیں نہ موڑی جائیں دہریت و نیچریت کی بیخ کنی ناممکن ہے، کیا لیڈر اس میں ساعی ہیں؟ ہر گز نہیں صرف امداد والحاق ترک کراتے ہیں جو ظاہری تعلق ہیں اور تعلیمات کے گہرے تعلقات نہ چھڑاتے ہیں نہ چھوٹیں گے کیا انھیں میں وہ لوگ جن سے پوچھا جاتا کہ صاحبزادوں کو قرآن نہ پڑھایا تو جواب دیتے کیا ان سے سوم کے چنے پڑھوانے ہیں، کیا اب ان کے خیالات بدل گئے، کیا اب انھوں نے انگریزی کے سوا اور رزاق سمجھ لیا، کیا اب یہ جواب نہ دیں گے کہ پرانے علوم سیکھ کر کیا کھائیں گے، کیا اب انھیں شبلی کے شعر بھول گئے۔

سیارے ہیں اب نئی چمک کے	وہ ٹھاٹھ بدل گئے فلک کے
اب صورت ملک و دین نئی ہے	افلاک نئے زمیں نئی ہے
سب بھول گئے ہیں ما سبق کو	گردوں نے الٹ دیا ورق کو
قائم جو وہ انجمن نہیں ہے	اس نقد کا اب چلن نہیں ہے
القصہ یہ بات کی تھی تسلیم	یعنی کہ علوم نو کی تعلیم
تدبیر شفا جو ہے تو یہ ہے	اس دکھ کی دوا جو ہے تو یہ ہے
تقویم کہن سے ہاتھ اٹھائیں	تہذیب کے دائرے میں آئیں
سیکھیں وہ مطالب نو آئیں	یورپ میں جو ہو رہے ہیں تلقیں
وہ گنج گراں دانش فن	وہ فلسفہ جدید بیکن
کپلر کی وہ نکتہ آفرینی	نیوٹن کے مسائل یقینی

اور بفرض غلط ایسا ہو بھی تو اکثر لیڈر کہ انھیں تعلیمات فارغہ کے بل پر لیڈر بنے ہیں کس مصرف کے رہیں گے جب وہ مردود یہ خود مطرود، کیا اس وقت یہ شعر حالی ان کا ترجمان حال نہ ہوگا۔

قلی یا نفر ہو تو کچھ کام آئے
مگر ان کو کس مد میں کوئی کھپائے [1]

لیڈر نصارٰی کی ادھوری غلامی چھوڑتے اور مشرکین کی پوری غلامی مناتے ہیں:

(۳) نصارٰی کی یہ غلامی کہ یہ پیر نیچر نے تھامی لیڈر جس کے اب زبانی شاکی ہیں اور دل سے پرانے حامی، اس کے نتائج تشبہ وضع و تحقیر شرع وشیوع دہریت وفروغ نیچریت مطابقے نہ تھے بلکہ التزامی اب اگر بعد خرابی بصر وآنکھیں کھلیں اور اسے چھوڑنا چاہتے ہیں مبارک ہو اور خدا سچ کرے اور راست لائے مگر للہ انصاف، وہ غلامی ادھوری تھی سید احمد خاں نے کسی پادری یا نصرانی کو امور دین میں صراحۃً اپنا امام وپیشوا نہ لکھا تھا آیات احادیث کی تمام عمر کو چرچ یا صلیب پر نثار کرنا نہ کہا تھا کسی پادری کو مساجد میں مسلمانوں کا واعظ وہادی نہ بنایا تھا نصرانیت کی رضا کو خدا کی رضا یا کسی پادری کو نبی بالقوہ نہ بنایا تھا اور اب مشرکین کی پوری غلامی ہورہی ہے ان کے ساتھ یہ سب کچھ اور ان سے بہت زائد کیا جارہا ہے یہ کون سا دین ہے نصارٰی کی ادھوری سے اجتناب اور مشرکین کی پوری میں غرقاب، **فر من المطر ووقف تحت المیزاب** ع

چلتے پرنالے کے نیچے ٹھہرے مینہ سے بھاگ کر

موالات ہر کافر سے حرام ہے:

(۴) موالات مطلقاً ہر کافر ہر مشرک سے حرام ہے اگرچہ ذمی مطیع اسلام ہو اگرچہ اپنا باپ یا بیٹا یا بھائی یا قریبی ہو، قال تعالٰی:

"لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ط" [2]	تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ دوستی کریں اللہ ورسول کے مخالفوں سے اگرچہ وہ ان کے باپ بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔

موالات صوریہ کے احکام:

حتی کہ صوریہ کو بھی شرع مطہر نے حقیقیہ کے حکم میں رکھا۔ **قال تعالٰی:**

[1] مسدس حالی مطبوعہ نولکشور لاہور ص ۶۴

[2] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ "[1]	اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم توان کی طرف محبت کی نگاہ ڈالتے ہو اور وہ اس حق سے کفر کررہے ہیں جو تمھارے پاس آیا۔

یہ موالات قطعاً حقیقیہ نہ تھی کہ نزول کریمہ در بارہ سیدنا خاطب بن ابی بلتعہ احد اصحاب البدر رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنہم ہے کما فی الصحیح[2] البخاری ومسلم (جیساکہ صحیح بخاری ومسلم میں ہے۔ت) تفسیر علامہ ابوالسعود میں ہے:

فیہ زجر شدید للمؤمنین عن اظہار صورۃ الموالاۃ لھم وان لم تکن موالاۃ فی الحقیقۃ[3]۔	اس آیہ کریمہ میں مسلمانوں کو سخت جھڑک ہے اس بات سے کہ کافروں سے وہ بات کریں جو بظاہر محبت ہو اگرچہ حقیقت میں دوستی نہ ہو۔

مگر صوریہ ضروریہ خصوصا باکراہ، قال تعالٰی:

"اِلَّاۤ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً "[4]۔	مگر یہ کہ تمھیں ان سے واقعی پورا ڈر ہو۔

وقال تعالٰی:

"اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ "[5]۔	مگر وہ جو پورا مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔

مجرد معاملت کاحکم: اور معاملت مجردہ سوائے مرتدین ہر کافر سے جائز ہے جبکہ اس میں نہ کوئی اعانت کفر یا معصیت ہو نہ اضرار اسلام وشریعت ورنہ ایسی معاملت مسلم سے بھی حرام ہے چہ جائیکہ کافر، قال تعالٰی:

"وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ "[6]	گناہ وظلم پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

[1] القرآن الکریم ۶۰/ ۱

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر باب لاتتخذواعدوی وعدوکم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۲۶

[3] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) سورۃ ۱۵/ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۸

[4] القرآن الکریم ۳/ ۲۸

[5] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۶

[6] القرآن الکریم ۵/ ۲

غیر قوموں کے ساتھ جواز معاملت کی مجمل تفصیل اس عـــہ فتوے میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں ہر معاملت کے ساتھ وہ قید لگا دی ہے جس کے بعد نقصان دین کا احتمال نہیں، ان احکام شرعیہ کو بھی حالات دائرہ نے کچھ نہ بدلا، نہ یہ شریعت بدلنے والی ہے۔

"لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ(۴۲)" [1]	باطل نہیں آسکتا نہ اس کے آگے نہ اس کے پیچھے سے، اتارا ہوا ہے حکمت والے سراہے گئے کا۔

احکام الٰہیہ میں لیڈروں کی طرح طرح کھینچ تان بلکہ کایا پلٹ:

(۵) للہ انصاف، اس میں کون سی کھینچ تان ہے، جتنی بات کہی گئی صاف صریح احکام شرعیہ وجزئیات منصوصہ ہیں کھینچ تان کر احکام شرعیہ میں تغییر کا وقت خادم شرع کے لئے نہ اب ہے نہ کبھی تھا نہ کبھی ہو، ہاں خادمان گاندھی کے لئے نہ صرف کھینچ تان بلکہ کلام الٰہی واحکام الٰہی کو یکسر کایا پلٹ کرکے فرضیت موالات کفار نباہنے کا وقت ہے، مسجد میں کسی دبے ہوئے ذمی کے ذلت خواری کے ساتھ آنے کے جواز کا اختلافی مسئلہ نکالیں اور مشرک کو بروجہ استعلاء مسجد میں لے جانا اور مسلمانوں کا واعظ وہادی بنانا، مسند سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر جمانا اس پر ڈھالیں دبے ہوئے ملتجی بے قابو مشرک سے کوئی بالائی خدمت یا زرہ خود بکتر عاریۃً لینے کے جواز کا مسئلہ دکھائیں اور اس سے خود سر خود غرض، زبردست، خونخوار مشرکوں کے دامن پکڑنا، ان کے سایہ میں پناہ لینا، ان صریح بدخواہوں کی رائے پر اپنے آپ کو سپرد کردینا منائیں کفار معاہدین یا بعض کے نزدیک قتال سے بالذات

عـــہ: خود محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کتاب الاثار میں فرماتے ہیں: **اخبرنا ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم انه قال فی التاجر یختلف الی ارض الحرب انه لاباس بذٰلك مالم یحمل الیهم سلاحا، او کراعا، وسلبا، قال محمد وبه ناخذ وهو قول ابی حنیفة** [2] یعنی ہمیں امام اعظم نے امام حماد بن ابی سلیمن انھوں نے امام ابراہیم نخعی سے خبر دی کہ تجارت کے لئے دارالحرب میں تاجر کی آمد ورفت جائز ہے جب تک ان کی طرف ہتھیار یا گھوڑے یا قیدی نہ لے جائیں، امام محمد نے فرمایا اسی کو ہم لیتے ہیں اور یہی قول امام اعظم کا ہے، نیز مؤطا شریعت کی عبارت آتی ہے کہ مشرک مقاتل کو ہدیہ بھیجنے میں حرج نہیں جب تک ہتھیار یا زرہ کا بھیجنا نہ ہو۔ اور یہی قول امام اعظم اور ہمارے عام فقہاء کا ہے [3] **انتہی ۱۲ منہ**

---

[1] القرآن الکریم ۴۱/ ۴۲

[2] کتاب الاٰثار امام محمد باب حمل التجارة الی ارض الحرب حدیث ۱۵۱ ادارۃ القرآن کراچی ص ۱۶۷

[3] مؤطا امام محمد باب مایکرہ من لبس الحریر والدیباج آفتاب عالم پریس لاہور ص ۲۷۱

عاجزین کے ساتھ کچھ مالی سلوک کی رخصت والی آیت سنائیں اور اسے خونخوار مشرکین سخت اعدائے اسلام و مسلمین کے ساتھ اتحاد و وداد بلکہ غلامی وانقیاد کی نہ صرف رخصت بلکہ اعظم فرضیت کی دلیل بنائیں، ان سب کا بیان بعونہ تعالٰی ابھی آتا ہے آپ انصاف کرلیں گے کس نے کھینچ تان کی، حاشا نہ صرف کھینچ تان بلکہ کمال جسارت سے احکام الہیہ کا یا پلٹ کرکے قرآن وحدیث کی عمربت پرستی پر قربان کی۔

"وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾" [1]	اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

تعلیم کے لئے امداد لینا اور لیڈروں کی دینی حالت کہ اسلام ان کو نہ جب مدنظر نہ تھا نہ اب ہے:

(۶) اور تعلیم دین کے لئے گورنمنٹ سے امداد قبول کرنا جو مخالف شرع سے مشروط نہ اس کی طرف منجر ہو یہ تو نفع بے غائلہ ہے جس کی تحریم پر شرع مطہر سے اصلا کوئی دلیل نہیں۔ دین پر قائم رہو مگر دین میں زیادت نہ کرو۔ کیا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وخلفائے راشدین رضی اللہ تعالٰی عنہم نے سلاطین کفار کے ہدایا قبول نہ فرمائے، جو وجوہ شناعت آپ نے ان مدارس میں لکھیں کہ امور مخالف اسلام حتی کہ توہین حضور سید الانام علیہ افضل الصلوۃ والسلام کی تعلیم داخل نصاب ہے بیشک جو اس قسم کے اسکول یا کالج ہوں ان میں نہ فقط اخذ امداد بلکہ تعلیم وتعلم سب حرام قطعی بلکہ مستلزم کفر ہے، آپ فرماتے ہیں یہ میں اسلامیہ اسکولوں اور کالجوں کا ذکر کررہا ہوں پھر غیر اسلامیہ کا کیا پوچھنا، مگر افسوس اور سخت افسوس یہ کہ آج آپ کو جتنے لیڈر دکھائی دیں گے وہ ان کے بازو اور ان کے ہم زبان عام طور پر انہیں اسکولوں کالجوں کے کاسہ لیس ملیں گے، انھیں سے بڑی بڑی ڈگریاں ایم اے، بی اے کی پائے ہوئے ہوں گے، کیا اس وقت تک ان میں یہ خباثتیں نہ تھیں، ضرور تھیں مگر ان صاحبوں کو مقبول اور منظور تھیں، اور اب بھی جو آنکھ کھلی تو صرف ایک گوشہ انگریزوں کی طرف کی اور وہ بھی شریعت پر زیادت کے ساتھ کہ ان سے مجرد معاملت بھی حرام قطعی بلکہ کفر اور مشرکوں کی طرف کی پہلے سے بھی زیادہ پٹ ہوگئی کہ ان سے وداد واتحاد واجب بلکہ ان کی غلامی وانقیاد وفرض انھیں راضی کرلیا تو خدا کو راضی کرلیا تو ثابت ہوا کہ اسلام ان حضرات کو نہ جب مدنظر تھا اور نہ ایسی دین تعلیموں سے بھاگتے، نہ اب مدنظر ہے ورنہ مشرکوں کے اتحاد وانقیاد کے فتنے نہ جاگتے ع

نہ آغاز بہتر نہ انجام اچھا

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

موالات کی بحث

(۷) ترک معاملت کو ترک موالات بنا کر قرآن عظیم کی آیتیں کہ ترک موالات میں ہیں سوجھیں، مگر فتوائے مسٹر گاندھی سے ان سب میں استثنائے مشرکین کی پچر لگالی کہ آیتیں اگرچہ عام ہیں مگر ہندوؤں کے بارے میں نہیں، ہندو تو ہادیان اسلام ہیں، آیتیں صرف نصاری کے بارے میں ہیں اور نہ کل نصاری فقط انگریز، اور انگریز بھی کل تک ان کے مورد نہ تھے حالت حاضرہ سے ہوئے، ایسی ترمیم شریعت و تغییر احکام و تبدیل اسلام کا نام خیر خواہی اسلام رکھا ہے، ترک موالات قرآن عظیم نے ایک دو، دس بیس جگہ تاکید شدید پر اکتفاء نہ فرمائی بلکہ بکثرت جابجا کان کھول کھول کر تعلیم حق سنائی اور اس پر تنبیہ فرمادی کہ:

"قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾"[1]	ہم نے تمھارے لیے آیتیں صاف کھول دی ہیں اگر تمھیں عقل ہو۔

مگر توبہ، کہاں عقل اور کہاں کان، یہ سب تو وداد ہنود پر قربان، لاجرم ان سب سے ہندوؤں کا استثناء کرنے کے لیے بڑے بڑے آزاد لیڈروں نے قرآن عظیم میں تحریفیں کیں، آیات میں پیوند جوڑے، پیش خویش واحد قہار کو اصلاحیں دیں ان کی تفصیل گزارش ہو تو دفتر طویل نگارش ہو۔

آیۃ ممتحنہ کا روشن بیان

ایک آیہ کریمہ کے بیان پر اقتصار کروں کہ وہی ان سب چھوٹے بڑے لیڈروں کی نقل مجلس ہے یعنی کریمہ ممتحنہ "لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ" الایۃ" اس میں اکثر اہل تاویل جن میں سلطان المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بھی ہیں فرماتے ہیں: اس سے مراد بنو خزاعہ ہیں جن سے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ایک مدت تک معاہدہ تھا۔ رب عزوجل نے فرمایا ان کی مدت عہد تک ان سے بعض نیک سلوک کی تمھیں ممانعت نہیں۔ امام مجاہد تلمیذ اکبر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہم کہ ان کی تفسیر بھی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس ہی سمجھی جاتی ہے، فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ مسلمان ہیں جنھوں نے مکہ مکرمہ سے ابھی ہجرت نہ کی تھی، رب عزوجل فرماتا ہے ان کے ساتھ نیک سلوک منع نہیں۔ بعض مفسرین نے کہا: مراد کافروں کی عورتیں اور بچے ہیں جن میں لڑنے کی قابلیت ہی نہیں۔ قول اکثر کی حجت حدیث بخاری ومسلم واحمد وغیرہ ہے کہ سیدتنا اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس ان کی والدہ قتیلہ بحالت کفر آئی اور کچھ ہدایا لائی، انھوں نے نہ اس کے ہدیے قبول کئے نہ آنے دیا کہ تم

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

کافرہ ہو جب تک سرکار سے اذن نہ ملے تم میرے پاس نہیں آسکتیں۔ حضور میں عرض کی،اس پر آیہ کریمہ اتری کہ ان سے ممانعت نہیں،یہ واقعہ زمانہ صلح ومعاہدہ کا ہے خصوصًا یہ توماں کا معاملہ تھا ماں باپ کے لیے مطلقًا ارشاد ہے"وَصَاحِبۡهُمَا فِی الدُّنۡیَا مَعۡرُوۡفًا ۫"[1] "دنیوی معاملوں میں ان کے ساتھ اچھی طرح رہ۔ظاہر ہے کہ قول امام مجاہد پر توآیہ کریمہ کو کفار سے تعلق ہی نہیں خاص مسلمانوں کے بارے میں ہے اور نہ اب وہ کسی طرح قابل نسخ،اور قول سوم یعنی ارادہ نساء وصبیان پر بھی اگر منسوخ نہ ہو ان دوستان ہنود کو نافع نہیں کہ یہ جن سے وداد واتحاد منارہے ہیں وہ عورتیں اور بچے نہیں، قول اول پر بھی کہ آیت اہل عہد وذمہ کے لیے ہے،اور یہی قول اکثر جمہور ہے آیہ کریمہ میں نسخ ماننے کی کوئی حاجت نہیں،لاجرم اکثر اہل تاویل اسے محکم مانتے ہیں،

آیۃ ممتحنہ میں حنفیہ کا مسلک:

اوراسی پر ہمارے ائمہ حنفیّہ نے اعتماد فرمایا کہ آیہ " "لَا یَنۡهٰکُمُ اللّٰهُ دربارہ اہل ذمہ اورآیہ" "یَنۡهٰکُمُ اللّٰهُ حربیوں کے بارے میں ہے۔اسی بناپر ہدایہ ودرر وغیر ھما کتب معتمدہ میں فرمایا:کافر ذمی کے لیے وصیت جائز ہے اور حربی کے لیے باطل وحرام،آیہ " "لَا یَنۡهٰکُمُ اللّٰهُ نے ذمی کے ساتھ احسان جائز فرمایااورآیہ "اِنَّمَا یَنۡهٰکُمُ اللّٰهُ" نے حربی کے ساتھ احسان حرام۔عبارت ہدایہ یہ ہے:

یجوز ان یوصی المسلم للکافر والکافر للمسلم فالاول لقولہ"لَا یَنۡهٰکُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ" الایۃ،والثانی لانھم بعقد الذمۃ ساووا المسلمین فی المعاملات ولھذا جاز التبرع من الجانبین فی حالۃ الحیاۃ فکذا بعد المماۃ وفی الجامع الصغیر الوصیۃ لاھل الحرب باطلۃ لقولہ تعالٰی "اِنَّمَا یَنۡهٰکُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیۡنَ قٰتَلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ"الایۃ۔[2]	جائز ہے کہ مسلمان (ذمی)کافر کے لیے وصیت کرے اور کافر مسلمان کے لیے،اول تواس دلیل سے کہ اللہ تعالٰی تمھیں ان سے منع کرتا جو تم سے دین میں لڑیں آخر آیت تک،اور دوم اس لیے کہ وہ ذمی ہونے کے سبب معاملات میں مسلمانوں کے برابر ہوگئے اسی لیے زندگی میں ایک دوسرے کے ساتھ مالی نیک سلوک کرسکتا ہے تو یوں ہی بعد موت بھی،اور جامع صغیر میں ہے حربیوں کے لیے وصیت باطل ہے اس لیے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے اللہ تمھیں ان سے منع فرماتا ہے جو تم سے دین میں لڑیں آخر آیت تک،

[1] القرآن الکریم ۳۱/ ۱۵

[2] الہدایہ کتاب الوصایا مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/ ۶۵۳

کافر عـــہ سے خاص ذمی مراد ہے بدلیل قولہ انھم بعقد الذمۃ ولہٰذا امام اکمل نے عنایہ میں اس کی شرح یوں فرمائی:

وصیۃ المسلم للکافر الذمی وعکسھا جائزۃ[1]۔	مسلمان کا کافر ذمی کے لئے وصیت کرنا اور اس کا عکس جائز ہے۔

امام اتقانی نے غایۃ البیان میں فرمایا:

اراد بالکافر الذمی لان الحربی لاتجوز لہ الوصیۃ علی مانبین۔[2]	عبارات ہدایہ میں کافر سے ذمی مراد ہے اس لئے کہ حربی کے لئے وصیت جائز نہیں جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔

ایسا ہی جوہرہ نیرہ میں و مستصفی میں ہے کفایہ میں فرمایا:

ارادبہ الذمی بدلیل التعلیل وروایۃ الجامع الصغیر ان الوصیۃ لاھل الحرب باطلۃ[3]۔	صاحب ہدایہ نے کافر سے ذمی مراد لیا ایک تو ان کی دلیل اس پر گواہ ہے کہ فرمایا وہ ذمی ہونے کے سبب معاملات میں مسلمانوں کے برابر ہوگئے دوسرے جامع صغیر کی روایت کہ حربیوں کے لئے وصیت باطل ہے۔

اسی کو وافی و کنز و تنویر وغیرہا متون میں یوں تعبیر فرمایا:

یجوز ان یوصی المسلم للذمی وبالعکس[4]۔	جائز ہے کہ مسلمان ذمی کے لئے وصیت کرے اور اس کا عکس بھی ۱۲

تفسیر احمدی میں ہے:

والحاصل ان الایۃ الاولی ان کانت	حاصل یہ ہے کہ پہلی آیت جس میں نیک سلوک کی

عـــہ: یہاں سے بعض مفتیان اجہل کی جہالت شدیدہ ظاہر ہوئی جنھوں نے عبارت ہدایہ کو مشرکین ہند پر جمایا طرفہ یہ کہ اپنی ہی نقل کردہ عبارت نہ سوجھی لانھم بعقد الذمۃ سوجھی، کیوں نہیں قصد عوام کو دھوکے دینے کی ٹھہرائی ۱۲۔ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ۔

---

[1] العنایۃ شرح الہدایۃ علی ہامش فتح القدیر کتاب الوصایا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۹/ ۴۵۵

[2] الجوہرۃ النیرۃ (مفھوما) کتاب الوصایا مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/ ۴۹۱

[3] الکفایۃ مع فتح القدیر کتاب الوصایا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۹/ ۶۵۵

[4] کنز الدقائق کتاب الوصایا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۴۱۴

فی الذمی والثانیة فی الحربی کما هوا لظاهر وعلیه الاکثرون کان دالاعلی جواز الاحسان الی الذمی دون الحربی، ولهذ اتمسك صاحب الهدایة فی باب الوصیة ان الوصیة للذمی جائزة دون الحربی لانه نوع احسان و لهذا المعنی قال فی باب الزکوٰة ان الصدقة النافلة یجوز اعطاء ها للذمی دون الحربی[1]۔	حاصل یہ ہے کہ پہلی آیت جس میں نیک سلوک کی رخصت ہے اگر دربارہ ذمی ہو اور دوسری جس میں مقاتلین سے ممانعت ہے دربارہ حربی جیساکہ یہی ظاہر ہے اور یہی مذہب اکثر ائمہ ہے تو آیتیں دلیل ہوں گی کہ ذمی کے ساتھ نیک سلوک جائز ہے۔اور حربی کے ساتھ حرام، ولہذا صاحب ہدایہ نے باب الوصیة میں انھیں آیتوں کی سند سے فرمایا کہ وہ ایک طرح کا احسان ہے اور اسی کے سبب باب الزکوٰۃ میں فرمایا کہ نفلی صدقہ ذمی کو دینا حلال اور حربی کو دینا حرام ۱۲

نہایہ امام سغناقی وغایۃ البیان امام اتقانی وبحر الرائق وغنیہ علامہ شرنبلالی میں ہے:

واللفظ للبحر صح دفع غیر الزکوٰة الی الذمی لقوله تعالٰی "لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ" الاٰیة وقید بالذمی لان جمیع الصدقات فرضا کانت اوواجبة اوتطوعا لاتجوز للحربی اتفاقا کما فی غایة البیان لقوله تعالٰی یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ واطلقه فشمل المستامن وقد صرح به فی النهایة[2]۔	زکوۃ کے سوا اور صدقات ذمی کو دے سکتے ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے: تمھیں اللہ ان سے منع نہیں فرماتا جو دین میں تم سے نہ لڑیں، ذمی کی قید اس لئے لگائی کہ حربی کے لئے جملہ صدقات حرام ہیں، فرض ہوں یا واجب یا نفل۔ جیساکہ غایۃ البیان میں ہے۔اس لئے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اللہ تمھیں ان سے منع فرماتا ہے جو دین میں تم سے لڑیں، حربی کو مطلق رکھا تو مستامن کو بھی شامل ہوا جو سلطان اسلام سے پناہ لے کر دارالاسلام میں آیا اسے بھی کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں۔اور نہایہ میں اس کی صاف تصریح ہے۔

[1] التفسیرات الاحمدیة سورة الممتحنه المطبع الکریمی بمبئی ص ۷۰۰۔۶۹۹

[2] البحر الرائق باب المصرف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۴۲

تبیین الحقائق امام زیلعی پھر فتح اللہ المعین سید ازہری میں ہے:

لایجوز دفع الزکوٰۃ الی ذمی وقال زفر یجوز لقولہ تعالٰی "لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ" صرف الصدقات کلھا الیھم بخلاف الحربی المستامن حیث لایجوز دفع الصدقۃ الیہ لقولہ تعالٰی "اِنَّمَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ" واجمعوا علی ان فقراء اھل الحرب خرجوا من عموم الفقراء [1] (ملخصاً)	ذمی کو زکوٰۃ دینا تو جائز نہیں۔ اور امام زفر نے فرمایا تمام قسم کے صدقات دے سکتے ہیں کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے اللہ تمہیں ان سے نہیں روکتا جو دین میں تم سے نہ لڑیں۔ بخلاف حربی اگرچہ مستامن ہو کہ اسے کسی قسم کا صدقہ دینا حلال نہیں کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے اللہ تمھیں ان سے روکتا ہے جو تم سے دین میں لڑیں، اور ائمہ امت کا اجماع ہے کہ قرآن عظیم میں جو صدقات فقراء کے لئے بتائے حربی فقیر ان سے خارج ہیں۔

جوہرہ نیرہ میں ہے:

انما جازت الوصیۃ للذمی ولم تجز للحربی لقولہ تعالٰی "لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ لَمْ یُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ"۔ ثم قال "اِنَّمَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ" [2]۔ الایۃ	خاص ذمی کے لئے وصیت جائز اور حربی کے لئے حرام اس وجہ سے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے اللہ تعالٰی تمھیں ان سے نیک سلوک کو منع نہیں فرماتا جو تم سے دین میں نہ لڑیں، اور تمھیں گھروں سے نہ نکالا پھر فرمایا اللہ تمھیں ان سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑیں۔

کافی میں ہے:

یجوز ان یدفع غیر الزکوٰۃ الی ذمی وقال ابویوسف و الشافعی لایجوز کالزکوٰۃ ولنا قولہ تعالٰی لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ	زکوٰۃ کے سوا اور صدقات ذمی کو دے سکتے ہیں اور امام ابو یوسف وامام شافعی نے فرمایا اور صدقات بھی ذمی کو نہیں دے سکتا جیسے زکوٰۃ ہماری دلیل

[1] تبیین الحقائق باب المصرف المبطعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۳۰۰

[2] الجوہرۃ النیرۃ کتاب الوصایا مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/ ۳۹۱

"لَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَلَمۡ یُخۡرِجُوۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡہُمۡ "[1]	اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ اللہ تمھیں بھلائی میں ان سے منع نہیں فرماتا جو دین میں تم سے نہ لڑیں۔

فتح القدیر میں ہے:

الفقراء فی الکتاب عام خص منه الحربی بالاجماع مستندین الی قوله تعالٰی "اِنَّمَا یَنۡہٰکُمُ اللہُ عَنِ الَّذِیۡنَ قٰتَلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ "[2]۔	قرآن عظیم میں فقراء کا لفظ عام ہے باجماع امت حربی اس سے خارج ہیں اجماع کی سند اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ اللہ تمھیں ان سے منع فرماتا ہے جو دین میں تم سے لڑیں۔

عنایہ ومعراج الدرایہ ومحیط برہانی وجودی زادہ وشرنبلالی بدائع وسیر کبیر امام محمد کی عبارتیں عنقریب آتی ہیں، یہ ہے مسلک ائمہ حنفیہ جسے حنفی بننے والے لیڈریوں مسخ ونسخ کی دیوار سے مارتے ہیں اور اس سے حربی مشرکوں کے ساتھ نرا احسان مالی نہیں بلکہ وداد اتحاد بگھارتے ہیں۔

آیت میں نسخ کے اقوال

"یُحَرِّفُوۡنَہٗ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا عَقَلُوۡہُ وَہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۵﴾ "[3]	دیدہ دانستہ بات سمجھ کر اس کی جگہ سے پھیرتے ہیں۔

آیہ کریمہ میں ایک قول یہ ہے کہ مطلق کفار مراد ہیں جو مسلمانوں سے نہ لڑے ان کے نزدیک وہ ضرور آیات قتال وغلظت سے منسوخ ہے اجلہ ائمہ تابعین مثلاً امام عطا بن ابی رباح استاذ امام اعظم ابوحنیفہ جن کی نسبت امام اعظم فرماتے ہیں: "ما رأیت افضل من عطا" میں نے عطا سے افضل کسی کو نہ دیکھا۔ وعبدالرحمٰن بن زید بن اسلم مولٰی امیر المومنین عمر فاروق اعظم وقتادہ وتلمیذ خاص حضرت انس خادم خاص حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ورضی اللہ تعالٰی عنہم نے اس کے منسوخ ہونے کی تصریح فرمائی، تفسیر کبیر میں ہے:

اختلفوا فی المراد من "الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ" فالاکثر علی انهم اهل العهد	اس میں اختلاف ہوا کہ "وہ جو تم سے دین میں نہ لڑیں" ان سے کون لوگ مراد ہیں، اکثر اہل تاویل اس پر ہیں

---

[1] کافی شرح وافی

[2] فتح القدیر باب من یجوز دفع الصدقه الخ مکتبہ رضویہ سکھر ۲/ ۲۰۷

[3] القرآن الکریم ۲/ ۷۵

الذین عاھدوا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی ترک القتال والمظاھرۃ فی العداوۃ، وھم خزاعۃ کانوا عاھدوا الرسول علی ان لایقاتلوہ ولایخرجوہ، فامر الرسول علیہ الصلٰوۃ والسلام بالبر والوفاء الی مدۃ اجلھم، وھذا قول ابن عباس ومقاتل ابن حیان ومقاتل ابن سلیمن ومحمد ابن سائب الکلبی، وقال مجاھد الذین اٰمنوا بمکۃ ولم یھاجروا وقیل ھم النساء والصبیان، وعن عبداللہ بن الزبیر انھا نزلت فی اسماء بنت ابی بکر قدمت امھا قتیلۃ علیھا وھی مشرکۃ بھدایا فلم تقبلھا ولم تاذن لھا بالدخول فامرھا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان تدخلھا وتقبل منھا وتکرمھا وتحسن الیھا، وقیل الاٰیۃ فی المشرکین وقال قتادۃ نسختھا اٰیۃ القتال[1]۔

کہ ان سے اہل عہد مراد ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ نہ حضور سے لڑیں گے نہ دشمن کی مدد کریں گے، اور وہ بنی خزاعہ ہیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ نہ لڑیں گے نہ مسلمانوں کو مکہ معظّمہ سے نکالیں گے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ ان کے ساتھ نیک سلوک فرمائیں اور ان کا عہد مدت موعود تک پورا کریں، حضرت عبداللہ بن عباس ومقاتل بن حیان ومقاتل بن سلیمن ومحمد بن سائب کلبی کا یہی قول ہے اور امام مجاہد نے فرمایا: وہ مسلمانان مکہ مراد ہیں جنھوں نے ابھی ہجرت نہ کی تھی۔ اور بعض نے کہا عورتیں اور بچے مراد ہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت اسماء بنت صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہماکے بارے میں اتری ان کی ماں قتیلہ بحالت کفر ان کے پاس کچھ ہدیے لے کر آئیں انھوں نے نہ ہدیے کو قبول کئے نہ انھیں آنے کی اجازت دی تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انھیں حکم فرمایا کہ اسے آنے دیں اور اس کے ہدیے قبول کریں اور اس کی خاطر اور اس کے ساتھ نیک سلوک کریں، اور بعض نے کہا آیت دربارہ مشرکین ہے، قتادہ نے کہا وہ آیت جہاد منسوخ ہوگئی۔

صحیح مسلم شریف میں اسماء بنت صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) زیر آیۃ لاینھٰکم اللہ الخ المطبعۃ البھیۃ المصریۃ مصر ۲۹/ ۴۔ ۳۰۳

قدمت علی امی وھی مشرکۃ فی عھد قریش اذ عاھدھم فاستفیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قلت قدمت علی امی وھی راغبۃ افاصل امی قال نعم صلی امك [1]۔	میری ماں کہ مشرکہ تھی اس زمانہ میں کہ کافروں سے معاہدہ تھا میرے پاس آئی میں نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے فتوٰی پوچھا کہ میری ماں طمع لے کر میری پاس آئی ہیں کیا میں اپنی ماں سے کچھ نیک سلوک کروں؟ فرمایا: ہاں اپنی ماں سے نیک سلوک کر۔

جمل میں قرطبّی سے ہے:

ھی مخصوصۃ بالذین اٰمنوا ولم یھاجروا وقیل یعنی بہ النساء الصبیان لانھم من لایقاتل فاذن اللہ فی برھم حکاہ بعض المفسرین وقال اکثر اھل التاویل ھی محکمۃ واحتجوا بان اسماء بنت ابی بکر سألت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھل تصل امھا حین قدمت علیھا مشرکۃ قال نعم، اخرجہ البخاری ومسلم [2]۔	یہ آیت خاص ہے ان کے بارے میں جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی، اور بعض نے کہا اس سے عورتیں اور بچے مراد ہیں اس لئے کہ وہ لڑنے کے قابل نہیں، تو اللہ تعالٰی نے ان کے ساتھ مالی نیک سلوک کی اجازت دی، اسے بعض مفسرین نے نقل کیا۔ اور اکثر اہل تاویل نے کہا آیت محکم ہے، اور اس سے سند لائے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سوال کیا کیا اپنی ماں سے کچھ نیک سلوک کرے جب وہ ان کے پاس بحالت شرک آئی تھیں؟ فرمایا: ہاں، اسے بخاری ومسلم نے روایت کیا۔

تفسیر در منثور میں ہے:

اخرج حمید وابن المنذر عن مجاھد فی قولہ "لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ" الاٰیۃ قال ان تستغفروا وتبروھم وتقسطوا الیھم ھم	عبد بن حمید اور ابن المنذر نے امام مجاہد سے تفسیر کریمہ "لَا یَنْهٰىكُمُ" الخ میں روایت کیا، فرمایا معنی آیت یہ ہیں کہ اللہ تمہیں منع نہیں فرماتا کہ تم ان کی مغفرت کی دعا کرو اور ان سے نیک سلوک وانصاف کا

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل النفقۃ والصدقۃ علی الاقربین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۲۴

[2] الفتوحات الالھیہ (الشھیر بالجمل) زیر آیہ لاینھکم اللہ الخ مصطفی البابی مصر ۴/ ۳۲۸

الذین اٰمنوا بمکۃ ولم یھاجروا اھ[1]۔	برتاؤ برتو اس سے مراد کون لوگ ہیں وہ جو مکہ میں ایمان لائے تھے اور ہجرت نہ کی۔

تفسیر جامع البیان میں بہ سند صحیح ہے:

حدثنی یونس قال اخبرنا ابن وھب قال قال ابن زید وسألتہ عن قول اللہ عزوجل "لَا یَنْھٰکُمُ اللہُ" الاٰیۃ فقال ھذا قد نسخ نسخہ القتال[2]۔	مجھ سے یونس نے حدیث بیان کی کہ مجھ کو ابن وھب نے خبر دی کہا جب میں نے امام ابن زید سے کریمہ "لَا یَنْھٰکُمُ اللہُ" کے بارے میں پوچھا، فرمایا یہ منسوخ ہے حکم جہاد نے اسے نسخ فرمادیا۔

تفسیر در منثور میں ہے:

اخرج ابوداؤد فی تاریخہ وابن المنذر عن قتادۃ "لَا یَنْھٰکُمُ اللہُ" الایۃ نسختھا "فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ"[3]۔	ابوداؤد نے اپنی تاریخ اور ابن المنذر نے تفسیر میں قتادہ سے روایت کیا کریمہ "لَا یَنْھٰکُمُ اللہُ" کو اس آیت نے منسوخ فرمایا کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔

اسی میں ہے:

ابن ابی حاتم وابو الشیخ عن مقاتل فی قولہ تعالٰی "وَقَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَآفَّۃً" قال نسخت ھذہ الاٰیۃ کل اٰیۃ فیھا رخصۃ[4]۔	ابن ابی حاتم وابوالشیخ نے اپنی تفسیروں میں مقاتل سے روایت کیا کہ اللہ عزوجل کے اس ارشاد نے کہ سب مشرکوں سے قتال کرو اس سے پہلے جتنی آیتوں میں کچھ رخصتیں تھیں سب منسوخ فرمادیں۔

تفسیر ارشاد العقل السلیم میں زیر کریمہ "یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ" ہے:

قال عطاء نسخت عـــہ ھذہ الاٰیۃ کل	امام عطا رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کافروں کے

عـــہ: یہاں سے اس جاہل مفتی کی جہالت ظاہر ہوگئی جس نے آیہ کریمہ "لَا یَنْھٰکُمْ" کو کہا کہ "وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ" سے اس کو کسی نے منسوخ نہیں بتایا۔ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

[1] الدر المنثور (تفسیر) زیر آیہ لاینھٰکم اللہ عن الذین الخ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۶/ ۲۰۵

[2] جامع البیان لابن جریر الطبری زیر آیہ لاینھٰکم اللہ عن الذین الخ مطبعۃ میمنہ مصر ۲۸/ ۴۱

[3] الدر المنثور زیر آیہ لاینھٰکم اللہ عن الذین الخ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۶/ ۲۰۵

[4] الدر المنثور زیر آیہ وقاتلوا المشرکین کافۃ الخ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۳/ ۲۳۶

شیئ من العفو والصفح [1]۔	ساتھ معافی ودرگزر کی جتنی اجازتیں تھیں سب اس آیہ کریمہ نے منسوخ فرمادیں۔

تفسیر عنایہ القاضی میں زیر کریمہ "لَا یَنْہٰکُمُ اللّٰہُ" ہے:

ھذہ الاٰیۃ منسوخۃ بقولہ تعالٰی "فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ" الاٰیۃ [2]۔	یہ آیت اللہ عزوجل کے اس ارشاد سے منسوخ ہے کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ تلوار کے گھاٹ اتارو۔

تفسیر خطیب شربینی میں پھر فتوحات الالٰہیہ میں ہے:

کان ھذا الحکم وھو جواز موالاۃ الکفار الذین لم یقاتلوا فی اول الاسلام عنہ الموادعۃ وترک الامر بالقتال ثم نسخ بقولہ تعالٰی "فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ" [3]۔	یہ حکم کہ "جو کفار مسلمانوں سے نہ لڑیں ان کے ساتھ کچھ نیک سلوک کیا جائے" ابتداء میں تھا کہ لڑائی موقوف تھی اور جہاد کا حکم نہ تھا، پھر یہ حکم اسی آیہ کریمہ سے منسوخ ہوگیا کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ گردن مارو۔

جلالین شریف میں ہے:

ھذا مقابل الامر بالجھاد [4]۔	یہ اجازت اس وقت تک تھی کہ جہاد کا حکم نہیں ہوا تھا۔

اسی کے خطبہ میں ہے:

ھذا تکملۃ تفسیر القراٰن الکریم الذی الفہ الامام جلال الدین المحلی علی نمطہ من ذکر مایفھم بہ کلام اللہ تعالٰی والاعتماد علی ارجح الاقول [5] (ملخصا)	یہ امام جلال الدین محلّی کی تفسیر کا تکملہ اسی انداز پر ہے کہ اتنی بات بیان کی جائے جس سے کلام اللہ سمجھ میں آجائے اور جو قول سب سے راجح ہے اس پر اعتماد کیا جائے۔ (ملخصا)

جمل میں ہے:

---

[1] ارشاد العقل السلیم آیۃ یاایھاالنبی جاھدالکفار دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۸۴

[2] عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی آیۃ لاینھکم اللہ عن الذین دار صادر بیروت ۸/ ۱۸۸

[3] الفتوحات الالٰھیۃ (الشھیر بالجمل) آیۃ لاینھکم اللہ عن الذین مصطفی البابی مصر ۴/ ۳۲۸

[4] تفسیر جلالین آیۃ لاینھکم اللہ عن الذین مطبع مجتبائی دہلی نصف ثانی ص ۴۵۵

[5] تفسیر جلالین خطبہ کتاب مطبع مجتبائی دہلی نصف اول ص ۲

ای الاقتصار علی ارجح الاقوال[1]۔	یعنی صرف وہ قول بیان کریں گے جو سب سے راجح ہے۔

زرقانی علی المواہب میں ہے:

الجلال قد التزام الاقتصار علی الاصح[2]۔	امام جلال نے التزام فرمایا ہے کہ صرف وہ قول لکھیں گے جو سب سے زیادہ صحیح ہے۔

یہاں مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں جو اس کی طرف بلاتے ہیں مسلمانوں کے بدخواہ ہیں:

تنبیہ ضروری: یہ آیہ کریمہ کہ یہاں علماء وائمہ نے بیان ناسخ کے لئے تلاوت کی کہ مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ اور اس مضمون کی اور آیات نیز وہ عبارات ہدایہ وغیرہا قریب آنے والیاں کہ جہاد میں پہل واجب ہے ان کا تعلق سلاطین اسلام وعساکر اسلام اصحاب خزائن واسلحہ واستطاعت سے ہے نہ کہ ان کے غیر سے، قال اللہ تعالٰی:

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا[3]۔	اللہ تعالٰی کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت بھر۔

وقال تعالٰی:

"لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا"[4]۔	اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنے کی جس قدر کی استطاعت اسے دی ہے۔

وقال تعالٰی:

"لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ"[5]۔	اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

مجتبٰی وجامع الرموز وردالمحتار میں ہے:

یجب علی الامام ان یبعث	سلطان اعظم اسلام پر فرض ہے کہ ہر سال

[1] الفتوحات الالهیه (الشهیر بالجمل) خطبه کتاب مصطفی البابی مصر ۱/ ۷

[2] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیه المقصد الثانی الفصل الاول دار المعرفة بیروت ۳/ ۱۷۱

[3] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۶

[4] القرآن الکریم ۶۵/ ۷

[5] القرآن الکریم ۲/ ۱۹۵

سریۃ الی دارالحرب کل سنۃ مرۃ اومرتین وعلی الرعیۃ الا اذا اخذ الخراج فان لم یبعث کان کل الاثم علیہ وھذا اذا غلب علی ظنہ انہ یکافیھم والا فلایباح قتالھم [1]۔	ایک یادو بار دارالحرب پر لشکر بھیجے اور رعیت پر اس کی مدد فرض ہے اگر ان سے خراج نہ لیا ہو تو سلطان اگر لشکر نہ بھیجے تو سارا گناہ اسی کے سر ہے، یہ سب اس صورت میں ہے کہ اسے غالب گمان ہو کہ طاقت میں کافروں سے کم نہ رہے گا ورنہ اسے ان سے لڑائی کی پہل ناجائز ہے۔

خصوصا ہندوستان میں جہاں اگر دس مسلمان ایک مشرک کو قتل کریں تو **معاذاللہ** دسوں کو پھانسی ہو ایسی جگہ مسلمانوں پر جہاد فرض بتانے ولا شریعت پر مفتری اور مسلمانوں کا بدخواہ ہے، ہمارا مقصود اس قدر تھا کہ کریمہ ممتحنہ اگر جملہ مشرکین غیر محاربین کو عام ہے تو ضرور منسوخ ہے وہ **بحمدہ تعالٰی** بروجہ احسن ثابت ہو گیا۔

خود قرآن عظیم سے اس آیت کی منسوخی کا ثبوت اگر ہر غیر محارب بالفعل کو عام مانی جائے۔

وانا اقول: وباللہ التوفیق (اور میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) اگر وہ اکابر تابعین اس کے نسخ کی تصریح اور یہ امام جلیل اس کی ترجیح و تصحیح نہ فرماتے تو قرآن عظیم خود شاہد تھا کہ آیہ "لَا یَنْهٰىكُمُ" اگر جملہ مشرکین غیر محاربین بالفعل کو عام ہے تو قطعاً منسوخ ہے، ممتحنہ کا نزول سورہ براءت سے یقینا پہلے ہے تصریح ائمہ نہ ہوتی تو خود اس کی آیہ کریمہ بتارہی ہیں کہ نزول تک مکہ معظّمہ قبض کفار میں تھا اور سورہ توبہ شریف کے ارشادات جگمگا رہے ہیں کہ اس کا نزول بعد فتح بلدالحرام و تسلط تام دین اسلام ہے وللہ الحمد، سورہ براءت میں ارشاد فرمایا:

"یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝" [2]۔	اے نبی! کافروں اور منافقوں پر جہاد فرمایئے اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آیئے اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا ہی بری پھرنے کی جگہ ہے۔

پھر اسی سورۃ میں ارشاد فرمایا:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ	اے ایمان والو! اپنے پاس کے کافروں سے لڑو

[1] جامع الرموز کتاب الجہاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/ ۵۵۵

[2] القرآن الکریم ۹/ ۷۳

یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَةً ؕ "[1]	اور تم پر فرض ہے کہ وہ تم میں درشتی پائیں

یہ حکم بھی جمیع کفار کو عام ہے حکمت یہی ہے کہ پہلے پاس والوں کو زیر کیا جائے جب وہاں اسلام کا تسلط ہو جائے تو اب جو اس سے نزدیک ہیں وہ پاس والے ہوئے وہ زیر ہو جائیں تو اب جو ان سے قریب ہیں یونہی یہ سلسلہ شرقاً غرباً منتہائے زمین تک پہنچے اور بحمد اللہ ایسا ہی ہوا اور بعونہٖ تعالیٰ ایسا ہی بروجہ اتم و کمال زمانہ امام موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہونے والا ہے

سب کافروں سے قتال وغلظت کا حکم ہے اگرچہ محارب بالفعل نہ ہوں محارب بالفعل کی تخصیص منسوخ ہو گئی:

"حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ"[2]۔	یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کے لئے ہو جائے۔

یہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ کفار پر درشتی کرو۔ مومنین کو حکم ہوا کافروں پر سختی کرو۔ اس میں نہ کوئی تقسیم ہے نہ تردید، نہ تخصیص نہ تقلید، اور ہر عاقل جانتا ہے کہ نیک سلوک اور سختی و درشتی باہم متنافی ہیں، پہلے نیک سلوک کی اجازت تھی اب درشتی و سختی کا حکم ہوا تو وہ اجازت ضرور منسوخ ہو گئی، اجماع امت ہے کہ جہاد کفار محاربین بالفعل سے مخصوص نہیں مدافعانہ و جارحانہ قطعاً دونوں طرح کا حکم ہے اجازت کا مدافعانہ میں حصر پہلے تھا پھر قطعاً منسوخ ہو گیا، مبسوط شمس الائمہ سرخسی و کفایہ و عنایہ و تبیین و بحر الرائق و رد المحتار وغیرہا میں ہے:

واللفظ للبابرتی قوله تعالیٰ فان قاتلوکم فاقتلوھم منسوخ وبیانه ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان فی الابتداء مأمورا بالصفح والاعراض عن المشرکین بقوله "فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ ﴿۸۵﴾" ،"وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿۹۴﴾ "الاٰیة ثم امر بالدعاء الی الدین بالموعظة والمجادلة	یہ ارشاد کہ اگر وہ تم سے لڑیں تو ان کو قتل کرو منسوخ ہے، بیان اس کا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابتداء میں یہ حکم تھا کہ مشرکوں سے درگزر او ررو گردانی فرمائیں ارشاد تھا اچھی طرح درگزر کرو اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔ پھر حضور کو حکم ہوا کہ سمجھانے اور خوبی کے ساتھ دلیل قائم فرمانے سے دین کی طرف بلاؤ کہ ارشاد تھا اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت کے ساتھ بلاؤ۔ پھر

[1] القرآن الکریم ۹/ ۱۲۳

[2] القرآن الکریم ۸/ ۳۹

بالاحسن بقوله تعالٰی "اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَةِ" الاٰیة. ثم اذن بالقتال اذا کانت البدائة منهم بقوله تعالٰی "اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ" الاٰیة وبقوله "فَاِنۡ قٰتَلُوۡکُمۡ فَاقۡتُلُوۡهُمۡ" ثم امر بالقتال ابتداء فی بعض الازمان بقوله تعالٰی "فَاِذَا انۡسَلَخَ الۡاَشۡهُرُ الۡحُرُمُ فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِکِیۡنَ" الاٰیة ثم امر بالبدائة بالقتال مطلقا فی الازمان کلها وفی الاماکن باسرها فقال تعالٰی "وَقٰتِلُوۡهُمۡ حَتّٰی لَا تَکُوۡنَ فِتۡنَةٌ" الاٰیة. "قَاتِلُوا الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ" الاٰیة[1]۔	اجازت فرمائی گئی کہ ان کی طرف سے قتال کی ابتدا ہو تو لڑو، ارشاد تھا کہ جن سے قتال کیا جائے انھیں پروانگی ہے، اور ارشاد تھا کہ اگر وہ تم سے لڑیں تو انھیں قتل کرو۔ پھر بعض اوقات ابتدا قتال کا حکم ہوا ارشاد فرمایا جب حرمت والے مہینے نکل جائیں تو مشرکوں کو قتل کرو پھر مطلقاً ابتداء بالقتال کا حکم ہوا سب زمانوں اور سب مکانوں میں ارشاد ہوا ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے، اور فرمایا ان سے لڑو جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتے۔

کنز میں ہے:

الجهاد فرض کفایة ابتداء[2]۔	جہاد کی پہل کرنا فرض کفایہ ہے۔

بحرالرائق میں ہے:

مفید لافتراضه وان لم یبدونا للعمومات واما قوله تعالٰی فان قاتلوکم فاقتلوهم فمنسوخ[3]۔	یہ عبارت فائدہ دیتی ہے کہ جہاد فرض ہے اگرچہ کافر پہل نہ کریں کہ آیتیں عام ہیں اور وہ جو فرمایا تھا کہ اگر وہ تم سے لڑیں تو انھیں قتل کرو وہ منسوخ ہے

ہدایہ میں ہے:

قتال الکفار واجب وان لم یبدؤا للعمومات[4]۔	کافروں سے لڑنا واجب ہے اگرچہ وہ پہل نہ کریں کہ احکام عام ہیں۔

[1] کفایة وعنایه مع فتح القدیر کتاب السیر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۱۹۳
[2] کنز الدقائق کتاب السیر والجهاد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۸۳
[3] بحرالرائق کتاب السیر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۷۱
[4] الهدایه کتاب السیر المکتبة العربیه کراچی ۲/ ۲۳۹

فتح القدیر میں ہے:

صریح قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فی الصحیحین وغیرهما امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لااله الا الله الحدیث یوجب ان نبدأهم بادنی تأمل [1] اھ اقول وکذا قوله تعالٰی قاتلوهم حتی لاتکون فتنة ویکون الدین کله لله [2] الآیة ثم فی العنایة رأیت کماتقدم عــــه ۔	صحیحین وغیرہما میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا صاف ارشاد مجھے حکم ہوا کہ لوگوں سے قتال فرماؤں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں پوری حدیث ادنی غور سے واجب فرماتا ہے کہ ہم ان سے قتال کی پہل کریں، فتح القدیر کی عبارت تمام ہوئی اور میں کہتا ہوں یونہی رب العزت کا ارشاد کہ ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کے لئے ہو جائے، پھر میں نے عنایہ میں اسی دلیل کو دیکھا جیسا کہ گزر چکا۔

نیز اسی میں زیر حدیث رأی صلی الله تعالٰی علیه وسلم امرأة مقتوله فقال هاه ماکانت هذه تقاتل [3] (نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک عورت دیکھی تو فرمایا ارے یہ تو لڑنے کے قابل نہ تھی) ہے:

الحدیث صحیح علی شرط الشیخین فقد علل صلی الله تعالٰی علیه وسلم بالمقاتلة فثبت انه معلول بالحرابة فلزم قتل ماکان مظنة له بخلاف مالیس ایاه [4] ۔	یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ قتل کی علت قتال ہے تو ثابت ہوا کہ قتل وہی کیا جائے جو لڑنے کے قابل شخص ہے تو جسے لڑنے کے قابل سمجھا جائے شریعت میں اس کا قتل لازم ہوا، بخلاف اس کے جو اس کے لائق ہی نہ ہو۔

عــــه: مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی میں ہے: لاتخرج بنیتهم من ان تکون صالحة للمحاربة وان کانوا لایشتغلون بالمحاربة کالمشتغلین بالتجارة والحراثة منهم بخلاف النساء والصبیان [5] کافر اگرچہ بالفعل نہ لڑیں ان کے بدن کی بناوٹ تو لڑنے کے قابل ہے جیسے ان کے سوداگر اور کسان، بخلاف زنان واطفال ۱۲ منہ غفرلہ

---

[1] فتح القدیر کتاب السیر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۱۹۳

[2] القرآن الکریم ۸/ ۳۹

[3]

[4] فتح القدیر باب کیفیة القتال مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۲۰۳

[5] المبسوط للسرخسی باب آخر فی القیٰمة دار المعرفة بیروت الجزء العاشر ص ۱۳۷

ہر ادنٰی خادم فقہ جانتا ہے کہ حربی مقابل ذمی ہے نہ کہ خاص محارب بالفعل۔ ہدایہ وغیرہا کی عبارات ابھی گزریں تو آیت قطعاً تمام حربیوں کو شامل خواہ بالفعل مصدر قتال ہوئے ہوں یا نہیں البتہ معاہدین کا استثناء ضروریات دین سے ہے جس پر نصوص قاطعہ ناطق، اور وہ اذہان مسلمین میں ایسا مرتکز کہ اصلا محتاج ذکر نہیں، یونہی حکم جہاد و قتال کے اعتبار سے اصحاب قول سوم کو بھی یہاں گنجائش اجماع واتفاق ہے کہ معاہدین وذراری محل جہاد ہی نہیں تو کلمہ جاھدوا قاتلوا سے ان کی طرف ذہن نہیں جائے گا۔ فتح القدیر میں ہے:

وما الظن الا ان حرمة قتل النساء والصبیان اجماع [1]۔	گمان اس کے سوا کسی کی طرف نہیں جاتا کہ عورتوں اور بچوں کا قتل حرام ہونے پر اجماع ہے۔

غرض معاہد وذمی ونساء وصبیان کو نص قتال ابتداء ہی شامل نہ ہوا کہ تخصیص کی حاجت ہو، بحر الرائق میں ہے:

نفس النص ابتداء لم یتعلق بہ لانہ مقید بمن بحیث یحارب کقولہ تعالٰی "وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً" الاٰیۃ فلم تدخل المرأۃ [2]۔	سرے سے خود نص اسے متعلق نہ ہوا کہ وہ خاص ایسے کے بارے میں ہے جو لڑنے کے قابل ہو جیسے ارشاد الٰہی: سب مشرکوں سے لڑو تو یہ عورت کو شامل نہیں ہے۔

باقی تحقیق عنقریب آتی ہے ان شاء اللہ تعالٰی، بالجملہ آیہ کریمہ میں دو قول ہیں:

ایک قول اکثر اہل تاویل کہ سب کفار غیر محاربین بالفعل مراد نہیں بلکہ خاص اہل عہد وپیمان یا اطفال وزنان یا غیر مہاجر مسلمان، اس تقدیر پر آیہ کریمہ مشرکین ہند کو جن سے اتحاد وداد منایا جارہا ہے کسی طرح شامل ہی نہیں ہو سکتی کہ وہ نہ اہل ذمہ ہیں نہ عورتیں، بچے نہ مسلمان۔

دوسرا قول بعض کہ سب مشرکین غیر محاربین بالفعل مراد تھے۔

لیڈروں کو پہلا جواب:

اس طور پر وہ اولا یقینا منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل کرنا ضلالت وگمراہی، کیا کوئی روا رکھے کہ شراب پئے اور کافروں کو بیٹیاں دے اور اپنی سگی بہن سے نکاح کرے ع

کہ بعہد قدیم نابود ست

(کہ یہ بے حیائی تو زمانہ (قدیم) جہالت میں روا نہیں رکھی گئی۔ ت)

[1] فتح القدیر باب کیفیۃ القتال مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۲۰۲

[2] البحر الرائق کتاب السیر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵/ ۷۰

لیڈر بننے والوں کا یہ ظلم عظیم ہے کہ ہندوؤں کو شامل کرنا لیا قول ثانی سے، اور اس کا غیر منسوخ عہ۱ ہونا لیا قول اول سے جمع بین المنافیین کرکے بیچارے جاہلوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

لیڈروں کو دوسرا جواب:

ثانیًا: اگر بفرض باطل ان کی یہ شتر گربگی مان بھی لی جائے تو عام عہ۲ مشرکین ہند کو "لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ" کا مصداق ماننا ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ لینا ہے، کیا وہ ہم سے دین پر نہ لڑیں، کیا قربانی گاؤ پر ان کے سخت ظالمانہ فساد پرانے پڑ گئے، کیا کٹارپور وآرہ اور کہاں کہاں کے ناپاک وہولناک مظالم جو ابھی تازے ہیں دلوں سے محو ہوگئے، بے گناہ مسلمان نہایت سختی سے ذبح کئے گئے، مٹی کا تیل ڈال کر جلائے گئے، ناپاکوں نے پاک مسجدیں ڈھائیں قرآن کریم کے پاک اوراق پھاڑے جلائے، اور ایسی ہی وہ باتیں جن کا نام لئے کلیجہ منہ کو آئے، "اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۸﴾" "اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۸﴾" "اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۸﴾"[1] سن لو اللہ کی لعنت ظالموں پر، اب کوئی دردرسیدہ مسلمان ان لیڈروں سے یہ کہہ سکتا ہے یا نہیں کہ اے اسٹیجوں پر مسلمان بننے والو، ہمدردی اسلام کا تانا تننے والو! کچھ حیا کا نام باقی ہے تو ہندوؤں کی گنگا میں ڈوب مرو، اسلام و مسلمین و مساجد وقرآن پر یہ ظلم توڑنے والے کیا یہی تمھارے بھائی، تمھارے چہیتے تمھارے پیارے۔

عہ۱: یہاں سے اس فتوائے جاہلانہ کا حال کھل گیا جس میں عبارت مذکورہ جمل "قال اکثر اھل التاویل ھی محکمۃ"[2] الخ اور عبارت روح البیان فی الفتح الرحمن نسختھا فاقتلوا المشرکین والاکثر علی انھا غیر منسوخۃ[3] سے استناد کرکے آیہ کریمہ کا قول اکثر میں غیر منسوخ ہونا بتاکر اسے ہندوؤں پر جمادیا اب یہ کون سمجھے کہ قول اکثر پر کسی طرح ہندو اس میں داخل نہیں اور قول دیگر پر بفرض غلط اگر داخل ہوسکتے ہیں تو یقینا منسوخ ہے حشمت علی عفی عنہ

عہ۲: اس تقریر کو خوب محفوظ رکھنا چاہئے کہ اس سے ان مفتیان اجہل کی جہالت وبیباکی بلکہ عیاری وچالاکی خوب روشن ہوتی ہے جنھوں نے کہا کہ "ہندوستان کے عام ہندو اہل اسلام سے مقاتلہ فی الدین نہیں کرتے اور عامہ نصارٰی **مقاتلہ فی الدین** کے مرتکب ومعاون ہیں۔ طرفہ تر یہ کہ جانب نصارٰی میں معاون کا لفظ بڑھالیا کہ عامہ نصارٰی پر جماسکیں اور جانب ہنود میں اسے اڑادیا کہ عام ہنود اس میں نہ آسکیں۔ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ۔

---

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

[2] الفتوحات الالٰھیۃ الشھیر بالجمل آیۃ لاینھٰکم اللہ الخ مصطفی البابی مصر ۴/ ۳۲۸

[3] روح البیان آیۃ لاینھٰکم اللہ الخ المکتبۃ الاسلامیہ لصاحبھا الریاض. الجزء الثامن والعشرون ص ۴۸۱

تمھارے سردار، تمھارے پیشوا، تمھارے مددگار، تمھارے غمگسار مشرکین ہند نہیں جن کے ہاتھ آج تم بکے جاتے ہو، جن کی غلامی کے گیت گاتے ہو، اُف اُف اُف تُف تُف تُف۔

"اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا" [1]۔	بیشک اللّٰہ تعالٰی منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔

اور رب ایمان اور پکا بے ایمان ہوگا وہ جو واحد قہار کو یکسر پیٹھ دے کر کہے یہ ملعون مظالم تو بعض بعض شہر کے بعض کفار نے کئے، اس سے سب تو "قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ" نہیں ہوگئے، بد عقلو بد منشو! کوئی قوم ساری کی ساری نہیں لڑتی۔

تمام مشرکین ہند محارب بالفعل ہیں اور محارب بالفعل کے معنی کی تحقیق:

کفار زمانہ رسالت جن کی نسبت حکم ہوا: "وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ" [2] انھیں جہاں پاؤ قتل کرو۔ اور حکم ہوا: "وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً" [3] سب مشرکوں سے لڑو جیسے وہ سب تم سے لڑتے ہیں۔ کیا ان کا ہر ہر فرد میدان جنگ میں آیا تھا، لڑائی دیکھی جاتی ہے اگر جو لڑے ان کی خاص کوئی ذاتی غرض ہے جس میں ساری قوم شریک نہیں تو وہ لڑائی خاص انھیں کی طرف منسوب ہوگی جو اس کے مرتکب ہوئے مثلاً کسی گاؤں کے دھرے مینڈھے پر بعض لوگوں سے جنگ ہو تو وہ انھیں کی ہے نہ تمام قوم کی، اور اگر لڑائی مذہبی ہے تو ان سب اہل مذہب کی ہے کہ باقی دامے درمے قلمے قدمے معین ہوں گے اور کچھ نہ ہو تو راضی ہوں گے اور اپنے مذہب کی فتح ہو تو خوش ہوں گے اور دوسرے کی ہو تو رنجیدہ ہوں گے۔ قال تعالٰی:

"اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا" [4]	اگر تمھیں بھلائی پہنچے تو انھیں بری لگے اور تمھیں برائی پہنچے تو اس پر شاد ہوں۔

تو وہ سب محاربین بالفعل ہیں خواہ ہاتھ سے یا زبان سے یا دل سے، یہ قربانی گاؤ کا مسئلہ ایسا ہی ہے کون سا ہندو ہے جس کے دل میں اس کا نام سن کر آگ نہیں لگتی کون سی ہندو زبان ہے جو گئو رکھشا کی مالا

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۴۰

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۹۱و۴/ ۹۱

[3] القرآن الکریم ۹ / ۳۶

[4] القرآن الکریم ۳/ ۱۲۰

نہیں چلتی۔ کون سا شہر ہے جہاں اس کی سبھا یا اس کے ارکان یا اس میں چندہ دینے والے نہیں، کیا یہ مقدس بیگناہوں کے خون، یہ پاک مساجد کی شہادتیں، یہ قرآن عظیم کی اہانتیں انھیں ناپاک رکھشاؤں انھیں مجموعی سفاک سبھاؤں کے نتائج نہیں، نہ سہی ع

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

اب جس شہر جس قصبہ جس گاؤں میں چاہو آزمادیکھو، اپنی مذہبی قربانی کے لئے گائے پچھاڑو۔ اس وقت یہی تمھاری بائیں پسلی کے نکلے، یہی تمھارے سگے بھائی، یہی تمھارے منہ بولے بزرگ یہی تمھارے آقا یہی تمھارے پیشوا تمھاری ہڈی پسلی توڑنے کو تیار ہوتے ہیں یا نہیں۔ ان متفرقات کا جمع کرنا بھی جہنم میں ڈالئے وہ آج تمام ہندوؤں اور نہ صرف ہندوؤں تم سب ہندو پرستوں کا امام ظاہر و بادشاہ باطن ہے یعنی گاندھی صاف نہ کہہ چکا کہ مسلمان اگر قربانی گاؤنہ چھوڑیں گے تو ہم تلوار کے زور سے چھڑادیں گے، اب بھی کوئی شک رہا کہ تمام مشرکین ہند دین میں ہم سے محارب ہیں پھر انھیں "لَمۡ یُقَاتِلُوۡ کُمۡ فِی الدِّیۡنِ" میں داخل کرنا کیا نری بے حیائی ہے یا صریح بے ایمانی بھی، محاربہ مذہبی ہر قوم کا اس بات پر ہوتا ہے جسے وہ اپنے دین کی رو سے زشت و منکر جانے، اسی کے ازالہ کے لئے لڑائی ہوتی ہے، اور ازالہ منکر تین قسم ہے کہ موقع ہو تو ہاتھ سے ورنہ زبان سے ورنہ دل سے۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من رأی منکم منکرًا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ [1]۔	تم میں جو کوئی کچھ خلاف شرع بات دیکھے اس پر لازم ہے کہ اسے اپنے ہاتھ سے رد کرے، پھر اگر نہ ہوسکے تو زبان سے، اور یہ بھی نہ ہوسکے تو دل سے۔

یہ تینوں صورتیں ازالہ و تغییر کی ہیں اور سب اہل محاربہ سے محاربہ ہی ہیں بالفعل ہتھیار اٹھانا شرط نہیں جس کا ثبوت اوپر گزرا، اور اگر یہی ٹھہرے کہ اگرچہ لڑائی سرتاج قوم اور تمام افراد کی رضا سے ہو مگر "قٰتَلُوۡ کُمۡ فِی الدِّیۡنِ" میں صرف وہی داخل ہوں گے جنھوں نے میدان میں ہتھیار اٹھائے تو ذرا انگریزوں کے ساتھ اپنے بائیکاٹ کا مزاج پوچھ لیجئے، کیا ہر انگریز ترکوں کے ساتھ میدان جنگ میں گیا تھا ہر گز نہیں، لاکھوں یا شاید کروڑوں ہوں جنھوں نے اس میدان کی صورت تک نہ دیکھی خصوصا ہندوستان میں سول کے انگریز، تو یہ سب "لَمۡ یُقَاتِلُوۡ کُمۡ فِی الدِّیۡنِ" ہوئے، اور تمھارا یہ ترک تعاون کا عام مسئلہ تمھارے ہی منہ سخت جھوٹا

[1] مسند احمد بن حنبل روایت ابوسعید الخدری دارالفکر بیروت ۳/ ۱۰، صحیح مسلم کتاب الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۱

اور شریعت پر افتراء ٹھہرا کہ مقاطعہ کروتو انھیں معدود سے کرو جو میدان میں ترکوں سے لڑے، غرض ؎

نے فروعت محکم آمد نے اصول

شرم بادت از خدا واز رسول

(نہ تیرے فروع قائم رہیں نہ اصول توخدا اور سول سے شرم کھا۔ت)

قرآن عظیم سے مزعومات لیڈران کارد

تنبیہ جلیل: اقول: کریمہ "وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً"[1] (اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں۔ت) کہ ابھی ہم نے تلاوت کی قطعاً اپنی ہر وجہ ہر پہلو پر لیڈران عنود پس روان ہنود پر رد شدید ہے، ان کا مزعوم دو ۲ فقرے ہیں:

اول یہ کہ ہنود میں مقاتل فی الدین صرف وہی ہے جنھوں نے وہ مظالم کئے تو مقاتل نہیں مگر مقاتل بالفعل جس نے ہتھیار اٹھایا اور قتل کو آیا تاکہ عامہ ہنود کو "قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ" سے بچالیں

دوم یہ کہ جو مقاتل بالفعل نہیں اس سے اظہار عداوت فرض نہیں تاکہ بزور زبان ان سے وداد واتحاد کی راہ نکالیں۔

اب آیہ کریمہ میں چار ۴ احتمال ہیں:

اول: دونوں "**کافۃ**" مسلمانوں سے حال ہوں یعنی سب مسلمانوں مشرکوں سے لڑو جس طرح وہ تم سب سے لڑتے ہیں۔

دوم: دونوں "**کافۃ**" مشرکین سے حال ہوں یعنی سب مشرکین سے لڑو جس طرح وہ سب تم سے لڑتے ہیں۔

سوم: پہلا "**کافۃ**" مشرکین سے حال ہو اور دوسرا مومنین سے یعنی تم بھی سب مشرکین سے لڑو جس طرح وہ تم سب سے لڑتے ہیں۔ یہ قول عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے منقول ہے۔

چہارم: اس کا عکس یعنی سب مسلمان مشرکوں سے لڑیں جس طرح وہ سب مشرک مسلمانوں سے لڑتے ہیں، کبیر میں اسی کو ترجیح دی اور لباب میں اسی پر اقتصار کیا، اور امام نسفی نے چاروں احتمالوں کا اشعار کیا، مفاتیح الغیب میں ہے:

ارشاد الٰہی کافۃ میں دو قول ہیں، اول مراد یہ ہے	فی قولہ تعالٰی کافۃ قولان، الاول

[1] القرآن الکریم ۹/ ۳۶

ان یکون المراد قاتلوھم باجمعکم مجتمعین علی قتالھم، کما انھم یقاتلونکم علی ھذہ الصفۃ. یرید تعاونوا وتناصروا علی ذٰلك ولاتتخاذلوا ولاتتقاطعوا وکونوا عباداللّٰہ مجتمعین متوافقین فی مقاتلہ الاعداء، والثانی قال ابن عباس قاتلوھم بکلیتھم ولا تحابوا بعضھم بترك القتال کما انھم یستحلون قتال جمیعکم، والقول الاول اقرب حتی یصح قیاس احد الجانبین علی الاخر[1]۔	کہ تم سب ان کے قتال پر اتفاق کرکے ان سے لڑو جس طرح وہ تم سے یونہی لڑتے ہیں، فرماتا ہے قتال مشرکین میں سب آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور ایک دوسرے کو بے یار نہ چھوڑو نہ باہم علاقہ قطع کرو اور سب اللہ کے بندے ہو جاؤ، دشمنوں کے قتال پر یک دل ویک رائے ہو کر دوسرا قول ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کا کہ سب مشرکوں سے لڑو اور ان میں کسی سے ترک قتال میں محابہ نہ کرو جس طرح وہ تم سب سے قتال روا رکھتے ہیں اور پہلا قول زیادہ قریب ہے تاکہ ایک فریق کا دوسرے پر قیاس صحیح ہو۔

خازن میں ہے:

یعنی قاتلوا المشرکین باجمعکم مجتمعین علی قتالھم کما انھم یقاتلونکم علی ھذہ الصفۃ[2]۔	یعنی سب مل کر قتال مشرکین پر متفق الرائے ہو کر ان سے لڑو جس طرح وہ تم سے یونہی لڑتے ہیں۔

مدارک میں ہے:

کافۃ حال من الفاعل اوالمفعول[3]۔	کافۃ فاعل سے حال ہے یا مفعول سے۔

اس احتمال چہارم پر آیہ کریمہ کے دونوں جملے لیڈروں کے پہلے فقرے کارد ہیں ظاہر ہے کہ سب مشرک میدان میں نہ آئے سب نے ہتھیار نہ اُٹھائے بلکہ کچھ ساعی تھے کچھ معاون کچھ راضی، اور آیت میں فرمایا کہ وہ سب تم سے لڑتے ہیں تو معلوم ہوا کہ جمیع اقسام مقاتل فی الدین ہیں یونہی قطعاً تمام ہنود کہ منشا مظالم گئور کھشا ہے اور اس میں سب شریک، پھر مسلمانوں کو فرمایا تم سب لڑو اگر قتال قتال بالید سے خاص ہو تو جہاد مطلقاً فرض عین ہو جائے اور یہ بالاجماع باطل ہے نیز اس تقدیر پر یہ حکم صحابہ کرام سے آج تک کبھی بجانہ لایا گیا کون سے دن دنیا کے سب مسلمان ہتھیار لے کر میدان میں آئے تو معاذاللہ صحابہ کرام وجمیع امت کا اجماع ضلالت ومعصیت پر

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیہ قاتلوا المشرکین الخ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۱۶/ ۵۴

[2] لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن) تحت آیۃ قاتلوا المشرکین الخ مصطفی البابی مصر ۳/ ۹۰

[3] مدارك التنزیل (تفسیر النسفی) تحت آیہ قاتلوا المشرکین الخ دار الکتاب العربی بیروت ۲/ ۲۵

ہو اور یہ اول سے بڑھ کر باطل وکفر بائل (سخت) ہے لاجرم قتال معاونت ورضا سب کو عام ہے اب بیشک اس کا حکم شامل جملہ حکم اسلام ہے، اسی طرح احتمال اول پر آیہ کریمہ کے دونوں جملے فقرہ اولٰی کے رد ہیں، پہلے کا ابھی بیان ہوا اور دوسرا یوں کہ جب مشرکین سب مسلمانوں سے مقاتل ہیں تو سب مسلمان مشرکوں کے مقاتل کہ مفاعلہ جانبین سے ہے اور وہ نہیں مگر اسی طرح پر کہ فاعل ومعاون وراضی سب مقاتل ہوں بعینہٖ اسی تقریر سے احتمال دوم وسوم بھی جیسا کہ فہیم پر مخفی نہیں۔ بالجملہ ہر پہلو پر آیہ کریمہ کا ہر جملہ ان کے فقرہ اولٰی کا رد ہے اور احتمال دوم وسوم پر کریمہ کا پہلا جملہ لیڈروں کے فقرہ دوم کا بھی رد ہے کہ عام فرمایا گیا سب مشرکوں سے قتال کرو، اور قتل وقتال سے بڑھ کر اور اظہار عداوت کیا ہے تو ثابت ہوا کہ مشرک مقاتل بالید ہو یا نہ ہر ایک سے اظہار عداوت فرض اور وداد واتحاد حرام،

"قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾"[1]	کہو حق آیا باطل کا دم ٹوٹا، بیشک باطل تو دم توڑنے ہی کو تھا
"بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَ لَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾"[2]	بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینکتے ہیں کہ وہ باطل کا بھیجا نکال دیتا ہے جبھی وہ فنا ہو جاتا ہے اور تمھارے لئے خرابی ہے ان باتوں سے جو بناتے ہو۔

اصح قول اکثر ہے کہ کریمہ ممتحنہ صرف معاہدین کے بارے میں ہے:

تنبیہ دوم: اقول یہاں سے روشن ہوا کہ آیہ ممتحنہ میں قول اکثر ہی راجح واصح ہے "لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ" وہی ہو سکتے ہیں جو اہل عہد وذمہ ہیں کہ ان کے عہد نے صراحۃً انھیں مقاتلین سے جدا کرلیا، "**والصریح یفوق الدلالة**" تصریح دلالت پر مرجح ہے۔ باقی تمام حربی کفار مقاتل فی الدین ہیں اگرچہ ہتھیار نہ اُٹھائے ہوئے ہوں۔ قول آخر کے اصح ہونے کی وجہ یہی ہوئی کہ لفظ عام ہے اور جب ثابت ہوا کہ وہ اہل عہد وذمہ ہی پر صادق ہے تو حربیوں کی تعمیم ناموجہ ہے یونہی نساء وصبیان سے تخصیص کی وجہ نہیں، اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا، ورنہ صرف صلہ مادر وپدر یا غایت درجہ صلہ رحم کی اجازت نکلے نہ جملہ نساء وصبیان کو تعمیم مقبول کہ اگرچہ وہ حکم قتال سے مستثنٰی ہیں مگر حکم غلظت سے مستثنٰی نہیں، اہل عہد وذمی کی عورتیں بچے ان کے حکم میں رہیں گے اور غیر معاہد حربیوں کے زنان واطفال ان کے حکم میں، **قال تعالٰی**

"مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ"[3] مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو۔

---

[1] القرآن الکریم ۱۷/ ۸۱

[2] القرآن الکریم ۲۱/ ۱۸

[3] القرآن الکریم ۳/ ۱۹۵

یہاں کے کسی کافر فقیر کو بھیک دینا بھی جائز نہیں:

صحاح ستہ میں صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے زنان وصبیان کفار کے بارے میں فرمایا: **ھم منھم**[1] وہ انھیں میں سے ہیں، ولہذا ہمارے ائمہ کرام نے حربی کو صدقہ نافلہ دینے کی ممانعت سے ان کی عورتوں بچوں کسی کو مستثنٰی نہ فرمایا حکم عام دیا، جامع الصغیر امام محمد وہدایہ ودرر وعنایہ وکفایہ وجوہرہ ومستصفٰی پر نہایہ وغایۃ البیان وفتح القدیر وبحر الرائق وکافی وتبیین وتفسیر احمدی وفتح اللہ المعین وغنیہ ذوی الاحکام کتب معتمدہ کی عبارتیں اوپر گزریں، معراج الدرایہ میں ہے:

صلتہ لایکون برا شرعا ولذالم یجز التطوع الیہ[2]۔	حربی سے نیک سلوک شرعا کوئی نیکی نہیں اس لئے اسے نفل خیرات دینا بھی حرام ہے۔

عنایہ امام اکمل میں ہے:

التصدق علیھم مرحمۃ لھم ومواساۃ وھی منافیۃ لمقتضی الاٰیۃ[3]۔	انھیں خیرات دینا ان پر ایک طرح کی مہربانی اور ان کی غمخواری ہے اور یہ حکم قرآن مجید کے خلاف ہے۔

امام برہان الدین صاحب ذخیرہ نے محیط پھر علامہ جوی زادہ پھر علامہ شرنبلالی نے غنیہ میں فرمایا:

لایجوز للمسلم بر الحربی[4]۔	حربی کے ساتھ نیک سلوک مسلمان کو حرام ہے۔

بحمداللہ تعالٰی ہمارے ائمہ کی نظر ایسی ہی غائر ودقیقہ رس ہے جب کبھی تنقیح تام کی جاتی ہے جو انھوں نے تحقیق فرمایا وہی گل کھلتا ہے **ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالٰی ولی التوفیق**۔

مستامن کے لئے مسئلہ ہبہ ووصیت کی تحقیق:

تنبیہ سوم: مستامن کے بارے میں عبارات مختلف آئیں کثیر

---

[1] صحیح مسلم باب جواز قتل النساء والصبیان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۴

[2] ردالمحتار بحوالہ معراج الدرایۃ باب المصرف داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۶۸

[3] العنایہ شرح الہدایہ مع فتح القدیر باب من یجوز دفع الصدقہ الیہ الخ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۲۰۷

[4] غنیہ ذوی الاحکام حاشیۃ الدرر الحکام کتاب الوصایا مطبعۃ احمدی کامل الکائنۃ دارالسعادت مصر ۲/ ۴۲۹

روایات مذکورہ میں مطلقاً حربی سے نیک سلوک کی ممانعت ہے جس میں مستامن بھی داخل، اور نہایہ و تبیین و بحر الرائق وابوالسعود کی عبارات میں اس سے ممانعت کی صاف تصریح گزری لیکن بعض روایات سے اس کے لئے رخصت ثابت، فتاوٰی عالمگیری میں ہے:

لاباس بان یصل الرجل المسلم المشرك قریبا کان اوبعیدا محاربا کان اوذمیا و اراد بالحارب المستامن واما اذا کان غیر المستامن فلاینبغی للمسلم ان یصله بشیئ کذا فی المحیط [1]۔	کوئی حرج نہیں کہ مسلمان مشرک سے کوئی مالی سلوک کرے خواہ رشتہ دار ہو یا اجنبی، حربی ہو یا غیر مستامن ہو تو مسلمان کو سزاوار نہیں کہ اس کے ساتھ کوئی نیک سلوک کرے، ایسا ہی محیط میں ہے۔

امام ملک العلماء نے بدائع میں مستامن کے لئے وصیت کا جواز مبسوط سے نقل کیا پھر فرمایا، امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عدم جواز مروی ہوا اور یہی روایت ہمارے ائمہ کے قول سے موافق تر ہے کہ وہ مستامن کے لئے صدقات حرام فرماتے ہیں، یونہی وصیت بھی، پھر فرمایا بعض نے کہا اس کے لئے جواز وعدم جواز صدقات میں ہمارے اصحاب سے دو۲ روایتیں ہیں تو وصیت بھی انھیں دونوں روایتوں پر ہوگی، عبارت یہ ہے شرائط وصیت باعتبار موصی لہ میں فرمایا:

ومنها ان لایکون حربیا غیر مستامن فان کان لا تصح الوصیة له من مسلم او ذمی وان کان مستامنا ذکر فی الاصل انه یجوز لانه فی عهدنا فاشبه الذمی، وروی عن ابی حنیفه رضی الله تعالٰی عنه انه لایجوز و هذه الروایة بقول اصحابنا رحمهم الله تعالٰی اشبه فانهم قالوا لایجوز صرف الکفارة والنذر وصدقة الفطر و الاضحیة الی المستامن ویجوز صرفها	ایک شرط جواز وصیت کی یہ ہے کہ حربی غیر مستامن نہ ہو ایسا ہو تو اس کے لئے وصیت باطل ہے مسلمان کرے خواہ ذمی، اور اگر حربی مستامن ہو تو امام محمد نے مبسوط میں ذکر فرمایا کہ جائز ہے اس لئے کہ وہ بھی ہمارے معاہدہ میں ہے تو ذمی سا ہوا اور امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حربی مستامن کے لئے بھی وصیت جائز نہیں اور یہی روایت ہمارے ائمہ کے قول سے زیادہ موافق ہے اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حربی مستامن کو بھی نذر وکفارہ وصدقہ فطر و قربانی کا گوشت دینا جائز نہیں۔ اور ذمی

[1] فتاوٰی ہندیہ الباب الرابع عشر فی اہل الذمہ الخ مکتبہ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۷

الی الذمی لانا ما نہینا عن براھل الذمة لقوله تعالیٰ "لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ" وقیل ان فی التبرع علیه فی حال الحیاۃ بالصدقة و الھبة روایتین عن اصحابنا فالوصیة له علی تلك الروایتین ایضًا (ملخصا)[1]	کو جائز ہے اس لئے کہ ذمیوں کے ساتھ احسان کی ہمیں ممانعت نہ فرمائی گئی، اللہ تعالٰی فرماتا ہے اللہ تمھیں ان سے منع نہیں فرماتا جو تم سے دین میں نہ لڑیں، اور کہا گیا کہ زندگی میں حربی مستامن کو کچھ ہبہ یا خیرات دینے میں ہمارے ائمہ سے دو روایتیں ہیں تو اس کے لئے وصیت بھی انہیں دو روایتوں پر رہے گی۔ (ملخصا)

اس پر تمام کلام ونقض وابرام ردالمحتار پر ہمارے حاشیہ جدالممتار میں مذکور جس سے اطالت کی یہاں حاجت نہیں سیر کبیر سے حربی کے لئے اشعار جواز نقل کیا گیا مگر اس میں حربی فی دارہ کے لئے تصریح ہے محیط پھر قاضی زادہ نے اس کی عبارت یہ نقل کی:

لواوصی مسلم لحربی والحربی فی دارالحرب لاتجوز فان خرج الحربی الموصی له الی دارالاسلام بامان واراداخذ وصیته لم یکن له من ذٰلك شیئ وان اجازت الورثة لان الوصیة وقعت بصفة البطلان فلا تعمل اجازۃ الورثة فیھا[2]۔	اگر مسلمان نے کسی حربی کے لئے وصیت کی اور حربی دارالحرب میں تھا جائز نہیں پھر اگر جس حربی کے لئے وصیت تھی امان لے کر دارالاسلام میں آئے اور اپنی وصیت لینا چاہے اسے اس میں سے کچھ نہ ملے گا اگرچہ وارث اجازت بھی دے دیں کہ وصیت سرے سے باطل واقع ہوئی تو وارثوں کی اجازت اس میں کیاکام دے گی،

اقول: ہاں فی دارہ کی قید اور سیاق کلام سے مستامن کے لئے جواز نکلتا ہے "**کما لا یخفی وبه اندفع ایراد المحیط ثم نتائج الافکار علیھم**" (جیسا کہ مخفی نہیں اس سے محیط پھر نتائج الافکار کا ان پر اعتراض ختم ہوگیا۔ت) تو یہ اسی توفیق کی طرف مشیر جو علامہ مولی خسرو نے درر میں کی اور تنویر نے اسے متن میں لیا کہ مستامن کے لئے صحیح اور غیر مستامن کے لئے ناجائز، در میں اسے بحث درر ٹھہرایا حالانکہ منصوص ہے، وہی ہدایہ جس سے گزرا کہ حربی کے لئے وصیت باطل

---

[1] بدائع الصنائع کتاب الوصایا فصل واما شرائط الرکن الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۷/ ۳۴۱

[2] نتائج الافکار قاضی زادہ (شرح ہدایہ تکملہ فتح القدیر باب فی صفۃ الوصیۃ الخ نوریہ رضویہ سکھر ۹/ ۳۵۵

اسی میں ہے کہ مستامن کے لئے صحیح باب وصیۃ الذمی میں فرمایا:

اذا دخل الحربی دارنا بامان فاوصی له مسلم بوصیة جاز لانه مادام فی دار الاسلام فهو فی المعاملات بمنزلة الذمی[1] (ملخصاً)	جب حربی امان لے کر دارالاسلام میں آئے اور اس وقت مسلمان اس کے لئے کچھ وصیت کرے تو جائز ہے اس لئے کہ وہ جب تک دارالاسلام میں ہے معاملات میں بمنزلہ ذمی ہے۔

اقول: اور یہی مفاد کریمتین متحنہ ہے کہ معاہد کے لئے رخصت اور غیر معاہد سے ممانعت اور مستامن بھی مثل ذمی معاہد ہے اگرچہ اس کا عہد موقت ہے کما تقدم عن البدائع والهدایة (جیسا کہ بدائع اور ہدایہ سے گزرا۔ت) اور وصیت [عـــہ۱] و صدقہ میں فرق کی کچھ وجہ نہیں کہ دونوں بروصلہ ہیں خصوصاً کریمہ "لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ" کا نزول ہی درباره مستامن ہوا تو ایسی تخصیص کہ اصل سبب کی نفی کردے کیونکر روا ہو جس طرح شرح سیر کبیر کا اطلاق کہ ہر گونہ حربی کے لئے جواز کا موہم ہے کیونکر مقبول ہوسکتا ہے کہ کریمہ "اِنَّمَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ" کا صاف منافی ہے اور [عـــہ۲] یہ کہنا کہ اس میں موالات سے ممانعت ہے نہ کہ صلہ سے۔

اقول: یہ محض بے معنی ہے موالات ہر کافر سے حرام ہے اگرچہ ذمی ہو اگر صلہ ہر حربی کے لئے بھی جائز ہو تو فریقین میں فرق کیا رہا حالانکہ صریح نزول کریمتین اثبات فرق کے لئے ہے، تو قطعاً [عـــہ۳] کریمہ ثانیہ میں صلہ ہی کو موالات فرمایا اور اسی سے منع کیا، لاجرم اس کی صحیح تاویل وہی ہے جو ابھی محیط وہندیہ سے گزری کہ حربی سے مستامن یعنی معاہد مراد ہے، لاجرم اسی ہندیہ میں تاتارخانیہ سے ہے:

ذکر الامام رکن الاسلام علی السغدی اذا کان حربیا فی دار الحرب وکان الحال حال صلح ومسالمة فلا باس بان یصله[2]۔	امام رکن الاسلام علی سغدی نے فرمایا: جب حربی دارالحرب میں ہو اور وہ وقت صلح معاہدہ التوائے جنگ کا وقت ہو تو اس سے مالی سلوک میں حرج نہیں۔

عـــہ۱: تعریض بما فی ردالمحتار ۱۲ منہ غفرلہ

عـــہ۲: تعریض بما فی بعض التفاسیر ۱۲ منہ غفرلہ

عـــہ۳: تفاسیر معالم وخازن وکبیر وتفسیر ابن عباس کے نصوص ابھی آتے ہیں۔

---

[1] الهدایة باب وصیة الذمی مطبع یوسفی لکھنو ۴/ ۶۸۶

[2] فتاوٰی ہندیة الباب الرابع عشر فی اہل الذمہ الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۷

اس تحقیق سے بہت عبارات میں توفیق ہوگئی جن میں حربی کے لئے مطلقاً ممانعت ہے جیسے ارشاد جامع صغیر وکتب کثیر ان میں حربی غیر معاہد مراد ہے، لاجرم کافی پھر درر پھر نتائج الافکار نے کلام جامع صغیر یوں نقل کیا:

الوصیة للحربی وھو فی دار الحرب باطلة لانھا بر وصلة وقد نھینا عن بر من یقاتلنا لقوله تعالٰی انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین [1]۔	حربی کہ دارالحرب میں ہو اس کے لئے وصیت باطل ہے اس لئے کہ وہ احسان ونیک سلوک ہے اور حربی کے ساتھ نیک سلوک سے ہمیں منع فرمایا گیا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اللہ تمھیں ان سے منع فرماتا ہے جو دین میں تم سے لڑے۔

جامع صغیر شریف کے متعدد نسخے حاضر، اس کی عبارت صرف اس قدر ہے:

الوصیة لاھل الحرب باطلة [2]۔	حربیوں کے لئے وصیت باطل ہے۔

اور یہی اس سے بدایہ متن ہدایہ میں منقول، نہ اس میں تعلیل ہے، نہ لفظ "**ھو فی دارھم**" ضرور، یہ بعض شروح جامع کی عبارت ہے جسے کافی نے حسب عادت علماء جامع کی طرف نسبت فرمایا تو شارح نے اطلاق جامع کو غیر مستامن پر حمل کیا اور جن میں مطلق جواز ہے جیسے عبارت شرح سیر کبیر جس کو محیط نے اسی عــہ عادت کی بناء پر سیر کبیر کی طرف نسبت کیا ان میں مستامن ومعاہد مقصود جس طرح خود محیط نے تصریح کی کہ: **اراد بالمحارب**

عــہ: فلا علیك ماوقع فی زکٰوة [3]ش من عزوہ لمحمد فی السیر الکبیر فقد ابان الصواب فی الوصایا ناقلا عن العلامة جوی زادہ ان مراد ھم مایدل علی الجواز ماذکر فی شرح السیر الکبیر [4]للامام السرخسی منه غفرله۔	شامی کی کتاب الزکوۃ میں سیر کبیر کے حوالہ سے جو امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی کی طرف منسوب ہے وہ تجھے اشتباہ نہ دے اس لئے کہ شامی کے وصایا میں علامہ جوی زادہ سے درست وصحیح عبارت منقول ہے کہ جواز پر دلالت کرنے سے ان کی وہ دلیل مراد ہے جو امام سرخسی کی شرح سیر کبیر میں مذکور ہے۔ منہ غفرلہ (ت)

[1] الدرر الحکام شرح غرر الاحکام کتاب الوصایا مطبعه احمد کامل الکائنة دار سعادت مصر ۲/ ۴۲۹، نتائج الافکار تکمله فی القدیر باب صفة الوصیة مایجوز من ذٰلك مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۹/ ۳۵۵

[2] الجامع الصغیر باب الوصیة بثلث المال مطبع یوسفی لکھنو ص ۱۷۰

[3] ردالمحتار مطبوعہ کوئٹہ ۲/ ۷۳

[4] ردالمحتار مطبوعہ کوئٹہ ۵/ ۴۶۳

المستامن [1] حربی سے مستامن مراد لیا، اسی طرح عبارت موطائے امام محمد:

لاباس بالهدية الى المشرك المحارب مالم يهدااليه سلاح اودرع وهو قول ابى حنيفة والعامة من فقهائنا [2]۔	حربی مشرک کو ہدیہ دینے میں حرج نہیں جب تک ہتھیار یا زرہ کا بھیجنا نہ ہو اور یہی قول امام ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہاء کا ہے۔

وصیت بھی ہدیہ ہی ہے کہ تملیک عین مجانا ہے، اور امام محمد جامع صغیر میں صاف فرماچکے کہ ان کے لئے وصیت باطل تو ہدیہ کیسے جائز ہوسکتا ہے مگر اسی فرق سے کہ معاہد کے لئے جائز اور غیر معاہد کے لئے ناجائز، جس طرح خود امام نے سیر کبیر میں اشعار فرمایا اور کتاب الاصل میں ارشاد امام نے تو بالکل کشف حجاب فرمادیا کہ فرمایا حربی کے لئے باطل، پھر فرمایا: مستامن کے لئے جائز، ردالمحتار میں ہے:

نص محمد فی الاصل علی عدم جواز الوصیة للحربی صریحا [3]۔	امام محمد نے اصل میں روشن تصریح فرمائی کہ حربی کے لئے وصیت جائز نہیں۔

بدائع امام ملک العلماء سے گزرا:

وان کان مستامنا ذکر فی الاصل انه یجوز [4]۔	امام محمد نے اصل میں فرمایا کہ کافر اگر مستامن ہو تو اس کے لئے وصیت جائز ہے۔

خانیہ امام فقیہ النفس میں ہے:

اوصی مسلم لحربی مستامن بثلث ماله ذکر فی الاصل انه تجوز وقیل هذا قول محمد وعن ابی حنیفة فی روایة لاتجوز وان لم یکن الحربی مستامنا لاتجوز فی قولهم [5]۔	کسی مسلمان نے حربی مستامن کے لئے اپنے تہائی مال کی وصیت کی، مبسوط میں فرمایا: یہ جائز ہے، بعض نے کہا: یہ قول امام محمد کا ہے، اور امام اعظم سے ایک روایت میں ہے کہ جائز نہیں اور اگر حربی مستامن نہ ہو تو بالاتفاق ناجائز ہے۔

[1] المحیط البرہانی

[2] مؤطا امام محمد باب مایکرہ من لبس الحریر والدیباج آفتاب عالم پریس لاہور ص ۳۷۱

[3] ردالمحتار کتاب الوصایا مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ ۵/ ۴۶۳

[4] بدائع الصنائع کتاب الوصایا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۷/ ۳۴۱

[5] فتاوٰی قاضی خان فصل فیمن تجوز وصیة وفیمن لاتجوز وصیة الخ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۸۳۷

رہا شرح سرخسی میں یہ استدلال کہ قحط مکہ معظّمہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پانسو اشرفیاں ابوسفیان وصفوان بن امیہ کو عطافرمائیں کہ فقرائے مکہ پر تقسیم کریں، **اقول:** واقعہ عین کے لئے عموم نہیں ہوتا۔ ممکن کہ وہ زمانہ صلح ومعاہدہ ہو معہذا ابوسفیان وصفوان رضی اللہ تعالٰی عنہما دونوں مؤلفۃ القلوب سے تھے، ممکن کہ اس مد سے عطافرمائی ہوں پھر بھی وہ عبارات باقی رہیں جن میں مستامن کے لئے بھی عدم جواز کا صریح ارشاد ہے یونہی وہ کہ حربی غیر معاہد کے لئے بھی جواز ان کا مفاد ہے، ہندیہ میں محیط سے ہے:

لو ان عسکرا من المسلمین دخلوا دار الحرب فاھدی امیرھم الی ملك العدو ھدیۃ فلاباس بہ [1]۔	اگر مسلمانوں کا کوئی لشکر دار الحرب میں داخل ہو اور سپہ سالار دشمنوں کے بادشاہ کو کچھ ہدیہ بھیجے کچھ مضائقہ نہیں۔

ائمہ لیڈروں پر سخت اشد عذاب:

ظاہر ہے کہ فَے وہی مال ہے کہ کافر سے بے لڑے قہرالیا جائے اور لڑ کر لیں تو غنیمت، اور ایام معاہدہ کے ہدایا قہر نہیں، شرح سیر کبیر میں ہے:

لووادع الامام قوما من اھل الحرب سنۃ علی مال دفعوہ الیہ جاز لو خیرا للمسلمین ثم ھذا المال لیس بفیئ ولاغنیمۃ حتی لا یخمس، ولکنہ کالخراج یوضع فی بیت المال لان الغنیمۃ اسم لمال یصاف بایجاف الخیل والرکاب والفیئ اسم لما یرجع من اموالھم الی ایدینا بطریق القھر وھذا یرجع الینا بطریق المراضاۃ [2]۔	اگر سلطان اسلام نے حربیوں کے کسی گروہ سے سال بھر کے لئے صلح کرلی اور اس پر کچھ مال ان سے لے لیا تو اگر یہ مسلمانوں کے حق میں بہتر ہو تو جائز ہے پھر یہ مال نہ فَے ہے نہ غنیمت، یہاں تک کہ اس سے خمس نہ لیا جائے گا، ہاں وہ خراج کی طرح ہے خزانہ مسلمین میں داخل کیا جائے گا، اس لئے کہ غنیمت اس مال کا نام ہے جو گھوڑے اونٹ دوڑا کر یعنی لڑ کر ملے اور فے اس مال کا نام ہے جو ہمیں ان سے بطور غلبہ ہاتھ آئے اور یہ تو ہم کو بطور رضامندی حاصل ہوا۔

خیالات لیڈران کا قلع قمع اس توفیق انیق ہی سے ہوگیا، یہ دونوں قسمیں ان پر اشد ہیں ان کے دونوں مزعوم کا سخت تر رد ہیں، قسم اول نے حربی معاہد کے ساتھ بھی ذرا سا سلوک مالی حرام فرمایا ان کے فقیر گداگر کو بھیک

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الفصل الثالث مکتبہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۶

[2] شرح السیر الکبیر

دینے تک منع بتایا اور لیڈروں نے غیر معاہد مشرکوں سے وداد و اتحاد منایا بلکہ ان کی غلامی و انقیاد کا کلنک لگایا۔
قسم دوم نے خود محارب و نامعاہد حربیوں کو ہدیہ دینا لینا جائز ٹھہرایا، لیڈروں کے مطلقاً ترک تعاون کی فرضیت کا درباجلایا۔ خیر انھیں اسی طرح ہر طرف کی ضرب وجرح ورد وطرح میں چھوڑیے، جانب توفیق باگ موڑیے،

سلوک مالی کی اقسام

فاقول: سلوک مالی تین طرح ہیں:

مرحمت، مکرمت، مکیدت

اول یہ کہ محض اسے نفع دینا خیر پہنچانا مقصود ہو یہ مستامن معاہد کے لئے بھی حرام ہے، امان و معاہد و کفِ ضرر کے لئے ہے نہ کہ اعداء اللہ کو بالقصد ایصال خیر کے واسطے۔
دوم یہ کہ اپنی ذاتی مصلحت مثل مکافات احسان ولحاظ رحم کے لئے کچھ مالی سلوک، یہ معاہد سے جائز نامعاہد سے ممنوع۔
سوم یہ کہ مصلحت اسلام و مسلمین کے لئے محاربانہ چال ہو، یہ حربی محارب کے واسطے بھی جائز کہ حقیقت بروصلہ سے اسے علاقہ نہیں۔

موالات کی تقسیم اور اس کے احکام:

تحقیق مقام یہ ہے کہ موالات دو قسم ہیں:
اول حقیقیہ: جس کا ادنٰی [۱] رکون یعنی میلان قلب ہے، پھر [۲] وداد پھر [۳] اتحاد پھر اپنی خواہش سے بے خوف و [۴] طمع انقیاد پھر [۵] تبتل یہ بجمیع وجوہ ہر کافر سے مطلقاً ہر حال میں حرام ہے۔

میل طبعی کا حکم

قال اللہ تعالٰی:

"وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ"[1]۔	ظالموں کی طرف میل [عہ] نہ کرو کہ تمھیں آگ چھوئے۔

مگر میل طبعی جیسے ماں باپ اولاد یازن حسینہ کی طرف کہ جس طرح بے اختیار ہو زیر حکم نہیں پھر بھی

عہ: جب مجرد میلان قلب کو حرام و موجب عذاب نار فرمایا تو وداد و اتحاد و انقیاد و تبتل کس قدر سخت کبیرہ موجب عذاب اشد ہوں گے لیڈر وداد و اتحاد و انقیاد سب خود قبول کررہے ہیں، **والعیاذ باللہ تعالٰی ۱۲**

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

اس تصور سے کہ یہ اللہ ورسول کے دشمن ہیں ان سے دوستی حرام ہے، بقدر قدرت اس کا دبانا یہاں تک کہ بن پڑے تو فنا کردینا لازم ہے کہ شے مستمر میں بقاء کے لئے حکم ابتدا ہے کہ اعراض ہر آن متجدد ہیں آنا بے اختیار تھا اور جانا یعنی ازالہ قدرت میں ہے تو رکھنا اختیار موالات ہوا اور یہ حرام قطعی ہے ولہٰذا جس غیر اختیاری کے مبادی اس نے باختیار پیدا کئے اس میں معذور نہ ہوگا جیسے شراب کہ اس سے زوال عقل اس کا اختیاری نہیں مگر جبکہ اختیار سے پی تو زوال عقل اور اس پر جو کچھ مرتب ہو سب اسی کے اختیار سے ہوا، قال تعالٰی:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(۲۳)"[1]۔	اے ایمان والو! اپنے باپ بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو ان سے دوستی رکھے گا وہی پکا ظالم ہوگا۔

تفسیر کبیر ونیشاپوری وخازن وجمل وغیرہا میں ہے:

انه تعالٰی امر المومنین بالتبری عن المشرکین و بالغ فی ایجابه، قالوا کیف تمکن هذه المقاطعة التامة بین الرجل وبین ابیه وامه واخیه، فذکر الله تعالٰی ان الانقطاع من الاٰباء والاولاد والاخوان واجب بسبب الکفر[2]۔	جب اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو مشرکوں سے بیزاری کا حکم دیا اور بتاکید شدید واجب فرمایا تو بعض مسلمانوں نے کہا آدمی کا اس کے باپ اور ماں اور بھائی سے یہ پورا انقطاع کیونکر ممکن ہے، اس پر رب عزوجل نے فرمایا کہ باپ اور اولاد اور بھائیوں سے ان کے کفر کے سبب پورا انقطاع ہی لازم ہے۔

موالات صوریہ کے احکام:

دوم صوریہ: کہ دل اس کی طرف اصلا مائل نہ ہو مگر برتاؤ وہ کرے جو بظاہر محبت ومیلان کا پتا دیتا ہو، یہ بحالت ضرورت وبمجبوری صرف بقدر ضرورت ومجبوری مطلقًا جائز ہے۔ قال تعالٰی:

"اِلَّاۤ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةًؕ"[3]۔	مگر یہ کہ تمھیں ان سے پورا واقعی خوف ہو۔

بقدر ضرورت یہ کہ مثلاً صرف عدم اظہار عداوت میں کام نکلتا ہو تو اسی قدر پر اکتفا کرے اور اظہار محبت کی

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۲۳

[2] مفاتیح الغیب (تفسیر الکبیر) آیہ قل ان کان آباء کم الخ کے تحت المطبعۃ البھیۃ المصریۃ مصر ۱۶/ ۱۸

[3] القرآن الکریم ۳/ ۲۸

ضرورت ہو تو حتی الامکان پہلودار بات کہے صریح کی اجازت نہیں اور بے اس کے نجات نہ ملے اور قلب ایمان پر مطمئن ہو تو اس کی بھی رخصت اور اب بھی ترک عزیمت، ابناء جریر و منذر و ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی:

نھی اللہ المومنین ان یلاطفوا الکفار و یتخذوھم ولیجۃ من دون المؤمنین الاان یکون الکفار علیھم ظاھرین اولیاء فیظھرون لھم اللطف ویخالفونھم فی الدین وذٰلک قولہ تعالٰی الا ان تتقوا منھم تقٰۃ [1]۔	اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو منع فرمایا کہ کافروں سے نرمی کریں اور مسلمانوں کے سوا ان میں سے کسی کو راز دار بنائیں مگر یہ کہ کافران پر غالب ووالیان ملک ہوں تو اس وقت ان سے نرمی کا اظہار کریں اور دین میں مخالفت رکھیں اور یہ ہے مولٰی تعالٰی کاارشاد مگر یہ کہ تم کو ان سے واقعی پورا خوف ہو۔

مدارک میں ہے۔

ای الا ان یکون للکافر علیک سلطان فتخافہ علی نفسک ومالک فحینئذ یجوز لک اظھار الموالاۃ و ابطان المعاداۃ [2]۔	یعنی مگر یہ کہ کافر کی تجھ پر سلطنت ہو تو تجھے اس سے اپنے جان ومال کا خوف ہو اس وقت تجھے جائز ہے کہ اس سے دوستی ظاہر کرے اور دشمنی چھپائے۔

کبیر میں ہے:

وذٰلک بان لایظھر العداوۃ باللسان، بل یجوز ایضاً ان یظھر الکلام الموھم للمحبۃ والموالاۃ، ولکن بشرط ان یضمر خلافہ وان یعرض فی کل مایقول [3]۔	یہ یوں ہے کہ زبان سے دشمنی ظاہر نہ کرے بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ ایسا کلام کہے جو محبت ودوستی کا وہم دلائے مگر شرط یہ ہے کہ دل میں اس کے خلاف ہو اور جو کچھ کہے پہلو دار بات کہے۔

صوریہ کی اعلٰی قسم ۶ مداہنت ہے اس کی رخصت صرف بحالت مجبوری واکراہ ہی ہے اور ادنٰی قسم ۷ مدارات یہ مصلحتاً بھی جائز، قال اللہ تعالٰی:

---

[1] جامع البیان (تفسیر ابن جریر) القول فی تاویل قولہ لایتخذ المومنون الکفرین الخ المطبعۃ المیمنہ مصر ۳/ ۱۴۰

[2] مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) آیہ ۳/ ۲۸ دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۱۵۳

[3] مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) آیہ ۳/ ۲۸ المطبعۃ البھیۃ مصر ۸/ ۱۴

"وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ" [1]۔	اگر کوئی مشرک تم سے پناہ چاہے تو اسے پناہ دو تاکہ کلام الٰہی سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچادو۔

ظاہر ہے کہ اس وقت غلظت وخشونت منافی مقصود ہو گی۔

مدارات کا بیان

مدارات صرف اس ترک غلظت کا نام ہے اظہار الفت ورغبت پھر کسی قسم اعلٰی میں جائے گا اور اسی کا حکم پائے گا، مدارات ومداہنت کے بیچ میں موالات صوریہ کی دو قسمیں اور ہیں: بر واقساط اور معاشرت، یہ نو صورتیں موالات کی ہوئیں اور دس کی مکمل مجرد معاملت ہے، نہ کہ میلان پر مبنی نہ اس سے منبی، یہ سوائے مرتد ہونے کافر سے جائز ہے جب تک کسی محظور شرعی کی طرف منجر نہ ہو معاشرت کے نیچے افعال کثیرہ ہیں، سلام وکلام، مصافحہ، مجالست، مساکنت، مواکلت وتقریبوں میں شرکت، عیادت، تعزیت، اعانت، استعانت، مشورت وغیرہا ان سب کے صور وشقوق کی تفصیل اور ہر صورت پر بیان حکم ودلیل ایک مستقل رسالہ چاہے گا، یہاں بر وصلہ سے بحث ہے جس کی ہم نے تین قسمیں بیان کیں، قسم اول کہ بے اپنی کسی غرض صحیح کے بالقصد ایصال نفع وخیر منظور ہو یہ بے رغبت ومیلان قلب متصور نہیں، تو موالات حقیقیہ ہے اور مطلقاً قطعاً حرام قطعی، باقی دو قسمیں کہ اپنی غرض ذاتی یا مصلحت دینی مقصود ہو تو موالات صوریہ کی ایک ہلکی قسمیں ہیں اگرچہ مجرد ترک غلظت پر ان میں شے زائد ہے، ان دو میں فرق یہ ہے کہ قسم دوم بھی اگرچہ حقیقت موالات سے بر کراں ہے اور صورۃً بھی کوئی قوی دلیل نہیں مگر معنی کچھ اس کی نفی وضد بھی نہیں، اور سوم حقیقۃً معادات وقصد اضرار ہے، لہٰذا حربی محارب سے بھی جائز ہوئی کہ اب وہ ظاہری صورت خدعہ اور چال رہ گئی **والحرب خدعة** [2] (لڑائی فریب ہے۔ت) کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنا کیسا اشد حرام وکبیرہ ہے لیکن اگر مثلاً اس لئے ہو کہ وہ تعاقب کرتے چلے آئیں گے اور آگے اسلامی کمین ہے جب اس سے گزریں ان کے پیچھے سے کمین کا لشکر نکلے اور آگے سے یہ لوٹ پڑیں اور کافر گھر جائیں تو ایسا فرار بہت پسندیدہ ہے کہ یہ صورۃً فرار معنیً کرّار ہیں، قال تعالٰی:

"وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىٕذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ" [3]	جہاد کے دن جو کوئی کافروں کو پیٹھ دکھائے گا سوا اس کے جو لڑائی کے لئے کنارہ کرنے یا اپنے جتھے میں جگہ

[1] القرآن الکریم ۹/ ۶

[2] صحیح البخاری باب الحرب خدعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۲۵

[3]

"بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝"[1]	لینے کو جائے وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ کیا ہی بری پھرنے کی جگہ ہے۔

حربی غیر معاہد سے موالات کی حالی صورت بھی حرام ہے:

اور دوم ان سے جائز نہیں کہ حقیقت معادات سے خالی اور صورت موالات حالی یہ صرف معاہدین کے لئے ہے "**تنزیلا للناس منازلھم**" ہر شخص کو اس کے مرتبے پر رکھنے کے لئے۔ اور غیر معاہد کے لئے یہ بھی موالات ممنوعہ ہی ہے اوپر گزرا کہ مولٰی عزوجل نے ان سے صوریہ کو بھی مثل حقیقیہ منع فرمایا اور اس کا نام بھی مودت ہی رکھا کہ "**تلقون الیھم بالمودۃ تسرون الیھم بالمودۃ**"[2] (تم انھیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے تم انھیں محبت کا خفیہ پیغام پہنچاتے ہو۔ت) یہ ہے حقیقت انیق متکفل توفیق و تطبیق **والحمد للہ علی حسن التوفیق۔**

آیات ممتحنہ میں بر و معاملات سے کیا مراد:

اس تحقیق سے روشن ہوا کہ کریمہ "لَا یَنْھٰىکُمُ" میں بر سے صرف اوسط مراد ہے کہ اعلٰی معاہد سے بھی حرام اور ادنٰی غیر معاہد سے بھی جائز، اور آیت فرق کے لئے اتری ہے نیز ظاہر ہوا کہ کریمہ "اِنَّمَا یَنْھٰىکُمُ" میں "**تولوھم**" سے یہی بر وصلہ مراد ہے تاکہ مقابلہ فرق ظاہر ہو لاجرم تفسیر معالم و تفسیر کبیر میں ہے:

ثم ذکر الذین ینھاھم عن صلتھم فقال "اِنَّمَا یَنْھٰىکُمُ اللّٰهُ" الآیۃ[3]۔	پھر اللہ تعالٰی نے ان لوگوں کا بیان فرمایا جن سے نیک سلوک کی ممانعت ہے کہ فرمایا اللہ تمھیں ان سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑیں۔

تنویر المقباس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

(اِنَّمَا یَنْھٰىکُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ) عن صلۃ الذین (ان تولوھم) ان تصلوھم[4] (ملخصاً)	اللہ تمھیں ان سے منع فرماتا ہے یعنی ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے کہ ان سے موالات یعنی نیک سلوک کرو۔

---

[1] القرآن الکریم ۸/ ۱۶

[2] القرآن الکریم ۶۰/ ۱

[3] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) زیر آیۃ انما ینھکم اللہ عن الذین الخ المطبعۃ البھیۃ المصریۃ مصر ۲۹/ ۳۰۴

[4] تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس القرآن الکریم انما ینھکم اللہ عن الذین الخ مصطفی البابی مصر ص ۳۵۱

معنی اقساط کی تحقیق:

تنبیہ چہارم: معنی اقساط میں مفسرین تین وجہ پر مختلف ہوئے:

اول کشاف ومدارک وبیضاوی وابوالسعود وجلالین میں اسے بمعنی عدل ہی لیا اولین میں اور واضح کردیا کہ ولا تظلموھم۔ امام ابوبکر ابن العربی نے اس پر ایراد کیا کہ عدل ومنع ظلم کا حکم معاہد سے خاص نہیں حربی محارب کو بھی قطعاً عام ہے اور وہ صرف رخصت نہیں بلکہ قطعاً واجب۔ **قال تعالٰی:**

"**وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ**"[1]	کسی قوم کی عداوت تمھیں عدل نہ کرنے پر باعث نہ ہو عدل کرو وہ پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے

یہ تقریر ایراد ہے اور اسے قرطبی خطیب شربینی پھر جمل نے مقرر رکھا۔

دوم عدل سے صرف وفائے عہد مراد ہے اسے کبیر میں مقاتل سے نقل کیا اور یہی تنویر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی:

(**ان تقسطوا عليهم**) **تعدلوا بينهم بوفاء العهد** (**ان الله يحب المقسطين**) **العادلين بوفاء العهد**[2]۔	ان کے ساتھ اقساط کی اجازت فرماتا ہے یعنی جو معاہدہ ان کے ساتھ ہوا اسے پورا کرو یہ عدل ہے بیشک اللہ تعالٰی اقساط والوں کو دوست رکھتا ہے جو وفائے عہد سے عدل کرتے ہیں۔

اگر کہئے معاہد سے وفائے عہد بھی واجب ہے نہ صرف رخصت **اقول** وفا واجب ہے اتمام مدت واجب نہیں، مصلحت ہو تو نبذ جائز، **قال تعالٰی:** "**فَانۡۢبِذۡ اِلَيۡهِمۡ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ**"[3] (ان کی طرف یکساں حالت پر نبذ کردو^{عـــہ}۔ اب ایراد بھی نہ رہا اور بر وقسط دوجدا چیزیں ہوگئیں، اور "**اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ** ۝۸ " یہاں بھی بلا تکلف ہے۔

عـــہ: جن کفار سے ایک مدت تک معاہدہ ہو اور مصلحت اسلام اس کا ترک چاہے، فرض ہے کہ ان کو اطلاع کردی جائے ہوشیار ہو جاؤ اب ہم تم سے معاہدہ رکھنا نہیں چاہتے اس کا نام نبذ ہے اس میں فرض ہے کہ اگر اس وقت وہ امن کی جگہ نہ ہوں تو اتنی مہلت دی جائے کہ وہ اپنی امان کی جگہ پہنچ جائیں، اور اگر (باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۸

[2] تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس زیر آیہ لاینھٰکم اللہ عن الذین الخ مصطفی البابی مصر ص ۳۵۱

[3] القرآن الکریم ۸/ ۵۸

اور اسے ماثور ہونے کا بھی شرف حاصل اگرچہ سند ضعیف ہے تو یہی اسلم واقوی ہے۔

سوم عدل سے مراد صرف عدل بالبر ہے، ابن جریر ومعالم وخازن میں ہے: **تعدلوا فیھم بالاحسان والبر**[1] (ان سے انصاف کا برتاؤ کرو بھلائی اور نیکی کے ساتھ۔ت) ابن العربی وقرطبی وشربینی ونیشاپوری وجمل نے اس کی یوں توجیہ کی اقساط قسط بمعنی حصہ سے یعنی اپنے مال سے کچھ دینا۔

وانا اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) ممکن ہے کہ عدل سے **عدل فی البر** مراد ہو نہ کہ **بالبر** اسماء بنت صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما کی ماں عہد معاہدہ میں آتی ہے یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس سے صلہ کا مسئلہ پوچھتی ہیں اس پر یہ آیہ کریمہ اترتی ہے وہ اگر کچھ ہدیہ نہ لاتی یہ اپنی طرف سے صلہ کرتیں یا جتنا وہ لاتی اس سے زائد یہ دیتیں تو کل یا قدر زائد۔ان کی طرف سے احسان ہوتا یہ بر ہے، اتنا ہی دیتیں تو دینے میں عدل یعنی مساوات ہوتی، یہ اقساط ہے، آیہ کریمہ نے معاہد سے دونوں صورتوں کی اجازت فرمائی اب یہ آیت زیادت ومساوات دونوں کی اجازت اور ان میں تقدیم ذکر زیادت میں آیت تحیت کی نظیر ہوگی "وَ اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ ﴿۸۶﴾ "[2] جب تمھیں سلام کیا جائے تو اس سے زیادہ الفاظ جواب میں کہو یا اتنے ہی، **واللہ تعالٰی اعلم بمرادہ**، یہ ہے **بتوفیق اللہ تعالٰی**، تفسیر کریمہ ممتحنہ میں تمام کلام کہ ان اوراق کے غیر میں نہ ملے گا **والحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰنا والہ وذویہ امین والحمدللہ رب العالمین**۔ بالجملہ عطر ارشادات ائمہ ونتیجہ تنقیحات مہمہ یہ ہوا کہ کریمہ ممتحنہ میں اگر قتال سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) باطمینان معاہدہ وہ اپنے قلعے خراب کرچکے ہوں تو فرض ہے کہ اتنی مدت دی جائے جس میں وہ اپنے قلعے درست کرلیں یہاں سے یکساں حالت کے معنی کھل گئے یعنی یہ نہ ہو کہ اپنا سامان ٹھیک کرکے ان کی غفلت میں نبذ کردو اور انھیں درستی سامان کی مہلت نہ دو، یہ ہے اسلام کا **انصاف والحمدللہ ۱۲ منہ غفرلہ**۔

---

[1] جامع البیان (تفسیر ابن جریر) زیر آیہ لاینھٰکم اللہ عن الذین الخ المطبعۃ المیمنۃ مصر ۲۸/ ۴۰

[2] القرآن الکریم ۴/ ۸۶

قتال بالفعل مراد ہو تو یقینا آیات کثیرہ سے منسوخ جس کے نسخ پر تصریحات جلیلہ مذکورہ کے علاوہ مبسوط وعنایہ وکفایہ وتبیین وبحر الرائق وردالمحتار کے نصوص کا اور اضافہ ہوا یہ جواب اول تھا اور اگر مطلق قتال مقصود کہ ہر حربی غیر معاہد میں موجود، تو ضرور آیت محکم اور مشرکین ہند کو اس میں داخل نہ کرنا شدید ظلم وستم یہ جواب دوم ہوا، اور یہی مذہب جمہور ومشرب منصور ومسلک ائمہ حنفیّہ صدور ہے مسلم حنفی بننے والی ہندو پرستی نے نہ حنفیت قائم رکھی نہ حنیفیت، نہ مذہب ہی برقرار رکھا نہ شریعت، "ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝۱۱" ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، دو جواب تو ہوئے۔

لیڈروں کو تیسرا جواب

ثالثًا: وائے غربت اسلام وانصاف، کیا کوئی ان سے اتنا کہنے والا نہیں کہ ہندوؤں کے بالفعل محاربین سے بھی تمھیں عداوت کا اقرار رہا تھی کے دانت ہیں، کھانے کے اور دکھانے کے اور، کیا تمھیں نہیں ہو کہ جب وہ محاربین قاتلین ظالمین کافرین گرفتار ہوئے ان پر ثبوت اشد جرائم کے انبار ہوئے تمھاری چھاتی دھڑکی، تمھاری مامتا کی پھڑکی، گھبرائے، تلملائے، سٹپٹائے، جیسے اکلوتے کی پھانسی سن کر ماں کو درد آئے، فورا گرما گرم دھواں دھار ریزولیوشن [عہ] پاس کیا ہے کہ ہے ہے یہ ہمارے پیارے ہیں۔ یہ ہماری آنکھ کے تارے ہیں، انھوں نے مسلمانوں کو ذبح کیا، جلایا پھونکا، مسجدیں ڈھائیں، قرآن پھاڑے، یہ ہماری ان کی خانگی شکر رنجی تھی، ہمیں اس کی مطلق پرواہ نہیں، یہ ہمارے سگے ہیں کوئی سوتیا ڈاہ نہیں، ماں بیٹی کی لڑائی دودھ کی ملائی، برتن ایک دوسرے سے کھڑک ہی جاتا ہے ان کے درد سے ہمیں غش پر غش آتا ہے۔ ان کا بال بیکا ہوا اور ہمارا کلیجہ پھٹا، اللہ ان کو معافی دی جائے، فورا ان سے در گزر کی جائے، یہ ہے آیہ ممتحنہ پر تمھارا عمل، یہ ہے "الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ" سے تمھاری جنگ وجدل۔ یہ ہے واحد قہار کو تمھارا پیٹھ دینا، یہ ہے کلام جبار سے تمھارا جیٹا لینا ان تمھارے سگوں نے قرآن مجید پھاڑے، تم نے اس کے احکام پاؤں تلے مل ڈالے، انھوں نے مسجدیں ڈھائیں، تم نے رب المسجد کے ارشاد دولتیوں سے کچل ڈالے، قرآن چھوڑا مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے منہ موڑا اور ان کے دشمنوں ان کے اعداء سے رشتہ جوڑا، یہ تمھیں اسلام کا بدلا ملا۔

عہ: بعض مفتیان بے انصاف اسے دیکھیں جنھوں نے لکھا تھا "اگر کوئی ہندو اس کے خلاف ہو تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے کہ محارب سے بر وقسط ناجائز۔ ع

یہی اقرار یہی قول، یہی وعدہ تھا۔ الخ حشمت علی عفی عنہ

اف "بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ﴿۵۰﴾ "[1]	اف ہے تم پر ظالموں نے کیا ہی برا عوض پایا۔

آفتاب کی طرح روشن ہوا کہ تمھیں آیہ ممتحنہ پڑھنے کا کیا منہ ہے تمھارا پڑھنا یقینا مصداق "رب تالی القرآن و القرآن یلعنہ"[2] (بہتیرے وہ ہیں کہ وہ تو قرآن پڑھتے ہیں اور قرآن انھیں لعنت فرما رہا ہے) ہے کیا اسی آیت کا تتمہ نہیں:

"وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ "[3]	تم میں جو ان سے دوستی رکھے تو وہی پکے ظالم ہیں

جو ان سے موالات کرے وہی ظالم ہے تم نے خاص محاربین بالفعل مقاتلین فی الدین سے موالات کی تو تم بحکم قرآن ظالمین ہوئے یا نہیں، اور یہی قرآن فرماتا ہے:

"اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۸﴾ "[4]	سن لو ظالموں پر اللہ کی لعنت۔

تو بحکم قرآن ایسے لوگ لعین ہوئے یا نہیں اب دو فتوے اب کرو آیہ ممتحنہ کا دعوٰی:

"وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ "[5] "وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸﴾ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۹﴾ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۢۙ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ﴿۱۰﴾ "[6]	اور اللہ تعالٰی ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا کچھ لوگ کہتے ہیں ہم اللہ اور قیامت پر ایمان لائے اور انھیں ایمان نہیں، اللہ تعالٰی اور مسلمانوں سے فریب کرتے ہیں اور حقیقت میں وہ اپنی ہی جانوں کو فریب میں ڈالتے ہیں اور انھیں خبر نہیں، ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ان کے جھوٹ کا بدلا۔

لیڈروں کو چوتھا جواب:

رابعًا: ان صاحبوں سے یہ بھی پوچھ دیکھئے کہ سب جانے دو کریمہ "لَا یَنْهٰىكُمُ" ہر مشرک غیر محارب کو عام ہو کر محکم ہی سہی اور مشرکین ہند میں کوئی بھی محارب بالفعل نہ سہی، اب دیکھو تمھارے ہاتھ میں قرآن سے کیا ہے، خالی ہوا۔

---

[1] القرآن الکریم ۱۸/ ۵۰

[2] المدخل لابن الحاج الکلام علی جمع القرآن دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۸۵ و ۲/ ۳۰۴

[3] القرآن الکریم ۹/ ۲۳

[4] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

[5] القرآن الکریم ۹/ ۱۰۹

[6] القرآن الکریم ۲/ ۸ تا ۱۰

"وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ "[1] اور ان کے دل اڑے ہوئے ہیں۔

کریمہ " "لَا یَنْهٰىكُمُ نے کچھ نیک برتاؤ مالی مواساۃ ہی کی تو رخصت دی یا یہ [۱] فرمایا کہ انھیں اپنا انصار بناؤ، [۲] ان کے گہرے یار غار ہو جاؤ، [۳] ان کے طاغوت کو اپنے دین کا امام ٹھہراؤ، [۴] ان کی جے پکارو، [۵] ان کی حمد کے نعرے مارو، [۶] انھیں مساجد مسلمین میں بادب و تعظیم پہنچاکر [۷] مسند مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لے کا جاکر [۸] مسلمانوں سے اونچا اٹھا کر واعظ وہادی مسلمان بناؤ [۹] ان کا مردار جیفہ اٹھاؤ، [۱۰] کندھے پر ٹکٹکی زبان پر جے یوں مرگھٹ میں پہنچاؤ، [۱۱] مساجد کو ان کا ماتم گاہ بناؤ [۱۲] ان کے لئے دعائے مغفرت و [۱۳] نماز جنازہ کے اعلان کرو، [۱۴] ان کی موت پر بازار بند کرو سوگ مناؤ، [۱۵] ان سے اپنے ماتھے پر قشقے لگواؤ، [۱۶] ان کی خوشی کو شعار اسلام بند کراؤ، [۱۷] گائے کا گوشت کھانا گناہ ٹھہراؤ، [۱۸] کھانے والوں کو کمینہ بتاؤ، [۱۹] اسے مثل سور کے گناؤ، [۲۰] خدا کی قسم کی جگہ رام دہائی گاؤ، [۲۱] واحد قہار کے اسماء میں الحاد رچاؤ، [۲۲] اسے **معاذاللہ** رام [عــہ] یعنی ہر چیز میں رما ہوا ہر شے میں حلول کئے ہوا ٹھہراؤ۔

عــہ: یہاں سے صریح گمراہی ظاہر ہوئی ان جاہل مفتیوں کی جنھوں نے کہا کہ "اس میں کیا حرج ہے رام خدا ہی کو تو کہتے ہیں" اور جب تنبیہ کی گئی کہ رام لچھمن وسیتارام میں کون سے لکھا کہ "بظاہر رام ہنود کے یہاں خدا کو کہتے ہیں اور خدا کی دہائی دینا جائز ہے" اتحاد منانے کا اثر ہے کہ وہ جو شدید گالی رب العزت کو دینے میں مقبول وشیر مادر ہے، خدا کو تو رام بنالیا کیا اپنے آپ کو بھی مولوی کی جگہ پنڈت اور عبد مضاف باحد اسماء الٰہیہ کے بدلے رامداس اور اپنی مسجد کو شوالہ اور اپنے مدرسہ کو پاٹ شالا کہنا روا رکھیں گے، کیا ان لفظوں کی جگہ مولوی عبد۔۔۔ صاحب نے اپنے مدرسہ کی مسجد میں وعظ فرمایا یوں کہنے کی اجازت دیں گے کہ پنڈت رام داس جی نے اپنے پاٹ شالا کے شوالے میں کتھا بکھائی یا کم از کم اتنا کہ اپنے لئے مولوی صاحب السلام علیکم کے بدلے پنڈت جی نمتکار کہنا روا رکھیں گے، اور یہی نہیں اپنے جنازوں کے ساتھ کلمہ طیبہ کی جگہ رام رام ست پکاریں گے کہ آخر ہنود کے نزدیک رام خدا ہی تو ہے اور خدا ضرور حق ہے، نہ اجازت دیں گے تو کیوں اللہ کو رام کہنا جائز، اور تمھارے لئے ویسے ہی ترجمے کرنا حرام معلوم ہوا، اللہ عزوجل کی عظمت سے اپنی عظمت دل میں زائد اور بہت زائد ہے، یہ ترجمہ کا سلسلہ تو بہت اونچا چلتا ہے مگر بے ادبوں کی اسی قدر سزا ہے ۱۲ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ۔

---

[1] القرآن الکریم ۱۴/ ۴۳

۲۳قرآن مجید کو رامائن کے ساتھ ایک ڈولے میں لے جاؤ ۲۴دونوں کی پوجا کراؤ، ۲۵ان کے سرغنہ کو کہو خدا نے ان کو تمھارے پاس مذکر بناکر بھیجاہے، یوں معنی نبوت جماؤ، اللہ عزوجل عـــہ نے سید الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تویہی فرمایا "اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ؕ ﴿۲۱﴾ "[1]تم تونہیں مگر مذکر۔ اور خدا نے مذکر بناکر بھیجاہے اس نے معنی رسالت کا پورا نقشہ کھینچ دیا، ہاں لفظ بچایا ۲۶اسے یوں دکھایا نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندھی جی نبی ہوتے ۲۷اور امام وپیشوا وبجائے مہدی موعود تو صاف کہہ دیا بلکہ ۲۸اس کی حمد میں یہاں تک کہ اونچے اڑے کہ "خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست" ۲۹صاف کہہ دیا کہ "آج اگر تم نے ہندو بھائیوں کو خوش کرلیا تو اپنے خدا کو راضی کرلیا، صاف کہہ دیا کہ "ہم ایسامذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو ہندو مسلم کا امتیاز اٹھادے گا، ۳۰صاف کہہ دیا کہ "ایسامذہب چاہتے ہیں جو سنگم وپریاگ کو مقدس علامت ٹھہرائے گا" ۳۱صاف کہہ دیا کہ "ہم نے قرآن مجید وحدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کردی" کیا کریمہ "لَا یَنْهٰىكُمُ" میں ان ملعونات وکفریات کی اجازت دی تھی۔

"وَیْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَیُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ "[2] "وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓىٕكَ یُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَ یَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰۤؤُلَآءِ	تمھاری خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ وہ تمھیں عذاب میں بھون دے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یہ ہیں وہ لوگ کہ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے

عـــہ: یہاں سے صاف ظاہر ہوئی ان جاہل مفتیوں کی جنھوں نے لکھا "مذکر یاد دلانے کے معنی میں بولا جاتاہے پس اگر کسی کو مذکر یعنی کوئی بات یاد دلانے کہا جائے تو جائز ہے" مسلمانو! اللہ انصاف کہاں تو کوئی بات یاد دلانے والا اور کہاں یہ کہ "خدا نے ان کو مذکر بناکر تمھارے پاس بھیجاہے گاندھی کو پیشوا نہیں بلکہ قدرت نے تم کو سبق پڑھانے والا مدبر بناکر بھیجا، یہ گلفشانی جدید لیڈر بننے والے جناب عبدالماجد بدایونی کی ہے جو جلسہ جمیعت علمائے ہند دہلی میں ہوئی اور اخبار فتح دہلی ۲۴ نومبر میں چھپی انھیں کی حمایت میں مفتی مذکور کا وہ فتوٰی ہے مگر معلوم نہیں ان مفتی صاحب فقیہ کی کتاب علم یا ان کے طور پر پنڈت رام داس جی شاستری کی ودیا پشتک میں مولوی عبدالماجد کو پانڈے شری داس کہنے کا بھی جواز ہے یا ان کے کھیلنے کے لئے صرف بارگاہ قہار بے نیاز ہے ۱۲ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ۔

[1] القرآن الکریم ۸۸/ ۲۱

[2] القرآن الکریم ۲۰/ ۶۱

"الَّذِیۡنَ کَذَبُوۡا عَلٰی رَبِّہِمۡ ۚ اَلَا لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِیۡنَ یَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ یَبۡغُوۡنَہَا عِوَجًا ؕ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ کٰفِرُوۡنَ ﴿۱۹﴾ "[1]	یہ ہیں وہ جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا سن لو ظالموں پر اللہ کی لعنت وہ جو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہی آخرت کے منکر ہیں۔

دیکھی تم نے آئینہ ممتحنہ میں اپنی صورت:

"وَ ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۹﴾ "[2] " کَذٰلِکَ الۡعَذَابُ ؕ وَ لَعَذَابُ الۡاٰخِرَۃِ اَکۡبَرُ ۘ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۳﴾ "[3]	یہ سزا ہے ظالموں کی، عذاب ایسا ہوتا ہے اور بیشک آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے کیا اچھا ہوتا اگر وہ جانتے۔

لیڈروں سے ضروری سوال:

سوال ضروری لیڈران اور پارٹی کو اب تو کھلا کہ انھوں نے یقیناً دشمنان خدا اور رسول سے وداد واتحاد منایا اور ان کا کوئی عذر بار دانھیں کام نہ آیا اب قرآن کریم سے اپنا حکم بتائیں، اوپر آیہ کریمہ تلاوت ہوئی:

" لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ "[4]	تم نہ پاؤ گے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ مخالفان خدا ورسول سے وداد کریں۔

دوسری آیات میں فرمایا:

" تَرٰی کَثِیۡرًا مِّنۡہُمۡ یَتَوَلَّوۡنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ لَبِئۡسَ مَا قَدَّمَتۡ لَہُمۡ اَنۡفُسُہُمۡ اَنۡ سَخِطَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ وَ فِی الۡعَذَابِ ہُمۡ خٰلِدُوۡنَ ﴿۸۰﴾ وَ لَوۡ کَانُوۡا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ النَّبِیِّ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِ مَا اتَّخَذُوۡہُمۡ اَوۡلِیَآءَ وَ لٰکِنَّ کَثِیۡرًا مِّنۡہُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۸۱﴾ "[5]	تم ان میں بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں بیشک کیا ہی بری چیز ہے جو خود انھوں نے اپنے لئے تیار کی، یہ کہ ان پر اللہ کا غضب اترا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے اور اگر انھیں اللہ ونبی وقرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں کو دوست نہ بناتے مگر ہے کہ ان میں بہت سے فاسق ہیں۔

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸و۱۹

[2] القرآن الکریم ۵/ ۲۹

[3] القرآن الکریم ۶۸/ ۳۳

[4] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

[5] القرآن الکریم ۵/ ۸۰،۸۱

ترک موالات میں لیڈروں کی افراط و تفریط:

فرمایئے اللہ واحد قہار سچا کہ ہندوؤں سے وداد واتحاد منانے والے ہر گز مسلمان نہیں انھیں اللہ ونبی وقرآن پر ایمان نہیں، یا معاذاللہ یہ سچے کہ ہم تو ٹکسالی مسلمان ہیں ہم تو قوم کے لیڈران وریفارمران ہیں، مسلمان تو یہی کہے گا کہ اللہ سچا "ومن اصدق من اللہ حدیثا"، غرض ترک موالات میں افراط کی تو وہ کہ مجرد معاملت حرام قطعی اور تفریط کی تو یہ کہ ہندوؤں سے وداد واتحاد واجب بلکہ ان کی غلامی وانقیاد فرض بلکہ مدار ایمان۔

فسبحن مقلب القلوب والابصار۔	پاکی ہے اسے جو دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دیتا ہے۔

اول میں تحریم حلال کی، دوم میں تحلیل حرام بلکہ افتراض حرام اور ان دونوں کے حکم ظاہر وطشت از بام۔

انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے بہتانی الزام کا رد:

للہ انصاف! کیا یہاں اہل حق نے انگریزوں کے خوش کرنے کو معاذاللہ مسلمانوں کا تباہ کرنے والا مسئلہ نکالا یا ان کے اہل باطل نے مشرکین کے خوش کرنے کو صراحۃً کلام اللہ واحکام اللہ کو پاؤں کے نیچے مل ڈالا، مسلمان کو خدا لگتی کہنی چاہئے، ہندوؤں کی غلامی سے چھڑانے کو جو فتوی اہلسنت نے دیئے کلام الٰہی واحکام الٰہی بیان کئے یہ تو ان کے دھرم میں انگریزوں کو خوش کرنے کے ہوئے وہ جو پیر نیچر کے دور میں نصرانیت کی غلامی اُبچی تھی جسے اب آدھی صدی کے بعد لیڈر، رونے بیٹھے ہیں۔ کیا اس کا رد علمائے اہل سنت نے نہ کیا، وہ کس کو خوش کرنے کو تھا، کیا بکثرت رسائل ومسائل اس کے رد میں نہ لکھے گئے، حتی کہ اس کے بچے ندوے کے رد میں پچاس ۵۰ سے زائد رسائل شائع کئے جن میں جابجا اس نیم نصرانیت کا بھی رد بلیغ ہے، یہ کس کے خوش کرنے کو تھا، کیا صمصام حسن میں نہ تھا۔

نیچریاں راست خدا در کمند	نیچر وقانون ورا پائے بند
سر نتواند کہ زنیچر کشد	خط بخدائیش سنیچر کشد
کیست سنیچر سی وایس آئی ست	گول بکول آمدہ نیچر پست
چوں شدہ استارہ ہندآں دغل	نحس وبلند آمدہ ہیچوں زحل
عرش وفلک جن وملک حشر تن	نار وجنان جملہ غلط کرد وظن
کیست نبی پر دل پر جوش گو	وحی چہ باشد سخن جوش او
برزدہ برہم ہمہ از اصل وفرع	دین نوآورد ونوآورد شرع
ریش حرام ست ودم فرق فرض	حج سوئے انگلنڈ بود قطع ارض
گفت بیا قوم شنو قوم من	ہیں سوئے اعزاز بدو قومِ من

ذلت تان دین مسلمانی ست وائے برانکس کہ نہ نصرانی ست

(ترجمہ: خدا نیچریوں کی قید میں ہے، نیچر (طبیعت) اور قانون اس کو پابند کرنیوالے ہیں، وہ نیچر سے سر نہیں پھر سکتا۔ سنیچر اس کو خدائی پر لکیر کھینچ دیتا ہے، سنیچر کون؟ سی، ایس آئی ہے، ایک بیوقوف نیچر پرست (سرسید) کول میں آیا ہے، جب سے وہ کھوٹا شخص ستارہ ہند ہوا (اسے تمغہ ملا ہے) زحل کی طرح منحوس اور بلند ہوگیا ہے، اس نے عرش آسمان، فرشتے، حشر جسمانی، جنت دوزخ سب کو غلط اور ظنی قرار دیا ہے، (اس کے نزدیک) نبی کون ہے؟ بہادر اور شعلہ بیان خطیب ہے تمام اصول اور فروع کو اس نے درہم برہم کردیا ہے، دین نیا لایا ہے اور شریعت نئی لایا ہے، داڑھی حرام ہے اور (ٹیڑھی) مانگ کی دم فرض ہے، حج انگلینڈ کی طرف سفر کا نام ہے، اس نے کہا اے میری قوم! آ اور سن، اے میری قوم! عزت کی طرف دوڑ، دین اسلام تمہاری ذلت ہے، افسوس اس شخص پر جو نصرانی (عیسائی) نہیں ہے) یہ کس کی خوشی کو تھا، کیا مشرقستان اقدس میں نہ تھا۔

ندویا کیں جلوہ در اسپیچ ولکچر می کنند چوں بہ سنت می رسند آں کار دیگر می کنند
گہ روافض رابر سر برتاج لطف اللہ نہند گہ پوادر رابہ تخت عالماں بر می کنند
بخت ورخت تخت دیں بیں جلوہ باصدرش براں پاڈری وسکاٹ بامسٹری براڈر می کنند
مفت مفتی یافت ایں عزت کہ اور اہمنشیں باماماں جج وجنٹ وکلکٹر می کنند
ساز وناز عالماں بیں نظم بزم دیں بدیں میز وا سٹیج وٹکٹ ہال وکلب گھر می کنند
زیں سگا لشا چہ نالشا کہ خود ایں سرکشا داور دادار را برٹش گور نرے کنند

(ترجمہ: ندوہ والے جو تقریر اور لیکچر میں جلوہ دکھاتے ہیں جب سنت تک پہنچے ہیں تو دوسرا کام کرتے ہیں، (یعنی سنت کی مخالفت)۔ یہ کبھی رافضیوں کے سر پر اللہ تعالٰی کے لطف وکرم کا تاج رکھتے ہیں کبھی پادریوں کو علماء کے سٹیج پر بٹھاتے ہیں۔ دین کے اسٹیج کی قسمت اور سازوسامان دیکھئے کہ سوداڑھی منڈوں کے ساتھ پادری وسکاٹ اور مسٹر کو (اپنا) بھائی بناتے ہیں، مفتی کو مفت میں یہ عزت مل گئی کہ اسے اماموں، ججوں، جنٹوں، اور کلیکٹروں کا ہم نشین بنادیتے ہیں، علماء کے نازوانداز دیکھئے، مجلس دینی کا نظام دیکھئے، میز اسٹیج، ٹکٹ ہال اور کلب گھر بناتے ہیں، ان خوشامدوں پر کیا رونا کہ یہ سرکش لوگ برٹش گورنر کو حاکم اور منصف مقرر کرتے ہیں) یہ کس کی خوشی کو تھا، مولوی عبدالباری صاحب خدام کعبہ کی بانگی کے لئے مسجد کانپور کو عام سڑک اور ہمیشہ کے لئے جنب وحائض وکافر ومشرک کی پامال کرا آئے اور بکمال جرات اسے مسئلہ شرعیہ ٹھہرایا اس کے رد میں ابانۃ المتواری لکھا جس میں ان سے کہا گیا۔

دانم نہ رسی بکعبہ اے پشت براہ کیں رہ کہ تو میروی بانگلستانست

(کعبہ کی طرف پشت کرکے چلنے والے! میں جانتا ہوں تو کعبہ نہیں پہنچ سکے گا کہ جس راہ پر تو چل رہا ہے وہ انگلستان کا راستہ ہے۔ت)

نیز ان کے شبہات واہیہ کے قلع قمع کو قامع الواہیات شائع ہوا، یہ کس کی خوشی کو تھا، بات یہ ہے ع

المرء یقیس علی نفسه

ع　　　آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس

لیڈروں اور ان کی پارٹی نے آج تک نصرانیت کی تقلید وغلامی، خوشنودی نصاری کو کی اب کہ ان سے بگڑی اس سے بدرجہا بڑھ کر خوشنودی ہنود کو ان کی غلامی لی، سمجھتے ہیں کہ معاذاللہ خادمان شرع بھی ایسا ہی کرتے ہوں گے حالانکہ اللہ ورسول جانتے ہیں کہ اظہار مسائل سے خادمان شرع کا مقصود کسی مخلوق کی خوشی نہیں ہوتا صرف اللہ عزوجل کی رضا اور اس کے بندوں کو اس کے احکام پہنچانا اور وللہ الحمد سنئے ہم کہیں واحد قہار اور اس کے رسولوں اور آدمیوں سب کی ہزار درہزار لعنتیں جس نے انگریزوں کے خوش کرنے کو تباہی مسلمین کا مسئلہ نکالا ہو، نہیں نہیں، بلکہ اس پر بھی جس نے حق مسئلہ نہ رضائے خدا ورسول نہ تنبیہ وآگاہی مسلمین کے لئے بتایا بلکہ اس سے خوشنودی نصاری اس کا مقصد ومدعا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ لیجئے کہ اللہ واحد قہار اور اس کے رسولوں اور ملائکہ اور آدمیوں سب کی ہزار درہزار لعنتیں ان پر جنھوں نے خوشنودی مشرکین کے لئے تباہی اسلام کے مسائل دل سے نکالے اللہ عزوجل کے کلام اور احکام تحریف وتغییر سے کایا پلٹ کر ڈالے شعار اسلام بند کئے شعار کفر پسند کئے، مشرکوں کو امام وہادی بنایا، ان سے وداد واتحاد منایا اور اس پر سب لیڈر مل کر کہیں آمین، ان کی یہ آمین ان شاء اللہ تعالیٰ خالی نہ جائے گی اگرچہ دل میں بہت کی دعا نہ ہو "الافی ضلل"۔

مشرکین سے معاہدہ کا بیان اور لیڈروں کا ردّ بلیغ

(۸) لیڈر کہ احکام اسلام کو یکسر بدلنے اور بیچارے عوام کو جھوٹے من گھڑت احکام سنا کر چھلنے پر تلے ہیں محض فریب دہی کے لئے اس طرف چلے ہیں کہ ہندوؤں سے اور ہم سے اب جبکہ عہد موافقت ہوگیا تو ہم کو اس کا پورا کرنا لازمی ہے یہ شریعت پر محض افتراء ہے، **اول** کون سی شریعت میں ہے کہ مشرکوں سے عہد موافقت، کافروں سے معاہدہ شرعیہ ایک مدت تک بمصلحت شرعی التوائے قتال کا عہد ہے، نہ کہ موافقت کا جواب نصوص قطعیہ حرام ہے۔

لیڈران پر دوسرا ردّ:

دوم صرف موافقت ہی نہیں بلکہ لیڈران فرماتے ہیں اگر شرعی [عہ] مصلحت ہو تو اتحاد پیدا کرنا بھی ممنوع نہیں۔

عہ: عبارت گزشتہ اور یہ سب عبارات کہ اس بحث میں آتی ہیں جن پر خط ہے خطبہ صدارت مولوی عبدالباری صاحب جلسہ انجمن علمائے صوبہ متحدہ ۱۲رجب ۳۸ھ بمقام کانپور کی ہیں ۱۲ حشمت علی عفی عنہ

مشرکوں سے اتحاد:

اللہ اکبر مشرک اور اتحاد جب تک یہ مشرک یا وہ مسلم نہ ہو جائیں دو ضدوں کا اتحاد کیونکر ممکن، ظاہر ہے کہ وہ مسلمان نہ ہوئے نہ یہ ان کو مسلمان مان کر ان سے متحد ہوئے تو ضرور صورت عکس ہے کہ انھیں نے شرک قبول کیا، لیڈر صاحبو! ممنوع ہے یا نہیں تمھاری خانگی پنچایتی بات نہیں "اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ"[1] حکم نہیں مگر اللہ کے لئے، خود لیڈران فرماتے ہیں خدا کے سوا کسی کو حاکم بنانا روا نہیں "لاحکم الا اللہ"، اور اس میں یہاں تک بڑھے کہ اگر رسول کی اطاعت لازم ہے تو اس صورت میں جبکہ مخالفت احکام الٰہیہ نہ ہو ورنہ "انما الطاعۃ فی المعروف" مشہور ہے۔

لیڈران کے نزدیک رسول اللہ بھی خلاف خدا حکم فرما سکتے ہیں:

اللہ اکبر واحد قہار تو یہ فرمائے کہ "مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ"[2] جس نے رسول کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور لیڈران فرمائیں رسول کی اطاعت اسی وقت تک ہے جب تک وہ احکام الٰہی کی مخالفت نہ کرے۔ جب رسول خلاف خدا حکم دے تو اس کی اطاعت نہیں، خیر، جب آپ کے یہاں رسول کا یہ مرتبہ ہے تو کیا قوم پر آپ کی اطاعت ہر طرح لازم ہے اگرچہ خلاف خدا وقرآن حکم دیجئے، ابھی تو آپ نے کہا کہ حکم نہیں مگر خدا کے لئے اب اگر خدائی دعوی تمھیں نہیں تو دکھاؤ خدا نے کہاں فرمایا ہے کہ مشرکوں سے اتحاد پیدا کرنا بمصلحت ممنوع نہیں۔

"هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۱۱﴾"[3]	لاؤ اپنی برہان اگر تم سچے ہو۔

قرآن عظیم کے صفحات مشرکین سے اتحاد وودادحرام کرنے سے گونج رہے ہیں لیڈرو! "ءَاَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ"[4] مصلحت شرعی تم زیادہ جانو یا اللہ جو فرماتا ہے۔

"لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَةً مِّنۡ دُوۡنِكُمۡ لَا يَاۡلُوۡنَكُمۡ خَبَالًا ؕ وَدُّوۡا مَا عَنِتُّمۡ ۚ"[5]	کسی غیر مسلم کو اپناراز دار نہ بناؤ وہ تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے ان کی دلی تمنا ہے تمھارا مشقت میں پڑنا۔

[1] القرآن الکریم ۶/ ۵۷ و ۱۲/ ۴۰ و ۱۲/ ۶۷

[2] القرآن الکریم ۴/ ۸۰

[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۱

[4] القرآن الکریم ۲/ ۱۴۰

[5] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

اللہ اکبر ایسا کھلا افتراء اور واحد قہار پر، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾"[1]	اپنی زبانوں کی جھوٹی بناوٹ سے نہ کہو کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے تاکہ اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں فلاح نہ پائیں گے تھوڑے دنوں دنیا میں برت لیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

لیڈران پر تیسرا ردّ:

لیڈران فرماتے ہیں ھم نے خدا کی محبت کو اس اتحاد میں بھی ملحوظ رکھا ہے۔

لیڈران کے نزدیک دشمنان خدا سے اتحاد میں خدا کی محبت ہے:

اللہ اکبر اللہ کے دشمنوں سے اتحاد اور اس میں محبت خدا کا ادعا واقعی ان کے نزدیک اللہ کی محبت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ اللہ کے دشمنوں سے مل کر ایک ہوجائیں، امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

الاعداء ثلثة عدوك وعدو صديقك وصديق عدوك[2]۔	دشمن تین ہیں: ایک خود تیرا دشمن، دوسرا تیرے دوست کا دشمن، تیسرا تیرے دشمن کا دوست،

اللہ عزوجل فرماتا ہے: "فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾"[3] بیشک اللہ کافروں کا دشمن ہے تم کہ اس کے دشمنوں سے متحد ہوئے کیونکر اللہ کے دشمن نہ ہوئے۔

تو دعدوی ثم تزعم اننی

صدیقك لیس النوك عنك بعارب

(تو میرے دشمن سے محبت رکھتا ہے پھر یہ جھک مارتا ہے کہ میں تیرا دوست ہوں حماقت تجھ سے دور نہیں)

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۱۶، ۱۱۷

[2] نہج البلاغۃ مع شرح ابن ابی الحدید الجزء التاسع عشر دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۸۴

[3] القرآن الکریم ۲/ ۹۸

لیڈران پر چوتھا رد:

چہارم کافروں مشرکوں سے معاہدہ شرعیہ صرف اس وقت روا ہے جب معاذاللہ مسلمانوں کو اس کی احتیاج و ضرورت ہو، امام ملک العلماء بدائع میں فرماتے ہیں:

الموادعة رکنها فهو لفظ الموادعة او المسالمة او المصالحة والمعاهدة او ما یؤدی معنی هذه العبارات وشرطها الضرورة فلا تجوز عند عدم الضرورة [1] (ملخصاً)	معاہدہ صلح کا رکن یہ الفاظ ہیں موادعت، مسالمت، مصالحت، معاہدہ اور جو لفظ ان معنی کو ادا کرے اور معاہدہ کی شرط ضرورت ہے بے ضرورت حرام ہے۔

لیکن لیڈران اپنا بھاری جرم خود قبول نہیں کرتے ہیں کہ ہم کو احتیاج نے اتحاد برادران ہند کی جانب مائل نہیں کیا تمہارا معاہدہ اگر بفرض غلط معاہدہ شرعیہ کی شکل میں ہوتا جب بھی بے ضرورت ان کی طرف مائل ہونا حرام تھا بہر حال اس نے تمہیں واحد قہار کا نافرمان اور صریح بدخواہ مسلمانان و دین مسلمانان کر دیا۔

لیڈران پر پانچواں رد:

پنجم کفار سے معاہدہ شرعیہ ایک قسم امان ہے اور شرط امان یہ ہے کہ کفار کو امان دہندہ سے خوف قتل و قتال ہو اور یہ ان پر قاہر ہو اگرچہ اپنی جماعت کے لحاظ سے اگرچہ نسبۃً پلہ انھیں کا بھاری ہو جنگ دوسر دار و حرب میں چرب کو بھی خوف ہوتا ہے جس سے انھیں اپنے قتل کا خوف نہ ہو اس کا امان دینا باطل اور معاہدہ کرنا مردود، بدائع ملک العلماء میں ہے:

اما حکم الموادعة فما هو حکم الامان المعروف لانها عقد امان ایضاً [2]۔	معاہدہ کا حکم وہی ہے جو امان کا مشہور حکم ہے اس لئے کہ معاہدہ بھی ایک عقد امان ہے۔

ہدایہ میں ہے:

انه من اهل القتال فیخافونه اذهو من اهل المنعة فیتحقق الامان منه لملاقاته محله [3]۔	اس لئے کہ وہ اماں دہندہ اہل قتال سے ہے تو کافر اس سے ڈریں گے اس لئے کہ وہ حمایتی گروہ رکھتا ہے تو اس کا اماں دینا ٹھیک ہوگا اپنے محل پر واقع ہوا۔

---

[1] بدائع الصنائع کتاب السیر مطلب واما حکم الموادعة الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۷/ ۱۰۸

[2] بدائع الصنائع کتاب السیر مطلب واما حکم الموادعة الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۷/ ۱۰۹

[3] الهدایه باب الموادعة من یجوز امانه المکتبة العربیه کراچی ۲/ ۵۴۴

اسی میں ہے:

لایجوز امان اسیر ولاتاجر یدخل علیهم لانهما لایخافونهما والامان یختص بمحل الخوف[1] (ملخصا)	قیدی یا تاجر کہ دارالحرب میں تجارت کو گیا ہو ان کی امان صحیح نہیں اس لئے کہ کافران سے نہ ڈریں گے اور امان وہیں ہو سکتی ہے جہاں خوف ہو۔ (ملخصا)

اسی میں ہے:

ومن اسلم فی دارالحرب ولم یهاجر الینا لایصح امانه لمابینا[2]۔	جو دارالحرب میں مسلمان ہوا اور دارالاسلام میں ہجرت کرکے نہ آئے اس کا امان دینا بھی صحیح نہیں اسی دلیل سے کہ ہم بیان کر چکے۔

فتح القدیر میں ہے:

لمابینامن ان الامان یختص بمحل الخوف ولا خوف منه حال کونه مقیمافی دارهم لامنعة له ولاقوة دفاع[3]۔	ہماری بیان کی ہوئی دلیل یہ ہے کہ امان دینا اس کا صحیح ہے جس سے خوف ہو اوراس سے خوف نہیں کہ یہ انھیں کے ملک میں رہتاہے، اس کے پاس نہ اپنی حمایت کرنے والا کوئی گروہ ہے نہ مدافعت کفار کی قوت۔

عنایہ امام اکمل میں ہے:

شرط جواز الامان هوالایمان وعلته هوالخوف لان الخوف انمایحصل ممن له قوة وامتناع[4]۔	امان جائز ہونے کی شرط ایمان ہے اور اس کی علت خوف اس لئے کہ خوف اسی سے ہوتا ہے جو زور رکھتا ہو اور اپنے آپ کو بچا سکتا ہو۔

کلام امام نسفی میں ہے:

صح امانه لانه من اهل القتال	اس کی امان صحیح ہے اس لئے کہ وہ قتال کے

---

[1] الهدایة باب الموادعة من یجوز امانه المکتبة العربیه کراچی ۲/ ۵۴۵
[2] الهدایة باب الموادعة من یجوز امانه المکتبة العربیه کراچی ۲/ ۵۴۵
[3] فتح القدیر باب الموادعة من یجوز امانه مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۲۱۳
[4] عنایة مع فتح القدیر باب الموادعة من یجوز امانه مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۲۱۳

ومنعة الاسلام فیخافونه فینفذ منه الامان الذی هوازالة الخوف[1]۔	لائق ہے اور اپنی حمایت کے لئے اسلامی گروہ رکھتا ہے تو کافر اس سے ڈریں گے توامان کہ خوف زائل کرنے کا نام ہے اس سے نفاذ پائے گی۔

اسی میں ہے:

لایجوز امان اسیر وتاجر دخل علیهم ومسلم اسلم فی دار الحرب ولم یهاجر لان الامان یکون علی خوف ولاخوف لهم منه[2]۔	قیدی یا تاجر کہ دارالحرب میں داخل ہوا یا حربی کہ وہاں اسلام لایا اور دارالاسلام کی طرف ہجرت نہ کی ان کا امان دینا صحیح نہیں کہ امان ڈر میں ہوتی ہے اور کافران سے نہ ڈریں گے۔

تبیین امام زیلعی میں ہے:

لودخل مسلم فی عسکر اهل الحرب فی دار الاسلام و امنهم لایصح امانه الا اذا امنهم من یقاومهم بخلاف ما اذا امن عشرین اونحوهم فی دار الاسلام حیث لایجوز امانه لان الواحد وان کان مقهور اباعتبار نفسه حیث لایقاومهم لکنه قاهر ممتنع بقوة المسلمین فکان قاهرا لهم حکما[3]۔(ملخصا)	حربیوں کا لشکر دارالاسلام میں آیا ہوا ہے اور کوئی مسلمان ان کے لشکر میں جاکر امان دے آئے یہ امان صحیح نہیں ہاں جب اتنے مسلمان انھیں امان دیں جو اس لشکر کی مقاومت کرسکتے ہوں بخلاف اس کے مثلا بیس پچیس حربی دارالاسلام میں آئے اور ایک مسلمان نے ان میں جاکر انھیں امان دے دی، یہ امان صحیح ہوگئی کہ ایک اگرچہ بیس سے مغلوب ہے ان کی مقاومت نہیں کرسکتا مگر وہ مسلمانوں کے زور سے ان پر غالب ہے تو حکما غلبہ اسی کا ہوگا۔(ملخصًا)

اسی میں ہے:

الامان ازالة الخوف ومن لم	امان خوف زائل کرنے کا نام ہے اور وہ جو قتال

[1] کافی شرح وافی للنسفی
[2] کافی شرح وافی للنسفی
[3] تبیین الحقائق کتاب السیر المطبعة الکبری الامیریه بولاق مصر ۳/ ۲۴۷

یباشر القتال لایخافونه فکیف یصح امانه [1]۔	نہ کرے کافر اس نہ ڈریں گے تو اس کی امان کیسے صحیح ہو۔

ایمان سے کہنا کیا تم ہنود پر قاہر تھے کیا ان کے قتل پر قادر تھے کیا ان کو تم سے خوف قتل تھا جسے تمھاری امان نے زائل کیا، اور جب یہ کچھ نہ تھا اور بیشک نہ تھا تمھارا معاہدہ اگر بفرض باطل، معاہدہ شرعیہ کی شکل میں ہوتا جب بھی قطعاً باطل و مردود تھا، اور مردود کو پورا کرنا لازمی بتانا اس سے بڑھ کر مردود۔

لیڈران پر چھٹا رد:

ششم کفار سے معاہدہ شرعیہ میں شرط اعظم یہ ہے کہ جتنی مدت تک ہو اس میں تہیہ قتال رکھیں اور اس کی آمادگی و درستی سامان سے غفلت نہ کریں کہ التواء و معاہدہ سے اصل مقصود یہی ہے ورنہ تارک فرض اہم ہوں گے اور مستحق نار جہنم، **والعیاذ باللہ تعالٰی**، بدائع امام ملک العلماء میں ہے:

المعاهدة شرطها الضرورة وهی ضرورة استعداد القتال لان الموادعة ترك القتال المفروض فلایجوز الا فی حال یقع وسیلة الی القتال [2]۔	معاہدہ جائز ہونے کی شرط ضرورت ہے اور وہ ضرورت یہ ہے کہ اس مدت میں سامان قتال درست کریں اس لئے کہ جہاد فرض ہے اور معاہدہ اس فرض کا ترک ہے تو اس حال میں حلال ہو سکتا ہے کہ یہ جہاد کے لئے وسیلہ پڑے۔

ایمان سے کہنا کیا تم ہندوؤں سے آمادگی قتال میں ہو اور اسی لئے ایک مدت تک ان سے معاہدہ کیا ہے کہ اس فرصت میں ان کے قتل کا سامان مہیا کر لو کیوں مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہو، بلکہ عالم الغیب والقلب کے ساتھ فریب کی راہ لیتے ہو۔

"وَمَا یَخۡدَعُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَهُمۡ وَمَا یَشۡعُرُوۡنَ ؈" [3]	اور فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انھیں شعور نہیں۔

طرح طرح ثابت ہوا کہ تمھارا یہ معاہدہ اگر بفرض غلط معاہدہ شرعیہ کی شکل میں بھی ہوتا جب بھی

[1] تبیین الحقائق کتاب السیر قبیل باب الغنائم المطبعۃ الکبرٰی الامیریۃ بولاق مصر ۳/ ۲۴۸

[2] بدائع الصنائع کتاب السیر مطلب واما نوع الثانی وھوالامان الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۷/ ۱۰۸

[3] القرآن الکریم ۲/ ۹

حرام ومردود وخلاف شرع ہوا، اب کیوں نہ یاد کریں لیڈران اپنا ہی قول کہ "خدا کے یہاں معاہدہ کا حیلہ بھی کارگر ہوتا ہے" یا دیکھئے کیا جواب ملتا ہے کوئی اگر معاہدہ کا دعوٰی بھی کرے تو خلاف شرع معاہدہ کیونکر مسلم ہوگا کیونکہ صلح حدیبیہ منسوخ ہوچکی ہے اور **الا ما احل بہ حراما او حرم بہ حلالا**[1] (مگر وہ معاہدہ جو حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنائے۔ت) کا استثناء حکم مستقل ہے"

لیڈران پر ساتوں رد:

ہفتم لیڈران کی بڑی کوشش اس میں ہے کہ مشرکین ہند کے شدید مظالم چھپائیں اور ان کو جیسے بنے "لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ" میں داخل ٹھہرائیں تاکہ انھیں زیر حکم "لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ" لائیں یہ صاف کہہ رہا ہے کہ معاہدہ کا عذر محض جھوٹا ہے معاہدہ تو حسب ضرورت شرعیہ مقاتلین سے خاص وقت قتال بھی جائز ہے پھر اگر معاہدہ ہوتا تو اس کھینچ تان کی کیا ضرورت پڑتی معلوم ہوا کہ جھوٹ کہتے ہیں اور قصداً بکتے ہیں اور دل میں خوب سمجھ رہے ہیں کہ نرا جھوٹ بکتے ہیں "وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝" [2] (اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔ت)

مشرکوں سے معاہدہ لیڈران کے اصل اغراض

(۹) لیڈران حاشا تمھارا معاہدہ ہنود سے نہ التوائے قتال کے لئے ہوا نہ اس کا کچھ ذکر تھا نہ تم ان پر قاہر تھے نہ انھیں تم سے اپنے قتل کا خوف تھا بلکہ دونوں تیسرے کے ہاتھ میں مقہور ہو، نہ ہرگز اس مدت معاہدہ میں تم قتل ہنود کا سامان کررہے ہو نہ ہرگز تمھاری نیت نہ ہرگز تم ایسا کرسکتے ہو غرض معاہدہ شرعیہ سے ایسا ہی دور ہو جیسے مشرکین توحید سے یا تم شرع مجید سے بلکہ ناپاک معاہدہ چار باتوں کے لئے ہوا:

مشرکوں کا برادر بننا حرام ہے:

یکم: مشرکین سے عقد مواخات بھائی چارہ کہ برادران وطن ہندو بھائی، اللہ عزوجل فرمائے "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" [3] مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔ تم کہو "**نحن والمشرکون اخوۃ**" ہم اور مشرکین آپس میں بھائی ہیں، جیسے اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

---

[1] سنن ابن ماجہ ابواب الاحکام باب الصلح ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۷۱

[2] القرآن الکریم ۲/ ۹۵

[3] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۰

"لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ" [1]	کیا تم نے نہ دیکھا کہ منافقوں کو کہ اپنے بھائی کافروں سے کہتے ہیں۔

وہاں "من اهل الكتاب" تھا یہاں اس سے بڑھ کر "من المشركين" ہوا۔

کافروں سے اتحاد کرنے والے بحکم قرآن کافر ہیں:

دوم: ان سے اتحاد، حالانکہ قرآن عظیم بیس سے زیادہ آیات میں اسے مردود وملعون فرماچکا اور جابجا صاف ارشاد فرمادیا کہ ایسا کرنے والے انھیں میں سے ہیں، "وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ" [2] ایسا کرنے والے مسلمان نہیں "لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" [3] ایسا کرنے والوں کو اللہ ورسول وقرآن پر ایمان نہیں "وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ" [4]۔

کافروں کا حلیف بننا حرام ہے:

سوم: مشرکین کے حلیف بننا انھیں اپنا حلیف بنانا، حالانکہ حلیف بنانا منسوخ ہوچکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تحدثوا فی الاسلام حلفا [5]. رواه الامام احمد فی المسند ومحمد بن عیسٰی فی الجامع عن عمرو بن العاص رضی الله تعالٰی عنه بسند حسن۔	اب اسلام میں کوئی حلف پیدا نہ کرو۔ یہ حدیث امام احمد نے مسند اور امام محمد بن عیسٰی نے جامع میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند حسن روایت کی۔

یہ منسوخات ہی کے عمل پر ہیں کل کو شراب بھی حلال کرلیں گے اور خدا جانے کہاں کہاں تک بڑھیں گے، رب عزوجل فرماتا ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۵۹/ ۱۱

[2] القرآن الکریم ۵/ ۵۱

[3] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

[4] القرآن الکریم ۵/ ۸۱

[5] جامع الترمذی ابواب السیر باب ماجاء فی الحلف امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/ ۱۹۲، مسند احمد بن حنبل مسند عبداللہ بن عمرو بن عاص دارالفکر بیروت ۲/ ۲۰۷۔ ۲۱۳

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۝۵۷" [1]	اے ایمان والو! وہ جو تمھارے دین کو ہنسی کھیل ٹھہراتے ہیں جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور باقی سب کافران میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ اور اللہ تعالٰی سے ڈرو اگر تم مسلمان ہو۔

تفسیر ابن جریر میں اس آیہ کریمہ کے تحت میں ہے:

یقول لاتتخذوهم ایها المؤمنون انصارا اواخوانا اوحلفاء فانهم لایألونکم خبالا وان اظهروالکم مودة وصداقة [2]۔	رب عزوجل فرماتا ہے اے مسلمانو! کافروں کو مددگار یا بھائی اور حلیف نہ بناؤ وہ تمھاری ضرر رسانی میں کمی نہ کریں گے اگرچہ تم سے دوستی ویارانہ ظاہر کریں۔

فقہ وحدیث کے حاوی امام اجل ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالٰی نے مشکل الآثار میں یہ تحقیق فرماکر کہ مشرکوں سے استعانت حرام کتابی سے ہوسکتی ہے اس پر حدیث سوم کہ فائدہ ثانیہ میں آتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ابن اُبی منافق کے چھ سو حلیف یہودیوں کو واپس کردیا اور انھیں مشرکین فرمایا اعتراضا وارد کی کہ دیکھو حضور نے یہود کو بھی مشرکین سے گنا اور ان سے استعانت کو بھی مشرکین سے استعانت قرار دیا اس کے جواب میں فرمایا اس کی وجہ ان کا اس مشرک منافق سے حلف ہے کہ حلف کرنے والے جس سے حلف کرتے ہیں اس کی موافقت قبول کرتے ہیں تو مشرک کے حلیف ہوکر وہ کتابی نہ رہے مرتد ہوگئے اور اسی طرح مشرک، عبارت یہ ہے:

جوابنا ان وجه قول رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لهؤلاء الیهود علی مابینهم وبین ابن ابی المنافق من الحلف والمحالفة هی الموافقة من الحالفین للمحالفین فکانوا بذٰلك خارجین من اهل الکتاب مرتدین عما کانوا علیه وصاروا مشرکین کمشرکی العرب [3] (ملخصا)

امام ابوالولید باجی نے مختصر پھر علامہ یوسف دمشقی نے معتصر میں اسے مقرر رکھا،

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۵۷

[2] جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیۃ ۵/ ۵۷ المطبعۃ المیمنۃ مصر ۶/ ۱۶۶

[3] مشکل الآثار للطحاوی کتاب الجہاد باب بیان مشکل ماروی عن رسول اللہ الخ دار صادر بیروت ۳/ ۲۴۱

ان بنی قینقاع بمحالفتهم عبدالله صاروا کالمرتدین فخرجوا به عن حکم اهل الکتاب فصاروا کالمشرکین فکان لهم حکمهم فلذلك منعوا وسموا مشرکین [1] (ملخصاً)	بنی قینقاع کے یہودی ابن اُبی کے حلیف بن کر مرتدوں کے مثل ہوگئے تو کتابیوں کے حکم میں نہ رہے اور مشرکوں کی طرح ہوگئے تو ان کا وہی حکم ہوا جو مشرکوں کا، اسی واسطے حدیث نے انھیں منع فرمایا اور ان کا نام مشرک رکھا۔ (ملخصا)

سبحان الله! یہودی مشرک کے حلیف بن کر کتابی نہ رہے مرتد ومشرک ہوگئے حالانکہ "**الکفر ملة واحدة**" مگر کلمہ گو لیڈر مشرکین ہند کے حلیف پس رو غلام بن کر نہ مرتد ہوئے نہ مشرک، ہٹے کٹے مسلمان ہی بنے رہے ؎

مشرک ہے عہد باندھ کے مشرک ہوئے یہود
یہ مشرکوں کے عبد مسلمان ہی رہے

اقول: حلف جب دو۲ مساوی گروہوں میں ہو فریقین یکساں ہیں اور جب مغلوب وضعیف گروہ دوسرے کی پناہ لے کر اس کا حلیف بنے تو پوری موافقت کا بار اسی پر ہے اس کی طرف سے صرف قبول پناہ وہی ہے، ابن ابی خبیث نے بڑی سطوت پیدا کرلی تھی یہاں تک کہ اس کے لئے تاج تیار کیا جاتا تھا قریب تھا کہ اسے بادشاہ بنایا جائے تو یہود بنی قینقاع کا حلف اس کی شوکت سے مستفید ہی ہونے کو تھا، ولہذا امام نے فرمایا: **هی الموافقة من الحالفین للمحالفین** [2] (حلف کرنے والے جس سے حلف کرتے ہیں اس کی موافقت قبول کرتے ہیں۔ت) نہ اختصار کی طرح **الموافقة بین المتحالفین** [3] (حلف کرنے والوں کے درمیان موافقت۔ت) پھر دربارہ ادیان حکم یہ ہے کہ نازل سے مجرد ارادہ موافقت نازل کردیتا ہے اور ضد کے لئے صرف ارادہ کافی نہیں، مسلمان اگر **معاذالله** ارادہ کفر کرے گا تو کافر ہوجائے گا۔ لیکن کافر محض ارادہ اسلام سے مسلمان نہ ہوگا جب تک اسلام قبول نہ کرے، یوں ہی کتابی صرف ارادہ موافقت مشرکین سے مشرک ہوسکے گا مشرک نرے ارادے سے کتابی نہ ہوجائے گا لہذا وہ یہودی مشرک ہوگئے، ابن ابی خبیث کتابی نہ ہوا، یونہی حلیفان مشرکین ہند پر

---

[1] المعتصر من المختصر کتاب الجهاد باب فی الاستعانة بالمشرك دائرة المعارف العثمانیه حیدرآباد دکن ۱/ ۲۳۰

[2] مشکل الآثار للطحاوی باب بیان مشکل ماروی فی الاستعانة من الکفار دار صادر بیروت ۳/ ۲۴۱

[3] المعتصر من المختصر کتاب الجهاد باب فی الاستعانة بالمشرك دائرة المعارف العثمانیه حیدرآباد دکن ۱/ ۲۳۰

امام کا یہ حکم نافذ ہو گا۔ مشرکین ہند مسلمان ہو جائیں گے۔

اصل مقصود سلف گورنمنٹ ہے اماکن مقدسہ اور ترکوں کا نام ٹٹی ہے:

چہارم: اصل مقصود سلف گورنمنٹ ہے جس کی صاف تصریح بڑے بڑے [عـہ۱] لیڈران نے کردی اس میں اپنی کمزوری بلکہ عجز دیکھ کر مشرکوں کا دامن پکڑا اپنا یار و انصار بنایا اوروں کو چھوڑئے مولویوں میں گنے جانے والے لیڈر فرماتے ہیں "ہم [عـہ۲] تو ہندوستان کی آزادی کو ایک فرض اسلامی سمجھتے ہیں اس کے لئے ضرورت ہے کہ عام اتحاد ہو اور پوری کوشش سے مقصد حاصل کیا جائے حالانکہ مشرکوں سے ایسی استعانت نص قرآنی کے خلاف اور قطعاً حرام بلکہ صراحۃً قرآن کریم کی تکذیب ہے۔ ہم اس بحث کو بعونہٖ چند فوائد میں روشن کریں:

مشرکوں سے استعانت کی بحث جلیل ہے:

فائدہ اولٰی آیات کریمہ: قرآن کریم نے منع موالات کفار کو بکثرت آیات میں ارشاد فرمایا وہ سب ان کو مددگار بنانے سے ممانعت ہیں یہ اعلٰی درجہ موالات میں ہے، ولہٰذا اکابر مفسرین نے جابجا ولی کو ناصر اور ولایت کو نصرت و معونت و مظاہرت سے تفسیر کیا، مگر ہم یہاں صرف ان بعض آیات پر اقتصار کریں جو اپنے سوق نظم یا شان نزول سے اس مقصود کو بالخصوص افادہ فرمارہی ہیں:

استعانت بمشرکین کے حرام ہونے پر آیات قرآنیہ:

آیت نمبر۱:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًاؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾"[1]	اے ایمان والو! اپنے غیروں کو راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے ان کی دلی تمنا ہے تمہارا مشقت میں پڑنا، دشمنی ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور وہ جو ان کے سینوں میں دبی ہوئی ہے اور بڑی ہے بیشک ہم نے تمہارے سامنے نشانیاں صاف بیان فرمادیں اگر تمہیں عقل ہو۔

عـہ۱: مثل شوکت علی و محمد علی و ابوالکلام آزاد ۱۲ حشمت علی غفرلہ

عـہ۲: وہی خطبہ صدارت مولوی عبدالباری صاحب ۱۲ حشمت علی غفرلہ

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

لیڈران نے اس آیہ کریمہ کو کیسا کیسا رد کیا کس کس طرح جھٹلایا:

یہ آیہ کریمہ اپنے ایک ایک جملے سے اس طوفان بد تمیزی کو جو آج مشرکین ہند سے لیڈران برت رہے ہیں رد فرماتی ہے:

ا۔ حالت کمزوری وعجز میں مدد کے لئے جس کسی کی طرف التجا لائی جائے ضرور ہے کہ اسے اپنا رازدار بنایا جائے اور رب عزوجل فرماتا ہے: کسی کافر کو رازدار نہ بناؤ، یہ واحد قہار کی نافرمانی ہوئی،

ب۔ ظاہر ہے کہ اسے اپنا خیر خواہ سمجھا گیا کہ بدخواہ کے دامن میں کوئی نہ چھپے گا اور رب عزوجل فرماتا ہے: وہ تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے، یہ اللہ تعالٰی کی تکذیب ہوئی۔

ج۔ مصیبت میں التجا واستمداد اسی سے ہوگی جسے جانا جائے کہ ہمیں مشقت سے بچائے گا، اور رب عزوجل فرماتا ہے: ان کی دلی تمنا ہے تمھارا مشقت میں پڑنا، یہ دوسری تکذیب ہوئی۔

د۔ چھپا دشمن جس سے اثر عداوت کبھی ظاہر نہ ہوا آدمی اس کے دھوکے میں آسکتا ہے اور جس کے منہ سے بغض کھل چکا اس سے قطعی احتراز کرے گا، رب عزوجل نے فرمادیا تھا کہ دشمنی ان کے منہ سے ظاہر ہوچکی پھر بھی ان کی محبت نے وہ اندھا بہرا کردیا کہ نہ اللہ تعالٰی کی سنی نہ ان کے منہ سے چھلکی یاد رہی۔

ہ۔ اگر ایک خفیف حد کی مخالفت ورنجش ظاہر ہوتی اور اطمینان ہوتا کہ دل میں اس سے زائد نہیں تو کچھ گنجائش ہوسکتی کہ یہ ہمارا اس حد کا بدخواہ نہیں جو ایسی بھاری مصیبت میں ساتھ نہ دے اس خیال ارذل کو رب عزوجل نے ان تینوں جملوں سے رد فرمادیا کہ وہ کوئی ہلکے مخالف نہیں تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے، یہ گمان نہ کرنا کہ وہ کسی سخت سے سخت مصیبت میں تم پر کچھ ترس کریں گے ان کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو کوئی خفیف رنجش ان کے منہ سے ظاہر نہ ہوئی بلکہ بغض اور پوری دشمنی بَیر عداوت، اور اس پر چوتھا جملہ یہ ارشاد فرمادیا کہ اس پر بس نہ جانو کہ ان کے دلوں کی دبی اور سخت تر ہے مگر انھوں نے اس واحد قہار کریم مہربان پروردگار کی ایک نہ مانی اور جملے جملے کی تکذیب ہی ٹھانی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

آیت نمبر ۲:

"بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۳۸﴾ [1] الَّذِیْنَ	اے محبوب! خوشخبری دو منافقوں کو کہ ان کے لئے

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۳۸

یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ؕ ﴿۱۳۹﴾"[1]	دردناک عذاب ہے، وہ جو مسلمانوں کے سوا کافروں کو مددگار بناتے ہیں، کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں عزت تو ساری اللہ کے قبضے میں ہے۔

ظاہر ہے کہ کمزوری میں کسی کی مدد چاہنے کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس کے بل بازو سے ہمیں قوت ملے گی ہماری کمزوری وذلت، غلبہ وعزت سے بدلے گی، اللہ عزوجل فرماتا ہے: یہ ان کی بدعقلی ہے کافروں کی مدد سے غلبہ وعزت کی تمنا ہوس باطل ہے۔ اور فرماتا ہے کہ ایسا کرنے والے منافق ہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ تفسیر ارشاد العقل السلیم میں اسی آیہ کریمہ کے تحت ہے:

بیان لخیبۃ رجائھم ایطلبون بموالاۃ الکفر القوۃ والغلبۃ (فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا) تعلیل لبطلان رأیھم فان انحصار جمیع افراد العزۃ فی جنابہ عزوعلا بحیث لاینالھا الا اولیاءہ قال "وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ" یقضی ببطلان التعزز بغیرہ واستحالۃ الانتفاع بہ[2] (مختصرا)	اس آیت میں ان کی نامرادی کا بیان ہے جو کافروں سے استعانت کرتے ہیں، فرماتا ہے کیا کافروں کی دوستی سے غلبہ وقوت چاہتے ہیں عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے اس میں ان کی رائے فاسد ہونے پر دلیل فرمائی کہ جب تمام عزتیں حضرت عزت کے لئے خاص ہیں کہ اس کے دوستوں کے سوا کسی کو نہیں مل سکتیں کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے عزت صرف اللہ تعالٰی ورسول اور مسلمانوں کے لئے ہے تو اس سے واجب ہوا کہ غیروں سے عزت چاہنا باطل اور ان سے نفع پہنچنا محال (مختصرا)

آیت نمبر ۳:

"لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ"[3]	مسلمان، مسلمانوں کے سوا کافروں کو مددگار نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

تفسیر لباب التاویل میں ہے: ان عبادۃ بن الصامت کان لہ حلفاء من الیھود فقال یوم الاحزاب یارسول اللہ

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۳۹

[2] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) تحت آیۃ ۴/ ۱۳۹، ۱۳۸ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۴۴

[3] القرآن الکریم ۳/ ۲۸

معی خمسمائة من الیهود وقد رأیت ان استظهر بهم علی العدو فنزلت هذه الاٰیة وقوله (لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ) الاٰیة یعنی انصارا واعوانا (مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ) یعنی من غیر المؤمنین والمعنی لایجعل المؤمن ولایته لمن ہو غیر مؤمن نهی الله المؤمنین ان یوالوا الکفار اویلاطفوهم لقرابة بینهم اومحبة اومعاشرة والمحبة فی الله والبغض فی الله باب عظیم واصل من اصول الایمان[1]۔

یعنی عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کچھ یہودی حلیف تھے غزوہ احزاب میں انھوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ساتھ پانسو یہودی ہیں میری رائے ہوتی ہے کہ دشمن پر ان سے مدد لوں، اس پر یہ آیہ کریمہ اتری کہ مسلمان غیر مسلم کو مددگار نہ بنائیں کہ یہ مسلمانوں کو حلال نہیں اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو منع فرمایا کہ رشتے، خواہ یارانے، خواہ نرے میل کے باعث کافروں سے دوستانہ برتیں یا ان سے لطف ونرمی کے ساتھ پیش آئیں اور اللہ تعالٰی کے لئے محبت اور اللہ تعالٰی کے لئے عداوت ایک عظیم باب اور ایمان کی جڑ ہے۔

مدارک شریف پارہ ۶ میں ہے:

ای لاتتخذوهم اولیاء تنصرونهم وتستنصرونهم وتواٰخونهم وتعاشرونهم معاشرة المؤمنین[2]۔

یعنی رب عزوجل فرماتا ہے کافروں کو دوست نہ بناؤ کہ تم ان کے معاون ہو، اور ان سے اپنے لئے مدد چاہو انھیں بھائی بناؤ، دنیوی برتاؤ ان کے ساتھ مسلمانوں کا سار کھو، اس سب سے منع فرماتا ہے۔

تفسیر کبیر پارہ ۶ میں ہے:

المراد ان الله تعالٰی امر المسلم ان لایتخذ الحبیب والناصر الامن المسلمین[3]۔

یعنی مراد آیت یہ ہے کہ اللہ تعالٰی مسلمانوں کو حکم فرماتا ہے کہ صرف مسلمانوں ہی کو اپنا دوست مددگار بنائیں۔ اسی میں ہے:

---

[1] لباب التاویل (تفسیر الخازن) تحت آیہ ۳/ ۲۸ مصطفی البابی مصر ۱/ ۳۳۶

[2] مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت آیة لاتتخذوا الیهود الخ دار الکتب العربی بیروت ۱/ ۲۸۷

[3] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیة انما ولیکم الله ورسوله الخ المطبعة البهیة المصریة مصر ۱۲/ ۳۰

یعنی لا تتخذوھم اولیاء ای لا تعتمدوا علی الاستنصار بھم ولا تتوددوا الیھم [1]۔
یعنی مراد آیت یہ ہے کہ کافروں کی مدد و یاری پر اعتماد نہ کرو۔
تفسیر ابی السعود و تفسیر فتوحات الٰہیہ میں زیر آیہ مذکورہ ہے: نھوا عن موالاتھم لقرابۃ او صداقۃ جاھلیۃ ونحوھما من اسباب المصادقۃ والمعاشرۃ وعن الاستعانۃ بھم فی الغزو وسائر الامور الدینیۃ [2]۔
یعنی مسلمان منع کئے گئے کافروں کی دوستی سے خواہ وہ رشتہ داری ہی ہو یا اسلام سے پہلے کا یارانہ یا کسی سبب یاری خواہ میل جول کے سبب اور منع کئے گئے اس سے کہ جہاد یا کسی دینی کام میں کافروں سے استعانت کریں۔

آیت نمبر ۴:

"فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ﴿۸۹﴾" [3]	اگر کافر ایمان لانے سے منہ پھیریں تو انھیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو اور ان میں کسی کو دوست نہ بناؤ نہ مددگار۔

اس آیہ کریمہ میں ولی کے ساتھ لفظ نصیر خود ہی صاف ارشاد ہے کہ انھیں دوست ٹھہرانا بھی حرام اور مددگار بنانا بھی حرام ہے۔ تفسیر مدارک التنزیل میں ہے:

(فَاِنْ تَوَلَّوْا) عن الایمان (فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا) وان بذلوا لکم الولایۃ والنصرۃ فلا تقبلوا منھم (اِلَّا الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ اِلٰی قَوْمٍ) ویتصلون بھم والاستثناء من قولہ فخذوھم واقتلوھم دون الموالاۃ [4]۔	اگر وہ ایمان لانے سے منہ پھیریں تو انھیں پکڑو اور جہاں پاؤ مارو اور ان میں کسی کو نہ دوست بناؤ نہ مددگار۔ اور اگر وہ بلا معاوضہ بھی تمھاری دوستداری ومددگاری بگھاریں جب بھی قبول نہ کرو مگر جو اہل معاہدہ سے ملے یہ پکڑنے اور قتل کرنے سے استثناء ہے نہ دوستی سے کہ وہ تو ہر کافر سے مطلقًا حرام ہے۔

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) زیر آیہ لا تتخذوا الیھود الخ المطبعۃ البھیۃ المصریۃ مصر ۱۲/ ۱۶
[2] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) زیر آیہ لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۲
[3] القرآن الکریم ۴/ ۸۹
[4] مدارك التنزیل (تفسیر النسفی) زیر آیۃ ۴/ ۸۹ دار الکتب العربی بیروت ۱/ ۲۴۲

تفسیر بیضاوی میں ہے:

ای جانبوھم راسا ولاتقبلوا منھم ولایۃ ولانصرۃ [1]۔	یعنی ان سے بالکل دور رہو اور ان کی دوستی ومدد کچھ نہ قبول کرو۔

تفسیر ابی السعود میں ہے:

ای جانبوھم مجانبۃ کلیۃ ولاتقبلوا منھم ولایۃ ولانصرۃ ابدا [2]۔	یعنی کافروں سے بالکل کنارہ کش رہو اور کبھی ان کی دوستی ومدد قبول نہ کرو۔

تفسیر فتوحات الٰہیہ میں ہے:

ھذا مستثنی من الاخذ والقتل اما الموالاۃ فحرام مطلقا لاتجوز بحال [3]۔	یہ استثناء گرفتاری وقتل سے ہے، رہی کافر سے موالات وہ تو مطلقاً حرام ہے کسی حال میں جائز نہیں۔

تفسیر خازن میں ہے:

ھذا الاستثناء یرجع الی القتل لا الی الموالات لان موالاۃ الکفار والمنافقین لاتجوز بحال [4]۔	یہ استثناء قتل کی طرف پھرتا ہے نہ کہ موالات کی جانب، اس لئے کہ کافروں اور منافقوں سے موالات تو کسی حال میں حلال نہیں۔

تفسیر کرخی میں ہے:

استثناء من مفعول فاقتلوھم لامن قولہ ولاتتخذوا منھم ولیا ولانصیرا وان کان اقرب مذکور لان اتخاذ الولی منھم حرام بلااستثناء بخلاف قتلھم [5]۔	معاہدوں سے ملنے والوں کا استثناء ان سے ہے جن کی بابت حکم فرمایا تھا کہ انھیں قتل کرو، اس ارشاد سے استثناء نہیں کہ ان میں نہ کسی کو دوست بناؤ نہ مددگار اگرچہ ذکر میں یہی قریب تر ہے اس واسطے کہ کافروں سے کسی کو دوست بنانا بلا استثناء حرام ہے بخلاف ان کے قتل کے کہ

---

[1] انوار التنزیل مع القرآن الکریم (بیضاوی) زیر آیہ ۴/ ۸۹ مصطفی البابی مصر ۱/ ۹۳

[2] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) زیر آیہ ۴/ ۸۹ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۱۳

[3] الفتوحات الٰھیہ (الشھیر بالجمل) زیر آیہ ۴/ ۸۹ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۰۹

[4] لباب التاویل (تفسیر الخازن) زیر آیہ ۴/ ۸۹ مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۷۱

[5] تفسیر کرخی

اس سے معاہدین مستثنٰی ہیں۔ تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے:

قال الطیبی لا من الضمیر فی ولا تتخذوا وان کان اقرب لان اتخاذ الولی منھم حرام مطلقا[1]۔	طیبی نے کہا دوست یا مددگار بنانے کی ممانعت سے استثناء نہیں اگرچہ وہ قریب تر ہے اس لئے کہ کافروں میں سے کسی کو دوست بنانا مطلقاً حرام ہے اگرچہ معاہد ہو۔

اقول: اس پر خود سیاق کریمہ دال کہ قتل وقتال ہی کے منع ورخصت کا ذکر ہے یونہی عموم حکم نفس استثناء کا مفاد کہ مجاہرین متصلین بالمعاہدین ومعاہدین غیر جانبدار طرفین مستثنٰی فرمائے **واللہ تعالٰی اعلم۔**

استعانت بمشرکین کی تحریم پر صحیح حدیثیں:

فائدۂ ثانیہ: صحاح احادیث ناطق۔

حدیث ۱: صحیح مسلم وسنن اربعہ ومشکل الآثار امام طحاوی میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے جب حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بدر کو تشریف لے چلے سنگستان وبرہ میں (کہ مدینہ طیبہ سے چار میل ہے) ایک شخص جس کی جرأت وبہادری مشہور تھی حاضر ہوا، اصحاب کرام اسے دیکھ کر خوش ہوئے، اس نے عرض کی: میں اس لئے حاضر ہوا کہ حضور کے ہمراہ رکاب رہوں اور قریش سے جو مال ہاتھ لگے اس میں سے میں بھی پاؤں، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: **اتؤمن باللہ ورسولہ** کیا تم اللہ ورسول پر ایمان رکھتا ہے؟ کہا: نہ۔ فرمایا: "**فارجع فلن نستعین بمشرک**" تو پلٹ جا ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ چاہیں گے۔ پھر حضور تشریف لے چلے جب ذوالحلیفہ پہنچے (کہ مدینہ سے چھ میل ہے) وہ پھر حاضر ہوا، صحابہ خوش ہوئے کہ واپس آیا وہی پہلی بات عرض کی اور حضور نے وہی جواب ارشاد فرمایا کہ کیا تو اللہ ورسول پر ایمان لاتا ہے؟ کہا: نہ۔ فرمایا: "**فارجع فلن نستعین بمشرک**" واپس جا ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ لیں گے، پھر حضور تشریف لے چلے جب وادی میں پہنچے وہ پھر آیا اور صحابہ خوش ہوئے اس نے وہی عرض کی۔ حضور نے فرمایا: کیا تو اللہ ورسول پر ایمان لاتا ہے؟ عرض کی: ہاں۔ فرمایا: **فنعم**

---

[1] عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی زیر آیۃ ۴/ ۸۹ دار صادر بیروت ۳/ ۱۶۵

اذن [1] ہاں اب چلو۔

حدیث ۲: امام احمد وامام اسحٰق بن راہویہ مسانید اور امام بخاری تاریخ اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف میں اور امام طحاوی مشکل الآثار اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں خبیب بن اساف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک غزوہ عــہ۱ کو تشریف لئے جاتے تھے میں اور میری قوم سے ایک شخص حاضر ہوئے میں نے عرض کی: یارسول اللہ عــہ۲! ہمیں شرم آتی ہے کہ ہماری قوم کسی معرکہ میں جائے اور ہم نہ جائیں (یہ قوم خزرج سے تھے کہ انصار سے ایک بڑا گروہ ہے) حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم دونوں مسلمان ہوئے کہا: نہ۔ فرمایا: **فانالا نستعین بالمشرکین علی المشرکین** تو ہم مشرکوں سے مشرکوں پر مدد نہیں چاہتے۔ اس پر ہم دونوں اسلام لائے اور ہمراہ رکاب اقدس شریک جہاد ہوئے [2]۔

حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ یونہی تنقیح میں اس کے رجال کی توثیق کی۔

حدیث ۳: امام واقدی مغازی اور امام اسحٰق بن راہویہ مسند اور امام طحاوی مشکل الآثار اور طبرانی معجم کبیر و معجم اوسط میں ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم روز احد تشریف لے چلے جب ثنیۃ الوداع سے آگے بڑھے ایک بھاری لشکر ملاحظہ فرمایا ارشاد ہوا: یہ کون ہیں؟ عرض کی گئی: یہودی بنی قینقاع قوم عبداللہ بن سلام خلفائے عبداللہ بن اُبی (یہ لفظ طحاوی ہیں اور لفظ ابن راہویہ یوں ہی عرض کی گئی یہ عبداللہ بن اُبی ہے اپنے حلیفوں کے ساتھ کہ قوم عبداللہ بن سلام کے یہود ہیں، اور لفظ واقدی میں ہے یہ ابن اُبی کے حلیف یہودی ہیں اور لفظ طبرانی میں ہے یہ عبداللہ بن اُبی ہے چھ سو یہودیوں کے ساتھ کہ اس کے

عــہ۱: یہ غزوہ غزوہ بدر ہے **کما فی اسد الغابہ** ۱۲منہ غفرلہ

عــہ۲: اقول: یہ لفظ مستدرک میں ہے اور مشکل الآثار و مسند احمد میں نہیں قبل اسلام اس کا کہنا باعتبار عرف مسلمین ہوگا یا یوں کہ اس وقت بھی ایقان تھا اگرچہ اذعان بعد کو ہوا ۱۲منہ غفرلہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب کراھیۃ الاستعانۃ فی الغزو الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۸، مشکل الآثار للطحاوی باب بیان مشکل ماروی فی الاستعانۃ من الکفار دار صادر بیروت ۳/ ۲۳۷

[2] مشکل الآثار للطحاوی باب بیان مشکل ماروی فی الاستعانۃ من الکفار دار صادر بیروت ۳/ ۲۳۹

حلیف ہیں فرمایا: کیا اسلام لئے آئے؟ عرض کی: نہ۔ وہ اپنے دین پر ہیں۔ فرمایا:

قل لھم فلیرجعوا فانا لانستعین بالمشرکین علی المشرکین[1]۔	ان سے کہہ دو لوٹ جائیں ہم مشرکوں پر مشرکوں سے مدد نہیں لیتے۔

اقول: یہ حدیث بھی حسن صحیح ہے مسند امام اسحٰق میں اس کی سند یوں ہے:

اخبرنا الفضل بن موسٰی عن محمد بن عمرو بن علقمۃ عن سعد بن المنذر عن ابی حمید الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ[2]۔	ہمیں خبر دی فضل بن موسی نے محمد بن عمرو بن علقمہ سے انھوں نے سعد بن منذر سے انھوں نے ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔

فضل بن موسٰی ومحمد بن عمرو بن علقمہ دونوں رجال جمیع صحاح ستہ سے ہیں ثقہ ثبت وصدوق اور یہ سعد بن منذر بن ابی حمید الساعدی ہیں کما فی مشکل الآثار، ابن حبان نے انھیں ثقات میں ذکر کیا، تقریب میں کہا مقبول ہیں۔ تہذیب التہذیب میں ہے:

روی عن جدہ وحمزۃ بن ابی اسید وعنہ محمد بن عمرو بن علقمۃ وعبدالرحمٰن بن سلیمن بن الغسیل ذکرہ ابن حبان فی الثقات[3]۔	انھوں نے اپنے دادا حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حمزہ بن اسید سے علم حاصل کیا اور ان سے محمد بن عمرو بن عقلمہ اور عبدالرحمٰن بن سلیمن ابن حضرت غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ابن حبان نے انھیں ثقات میں ذکر کیا۔

لاجرم زرقانی علی المواہب میں ہے:

قد روی الطبرانی فی الکبیر والاوسط برجال ثقات عن ابی حمید الساعدی الحدیث(عہ[4]۔	یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر و معجم اوسط میں بہ سند صحیح ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۴: عبد بن حمید وابویعلی وابناء جریر ومنذر وابی حاتم اور بیہقی شعب الایمان میں

عــــہ: یہ طبرانی نے معجم کبیر و معجم اوسط میں بہ سند صحیح ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔

---

[1] مشکل الآثار للطحاوی باب بیان مشکل ماروی فی الاستعانۃ من الکفار دارصادر بیروت ۳/ ۲۴۱

[2] نصب الرایہ بحوالہ اسحاق بن راہویہ فی مسندہ کتاب السیر کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۳/ ۴۲۳

[3] تہذیب التہذیب ترجمہ ۸۹۹ سعد بن منذر دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۳/ ۴۸۳

[4] شرح الزرقانی علی المواہب المقصد الاول غزوہ احد دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۲۵

انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: **لاتستضیئوا بنار المشرکین**[1] مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو۔ امام حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کے معنی پوچھے گئے، فرمایا: **لاتستشیروا المشرکین فی شیئ من امورکم قال الحسن وتصدیق ذٰلك فی کتاب اللہ "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا"**[2] ارشاد حدیث کے یہ معنٰی ہیں کہ مشرکوں سے اپنے کسی معاملہ میں مشورہ نہ لو، پھر فرمایا اس کی تصدیق خود کلام اللہ میں موجود ہے کہ فرمایا اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے۔

اقول: یہ حدیث بھی اصول حنفیہ کرام پر حسن ہے، طبری کے یہاں اس کی سند یہ ہے:

حدثنا ابوکریب ویعقوب بن ابراہیم قالا حدثنا ھشیم اخبرنا العوام بن حوشب عن الازہر بن راشد عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ[3]۔	ابوکریب اور یعقوب بن ابراہیم نے ہمیں حدیث بیان کی اور کہا ہمیں ہشیم نے انھوں نے کہا ہمیں عوام بن حوشب نے ازہر بن راشد سے انھوں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔ (ت)

ابوکریب سے عوام بن حوشب تک سب اجلہ مشاہیر ثقہ عدول، رجال جملہ صحاح ستہ سے ہیں اور ازہر بن راشد رجال سنن نسائی وتابعین سے ہیں ان پر کسی عـــہ امام معتمد سے کوئی جرح ثابت نہیں اور

عـــہ: اما تضعیف ابن معین فلازہر بن راشد الکاھلی لافی ھذا البصری الراوی عن انس وقد فرق بینھما ابن معین فضعف الکاھلی لاھذا کما بینہ الحافظ المزی فی تھذیبہ والحافظ	لیکن ابن معین نے ضعیف کہا ہے تو ازہر بن راشد کاہلی کو کہا ہے اس بصری راشد کو جو انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ہے کی بابت نہیں کہا، ابن معین نے دونوں میں فرق کرتے ہوئے کاہلی کو ضعیف کہا ہے اس کو نہیں جیسا کہ حافظ مزی نے اپنی تہذیب (باقی برصفحہ آیندہ)

[1] شعب الایمان حدیث ۹۳۷۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۷/ ۴۰

[2] شعب الایمان حدیث ۹۳۷۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۷/ ۴۰

[3] جامع البیان (تفسیر ابن جریر) زیر آیہ لاتتخذوا بطانۃ الخ المطبعۃ المیمنۃ مصر ۴/ ۳۸

یہ کہ ان سے راوی صرف عوام بن حوشب ہیں جس کی بناء پر تقریب میں حسب اصطلاح محدثین نے مجہول کہا ہمارے نزدیک اصلاجرح نہیں خصوصا تابعین میں، مسلم الثبوت میں ہے:

لاجرح بان له راویا واحدا وهو مجهول العین [1]۔ (ملتقطا)	یہ کوئی جرح کی بات نہیں کہ اس سے ایک ہی شخص نے روایت کی یا اسے مجہول العین کہتے ہیں۔

فواتح الرحموت میں ہے:

وقیل لایقبل عند المحدثین وهو تحکم [2]۔	اور بعض نے کہا ایسا روای محدثین کے نزدیک مقبول نہیں اور یہ نری زبردستی ہے۔

فصول البدائع میں ہے:

العدالة فیما بین رواة الحدیث هی الاصل ببرکته وهو الغالب بینهم فی الواقع کما نشاهده فلذا قبلنا مجهول القرون الثلثة فی الروایة [3]۔	راویان حدیث میں حدیث کی برکت سے عدالت ہی اصل ہے اور مشاہدہ شاہد کہ واقع میں ثقہ ہوناہی ان میں غالب ہے اس لئے قرون ثلثہ کے مجہول کی روایت ہمارے ائمہ قبول کرتے ہیں۔

بعض روایات کہ استعانت میں پیش کی جاتی ہیں ان کا حال:

فائدہ ثالثہ: بعض روایات کہ ان احادیث صحیحہ بلکہ آیات صریحہ کے مقابل پیش کی جاتی ہیں ان میں کوئی صحیح ومفید مدعائے مخالف نہیں۔ محقق

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

العسقلانی فی تقریبه واما قول الازدی منکر الحدیث فالازدی نفسه مجروح ضعیف بشدید التعنت فی الرجال معروف ثم قوله منکر الحدیث جرح مبهم غیر مفسر کما نصوا علیه ۱۲ منه غفرله۔	میں اور حافظ عسقلانی نے اپنی تقریب میں بیان کیا ہے لیکن ازدی کا اس کو منکر الحدیث کہنا معتبر نہیں اس لئے کہ ازدی خود مجروح، ضعیف اور رجال حدیث پر طعن کرنیوالا مشہور ہے پھر منکر الحدیث کہنا یہ غیر واضح مبہم جرح ہے جیسا کہ علماء نقد نے تصریح کی ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

[1] مسلم الثبوت مسئلة معرف العدالة الشهرة مطبع انصاری دہلی ص ۱۹۲

[2] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصفی مسئله مجهول الحال منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲/ ۱۴۹

[3] فصول البدائع

علی الاطلاق نے فتح القدیر میں انھیں ذکر کرکے فرمایا:

ولاشك ان ھذہ لاتقاوم احادیث المنع فی القوۃ فکیف تعارضھا[1]۔	کوئی شک نہیں کہ یہ روایتیں قوت میں احادیث منع کو نہیں پہنچتیں تو کیونکر انکے معارض ہوسکتی ہیں۔

خود ابوبکر حازمی شافعی نے کتاب الاعتبار میں حدیث صحیح مسلم در بارہ ممانعت روایت کرکے کہا:

ومایعارضہ لایوازیہ فی الصحۃ والثبوت فتعذر ادعاء النسخ[2]	اور اس کا خلاف جن روایتوں میں آیا ہے وہ صحت و ثبوت میں ان کے برابر نہیں تو ممانعت استعانت کو منسوخ ماننے کا ادعا نا ممکن ہے۔

یہ اجمالی جواب بس ہے، اور مجمل کی تفصیل یہ کہ یہاں دو واقعے پیش کئے جاتے ہیں جن سے احادیث منع کو منسوخ بتاتے ہیں کہ وہ واقعہ بدر واُحد ہیں اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غزوہ خیبر میں کہ ان کے کئی برس بعد ہے بعض یہود بنی قینقاع سے یہود خیبر پر استعانت فرمائی پھر سنہ ۸ ہجری غزوہ حنین میں صفوان بن امیہ سے اور وہ اس وقت مشرک تھے تو اگر ان پہلے واقعات میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مشرک یا مشرکوں کو رد فرمانا اس بناء پر تھا کہ حضور کو رد قبول کا اختیار تھا جب تو حدیثوں میں کوئی مخالفت ہی نہیں اور اگر اس وجہ سے تھا کہ مشرک سے استعانت ناجائز تھی تو ظاہر ہے کہ بعد کی حدیث نے ان کو منسوخ کردیا یہ تمام وکمال کلام امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ہے کہ ان سے فتح اور فتح سے ردالمحتار میں نقل کیا اور ناواقفوں نے نہ سمجھا یہ بعینہٖ کتاب الاعتبار حازمی شافعی میں امام شافعی سے مروی ہے:

حیث قال قرأت علی روح بن بدر اخبرك احمد بن محمد بن احمد فی کتابہ عن ابی سعید الصیر فی اخبرنا ابو العباس انا الربیع انا الشافعی قال	میں نے روح بن بدر پر پڑھا کہ آپ کو احمد بن محمد بن احمد نے اپنی کتاب میں ابو سعید صیر فی سے خبر دی کہ انھوں نے کہا ہمیں ابو العباس نے خبر دی کہ ہمیں ربیع نے خبر دی کہ ہمیں امام شافعی نے خبر دی

[1] فتح القدیر کتاب السیر فصل فی کیفیۃ القسمۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۲۴۳

[2] نصب الرایۃ بحوالہ الحازمی فی کتاب الناسخ والمنسوخ فصل فی کیفیۃ القسمۃ کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۳/ ۴۲۴

الذی روی مالك کما روی رد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مشرکا ومشرکین فی غزوۃ بدر وابی ان یستعین الابمسلم ثم استعان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد بدر فی غزوۃ خیبر بیھود من بنی قینقاع کانوا اشداء واستعان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی غزوۃ حنین سنۃ ثمان بصفوان بن امیۃ وھو مشرك فالرد الاول ان کان بان لہ الخیار بان یستعین بمشرك وان یردہ "کما لہ رد المسلم "من معنی مخافۃ اولشدۃ بہ فلیس واحد من الحدیثین مخالفا للاخر وان کان ردہ لانہ لم یر ان یستعین بمشرك فقد نسخہ مابعدہ من استعانتہ بالمشرکین اذا خرجوا طوعا ویرضخ لھم ولا یسھم لھم ولا یثبت عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اسھم لھم انتھی [1]۔	کہ وہ جو امام مالک نے روایت فرمایا وہ ویسا ہی ہے جیسا انھوں نے روایت فرمایا، غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک مشرک اور دو مشرکوں کو واپس فرمادیا اور غیر مسلم سے استعانت کرنا قبول نہ فرمایا، پھر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے بعد غزوہ خیبر میں بنی قینقاع کے کچھ یہودیوں سے کام لیا کہ زورآور تھے اور سنہ ۸ ہجری غزوہ حنین میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ سے جس وقت میں کہ وہ مشرک تھے کچھ امداد لی تو پہلا رد فرمادینا اگر اس بناپر تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ کسی مشرک سے کام لیں یا اسے واپس فرمادیں جیسا کہ انھیں مسلمان کے واپس فرمادینے کا اختیار ہے اس پر کسی خوف یا مشقت کے باعث، جب تو حدیثوں میں باہم کچھ اختلافات ہی نہیں اور اگر وہ واپس فرمادینا اس بناء پر تھا کہ حضور نے مشرک سے مدد لینا ناجائز جانا تو بعد کے واقعہ نے کہ مشرکوں سے کام لیا اسے منسوخ کردیا اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ مشرکوں سے لڑنے میں مشرکوں سے مدد لے جبکہ وہ اپنی خوشی سے لڑنے کو چلیں اور غنیمت میں سے انھیں کچھ تھوڑا سا دیا جائے پورا حصہ نہ دیا جائے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت نہیں کہ حضور نے انھیں پورا حصہ دیا ہو انتھی (یہ تمام کلام امام شافعی کا ہے)۔

اس کے بعد جو فقرہ فتح میں ہے وہ بھی زیر قال الشافعی داخل، اور انھیں کا قول ہے جسے بیہقی شافعی نے ان سے روایت کیا۔ نصب الرایہ میں ہے:

[1] نصب الرایۃ بحوالہ الحازمی فی کتاب الناسخ والمنسوخ فصل فی کیفیۃ القسمۃ کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۳/ ۴۲۴

قال الشافعی ولعله صلی الله تعالٰی علیه وسلم انما رد المشرك الذی ردہ فی غزوۃ بدر رجاء اسلامه وقال وذٰلك واسع للامام ان یرد المشرك اویاذن له انتھی وکلام الشافعی کله نقله البیہقی عنه[1]۔	امام شافعی نے فرمایا کہ وہ مشرک جسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غزوہ بدر میں واپس فرمایا تھا شاید یہ اس امید کی بناپر ہو کہ وہ اسلام لے آئے گا اور امام شافعی نے کہا سلطان اسلام کو گنجائش ہے چاہے مشرک کو واپس کردے یا اجازت دے انتہی اور امام شافعی کا یہ سارا کلام بیہقی نے ان سے روایت کیا۔

یہود سے استعانت کے پانچ جواب:

واقعہ یہود بنی قینقاع کا جواب تو واضح ہے جو محقق علی الاطلاق اور خود حازمی شافعی نے ذکر کیا کہ وہ روایت کیا اس قابل ہے کہ احادیث صحیحہ کے سامنے پیش کی جائے اس کا مخرج **الحسن بن عمارۃ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس** ہے قطع نظر انقطاع سے کہ حکم نے مقسم سے صرف چار حدیثیں سنیں جن میں یہ نہیں، اور امام شافعی کے نزدیک منقطع مردود ہے، حسن بن عمارہ متروک ہے **کما فی التقریب**، اور مرسل زہری مروی جامع الترمذی و مراسیل ابی داؤد ایک تو مرسل کہ امام شافعی کے یہاں مہمل **اقول:** اور سند مراسیل میں ایک انقطاع حیوۃ بن شریح وزہری کے درمیان ہے، تہذیب التہذیب میں امام احمد سے ہے:

لم یسمع حیوۃ من الزہری[2]۔	حیوۃ نے زہری سے کوئی حدیث نہ سنی۔

دوسرے مرسل بھی زہری کا جسے محدثین پابر ہوا کہتے ہیں تیسرے ضعیف بھی **کمافی الفتح** (جیسا کہ فتح میں ہے۔ت) یونہی بیہقی نے کہا:

اسنادہ ضعیف ومنقطع[3]۔	اس کی سند ضعیف اور بیچ میں کٹی ہوئی ہے۔

نصب الرایہ میں ہے: **انہا ضعیفة**[4] یہ سب روایتیں ضعیف ہیں۔ **اقول** اور کچھ نہ ہو اس میں یہ تو ہے کہ:

---

[1] نصب الرایۃ کتاب التفسیر فصل فی کیفیۃ القسمۃ کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۳/ ۴۲۴

[2] تہذیب التہذیب ترجمہ ۱۳۵ حیوۃ بن شریح دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن بھارت ۳/ ۷۰

[3] نصب الرایۃ بحوالہ البیہقی کتاب السیر فصل فی کیفیۃ القسمۃ المکتبۃ الاسلامیہ ریاض ۳/ ۴۲۲

[4] نصب الرایۃ بحوالہ البیہقی کتاب السیر فصل فی کیفیۃ القسمۃ المکتبۃ الاسلامیہ ریاض ۳/ ۴۲۳

اسهم النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم لقوم من الیهود قاتلوا معه [1]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان یہودیوں کو جنھوں نے ہمراہ رکاب اقدس قتال کیا تھا حصہ عطافرمایا۔

اس سے استعانت کہاں ثابت، ممکن کہ انھوں نے بطور خود قتال کیا ہو، اور پانچواں جواب امام طحاوی سے آتا ہے کہ سرے سے قاطع استناد ہے۔

صفوان بن امیہ سے استعانت کے روشن جواب:

رہا قصہ صفوان رضی اللہ تعالٰی عنہ ان کا قبل از اسلام غزوہ حنین شریف میں ہمراہ رکاب اقدس ہونا ضرور ثابت ہے مگر ہرگز نہ ان سے قتال منقول نہ یہی کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے قتال کو فرمایا ہو صرف اس قدر ہے کہ سو زرہ خود بکتر اور ایک روایت میں چار سو ان سے عاریۃً لئے اور وہ بطمع پرورش سرکار عالم مدار کہ مؤلفۃ القلوب سے تھے ہمراہ لشکر ظفر پیکر ہولئے ان کی مراد بھی پوری ہوئی اور اسلام بھی پختہ راسخ ہوگیا سرکار اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غنائم سے اتنا عطافرمایا اتنا عطافرمایا کہ یہ بے اختیار کہہ اٹھے:

والله ماطابت بهذا الا نفس نبی [2]۔	خدا کی قسم اتنی عطائیں خوش دلی سے دینا نبی کے سوا کسی کاکام نہیں۔

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله (صلی الله تعالٰی علیه وسلم)

امام ابن سعد طبقات پھر حافظ الشان عسقلانی اصابہ فی تمییز الصحابہ میں انہی صفوان رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت فرماتے ہیں:

لم یبلغنا انه غزا مع النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم [3]۔	ہمیں روایت نہ پہنچی کہ انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسل کی ہمراہی میں جہاد کیا ہو۔

امام طحاوی مشکل الآثار میں فرماتے ہیں:

صفوان کان معه لا باستعانته ایاه منه فی	یعنی صفوان خود ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی

[1] نصب الروایۃ کتاب السیر فصل فی کیفیۃ القسمۃ کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۳/ ۴۲۲

[2] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ باب ص ف ترجمہ ۴۰۷۳ دار صادر بیروت ۲/ ۱۸۷

[3] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ باب ص ف ترجمہ ۴۰۷۳ دار صادر بیروت ۲/ ۱۸۸

ذٰلك ففی هذا مایدل علی انه انما امتنع من الاستعانة به وبامثاله ولم یمنعهم من القتال معه باختیارهم لذلك [1]۔	علیہ وسلم کے ساتھ ہو لئے تھے حضور نے ان سے استعانت نہ فرمائی،اس میں دلیل ہے اس پر کہ حضور مشرکوں سے استعانت سے باز رہتے تھے اور وہ اپنے اختیار سے ہمراہی میں لڑیں تو اس میں منع نہ فرماتے تھے۔

اسی میں ہے:

حدثنا ابوامیة قال حدثناء بشربن عمرالزهرانی قال قلت لما لك الیس ابن شهاب كان یحدث ان صفوان بن امیة سارمع رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فشهد حنینا والطائف وهو كافر قال بلی ولكن هو سارمع رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ولم یأمره رسول الله صلی لله تعالٰی علیه وسلم بذٰلك [2]۔	ہم سے ابوامیہ نے حدیث بیان کی کہ ہم سے بشر بن عمر زاہرانی نے حدیث بیان کی کہ میں نے امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے گزارش کی کیا زہری یہ حدیث بیان نہ کرتے تھے کہ صفوان بن امیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس چل کر حنین وطائف کے غزووں میں بحالت کفر حاضر ہوئے،فرمایا ہاں مگر وہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہمرکاب ہولئے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے نہ فرمایا تھا۔

علامہ جلال الدین ابوالمحاسن یوسف حنفی معتصر میں فرماتے ہیں:

لامخالفة بین حدیث صفوان و بین قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم لانستعین بمشرك لان صفوان قتاله كان باختیاره دون ان یستعین به النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم وان الاستعانة بالمشرك غیر جائزة	یعنی حدیث صفوان اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد میں کہ ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے کچھ مخالفت نہیں کہ صفوان کا قتال کو جانا اپنے اختیار سے تھا،نہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے استعانت فرمائی ہے مشرک سے استعانت حرام ہے لیکن وہ خود لڑیں تو لڑنے دینا

[1] مشکل الآثار للطحاوی باب بیان مشکل ماروی فی الاستعانۃ من الکفار دارصادر بیروت ۳/ ۲۳۹

[2] مشکل الآثار للطحاوی باب بیان مشکل ماروی فی الاستعانۃ من الکفار دارصادر بیروت ۳/ ۲۳۷

لکن تخلیتھم للقتال جائزۃ لقولہ تعالٰی لاتتخذوا بطانۃ من دونکم والاستعانۃ اتخاذ بطانۃ وقتالھم دون استعانۃ بخلاف ذٰلك[1]۔(مختصرا)	جائز ہے اس لئے کہ رب عزوجل نے فرمایا غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ مشرک سے استعانت کرنا اسے رازدار بنانا ہے اور بلااستعانت خود اس کے لڑنے میں یہ بات نہیں۔(مختصرا)

استعانت جائز ہے تو صرف ذمی سے ہے حربی سے مطلقاً حرام

فائدہ رابعہ: **اقول** یہ مسئلہ کہ ذمی اگر مسلمانوں کے ہمراہ قتال کرے یا راستہ بتائے تو سلطان اسے غنیمت سے کچھ عطا فرمائے جو مسلمانوں کے حصہ سے کم ہو اور راہ بتانے میں بقدر اجرت تمام متون مثل ہدایہ ووقایہ وتحفۃ الفقہاء وکنز ووافی ومختار واصلاح وغرر وملتقی وتنویر اور ان کے سوا جن جن کتب میں اس کا ذکر ہے جیسے خزانۃ المفتین واشباہ والنظائر وغیرہا سب میں ذمی کے ساتھ مقید ہے حتی کہ علامہ محمد بن عبدالرحمٰن دمشقی نے رحمۃ الامہ اور امام عبدالوہاب شعرانی نے میزان الشریعہ میں اسے ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اسی قید کے ساتھ ذکر کیا، رحمۃ الامہ کی عبارت یہ ہے:

اتفقوا علی ان من حضر الغنیمۃ من مملوك اوامرأۃ اوصبی اوذمی فلھم الرضخ[2]۔	علماء کا اتفاق ہے کہ غلام یا عورت یا لڑکا یا ذمی جو غنیمت میں حاضر ہو تو انہیں کچھ دیا جائے گا پورا حصہ نہیں۔

بعض شراح نے اسی سے مسئلہ استعانت استنباط کیا، فتوائے شائع کردہ لیڈری نے درمختار کی یہ عبارت تو نقل کی:

مفادہ جواز الاستعانۃ بالکافر عند الحاجۃ[3]۔	اس سے سمجھا گیا کہ حاجت کے وقت کافر سے مدد لینی جائز ہے۔

اور متن کی عبارت چھوڑ دی جو ضمیر مفادہ کا مرجع بتاتی کہ یہ کاہے کا مفاد ہے وہ عبارت یہ ہے:

لاالعبد وصبی وامرأۃ وذمی ورضخ لھم	غلام اور لڑکے اور عورت اور ذمی کے لئے غنیمت

[1] المعتصر من المختصر "فی الاستعانۃ بالمشرک" دائرۃ المعارف العثمانیۃ حیدرآباد دکن ۱/ ۲۲۹

[2] رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ کتاب السیر فصل اختلف الائمۃ ھل یملك الکفار الخ مطابع قطرا لوطنیۃ قطر ص ۳۸۷

[3] الدرالمختار فصل فی کیفیۃ القسمۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۴۳

اذا باشروا القتال اوکانت المرأۃ تقوم بمصالح المرضی اودل الذمی علی الطریق [1]۔	کا حصہ نہیں ہاں کچھ دیا جائے گا اگر لڑیں یا عورت مریضوں کی تیمار داری کرے یا ذمی راستہ بتائے۔

اس کے متصل بلا فصل درمختار کی وہ عبارت ہے تو کافر سے مطلقاً وہی مراد جو متن میں مذکور ہے یعنی ذمی کہ حربی ہر گز اس کے معنی میں نہیں جس کے سبب بدلیل الویت یا مساوات تعمیم کرلی جائے اس کی نظیر ابھی عبارت قدوری وہدایہ سے گزری جن میں لفظ کافر تھا اور تمام اکابر نے تصریح فرمادی کہ کافر سے مراد ذمی ہے۔

ذمی میں بھی خاص کتابی سے استعانت جائز ہے مشرک سے مطلقاً حرام ہے:

فائدہ خامسہ: امام اجل زینت حنفیت سیدنا احمد طحاوی رحمہ اللہ تعالٰی عنہ نے اس میں اور تخصیص فرمائی اور اسی کو حضرت سیدنا امام اعظم وجملہ ائمہ حنفیہ کامذہب بتایا کہ مسئلہ استعانت کاکتابی سے خاص ہے، جہاد میں وقت حاجت دبے ہوئے یہودی یا نصرانی سے مدد لے سکتے ہیں مشرک سے اصلا جائز نہیں مشکل الآثار میں استعانت بمشرک سے ممانعت کی حدیثیں روایت فرمائیں پھر استعانت بہ یہود کی حدیث اعتراضاً وارد کی پھر اس سے جواب میں فرمایا:

| لیس فی ذٰلک مایخالف شیئا مما رویناہ فی ھذاالباب لان الیھود لیسوامن المشرکین الذین قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الاٰثار الاول انہ لانستعین بھم اولئک عبدۃ الاوثان وھؤلاء اھل الکتب والغلبۃ لنا لانا الاعلون علیھم وھم اتباع لنا وھکذا حکمھم الاٰن عند کثیر من اھل العلم منھم ابوحنیفۃ واصحابہ رضی اللہ تعالٰی عنھم یقولون لاباس | وہ حدیثیں کہ اس باب میں ہم نے ذکر کیں یہ روایت ان سے کچھ مخالفت نہیں رکھتی اس لئے کہ یہود مشرک نہیں ہیں جن کے بارے میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اگلی حدیثوں میں فرمایا کہ ہم ان سے استعانت نہیں کرتے وہ بت پرست ہیں اور یہ کتابی ہیں اور یہ غلبہ ان پر ہمیں کو ہے کہ ہمیں ان پر بالادست ہیں اور وہ ہمارے تابع ہیں اور اب بھی اکثر علماء کے نزدیک ان کا یہی حکم ہے از انجملہ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالٰی عنہم |

[1] الدرالمختار فصل فی کیفیۃ القسمۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۴۳

بالاستعانة باھل الکتاب فی قتال من سواھم اذا کان حکمنا ھوالغالب ویکرھون ذٰلك اذاکان احکامنا بخلاف ذٰلك ونعوذ باللّٰہ من تلك الحال[1] ۔	وہ فرماتے ہیں کہ غیر کتابی کے مقابلہ میں کتابیوں سے مدد لینے میں حرج نہیں جبکہ ہمارا ہی حکم غالب ہو اور کتابیوں سے بھی مدد لینے کو ناجائز رکھتے ہیں جبکہ حالت اس کے خلاف ہو یعنی وہ ہمارے تابع و پیرو نہ ہوں اور اس حالت سے اللہ کی پناہ۔

معتصر علامہ یوسف حنفی میں ہے:

الممتنع الاستعانة بالمشرك والیھود لیسوا من المشرکین ھکذا حکمھم عند ابی حنیفة واصحابه اذا کان حکمنا ھوالغالب بخلاف ما اذا لم یکن غالبا نعوذ باللّٰہ[2] (ملتقطا)	مشرک سے استعانت ناجائز ہے اور یہود مشرک نہیں امام اعظم اور ان کے تلامذہ کے نزدیک یہی حکم ہے جبکہ ہمارا ہی حکم غالب ہو بخلاف اس کے کہ معاذاللہ ہمارا حکم ان پر غالب نہ ہو۔ (ملتقطا)

تحقیق مقام استعانت کے اقسام اور ان کے احکام

فائدہ سادسہ: اقول: تحقیق مقام بتوفیق منعام یہ ہے کہ یہاں استعانت کی تین حالتیں ہیں:

التجا، اعتماد، استخدام

التجا: یہ کہ قلیل گروہ اپنے کو ضعیف وکمزور یا عاجز پاکر کثیر وقوی وطاقتور جتھے کی پناہ لے اپنا کام بنانے کے لئے اس کا دامن پکڑے یہ بداہۃً اپنے آپ کو ان کے ہاتھ میں دینا ہوگا اور انھیں خواہی نخواہی ان کے اشارے پر چلنا ان کی پس روی کرنی پڑے گی۔

اعتماد عــہ: یہ کہ گروہ مساوی سے یارانہ گانٹھیں انھیں اپنا یاور و یار و معین ومددگار بنائیں ان کی مدد وموافقت سے اپنے لئے غلبہ وعزت وکامیابی چاہیں یہ اگرچہ اپنے آپ کو ان کے رحم پر چھوڑ دینا نہیں مگر ان کی ہمدردی وخیر خواہی پر اعتماد یقینا ہے کوئی عاقل خون کے پیاسے دشمن بدخواہ کو معین وناصر نہ بنائے گا، یہاں مساوات کے یہی معنی نہیں کہ ہر طرح قوت میں ہمارا ہم سنگ ہو بلکہ خودسر گروہ کہ ہمارے

عــہ: اعتماد ہر استعانت میں ہے اور یہاں یہ مراد کہ صرف اعتماد ہے استیلاء نہ ان کا نہ اپنا ۱۲ منہ غفرلہ

---

[1] مشکل الآثار للطحاوی باب بیان مشکل ماوری فی الاستعانة من الکفار دار صادر بیروت ۳/ ۲۴۰

[2] المعتصر من المختصر فی الاستعانة بالمشرك دائرۃ المعارف العثمانیة حیدرآباد دکن ۱/ ۲۲۹

ہاتھ میں مجبور نہیں اور ہمارے ساتھ اظہار بدخواہی کر سکتا ہے اسی شق میں ہے کہ باوصف خود سری اسے ناصر بنانا بے اعتماد نہ ہوگا۔ یہ دونوں صورتیں کفار کے ساتھ یقیناً قطعاً نصوص قطعیہ قرآنیہ سے حرام قطعی ہیں جن کی تحریم کو پہلی اور دوسری دو ہی آیتیں کافی ووافی ہیں ہرگز کوئی مسلمان انھیں حلال نہیں کہہ سکتا۔

استخدام: یہ کہ کافر ہم سے دبا ہوا اس کی چٹیا ہمارے ہاتھ میں ہو کسی طرح ہمارے خلاف پر قادر نہ ہو، وہ اگرچہ اپنے کفر کے باعث یقیناً ہمارا بدخواہ ہوگا مگر بے دست وپا ہے ہم سے خوف وطمع رکھتا ہے خوف شدید کے باعث اظہار بدخواہی نہ کر سکے گا بلکہ طمع کے سبب مسلمان کے بارے میں نیک رائے ہوگا۔

الحمدللہ! یہ تقریر غفرلہ القدیر نے تفقہًا لکھی تھی پھر امام شمس الائمہ سرخسی کی شرح سیر صغیر امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ دیکھی عظیم وجلیل تائید ملی، فائدہ خامسہ میں امام طحاوی وعلامہ یوسف حنفی کی عبارتیں سن چکے کہ جواز اس وقت ہے جب ہمارا ہی حکم غالب ہو اور امام ابوجعفر کا ارشاد کہ ہمیں بلند وبالا ہوں اور وہ ہمارے تابع، بعینہٖ یہی شرط سیر صغر میں کہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے امام محمد نے سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ فرمایا:

سالتہ عن المسلمین یستعینون باھل الشرك علی اھل الحرب. قال لاباس بذٰلك اذاکان حکم الاسلام ھوالظاھر الغالب [1]۔	میں نے عرض کی کہ مسلمان اگر حربیوں پر مشرکوں سے مدد لیں تو کیسا ہے فرمایا مضائقہ نہیں بشرطیکہ اسلام ہی کا حکم روشن وزبردست ہو۔

مشرکوں سے ذمی مراد ہیں کہ اس سے دوورق پہلے فرمایا:

لاباس بان یستعین اھل العدل بقوم من اھل البغی واھل الذمۃ علی الخوارج اذاکان حکم اھل العدل ظاھرا [2]۔	اہل عدل کا باغیوں اور ذمیوں سے خوارج کے خلاف مدد لینے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اہل عدل کا حکم غالب ہو۔ (ت)

یہاں تو استخدام بتایا تھا مگر اس کی تعلیل وہ فرمائی جس نے استخدام کی پوری تصویر بھی کھینچ دی اور اس کی نوعیت بھی بتادی کہ کس طرح کا استخدام ہو۔

[1] المبسوط للسرخسی باب آخر فی الغنیمۃ دار المعرفۃ بیروت ۱۰/ ۱۳۸

[2] المبسوط للسرخسی باب الخوارج دار المعرفۃ بیروت ۱۰/ ۱۳۴

کافر کو کتّا بنا کر استعانت جائز ہے جب وہ ہمارے ہاتھ میں کتے کی طرح مسخر ہو:

ارشاد ہوا: لان قتالھم بھذہ الصفة لاعزاز الدین والاستعانة علیھم باھل الشرك کالاستعانة بالکلاب [1]۔

دو ورق پہلے فرمایا: والاستعانة باھل الذمة کالاستعانة بالکلاب [2]۔

(یعنی اس لیے کہ جب وہ اس حالت پر ہوں تو ان کا لڑنا ہمارے ہی دین کے اعزاز کو ہوگا اور حربیوں پر ان ذمی مشرکوں سے استعانت ایسی ہوگی جیسے شکار میں کتوں سے مدد لیتے ہیں دوسرے یہ کہ وہ ہمارے ہاتھ میں کتوں کی طرح مسخر ہوں کہ ان کا فعل ہمارے ہی لئے ہو ہمارے ہی دین کے اعزاز کے واسطے ہو)

کتے سے شکار میں استعانت کب جائز ہوتی ہے جبکہ وہ وقت شکار سارا کام ہمارے ہی لئے کرے اس میں سے اپنے واسطے کچھ نہ کرے اگر شکار مارا اور ماشہ بھر اس کا گوشت کھالیا شکار حرام ہے، تو استخدام بتایا اور وہ بھی سب سے ذلیل تر یعنی جیسے کتے سے خدمت لیتے ہیں اور شرط فرمادی کہ وہ خود سری سے یکسر نکل کر محض ہمارے لئے آلہ بن گئے ہوں یہ نہ ہوگا مگر اسی صورت میں کہ ہم نے منقح کی وللہ الحمد۔

ذلیل و قلیل کافروں سے استعانت کی اجازت ہوگی نہ کہ انبوہ کثیر سے:

اقول: اور اس کے لئے ضرور ہے کہ وہ معدودے چند ذلیل قلیل ہوں کہ بڑا گروہ ہوا تو ممکن کہ میدان میں پہنچ کر کافروں کا لشکر دیکھ کر شرارت پر آئے اور پھن دکھائے ممکن کہ یہی حکمت ہو کہ روز احد چھ سو یہود کو واپس فرمادیا کہ یہ بڑا جتھا ہوا خصوصاً اس حالت میں کہ مسلمان صرف سات سو ۷۰۰ اور مغلطائی کی روایت میں چھ ہی سو تھے اور غزوہ خیبر میں حسب عـــہ روایت واقدی صرف دس یہود کو ہمراہی کا حکم فرمایا کہ مسلمان ایک ہزار چار سو ۱۴۰۰ تھے

عـــہ: اخرج الواقدی فی مغازیہ عن | واقدی نے اپنے مغازی میں (باقی بر صفحہ آئندہ)

[1] المبسوط للسرخسی باب آخر فی الغنیمة دار المعرفة بیروت ۱۰/ ۱۳۸

[2] المبسوط للسرخسی کتاب السیر ۱۰/ ۲۳ باب الخوارج دار المعرفة بیروت ۱۰/ ۱۳۴

اور غزوہ حنین میں تو صفوان جیسے ستر ۷۰ اسی ۸۰ بھی مان لیجئے تو کچھ نہ تھے کہ الٰہی لشکر بارہ ہزار تھا جس کی کثرت کا ذکر خود قرآن عظیم میں ہے اسی طرف اشارہ ہے کہ ہمارے علماء ان مسائل میں ذمی وکافر بصیغہ مفرد لکھتے ہیں نہ بصیغہ جمع۔

استخدام کی چار صورتیں اور ان کے احکام کافر کو رازدار بنانا مطلقاً حرام ہے:

اب چار ۴ صورتیں ہیں:

اول اس سے ایسی استعانت جس میں وہ ہمارا راز دار ودخیل کار بنے یہ مطلقاً حرام ہے جس کے لئے پہلی آیہ کریمہ بس ہے، نیز فرماتا ہے جل وعلا:

"اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۠ "[1]	کیا اس گھمنڈ میں ہو کہ یونہی چھوڑ دئے جاؤ گے اور ابھی وہ لوگ علانیہ ظاہر نہ ہوئے جو تم میں سے جہاد کریں اور اللہ ورسول ومسلمین کے سوا کسی کو اپنا راز دار ودخیل کار بنائیں اور اللہ تعالٰی تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

کافروں کو محرری پر نوکر رکھنے کی ممانعت:

ولہٰذا احدیث چہارم میں ان سے مشورہ لینا ناجائز فرمایا، تفسیر کبیر میں کریمہ اولٰی کے تحت میں ہے:

ان المسلمین کانوا یشاورونھم فی امورھم ویؤانسونھم لما کان بینھم من الرضاع

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) حرام بن سعد بن محیصہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعشرۃ من یھود المدینۃ غزابھم الی خیبر[2] ۱۲منہ غفرلہ	حرام بن سعد بن محیصہ سے راوی کہ انھوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ کے دس یہود کو غزوہ خیبر میں ہمراہ لے گئے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

[1] القرآن الکریم ۹/ ۱۶

[2] کتاب المغازی للواقدی غزوہ خیبر منشورات موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۲/ ۶۸۴

والحلف ظنا منهم انهم وان خالفوهم فی الدین فهم ینصحون لهم فی اسباب المعاش فنهاهم الله تعالٰی بهذه الاٰیة عنه۔ فمنع المؤمنین ان یتخذوا بطانة من غیر المومنین فیکون ذٰلك نهیا عن جمیع الکفار وقال تعالٰی "یایها الذین اٰمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء" ومما یؤکد ذٰلك ماروی انه قیل لعمر رضی الله تعالٰی عنه ههنا رجل من اهل الحیرة نصرانی لایعرف اقوی حفظا واحسن خطا منه فان رأیت ان تتخذه کاتبا فامتنع عمر من ذٰلك وقال اذن اتخذت بطانة من غیر المومنین[1]۔

یعنی کچھ مسلمان بعض یہود سے اپنے معاملات میں مشورہ کرتے اور باہم دل بہلاتے کہ کسی سے دودھ کی شرکت تھی کوئی کسی کا حلیف تھا یہ گمان کرتے تھے کہ وہ اگرچہ دین میں ہمارے خلاف ہیں دنیوی باتوں میں تو ہماری خیر خواہی کریں گے اس آیہ کریمہ میں رب العزت جل وعلا نے انھیں منع فرمایا اور حکم دیا کہ کسی غیر مسلم کو اپنا راز دار نہ بناؤ، تو یہ نہ صرف یہود بلکہ جملہ کفار سے ممانعت ہوئی اور اللہ تعالٰی عزوجل نے فرمایا: "اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو یار نہ بناؤ" اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہوئی کہ ان سے عرض کی گئی کہ شہر حیرہ میں ایک نصرانی ہے اس کا سا حافظہ اور عمدہ خط کسی کا معلوم نہیں حضور کی رائے ہو تو ہم اسے محرر بنائیں امیر المومنین نے اسے قبول نہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ ایسا ہو تو میں غیر مسلم کو راز دار بنانے والا ٹھہروں گا۔ تفسیر لباب التاویل وغیرہ پارہ ٦ میں ہے:

روی ان اباموسٰی الاشعری رضی الله تعالٰی عنه قال قلت لعمر بن الخطاب رضی الله تعالٰی عنه ان لی کاتبا نصرانیا فقال مالك وله قاتلك الله الا اتخذت حنیفا یعنی مسلما اماسمعت قول الله عزوجل" یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ " قلت له دینه ولی کتابته فقال لا اکرمهم	یعنی ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہوا کہ میں نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم سے عرض کی کہ میرا ایک محرر نصرانی ہے، فرمایا تمھیں اس سے کیا علاقہ خدا تمھیں سمجھائے کیوں نہ کسی کھرے مسلمان کو محرر بنایا کیا تم نے یہ ارشاد الٰہی نہ سنا کہ اے ایمان والو! یہود ونصارٰی کو یار نہ بناؤ، میں نے عرض کی اس کا دین اس کے لئے ہے مجھے تو اس کی محرری سے کام ہے، فرمایا میں

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) آیہ لاتتخذوا بطانة الخ کے تحت المطبعة البهیة المصریة مصر ۸/ ۱۰و۲۰۹

اذا اھانھم الله، ولااعزھم اذا اذلھم الله ولاادنیھم اذا ابعدھم الله، قلت انه لایتم امر البصرۃ الا به فقال مات النصرانی والسلام یعنی ھب انه مات فما تصنع بعدہ فما تعمله بعد موته فاعمله الاٰن واستغن عنه بغیرہ من المسلمین[1]۔	کافروں کو گرامی نہ کروں گا جبکہ انھیں الله نے خوار کیا نہ انھیں عزت دوں گا جبکہ الله نے انھیں ذلیل کیا نہ ان کو قُرب دوں گا جبکہ الله نے انھیں دور کیا، میں نے عرض کی بصرہ کا کام بے اس کے پورا نہ ہوگا۔ فرمایا مرگیا نصرانی والسلام یعنی فرض کرلو کہ وہ مرگیا تو اس کے بعد کیا کروگے جو جب کروگے اب کرو اور کسی مسلمان کو مقرر کرکے اس سے بے پروا ہوجاؤ۔

کافر کی تعظیم حرام ہے:

دوم اسے بعض مسلمانوں پر کوئی عہدہ ومنصب دینا جس میں مسلم پر اس کا استعلاء ہو مثلاً مسلمان فوج کے کسی دستے کا افسر بنانا یہ بھی حرام ہے، ابھی امیر المومنین فاروق اعظم رضی الله تعالٰی عنہ کا ارشاد سن چکے کہ الله نے انھیں خوار کیا میں گرامی نہ کروں گا الله نے انھیں ذلت دی میں عزت نہ دوں گا، کتب حدیث میں یوں ہے کہ جب ابوموسٰی اشعری رضی الله تعالٰی عنہ نے اسے محرری پر مقرر کیا امیر المومنین رضی الله تعالٰی عنہ نے انھیں فرمان میں لکھا:

لیس لنا ان نأتمنھم وقد خونھم الله ولا ان نرفعھم وقد وضعھم الله ولا ان نعزوھم وقد امرنا بان یعلم الجزیۃ عن ید وھم صاغرون[2]۔	ہمیں روانہیں کہ کافروں کو امین بنائیں حالانکہ الله تعالٰی انھیں خائن بتاتا ہے یا ہم انھیں رفعت دیں حالانکہ الله سبحٰنہ نے انھیں پستی دی، یا انھیں عزت دیں حالانکہ ہمیں حکم ہے کہ کافر ذلت وخواری کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جزیہ پیش کریں۔

درمختار میں ہے:

یمنع من استکتاب ومباشرۃ یکون بھا معظما عند المسلمین وتمامه فی الفتح وفی الحاوی ینبغی ان یلازم الصغار بینه وبین المسلم، فی کل شیئ وعلیه فیمنع من القعود حال قیام المسلم عندہ بحر، ویحرم تعظیمه[3]۔

---

[1] لباب التاویل (تفسیر الکبیر) زیر آیہ لاتتخذوا الیھود والنصارٰی اولیاء مصطفی البابی مصر ۲/ ۶۲

[2]

[3] الدرالمختار فصل فی الجزیۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۲

یعنی ذمی کافر کو محرر بنانا یااور کوئی عمل ایسا سپرد کرنا جس سے مسلمانوں میں اس کی بڑائی ہو جائز نہیں، اس کا پوار بیان فتح القدیر میں ہے، حاوی میں ہے وہ مسلمان کے ساتھ ہر معاملہ میں دبا ہوا ذلیل رہے تو جب تک اس کے پاس کوئی مسلمان کھڑا ہوا اُسے بیٹھنے نہ دیں گے، یہ بحر الرائق میں ہے، اور اس کی تعظیم حرام ہے۔ ہدایہ میں ہے:

قالوا الاحق ان لایترکوا ان یرکبوا الا لضرورۃ واذا رکبوا للضرورۃ فلینزلوا فی مجامع المسلمین [1]۔	علماء نے فرمایا: سزاوارتر یہ ہے کہ انھیں سوار ہونے ہی نہ دیں مگر (مرض وغیرہ کی) ناچاری سے پھر جب مجبوری کو سوار ہو تو ضرور ہے کہ مسلمانوں کے مجمع میں اتر لیں۔

بے تعظیمی کے ساتھ بھی کافر سے استعانت صرف وقت حاجت جائز ہے:

سوم بے حاجت اس سے استعانت کرنا یہ بھی ناجائز ہے، خود فتوائے شائع کردہ لیڈران میں در مختار سے ہے:

مفادہ جواز الاستعانۃ بالکافر عند الحاجۃ [2]۔	اس عبارت سے سمجھا گیا کہ حاجت کے وقت کافر (ذمی) سے استعانت جائز ہے۔

اسی میں ردالمحتار سے ہے:

امابدونھا فلا لانہ لایؤمن غدرہ [3]۔	حاجت نہ ہو تو جائز نہیں کہ کچھ اطمینان نہیں کہ وہ بدعہدی نہ کرے گا۔

کافر سے صرف اس صورت کی استعانت جائز ہے:

چہارم اب ایک صورت یہ رہی کہ ۱ دبے ہوئے مقہور کافر سے ۲ بشرط حاجت ایسی استعانت جس میں نہ ۳ اسے رازدار ودخیل کار بنانا ہو نہ ۴ کسی مسلمان پر اس کا استعلاء ہو یہ ہے وہ جس کی ہمارے علماء اور امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہم نے رخصت

[1] الھدایۃ باب الجزیۃ المکتبۃ العربیہ کراچی ۲/ ۵۷۸

[2] الدر المختار فصل فی کیفیۃ القسمۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۴۳

[3] ردالمحتار فصل فی کیفیۃ القسمۃ مکتبہ ماجدہ کوئٹہ ۳/ ۲۵۷

دی پچھلی دو قیدیں تو منتظر ثبوت بلکہ محتاج بیان بھی نہیں دین متین سے ضرورۃً معلوم ہیں جن کا کچھ بیان ابھی گزرا تو ان کی نظیر نماز کے لئے شرط وضو ہے کسی نماز کا مسئلہ بتائے تو یہ کہنا کچھ ضرور نہیں کہ بشرطیکہ باوضو پڑھی جائے، رہیں پہلی دو[۲]، وہ ہمارے ائمہ کی طرح امام شافعی نے بھی بتائیں امام اجل ابو زکریا نووی شافعی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں:

قوله صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم فارجع فلن استعین بمشرک،وقد جاء فی الحدیث الاخران النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم استعان بصفوان بن امیة قبل اسلامه فاخذ طائفة من العلماء بالحدیث الاول علی اطلاقه،وقال الشافعی واخرون ان کان الکافر حسن الرأی فی المسلمین ودعت الحاجة الی الاستعانة به استعین به والا فیکره حمل الحدیثین علی هذین الحالین[1]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد کہ واپس جا ہم ہر گز کسی مشرک سے استعانت نہ کریں گے،اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ سے اس حال میں امداد لی کہ وہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے تو ایک جماعت علماء نے پہلی حدیث کا مطلق حکم اختیار کیا اور شافعی اور کچھ اوروں نے کہا کافر اگر مسلمانوں کے حق میں نیک رائے رکھتا ہو اور اس سے استعانت کی حاجت پڑے تو استعانت کی جائے ورنہ منع ہے،امام شافعی نے ان دونوں حدیثوں کو ان دونوں حالوں پر محمول کیا۔

شرط حاجت تو صاف ذکر فرمائی اور شرط اول کا یوں اشعار کیا کہ کسی کافر کی رائے مسلمانوں کے بارے میں اچھی ہو تو اس سے اس استعانت جائز ہے،اسی شرط کو حازمی نے یوں ذکر کیا:

والثانی ان یکونوا ممن یوثق بهم فلا تخشٰی نائرتهم فمتی فقد هٰذان الشرطان لم یجز للامام ان یستعین بهم[2]۔	یعنی حاجت کے ساتھ دوسری شرط یہ ہے کہ ان کافروں پر وثوق ہو کہ ان کی شرارت کا اندیشہ نہ رہے ان دونوں شرطوں میں سے کوئی کم ہو گی تو سلطان اسلام کو کافروں سے استعانت جائز نہ ہو گی۔

اقول: اللہ عزوجل فرماتا ہے: اور اللہ سب سے زیادہ سچا ہے "لَا یَاْلُوْنَکُمْ

[1] شرح صحیح مسلم مع مسلم کتاب الجهاد والسیر کراهیة الاستعانة فی الغزو بکافر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۱۸

[2] الناسخ والمنسوخ للحازمی

خَبَالًا ؕ وَدُّوۡا مَا عَنِتُّمۡ ۚ"[1] کافر تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے تمہارا مشقت میں پڑنا ان کی دلی تمنا ہے۔ تو محال ہے کہ خود سرکافر مسلمانوں کے لئے کوئی اچھی رائے رکھیں ان کی خیرخواہی پر وثوق ہوسکے ان کا خود سرکافر ہونا ہی ان پر بے اطمینانی کا پورا موجب ہے، محقق علی الاطلاق فتح القدیر باب الموادعۃ میں فرماتے ہیں:

لعل خوف الخیانۃ لازم لعلم بکفر ھم وکونھم حربا علینا[2]۔	امید ہے کہ خوف خیانت آپ ہی لازم ہے کہ ان کا کافر اور ہم سے مقاتل ہونا معلوم ہے۔

تو مسلمانوں کے خیرخواہ وقابل وثوق نہیں ہوسکتے مگر معدود چند ذلیل قلیل مجبور مقہور کافر جن کو سرکشی کی مجال نہیں ولہذا تمام علماء نے مسئلہ رضخ کو ذمی کے ساتھ مقید فرمایا اور اسے مفرد ذکر کیا۔

ثم اقول: ان کا شروط وقیود سے مشروط استعانت سے نہ ان کو رازدار ودخیل کار بنانا ہے کہ آیت اولٰی کے خلاف ہو، نہ ان سے عزت چاہنا کہ آیت دوم کے مخالف ہوں، ذلیل قلیل سے کون عزت چاہے گا، نہ اسے کوئی ولی ونصیر بنانا کہے گا کہ باقی آیات کے خلاف ہو۔ یہ استعانت اگر ایسی نہیں جیسے **کتبت بالقلم** (میں نے قلم کی مدد سے لکھا۔ت) میں سے تو ایسی ضرور ہے جیسے لوگ چماروں کو پکڑا کر بیگار لیتے ہیں بلکہ جب انھیں کچھ مال دیا جاتا ہے تو ایسی جیسے چمار کو پیسہ دے کر جوتا گنٹھوالینا، کیا اسے کوئی کہے گا کہ چمار کو ولی وناصر بنایا۔ لاجرم کلمات علماء مخالف آیات نہ ہوئے ؏ **وللہ الحمد، ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالٰی ولی التوفیق۔**

لیڈروں نے احکام شریعت کو کیسے بدلا:

فائدہ سابعہ: یہ تھا حکم شرعی جس کی تحقیق وتنقیح **بحمدہ تعالٰی** اس وجہ جلیل پر ہوئی کہ ان سطور کے غیر میں نہ ملے گی، اب لیڈران اپنی تحریفیں دیکھیں احکام دین کو کتنا کتنا بدلا، شرعی مسئلہ کیسا کیسا مسلا،

اولا ذکر تھا ذمی کا، لے دوڑے حربی۔

ثانیا بروایت امام طحطاوی حضرت امام اعظم وامام ابویوسف امام محمد جملہ ائمہ حنفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک جواز کتابی سے خاص تھا یہ لے دوڑے مشرک۔

؏: درباره استعانت احکام شریعت تو یہ تھے۔

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

[2] فتح القدیر باب الموادعۃ مکتبۃ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۲۰۶

ثالثاً: جواز باجماع قائلین حاجت سے مقید تھا اور یہ خود اپنا جرم قبولے کہ ہم عـــہ۱ کو احتیاج نے اتحاد برادران ہند کی جانب مائل نہیں کیا۔

رابعاً: انھیں راز دار ودخیل کار بنانا حرام قطعی تھا یہ اس سے بھی بدرجہا بڑھ کر قطعی تھا یہ اس سے بھی بدرجہا بڑھ کر ان کے ہاتھ بک گئے انھیں اپنا امام وپیشوا بنالیا ان عـــہ۲ کو اپنا رہنما بنالیا ہے جو وہ کہتے ہیں" وہی مانتا ہوں میرا حال تو سردست اس شعر کے موافق ہے:" ؎

عمرے کہ بآیات واحادیث گزشت

رفتی ونثار بت پرستی کردی

(وہ عمر کہ آیات واحادیث کے ساتھ گزری ختم ہوگئی، اور بت پرستی کی نذر کردی۔ت)

" كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ "[1]	اللہ یونہی چھاپ لگادیتا ہے ہر مغرور ستمگر کے دل پر۔

خامساً: ان کی تعظیم انھیں مسلمانوں پر استعلاء دینا حرام قطعی تھا، انھوں نے صرف ظاہری سجدہ کسی مصلحت سے بچا رکھا باقی کوئی دقیقہ مشرکوں کی تعظیم واعلاء میں نہ چھوڑا مسلمان کہلانے والوں نے ان کی جیئیں پکاریں، بیل بن کر گئوپتروں کی گاڑیاں کھینچیں، ان کی مدح میں غلو واغراق کئے حتی کہ گاندھی کو کہہ بھاگے ع

"خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے ست" عـــہ۳

(تیری تعریف سے خاموش رہنا تیری تعریف کی انتہا ہے۔ت)

"نبوت عـــہ۴ ختم نہ ہوتی تو گاندھی جی نبی ہوتے" "ایک متلذر عـــہ۵ ہزاروں کے مجمع میں اسٹیج پر چہکتا ہے کہ" اگر اللہ تعالٰی نے ان کو (گاندھی کی طرف اشارہ کرکے کہا) تمھارے لئے مزکر بنا کر بھیجا ہے"

عـــہ۱: خطبہ صدارت مولوی عبدالباری ص ۵۔ حشمت علی غفرلہ

عـــہ۲: خط مولوی عبدالباری صاحب جس کا فوٹو حسن نظامی نے چھاپا۔ ۱۲حمشت علی عفی عنہ

عـــہ۳: انجمن اسلامیہ کی طرف سے گاندھی کا سپاسنامہ شعر ۱۸۔ حشمت علی

عـــہ۴: تقریر ظفر الملک دررفاہ عام لکھنؤ" اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے" اخبار اتفاق دہلی ۷ ۱۲ اکتوبر ودبدبہ سکندریہ یکم نومبر وپیسہ اخبار ۱۸ نومبر ۱۲حشمت علی

عـــہ۵: تقریر عبدالماجد بدایونی جلسہ جمعیۃ العلماء ہند دہلی فتح اخبار دہلی جلد ۲ نمبر ۲۴۲۔ ۱۲حشمت علی عفی عنہ

---

[1] القرآن الکریم ۴۰/ ۳۵

خطبہ جمعہ میں گاندھی کی تعریف داخل کرنے کا رد:

دوسرا عـــہ۱ جمعہ کا خطبہ اردو میں پڑھتا ہے، نہیں نہیں خطبہ کی جگہ لکچر دیتا ہے اور اس میں خلفائے راشدین وحسن وحسین رضی اللہ تعالٰی عنہم کے بدلے گاندھی کی مدح مقدس ذات ستودہ عـــہ۲ صفات وغیرہا لفاظیوں کے ساتھ گاتا ہے، اللہ تعالٰی فرمائے: "اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ"[1] مشرک تو نہیں مگر ناپاک۔ یہ کہیں مقدس ذات۔ اللہ فرمائے: "اُولٰٓىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ۟ؕ"[2] وہ تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔ یہ کہیں ستودہ صفات۔ غرض خطبہ جمعہ کیا تھا قرآن عظیم کا رد تھا۔ آج خطبہ جمعہ میں یہ ہوا کل نماز میں "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" کی جگہ "اھدنا الصراط الگاندھی" پڑھیں گے اور کیوں نہ پڑھیں جسے جانیں کہ اس مقدس ذات ستودہ صفات کو اللہ تعالٰی نے مذکر بنا کر مبعوث فرمایا ہے اس کی راہ آپ ہی طلب کیا چاہیں اور بالفرض یہ تبدیل نہ کریں، تو "صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ" میں تو گاندھی کو ضرور داخل مان چکے۔ اللہ جسے مقدس ذات ستودہ صفات کرے اور خلق کے لئے مذکر بنا کر بھیجے اس پر انعام الٰہی تام وکامل ہے، "الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ"[3] (وہ جن پر اللہ نے احسان کیا) کا بیان قرآن کریم نے "مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ۚ"[4] (وہ کون ہیں نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ) فرمایا ہے۔ یہ سب مقدس ذات ستودہ صفات ہیں لاکھوں شہداء وصالحین کو اللہ تعالٰی نے مذکر بنا کر مبعوث نہ فرمایا توگاندھی جی اول نمبر کے "انعمت علیھم" ہوئے مگر قرآن تو کفار پر اپنا غضب اور لعنت بتاتا اور انھیں ہر مخلوق سے بدتر ہر ذلیل سے ذلیل تر فرماتا ہے اگر اس کا نام انعام ہے تو ضرور کفار سے بڑھ کر کوئی "انعمت علیھم" ہیں۔

"قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ۝۳۰"[5] (اللہ انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ت) مشرک کو مسجد جامع میں مسلمانوں کا واعظ بنایا جاتا ہے ہزارہا مسلمانوں سے اونچا کھڑا کرکے مسند رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر جمایا جاتا ہے کیا مسئلہ استعانت

عـــہ۱: اخبار مشرق گورکھپور ۱۳ جنوری ۲۱ء وعینی شہادت مولوی احمد مختار صاحب صدیقی میرٹھی رکن خلافت کمیٹی ۱۲ حشمت علی۔

عـــہ۲: یہ مولوی صاحب شاہد عینی کا بیان ہے اور اخبار مشرق میں مقدس ذات پاکیزہ خیالات ہے۔ ۱۲ حشمت علی۔

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۲۸

[2] القرآن الکریم ۹۸/ ۶

[3] القرآن الکریم ۴/ ۶۹

[4] القرآن الکریم ۴/ ۶۹

[5] القرآن الکریم ۹/ ۳۰ و ۶۳/ ۴

کا یہ مطلب تھا کیا در مختار میں اس کا جواز لکھا تھا، اجازت تھی تو استخدام کی، وہ بھی ایسا جیسے کتے سے جو پورا مسخر ہولیا ہو۔ تم نے الٹی خدمت گاری بلکہ غلامی کی "وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾ "[1] (اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ت)

سادسا: مشرکوں پر اعتماد حرام قطعی بلکہ تکذیب کلام الٰہی تھا جس کا بیان زیر آیت اولٰی گزرا انھوں نے اعتماد در کنار قطعاً التجا کی، التجاء واعتماد کے جو معنی گزرے ان کے آئینہ میں ان کی صورتیں منقوش دیکھ لیجئے ۲۳ کروڑ ہندوؤں کو اپنا یارو یاور بنانا کیا دلی خیر خواہی پر پورے اعتماد کے بغیر ممکن ہے بداہت عقل کو مکرائے تو لیڈران کے گیت سن لیجئے جو مشرکین کو اپنا دلی خیر خواہ سمجھنے کے گائے ہیں "ان عـــہ۱ کی ہمدردی ہماری مصیبت کے وقت ظاہر ہوئی جس وقت کلمہ گو بھی معاونت حق سے گریزاں تھے ان کا دست اتحاد ہماری طرف بڑھا جب یار اغیار ہو گئے ہیں برادران وطن کو ان کی ہمدردی کی اجرت دے کر ان کے مرتبہ کو گھٹانا نہیں چاہتا وہ بہادر قوم ہماری مصیبت کے وقت خلوص کے ساتھ ہمدردی کرکے ہم ان کو اپنا دلی دوست بنانا چاہتی ہے نہ ہماری لفظی شکر گزاری کی محتاج ہے ہمارے دل میں ان کے اخلاص عـــہ۲ نے گھر کرلیا ہے۔" دیکھئے کیسی دل کھول کر قرآن کی تکذیبیں کیں، اب اتنا مسلمان دیکھ لیں گے کہ یہ سچے یا اللہ واحد قہار سچا کہ "لَا یَاۡلُوۡنَکُمۡ خَبَالًا ؕ "[2] وہ تمھاری بد خواہی میں گئی نہ کریں گے قل صدق اللہ "وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ "[3]۔

در بارہ استعانت فتوٰی میں لیڈران کی موت عـــہ۳

سابعاً سب جانے دو اتنا تو مفتی لیڈران کو بھی مسلم کہ اگر ان کی طرف حاجت پڑے اور ان سے غدر کا امن ہو تو استعانت درست یعنی حاجت نہ ہو تو حرام اور ان کے غدر سے

عـــہ۱: خطبہ صدارت مولوی عبدالباری صاحب ۵و۶۔ ۱۲ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ۔

عـــہ۲: رسالہ قربانی گاؤ مولوی عبدالباری ۱۲ حشمت علی عفی عنہ۔

عـــہ۳: در بارہ استعانت جو فتوٰی شاہجہانپور لیڈران نے شائع کیا اس میں خود ان کی موت ہے مگر لیڈران کو نہیں سوجھتی۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[2] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

[3] القرآن الکریم ۲/ ۲۷۰

امن نہ ہو تو حرام حاجت کا انکار خود لیڈران کو ہے اور ان کے غدر سے امن پر کیا دلیل قائم کرلی۔ کیا نرا وعدہ، اور اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

"وَمَا یَعِدُھُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾"[1]	شیطان تو انھیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے۔

یا انھوں نے تمھارے خیر خواہ بنے رہنے کی قسمیں کھائی ہیں۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ "اِنَّھُمْ لَاۤ اَیْمَانَ لَھُمْ"[2] ان کی قسمیں کچھ نہیں، یا تمھیں وحی آئی کہ یہ جانی دشمن یہ دینی اعداء یہ خونخوار بدخواہ یہ کبھی دغا نہ کریں گے، اور اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

"وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ"[3]	اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے مجھے وحی ہوئی حالانکہ اسے کچھ بھی وحی نہ ہوئی۔

ان کے غدر سے امن کی تو ایک وہی صورت تھی کہ وہ ایسے ذلیل و قلیل ہمارے ہاتھ میں مجبور و مقہور ہوں کہ سرتابی کی قدرت ہی نہ رکھیں، کیا یہ ۲۳ کروڑ ہندو تمھارے ہاتھ میں ایسے ہی ہیں۔ جھوٹ جھوٹ جھوٹ اور پورے ۲۳ کروڑ جھوٹ، دیکھو تمھارے ہی شائع کردہ فتوے نے تمھیں گھر تک پہنچادیا اور اس استعانت میں تم پر فرد قرار داد جرم لگا کر مرتکب حرام ٹھہرا دیا احمق اسے شائع کروانے اور اپنی سند ٹھہراتے ہیں، اور نہیں جانتے کہ وہ انھیں پر رد ہے۔ ہمارے دوست مفتی صاحب نے مروان کے خفیہ خط کی طرح ملتمس کا سا صحیفہ ان کے ہاتھ میں دے دیا جس میں ان کی موت ہے اور یہ خوشی خوشی لئے پھرتے ہیں، نہیں نہیں نرے نا مشخص نہیں سمجھتے ہیں مگر مقصود ہی دین کو بدلنا احکام کو کچلنا عوام کو چھلنا ہے، جاہل بیچارے اتنا دیکھ لیں گے کہ دیکھو "ج ائ ز" لکھا ہے اب اتنی سمجھ کسے کہ جسے جائز لکھا ہے لیڈران کی استعانت کو اس سے مس نہیں اور ان کی جو استعانت ہے فتوے میں ہرگز اسے جائز نہ لکھا بلکہ صاف عدم جواز کا اشعار کیا۔

مفتیوں کو ہدایت:

ہاں جب مفتی کو واقعہ معلوم، تو فتوٰی اگرچہ بجائے خود صحت سے موسوم ایسا غلط انگیز لکھنا مذموم جسے اہل باطل اپنے باطل پر ڈھالیں اور اس سے

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۲۰

[2] القرآن الکریم ۹/ ۱۲

[3] القرآن الکریم ۶/ ۹۳

اپنی تقویت کی راہ نکالیں یہ سمجھ لینا کہ فتوے کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ ان کے غدر سے امن کی صورت یہاں متصور نہیں عوام جاہلوں کو میسر نہیں، عقود الدریہ میں ہے:

اذا علم المفتی حقیقۃ الامر ینبغی لہ ان لایکتب للسائل لئلایکون معینالہ علی الباطل [1]۔	مفتی کو جب اصل واقعہ معلوم ہو تو اسے سزاوار نہیں کہ سائل کو اس کے حوالے کے موافق فتوی لکھ دے تاکہ باطل پر اس کا مددگار نہ ہو۔

اسی میں اپنے شیخ المشائخ شیخ عبدالقادر صفوری سے ہے:

ان بعض المبطلین اذا صار بیدہ فتوی صال بھا علی خصمہ وقال المفتی افتی لی علیك بکذا، والجاھل اوضعیف الحال لایمکنہ منازعۃ فی کون نصہ مطابقا اولا [2]۔	بعض اہل باطل کے ہاتھ میں جب فتوٰی آجاتا ہے اپنے فریق پر اس سے حملہ کرتا ہے اور کہتا ہے مفتی نے میرے لئے تجھ پر فتوی دیا اور بے علم یا کمزور اس سے یہ بحث نہیں کرسکتا کہ اس کی عبارت صورت واقعہ سے مطابق بھی ہے یا نہیں۔

مولٰی تعالٰی ہمیں اور ہمارے احباب کو باطل واعانت باطل واختلاط اہل باطل سے بچائے اور حق پر استقامت تامہ عطافرمائے والحمدللہ رب العالمین۔

مساجد میں مشرک کے لے جانے کارد:

(۱۰) لیڈران نے شریعت مطہرہ پر ایسے ہی شدید ظلم مسئلہ دخول کافر بمسجد میں کئے ہیں،

اولا: یہ مسئلہ تمام متون مثل تحفۃ الفقہاء وہدایہ ووقایہ وکنز ووافی ومختار واصلاح وغرر وملتقی وتنویر اور ان کے سوا محیط سرخسی واشباہ والنظائر ووجیز کردری وخزانۃ المفتین وفتاوٰی ہندیہ سب میں ذمی کے ساتھ مقید ہے فتوی شائع کردہ لیڈران نے بھی یہاں عبارت درمختار میں گنجائش نہ پائی یونہی نقل کرنی پڑی کہ **جاز دخول الذمی مسجدا** [3] ذمی کا مسجد میں جانا جائز ہے۔ سب سے اجل واعظم خود محرر مذہب امام محمد کا جامع صغیر میں ارشاد ہے: **محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ لاباس بان یدخل اھل الذمۃ المسجد الحرام** [4] "یعنی امام محمد امام ابویوسف سے راوی

---

[1] العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوٰی الحامدیۃ قبیل کتاب الطہارۃ حاجی عبدالغفار پسران قندھار افغانستان ۱/ ۳

[2] العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوٰی الحامدیۃ قبیل کتاب الطہارۃ حاجی عبدالغفار پسران قندھار افغانستان ۱/ ۳

[3] الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۶

[4] جامع الصغیر مسائل من کتاب الکراھیۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ص ۱۵۳

کہ امام اعظم نے فرمایا رضی اللہ تعالٰی عنہم ذمیوں کا مسجد حرام میں جانا مضائقہ نہیں "ذمی مراد ہو اور کافر سے تعبیر کریں کیا بعید ہے ذمی بھی کافر ہی ہے اطلاق کی سندیں اوپر گزریں کہ "اراد بالکافر الذمی" کافر سے ذمی مراد ہے۔ یونہی مستامن مراد ہو اور حربی سے تعبیر کریں کیا عجب ہے مستامن بھی حربی ہے اطلاق کی سند محیط وعالمگیریہ سے گزری کہ "اراد بالمحارب المستامن" حربی سے مستامن مراد ہے۔ مگر ذمی بولیں اور اس سے حربی بھی مراد ہو یہ کس طرح منقول کہ اب تخصیص ذمی محض بے معنی و موجوب غلط فہمی ہوگی کہ حربی ہر گز معنی ذمی میں نہیں، لاجرم علامہ سید احمد طحطاوی وعلامہ سید محمد محشیان درمختار کو اس میں تردد ہوا کہ مستامن کے لئے بھی جواز ہے یا نہیں پھر اس استدلال علماء بالحدیث سے سند لاکر بھی جزم نہ کیا اور کتب سے تحقیق کرنے کا حکم دیا دونوں کتابوں کی عبارت یہ ہے:

انظر ھل المستامن ورسول اھل الحرب مثلہ و مقتضی استدلالھم علی الجواز بانزال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وفد ثقیف فی المسجد جوازہ ویحرر[1]۔	غور طلب ہے کہ مستامن اور حربیوں کا ایلچی بھی کہ وہ بھی مستامن ہوتا ہے اس حکم میں ذمیوں کے مثل ہے یا نہیں۔ علماء کہ جواز پر اس سے دلیل لائے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وفد ثقیف کو مسجد شریف میں اتارا یہ مستامن کے لئے جواز چاہتا ہے بات ہنوز تحقیق طلب ہے۔

اقول: مستامن کے لئے خود قرآن عظیم سے اشارہ نکال سکتے ہیں کہ:

"وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى یَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ" [2]۔	اے محبوب! اگر کوئی مشرک تم سے پناہ چاہے تو اسے پناہ دو کہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچادو۔

حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے کوئی مجلس نہ تھی سوا مسجد کریم کے ولہذا وفود یہیں حاضر ہوتے اور اس میں متون کا خلاف نہیں، ہدایہ سے گزرا کہ مستامن جب تک دارالاسلام میں ہے بمنزلہ ذمی ہے ذمہ مؤیدہ وموقتہ دونوں طرح ہوتے ہیں، کافی امام نسفی فصل امان میں ہے:

المراد بالذمۃ العھد مؤقتا کان او مؤبدا وذلك الامان وعقد الذمۃ[3]۔	ذمہ سے عہد مراد ہے ایک میعاد معین تک ہو یا ہمیشہ کے لئے، یہ امان وعقد ذمہ ہے۔

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مکتبہ ماجد کوئٹہ ۵/ ۲۷۴

[2] القرآن الکریم ۹/ ۶

[3] کافی للنسفی

یہی کہہ سکتے ہیں کہ ذمی وحربی برابر ہیں یعنی مستامن کہ اس کے لئے بھی ایک وقت تک ذمہ ہے بالجملہ جواز خاص ذمی کے لئے تھااور یہ حربی لے دوڑے۔

ثانیا یہاں بھی امام بدرالدین محمود عینی وغیرہ اکابر کی روایت یہ ہے کہ ہمارے امام مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مذہب میں ذمیوں میں جواز صرف کتابی کے لئے ہے یہ مشرک حربی لے دوڑے۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے:

قال ابوحنیفۃ یجوز الکتابی دون غیرہ واحتج بمارواہ احمد فی مسندہ بسند [عـہ]	امام ابوحنیفہ نے فرمایا مسجد میں کتابی (ذمی) کا آنا جائز ہے اور کفار کا نہیں اور امام اس پر اس

عـــہ: قول الامام العینی بسند جید **اقول**: ای علی اصولنا و مالنا ان نترك اصولنا الی اصول المحدثین فضلاعن قول عالم متاخر شافعی فلا علیك مما فی التقریب وذٰلك ان مخرجه اشعث بن سوار عن الحسن عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنه واشعث من شیوخ شعبة و الثوری ویزید بن هارون وغیرهم من الاجلاء وانتفاء شعبة فی من یأخذ منه معلوم قال الذهبی وحدث من اشعث لجلالته من شیوخ ابواسحٰق السبیعی[1] اھ وقد قال سفین اشعث اثبت من مجالدوقال ابن مهدی هوارفع من مجالد ومجالد من رجال صحیح مسلم وقال ابن معین اشعث احب الی من

امام عینی کا قول جید سند سے **اقول**: (میں کہتاہوں) کہ یہ سند ہمارے قاعدہ پر جید ہے اور ہم محدثین کے اصول کی خاطر اپنے اصول نہ چھوڑیں گے چہ جائیکہ ایک متاخر شافعی عالم کے قول کی خاطر چھوڑیں تو تقریب میں مذکور بیان تمھارے خلاف نہیں ہے یہ اس لئے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بواسطہ حسن اس حدیث کی تخریج کرنے والے اشعث بن سوار ہیں جبکہ اشعث، شعبہ، ثوری، یزید بن ہارون وغیرہم کے اکابر شیوخ میں سے ہیں اور شعبہ کا انتخاب ان میں جن سے اس نے روایت کی ہے وہ معروف ہے ذہبی نے کہا اشعث کی جلالت شان کی وجہ سے اس کے شیوخ میں سے ابواسحٰق سبیعی نے اس سے حدیث روایت کی ہے اھ۔ اور سفیان نے کہا کہ اشعث مجالد کی نسبت زیادہ قوی ہے، اور ابن مہدی نے کہا وہ مجالد سے بلند ترین ہے جبکہ مجالد صحیح مسلم کے راویوں میں شمار ہیں اور (باقی برصفحہ آئندہ)

---
[1] میزان الاعتدال للذهبی ترجمہ ۹۹۶ اشعث بن سوار دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۲۶۴

جید عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایدخل مسجدنا ھذا بعد عامنا ھذا	حدیث سے سند لائے جو امام احمد نے اپنی مسند میں کھری اسناد کے ساتھ جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اسمٰعیل بن مسلم، وقال الامام احمد و العجلی ھو امثل فی الحدیث من محمد بن سالم وروی ابن الدورقی عن ابن معین انہ ثقۃ وقال عثمن بن ابی شیبۃ صدوق وذکرہ ابن شاھین فی الثقات وقال ابن عدی لم اجد لہ فیما یرویہ متنا منکرا وقال البزار لا نعلم احدا ترک حدیثہ الامن ھو قلیل المعرفۃ واختلاف قول ابن معین فی رجل یکون انہ دون الثقۃ وفوق الضعیف و ھذا ھو شرط الحسن قال الذھبی فی محمد بن حفصۃ فیہ شیئ ولھذا وثقہ ابن معین مرۃ وقال مرۃ صالح ومرۃ لیس بالقوی ومرۃ ضعیف[1] اھ ومحمد ھذا من رجال الصحیحین و بالجملۃ وقد وثق اشعث ولم یرم بقادح قط بل لیس فیہ جرح مفسر اصلا فحدیثہ حسن ولاشک لاجرم ان حکم العینی علی اسنادہ انہ جید حق واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ غفرلہ

ابن معین نے کہا میرے نزدیک اشعث زیادہ محبوب ہیں اسمٰعیل بن مسلم سے، اور امام محمد اور عجلی نے کہا وہ محمد بن سالم سے حدیث میں زیادہ مقبول ہے، اور ابن دورقی نے ابن معین سے روایت کی کہ اشعث ثقہ ہے اور عثمان نے کہا وہ نہایت صادق ہے ابن شاہین نے اس کو ثقہ لوگوں میں ذکر کیا اور ابن عدی نے کہا میں نے اس کے روایت کردہ متن کو منکر نہیں پایا اور بزار نے کہا کہ اس کی مروی حدیث کو ترک کرنیوالا صرف وہی ہے جو خود معرفت میں کمزور ہے اور ابن معین کا اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے جو ثقہ نہ ہو اور ضعف سے بالاتر ہو اور یہی حدیث حسن کی شرط ہے، ذہبی نے محمد بن حفصہ کے متعلق کہا کہ اس میں کچھ ضعف ہے اس لئے ابن معین نے کبھی اس کی توثیق کی اور کبھی صالح کہا اور کبھی "لیس قوی" کہا اور کبھی ضعیف کہا اھ اور یہ محمد نامی صحیحین کے رجال میں رہے، خلاصہ یہ ہے کہ اشعث کی توثیق کی گئی اور کسی اعتراض کا نشانہ ہرگز نہیں بنایا گیا بلکہ کوئی مفسر جرح اس پر قطعاً نہ ہوئی لہٰذا اس کی حدیث حسن ہے تو بیشک لازم طور پر عینی کا اس کی سند کو جید کہنا حق ہے واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

[1] میزان الاعتدال للذہبی ترجمہ ۷۴۲۹ محمد ابن ابی حفصہ دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۵۲۵

مشرك الا اهل العهد وخدمهم [1]۔	فرمایا اس سال کے بعد ہماری اس مسجد میں کوئی مشرک نہ آنے پائے سوائے ذمیوں اور ان کے غلاموں کے۔

غمز العیون والبصائر میں ہے:

لایمنع من دخول المسجد الذمی الکتابی بخلاف غیرہ واحتج الامام رحمه الله تعالٰی بما رواہ احمد عن جابر رضی الله تعالٰی عنه [2]۔	ذمی کتابی کو مسجد میں آنے سے نہ روکا جائے گا بخلاف اور کافر کے اور اس پر امام اعظم اس حدیث سے سند لائے جو امام احمد نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔

غایۃ البیان علامہ اتقانی کتاب القضاء میں ہے:

قال شمس الائمة السرخسی فی شرح ادب القاضی و قد ذکر فی السیر الکبیر ان الشرك یمنع من دخول المسجد عملا بقوله تعالٰی انما المشرکون نجس [3]۔	امام شمس الائمہ سرخسی نے شرح ادب القاضی میں فرمایا کہ امام محمد نے سیر کبیر میں فرمایا کہ مشرکوں کو مسجد میں نہ آنے دیا جائے گا اس ارشاد الٰہی پر عمل کے لئے کہ مشرک نرے ناپاک ہیں۔

اگر کہئے حدیث میں تو مطلق ذمی کا استثناء فرمایا کتابی کی تخصیص کہاں ہے۔ **اقول:** (میں کہتا ہوں۔ت) مشرکین عرب کو ذمی بنانا روانہ تھا ان پر صرف دو حکم تھے اسلام لائیں ورنہ تلوار تو وہاں ذمی نہ تھے مگر کتابی، تو استثناء منقطع ہے بلکہ ہم نے مسند میں دیکھا اور اخر مسند جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ میں حدیث اس طرح ہے کہ مذکور ہوئی اور اس سے ۲۷ ورق پہلے یوں ہے:

لایدخل مسجد نا هذا مشرك بعد عامنا هذا غیر اهل الکتاب وخدمهم [4]۔	اس سال کے بعد ہماری اس مسجد میں کوئی مشرک نہ آنے پائے سوائے کتابی اور ان کے غلام کے۔

تو یہاں خود کتابی کی تصریح ہے۔

---

[1] عمدۃ القاری باب الاغتسال اذا أسلم ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۴/ ۲۳۷

[2] غمز العیون والبصائر مع الاشباہ والنظائر الفن الثالث احکام الذمی ادارۃ القرآن کراچی ۲/ ۱۷۶و۱۷۷،۱۷۷و۵۷۸

[3] غایۃ البیان کتاب القضاء

[4] مسند امام احمد بن حنبل مروی از جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ دار الفکر بیروت ۳/ ۳۳۹

ثالثاً اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) وللہ الحمد اس حدیث حسن نے صاف ارشاد فرمایا کہ اس سے پہلے جو کسی مشرک یا کافر غیر ذمی کے لئے اجازت تھی منسوخ ہو گئی کہ فرمایا "**بعد عامنا ھذا**" (اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد میں نہ آنے پائے سوا ذمیوں کے) مخالفین جتنی روایات پیش کریں ان کے ذمہ لازم ہے کہ اس واقعہ کے اس ارشاد کے بعد ہونے کا ثبوت دیں ورنہ سب جوابوں سے قطع نظر ایک سیدھا سا یہی جواب بس ہے کہ وہ منسوخ ہو چکا اور وہ ہر گز اس کا ثبوت نہیں دے سکتے" خصوصا **بعد عامنا ھذا** کا لفظ ارشاد فرمارہاہے کہ یہ ارشاد بعد نزول سورہ برات ہے غالبا اس کا یہ لفظ اس پاک ارشادا لٰہی "**اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا**"[1] (مشرک نرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔ت) سے ماخوذ ہے تو پہلے کے وقائع پیش کرنا محض نادانی لیکن لیڈران تو ڈھونڈھ کر منسوخات ہی پر عمل کررہے ہیں کہ اس میں اپنا بچاؤ دیکھتے ہیں "**وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ**"[2] (اور باطل والوں کا وہاں خسارہ۔ت)

لیڈران کی بہی خواہی اسلام:

رابعا: یہ نہ سہی اختلاف احوال زمانہ وعادات قوم کو ہمیشہ مسائل تعظیم وتوہین میں دخل تام ہے پھر غیر اسلامی سلطنت اور کافروں کی کثرت میں اس کی اجازت اور اس کی اشاعت اور مساجد کو پامالی کفار کے لئے وقف کرنا کس قدر بہی خواہی اسلام ہے

ع اے راہ روپشت بمنزل ہشدار

(اے منزل کی طرف پشت کرکے چلنے والے! ہوش کر۔ت)

لیڈران کی اسلامی غیرت:

خامسا: واقعی بندگی بیچارگی جب ہندوؤں کی غلامی ٹھہری پھر کہاں کی غیرت اور کہاں کی خودداری، وہ تمھیں ملیچھ جانیں، بھنگی مانیں، تمھارا پاک ہاتھ جس چیز کو لگ جائے گندی ہوجائے سودا بیچیں تو دور سے ہاتھ میں ڈال دیں، پیسے لیں تو دور سے، یا پنکھا وغیرہ پیش کرکے اس پر رکھوالیں حالانکہ بحکم قرآن خود وہی نجس ہیں اور تم ان نجسوں کو مقدس مطہر بیت اللہ میں لے جاؤ جو تمھارے ماتھا رکھنے کی جگہ ہے وہاں ان کے گندے پاؤں رکھواؤ تم کو اسلامی حس ہی نہ رہا محبت مشرکین نے اندھا بہرا کردیا۔

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۲۸

[2] القرآن الکریم ۴۰/ ۷۸

لیڈران محض اغواکے لئے مسئلہ دخول مساجد کا نام لیتے ہیں انہوں نے جو کیا بالاجماع حرام قطعی ہے:

سادسا: ان باتوں کا ان سے کیا کہنا جس پر **حبك الشیئ یعمی ویصم**[1] (تیرا کسی چیز سے محبت کرنا اندھا اور بہر کردیتا ہے) کارنگ پھر گیا سب جانے دو خدا کو بھی منہ دکھانا ہے یا ہمیشہ مشرکین ہی کی چھاؤں میں رہنا ہے جواز تھا تو یوں کوئی کافر دبالچا، ذلیل وخوار مثلا اسلام لانے یا اسلامی تبلیغ سننے یا اسلامی حکم لینے کے لئے مسجد میں آئے یا اس کی اجازت تھی کہ خود سرمشرکوں نجس پرستوں کو مسلمانوں کو واعظ بناکر مسجد میں لے جاؤ اسے مسند مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر بٹھاؤ مسلمانوں کو نیچا کھڑا کرکے اس کا واعظ بناؤ، کیا اس کے جواز کی کوئی حدیث یا کوئی فقہی روایت تمھیں مل سکتی ہے **حاشا ثم حاشا اللہ انصاف!** کیا یہ اللہ ورسول سے آگے بڑھنا شرع مطہر پر افتراء گھڑنا احکام الٰہی دانستہ بدلنا سوئر کو بکری بتاکر نگلنا نہ ہوگا۔ ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں:

نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ان یصافح المشرکون اویکنوا اویرحب بھم[2]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مشرکوں سے مصافحہ کیا جائے یا انھیں کنیت سے یاد کریں یا آتے وقت مرحبا کہیں۔

یہ ادنٰی درجہ تکریم کا ہے کہ نام لے کر نہ پکارا، فلاں کا باپ کہا یا آتے وقت جگہ دینے کو آیئے کہا اللہ اکبر حدیث اس سے بھی منع فرماتی ہے اور ائمہ دین ذمی کافر کی نسبت وہ احکام تحقیر وتذلیل فرماچکے جن کا نمونہ ابھی گزرا کہ اسے محرر بنانا حرام کوئی کام ایسا سپرد کرنا جس سے مسلمانوں میں اس کی بڑائی ہو حرام اس کی تعظیم حرام، مسلمان کھڑا ہو تو اسے بیٹھنے کی اجازت نہیں، بیماری وغیرہ ناچاری کے باعث سواری پر ہو تو جہاں مسلمانوں کا مجمع آئے فورا اتر پڑے۔

بدایونی لیڈر بننے والے اپنے حق میں احکام ائمہ کرام دیکھیں:

حتی کہ فتاوٰی ظہیریہ واشباہ والنظائر وتنویر الابصار ودرمختار وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے:

[1] مسند احمد بن حنبل حدیث ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ دارالفکر بیروت ۵/ ۱۹۴

[2] حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۴۴۶ اسحق بن ابراہیم الحنظلی دارالفکر بیروت ۹/ ۲۳۶

لو سلم علی الذمی تبجیلا یکفرلان تبجیل الکافر کفر [1]۔	اگر ذمی کو تعظیما سلام کرے کافر ہوجائے گا کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔

فتاوٰی امام ظہیر الدین و اشباہ و درمختار وغیرہا میں ہے:

لوقال لمجوسی یااستاذ تبجیلا کفر [2]۔	اگر مجوسی کو بطور تعظیم "اے استاد" کہا کافر ہوگیا۔

اور یہاں حربی مشرک کی یہ کچھ تعظیم یہ کچھ مسلمانوں پر اس کی رفعت و تقدیم ہو رہی ہے اور پھر کفر بالائے طاق ان کے جواز کو بھی ٹھیس نہیں لگتی، اس حرام قطعی کو حلال کی کھال پہنا کر فتوے اور رسالے لکھے جارہے ہیں، مجوسی کو تعظیماً زبان سے استاد کہہ دینے والا کافر ہو لیکن مشرک بت پرست کو اسٹیج پر کھڑے ہو کر کہنے والا "کہ خدا نے ان عـــہ کو مذکر بنا کر تمھارے پاس بھیجا ہے "گاندھی کو پیشوا نہیں بلکہ قدرت نے تم کو سبق پڑھانے والا مدبر بنا کر بھیجا ہے ٹھیٹ مسلمان بنا رہے ہیں سبق پڑھانے والا اور سبق بھی کسی دنیوی حرفت کا نہیں بلکہ صاف کہا کہ تمھارا فرض دینی یاد دلانے کو تو استاذ نے علم دین بتایا اور علم دین بھی کسی مستحب وغیرہ کا نہیں بلکہ خاص فرض دینی کا معلم استاذ بنایا اور کسی کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل۔ پہلو میں دل اور دل میں اسلام کی قدر ہو تو وہ ان لفظوں کو دیکھے کہ "خدا نے ان کو مذکر بنا کر تمھارے پاس بھیجا ہے "خدا لگتی کہنا یہ رسالت سے کے سیڑھی نیچے رہا ان لیڈر بننے والوں کا اسلام کیا ہے؟ ع

چوں وضوے محکم بی بی تمیز

(یہی جیسے بی بی تمیز کا محکم وضو ہو۔ت)

کہ کس طرح ٹوٹنا کیا اس میں دراڑ تک نہ پڑتی "وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾ " [3] (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ت)

عـــہ: دیکھو اخبار فتح دہلی جلد ۲ نمبر ۲۴۲ جلسہ جمعیۃ العلماء ہند میں مولانا عبدالماجد بدایونی کی تقریر ص ۴ کالم اول ۱۲ حشمت علی

---

[1] الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

[2] الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

[3] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

دربارہ مساجد لیڈران کا پیش کردہ شاہجہانپوری فتوٰی خود انہیں پر رد ہے:

سابعاً: ائمہ دین نے صاف تصریحیں فرمائیں کہ کافر کا بطور استعلاء مسجد میں جانا مطلقاً حرام ہے، ہدایہ میں ہے:

الاٰیۃ محمولۃ علی الحضور استیلاء واستعلاء [1]۔	آیت اس پر محمول کی گئی ہے کہ وہ غلبہ وبلندی کے طورپر نہ آئیں۔

کافی امام نسفی میں ہے:

الاٰیۃ محمولۃ علی منعھم ان یدخلوھا مستولین وعلی اھل اسلام مستعلین [2]۔	آیت کے یہ معنی قرار دیئے گئے ہیں کہ ان کے ایسے آنے سے منع کیا جاتا ہے کہ بطور غلبہ آئیں اور مسلمانوں پر بلند ہوں۔

مگر ہدایہ وکافی کا ان لوگوں کے سامنے ذکر کیا جو قرآن عظیم کے نصوص قاہرہ نہیں سنتے، ہاں یہ کہئے کہ اگر حق مانیں تو لیڈران کی خوبی قسمت ورنہ سخت نصیبوں کی شامت کہ خود لیڈری شائع کردہ فتوے نے بحوالہ ردالمحتار یہی عبارت ہدایہ نقل کردی کہ قرآن عظیم نے مشرک کا بطور استعلاء مسجد میں آنا حرام فرمایا ہے، ہمارے دوست مفتی صاحب نے یہ دوسرا متلمس کا صحیفہ مروانی خط کی طرح ان کے ہاتھ میں دے دیا، مروانی خط ان کے ہاتھ تھا اور متلمس کا صحیفہ بند، ان کے ہاتھ میں کھلا ہوا فتوی دے دیا اور ان کو اپنی موت نہ سوجھی اسے شائع کراتے عوام کو بہلاتے بھلاتے ہیں۔

مفتی کو ہدایت:

ہاں اتنی شکایت دوستانہ مفتی صاحب سے بھی ہے کہ ذمی کا حکم حربیوں یا کتابی یا مشرکوں پر ڈھالنا درکنار صورت استعلاء اگر معلوم تھی کہ طشت از بام ہے تو اسے جانتے ہوئے باطل پرستوں کے ہاتھ میں فتوی دینا نہ چاہئے تھا جس سے وہ عوام کو بہکائیں اور اپنے حرام قطعی بلکہ اس سے بھی اشد کو حلال کر دکھلائیں، پھر عجب یہ کہ بیان حکم میں عدم استعلاء کی قید رہ جانے نے مطلقاً جواز کی سنائی اگرچہ عبارت کتاب سے اطلاق پر آئی کتاب کی عربی عبارت عوام کیا سمجھیں انھیں گمراہ کرلینے کی لیڈروں نے راہ پائی **نسأل اللہ العفو والعافیۃ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔**

---

[1] الھدایہ کتاب الکراھیۃ مسائل متفرقۃ مطبع یوسفی لکھنؤ الجزء الرابع ۴/۴۷۲

[2] کافی امام النسفی

شریعت کے ساتھ لیڈروں کی حالت:

مسلمانو! تم نے دیکھا یہ حالت ہے ان لیڈر بننے والوں کے دین کی، کیسا کیسا شریعت کو بدلتے مسلتے، پاؤں کے نیچے کچلتے، اور خیر خواہ اسلام بن کر مسلمانوں کو چھلتے ہیں، موالات مشرکین ایک، معاہدہ مشرکین دو، استعانت بمشرکین تین، مسجد میں اعلائے مشرکین چار، ان سب میں بلا مبالغہ یقینا قطعاً لیڈروں نے خنزیر کو دنبے کی کھال پہنا کر حلال کیا ہے، دین الٰہی کو پائمال کیا ہے، اور پھر لیڈر ہیں، ریفامر ہیں، مسلمانوں کے بڑے راہبر ہیں، جو ان کی ہاں میں ہاں نہ ملائے مسلمان ہی نہیں، جب تک اسلام کو کند چھری سے ذبح نہ کرے ایمان ہی نہیں۔

"رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ۙ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾" [1]	اے میرے رب تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے، اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔

آہ آہ آہ انا للہ وانا الیہ راجعون ؏

اندکے پیش تو گفتم دل ترسیدم کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار ست

(آپ کے سامنے تھوڑا سا غم دل پیش کیا ہے، مجھے ڈر ہے کہ آپ کا دل آزردہ ہوگا ورنہ باتیں بہت ہیں۔ت)

ضروری عرض واجب اللحاظ

میں جانتا ہوں کہ میرا کلام انھیں برا لگے گا اور حسب معمول تحقیق حق واظہار احکام رب الانام کا نام گالیاں رکھا جائیگا ہمیشہ عاجزوں نے اپنا عجز یونہی چھپایا ہے احکام حق کو سختی بتا کر گالیاں ٹھہرا کر جواب سے گریز کا حیلہ بنایا ہے لہٰذا دست بستہ معروض کہ تھوڑی دیر نیچری تہذیب سے تنزل فرما کر وہ آیتیں کہ شروع فتوٰی میں تلاوت ہوئیں ان پر ایمان لاکر ان مباحث علمیہ واحکام الٰہیہ کو بغور سن لیجئے اگر بفرض باطل ہماری غلط فہمی ہے حق وانصاف سے بتادیجئے ہمیں بحمد اللہ ہرگز وہ نہ پائے گا جو سمجھ لینے کے بعد باطل پر اصرار حق سے انکار نار پر عار اختیار کررہے ہیں، اور اگر سمجھ جاؤ سمجھ کیا جاؤ گے تمھارے سمجھ وال سمجھ رہے ہیں کہ دیدہ ودانستہ حق سے الجھ رہے ہیں یہ حرام کو حلال، حلال کو حرام کا جامع پہنایا، اسلام کو کفر، کفر کو اسلام بنا کر دکھایا ہے تو ماننے نہ ماننے کا تمھیں اختیار ہے اور جزاء وحساب وکشف حجاب روز شمار۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۳/ ۹۷و۹۸

"يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۙ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝" [1]	جس دن سب چھپی باتیں جانچ میں آئیں گی تو آدمی کو نہ کچھ زور ہوگا نہ کوئی مددگار۔

ترک معاملت پر ایک نظر:

(۱۱) حضرات لیاڈر نے مسئلہ موالات میں سب سے بڑھ کر اودھم مچائی اوروں میں افراط یا تفریط ایک ہی پہلو پر گئے، اس میں دونوں کی رنگت رچائی، افراط وہ کہ نصارٰی سے نری معاملت بھی حرام قطعی، اور تفریط یہ کہ ہندوؤں سے اتحاد بلکہ ان کی غلامی فرض شرعی، پھر بھی ان کے اس افراط و تفریط میں اتنا فرق ہے کہ دوم نے بذاتہ دین کو برباد کردیا، اور اول پر عمل میں فی نفسہٖ ضرر اسلام نہ تھا، مباح کو کوئی حرام جان کر چھوڑے تو اس چھوڑنے میں حرج نہیں کہ مباح ہی تھا نہ کہ واجب، ضلالت ہے اس اعتقاد تحریم میں، لیکن حرام قطعی فرض مننا ایمان و عمل دونوں کا تباہ کن ہوا اور اپنے ہر پہلو سے اسلام کا برباد کرنے والا، لہٰذا اول سے بحث ضرور نہ تھی حکم بتادیا معاندوں کا عناد ان کے ساتھ ہے لیکن عملی حیثیت سے بھی اس خصوص میں مسلمانوں کو بہت ضرر پہنچتے دکھائی دیتے ہیں سخت مشکلات کا سامنا ہے جن کا حل ان بزعم خود گہری نگاہ والے انجام شناس لیاڈر الناس نے کچھ سوچ رکھا ہوگا، نظر بعادات و حالات کسی طرح عقل باور نہیں کرتی کہ ان کی چیخ پکار سے تمام ہندوسند و بنگال و برہما و افریقہ و جاوہ حتی کہ عدن تک کے مسلمان سب نوکریاں، ملازمتیں، زمینداریاں، تجارتیں یکلخت چھوڑ دیں، یہ شورشیں تو دو دن سے ہیں صدہا [عہ] حرام نوکریاں پہلے ہی سے کر رہے ہیں وہ تو چھوڑیں نہیں مباح نوکریاں اور

عــــہ: مثلاً حظر کی نوکری اعلاء کلمۃ اللہ کے سوا کسی مسلمان بادشاہ کی بھی جائز نہیں، یونہی خلاف ماانزل اللہ حکم کرنے کی، یونہی جس میں سود کالینا دینا یا حساب کرنا ہو یا دستاویز سود کا کاتب یا شاہد بننا پڑے، بالجملہ حرام کام یا خود اعانت حرام کی ملازمت کی کہ اسلامی سلطنت و ریاست کی بھی حرام ہے اور بلا ملازمت ایسے کاموں کا انجام دینا اور زیادہ شرع پر اُجرت، یہی حال کالجوں کی ملازمت اور ان کے تعلیم و تعلم کا ہے، جہاں تعلیم مخالف شرع و اسلام ہوا گرچہ اسلامی کہلائے تعلم حرام، اور اس کی کسی طرح امداد حرام مگر جو دین رکھنے والا تعلیم دینیات پر یوں رہے کہ طلبہ کے عقائد کی حفاظت کرے ضلالتوں کا بطلان انھیں بتایا کرے وہ بازار میں ذکر الٰہی کرنے والے سے بھی زائد ہوگا جسے حدیث نے فرمایا مردوں میں زندوں کی طرح ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۸۶/ ۹و۱۰

حلال تجارتیں، زمینداریاں کس طرح چھوڑدیں گے، ان جلسوں ہنگاموں، تبلیغوں کہراموں سے اگر سو دو سو نے نوکریاں یا دس بیس نے تجارتیں یا دو ایک نے زمینداریاں چھوڑ بھی دیں تواس سے تُرکوں عہ۱ کا کیا فائدہ یا انگریزوں کا کیا نقصان، غریب نادار مسلمان کی کمائی کا ہزار ہا روپیہ ان تبلیغوں میں برباد جارہا ہے اور جائے گا اور محض بیکار و نامراد جارہا ہے اور جائے گا، ہاں لیڈروں مبلغوں کی سیر وسیاحت کے سفر خرچ اور جلسہ واقامت کے پلاؤ قورمے سیدھے ہوگئے اور ہوں گے، اگر یہ فائدہ ہے تو ضرور نقد وقت ہے اور سیر یورپ کے حساب کاراز تو روز حساب ہی کھلے گا،

"یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۙ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ؕ﴿۱۰﴾"[1] (جس دن سب چھپی باتیں جانچ میں آئیں گی تو آدمی کو نہ کچھ زور ہوگا نہ کوئی مددگار۔ت) کیا لیڈر صاحبان فہرست دکھائیں گے کہ ان برسوں کی مدت اور لاکھوں روپے کی اضاعت میں اتنا فائدہ مرتب ہوا، اتنوں نے نوکریاں چھوڑیں اتنوں نے تجارتیں اتنوں نے زمینداریاں۔

اخبارات ومطابع کیوں نہیں بند کرتے:

طرفہ یہ کہ ان کے خون گرم حامی ہمدم ومحرم عہ۲ اخبارات اس ترک تعاون پر بڑے بڑے

عہ۱: تنبیہ، تنبیہ، تنبیہ: مسلمانو! ترکوں کی حمایت اماکن مقدسہ کی حفاظت سلطنت اسلامی کی اعانت یہ سب دکھانے کے دانت تھے کہ کسی طرح مسلمانوں میں اشتعال ہو لاکھوں روپے کا چندہ ہاتھ آئے ورنہ بڑے ساعی لیڈروں علی برادروں سے صاف منقول ہوا کہ "مسئلہ خلافت اب طے کر رکھو، ہندوستان کی آزادی کی فکر کرو ہم ہندو قوم پرست ہیں ہمارا فرض ہے کہ اگر ترکی بھی ہندوستان پرچڑھائی کرے تو ہم ان کے خلاف تلوار اُٹھائیں ہمارا نصب العین سلطنت کی خود اختیاری حاصل کرنا ہے ترک موالات اس کا ذریعہ ہے" ابوالکلام آزاد سے منقول ہوا: "لڑائی ہندوستان کو خود اختیاری حکومت دلانے کے لئے ہے اگر خلافت کا خاطر خواہ فیصلہ ہو بھی جائے تاہم ہماری جدوجہد جاری رہے گی اس وقت تک کہ ہم گنگا وجمنا کی مقدس زمین کو آزاد نہ کرالیں" مسلمانو! اب بھی تمہاری آنکھیں نہ کھلیں اور خلافت واماکن مقدسہ کے حیلہ پر فریب کھاتے رہو تو خدا حافظ، حشمت علی عفی عنہ

عہ۲: خصوصاً روزنامہ ہمدم لکھنؤ جس کے ہر پرچہ کی پیشانی پر یہ ساقط الوزن رباعی لکھی ہوتی ہے،

پابند اگرچہ اپنی خواہش کے رہو	حامی نہ کسی خراب سازش کے رہو
قانون سے فائدہ اٹھانا ہے اگر	لائل سبجکٹ تم برٹش کے رہو

(باقی برصفحہ آیندہ)

---

[1] القرآن الکریم ۸۶/ ۱۰۔۹

زور لگارہے ہیں خود اپنے اخبارات و مطابع کیوں نہیں بند کرتے، ان صیغوں کو توانگریزوں سے جو گہرے تعلقات ہیں دوسرے صیغوں کو کم ہوں گے کیا اوروں کے لئے شور و فغاں اور اپنے لئے نوشجاں،

لیڈران اوروں کو ترک تعاون کی طرف بلاتے ہیں اور خود ان کا عمل اس کے خلاف ہے:

اور ایک اخباری و مطابعی کیا کریں گے بڑے بڑے لیڈر بننے والے اسی مرض میں گرفتار ہیں دیگراں رانصیحت خود رافضیحت ع

حیرتے دارم زدانشمند مجلس بازپرس	توبہ فرمایاچرا خود توبہ کمترمے کنند

(مجھے حیرت ہے، مجلس کے دانشمند سے پھر پوچھو توبہ کا مشورہ دینے والے خود بہت کم توبہ کرتے ہیں۔ت)

ہجرت کا غل مچایا اور اپنے آپ ایک نہ سر کا جو اُبھارنے میں آگئے ان مصیبت زدوں پر جو گزری سو گزری یہ سب اپنے جورو بچوں میں چین سے رہے، ہرا لگانہ پھٹکری، اور ترک تعاون میں بھی کیا کسی لیڈر یا مبلغ کے پاس زمینداری یا کسی قسم کی تجارت نہیں۔ نہ ان کا کوئی انگریزی یا ریاست میں ملازم ہے پھر انھیں کیوں نہیں چھوڑتے، کیا واحد قہار نے نہ فرمایا:

"لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ ۝" [1]	کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے، کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اتباع ہوا کی اجازت دی جو اللہ کی راہ سے گمراہ کرنے والی ہے، قال تعالٰی: "وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ" [2] اپنی خواہش کا پابند نہ ہو کہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے گمراہ کردے گی، خیر گمراہی تو ان صاحبوں کے یہاں بہت آسان بلکہ محبوب ترچیز ہے، مگر پچھلے مصرع پر اپنے لیڈروں اور کمیٹی کا فتوی لیں جس میں کہا کہ انگریزوں کے وفادار، ان کے حکم کے نیچے چلنے والے رہو اور اتنی تاکید ہے کہ ہر پیشانی پر اسی کی تجدید ہے اس سے مقاطعہ کیوں نہ فرض ہوا، اسے پارٹی بلکہ اسلام سے کیوں نہ خارج کیا، ہاں شاید ساقط الوزن کرنے میں اس نے اپنے لئے کچھ رات لگا رکھی ہو یعنی انگریزوں کے دکھانے کو اس طرح ہو اور لیڈروں کے سنانے کو یہ کہ آپ دیکھتے نہیں اس میں وزن ہی کہاں ہے یوں ہے: ع

لائل سبجکٹ تم نہ برٹش کے رہو — حشمت علی عفی عنہ

[1] القرآن الکریم ۶۱/ ۲، ۳

[2] القرآن الکریم ۳۸/ ۲۶

کیا خدا کا سخت دشمن بننا آسان سمجھا ہے کیا تمھارے یہاں سے نہ چھپا[عـــه] کہ "اگر کسی مسلمان رئیس نے دباؤ یا خوشامد سے کوئی ایسی کارروائی کی جس سے ثابت ہو کہ وہ دشمنان اسلام کا ساتھ دیتے ہیں تو فوراً ان کا شمار مرتدین میں ہوگا اور مرتد کی سزا اسلام کے آئین میں کیا ہے ہر شخص کو معلوم ہے" کیا کوئی ریاست آپ کے نزدیک اسی سے بری ہے کیا اس میں سب سے پیش قدم سلطنت علیہ دکن نہیں، کیا اس کے احکام اور چھپے ہوئے فرمان ملاحظہ نہ ہوئے، کیا آپ کے لیڈروں میں اسی کے وظیفہ خوار نہیں، کیا مد خیرات سے گیارہ گیارہ روپے یومیہ پانے والوں نے اپنا یومیہ بند کرالیا، کیا جسے اوروں کے لئے حرام بتاتے ہو آپ خوشی سے کھاتے ہو۔

لیڈروں پر لیڈروں سے مقاطعہ فرض ہے:

بلا پس ہو ان کے منہ لگا حرام ان سے نہ چھوٹا، اور لیڈروں کا منہ کس نے بند کیا ان پر ان لیڈروں سے مقاطعہ واجب تھا یا قرآن مجید بدل کر جو احکام دل سے گھڑے ہیں وہ کس طرح لیڈروں کے لگ بھگ نہیں اوروں کے سر پڑے ہیں یہ قانون کے مستثنیات عامہ ہیں، اور جب لیڈر خود ہی اپنے کہے پر عامل نہیں تو ان کی چیخ وپکار اوروں سے کیا عمل کرائے گی۔ ع

اوخویشتن گم ست کرا رہبری کند

(وہ تو خود گم ہے کس کی کیا رہبری کرے۔ت)

مانا کہ تم میں وہ بھی ہوں جو ان تینوں علتوں سے بری ہیں، نہ زمینداری نہ تجارت نہ اجازت کہ مالگزاری یا ابواب یا ٹیکس یا چنگی دینی پڑے اور انگریزوں سے تعلق تعاون پیدا ہو کر حرمت قطعیہ کا حکم جڑے، فرض کردم کہ خود اس سے پاک ہیں نرے مفلس محتاج بے نواز ہیں پھر یہاں تو عام ذرائع رزق یہی ہیں، کیمیا تو نہ بناتے ہوں گے، اوروں کے سر کھاتے ہوں گے، ان کا مال انھیں وجوہ سے ہوگا جو تمھارے نزدیک علی الاطلاق حرام ہے، تو حرام ہی کھایا یا حرام ہی کمایا۔ ہر طرح گرفتار حرام ہی رہے، نجات کی صورت بتائے پھر ترک معاملت کی فرضیت گائے، اور یہ روپیہ کہ ان جلسوں میں صرف

عـــه: دیکھو تقریر صدارت شیخ مشیر حسن قدوائی بیرسٹرایٹ لاء تعلقدار گدیا مطبوعہ لکھنؤ ص ۴۹ یہ بھی مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلّی کے ان مسائل میں امام ومتبوع ہیں، دیکھو خطبہ صدارت مولوی عبدالباری مطبوعہ لکھنؤ ص ۱۰ "میں ان مسائل میں کبھی مشیر حسن صاحب کے خلاف مشورہ نہیں کرتا" آپ بیرسٹر بھی ہیں اور تعلقدار بھی، بھلا انگریزوں سے آپ کو کیا تعلق لہذا صرف اسلامی ریاستوں کو مرتد فرمایا۔ حشمت علی لکھنوی عفی عنہ

کررہے ہو یہ بھی تو اس حرام کا ہے، سچ کہنا کیا دل میں سمجھ لئے ہو اگرچہ زبان سے نہ کہو کہ ع

مال حرام بود بجائے حرام رفت

اور ریل تار، ڈاک کیا انگریزوں سے معاملت نہیں اس میں تو سب چھوٹے بڑے مبتلا ہو اگر کہو انھیں سہولت کے لئے رکھ چھوڑا ہے تو اعلان کردو کہ ہمارے یہاں سہولت کے لئے حرام روا ہے، اگر کہو کہ زمینداری و تجارت چھوڑیں تو کھائیں کیا، تو ملازم اگر ملازمتیں چھوڑیں تو کھائیں کیا، جو جواب تمھارا ہے وہ سب کا ہے، غرض یہ نہ چلی نہ چل سکتی ہے، نہ تم نے خود اس پر عمل کیا، نہ کرسکتے ہو، اس کی پوری تصویر یہی ہے کہ ع

وہ کرتے ہیں اب جو نہ کیا تھا نہ کریں گے

پھر بے معنی چیخ وپکار سے کیا حاصل سوا اس کے کہ ع

مغز ماخورد و حلق خود بدرید (مغز ہمارا کھایا اور حلق اپنا پھاڑلیا۔ت)

ہندوؤں کی دیگ موافقت سے بانگی کا چاول:

اور بفرض غلط وبفرض باطل اگر سب مسلمان زمینداریاں تجارتیں نوکریاں تمام تعلقات یکسر چھوڑدیں تو کیا تمھارے جگری خیر خواہ جملہ ہنود بھی ایسا ہی کریں گے اور تمھاری طرح نرے ننگے بھوکے رہ جائیں گے، حاشا ہرگز نہیں، زنہار نہیں، اور جو دعوی کرے اس سے بڑھ کر کاذب نہیں مکار نہیں، اتحاد و وداد کے جھوٹے بھروں پر بھولے ہو منافقانہ میل پر پھولے ہو سچے ہو تو موازنہ نہ دکھاؤ کہ اگر ایک مسلمان نے ترک کی ہو تو ادھر پچاس ہندوؤں نے نوکری تجارت زمینداری چھوڑدی ہو کہ یہاں مالی نسبت یہی یا اس سے بھی کم ہے، اگر نہیں دکھاسکتے تو کھل گیا کہ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

لاجرم نتیجہ کیا ہوگا یہ کہ تمام اموال کل دولتیں دنیاوی جمیع اعزاز جملہ وجاہتیں صرف ہندوؤں کے ہاتھ میں رہ جائیں اور مسلمان دانے دانے کو محتاج بھیک مانگیں اور نہ پائیں، ہندو کہ اب انھیں پکائے ڈالتے ہیں جب بے خوف وخطر کچا ہی چبائیں، یہ ہے لیڈر صاحبوں کی خیر خواہی یہ ہے حمایت اسلام میں جانکاہی، **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔

ہندو کیوں ملے ہیں، اس کا راز:

میں نے اپنی ایک تقریر میں اس ہندو الفت وگاندھی رغبت کا راز بیان کیا تھا جسے بعض احباب نے تحریر میں لیا، اس کا اعادہ موجب افادہ۔ مسلمانوں کا رب جل وعلا فرماتا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًاؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ۝۱۱۸" [1]	اے ایمان والو! کسی کافر کو اپنا ہم راز نہ بناؤ وہ تمھارے نقصان رسانی میں کمی نہ کریں گے، ان کی دلی تمنا ہے تمھارا مشقت میں پڑنا، دشمنی ان کے مونہوں سے کھل چکی ہے اور وہ جو ان کے سینوں میں دبی ہے بہت بڑی ہے بیشک ہم نے تمھیں صاف صاف نشانیاں بتادیں اگر عقل رکھتے ہو۔

قرآن عظیم گواہ ہے اور اس سے بہتر کون گواہ "وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا۝۱۲۲" [2] (اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔ت) کہ مشرکین ہر گز ہماری خیر خواہی نہ کریں گے، خیر خواہی درکنار کبھی بدخواہی میں کمی نہ کریں گے، پھر انھیں یار وانصار بنانا ان سے وداد واتحاد منانا ان کے میل سے نفع کی امید رکھنا صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب ہے یا نہیں ہے، اور ضرور ہے، "وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ۝۸۵" [3] (مگر تمھیں نگاہ نہیں۔ت) آؤ اب ہم تمھیں قرآن عظیم کی تصدیق دکھائیں اور ان کی طرف سے اس میل اور مَیل کا راز بتائیں، دشمن اپنے دشمن کے لئے تین باتیں چاہتا ہے:

اول: اس کی موت کہ جھگڑا ہی ختم ہو۔

دوم: یہ نہ ہو تو اس کی جلاوطنی کہ اپنے پاس نہ رہے۔

سوم: یہ بھی نہ ہوسکے تو اخیر درجہ اس کی بے پری کہ عاجز کر رہے۔

مخالف نے یہ تینوں درجے ان پر طے کردئے اور ان کی آنکھیں نہیں کھلتیں خیر خواہی سمجھے جاتے ہیں

اولا: جہاد کے اشارے ہوئے اس کا کھلا نتیجہ ہندوستان کے مسلمانوں کا فنا ہونا تھا، **ثانیا:** جب یہ نہ بنی ہجرت کا بھرادیا کہ کسی طرح یہ دفع ہو ملک ہماری کبڈیاں کھیلنے کو رہ جائے یہ اپنی جائدادیں کوڑیوں کے مول ہمیں یایوں ہی چھوڑ جائیں، بہر حال ہمارے ہاتھ آئیں ان کی مساجد ومزارات اولیاء ہماری پامالی کو رہ جائیں، **ثالثا:** جب یہ بھی نہ نبھی تو ترک موالات کا جھوٹا حیلہ کرکے ترک معاملت پر ابھارا ہے کہ نوکریاں چھوڑدو کسی کونسل کمیٹی میں داخل نہ ہو، مالگزاری ٹیکس کچھ نہ دو خطابات واپس کردو امر اخیر تو صرف اس لئے ہے کہ ظاہری نام کام دنیوی اعزاز بھی کسی مسلمان کے لئے نہ رہے اور پہلے تین اس لئے

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

[2] القرآن الکریم ۴/ ۱۲۲

[3] القرآن الکریم ۵۶/ ۸۵

کہ ہر صیغہ وہر محکمہ میں صرف ہنود رہ جائیں، جہاں ہنود کا غلبہ ہوتا ہے حقوق اسلام پر جو گزرتی ہے ظاہر ہے، جب تنہا وہی رہ جائیں گے تو اس وقت کا اندازہ کیا ہو سکتا ہے، مالگزاری وغیرہ نہ دینے پر کیا انگریز چپ بیٹھے رہیں گے؟ ہر گز نہیں، قرقیاں ہوں گی تعلیقے ہوں گے، جائدادیں نیلام ہوں گی اور ہندو خریدیں گے، نتیجہ یہ کہ مسلمان صرف قلی بن کر رہ جائیں، یہ تیسرا درجہ ہے، دیکھا تم نے قرآن عظیم کا ارشاد کہ "وہ تمھاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے "ان کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو والعیاذ باللہ تعالٰی۔

منکر پر ردو انکار کس حالت میں فرض ہے اور کہاں اس کا حکم نہیں:

(۱۲) منکر کا ازالہ ضرور فرض ہے اپنے مراتب ثلاثہ پر جن میں تیسرا مرتبہ کہ تغییر بالقلب ہے یعنی دل سے اسے برا جاننا مطلقًا ہر حال میں فرض عین ہے، اور پہلے دونوں بشرط قدرت علی الترتیب فرض کفایہ مگر دوسرا یعنی تغییر باللسان اس حالت میں ہر گز فرض نہیں کہ مرتکب اس کی شناعت سے خود آگاہ ہو جان بوجھ کر اس کا مرتکب ہو اور امید واثق نہ ہو کہ منع کئے سے باز رہے گا ایسی حالت میں اس زبان یا قلم سے کہ وہ بھی ایک زبان ہے ردو انکار اصلا واجب نہیں رہتا خصوصا جبکہ مظنہ فتنہ وشورش ہو۔ فتاوٰی امام قاضی خاں وفتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

انما یجب الامر بالمعروف اذا علم انھم یستمعون۔[1]	امر بالمعروف اسی وقت واجب ہے جب یہ جانے کہ وہ کان لگا کر سنیں گے۔

نصاب الاحتساب میں ہے:

المقصود منه الائتمار فاذا فات ذٰلك لایجب[2]۔	امر بالمعروف سے مقصود تو یہ ہے کہ لوگ مانیں جب اس کی امید نہ ہو تو وہ واجب نہیں۔

بستان امام فقیہ ابو اللیث ومحیط وہندیہ وغیرہا میں ہے:

ان کان یعلم باکبر رأیه انه لو امر بالمعروف یقبلون ذٰلك منه و	اگر اپنے غالب گمان سے جانتا ہو کہ امر بالمعروف کرے گا تو یہ لوگ مان لیں گے اور بُری بات سے

[1] فتاوٰی ہندیہ الباب السابع عشر فی الغناء واللھو الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۳

[2] نصاب الاحتساب

یمتنعون عن المنکر فالامر واجب لایسعه ترکه ولو علم باکبررأیه انه لو امرهم بذٰلك قذفوه وشتموه فترکه افضل ولوعلم انهم لایقبلون منه ولایخاف منه ضربا ولاشتما فهو بالخیار والامر افضل [1]۔(ملخصا)	باز آئیں گے تو امر بالمعروف واجب ہے اسے چھوڑنے کی گنجائش نہیں اور اگر اپنے غالب گمان سے جانتا ہو کہ امر بالمعروف کرے گا تو یہ لوگ پتھر پھینکیں گے گالی دیں گے تو اس وقت امر بالمعروف نہ کرنا ہی افضل ہے اور اگر جانیں مانیں گے تو نہیں مگر ان سے گالی کا بھی اندیشہ نہیں تو اختیار ہے چاہے امر بالمعروف کرے یا نہ کرے اور کرنا بہتر ہے۔

وجیز امام کردری وعالمگیریہ میں ہے:

اللحن حرام بلاخلاف فاذاقرأ بالالحان و سمعه انسان ان علم انه ان لقنه الصواب لایدخل الوحشة یلقنه وان دخله الوحشة فهو فی سعة ان لا یلقنه۔فان کل امر بمعروف یتضمن منکرا یسقط وجوبه [2]۔	قرآن عظیم کا غلط پڑھنا بالاتفاق حرام ہے تو اگر کوئی شخص غلط پڑھ رہا ہو اور دوسرا سنے اگر یہ سننے والا جانے کہ اسے صحیح بتاؤں گا تو اسے وحشت پیدا نہ ہوگی تو بتائے، اور اگر بتانے سے اسے وحشت پیدا ہو تو اسے گنجائش ہے کہ نہ بتائے کہ جو امر بالمعروف کسی منکر کو متضمن ہو اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔

مثلاً کوئی مسلمان نہیں جانتا کہ ناحق قتل یا غارت مسلم حرام وموجب عذاب نار ہے، کون نہیں جانتا کہ اس میں کسی طرح کی اعانت مطلقاً حرام و مستوجب غضب جبار ہے، کون نہیں جانتا کہ زنا حرام ہے، کون نہیں جانتا کہ شراب پینا سخت خبیث کام ہے اور ہزاروں لاکھوں اس کے مرتکب ہیں، پھر کبھی نہ سنا ہوگا کہ علماء یا ان کی تحریریں ہر چکلے ہر بھٹی کا گشت کریں اصلاً ہرگز تمام جہان میں کوئی عالم بلکہ کوئی عاقل اس کا قائل نہیں، اور خود ان لیڈروں میں جو جامہ مولویت میں ہیں وہ بھی اس کے عامل نہیں، آخر یہ اس لئے کہ وہ لوگ دانستہ مرتکب ہیں، اور مظنون نہیں کہ منع سے مانیں بلکہ شورش وشر کا احتمال بیشتر کا ایسی جگہ جب تغییر بالید مقدور نہیں تغییر باللسان کچھ ضرور نہیں، غیر ضروری اور اس پر طرہ یہ کہ نامفید ایسا شور مچانا اور بلاوجہ شرعی شورشوں کے لئے مفید سپر ہو جانا کون سی شریعت نے واجب مانا، ایسے ہی مواقع کے لئے ارشاد الٰہی ہے:

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ الباب السابع فی الغناء واللھو الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۲۔۳۵۳

[2] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب الرابع فی الصلوٰۃ الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۱۷

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ ؕ "[1]	اسے ایمان والو! تم اپنے آپ کو سنبھالے رہو دوسروں کا گمراہ ہونا تمھیں نقصان نہ دے گا جب تم راہ پر ہو۔

ہاں اگر کسی منکر شرعی پر گمراہان گمراہ گر فرقہ بندی کریں اور اسے بزور زبان وزور و بہتان معروف شرعی کا جامہ پہنائیں اور اس کے لئے آیات واحادیث واقوال ائمہ کی تحریف وتصحیف منائیں احکام الٰہیہ کو کایا پلٹ کرکے حرام کو حلال حلال کو حرام دکھائیں، جیسا اب گاندھی مت اور گاندھوی امت مسائل موالات مشرکین، ومعاہدہ مشرکین واستعانت مشرکین، ودخول مشرکین فی المساجد وغیرہا میں کررہی ہے، تو اس وقت ان منکرات کبرٰی وواہیات عظمٰی کا ازالہ فرض اعظم ہوگا، خطیب بغدادی جامع میں راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا ظهرت الفتن اوقال البدع فليظهر العالم علمه ومن لم يفعل ذٰلك فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين۔ لايقبل الله منه صرفا ولاعدلا[2]۔	جب فتنے یا فرمایا بدمذہبیاں ظاہر ہوں تو فرض ہے کہ عالم اپنا علم ظاہر کرے اور جو ایسا نہ کرے اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت، اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔

یہ سعی ان معاندوں کے لئے نہیں جو دانستہ تغییر کلام اللہ وتبدیل احکام اللہ کر رہے ہیں بلکہ ان شبہات کے کشف کو ہے جن سے وہ احکام الٰہیہ کو بدلتے اور عوام مسلمین کو چھلتے ہیں اس امید پر کہ مولٰی عزوجل چاہے تو جو ان کے دھوکے میں آگئے حق کی طرف واپس آئیں اور جن پر ہنوز ان کا فریب نہ چلا بعونہ تعالٰی حفظ وپناہ پائیں "اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿۱۹﴾ "[3]۔ "اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۰﴾ "[4] (بیشک یہ اللہ کو آسان ہے، بیشک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ت) حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

واللہ لان یھدی اللہ بك رجلا	خدا کی قسم بیشك یہ بات کہ اللہ تیرے سبب سے

[1] القرآن الکریم ۵/ ۱۰۵

[2] الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع حدیث ۱۳۶۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۰۸

[3] القرآن الکریم ۲۹/ ۱۹

[4] القرآن الکریم ۲۰/۲۹

واحد اخیرلك من ان یکون لك حمر النعم [1]۔رواہ البخاری ومسلم عن سھل بن سعد ی رضی اللہ تعالٰی عنہ جعل اللہ لنا السھل والسعدی فی القبل والبعد وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وبارك وسلم۔	ایک شخص کو ہدایت فرمادے تیرے لئے سرخ اونٹوں کا مالک ہونے سے بہتر ہے، یہ حدیث بخاری ومسلم نے سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی (اللہ تعالٰی انھیں ہمارے اگلے پچھلوں کے لئے سہل اور مبارک بنائے وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وبارك وسلم۔ت)

سنانی جہاد کے احکام واقسام کاذکر

تنبیہ: جہاد کہ اعظم وجوہ ازالہ منکر ہے اسی کی تین قسمیں ہیں:

(۱) جنانی (۲) لسانی (۳)

جہاد جنانی: یعنی کفر وبدعت وفسق کو دل سے برا جاننا جو ہر کافر مبتدع وفاسق سے ہے اور ہر مسلمان کہ اسلام پر قائم ہو یہ کرتا ہے مگر جنھوں نے اسلام کو سلام اور اپنے آپ کو مشرکین وکفار کا غلام کیا ان کی راہ جدا ہے ان کا دین غیر دین خدا ہے۔

لسانی: کہ زبان وقلم سے رد، وہ ابھی سن چکے کہ ایسوں ہی پر سب سے اہم وآکد، یہ **بحمداللہ تعالٰی** خادمان شرع ہمیشہ سے کررہے ہیں اور اللہ ورسول کی مدد شامل ہو تو دم آخر تک کریں گے، [1]وہابیہ، [2]نیاچرہ، [3]دیوبندیہ، [4]قادیانیہ، [5]روافض، [6]غیر مقلدین، [7]ندویہ، [8]آریہ [9]نصارٰی وغیرہم سے کیا اور اب ان گاندھویہ سے بھی وہی برسرپیکار ہیں حق کی طرف بلاتے اور باطل کو باطل کر دکھاتے اور مسلمانوں کو گمراہ گروں کے شر سے بچاتے ہیں **وللہ الحمد** آگے ہدایت رب عزوجل کے ہاتھ ہے۔

رہا **جہاد سنانی:** ہم اوپر بیان کرچکے ہیں کہ یہ نصوص قرآن عظیم ہم مسلمانان ہند کو جہاد برپا کرنے کا حکم نہیں اور اس کا واجب بتانے والا مسلمان کا بدخواہ مبین۔

یہاں کے مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں اور واقعہ کربلا سے لیڈران کا استناد اغوائے مسلمین:

بہکانے والے یہاں واقعہ کربلا پیش کرتے ہیں یہ ان کا محض اغوا ہے۔ **اولا** اس لڑائی میں ہر گز حضرت

[1] صحیح البخاری کتاب الجہاد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۱۳۔۴۲۲، صحیح مسلم باب من فضائل علی ابن ابی طالب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۷۹

امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف سے پہل نہ تھی امام نے خبیث کوفیوں کے وعدہ پر قصد فرمایا تھا جب ان غداروں نے بد عہدی کی قصد رجوع فرمایا اور جب سے شروع جنگ تک اسے بار بار احباب واعداء سب پر اظہار فرمایا۔

(ا) جب حر بن یزید ریاحی تمیمی رحمہ اللہ تعالٰی اول بار ہزار سواروں کے ساتھ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مزاحم ہوئے امام نے خطبہ فرمایا: "اے لوگو! میں تمھارا بلایا آیا ہوں، تمھارے ایلچی اور خطوط آئے کہ تشریف لایئے ہم بے امام ہیں، میں آیا اب تم اگر عہد پر قائم ہو تو میں تمھارے شہر میں جلوہ فرما ہوں "**وان لم تفعلوا وکنتم بمقدمی کارھین انصرفت عنکم الی المکان الذی اقبلت منه الیکم**[1] "اور اگر تم عہد پر نہ رہو یا میرا تشریف لانا تمھیں ناپسند ہو تو میں جہاں سے آیا وہیں واپس جاؤں" وہ خاموش رہے۔

(ب) پھر بعد نماز عصر خطبہ فرمایا اور اس کے اخر میں بھی وہی ارشاد کیا کہ "**ان انتم کرھتمونا انصرفت عنکم**[2] اگر تم ہمیں ناپسند رکھتے ہو میں واپس جاؤں، حر نے کہا ہمیں تو یہ حکم ہے کہ آپ سے جدا نہ ہوں جب تک ابن زیاد کے پاس کوفے نہ پہنچادیں۔

(ج) امام نے اس پر بھی ہمراہیوں کو معاودت کا حکم دیا وہ بقصد واپسی سوار ہوئے حر نے واپس نہ ہونے دیا۔

(د) جب نینوٰی پہنچے حر کے نام ابن زیاد خبیث کا خط آیا کہ حسین کو پٹیر میدان میں اتارو جہاں پانی نہ ہو اور یہ میرا ایلچی تمھارے ساتھ رہے گا کہ تم میرا حکم بجالاتے ہو یا نہیں۔ حر نے حضرت امام کو ناپاک خط کا مضمون سنایا اور ایسی ہی جگہ اترنے پر مجبور کیا، فدائیان امام سے زہیر بن القین رحمہ اللہ تعالٰی نے عرض کی: اے ابن رسول اللہ! آگے جو لشکر آنے والے ہیں وہ ان سے بہت زائد ہیں ہمیں اذن دیجئے کہ ان سے لڑیں، فرمایا: "**ما کنت لابدأھم بالقتال**[3] " میں ان سے قتال کی پہل کرنے کو نہیں۔

(ہ) جب خبیث ابن طیب یعنی ابن سعد اپنا لشکر لے پہنچا حضرت امام سے دریافت کیا کیسے آئے؟ فرمایا: تمھارے شہر والوں نے بلایا تھا "**فاما اذ کرھونی فانی انصرف عنھم**[4] "اب کہ میں انھیں ناگوار ہوں واپس جاتا ہوں، ابن سعد نے یہ ارشاد ابن زیاد کو لکھا، اس خبیث نے نہ مانا، **قاتله الله**۔

(و) شب کو ابن سعد سے خلوت میں گفتگو ہوئی اس میں بھی حضرت امام نے فرمایا: "**دعونی**

[1] تاریخ الطبری ثم دخلت سنة احدی وستین دار القلم بیروت الجزء السادس ۶/ ۲۲۸

[2] تاریخ الطبری ثم دخلت سنة احدی وستین دار القلم بیروت الجزء السادس ۶/ ۲۲۸

[3] تاریخ الطبری ثم دخلت سنة احدی وستین دار القلم بیروت الجزء السادس ۶/ ۲۳۲

[4] تاریخ الطبری ثم دخلت سنة احدی وستین دار القلم بیروت الجزء السادس ۶/ ۲۳۴

ارجع الی المکان الذی اقبلت منہ[1] " مجھے چھوڑو کہ میں مدینہ طیبہ واپس جاؤں، ابن سعد نے ابن زیاد کو لکھا اس بار وہ راضی ہوا تھا کہ شمر مردود خبیث نے باز رکھا۔

(ز) عین معرکہ میں قتال سے پہلے فرمایا:

ایھاالناس اذکرھتمونی فدعونی انصرف الی مأمنی من الارض[2]۔	اے لوگو! جبکہ تم مجھے پسند نہیں کرتے تو چھوڑو کہ اپنی امن کی جگہ چلا جاؤں۔

اشقیاء نے نہ مانا، غرض جب سے برابر قصد عود رہا مگر ممکن نہ ہوا کہ منظور رب یونہی تھا، جنت آراستہ ہو چکی تھی اپنے دولھا کا انتظار کر رہی تھی، وصال محبوب حقیقی کی گھڑی آگئی تھی تو ہر گز لڑائی میں امام کی طرف سے پہل نہ تھی ان خبیثوں ہی نے مجبور کیا، اب دو صورتیں تھیں یا بخوف جان اس پلید کی وہ ملعون بیعت قبول کی جاتی کہ یزید کا حکم ماننا ہوگا اگرچہ خلاف قرآن وسنت ہو۔ یہ رخصت تھی ثواب کچھ نہ تھا قال تعالٰی: " اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَقَلۡبُهٗ مُطۡمَٮِٕنٌّۢ بِالۡاِيۡمَانِ "[3]۔ مگر جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔ یا جان دے دی جاتی اور وہ ناپاک بیعت نہ کی جاتی، یہ عزیمت تھی اور اس پر ثواب عظیم، اور یہی ان کی شان رفیع کے شایان تھی، اسی کو اختیار فرمایا، اسے یہاں سے کیا علاقہ!

ثانیا بالفرض اس بے سروسامانی میں امام کی طرف سے پہل بھی سہی تو یہاں ایک فرق عظیم ہے جس سے یہ جاہل غافل، فاسقوں پر ازالہ منکر میں حملہ جائز اگرچہ یہ تنہا ہو اور وہ ہزاروں اور سلطان اسلام جس پر اقامت جہاد فرض ہے اسے بھی کافروں سے پہل حرام جبکہ ان عـــہ کے مقابلہ کے قابل نہ ہو، مجتبٰی وشرح نقایہ وردالمحتار کی عبارت گزشتہ:

ھذا اذا غلب علی ظنہ انہ یکافیھم والا فلا یباح قتالھم۔	یہ اس وقت ہے جب گمان غالب ہو کہ ان کے مقابلہ کے قابل ہے ورنہ ان سے لڑنا حلال نہیں۔ (ت)

کے بعد ہے بخلاف الامر بالمعروف[4] (امر بالمعروف کا حکم اس کے خلاف ہے۔ ت) شرح سیر میں اس کی وجہ بیان فرمائی:

ان المسلمین یعتقدون مایأمر بہ فلا بد	امر بالمعروف میں مسلمانوں کو جو حکم دے گا وہ دل سے

عـــہ: اور شرط قدرت تو دفاع بلکہ کسی فرض اسلامی سے کبھی منفک نہیں بنصوص قطعیہ واجماع امت مرحومہ۔

[1] الکامل فی التاریخ ذکر مقتل حسین دار صادر بیروت ۴/ ۵۴و۵۵

[2] تاریخ الطبری ثم دخلت سنۃ احدی وستین دار القلم بیروت الجزء السادس ۶/ ۲۴۳

[3] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۶

[4] جامع الرموز کتاب الجھاد گنبد قاموس ایران ۴/ ۵۵۵

ان یکون فعلہ مؤثرا فی باطنہم بخلاف الکفار[1]۔	اسے حق جانتے ہیں تو ضرور اپنے دل میں اس کے فعل سے متاثر ہوں گے بخلاف کفار،

دیکھو امام نے کیا کیا اور تم کیا کر رہے رہو، کیوں اسلام و کفر ملاتے ہو:

ثالثًا: حضرت امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام پاک لیتے ہوئے شرم چاہئے تھی، کیا امام تو امام ان کے غلام ان کے در کے کسی کتے نے **معاذ اللہ** مشرکوں سے مدد مانگی، کیا کسی مشرک کا دامن تھاما، کیا کسی مشرک کے پس روبنے، کیا مشرکوں کی جے پکاری، کیا مشرکوں سے اتحاد گانٹھا، کیا مشرکوں کے حلیف بنے، کیا ان کی خوشامد کے شعار اسلام بند کرنے میں کوشاں ہوئے، کیا قرآن عظیم و حدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کردی وغیرہ وغیرہ شنائع کثیرہ بہتر تن سے بیس ہزار فجار کا مقابلہ فرمایا۔ امام کا نام لیتے ہو تو کیا تم میں بہتر مسلمان بھی نہیں جب تئیس کروڑ مشرکین تمھارے ساتھ ہوں گے اس وقت تم میں بہتر مسلمانوں کا عدد پورا ہوگا، قرآن کو پیٹھ دینے والو! کیوں امام کا نام لیتے ہو، اسلام سے الٹے چلنے والو! کیوں مسلمانوں کو دھوکے دیتے ہو، دہلی میں فتوٰی چھاپ دیا کہ اس وقت جہاد واجب ہے بے سروسامانی کے جواب کو امام کی نظیر پیش ہوگئی اور حالت یہ کہ ذرا سی دھوپ سے بچنے کو گوپتروں کی چھاؤں ڈھونڈھ رہے ہیں، کیا تم اپنے ہی فتوے سے نہ صرف تارک فرض و مرتکب حرام بلکہ راضی بہ غلبہ کفر و ذلت اسلام نہ ہوئے، امام کا توکل اللہ پر تھا اور تمھارا اعتماد اعداء اللہ پر، یقین جانو کہ اللہ سچا، اللہ کا کلام سچا "لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا" "مشرکین تمھاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے وہ جھوٹا فتوٰی اور یہ پوچ بھروسا اور خادمان شرع پر الٹا غصہ کہ کیوں خاموش رہے کیوں سینہ سپر نہ ہوئے، یہ ہے تمھاری خیر خواہی اسلام یہ ہیں تمھارے دل ساختہ احکام، جن پر نہ شرع شاہد نہ عقل مساعد، مسلمان ہونے کا دعوٰی ہے تو اسلام کے دائرے میں آؤ، تبدیل احکام الرحمٰن و اختراع احکام الشیطان سے ہاتھ اٹھاؤ، مشرکین سے اتحاد توڑو، دیوبندیہ وغیرہم مرتدین کا ساتھ چھوڑو کہ جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دامن پاک اپنے سایہ میں لے، دنیا نہ ملے نہ ملے دین تو ان کے صدقے میں ملے۔

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً۪ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ	اے ایمان والو! اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ شیطان کے پس رو نہ ہو بیشک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے

[1] شرح السیر الکبیر

مُّبِيْنٌ ۝۲۰۸ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۰۹ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۲۱۰ "[1]	پھر اگر روشن دلیلیں آنے پر تمھارا قدم لغزش کرے تو جان لو اللہ غالب حکمت والا ہے کاہے کے انتظار میں ہیں سوا اس کے کہ گھٹاٹوپ بادلوں میں اللہ کا عذاب اور فرشتے آئیں اور کام تمام ہو اور اللہ ہی کی طرف سب کام پھرتے ہیں۔

ربنا علیك توکلنا والیك انبنا والیك المصیر o ربنا لاتجعلنا فتنة للذین کفروا و اغفرلنا ربنا انك انت العزیز الحکیم o ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین o امین یاارحم الراحمین o وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا وملجانا ومأوٰنا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین دائما ابدا الاٰبدین، عدد کل ذرۃ الف الف مرۃ فی کل اٰن وحین والحمد للہ رب العلمین، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۰۸تا۲۱۰

انفس الفکر فی قربان البقر ۱۲۹۸ھ

(گائے کی قربانی کے بارے میں بہترین طریقہ)

مسئلہ ۱۸۴: عجیبہ عہ از مراد آباد شوال ۱۲۹۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین مذہب حنفیہّ اس مسئلہ میں کہ گاؤ کشی کوئی ایسا امر ہے جس کے نہ کرنے سے کوئی شخص دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، یا اگر کوئی معتقد اباحت ذبح ہو مگر کوئی گائے اس نے ذبح نہ کی ہو یا گائے کا گوشت نہ کھایا ہو، ہر چند کہ اکل اس کا جائز جانتا ہے، تو اس کے اسلام میں کچھ فرق نہ آئے گا اور وہ کامل مسلمان رہے گا، گاؤ کشی کوئی واجب فعل ہے کہ جس کا تارک گنہ گار ہوتا ہے، یا اگر

عــــہ: **اہم وضاحت:** (ذلك فضل الله یؤتیه من یشاء کا نمونہ ومصداق) ۱۲۹۸ہجری کا ربع اخیر ہے شوال مکرم کا ماہ منیر ہے، اس لیے خاتمۃ المحققین امام المدققین والد ماجد حضرت مصنف علام مدظلہ وقدس سرہ الشریف کے وصال کو دس مہینے ہوئے ہیں بضرورت انتظام معاش جانب جائداد چند روز ابتدا میں توجہ کرنی ہوئی ہے اس لئے حضرت مصنف مدظلہ اپنے دیہات میں تشریف رکھتے ہیں کہ وہیں یہ سوال پہنچا اس وقت کھیتوں کا معاینہ تھا آدمی نے وہیں یہ سوال پیش کیا، بنگاہ اولین

(باقی برصفحہ آئندہ)

کوئی شخص گاؤ کشی نہ کرے صرف اباحت ذبح کا دل سے معتقد ہو تو وہ گنہ گار نہ ہوگا۔ جہاں بلاوجہ اس فعل کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اس کے اندرونی مقصد کو پہچان لیا کہ اگرچہ یہاں بعض مسلمانون نے بھیجا مگر اصل سائل ہنود ہیں اور فورا معلوم کیا کہ وہ اس سے کیا چاہتے ہیں، اور اہل اسلام کو کیسے نقصان پہنچانے کا ارادہ کرتے ہیں، عصر کا وقت تھا، فرمایا: صحیح جواب دیا جائے گا، دیہات میں کتابیں نہ تھیں، دوسرے دن وہ جواب تحریر فرمادیا، جو ناظرین نے ملاحظہ فرمایا، جس نے بحمداللہ تعالٰی فریب دینے والوں کے مکر کو خاک میں ملایا، والاحضرت حامی سنت مولٰنا مولوی محمد ارشاد حسین رامپوری رحمۃاللہ تعالٰی علیہ اور علمائے رامپور نے اس پر تصدیقیں لکھیں، اور حضرت مولٰنا موصوف مرحوم نے مقاصد کو پہچان کر تصدیق میں تحریر فرمایا کہ "**الناقد بصیر**" یہ پرکھنے والا آنکھیں رکھتا ہے یعنی اس کا دیدہ بصیرت نورالٰہی سے منور ہے کہ مکاروں کے خفی مکر کی تہہ تک پہنچ گیا اور اس کا قلع قمع کیا،

"**ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾**"[1] (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اللہ بڑے فضل والا ہے۔ت)

جب جناب مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کا فتوی ۱۳۰۵ھ میں چھپا اس کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ سوال اسی ماہ وسال میں ان کے پاس بھی گیا تھا، یہاں مرادآباد سے آیا، وہاں مرزاپور سے گیا تھا، اور عجب نہیں کہ مختلف مقامات سے اور علماء کے پاس بھی بھیجا ہوا، اوروں کا جواب تو کیا معلوم مگر جناب لکھنوی صاحب کا جواب چھپا جس سے ظاہر ہوا کہ عیاروں کا دھوکا ان پر چل گیا انھوں نے غور نہ فرمایا کہ سوال کے تیور کیا ہیں اس کا سائل کون ہونا چاہئے، اس سے اس کی غرض کیا ہے، سیدھا سادہ پاؤں تلے کا جواب لکھ دیا کہ:

"گاؤ کشی واجب نہیں، تارک گنہ گار نہ ہوگا، بقصد اثارت فتنہ گاؤ کشی نہ چاہئے بلکہ جہاں فتنہ کا ظن غالب ہو احتراز اولٰی ہے قربانی اونٹ کی بہتر ہے[2]۔ محمد عبدالحیٔ"

وہیں کے اور دو۲ صاحبوں نے مہر کی، اس پر مسلمانوں کی ضرورت ہوئی کہ اہل افتا کو ہوشیار کریں انھیں دنیا کی حالت ملک کی رنگت دکھائیں خود اپنے جواب کو صحیح معنی کی طرف پھیرنے کی راہ بتائیں، لہذا اس پر دو سوال ہوئے:

سوال اول: "حضرت علماء سے جن کی مواہیر اس پرچہ پر ثبت ہیں استفسار ہے کہ جواب میں آپ کی مراد اس جملہ سے آیا یہ ہے کہ ابتدائے فتنہ اہل اسلام کی طرف سے نہ ہو یعنی (باقی اگلے صفحہ پر)

[1] القرآن الکریم ۵۷/ ۲۱

[2] مجموعہ فتاوٰی کتاب الاضحیہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/ ۲۸۲ و ۲۸۳

ارتکاب سے ثوران فتنہ وفساد ہو اور مفضی بہ ضرر اہل اسلام ہو، اور کوئی فائدہ اس فعل پر مرتب نہ ہو اور عملداری

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

جہاں عملداری ہنود کی ہو وہاں بقصد فتنہ انگیزی گاؤکشی نہ کریں یا یہ کہ بلاد ہند وغیرہ میں جہاں ہمیشہ سے اہل اسلام گائے ذبح کرتے آئے اور کبھی ان کو مقصود فتنہ انگیزی نہ ہوئی بلکہ اجرائے حکم شریعت اب اگر مسلمان ان بلاد میں گائے ذبح کرے اور ہندو بنظر تعصب منع کریں تو مسلمان اس سے باز رہے"[1]

طبیعت میں حق کی طرف رجوع کا مادہ تھا اس سوال سے تنبہ ہوا اور حضرات علماء نے یہ **جواب** تحریر فرمایا: "گائے ذبح کرنا اگرچہ مباح ہے واجب نہیں، مگر ایسا مباح نہیں کہ کسی زمانہ یا بلاد خاص میں اس کا رواج ہو بلکہ یہ طریقہ قدیمہ ہے زمان آنحضرت صلعم عــہ و صحابہ وتابعین وجملہ سلف صالحین سے تمام بلاد وامصار میں اور اسکی اباحت پر اجماع ہے تمام اہل اسلام کا، ایسے امر شرعی ماثور قدیم سے اگر ہنود روکیں تو مسلمان کو اس سے باز رہنا نہیں درست ہے بلکہ ہر گاہ ہنود کا ایک امر شرعی قدیم کے ابطال میں کوشش کریں، اہل اسلام پر واجب ہے کہ اس کے ابقاء واجراء میں سعی کریں، اگر ہنود کے کہنے سے اس فعل کو چھوڑیں گے تو گنہگار ہوں گے، اور مقصود اس جملہ میں جو جواب سابق میں ہے یہ ہے کہ بقصد برانگیختہ کرنے فتنہ وفساد کے گاؤکشی نہ چاہئے مثلاً جہاں عملداری ہنود کی ہو وہاں مسلمان بقصد ابتدائے مردم آزادی خواہ مخواہ ذبح کریں یا عیدالاضحیٰ میں کسی ہندو کے مکان کے قریب جاکے بایں خیال ذبح کریں کہ فتنہ قائم ہو ایسی صورتوں کا ارتکاب نہ چاہئے بلکہ ایسی حالت میں ترک، اولیٰ ہے اور بلاد ہندوستان وغیرہ میں ترک اولیٰ نہیں بلکہ اس کے ابقا میں سعی واجب ہے ہے[2]"

محمد عبدالحی ابوالحسنات

سوال تو پہلے بھی ہندوستان ہی سے آیا تھا مگر اس وقت غور نہ فرمایا گیا۔ (باقی برصفحہ آیندہ)

عــہ: استغفراللہ بلکہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲ کاتب۔

[1] مجموعہ فتاوٰی عبدالحی کتاب الاضحیہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/ ۸۳۔۲۸۲)

[2] مجموعہ فتاوٰی عبدالحی کتاب الاضحیہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/ ۲۸۳

اسلام بھی نہ ہو تو وہاں بدیں وجہ اس فعل سے کوئی باز رہے تو جائز ہے یا یہ کہ بلاسبب ایسی حالت میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) "فی الواقع ان بلاد میں مسلمانوں کو گاؤ کشی باقی رکھنے میں کوشش لازم ہے اور مراد اس فقرہ سے یہ ہے کہ جہاں عملداری خاص ہنود کی ہے اور گاؤ کشی وہاں زینہار نہیں ہوتی اس جگہ باعلان گاؤ کشی کرنا بنظر فتنہ اولٰی نہیں [1]"

محمد عبدالوہاب

"فی الواقع مقصود جملہ سابق سے یہ ہے کہ بارادہ برانگیختہ کرنے فساد کے عملداری خاص ہنود میں جہاں گائے ذبح نہ ہوتی ہو گاؤ کشی باعلان نہ چاہئے یا ہندو کے ہمسایہ میں علانیہ ذبح کرنا بارادہ فساد نہ چاہئے جن بلاد و مواضعات ہند میں رواج گاؤ کشی چلاآیا ہے اب کوئی ہندو بپاس تعصب مانع ہے تو مسلمانوں کو بپاس حمیت اسلامی ابقائے گاؤ کشی میں کوشش بلیغ لازم ہے زینہار ترک نہ کریں گاؤ کشی شعار مسلمانی ہے احتمال فساد ہو تو بذریعہ حکام رفع کرنا اس کا بابقائے رواج قدیم واجب ہے بخوف فساد ہنود ذبح گائے سے زینہار باز نہ رہیں، ذبح گاؤ شعائر اسلام سے ہے اہمال اس کا بلاوجہ وجیہ جائز نہیں [2]"

ابوالحیا محمد عبدالحلیم

"ہاں ابتداءً اثارت فتنہ نہ چاہئے اور یہی معنی ہیں فقرہ جواب سابق کے پس جن بلاد میں ذبح گاؤ مروج ہے منع کرنا ہنود کا ان کی جانب سے اثارت فتنہ وفساد ہوگا اس کو رفع کرنا مسلمان کو ضرور ہے [3]"

ابوالحسنا محمد عبدالحلیم ۱۰۹۳

سوال دوم:　　از بھاگل پور شوال ۱۲۹۸ھ

"اگر مسلمان گائے کی قربانی یا واسطے کھانے گائے ذبح کرنا چاہے اور ہنود بوجہ تعصب یا بنظر توہین اسلام روکیں تو مسلمانوں کو گائے کی قربانی یا گائے کے ذبح سے رکنا چاہئے یا کیا کرے، اگر از جانب ہنود فساد کا احتمال ہے مگر اس کا دفع بذریعہ حکام ممکن تو صرف بلحاظ فتنہ مذکور باز آنا چاہئے یا کیا کرے، یہ امر ظاہر ہے کہ اونٹ ان ملکوں میں کم ہیں (باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] مجموعہ فتاوٰی عبدالحی کتاب الاضحیہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/ ۲۸۳

[2] مجموعہ فتاوٰی عبدالحی کتاب الاضحیہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/ ۲۸۴

[3] مجموعہ فتاوٰی عبدالحی کتاب الاضحیہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/ ۸۵۔۲۸۴

میں بقصد اثارت فتنہ وفساد ارتکاب اس کا واجب ہے، اور قربانی اونٹ کی بہتر ہے یا

اگر دستیاب بھی ہوئے تو بہت قیمت سے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سات بھیڑ کی قیمت ایک گائے سے زیادہ ہوتی ہے اور اگر ہنود کہیں تم گائے مت کرو اونٹ بھیڑ قربانی کرو، تو اس کو مان لینا واجب ہے یا نہیں؟[1] **بینوا توجروا**

جواب: گائے ذبح کرنے کا جواز قرآن و حدیث سے ثابت ہے، آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور صحابہ نے زمانہ آنحضرت صلعم عــہ۱ میں اور بعد آنحضرت صلعم عــہ۲ کے اس کو ذبح کیا ہے اس کے گوشت حلال اور ذبح جائز ہونے پر اتفاق ہے تمام مسلمانوں کا خواہ بروز عید ہو یا اور روز تو مسلمان کو باز آنا نہیں درست ہے، اور رہنود کی ممانعت تسلیم کرلینا نہیں جائز ہے، تسلیم کرنا موجب ان کے اعتقاد باطل کی تقویت و ترویج کا ہوگا یہ کسی طرح شرع میں جائز نہیں۔ اونٹ اگرچہ گائے سے اولٰی ہے مگر کوئی شخص اس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا علی الخصوص جب ہنود بغرض تعصب کہیں کہ خواہ مخواہ اونٹ یا بکری کرو، مسلمانوں کو ضرور ہے کہ قول ہنود تسلیم نہ کریں اور گاؤ کشی کو کہ اسلام کا طریقہ قدیمہ ہے ترک نہ کریں بوجہ احتمال فساد ہنود گائے ذبح کرنے سے رکنا نہ چاہئے[2]"

"قربانی گائے کی شعار اسلام ہے اس کا موقوف کرنا بسبب ممانعت ہنود معصیت ہے"

ابو الحسنات محمد عبد الحی | ابو الحیا محمد عبد العلیم

"قربانی گائے کی شعار اسلام ہے اس کا موقوف کرنا بسبب ممانعت ہنود معصیت ہے"

عبد الوہاب | ابو الفتا محمد عبد المجید | ابو الاحیا محمد نعیم | ابو المکرم محمد اکرم
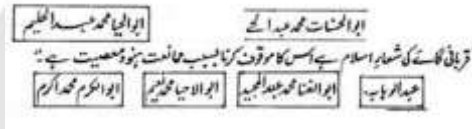
یہ مجموعہ فتاوٰی جلد دوم طبع اول ص ۱۴۸ تا ص ۱۵۵ کا اقتباس ہے، الحمد للہ کہ آخر میں وہی سمجھنا پڑا جو حضرت مصنف مدظلہ نے بنگاہ اولین خیال فرمالیا، ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم۔ ان فتاوی کی نقل سے یہ بھی مقصود ہے کہ حضرت مصنف مدظلہ کے حکم وجوب کی بعض تائیدات واضح ہوں تاکہ بعض عوام کو زیادت اطمینان ملے وباللہ التوفیق۔

کتبہ ابو العلا امجد علی الاعظمی
عفی عنہ بمحمدٍ النبی الامی
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
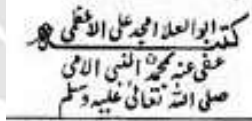
عــہ۱: اقول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

عــہ۲: اقول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[1] مجموعہ فتاوٰی عبد الحی کتاب الاضحیہ مطبع یوسفی لکھنو ۲/ ۲۸۵

[2] مجموعہ فتاوٰی عبد الحی کتاب الاضحیہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/ ۸۶۔۲۸۵

گائے کی؟ بینوا توجروا

الجواب:

واللہ سبحنہ موفق الصدق والصواب، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللھم صل وسلم وبارك علی سیدنا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین، اللھم بك نستعین،

اصل مسئلہ کے جواب سے پہلے دو ۲ امر ذہن نشین کرنا لازم:

اول: یہ کہ ہماری شریعت مطہر اعلٰی درجہ حکمت ومتانت ومراعات دقائق مصلحت میں ہے، اور جو حکم عرف ومصالح پر مبنی ہوتا ہے انھیں چیزوں کے ساتھ دائر رہتا ہے، اور اعصار وامصار میں ان کے تبدل سے متبدل ہوجاتا ہے، اور وہ سب احکام شرع ہی قرار پاتے ہیں، مثلاً زمان برکت نشان حضور سرورعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں بوجہ کثرت خیر ونایابی فتنہ وشدت تقوٰی وقوت خوف خدا عورتوں پر ستر واجب تھا نہ حجاب، اور زنان مسلمین برائے نماز پنجگانہ مساجد میں جماعتوں کے لئے حاضر ہوتیں، بعد حضور کے جب زمانے کا رنگ قدرے متغیر ہوا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا:

لوان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رأی من النساء مارأینا لمنعھن من المسجد کما منعت بنواسرائیل نسائھا [1] رواہ احمد وبخاری ومسلم۔	یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہمارے زمانے کی عورتوں کو ملاحظہ فرماتے تو انھیں مساجد جانے سے ممانعت کرتے جیسے بنی اسرائیل نے اپنی عورتوں کو منع کردیا تھا (اسے امام احمد وامام بخاری ومسلم نے روایت کیا۔ت)

جب زمانہ رسالت سے اور بُعد ہوا ائمہ دین نے جوان عورتوں کو ممانعت فرمادی، جب اور فساد پھیلا، علماء نے جوان وغیر جوان کسی کے لئے اجازت نہ رکھی، درمختار میں ہے:

یکرہ حضور من الجماعۃ ولو لجمعۃ وعید ووعظ مطلقا لوعجوزالیلا علی المذھب المفتی بہ لفساد الزمان [2]۔	رات کو عورتوں کا خواہ بوڑھی ہوں جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے اور اگر جمعہ، عید اور وعظ کی مجلس ہو تو مفتی بہ مذہب میں مطلقاً مکروہ ہے زمانہ کے فساد کی وجہ سے۔(ت)

[1] مسند احمد بن حنبل مروی عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا دارالفکر بیروت ۶/ ۹۱، صحیح بخاری باب خروج النساء الی المساجد باللیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۰، صحیح مسلم باب خروج النساء الی المساجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۳

[2] درمختار باب الامامۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۸۳

فتح القدیر میں فرمایا:

عمم المتاخرون المنع العجائز والشواب فی الصلوات کلہا لغلبۃ الفساد فی سائر الاوقات[1]۔	غلبہ فساد کی وجہ سے تمام اوقات کی نمازوں میں عموماً بوڑھی او رجوان عورتوں کا نکلنا متاخرین علماء نے منع فرمایا ہے۔ (ت)

حالانکہ صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا استأذنت احدکم امرأتہ الی المسجد فلا یمنعہا[2] رواہ احمد والشیخان والنسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما	جب تم میں کسی کی عورت مسجد جانے کی اجازت مانگے تو اسے منع نہ کرے (اسے احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

دوسری حدیث میں فرمایا:

لاتمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ[3] رواہ احمد ومسلم عن ابن عمر واحمد وابوداؤد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ	اللہ کی کنیزوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔(اسے امام احمد اور مسلم نے ابن عمر سے اور احمد و ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ت)

پھر ان ائمہ علماء کے یہ احکام ہر گز حکم اقدس کے خلاف نہ ٹھہرے بلکہ عین مطابق مقصود شرع قرار پائے، اس طرح رفتہ رفتہ حاملان شریعت و حکمائے امت نے حکم حجاب دیا اور چہرہ چھپانا کہ صدر اول میں واجب نہ تھا واجب کردیا۔ نہایہ میں ہے:

سدل الشیئ علی وجہہا واجب علیہا[4]۔	چہرے پر پردہ لٹکانا عورت پر واجب ہے۔(ت)

[1] فتح القدیر باب الامامۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۱۷

[2] صحیح بخاری باب استیذان المرأۃ زوجہا بالخروج الی المسجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۰، صحیح مسلم باب خروج النساء الی المساجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۳

[3] صحیح مسلم باب خروج النساء الی المساجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۳، سنن ابی داؤد باب خروج النساء الی المساجد آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۸۴

[4] المسلك المتقسط علی لباب المناسك بحوالہ النہایہ مع ارشاد الساری مع فصل فی احرام المرأۃ دار الکتاب العربی بیروت ص ۶۸

شرح لباب میں ہے:

دلت المسئلة علی ان المرأة منهية عن اظهار وجهها للاجانب بلاضرورة[1]۔	یہ مسئلہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عورت کو بلاضرورت اجنبی لوگوں پر اپنا چہرہ کھولنا منع ہے۔(ت)

تنویر میں ہے:

تمنع من کشف الوجه بین رجال لخوف الفتنة[2]۔	فتنہ کے خوف سے مردوں میں عورت کو چہرہ کھولنے سے روکا جائے۔(ت)

اسی قسم کے صدہا احکام ہماری شریعت میں ہیں "ومن القواعد المقررة فی شریعتنا المطهرة ان الحکم یدور مع علته" (ہماری شریعت مطہرہ کے مسلمہ قواعد میں سے ایک یہ ہے کہ حکم اپنی علت کے ساتھ دائر ہوتا ہے۔ت)

دوم واجبات ومحرمات ہماری شریعت میں دو قسم ہیں:

ایک لعینہٖ یعنی جس کی نفس ذات میں مقتضی ایجاب وتحریم موجود ہے، جیسے عبادت خدا کی فرضیت اور بت پرستی کی حرمت۔

دوسرے لغیرہٖ یعنی وہ کہ امور خارجہ کا لحاظ ان کی ایجاب وتحریم کا اقتضا کرتا ہے اگرچہ نفس ذات میں کوئی معنی اس کو مقتضی نہیں، جیسے تعلم صرف ونحو کا وجوب کہ ہمارے رب تعالٰی کی کتاب اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کلام زبان عربی میں ہے اور اس کا فہم بے اس علم کے متعذر، لہٰذا واجب کیا گیا، اور افیون اور بھنگ وغیرہا مسکرات کی حرمت کہ ان کا پینا ایک ایسی نعمت یعنی عقل کو زائل کردیتا ہے جو ہر خیر کی جالب اور ہر فتنہ وشر سے بچانے والی ہے، اسی قبیل سے ہے شعار کہ مثلاً انگرکھے کا سیدھا پردہ ہماری اصل شریعت میں واجب نہیں۔ بلکہ ہمارے شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی انگرکھا نہ پہنا، نہ حضور کے ملک میں اس کا رواج تھا، مگر اب کہ ملک ہندوستان میں شعار مسلمین قرار پایا اور الٹا پردہ کفار کا شعار ہوا، تو اب سیدھا پردہ چھوڑ کر الٹا اختیار کرنا بلاشبہہ حرام، اسی طرح بوجہ عرف وقرارداد امصار وبلاد جس مباح کا فعل عزت وشوکت اسلام پر دلالت کرے اور اسے چھوڑ دینے میں اسلام کی توہین اور کفر کا غلبہ سمجھا جائے، قواعد شرعیہ بالیقین اس سے بازرہنے کی تحریم کرتے ہیں، اور مبنٰی اس کا وہی نظر مصالح واعتبار عرف ومراعات اقتضائے امور خارجہ ہے، جسے ہم دونوں مقدمہ سابقہ میں بیان کر آئے۔

---

[1] المسلك المتقسط علی لباب المناسك بحواله النهاية مع ارشاد الساری فصل فی احرام المرأة دار الکتب العربی بیروت ص ٦٨

[2] درمختار شرح تنویر الابصار باب شروط الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ٦٦

جب یہ امور منقح ہولئے تو اب اصل مسئلہ کا جواب لیجئے۔

گاؤکشی اگرچہ بالتخصیص اپنے نفس ذات کے لحاظ سے واجب نہیں نہ اس کا تارک باوجود اعتقاد اباحت بنظر نفس ذات فعل گنہگار نہ ہماری شریعت میں کسی خاص شیئ کا کھانا بالتعیین فرض، مگر ان وجوہ سے صرف اس قدر ثابت ہوا کہ گاؤکشی جاری رکھنا واجب لعینہ، اور اس کا ترک حرام لعینہ نہیں، یعنی ان کے نفس ذات میں کوئی امر ان کے واجب یا حرام کرنے کا مقتضی نہیں، لیکن ہمارے احکام مذہبی صرف اسی قسم کے واجبات ومحرمات میں منحصر نہیں، بلکہ جیسا ان واجبات کا کرنا اور ان محرمات سے بچنا ضروری وحتمی ہے یوہیں واجبات محرمات لغیرہا میں بھی امتثال اجتناب اشد ضروری ہے، جس سے ہم مسلمانوں کو کسی طرح مفر نہیں، اور ان سے بالجبر باز رکھنے میں بیشک ہماری مذہبی توہین ہے جسے حکام وقت بھی روا نہیں رکھ سکتے۔

ہم مذہب وملت کے عقلاء سے دریافت کرتے ہیں اگرچہ کسی شہر میں گاؤکشی بند کردی جائے اور بلحاظ ناراضی ہنود اس فعل کو کہ ہماری شرع ہرگز اس سے باز رہنے کا ہمیں حکم نہیں دیتی، یک قلم موقوف کیا جائے، تو کیا اس میں ذلت اسلام متصور نہ ہوگی۔ کیا اس میں خواری ومغلوبی مسلمین نہ سمجھی جائے گی، کیا اس وجہ سے ہنود کو ہم پر گردنیں دراز کرنے اور اپنی چیرہ دستی پر اعلٰی درجہ کی خوشی ظاہر کرکے ہمارے مذہب واہل مذہب کے ساتھ شماتت کا موقع ہاتھ نہ آئے گا، کیا بلاوجہ وجیہ اپنے لئے ایسی دنائت وذلت اختیار کرنا اور دوسروں کو دینی مغلوبی سے اپنے اوپر ہنسوانا ہماری شرع جائز فرماتی ہے؟ حاشا وکلا ہرگز نہیں، ہماری شرع ہرگز ہماری ذلت نہیں چاہتی، نہ یہ متوقع کہ حکام وقت صرف ایک جانب کی پاسداری کریں، اور دوسری طرف لفظ کی توہین وتذلیل روا رکھیں۔ سائل لفظ ترک لکھتا ہے، یہ صرف مغالطہ اور دھوکا ہے، اس نے "ترك" اور "کف" میں فرق نہ کیا، کسی فعل کا نہ کرنا اور بات ہے اور اس سے بالقصد باز رہنا اور بات، ہم پوچھتے ہیں کہ اس رسم سے جس میں صدہا منافع ہیں، یک قلم امتناع آخر کسی وجہ پر مبنی ہوگا، اور وجہ سوا اس کے کچھ نہیں کہ ہنود کی ہٹ پوری کرنا، اور مسلمانوں نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کے اسباب معیشت میں کمی وتنگی کردینا، ہم اہل اسلام کی ابتدائے عہد سے بڑی غذا جس کی طرف ہماری طبعیتیں اصل خلقت میں راغب اور اس میں ہمارے لئے ہزاروں منافع اور اس سے ہمارے خالق تبارک وتعالٰی نے قرآن عزیز میں جابجا ہم پر منت رکھی، گوشت ہے۔

قال ربنا تبارك وتعالٰی "وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ	ہمارے رب تبارک وتعالٰی نے فرمایا: اس نے تمھارے لئے بنائے اونٹ سے دو (نر ومادہ)

اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ " [1] وقال تعالٰی " اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا یَاْكُلُوْنَ ۝ وَ لَهُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَ مَشَارِبُ ؕ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ۝ " [2]	اور گائے میں سے دو (ان کافروں سے) فرمادو اللہ تعالٰی نے دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ جو دونوں مادہ کے پیٹ میں ہیں۔

اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: کیا انھیں نہیں سوجھتا کہ ہم نے اپنی قدرتی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لئے چوپائے پیدا فرمائے تو وہ ان کے مالک ہیں اور ہم نے ان چوپاؤں کو ان کا مسخر کردیا تو ان میں کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کا گوشت کھاتے ہیں، اور ان کے لئے ان میں منافع ہیں اور پینے کی چیز تو کیا شکر نہ کریں گے الی غیر ذلك من الاٰیات۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث میں گوشت کو دنیا وآخرت کے سب کھانوں کا سردار اور سب سے افضل و بہتر فرمایا۔ [3]

والحدیث مخرج بطریق عدیدۃ من عدۃ من الصحابۃ الکرام رضوان تعالٰی علیہم اجمعین۔	یہ حدیث متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین سے متعدد طرق سے تخریج شدہ ہے۔ (ت)

اور بیشک بکری کا گوشت دوامًا ہمارے ہر امیر وفقیر کو دستیاب نہیں ہوسکتا، خصوصًا مسلمانانِ ہندوستان کہ ان میں ثروت بہت کم اور افلاس غالب ہے، غریبوں کی گزر بے گوشت گاؤ کے نہیں، اور کتب حکمت بھی شاہد کہ اصل غذا انسان کی گوشت ہے، عناصر غذائے نباتات، نباتات غذائے حیوانات، حیوانات غذائے انسان، اور بیشک اس کے کھانوں میں جو منفعتیں اور ہمارے جسم کی اصلاحیں اور ہمارے قوی کی افزائش ہیں اس کے غیر سے حاصل نہیں، اور مرغوبی کی یہ کیفیت کہ ہر شخص اپنے وجدان سے جان سکتا ہے کہ کیسا ہی لذیذ کھانا ہو، چند روز متواتر کھانے سے طبیعت اس سے سیر ہوجاتی ہے اور

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۴۴

[2] القرآن الکریم ۳۶/ ۷۱ تا ۷۳

[3] سنن ابن ماجہ ابواب الاطعمہ باب اللحم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۴۵

زیادہ دن گزریں تو نفرت کرنے لگتی ہے۔ بخلاف نان گندم و گوشت کہ عمر بھر کھائے تو اس سے تنفر نہیں ہوتا۔ معہذا گائے کی کھال وغیرہ سے جو ہزار ہا قسم کے منافع ملتے اور ان منفعتوں میں ہنود بھی ہمارے شریک ہوتے ہیں، اور چند اقوام کی تجارتیں اور ان کے رزق کے ظاہری سامان گاؤ کشی کا نتیجہ ہیں۔

تو سائل کا یہ قول کہ "کوئی فائدہ اس فعل پر مرتب نہ ہو" محض تصویر غلط ہے اور گائے کی قربانی خاص ہمارے شعائر دین سے ہے، ہمارا مالک و مولٰی تبارک و تعالٰی صریح ارشاد فرماتا ہے:

"وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ"[1]	اور اونٹ اور گائے کو کیا ہم نے تمھارے لئے خدا کے شعاروں میں سے۔

اور یقیناً معلوم کہ ہمارے ملک میں اونٹ ہماری غذا وادائے واجب قربانی کے لئے کفایت نہیں کر سکتے۔ اول تو سخت گراں، دوسرے بہ نسبت گاؤ نہایت قلیل الوجود، اور اگر گاؤ کشی موقوف کرکے اونٹ پر کفایت کی جائے تو چند روز میں اونٹ کی قیمت دہ چند ہو جائے گی، اور یہ نفع عام جو ہمارے غرباء کو پہنچتا ہے ہرگز اس سے متوقع نہیں، اور عجب نہیں کہ رفتہ رفتہ بوجہ قلّت اونٹ حکم عنقا کا پیدا کرے، تو رفع حاجت دائمہ اس سے متوقع نہیں، اور بکری کا گوشت کھانے کے لئے بھی تھوڑے لوگوں کو ملتا ہے، اور قربانی کے واسطے بھی ہر شخص ایک بکری جداگانہ کرے کہ سال بھر سے کم کی نہ ہو، اور اس کے اعضاء بھی عیب و نقصان سے پاک ہوں۔ بخلاف اس غریب پرور جانور یعنی گائے کے کہ ہمارے مسئلہ شرعیہ سے اس میں سات شخص شریک ہو سکتے ہیں، اور بیشک سات بکریاں ایک گائے سے ہمیشہ گراں رہتی ہیں۔ معہذا ہمارے مذہب میں اس کا جواز اور ہنود کے یہاں ممانعت ایک پلہ میں نہیں، ہماری اصل شریعت میں اس کا جواز موجود، قرآن مجید میں ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً"[2]۔ وشرائع من قبلنا اذا قصها اللہ تعالٰی علینا من دون انکار شرائع لنا[3] (ملتقطا) کما نص علیہ فی کتب الاصول۔	بیشک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔ (ت) ہم سے پہلی شریعتوں کو جب اللہ تعالٰی بیان فرما کر منع نہ فرمائے تو وہ ہماری شریعت ہو جاتی ہے (ملتقطا) جیسا کہ کتب اصول میں منصوص ہے (ت)

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۶

[2] القرآن الکریم ۲ / ۶۷

[3] اصول البزدوی باب شرائع من قبلنا نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۳۲

اور ہنود کے اصل مذہب میں کہیں اس کی ممانعت نہیں، متاخرین نے خواہ مخواہ اس کی تحریم اپنے سر باندھ لی، بلکہ کتب ہنود گواہی دیتی ہیں کہ پیشوایان ہنود بھی گائے کا مزہ چکھنے سے محروم نہ گئے جسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو "**سوط اللہ الجبار**" وغیرہ کتب میں رد ہنود کا مطالعہ کرے۔

علاوہ بریں ہم دریافت کرتے ہیں اس کی تحریم ہنود کے یہاں دو ہی وجہ سے معقول:

ایک یہ کہ جانور کی ناحق ایذا اور ہتھیا ہے، ہم کہتے ہیں اکثر اقوام ہنود بکری، مرغی، مچھلی کھاتے ہیں؟ کیا وہ جانور نہیں، کیا ان کی جان جان نہیں، کیا ان کی ایذا احرام نہیں، کیا ان کا قتل ہتھیا نہیں، اور خود کتب ہنود سے جو رام و لچھمن و کرشن کا شکاری ہونا ثابت، اس ہتھیا کا کیا علاج، اور ایسا ہی ناراضی ہنود کا خیال کیجئے، تو اگر وہ ہتھیا کے حکم کو عام کردیں تو کیا شرع مطہر ہمیں ہر جانور کے ذبح وقتل سے باز رکھے گی، اور سانپ کہ انسان کی جان کا دشمن اور ہندوؤں کا دیوتا ہے ہرگز نہ مارا جائے گا، اور مسلمانوں کے اسباب ومعیشت مفقود اور انسانوں کے ابواب عافیت مسدود کردئے جائیں گے، حاشا وکلا ہماری شرع ہرگز ایسا حکم نہیں فرماتی، نہ حکام وقت ان خرافات کو روا رکھیں کیا مزے کی بات ہے، ہندوؤں میں بعض قومیں ایسی ہیں کہ مطلقاً ہر جانور کا قتل حرام اور ہتھیا جانتی ہیں، بلکہ بعض کو تو اس قدر غلو و تشدد ہے کہ ہر وقت منہ پر کپڑا باندھے رہتے ہیں کہ مکھی یا بھنگا حلق میں جاکر مر نہ جائے، اور باقی طوائف ہنود ان لوگوں کا خیال اور ان کے مذہب کا لحاظ نہیں کرتے، مزے سے بکری، مرغی، مچھلی وغیرہ وغیرہ نوش جان کرتے اور مسلمانوں کی دیکھا دیکھی دیگچیوں کے بگھار کا لطف اڑاتے ہیں، جب ان کے آپس میں یہ کیفیت ہے تو ہم پر کیوں ہنود کا لحاظ اور ان کے مذہب کا ایسا خیال واجب کرکے گاؤکشی بند کرنے کا فتوی دیا جاسکتا ہے **ان ھذا الا ظلم صریح اوجھل قبیح** (یہ نہیں مگر نرا صریح ظلم یا قبیح جہالت۔ ت) دوسری وجہ کہ گائے ان کے یہاں معظم ہے اور اپنے معظم کا ہلاک نہیں چاہتے۔ ہم کہتے ہیں کہ:

اولا: گئوماتا کی آنکھیں بند ہوتے ہی ان سعادت مندوں کی تعظیم کا حال کھل جاتا ہے اپنے ہاتھوں چماروں کے حوالے کرتے ہیں کہ چیریں پھاڑیں، اور چرسا اپنے لئے ٹھہرا لیتے ہیں کہ کھال کی جوتیاں بنا کر پہنیں جو جوتوں سے بچی وہ ڈھول کر کھنچی کہ شادی بیاہ میں کام آئے، رات بھر تپا نچے کھائے

ثانیا: بغرض غلط اگر تعظیم ہے بھی تو صرف گائے پر مقتصر ہے، ہم بچشم خود دیکھتے ہیں کہ ہنود آپ بیل کی ہر تعظیم نہیں کرتے بلکہ اس پر سخت تشدد کرتے ہیں ہل میں جوتیں، گاڑی میں چلائیں، سواریاں لیں، بوجھ لدوائیں، وجہ بے وجہ سخت ماریں کہ جابجا ان کے جسم زخمی ہوجاتے ہیں، ہم نے خود دیکھا ہے کہ بعض ہنود نے بار برداری کی گاڑیوں میں اس قدر بوجھ بھرا کہ بیلوں کا جگر پھٹ گیا، اور خون ڈال کر مرگئے، تو معلوم ہوا کہ بیل ان کے

یہاں معظم نہیں، اگر یہ ممانعت بربنائے تعظیم ہے تو چاہئے کہ بخوشی بیلوں کے ذبح کی اجازت دیں، ورنہ ان کا صریح مکابرہ او رہٹ دھرمی ہے۔

باقی رہا سائل کا یہ کہنا کہ "اس فعل کے ارتکاب سے ثوران فتنہ وفساد ہو" ہم کہتے ہیں جن مواضع میں مثل بازار وشارع عام وغیرہا گاؤ کشی کی قانونًا ممانعت عـــہ ہے وہاں جو مسلمان گائے ذبح کرے گا البتہ اثارت فتنہ وفساد اس کی طرف منسوب ہوسکتی ہے اور قانونا مجرم قرار پائے گا، اور اس امر کو ہماری شریعت مطہرہ بھی روا نہیں رکھتی کہ ایسی وجہ سے مسلمانوں پر مواخذ ہے یا انھیں سزا ہونا بیشک توہین اسلام ہے جن کا مرتکب یہ شخص ہوا، نظیر اس کی سب وشتم آلہہ باطلہ مشرکین ہے کہ شرع نے اس سے ممانعت فرمائی، اگرچہ اکثر جگہ فی نفسہ حرج متحقق نہ تھا۔

"وَلَاتَسُبُّواالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوااللّٰهَ عَدْوًۢابِغَیْرِ عِلْمٍؕ"[1]۔	اور انھیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے زیادتی اور جہالت سے۔(ت)

اور جہاں قانونا ممانعت نہیں وہاں اگر ثوران فتنہ وفساد ہوگا تو لاجرم ہنود کی جانب سے ہوگا، اور جرم انھیں کا ہے کہ جہاں ذبح کرنے کی اجازت ہے وہاں بھی ذبح نہیں کرنے دیتے۔ کیا ان کے جرم کے سبب ہم اپنی رسوم مذہبی ترک کرسکتے ہیں، یہ حکم بعینہٖ ایسا ہوا کہ کوئی شخص اعتبار سے کہے تمہارا مال جمع کرنا باعث ثوران فتنہ وفساد وایذائے خلق اللہ ہے، کہ نہ تم مال جمع کرو نہ چور چرانے آئیں نہ وہ قید وبند کی سخت سخت سزائیں پائیں، اس احمق کے جواب میں یہی کہا جائے گا کہ چوری چور کا جرم ہے، اس کے سبب ہمیں جمع مال سے کیوں ممانعت ہونے لگی، اور اگر ایسا ہی خیال ہنود کے فتنہ وفساد کا شرع ہم پر واجب کرے گی تو ہر جگہ ہنود کو قطعاً اس رسم کے اٹھا دینے کی سہل تدبیر ہاتھ آئے گی، جہاں چاہیں گے فتنہ وفساد برپا کریں گے اور بزعم جہال شرع ہم پر ترک واجب کردے گی، اور اس کے سوا ہماری جس رسم مذہبی کو چاہیں گے اپنے فتنہ وفساد کی پناہ پر بند کرادیں گے، اور یہی واقعہ ان کے لئے نظیر ہوجائے گا، ایسی صورت میں تم پر اپنی رسم کا ترک شرعا واجب ہوتا ہے۔

عـــہ: فی الحال یہی صورت حال ہے کہ مختلف حکومتوں نے اپنے اپنے صوبے میں ذبیحہ گاؤ کا مطلقًا خلاف قانون قرار دیا ہے لہٰذا باز رہا جائے۔ ۱۲عبدالمنان

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۰۸

بالجملہ خلاصہ جواب یہ ہے کہ بازار وشارع عام میں جہاں قانوناً ممانعت ہے، براہ جہالت ذبح گاؤ کا مرتکب ہونا بیشک اسلام کی توہین وذلت کے لئے پیش کرنا ہے، کہ شرعاً حرام اور اس کے سوا جہاں ممانعت نہیں وہاں سے بھی باز رہنا اور ہنود کی بیجاہٹ بجار کھنے کے لئے یک قلم اس رسم کو اٹھادینا ہرگز جائز نہیں بلکہ انھیں مضرات وہذلات کا باعث ہے جن کا ذکر ہم اول کر آئے جنھیں شرع مطہر پر ہرگز گوارا نہیں فرماتی نہ کوئی ذی انصاف حاکم پسند کرسکے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۸۵: از مسلم لیگ ضلع بریلی مرسلہ سید عبدالودود جائنٹ سیکرٹری لیگ مذکور جمادی الاولٰی ۱۳۲۹ھ

نحمدہ ونصلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ آج کل ہنود کی طرف سے نہایت سخت کوشش اس امر کی ہو رہی ہے کہ ہندوستان سے گاؤ کشی کی رسم موقوف کرادی جائے اور اس غرض سے انھوں نے ایک بہت بڑی عرضداشت گورنمنٹ میں پیش کرنے کے لئے تیار کی ہے جس پر کروڑوں باشندگان ہندوستان کے دستخط کرائے جارہے ہیں، بعض ناعاقبت اندیش مسلمان بھی اس عرض داشت پر ہندوؤں کے کہنے سننے سے دستخط کر رہے ہیں، ایسے مسلمانوں کی بابت شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ اور اس مذہبی رسم جو شعائر اسلام میں سے ہے کے بند کرانے میں مدد دینے والے گنہ گار اور عنداللہ مواخذہ دار ہیں یا نہیں؟ **بینوا الجواب بالتفصیل واللہ یھدی من یشاء الی سواء السبیل۔**

الجواب:

گائے کی قربانی شعائر اسلام سے ہے۔

"وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ"[1]	اور اونٹ گائے بیل ہم نے ان کو کیا تمھارے لیے اللہ کی نشانیوں سے۔

مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ اس معاملہ کے انسداد میں شرکت ناجائز وحرام ہے **واللہ تعالٰی اعلم۔**

کتبہ عبید النبی نواب مرزا
عفی عنہ بجاہ المصطفٰی
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۶

فی الواقع گاؤکشی ہم مسلمانوں کا مذہبی کام ہے جس کا حکم ہماری پاک مبارک کتاب کلام مجید رب الارباب میں متعدد جگہ موجود ہے، اس میں ہندوؤں کی امداد اور اپنی مذہبی مضرت میں کوشش اور قانونی آزادی کی بندش نہ کرے گا مگر وہ جو مسلمانوں کا بدخواہ ہے، واللہ تعالٰی اعلم۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

بیشک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔ (ت) ہم سے پہلی شریعتوں کو جب اللہ تعالٰی بیان فرما کر منع نہ فرمائے تو وہ ہماری شریعت ہو جاتی ہے۔ (ملتقطا) جیسا کہ کتب اصول میں منصوص ہیں۔ (ت)	"اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ"[1] شرائع من قبلنا اذا قصہا اللہ تعالٰی علینا من دون انکار شرائع لنا[2] (ملتقطا) کما نص فی کتب الاصول۔

زراعت کے بہانے سے ہنود ہماری مذہبی رسم میں نہ صرف دست اندازی بلکہ اس کا پورا انسداد چاہتے ہیں، اور طرفہ یہ کہ اس پر مذہبی آزادی سے استناد کرتے ہیں، کیا مذہبی آزادی کے یہ معنی ہیں کہ ایک فریق کے خیالات کو کامیاب کرنے کے لئے دوسرے فریق کی دینی مذہبی رسوم بند کردی جائیں، ہندوستان میں روزانہ ہزاروں گائے ذبح ہوتی ہیں آج تک زراعت کو کون سا نقصان پہنچا جو آئندہ پہنچنے کی امید ہو، قدرت کا قاعدہ ہے کہ جس چیز کی مانگ زیادہ ہوتی ہے اسے زیادہ پیدا فرماتی ہے، گاؤ کشی بند ہونے سے زراعت کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا سوا اس کے کہ کھیت میں پڑ کر تیار کھیت کو کھا جانے والے اب دس ہیں تو جب سو ہونگے، ہاں گوشت کو نقصان عظیم پہنچے گا، مسلمان اور عیسائی بلکہ ہنود کی بعض اقوام بھی طبعی طور پر غذائے گوشت کے عادی ہیں، اسے بند کرکے صرف دال ساگ پر انھیں قانع کرنا ضرور ان کی عافیت میں خلل انداز ہوگا اور ہرگز ان کی صحت جسمانی ٹھیک نہیں رہ سکتی اور اس کے سوا عام حاجتوں کو سخت نقصان پہنچے گا، مثلا "جوتا" ہے، کیا ہنود اس کے محتاج نہیں، کم لوگ ہیں کہ نری استر کا پہنتے ہوں، اور جب ادھوڑی استر کا بند ہو جائیگا تو غرباء تو پہن ہی نہ سکیں گے اور امراء کے لئے چہار چند قیمت ہو جائے گی، اور اس کے علاوہ ہزاروں کام جن پر چمڑے کے کارخانوں کی بنا ہے، اور لاکھوں روپے کی تجارت ہے اور ہزاروں

---

[1] القرآن الکریم ۲ / ۶۷

[2] اصول البزدوی باب شرائع من قبلنا نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۳۲

آدمیوں کا رزق، اور گورنمنٹی خزانے کے لئے لاکھوں کا محصول، یہ سب امور یکسر بند ہو جائیں گے، اور ملک کی رفاہ وآسائش میں عام انقلاب واقع ہوگا، جس کا ضرر نہ صرف مسلمانوں کو ہوگا بلکہ تمام اقوام کو پہنچے گا، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

کتبہ ابوالعلا امجد علی الاعظمی عفی عنہ بمحمدن النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

ذٰلک کذٰلک مصطفٰی رضا خان قادری ۱۳۱۲ عبدالرحمٰن محمد عرف ابوالبرکات محی الدین جیلانی

مسئلہ ۱۸۶: از مجلس داد خواہی مسلمانان بریلی ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

دعوٰی قربانی کے جواب میں ہنود نے اپنا یہ بیان پیش کیا ہے کہ قرآن شریف میں اس فعل کی اجازت نہیں، بنیاد مذہب مدعی کی اوپر قرآن شریف کے ہے، کتاب مذکور میں قربانی گاؤ کی ہدایت نہیں کرتا ہے، مدعی خلاف اس کے بحیلہ مذہب بغرض دل دکھانے مذہب ہنود کے جس کی دھرم شاستر میں سخت ممانعت ہے یہ فعل خلاف استحقاق کرنا چاہتا ہے فقط، چونکہ یہ بیان ان کا متعلق قرآن شریف ومسائل مذہب کے ہے، لہٰذا علماء کی خدمت میں استفتاء ہے کہ آیا یہ بیان ہنود صحیح ہے یا غلط؟

الجواب:

بیان ہنود سراسر غلط ہے۔ مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید اور ہمارے سچے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشادات سے قربانی گاؤ کی اجازت بخوبی ثابت ہے:

(۱) اللہ تعالٰی قرآن مجید کے سترھویں پارہ، بائیسویں سورہ حج کے پانچویں رکوع میں فرماتا ہے:

"وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِیْهَا خَیْرٌ ۖۗ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾"[1]۔	اور قربانی کے ڈیل دار جانوروں کو کیا ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیاں تمہارے لئے، ان میں بھلائی ہے، تو اللہ کا نام لو ان پر کھڑے ہوئے، پھر جب ان کی کروٹیں گر جائیں تو خود کھاؤ، اور صبر سے بیٹھنے والے اور مانگنے والے کو کھلاؤ، یوہیں ہم نے ان جانوروں کو تمہارے بس میں کر دیا ہے کہ تم احسان مانو،

قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہیں، تفسیر قادری جو ہنود کے ایک معزز رئیس منشی نولکشور سی آئی ای نے اپنی فرمائش سے منجانب مطبع تصنیف کرائی اور داخل رجسٹری کرا کر اپنے مطبع میں چھ بار

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۶

چھاپی، بیچی، اس کی جلد دوم طبع ششم سطر اخیر ص ۷۹ وسطر اول ص ۸۰ میں آیت کے ان لفظوں کا ترجمہ یوں لکھا: "وَالْبُدْنَ اور اونٹ اور گائے جو قربانی کے واسطے ہانکے لیے جاتے ہیں "جعلنھا لکم" کردیا ہم نے انھیں، یعنی ان کے ذبح کو تمھارے واسطے مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ دین الٰہی کے نشانیوں میں سے "[1] اور بیشک ہم حنفی مذہب والوں کے تینوں امام یعنی امام ابو حنیفہ اور امام ابویوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اور ان کے سب پیروؤں کا یہی مذہب ہے بُدنہ یعنی قربانی کے ڈیل دار جانور میں اونٹ اور گائے دونوں داخل ہیں۔ انھیں اماموں کا مذہب ہندوستان کے تمام شہروں میں رائج ہے، اور یہاں انھیں کے مذہب پر فتوٰی وعمل ہوتا ہے، ہدایہ، درمختار، قاضی خاں، عالمگیری وغیرہا مشہور کتابیں اسی مذہب کی ہیں، درمختار میں ہے:

بدنۃ ھی الابل والبقر سمیت بہ لضخامتھا[2]۔	بدنہ اونٹ اور گائے ہے، ان کے ڈیل دار ہونے کے سبب ان کا یہ نام ہوا۔

ہدایہ میں ہے:

البدنۃ ھی الابل والبقر، قال الشافعی من الابل لنا ان البدنۃ تنبئ عن البدانۃ وھی الضخامۃ وقد اشترکا فی ھذا المعنی ولھذا یجزئ کل واحد منھما عن سبعۃ اھ ملخصاً[3]۔	اونٹ اور گائے دونوں بدنہ ہیں۔ شافعی نے کہا اونٹ، ہماری دلیل یہ ہے کہ بدنہ ڈیل دار ہونے سے خبر دیتا ہے، اور اس بات میں اونٹ اور گائے برابر ہیں، اس لئے وہ دونوں سات آدمیوں کی طرف سے کفایت کرتے ہیں۔

فتاوٰی عالمگیری میں ہے: البُدن من الابل والبقر[4] بُدنہ اونٹ اور گائے دونوں سے ہے، اور یہ مضمون حدیث سے بھی ثابت ہے کہ عنقریب مذکور ہوگی۔

(۲) اللہ تعالٰی اسی رکوع کے شروع میں فرماتا ہے:

"وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ	اور ہر گروہ کے لئے ہم نے مقرر کردی قربانی کہ اللہ کا

---

[1] تفسیر قادری آیۃ والبدن جعلنھا لکم کے تحت نولکشور لکھنؤ ۲/ ۷۹، ۸۰

[2] درمختار کتاب الاضحیۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۱

[3] الھدایۃ فصل مایتعلق بالوقوف المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/ ۲۳۶-۲۳۷

[4] فتاوٰی ہندیۃ الباب السادس عشر فی الھدی نورانی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۶۱

عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ "[1]	نام لیں چوپایوں کے ذبح پر جو اللہ نے انھیں دئے۔

یہاں فرمایا کہ چوپایوں کو اللہ تعالٰی نے قربانی کے لئے بنایا ہے اور آٹھویں پارہ چھٹی سورہ انعام کے سترھویں رکوع میں چوپایوں کی تفصیل یہ بیان فرمائی:

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ " (الی قولہ تعالٰی) " وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ "[2]۔	چوپائے آٹھ نر و مادہ میں بھیڑ سے دو، اور بکری سے دو، اونٹ سے دو، اور گائے سے دو، تو کہہ کیا اللہ نے دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ، یا وہ جسے اپنے پیٹ میں رکھا دونوں مادہ نے۔

ان آیتوں سے صاف معلوم ہوا کہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری سب کی قربانی اللہ تعالٰی نے بتائی ہے، اس لئے تفسیر مذکور فرمائشی منشی نولکشور کی جلد دوم ص ۸۷ سطر ۱۱ و ۱۲ میں چوپایوں پر اللہ کا نام لینے کی تفسیر میں لکھا: "بے زبان چوپایوں سے یعنی اونٹ گائے بکرا، اس سے قربانی مراد ہے کہ خدا کے نام پر ذبح کریں[3]"

اور پچھلی آیت سے یہ بھی کھل گیا کہ گائے بیل، بچھیا، بچھڑا اس کا کھانا حلال ہے جس کی حلت خود قرآن شریف میں صراحۃً مذکور ہے:

(۳) اللہ تعالٰی پہلے پارے دوسری آیت سورت سورہ بقرہ کے آٹھویں رکوع میں فرماتا ہے:

" وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ "[4]	اور جب کہا موسٰی نے اپنی قوم سے بیشک اللہ تمھیں حکم فرماتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔

اور ساتویں پارے چھٹی سورت سورہ انعام کے دسویں رکوع میں موسٰی وہارون وغیرہما انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرکے مسلمانوں کو حکم دیتا ہے:

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۴
[2] القرآن الکریم ۶/ ۴۴۔ ۱۴۳
[3] تفسیر قادری آیۃ ۲۲ / ۲۸ نولکشور لکھنؤ ۲/ ۸۷
[4] القرآن الکریم ۲/ ۶۷

" اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ " [1]	یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ٹھیک راستے چلایا تو تو انھیں کی راہ چل۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگلے انبیاء کی شریعت میں جو کچھ تھا وہی ہمارے لئے بھی ہے جب تک ہماری شریعت منسوخ نہ فرمادے، تو گائے کی قربانی کرنے کی ہمیں اجازت یوں بھی ثابت ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی کے حکم سے گائے کا ذبح کیا جانا آج کا نہیں بلکہ اگلی شریعتوں سے چلا آتا ہے۔ تفسیر مذکور فرمائشی نولکشور جلد اول کے ص ۶۷ سطر اخیر و ص ۱۸ سطر اول میں اسی حکم الٰہی ذبح گاؤ کی حکمت یوں لکھی: "اس کے ذبح کرنے میں نکتہ یہ تھا کہ گئوسالہ پرستوں کی سرزنش ہو، انھیں دکھا دیا کہ جسے تم نے پوجا وہ ذبح کرنے کے قابل ہے، عبادت اور مدح کے لائق نہیں [2] "

(۴) ان سب کے علاوہ اگر فرض کیجئے کہ قرآن مجید میں گائے اور قربانی کا نام تک نہ آیا ہوتا جب بھی گائے کی قربانی قرآن مجید سے بخوبی ثابت تھی، قرآن مجید نے مذہب اسلام کی بنیاد صرف انھیں احکام پر نہیں رکھی جس کا خاص خاص بیان قرآن مجید میں آچکا، بلکہ خود قرآن مجید نے اپنے احکام اور نبی کے ارشادات دونوں پر بنائے اسلام رکھی، اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

" مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ " [3]	جو کچھ رسول تمھیں دے وہ لو، اور جس سے روکے اس سے بچو۔

اور فرماتا ہے:

" مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ " [4]۔	جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اور فرماتا ہے:

" وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۚ ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ﴿۴﴾ " [5]	یہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا وہ صرف خدا کا حکم ہے جو اسے بھیجا جاتا ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۹

[2] تفسیر قادری آیہ ۲/ ۶۷ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۱۷و۱۸

[3] القرآن الکریم ۵۹/ ۷

[4] القرآن الکریم ۴/ ۸۰

[5] القرآن الکریم ۵۳/ ۳و۴

اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خود گائے کی قربانی کی، اور مسلمانوں کو ایک ایک گائے کی قربانی میں سات سات آدمیوں کے شریک ہونے کا حکم فرمایا، مذہب اسلام میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے احکام کی چھ کتابیں زیادہ مشہور ہیں جنھیں صحاح ستہ کہتے ہیں، ان سب کتابوں میں یہ مضمون صراحۃً موجود ہے، صحیح بخاری شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا:

ضحٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن نسائہ بالبقر[1]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ:

امرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان نشترك فی الابل والبقر کل سبعۃ منا فی بدنۃ[2]۔	ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اونٹ اور گائے ہر بدنہ میں سات سات آدمی شریک ہو جائیں۔

صحیح مسلم شریف میں انھیں سے روایت ہے:

اشترکنا مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الحج والعمرۃ کل سبعۃ فی بدنۃ فقال رجل لجابر أیشترك فی البقر مایشترك فی الجزور، فقال ماھی الا من البدن[3]۔	حج وعمرہ میں ہم نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کے ایک ایک ڈیل دار جانور میں سات سات آدمی شریک ہوئے، کسی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا کیا گائے کی قربانی میں بھی اتنے ہی شریک ہوسکتے ہیں جتنے اونٹ میں، فرمایا: گائے بھی تو بدنہ ہی میں داخل ہے،

ترمذی ونسائی وابن ماجہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

قال کنا مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ	ہم نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر

---

[1] صحیح البخاری باب من ذبح ضحیۃ غیرہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۳۴

[2] صحیح مسلم باب جواز الاشتراك فی الھدٰی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۲۴

[3] صحیح مسلم باب جواز الاشتراك فی الھدٰی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۲۴

وسلم فی سفر فحضر الاضحٰی اشترکناہ فی البقرۃ عن سبعۃ [1]۔	میں تھے کہ بقر عید آئی تو ہم نے سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔

سبحان اللہ! جو کام خود ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کیا اور ہمیں اس کا حکم دیا، اسے مذہب اسلام کے خلاف جاننا، یا مذہب اسلام میں اس کی اجازت وہدایت نہ ماننا کیسی کھلی ہٹ دھرمی ہے۔

(۵) اس بیان میں ایک بڑی ناانصافی یہ ہے کہ ہماری تو صرف کتاب آسمانی سے ثبوت چاہا۔ جو ہم روشن طور پر ادا کرچکے اور اپنے لئے شاستر کا دامن پکڑا وید کا نام کیوں نہ لیا جسے اپنے نزدیک کتاب آسمانی بتاتے ہیں، اگر سچے ہیں تو اب اپنے وید سے قربانی گاؤ کی ممانعت ثابت کریں، اور شاستر پر بنائے مذہب رکھتے ہیں، تو ہماری بھی کتب فقہ کو بنائے مذہب جانیں، ہدایہ، درمختار، قاضی خاں، عالمگیری وغیرہا ہزار دس ہزار کتابیں جو چاہیں دیکھ لیں جس میں قربانی کا باب مذکور ہے۔ ان سب میں قربانی گاؤ نہایت صریح طور پر مسطور ہے، تو اسے خلاف مذہب بتانا صریح دھوکا دینا ہے۔

(۶) یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس بیان ہنود نے خوب ثابت کردیا کہ مورتی پوجن اور بتوں کے آگے گھنٹا بجانا، سنکھ پھونکنا، مہادیو پر پانی ٹپکانا، ہولی دیوالی وغیرہ وغیرہ صدہا باتیں کہ ہنود نے اپنی مذہبی ٹھہرا رکھی ہیں جن کا ذکر ان کے وید میں نہیں سب ان کے خلاف مذہب ہیں کہ جس کتاب پر بنیاد مذہب ہنود ہے ان کا پتا نہیں دیتی پچھلے ہنود نے محض براہ حیلہ انھیں مذہبی بنا رکھا ہے۔

(۷) سب سے زائد یہ ہے کہ وید جس پر مذہب ہنود کی بنا ہے خود صاف صاف قربانی گاؤ کی اجازت دے رہا ہے، اخبار پانیر ص ۷ کالم ۴ مطبوعہ ۱۰ اپریل ۱۸۹۴ء میں ایک مضمون چھپا ہے کہ: "ہندوستان قدیم میں گائے کی قربانی"

اسی میں وید سے نقل کیا:

"اے اگنی! یہ پاک نذر صدق دل سے راگ کی صورت میں تیرے حضور پیش کرتے ہیں، اور تمنا ہے کہ یہ سانڈ اور گمنیاں تجھے پسند آویں۔"

رگ وید ۶: ۱۶۔۴۷ میں تہ دل سے سوما کا عرق پینے والی اگنی خالق کی، جسے گھوڑے اور سانڈ اور بیل اور گمنیاں اور منت کے مینڈھے چڑھائے جاتے ہیں ستائش کروں گا۔ رگ ۱۰: ۹۱۔ ۱۴۔

---

[1] جامع الترمذی ابواب الاضاحی کتب خانہ رشیدیہ امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۸۱

اسی اخبار میں برہمنہ پران، اور ستیار تھ پرکاش اور ترہنا جلد ۳ باب ۸، اور منو کی سامر تھی ۵: ۴۱ وغیرہا کتب میں مذہب ہنود سے ہندوؤں کا گائیں ذبح کرنا بخوبی ثابت کیا ہے، اسی طرح یہ امر مہابھارت وغیرہ سے بھی ثابت، فیصلہ ہائی کورٹ مقدمہ قربانی نمبری ۶۸۷ میں تاریخ ہنود زمانہ پیشیں سے حکام ہائی کورٹ نے ثابت کیا ہے کہ اگلے ہندو اپنی دینی رسوم میں گئوعید یعنی گائے کی قربانی کیا کرتے تھے، اور متقدمیں حکمائے ہنود نے اس کی تاکید کی تھی، تو ثابت ہوا کہ ہنود اپنے وید اور مذہبی کتابوں اور اگلے پیشواؤں سب کے خلاف بحیلہ مذہب صرف بغرض دل دکھانے مسلمانوں کے جن کے مذہب میں قربانی گاؤ کی صاف صریح اجازت ہے، امر مذہبی میں مزاحمت بیجا خلاف استحقاق کرنا چاہتے ہیں جس کا عقلاً عرفاً قانوناً کسی طرح انھیں اختیار نہیں، **واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔**

مسئلہ ۱۸۷: از بنارس چوک جدید مسئولہ حاجی محمد امیر وعبدالکریم صاحبان گلٹ فروش ۲۹ صفر المظفر ۱۳۳۱ھ

ہمارے سنی حنفی علماء رحمہم اللہ تعالٰی اس میں کیا فرماتے ہیں کہ ہم مسلمانان ہند کو باوجود کفار کے گاؤ کی قربانی کے مٹانے پر کمر بستہ رہنے کے صرف ہندوؤں سے سلطانی چندہ وصول کرنے کی غرض ومصلحت سے گائے کی قربانی کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دینا، اور بغرض مذکور اس کے ترک کر دینے کو تحریراً وتقریراً عام جلسوں میں یہ بیان کرنا اور شائع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

گائے کی قربانی ہندوستان میں اعظم شعائر اسلام سے ہے:

قال اللہ تعالٰی "وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ"[1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمھارے لئے اللہ کی نشانیوں سے کئے۔ (ت)

اور ہم نے اپنے فتاوٰی میں ثابت کیا ہے کہ یہاں اس کی قربانی واجب ہے اور بلحاظ ہنود اس کا ترک ناجائز، کسی دینی کام کے لئے کفار سے چندہ لینا اول تو خود ہی ممنوع اور سخت معیوب ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **انا لانستعین بمشرك**[2] ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے، ولہذا علماء تصریح

---

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۶

[2] سنن ابوداؤد باب فی المشرك یسھم لہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۹، سنن ابن ماجہ باب الاستعانۃ بالمشرکین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۸

فرماتے ہیں کہ کسی کتابی کافر سے قربانی کا ذبح کرانا مکروہ ہے اگرچہ کتابی کا ذبیحہ جائز ہے، تنویر الابصار میں ہے: کرہ ذبح الکتابی[1] (کتابی کا ذبیحہ مکروہ ہے۔ت) ردالمحتار میں ہے:

لانها قربة ولاینبغی ان یستعان بالکافر فی امور الدین[2]۔	کیونکہ یہ عبادت ہے اور دینی امور میں کافر سے مدد لینا مناسب نہیں۔(ت)

امام نسفی کافی میں فرماتے ہیں:

امر المسلم کتابیا بان یذبح اضحیة جاز، لانه من اهل الذبائح والقربة عــه ابانابته ونیته ویکره لان هذا من عمل القرب وفعله لیس بقربة[3]۔	مسلمانوں نے کسی کتابی کافر کو قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کا حکم دیا تو جائز ہے کیونکہ کتابی لوگ ذبح کے اہل ہیں۔(ت)

تو مشرک سے مسلمان مجاہدوں کے لئے چندہ لے کر اس کی نگاہ میں اسلام کو **معاذاللہ** محتاج وذلیل ٹھہرانے کے لئے اس کے مذہب باطل کو اپنے دین پر فتح دینا اور اسلام کا ایک بڑا شعار بند کردینا اسی کا کام ہوسکتا ہے جو سخت احمق اور اسلام کا نادان دوست یا صریح منافق اور اسلام کا چالاک دشمن ہو، **والعیاذ باللہ تعالٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۸۸: مسئولہ حافظ خورشید علی صاحب از مدرسہ خیر المعاد رہتک　۱۳ جمادی الاولٰی ۱۳۳۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم۔

اللھم "رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝" [4]۔	اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تونے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر، بیشک تو ہے بڑا دینے والا۔(ت)

عــه: کافی سے مقابلہ نہ ہوسکا اس لئے یہاں کا کچھ لفظ رہ گیا ہو، واللہ تعالٰی اعلم۔

[1] درمختار کتاب الاضحیۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۴

[2] ردالمحتار کتاب الاضحیۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۰۸

[3] کافی امام نسفی

[4] القرآن الکریم ۳/ ۸

کیافرماتے ہیں علمائے دین مبین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسلمانوں کے ایک گروہ نے دوسرے مسلمانوں کی ایذا دہی اور تکلیف رسانی کے لئے ہندوؤں اور آریوں سے عقد محبت اور بھائی بندی مضبوط کیا، اور کافروں کے دباؤ سے محض ان کی خوشنودی اور اپنی غرض حاصل کرنے کے لئے علی الاعلان پنچایت میں کہہ دیا کہ ہم گائے کی قربانی ہرگز نہیں کریں گے کیونکہ گائے کی قربانی کہیں نہیں آئی ہے۔ اب استفسار یہ ہے کہ گروہ مذکور اس عقد سے موافق آیہ ربانی:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِؕ-وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(۲۳)" [1]	اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔ (ت)

اور حدیث رسول: **من تشبہ بقوم فھو منھم** [2] (جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انھیں میں سے ہوگا۔ ت) خواہ تشبہ اعتقادیات میں ہو یا عملیات میں، یادونوں میں کافر ہوا یا نہیں؟ علاوہ ازیں مسلمانوں کی ضد میں اپنے کئے پر جم جانے اور بر تقدیر گناہ کبیرہ ہونے کے اس پر اصرار کرنے سے کافر ہوا یا نہیں؟ اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے، اور علماء کی شان میں کلمات بدکہنے، اور شریعت محمدیہ کی توہین سے یہ لوگ کافر ہوئے ہیں یا نہیں؟

الجواب:

صورت مستفسرہ میں وہ لوگ سخت اشد اخبث اشنع کبیرہ کے مرتکب ہیں گائے کی قربانی بلاشبہ قرآن عظیم سے ثابت ہے، جواز کے لئے تو آیات کثیرہ ہیں۔ مثلاً:

قال اللہ تعالٰی "اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةًؕ" [3]۔	اللہ تعالٰی کا ارشاد مبارک ہے: بیشک اللہ تعالٰی تمھیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔

[1] القرآن الکریم ۹/ ۲۳

[2] سنن ابوداؤد باب فی لبس الشھرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۳، مسند احمد بن حنبل مروی از عبداللہ بن عمر دار الفکر بیروت ۲/ ۵۰

[3] القرآن الکریم ۲/ ۶۷

اور فرماتا ہے:

"وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّکَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ"[1]	اونٹ میں سے دو، اور گائے میں سے دو تم فرماؤ کیا اللہ نے اونٹ اور بیل حرام کئے ہیں، یا اونٹنی اور گائے یا بوتا اور بچھڑا۔

یعنی ان میں سے کچھ حرام نہ فرمایا، سب تمھارے لئے حلال ہیں، اور خاص عبادت قربانی کے لئے فرماتا ہے:

"وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ"[2]	قربانی کے اونٹ اور گائے ہم نے تمھارے لئے اللہ کی نشانیوں سے بنائے۔

خصوصاً ہندوستان میں کہ یہاں تو بالخصوص گائے کی قربانی واجبات شرعیہ سے ہے جیسے ہم نے اپنے رسالہ "**انفس الفکر فی قربان البقر**" میں بدلائل واضحہ ثابت کیا ہے، خوشی ہنود کے لئے اس سے باز رہنے والا بلاشبہ بدخواہ اسلام و مسلمین ہے، دشمنان دین سے دوستی کرنے والا دشمن دین ہوتا ہے، اور روز قیامت ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جاتا ہے،

قال تعالٰی "وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ"[3]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: جو تم میں سے ان سے دوستی رکھے وہ انھیں میں سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **المرء مع من احب**[4] آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: **انت مع من احببت**[5] تو اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ دوستی رکھے۔ اور ایک حدیث میں ہے قسم کھا کر ارشاد فرمایا:

ما احب رجل قوما الاحشرہ اللہ فی زمرتھم[6] او کما قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔	جو کسی قوم کے ساتھ دوستی رکھے گا ضرور اللہ تعالٰی انھیں کے ساتھ اس کا حشر کریگا۔

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۴۴

[2] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۶

[3] القرآن الکریم ۵/ ۵۱

[4] صحیح البخاری باب علامۃ الحب فی اللہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۱۱

[5] صحیح البخاری باب مناقب عمر بن الخطاب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۲۱

[6] المعجم الکبیر حدیث ۲۵۱۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳/ ۱۹

گناہ کبیرہ پر اصرار اگرچہ کفر نہیں، مگر دشمنان دین کی دوستی اگر آج کفر نہ ہو تو معاذاللہ مرتے وقت کافر اٹھاتی ہے کہ انھیں کے ساتھ حشر ہو، اور مطلقاً علمائے دین یا کسی عالم دین کی ان کے عالم ہونے کے سبب برا کہنا، یا شریعت مطہر کی ادنٰی توہین کرنا، یہ تو یقیناً قطعاً کفر وارتداد ہے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۸۹ تا ۱۹۴: از رائے بریلی مقام مدرسہ رحمانیہ عربیہ مسئولہ مسلمانان رائے بریلی ۲۰ جمادی الاولٰی ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لیڈران قوم جو علم شریعت سے ناواقف اور احکام شریعت سے بے بہرہ ہیں، انھوں نے ۷ جنوری ۱۳۱۰ھ کو بمقام ٹاؤن ہال ایک میٹنگ منعقد کرکے اہالیان شہر کو جمع کیا اور قوم ہنود کی ہمدردی کو اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ نہایت پر زور تقریر و تائید میں دکھلاتے ہوئے باوجود مقامی عالم دین کے اختلاف و متفق الرائے نہ ہونے کے اس امر پر بے حد مصر ہوئے کہ قوم ہنود کی ہمدردی کے صلہ میں گائے کی قربانی جو ان کے سخت دل آزاری کا سبب، اور باہمی اتفاق اور اتحاد کے لئے سد باب اور رخنہ انداز ہے قطعاً چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ اس وقت ان کی محبت اور ہمدردی بالخصوص معاملت ترکی وخلافت عثمانیہ کے بارے میں بیحد ضروری ہے ان کی معیت معاملات مذکورہ میں قطعاً مفید، اور ان کی علیحدگی قطعاً مضر ہوگی، اور یہ بھی بیان کیا کہ شریعت نے ہم کو اختیار دیا ہے کہ گائے بکری، بھیڑ وغیرہ جس کی چاہیں قربانی کریں بلکہ مینڈھا کی قربانی افضل ہے، لہٰذا افضل کے ہوتے ہوئے گائے کی قربانی جس میں دل آزاری قوم ہنود کی ہے ہر گز نہ کرنا چاہئے، چنانچہ افسر علمائے ہند جناب مولانا عبدالباری صاحب نیز دیگر علمائے پنجاب نے ایسا ہی فتوٰی دے دیا ہے اور یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ غرباء جو مثلاً دس روپے کی گائے لے کر سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کرلیا کرتے تھے اب ان کے لئے یہ انتظام کیا جائے گا کہ ان سے دس روپیہ لے کر سات بکرا یا بھیڑ ہم لوگ بہم پہنچادیا کریں گے اور زائد روپیہ ہم لوگ اپنے پاس سے لگادیا کریں گے، یا بھیڑ اور بکری بہ نرخ بازار مثلاً چار پانچ روپیہ راس ہم لوگ خرید کر فراہم رکھیں گے اور غرباء کو مثلاً ایک روپیہ راس دیا کرینگے، جس کے لئے کچھ چندہ بھی کیا گیا ہے، مگر اس کے لئے نہ کوئی جائداد وقف کرتے ہیں اور نہ ہمیشہ کے لئے کوئی رجسٹری کی صورت ہے، چونکہ اس امر پر پورا اعتماد ہے کہ یہ لوگ اس بار عظیم کو ہمیشہ نہ نباہ سکیں گے، لہٰذا ضرور اور اغلب ہے کہ اس میں قوم ہنود سے خفیہ یا صراحۃً ضرور امداد لیں گے۔

لیڈران قوم کا خیال ہے کہ جس قدر قربانیاں سالہائے گزشتہ میں گائے کی لوگوں نے کی ہیں انھیں کو امداد دی جائے گی، اور جو لوگ جدید قربانی کرنا چاہیں گے ان کو امداد نہ دی جائے گی، نیز جو لوگ

پیغمبر علیہ السلام یا اپنے دیگر بزرگوں کی طرف سے قربانیاں کیا کرتے تھے چونکہ یہ بلاضروت ہے اس لئے ان کو امداد نہ دی جائے، اور یہ بھی خیال ہے کہ قربانی ہی پر کیا منحصر ہے، بلکہ جملہ شادی وغمی وغیرہ وغیرہ میں گائے ذبح نہ کی جائے، بجائے اس کے بکری وغیرہ کا گوشت استعمال کیا جائے، اور رائے بریلی میں اس امر کا تجربہ بھی ہوچکا ہے کہ جن مقامات میں گائے کی قربانیاں ہوا کرتی ہیں اس جگہ ایک سال قربانی نہ ہونے سے پھر آئندہ سال اس جگہ قربانی میں سخت رکاوٹ پیدا ہوجاتی ہے، اور نہیں ہوسکتی، چنانچہ اس کی نظیر موجود ہے، اس موقع پر کسی قانون دان لیڈر کو حِس تک نہیں ہوتی کہ اس کو بمقتضائے قانون جاری کرادیوے، بلکہ فتنہ وفساد کے الفاظ سے مرعوب کرکے غرباء کو خاموش کردیا جاتا ہے۔ لہٰذا امور ذیل دریافت طلب ہیں:

(۱) قوم ہنود کی ہمدردی گزشتہ وآئندہ کے صلہ میں اور باہمی اتحاد قائم رکھنے کی غرض سے گائے کی قربانی ترک کردینا شرعا جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) اور ان لوگوں کے وعدہ موہومہ مذکورہ پر بھروسہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ اور ان کے فراہم کردہ چندہ سے امداد لے کر اپنی طرف سے وجوبا خواہ استحبابا قربانی کرنا درست ہوگا یا نہیں؟

(۳) ان لوگوں کے فراہم کردہ چندہ سے جس میں شبہ قوی ہے کہ ر قوم ہنود بھی شامل ہوں گی قربانی کرنا جائز ہوگا یا ناجائز؟

(۴) فی الواقع اگر مولوی عبدالباری صاحب وغیرہ کا اس کے متعلق فتوٰی ہوچکا ہے اس پر عمل کرنا چاہئے یا نہیں؟

(۵) اور ایسے محرکین کی کمیٹی میں شرکت کرنا چاہئے یا نہیں؟ اور اس کے محرک اور مرتکب عنداللہ ماجور رہوں گے یا گنہ گار؟

(۶) گائے بھیڑ بکری اونٹ وغیرہ میں منجانب شریعت مختار ہونا، اس کے کیا معنی ہیں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

(۱) گائے کی قربانی شعار اسلام ہے،

قال اللہ تعالٰی "وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ" [1]	اللہ تعالٰی نے فرمایا: قربانی کے اونٹ اور گائے ہم نے تمھارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے بنائے۔ (ت)

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۶

دشمنانِ دین سے اتحاد منانے کو شعار اسلام بند کرنا بدخواہی اسلام ہے۔

(۲) ان صاحبوں کا وعدہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ القائے شیطان ہے۔

وقال اللہ تعالٰی "وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا" [1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: شیطان تو وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے۔

ان سے چندہ سے مدد لے کر گائے کی قربانی چھوڑنا، شیطان کا داؤں چلالینا ہے، دو چار کو شیطان نے دھوکا دے لیا، اور مسلمان تو اپنی انکھیں کھلی رکھیں

(۳) اس کا جواب جواب دوم میں آگیا۔ اور اس سے اور بھی کھل گیا کہ یہ شیطان کا فریب ہے ہرگز کفار تمھارے دین کی خیر خواہی نہ کریں گے، قال اللہ تعالٰی "لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا" [2] (وہ تمھاری برائی میں کمی نہیں کرتے۔ت) ضرور ہے کہ جس میں وہ ساعی ہیں اس میں تمھارے دین کا ضرر ہے۔

قال اللہ تعالٰی "وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ" [3]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: ان کی آرزو ہے کہ ایذا تمھیں پہنچے۔(ت)

ان کے زبانی اتحاد پر پھولنا قرآن عظیم کو بھولنا ہے۔

قال اللہ تعالٰی "قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ" [4]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: بیر ان کی باتوں سے جھلک اٹھا اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں بڑا ہے۔(ت)

اس اتحاد کی یک طرفہ تالی تو دیکھو، تم اپنا شعار دین بند کرو جسے تم ان سے بالکل مخفی کرتے ہو، اور وہ اتنا بھی نہ کریں کہ اتنے گھنٹے سنکھ ان مندروں سے بند کردیں، جہاں سے تمھیں یا کم از کم کسی مسجد کو وہ مکروہ ودلخراش آوازیں جائیں وہ اعلان نہ چھوڑیں اور تم مخفی سے بھی بازآؤ، یہ انھیں لیڈروں سے اسلام دوستی ہے۔

(۴) مولوی عبدالباری صاحب کے والد مرحوم مولانا عبدالوہاب صاحب، اور ان کے استاذ مولوی عبدالحٰہ صاحب اور دیگر علمائے فرنگی محل کا فتوٰی خود مجموعہ فتاوٰی مولوی عبدالحٰہ صاحب میں چھپ چکا ہے کہ بخاطر ہنود قربانی گاؤ بند کرنا معصیت ہے، ناجائز ہے، اس کا جاری رکھنا واجب ہے، "**انفس الفکر**" بھیجتا ہوں اس پر عمل چاہیئے۔

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۲۰

[2] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

[3] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

[4] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

(۵) محرکین کاحال قرآن عظیم کی آیتوں سے اوپر ظاہر ہوچکا کہ شیطان کے فریب میں ہیں، نادانستہ خواہ ان کے بعض دانستہ بدخواہی اسلام کررہے ہیں، اس کمیٹی میں شرکت حرام ہے کہ قرآن عظیم کو پیٹھ دینے کا مجمع ہے۔

قال اللہ تعالٰی وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۝۶۸ [1]۔ وقال تعالٰی فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖۤ ﳲ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ " [2]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت) اللہ تعالٰی نے فرمایا: تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انھیں جیسے ہو۔ (ت)

(۶) اس کی تفصیل "**انفس الفکر**" سے معلوم ہوگی، قربانی کا تمھیں اختیار ہے، مگر مخالفان اسلام کی خاطر سے شعائر اسلام بند کرنے کا کسی وقت تم کو اختیار نہیں۔

"وَاللّٰهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ۝۴" [3]۔	اور اللہ جسے حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۹۵و۱۹۶: از فتحپور محلّہ ایرانیاں مرسلہ حکیم سید نعمت اللہ صاحب　　　۱۱ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

مولانا المعظم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آج کل اخباروں میں علماء نے شائع فرمایا ہے کہ مصلحتاً ضرورت ہے کہ ہندوؤں سے اتفاق کیا جائے اور بجائے گائے کی قربانی کے بکری بھیڑ کی قربانی کی جائے، تو جناب والا اس کی نسبت کیا فرماتے ہیں کہ جو قربانی گائے کی کرتا ہے اس کو آجکل اس مصلحت سے گائے کی قربانی نہ کرنا کیسا ہے؟

(۲) اصل میں بکری بھیڑ کی قربانی افضل ہے یا گائے کی، فقط

الجواب:

یہاں گائے کی قربانی قائم رکھنا واجب ہے اور اس ناپاک مصلحت کے لئے اس کام کا چھوڑنا حرام، گائے کی قربانی اسلام کا شعار ہے، اور شعار اسلام بند کرنے کی وہی کوشش کرے گا جو اسلام کا بدخواہ ہے، ایسا شخص عالم نہیں ہوسکتا بلکہ ظالم ہے، اور کس پر ظلم ہوتا ہے، اسلام پر اور ہنود سے جیسا اتحاد منایا جارہا ہے حرام ہے حرام قطعی حرام ہے، نصوص قرآن عظیم سے حرام ہے اور اس کے جو نتائج ہورہے ہیں

[1] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[2] القرآن الکریم ۴/ ۱۴۰

[3] القرآن الکریم ۳۳/ ۴

کہ مسلمانوں نے قشقے لگوائے۔ رام لچھمن پر پھول چڑھائے، مشرک کی ٹکٹکی اپنے کندھوں پر اٹھا کر اس کی جے بولتے ہوئے مرگھٹ میں لے گئے۔ قرآن عظیم ایک ڈولے میں رامائن کی پوجا کراتے مندر میں لے گئے، ان کے بڑے لیڈر نے قرآن وحدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کردی، یہ فضائح کھلے ہوئے کفر نہیں رہے؟ مشرک سے اتحاد ہو کر یہ نتیجہ آپ ہی ضرور تھا، قرآن کریم میں صاف ارشاد فرمایا کہ تم میں جو ان سے دوستی رکھے گا، وہ سب انھیں میں سے ہے، آیہ کریمہ کارڈ پر نہیں لکھی جاسکتی، ترجمہ اس کا یہی ہے، پھر کیونکر ممکن تھا کہ مشرکوں سے اتحاد کرنے والے مشرک نہ ہوجاتے یہ یہاں ہے، اور اگر سچے دل سے تائب ہو کر باز نہ آئے تو صحیح حدیثوں کا ارشاد ہے کہ ان کا حشر بھی بت پرستوں کے ساتھ ہوگا، مولٰی عزوجل اپنے غضب سے پناہ دے، ہدایت فرما کر دل نہ الٹے۔ راہ دکھا کر آنکھیں نہ پلٹیں **اِحْفَظْنَا یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ** (اے دلوں اور آنکھوں کو بدلنے والے! ہماری حفاظت فرما۔ ت) **وھو تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۹۷: از لکھنؤ کنٹونمنٹ روڈ کوٹھی ۳۳ مسئولہ مولوی عبدالحمید صاحب ۵ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

عالیجناب معلّی القاب مولانا صاحب قبلہ ادام اللہ برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آج کل اہل ہنود جگہ جگہ میونسپلٹی کے ذریعہ سے انسداد گاؤ کشی کی کوشش کررہے ہیں، چنانچہ فیض آباد، ہاتھرس اور شہر لکھنؤ میں ہندو ممبران میونسپلٹی نے اپنی زیادتی تعداد کی وجہ سے تمامی مسلمانوں ممبروں کے خلاف انسداد گاؤ کشی کا قانون پاس کردیا ہے، اگر خدانخواستہ گاؤ کشی قانونا ممنوع قرار دی گئی تو عام مسلمانوں کو صرف اسی قدر نہیں کہ روزمرہ کی زندگی میں ان کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا بلکہ تقریبا تمام غیر مستطیع مسلمان جو تعداد میں نوے فیصدی سے بھی زائد ہیں ان سب کو عید الضحٰی میں قربانی کرنا بھی نصیب نہ ہوگا اس لیے کہ غریب مسلمان کسی طرح اس کی مقدرت نہیں رکھتے کہ وہ فردًا فردًا پندرہ بیس روپے کا بکرا ہر سال خرید سکیں، لہٰذا دریافت طلب یہ ہے کہ ایسے وقت میں عام مسلمانوں کو خاموشی اختیار کرنی چاہئے یا انسداد گاؤ کشی کے خلاف ان کو بھی امکانی جد وجہد کرنی چاہئے، اور مذہبًا ان پر کیا واجب ہے؟

یہ ایک استفتاء ہے جس کا جواب براہ کرم وبرائے خدا ورسول اکرم (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) جلد تر عطا فرمائیں تاکہ مسلمانوں کے عام جلسہ میں جو کہ صرف پانچ چھ یوم میں ہونے والا ہے آنجناب کا شرعی حکم پھر سب کو پڑھ کر سنادیا جائے۔

الجواب:

مولٰنا المکرم وذوالمجد والکرم اکرمکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ مسئلہ بھی کچھ قابل سوال ہے، حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من کان یحب ان یعلم منزلتہ عنداللہ فلینظر کیف منزلۃ اللہ عندہ۔فان اللہ ینزل العبد منہ حیث انزلہ من نفسہ [1]۔رواہ الحاکم فی المستدرک و الدارقطنی فی الافراد عن انس وابونعیم فی الحلیۃ عن ابی ھریرۃ وعن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنھم۔	جو یہ جاننا پسند کرے کہ اللہ کے نزدیک اس کا مرتبہ کتنا ہے وہ یہ دیکھے کہ اس کے دل میں اللہ کی قدر کیسی ہے کہ بندے کے دل میں جتنی عظمت اللہ کی ہوتی ہے اللہ اسی کے لائق اپنے یہاں اسے مرتبہ دیتا ہے (اسے حاکم نے مستدرک میں اور دارقطنی نے افراد میں انس وابونعیم نے حلیہ میں ابوہریرہ اور سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ت)

آدمی اگر اللہ ورسول کے معاملہ کو اپنے ذاتی معاملہ کے برابر ہی رکھے، تو دین میں اس کی سرگرمی کے لئے بس ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ انسان ذرا سی نالی یا پرنالے کی ملک بلکہ مجرد حق کے لئے کس قدر جان توڑ عرق ریزیاں کرتا ہے اس کا مقدمہ منتہا تک پہنچاتا ہے، کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا، پیسہ کے مال پر ہزاروں اٹھادیتا ہے، دنیوی فریق کے مقابل کسی طرح اپنی دبتی گوارا نہیں کرتا، گائے کشی مسلمان کا دینی حق ہے، اور حق بھی کیسا، خاص شعار اسلام، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ" [2]۔	اونٹ اور گائے کی قربانی کو ہم نے تمھارے لئے دین الٰہی کے شعاروں سے کیا۔

امام محمد جامع صغیر میں فرماتے ہیں: وَالْبُدْنَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ [3] (اونٹ اور گائے بُدنہ ہیں۔ت) اور اگر شعار اسلام کو اور بھی خاص اعدائے اسلام کے مقابلہ میں اپنی ایک نالی کے برابر بھی نہ سمجھو، تو جان لو کہ اللہ واحد قہار ہے یہاں تمھاری قدر کتنی ہے اگر وہ ضرورت وضرر جو سوال میں مذکور ہوئے نہ بھی ہوتے بقدر قدرت کوشش لازم تھی،

حدیث میں ہے: لیس منا من اعطی

[1] المستدرک للحاکم کتاب الدعا دارالفکر بیروت ۱/ ۴۹۴-۹۵

[2] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۶

[3] الجامع الصغیر باب تقلید البُدن مطبع یوسفی لکھنؤ ص ۳۱

الدنیة فی دیننا [1] ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمارے دین کے معاملہ میں دبتی رکھنے دے کہ ان ضرورتوں اور ضرروں کے ہوتے ہوئے بیشک جو اس میں بے پروائی وچشم پوشی برتے گا اور حسب طاقت دین کی مدد نہ کرے گا اور شعار اسلام کو نقصان پہنچنے دے گا، روز قیامت سخت بازپرس میں پکڑا جائے گا اور اس کی جزا یہ ہے کہ اللہ تعالٰی قیامت میں اس کی شدید حاجت کے بوقت اسے بے یارومددگار چھوڑے، جیسا اس نے دین کی مدد سے منہ موڑا، قال اللہ تعالٰی "وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾" [2] اس سے قیامت میں فرمایا جائے گا جیسا تونے دین کو بھلادیا تھا تو ایسا ہی آج تو بھلادیا جائے گا کہ کوئی تیری خبر نہ لے گا، والعیاذ باللہ تعالٰی، واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۹۸: از پرولیا ضلع مان بھوم مسئولہ خلیفہ محمد جان شب ۱۹ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ترک گاؤ کشی یا ترک قربانی گاؤ مصلحت وقت سمجھ کر چھوڑ دیا جائے اس پر مذہبی نقصان ہے یا نہیں؟

الجواب:

گاؤ کشی مباح قطعی ہے، مشرکین کی خاطر اسے بند کرنا مشرک کا بول بالا کرنا ہے، اور قربانی گاؤ شعار اسلام ہے، مشرکین کی خاطر اس کا بند کرنا حرام ہے، وھو تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۹۹: از شہر بریلی صدر بازار مکان ۷۸۹ مرسلہ حافظ بنے خاں صاحب مورخہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

قربانی گاؤ کے متعلق ہمارے علمائے دین کیا فرماتے ہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

ہندوستان میں قربانی گاؤ کا جاری رکھنا واجب ہے اور خوشنودی ہنود کے لئے اس کا بند کرنا حرام ہے،

"وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾" [3]۔	اللہ ورسول زیادہ اس سے مستحق ہیں کہ انھیں راضی کرو اگر تم مسلمان ہو۔

[1] صحیح بخاری باب الشروط فی الجہاد ۱/ ۳۸۰، مسند احمد بن حنبل فلم نعطی الدنیہ فی دیننا ۴/ ۳۳۰

[2] القرآن الکریم ۲۰/ ۱۲۶

[3] القرآن الکریم ۹/ ۶۲

والتفصیل فی رسالتنا "انفس الفکر فی قربان البقر " (تفصیل ہمارے رسالے "**انفس الفکر فی قربان البقر** " میں ہے۔ت) **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۰۰ و ۲۰۱: از آنولہ ضلع بریلی مرسلہ چودھری رحیم بخش صاحب مورخہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید گائے قربانی کے واسطے خرید کی، چونکہ قربانی گائے کی اہل ہنود کے واسطے باعث دل آزاری ہوگی اس لئے زید خوشنودی اہل ہنود کے واسطے گائے خرید کردہ سے بیل یا بھینس وغیرہ بدل کر قربانی کرنا چاہتا ہے تو عندالشرع یہ بدلنا درست ہے یا نہیں؟ اور گائے کی قربانی بوجہ اتحاد کے موقوف کردینا درست ہے یا نہیں؟
(۲) محض خوشنودی اہل ہنود کے لئے قربانی بجائے تین روز کے ایک ہی دن مقرر کریں، درست ہے یا نہیں؟ اور ایک دن مقرر کرلینے والوں کو عندالشرع کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

(۱) وہ گائے کہ بہ نیت قربانی خریدی، اس کا دوسری گائے سے بدلنا بھی منع ہے کہ اللہ کے واسطے اس کی نیت کرکے پھرنا معیوب ہے، اور ہندوؤں سے اتحاد حرام، اور اس کی وجہ سے گائے کی قربانی موقوف کرنا حرام، اور حرام موجب غضب جبار وعذاب نار، ایسا کرنے والوں کو حشر ہندوؤں کے ساتھ ہوگا، حدیث میں ارشاد ہوا کہ "میں قسم کھا کر فرماسکتا ہوں کہ جو جس سے اتحاد رکھے گا اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا[1]" **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۲) یہ بھی حرام ہے، ہنود کی خوشنودی کے لئے اللہ ورسول کے حکم میں تنگی کرنا مسلمانوں کا کام نہیں، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۲۵۱۹ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۳/ ۱۹

مسئلہ ۲۰۲: مسئولہ حافظ سلیم اللہ بہاری پور بریلی ۱۸ جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید بغیر پردہ عورتوں کر مرید کرتا ہے اور ان بے پردہ کو اپنے پاس بٹھلاتا ہے، بات بھی کرتا ہے بجائے داڑھی منڈانے کے خشخشی کرنے کا حکم دیتا ہے، عالموں کی غیبت کرتا ہے، اذان اور صلوٰۃ اور تکبیر اپنے کانوں سے سنے مگر نماز کے لئے مسجد میں نہیں آتا ہے اور کہتا یہ ہے کہ پیر رسول تک نہیں بلکہ خدا تک براہ راست پہنچادے گا، ایسے پیر کے واسطے ہماری شریعت کیا حکم دیتی ہے، ایسے پیر کا مرید ہونا کیسا ہے اور جو اس کے پیروکار ہیں ان کے واسطے اور ایسے پیر کے واسطے ہماری شریعت اہل سنت والجماعت کیا حکم دیتی ہے؟ کوئی بات خلاف نہیں ہے۔

الجواب:

اگر یہ باتیں واقعی ہیں تو ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں، ایسا شخص اور اس کے پیرو سب گمراہ ہیں، اور یہ کہنا کہ پیر رسول تک نہیں بلکہ براہ راست اللہ تک پہنچادیتا ہے اس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ بے واسطہ رسول، اگر یہی مراد ہے تو صریح کفر ہے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۰۳: از بلنڈا ضلع پیلی بھیت مسئولہ محمد حسین صاحب ۴ ربیع الاخر ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تین شخصوں کو جو بستی کے تھے مسلمان کیا، اس پر اس بستی کے ایک مسلمان نے کہا کہ مسلمانوں کے کلمہ میں یہ طاقت ہے کہ سور کھانے والوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کرلیتے ہیں تو ایسی حالت میں سور پر کلمہ پڑھ کر کیوں نہیں کھالیتے، ایسی حالت میں شرع اس پر کیا حکم لگاتی ہے، وہ شخص نماز نہیں پڑھتا روزہ نہیں رکھتا ہے نام کا مسلمان کہلاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم کو مسلمانوں سے واسطہ نہیں ہے ہم کو ہندوؤں سے کام ہے اور واسطہ ہے ہمارا روزگار ایسا ہے اور اس پر منع کیا گیا تو فوجداری پر آمادہ ہوگیا۔

الجواب:

اگر یہ بیان واقعی ہے تو وہ شخص کافر ہوگیا۔ اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی، مسلمانوں کو اس سے میل جول سلام کلام حرام ہے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۰۴: از شہر کہنہ محلّہ روہیلی ٹولہ مسئولہ محمد خلیل الدین صاحب ۷ صفر ۱۳۳۹ھ

مسئلہ مسئولہ سید عرفان علی صاحب رکن انجمن خادم الساجدین رہڑی ٹولہ بریلی ۲ صفر ۱۳۳۹ھ میں جو در بارہ مطلب ومعنی آیہ شریفہ "**مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَۃً حَسَنَۃً**"[1] (الی مقیتا) ہے اس بات پر منطقی دلائل

[1] القرآن الکریم ۴/ ۸۵

قائم کرکے ایک بحث طویل کی جاسکتی ہے کہ فلاں مسلم یا نامسلم فلاں سلطنت مظلومہ اور فلاں ملک کے مظلوم مسلمانوں کی حمایت اور حفاظت کی کوشش بلیغ کررہاہے اس کے جلسہ وجلوس اور وعظ وبیان کی شرکت اور اس کی تعظیم ومدح اور اس کی اقتداء وپیروی سب جائز بلکہ ضروری ہے اور جو اس بات سے احتراز کرے یا اس پر اعتراض کرے تو وہ آیہ شریفہ کے خلاف کام کرتاہے اور گنہ گار ہے جو دوسروں کو امور متذکرہ بالا سے منع کرتاہے یا روکتاہے وہ آیہ شریفہ کے حصہ آخر یعنی شفاعت سیئہ کا مرتکب ہوا، امید کہ اس کی نسبت تصریح ووضاحت فرماکر ماجور ومشکور ہوں۔

الجواب:

آیہ کریمہ کی نسبت ایسا وسوسہ محض القائے شیطان رجیم ہے، قرآن عظیم میں اعمال حسنہ وسیئہ کی ایک عام میزان ومعیار مقرر فرمائی ہے کہ تمام فروع میں ملحوظ ومرعی ہے اللہ جل وعلا ارشاد فرماتاہے:

"وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْیَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىٕكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾"[1] جو آخرت چاہے اور اس کے قابل کوشش کرے اور شرط یہ ہے کہ ہو مسلمان تو ان لوگوں کی کوشش مشکور ہوگی۔ اور کافروں کی نسبت فرماتاہے: "وَقَدِمْنَاۤ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾"[2] یعنی کافر کچھ بھی عمل کرے ہم نے اس کو تباہ وبرباد کردیاہے، کافر سے اصلا کوئی حسنہ قبول نہیں بلکہ اس سے کوئی حسنہ متصور ومعقول نہیں، امور ثواب کے عمومات میں ہمیشہ صرف اہل اسلام مراد ہیں، رب عزوجل فرماتاہے:

"مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ﴿۱۱﴾"[3]	کون ایسا ہے جو اللہ کے لئے قرض حسن دے اللہ اسے دونا دون عطا فرمائے اور اس کے لئے عزت والا ثواب ہے۔

کیا کوئی کہہ سکتاہے کہ کافر اگر کسی کو دو ایک روپے بے سود قرض دے دے وہ اس آیت میں داخل ہے اور اس کے لئے عزت کا ثواب ہے، صورت دائرہ نہ صورت شفاعت ہے نہ شفاعت حسنہ بلکہ بداہۃً سخت شناعت سیئہ ہے، مسلمان کہلانے والوں نے مشرکین سے وداد بلکہ اتحاد بلکہ غلامی وانقیاد واختیار کیا، شعائر اسلام کی بندش میں کوشاں ہیں، اور شعار کفر قبول کرنے پر

[1] القرآن الکریم ۱۷/ ۱۹
[2] القرآن الکریم ۲۵/ ۲۳
[3] القرآن الکریم ۵۷/ ۱۱

نازاں، مشرکوں کی تعظیم کہ سخت مخالفت قرآن عظیم ہے اعلان کے ساتھ ہو رہی ہے ان کی جے پکاری جاتی ہے، انھیں اپنی مزعوم حاجت دینیہ میں پیشوا اور رہنما بنایا جاتا ہے آیات واحادیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کی جاتی ہے، مشرکوں کو مساجد میں لے جا کر مسلمانوں کا واعظ بنایا جاتا ہے مشرک کی ٹکٹکی کندھوں پر اٹھا کر مرگھٹ تک لے گئے اس کے لئے دعائے مغفرت ونماز جنازہ کے اشتہار دئے جو صریح کفر ہے، صاف کہہ دیا کہ آج تم نے اگر اپنے ہندو بھائیوں کو راضی کرلیا تو اپنے خدا کو راضی کرلیا اور یہ کہ خدا کی رسی مضبوط تھامنے سے اگرچہ دین نہ ملے دنیا تو ضرور ملے گی، علانیہ چھاپ دیا کہ ہم ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو ہندو مسلم کا امتیاز موقوف کردے گا اور سنگم وپریاگ کو مقدس علامت بنائے گا، یہاں اس قول کے معنی کھلے جو خدا کی رسی کی نسبت کہا تھا، حبل اللہ قرآن عظیم ہے محال ہے کہ اسے مضبوط تھامنے سے دین نہ ملے، مگر یہ دین جو معابد کفار کو مقدس بنائے اور مسلم وکافر کا امتیاز اٹھائے البتہ قرآن عظیم سے نہیں مل سکتا، قرآن عظیم تو اس کا بیخ کن ہے۔

"اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۟" [1] "وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾" [2]۔	بیشک اللہ کے نزدیک سچا دین صرف اسلام ہے۔ اور جو اسلام کے سوا کوئی بھی دوسرا دین چاہے وہ ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ شخص آخرت میں زیاں کار رہے گا۔

لہٰذا تصریح کردی کہ قرآن عظیم کو مضبوط تھامنے سے اگرچہ دین نہ ملے اور کہاں تک ان کے افعال واقوال ذکر کئے جائیں جن کے دل اللہ نے الٹ دئے اور آنکھیں پلٹ دیں **فسبحٰن مقلب القلوب والابصار** (پاک ومنزہ ہے وہ ذات جو دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دیتی ہے۔ت) باقی امور تحریم تعظیم مشرکین وغیرہ بارہا بیان ہوچکے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۰۵: از لاہور بازار کٹرہ کالج شرونوالہ مسئولہ خادم اسلام ملا محمد بخش حنفی چشتی سابق منیجر اخبار ہنر ۹ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امر مشروع اور مباح شرعی کو کوئی شخص حرام شرعی اور ممنوع مذہبی بنانے کی طاقت رکھتا ہے یا نہیں؟ غیر مشروع پر کوئی شخص مشروع اور

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۹

[2] القرآن الکریم ۳/ ۸۵

حلال شرعی بناسکتاہے یا نہیں؟ جیسے کہ گائے کی قربانی مشروع اور مباح شرعی ہے کیا اس کو کوئی لیڈر قوم ممنوع شرعی کراسکتاہے، ہنود کی مجالس اعیاد میں شرکت جو ممنوع اور حرام شرعی ہے کیا لیڈروں کی رائے سے وہ شرکت جائز اور حلال ہو سکتی ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

یہ دین پاک اللہ واحد قہار نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر تمام جہان کے لئے قیامت تک کے واسطے اتارا ہے۔

"تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَاۙ۝" [1] "قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا" [2]	بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو، تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔(ت)

اور ان سے نبوت کا دروازہ بند فرمادیا، محال ہے کہ ابد الآباد تک اب کوئی جدید نبی ہو۔

"وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۝" [3]	ہاں اللہ کے رسول ہیں، اور سب نبیوں میں پچھلے، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔(ت)

محال ہے کہ ان کی کتاب کا ایک حرف یا ان کی شریعت کا کوئی حکم کبھی بدل سکے

"لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ۝" [4]	باطل کو اس کی طرف راہ نہیں، نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے، اتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کا۔

ان کی شریعت کے کسی حلال کو جو حرام بتائے یا کسی حرام کو حلال بتائے وہ حلال حرام یا حرام حلال تو نہ ہوجائے گا بلکہ یہی کہنے والا الٹا کافر ہوجائے گا۔

"وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ	اور نہ کہو اسے جو تمھاری باتیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو، بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا

[1] القرآن الکریم ۲۵/ ۱
[2] القرآن الکریم ۷/ ۱۵۸
[3] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰
[4] القرآن الکریم ۴۱/ ۴۲

لَایُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ "[1]" مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ۪ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ "[2]" قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ "[3]" وَیْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَیُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ "[4]	بھلانہ ہوگا، تھوڑا برتنا ہے، ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی برا بچھونا، کیا اللہ نے اس کی تمھیں اجازت دی ہے یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو، تمھیں خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو وہ تمھیں عذاب سے ہلاک کردے اور بیشک نامراد رہا جس نے جھوٹ باندھا۔(ت)

قربانی گاؤ کی حلت اور مجالس اعیاد ہنود میں شرکت کی حرمت دونوں ضروریات دین میں سے ہیں جو اسے حرام یا حلال کہے وہ اللہ ورسول پر افتراء کرتا ہے اور بحکم قرآن اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور حکم کفر اس پر لازم والزم۔

"وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ "[5] نسأل اللہ العفو والعافیۃ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔(ت) اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس طرح چھٹکارا پائیں گے، ہم اللہ تعالٰی سے معافی اور عافیت مانگتے ہیں، اللہ تعالٰی بلند و عظیم کی طاقت وتوفیق کے بغیر انسان نہ برائی سے پھر سکتا ہے اور نہ نیکی بجالاسکتا ہے۔(ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۰۶: از قصبہ حافظ گنج ضلع بریلی مسئولہ عبداللہ رضوی عرف چھنگے ۱۳صفر ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قصبہ حافظ گنج میں ہندوؤں کی جل بہار اٹھتی تھی مگر اب کی مرتبہ مسجد کے قریب کے راستہ سے گزرنا چاہا تھا تمام اہلسنت وجماعت نے کہا کہ ہماری مسجد کے سامنے سے نہیں نکلتی ہے، عمرو نے جو دیوبند کو اپنا پیشوا مانتا ہے ہندوؤں کے ہمراہ ہو کر تھانہ میں کہہ دیا کہ مسجد کے سامنے سے نکلتی ہے اس حالت میں عمرو برادری کے قابل ہے مسلمان

[1] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۱۶

[2] القرآن الکریم ۳/ ۱۹۷

[3] القرآن الکریم ۱۰/ ۵۹

[4] القرآن الکریم ۲۰/ ۶۱

[5] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

مانا جائے یا نہیں، اور بی بی عمرو کی ہندو کے ہمراہ میلہ رام لیلا کو جائے شریعت سے اس کا نکاح جائز رہا یا نہیں؟

الجواب:

میلاء میں جانا توحرام ہی ہے اگرچہ اس سے نکاح نہ کیا جائے اور کفار کے لئے جھوٹی گواہی دینی اور وہ بھی ایسی ناپاک بات میں، اور اس کے سبب مسجد کی توہین کرانی قریب بہ کفر ہے اگرچہ اس پر کفر مطلق کا حکم نہ بھی ہو، مگر جب وہ دیوبندیوں کا معتقد ہے تو اسی قدر اس کے کفر کے لئے کافی ہے، فتوٰی علمائے حرمین شریفین میں دیوبندیوں کی نسبت ہے:

من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[1]۔	جو ان کے کافر ہونے اور ان کے عذاب کے بارے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

بہر حال عمرو کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہے، اور اس سے میل جول حرام ہے، اور اسے برادری سے خارج کرنا فرض، مگر جب اسلام لائے اور اپنے کفر اور ان کبائر سے توبہ کرے، اور دیوبندیہ و دیگر وہابیہ وجملہ کفار کو کافر مانے اس وقت برادری میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۰۷: از شہر محلّہ سوداگراں مسئولہ احسان علی صاحب طالب علم ۱۸صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید معاذاللہ یہ کہے کہ میں عیسائی یا وہابی یا کافر ہو جاؤں گا، نام ایک فرقہ کا لیا آیا وہ انھیں میں سے ہوگا یا نہیں؟ یا یہ کہے کہ جی چاہتا ہے کہ غیر مقلد ہو جاؤں یا یہ کہے کہ غیر مقلد ہونے کا جی چاہتا ہے، یہ قول کیسا ہے، اگرچہ کسی کو چھیڑنے یا مذاق کی غرض سے کہے، **بینوا توجروا**

الجواب:

جس نے جس فرقہ کا نام لیا اس فرقہ کا ہوگیا مذاق سے کہے یا کسی دوسری وجہ سے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۰۸تا۲۱۲: از قصبہ تلہر ضلع شاہجہانپور محلّہ ہندوپٹی مسئولہ ضیاء الدین صاحب ۱۸صفر ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام ادام فیضہم المولی العلام ان مسائل میں، **بینوا توجروا**

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

(۱) ایک صاحب مسمّٰی مولوی اشرف علی ساکن قصبہ تلہر ضلع شاہجہانپور دوسرے صاحب حکیم عبداللہ مقیم تلہر ہیں، حکیم صاحب کا بیان ہے کہ "یزید فاسق فاجر نہ تھا اس کو برا نہ کہا جائے اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اس کے یہاں جانا نہ چاہئے تھا، کیوں گئے، اور یہ ملکی جنگ تھی" دوسرے یہ کہ نماز فجر کے بعد مسلمانوں نے ان سے مصافحہ کرنا چاہا انھوں نے مصافحہ نہ کیا اور بدعت بتادیا، کیا حکیم صاحب کا یہ بیان سراسر غلط نہیں۔ کیا انھوں نے حضرت سید الشہدا رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شان ارفع واعلٰی میں گستاخی نہ کی؟ داد کذب بیانی نہ دی؟ کیا مصافحہ سے دست کشی وانکار اس امر کو ثابت نہیں کرتا کہ اس کی مراد بدعت سے بدعت سیئہ ہے اور ان کا یہ فعل وہابیانہ ہے؟[1]

(۲) اول الذکر مولوی صاحب ایک زمانہ تک مدرسہ مولوی یسین واقع بریلی محلّہ سرائے خام کے مدرس رہ چکے ہیں، کیا ان کی وہابیت کو اسی قدر کافی نہیں کہ ایک بدمذہب کے مدرسہ میں ملازم رہ کر اس مدرسہ کے دستور العمل درس تعلیم کی پابندی کرکے درس دیا چہ جائیکہ علم غیب حبیب خدا سید ہردوسرا علیہ افضل التحیۃ والثناء میں وہابیہ کا خیال مغویانہ قیل وقال، جو کوئی شخص صحیح العقیدہ علم حضور سراپانور کو روز اول سے قیامت تک کے تمام اشیاء ذرہ ذرہ کو کلیۃً وجزیۃً محیط جانے اور ان کے واسطے **ماکان ومایکون** کا علم مانے اور قائل علم غیوب خمسہ ہو وہ شخص ان مولوی صاحب کے نزدیک مضل وضال قابل عقاب ونکال، اکابر علمائے اہلسنت کثرہم اللہ تعالٰی کی شان میں جن کی مدح وستائش میں مفتیان علام وعلمائے ذوی الاحترام حرمین طیبین وروم وشام وغیرہم مبالغہ فرمائیں اور ان کو پیشوا وسردار علمائے اہلسنت بتائیں، یہ صاحب بیہودہ الفاظ وناشائستہ کلمات زبان پر لائیں، ان صاحب کے تمام اوصاف میں باستثنائے مدرسی مدرسہ مذکورہ حکیم صاحب مذکور بھی شریک وہمخیال یہ دونوں صاحب مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند ومولوی شید احمد گنگوہی ومولوی اشرف علی تھانوی کو اپنا پیشوا جانتے اور سرتاج اہلسنت مانتے ہیں، کیا دونوں صاحب کم سے کم بدعتی وبدمذہب نہیں؟ کیا ان کے ساتھ ان احادیث واقوال کے مطابق عمل نہ کیا جائے جو فتاوی الحرمین طبع بمبئی میں مذکور ہیں:

فی صحیح مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم۔	صحیح مسلم شریف میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ان سے الگ رہو انھیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمھیں بہکا نہ دیں وہ تمھیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔

[1] صحیح مسلم باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰

و[۲] لابی داؤد عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلاتشھدوھم [1]۔	ابوداؤد کی حدیث میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ، مر جائیں تو جنازے پر حاضر نہ ہو۔
[۳] زاد ابن ماجۃ عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وان لقیتموھم فلا تسلموا علیہم [2]۔	ابن ماجہ نے بروایت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ اس قدر اور بڑھایا: جب انھیں ملو تو سلام نہ کرو۔ کھانا نہ کھاؤ، شادی بیاہ نہ کرو۔
و[۴] عند العقیلی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتجالسوھم ولا تشاربوھم ولاتواکلوھم ولاتناکحوھم [3]۔ [۵] زاد ابن حبان عنہ لاتصلوا علیہم ولاتصلوا معہم [4]۔	عقیلی نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ان کے پاس نہ بیٹھو، ساتھ پانی نہ پیو، ساتھ ابن حبان نے انھیں کی روایت سے زائد کیا ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو، ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔
[۶] الدیلمی عن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انی بریئ منہم وھم براء منی جہادھم کجہاد الترکیۃ والدیلم [5]۔	دیلمی نے معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: میں ان سے بیزار ہوں وہ مجھ سے بے علاقہ ہیں ان پر جہاد ایسا ہے جیسا کہ کافران ترک ودیلم پر۔

[1] سنن ابی داؤد کتاب السنہ باب فی القدر آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۸۸

[2] سنن ابن ماجہ باب فی القدر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰

[3] الضعفاء الکبیر ترجمہ احمد بن عمران دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۲۶

[4] کنز العمال حدیث ۳۲۵۲۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۴۰، میزان الاعتدال ترجمہ ۱۲۰۳ بشیر بن عبیداللہ القیصر دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۳۲۰

[5] فردوس الاخبار حدیث ۳۲۵۴ معاذ بن جبل دار الکتب العربی بیروت ۲/ ۴۴۹

و⁷لابن عساکر عن انس رضی اللہ تعالٰی عنه عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم اذا رأیتم صاحب بدعة فاکھروافی وجھه فان اللہ یبغض کل مبتدع ولایجوز احد منھم علی الصراط لکن یتھا فتون فی النار مثل الجراد والذباب [1]۔	ابن عساکر انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے بر رُو اس سے ترش روئی کرو اس لئے کہ اللہ تعالٰی ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے ان میں کوئی پل صراط پر گزر نہ پائے گا بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آگ میں گر پڑیں گے جیسے ٹیری اور مکھیاں گرتی ہیں۔
و⁸للطبرانی وغیرہ عن عبداللہ بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنه عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام [2]۔	(طبرانی وغیرہ عبداللہ بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ت) جو کسی بدمذہب کی توقیر کرے اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد دی۔
و⁹له فی الکبیر ولابی نعیم فی الحلیة عن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنه عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم من مشی الی صاحب بدعة لیوقرہ فقد اعان علی ھدم الاسلام [3] وغیرہ من الاحادیث،	نیز طبرانی معجم کبیر اور ابونعیم نے حلیہ میں معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی بدمذہب کی طرف اس کی توقیر کرنے کو چلے اس نے اسلام کے ڈھانے میں اعانت کی، اور اس کے سوا اور حدیثیں ہیں،
¹⁰قال العلماء فی کتب العقائد کشرح المقاصد وغیرہ ان حکم المبتدع البغض والاھانة والرد والطرد [4]۔	علماء کتب عقائد مثل شرح مقاصد وغیرہ میں فرماتے ہیں کہ بدمذہب کا حکم اس سے بغض رکھنا اسے ذلت دینا اس کا رد کرنا اسے دور ہانکنا ہے۔

[1] تذکرۃ الموضوعات للفتنی باب افتراق الامة علی ثلاث وسبعین فرقة کتب خانہ مجیدیہ ملتان ص ۱۵

[2] المعجم الاوسط مروی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا حدیث ۶۷۶۸ مکتبۃ المعارف الریاض ۷/ ۳۹۶، حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۱۷ حضرت خالد بن معدان دار الکتب العربی بیروت ۵/ ۲۱۸

[3] المعجم الکبیر از معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ حدیث ۱۸۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۰/ ۹۶، حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۳۶۔۳۳۵ دار العربی بیروت ۶/ ۹۷

[4] شرح المقاصد الفصل الرابع فی الامامۃ دار المعارف النعمانیۃ لاہور ۲/ ۲۷۰

وفی "غنیۃ الطالبین قال فضیل بن عیاض من احب صاحب بدعۃ احبط اللہ عملہ واخرج نور الایمان من قلبہ واذا علم اللہ عزوجل من رجل انہ مبغض صاحب بدعہ رجوت اللہ تعالٰی ان یغفر ذنوبہ وان قل عملہ واذا رأیت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا اٰخر اھ[1]۔	غنیۃ الطالبین میں ہے فضیل بن عیاض نے فرمایا جو کسی بدمذہب سے محبت رکھے اس کے عمل حبط ہوجائیں گے اور ایمان کا نور اسکے دل سے نکل جائے گا اور جب اللہ تعالٰی اپنے کسی بندے کو جانے کہ وہ بدمذہب سے بغض رکھتا ہے تو مجھے امید ہے کہ مولٰی سبحنہ وتعالٰی اس کے گناہ بخش دے اگرچہ اس کے عمل تھوڑے ہوں اور جب کسی بدمذہب کو راہ میں آتا دیکھو تو تم دوسری راہ لو، انتھی بقدر الضرورۃ۔

(۳) جب شرع مطہر نے ایسے لوگوں سے اس درجہ نفرت دلائی اور اس قدر برائی بیان فرمائی تو کیا مسلمانوں کا فرض مذہبی نہیں کہ ان کو مسجد میں آنے سے روکیں، ان سے ہر قسم کا قطع تعلق کرلیں، علی الخصوص وہ شخص جس کے ہاتھ میں مسلمانوں کا کام ہو اور مسلمان اس کو مانتے ہوں اور عزت ووقار کی نظر سے دیکھتے ہوں خواہ بباعث علم یا بجہت پیری مریدی یا بخیال تونگری وغیرہ اس پر سخت ضروری کہ ان کو خود دخول مسجد سے حتی الوسع روکے اور ان کے ساتھ میل جول سے مسلمانوں کو باز رکھے، جو شخص ان مولوی صاحب وحکیم صاحب کے خیالات باطلہ وحالات فاسدہ پر مطلع ہو کر ان دونوں کو امام بنائے اور ان کے پیچھے نماز پڑھے اور کہے یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں ہمیں ان سے کیا سروکار آخر یہ دونوں عالم تو ہیں، کیا وہ شخص زیاں کار اور انھیں مفسدین فی الدین سے نہیں اور وہ نماز اس کی باطل ومردود نہیں؟ حالانکہ جن تین علمائے مذکورین کو یہ دونوں صاحب پیشوا جانتے ہیں ان کے بارے میں مفتیان وعلمائے مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ نے یہ حکم دیا جیساکہ فتاوٰی حسام الحرمین میں مذکور ہے:

ان ھٰؤلاء الفرق الواقعین فی السؤال غلام احمد القادیانی ورشید احمد و من تبعہ کخلیل الانبھتی واشرف علی وغیرھم لاشبھۃ فی کفرھم بلامجال بل لاشبھۃ فی من شك بل فی	بیشک یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہہ نہیں اور نہ شک کی مجال، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ

[1] غنیۃ الطالبین فصل فی اعتقاد اہل السنۃ ان امۃ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۸۰

من توقف فی کفرھم بحال من الاحوال [1]۔	کسی طرح کسی حال میں انھیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہہ نہیں۔

اسی میں ہے:

| اظھر فضائحھم القبیحۃ فی المعتمد المستند فلم یبق من نتائجھم الفاسدۃ بکل واضحۃ دامغۃ جلیلۃ لاسیما المتصدی لحل رایۃ ھذہ الفرقۃ المارقۃ التی تدعی بالوہابیۃ ومنھم مدعی النبوۃ غلام احمد قادیانی والمارق الاخر المنقص لشان الالوھیۃ والرسالۃ قاسم النانوتوی ورشید احمد الکنکوھی وخلیل احمد الانبھتی واشرف علی التانوی، ومن حذا حذوھم [2]۔انتھی بقدر الضرورۃ۔ | مصنف نے اپنی کتاب معتمد المستند میں اس گروہ کی بری رسوائیاں ظاہر کیں پس ان کے فاسد عقیدوں سے ایک بھی بغیر پوچ لچر کئے نہ چھوڑا تو اے مخاطب تجھ پر لازم ہے کہ اسی روشن رسالہ کا دامن پکڑے جسے مصنف نے بزدوی لکھ دیا تو ان گروہوں کے رد میں ہر ظاہر وروشن وسرکوب دلیل پائے گا خصوصا جو اس گروہ خارجی از دین کے باندھے ہوئے نشان کھول دینے کا قصد کرے،وہ گروہ خارج از دین کون ہے جسے وہابیہ کہاجاتا ہے اور ان میں مدعی نبوت غلام احمد قادیانی ہے اور دین سے دوسرا نکلنے والا شان الوہیت ورسالت گھٹانے والا قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی تھانوی اور جو ان کی چال چلا،انتہی بقدر الضرورۃ۔ |

اسی میں ہے:وبالجملۃ ھٰؤلاء الطوائف کلھم کفار مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمین وقد قال فی البزازیۃ والدرر والغرر والفتاوٰی الخیریۃ ومجمع الانھر والدر المختار وغیرھا من معتمدات الاسفار فی مثل ھؤلاء الکفار من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اھ وقال فی الشفاء الشریف ونکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ الاسلام من الملل اووقف فیھم شك اھ وقال فی بحر الرائق وغیرہ من حسن کلام اھل الاھواء او قال معنوی اوکلام لہ معنی صحیح ان کان ذٰلك کفرا من القائل کفر المحسن اھ وقال؛ الامام ابن حجر

[1] حسام الحرمین تقریظ اسمٰعیل بن خلیل مکتبہ نبویہ لاہور ص ۴۹

[2] حسام الحرمین تقریظ مفتی تاج الدین الیاس مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۰۷

فی الاعلام فی فصل الکفر المتفق علیہ بین ائمتنا الاعلام من تلفظ الکفر یکفر وکل من استحسنہ او رضی بہ یکفر اھ[1]۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ طائفے سب کے سب (اسماعیلیہ، نذیریہ، امیریہ، قاسمیہ، مرزائیہ، رشیدیہ، اشرفیہ) مرتد ہیں، باجماع امت اسلام سے خارج ہیں اور بیشک بزازیہ اور درر غرر اور فتاوٰی خیریہ اور مجمع الانہر اور درمختار وغیرہا معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے خود کافر ہے، اور شفا شریف میں فرمایا ہم اسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے جس نے ملت اسلام کے سوا کسی ملت کا اعتقاد کیا یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے، اور بحر الرائق وغیرہ میں فرمایا جو بددینوں کی بات کی تحسین کرے یا کہے کچھ معنی رکھتی ہے یا اس کلام کے کوئی صحیح معنی ہیں اگر اس کہنے والے کی وہ بات کفر تھی تو یہ جو اس کی تحسین کرتا ہے یہ بھی کافر ہو جائے گا، اور امام ابن حجر نے کتاب الاعلام کی اس فصل میں جس میں وہ باتیں گنائی ہیں جن کے کفر ہونے پر ہمارے ائمہ اعلام کا اتفاق ہے فرمایا جو کفر کی بات کہے وہ کافر ہے اور جو اس بات کو اچھا بتائے یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے **انتہی**۔

تو موافق ارشاد علمائے مکہ مکرمہ ومدینہ ومطابق حکم معتمد المستند نذیر حسین دہلوی وامیر احمد سہسوانی و قاسم نانوتوی ومرزا غلام احمد قادیانی ورشید احمد گنگوہی واشرف علی تھانوی اور ان سب کے مقلدین ومتبعین وپیروان ومدح خوان باتفاق علمائے اعلام کافر ہوئے اور جو ان کو کافر نہ جانے ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی بلاشبہ کافر ہے چہ جائیکہ پیشوا اور سردار جانیں **والعیاذ باللہ الکریم۔ وھو** "یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۴۲﴾"[2] (وہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ چلاتا ہے۔ت) ہم کو چونکہ اختصار منظور تھا لہٰذا ان گمراہوں گمراہ گروں کافروں کے وہ اقوال ملعونہ ومردودہ جن پر حکم فسق وکفر لگایا گیا بالکل نقل نہیں کئے، اور ان اقوال پر علمائے حرمین نے جس قدر احکام لگائے ہیں ان میں صرف دس پانچ تحریر ہوئے، جو صاحب ان فرق باطلہ کے اقوال عقوبت مال اور ان احکام علمائے اہل کمال پر اطلاع چاہیں وہ فتاوٰی الحرمین وحسام الحرمین مطالعہ فرمائیں۔

(۴) ایسے نازک وقت میں کہ ہر چہار طرف سے دین حق پر حملے ہو رہے ہیں اور تیغ کنان سخت یکبارگی

---

[1] حسام الحرمین کتاب المعتمد المستند مکتبہ نبویہ لاہور ص ۳۱

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۴۲ و ۲۱۳ و ۱۰/ ۲۵

ٹوٹ پڑے ہیں کیا علمائے اہلسنت پر واجب نہیں کہ اپنے علم کو ظاہر کریں اور میدان میں آکر تحریراً و تقریراً احیاء سنت اماتت بدعت ونصرت ملت فرمائیں اگر ایسانہ کریں سکوت وخاموشی سے کام لیں تو کیا اس حدیث شریف کے مورد نہ ہوں گے جو فتاوٰی الحرمین میں مذکور ہے۔

قال الامام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ ان الحامل الداعی لی علی التالیف فی ذٰلك وان کنت قاصرا عن حقائق ماھنالك مااخرجه الخطیب البغدادی فی الجامع وغیرہ انه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم قال اذا ظھرت الفتن او قال البدع وسب اصحابی فلیظھر العالم علمه فمن لم یفعل ذٰلك فعلیه لعنة اللّٰه والملئکة والناس اجمعین لایقبل اللّٰه منه صرفا ولاعدلا[1] اھ۔	امام ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں واضح ہو کہ اس تالیف پر میرے لئے باعث وسبب اگرچہ میرا ہاتھ یہاں کے حقائق سے کوتاہ ہے وہ حدیث ہوئی جو خطیب بغدادی نے جامع میں اور ان کے سوا اور محدثین نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جب فتنے یا فرمایا بدمذہبیاں ظاہر ہوں اور میرے صحابہ کو برا کہا جائے تو واجب ہے کہ عالم اپنا علم ظاہر کرے جو ایسانہ کرے گا اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ تعالٰی نہ اس کا فرض قبول فرمائے نہ نفل۔

(۵) جو شخص مسجد میں آکر اپنی زبان سے لوگوں کو ایذا دیتا ہو اس شخص کو مسجد سے نکالنے کا حکم ہے، اس کے نکالنے کے بارے میں درمختار کا یہ قول نص صریح ہے یا نہیں؟

واکل نحو ثوم ویمنع منه وکذا کل موذ ولو بلسانه[2]۔	یعنی مسجد میں داخل ہونے سے بدبودار چیزوں مثل کچا لہسن کھانے والے کو منع کیا جائے اور اسی طرح ہر ایذا دینے والا اگرچہ زبان سے دیتا ہو دخول مسجد سے روکا جائے۔

ردالمحتار میں تحت قول **واکل نحو ثوم** فرمایا:

ای کبصل ونحوہ مماله رائحة کریھة للحدیث الصحیح فی النھی عن قربان اکل الثوم والبصل المسجد، قال	یعنی جیسے پیاز وغیرہ ان چیزوں سے جن میں بدبو ہو یہ حکم موافق حدیث صحیح ہے جو کچا لہسن اور پیاز کھانے والے کی ممانعت دخول مسجد میں ہے،

[1] فتاوٰی الحرمین جواب سوال تاسع مکتبہ حامدیہ لاہور ص ۱۷

[2] درمختار باب مایفسد الصلوٰۃ ویکرہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۵

الامام العینی فی شرحه علی صحیح البخاری قلت علة النهی اذی الملئکة واذی المسلمین [1]۔	امام عینی نے اپنی شرح میں جو صحیح بخاری پر لکھی ہے فرمایا کہ میں کہتا ہوں دخول مسجد سے ممانعت کا سبب ایذائے ملائکہ وایذائے مسلمانان ہے۔

والحمدلله رب العلمین وافضل الصلوات واکمل التسلیمات علی اشرف الانبیاء والمرسلین وعلی صحبه واله ومن تبعهم اجمعین۔

الجواب:

الحمدلله وحده والصلٰوة والسلام علی من لانبی بعده واله وصحبه المکرمین عنده وسائر المسلمین المتبعین سعده۔	سب تعریف الله تعالٰی کے لئے جو اکیلا ہے، صلٰوۃ وسلام اس ذات پر جس کے بعد نبی نہیں اور اس کے آل واصحاب پر جو اس کے ہاں عزت والے ہیں اور باقی تمام مسلمانوں پر جو اس کی سعادت کے پیروکار ہیں۔(ت)

فاضل سائل بلکہ مجیب سلمہ القریب المجیب کا یہ سوال خود ہی جواب حق وصواب ہے "فَمَاذَا بَعۡدَ الۡحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ" [2] (حق کے بعد گمراہی ہوتی ہے۔ت) ہمیں زید وعمرو کی شخصیت سے کام نہیں احکام شرعیہ عام ہوتے ہیں جس سے یہ امر صادر ہواس کا یہ حکم ہے کسے باشد خاک بود یا خسے باشد (خواہ کوئی ہو مٹی ہو یا تنکا۔ت) اسی عموم کے طور پر ہم کلام کریں گے اگر فلاں وفلاں اس کے مصداق تو ضرور وہی ان احکام کے استحقاق ہیں ورنہ جس پر صادق و مستحق ولائق۔

"وَاللّٰهُ یَقُوۡلُ الۡحَقَّ وَهُوَ یَهۡدِی السَّبِیۡلَ ۝۴" [3] و"حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ ۝۱۷۳" [4]۔	اور الله حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے اور الله ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز ہے۔

(۱) یزید پلید **علیه مایستحقه من العزیز المجید** قطعاً یقیناً باجماع اہلسنت فاسق وفاجر وجری علی الکبائر تھا اس قدر پر ائمہ اہل سنت کا اطباق واتفاق ہے، صرف اس کی تکفیر ولعن میں اختلاف فرمایا۔ امام احمد بن حنبل رضی الله تعالٰی عنہ اور ان کے اتباع وموافقین اسے کافر کہتے اور بہ تخصیص نام اس پر لعن کرتے ہیں اور اس آیہ کریمہ سے اس پر سند لاتے ہیں:

[1] ردالمحتار باب مایفسد الصلٰوۃ ویکرہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۴۴

[2] القرآن الکریم ۱۰/ ۳۲

[3] القرآن الکریم ۳۳/ ۴

[4] القرآن الکریم ۳/ ۱۷۳

"فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾"[1] ۔	کیا قریب ہے کہ اگر والی ملک ہو تو زمین میں فساد کرو اور اپنے نسبی رشتہ کاٹ دو، یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی تو انھیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

شک نہیں کہ یزید نے والی ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا، حرمین طیبین وخود کعبہ معظّمہ وروضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں، مسجد کریم میں گھوڑے باندھے، ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے، تین دن مسجد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے اذان ونماز رہی، مکہ ومدینہ وحجاز میں ہزاروں صحابہ تابعین بے گناہ شہید کئے، کعبہ معظّمہ پر پتھر پھینکے، غلاف شریف پھاڑا اور جلایا۔ مدینہ طیبہ کی پاکدامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر پارے کو تین دن بے آب ودانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان مبارک چور ہوگئے، سرانور کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا۔ حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے، اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا، ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق وفجور نہ جانے، قرآن عظیم میں صراحۃً اس پر "لَعَنَهُمُ اللّٰهُ"[2] (ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ت) فرمایا۔ لہٰذا امام احمد اور ان کے موافقین ان پر لعنت فرماتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لعن وتکفیر سے احتیاطًا سکوت فرمایا کہ اس سے فسق وفجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں، اور بحال احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر اور امثال وعیدات مشروط بعدم توبہ ہیں لقولہ تعالیٰ، "فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ"[3] (تو عنقریب دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے مگر جو تائب ہوگئے۔ت) اور توبہ تادم غرغرہ مقبول ہے اور اس کے عدم پر جزم نہیں اور یہی احوط واسلم ہے، مگر اس کے فسق وفجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات مذہب اہل سنت کے خلاف ہے اور ضلالت وبدمذہبی صاف ہے، بلکہ انصافا یہ اس قلب سے متصور نہیں جس میں محبت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شمّہ ہو۔

---

[1] القرآن الکریم ۴۷/ ۲۲۔۲۳

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

[3] القرآن الکریم ۱۹/ ۵۹

"وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾"[1] (اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت) شک نہیں کہ اس کا قائل ناصبی مردود اور اہل سنت کا عدو وعنود ہے، ایسے گمراہ بددین سے مسئلہ مصافحہ کی شکایت بے سود ہے، اس کی غایت اسی قدر کہ اس نے قول صحیح کا خلاف کیا اور بلاوجہ شرعی دست کشی کرکے ایک مسلمان کا دل دکھایا مگر وہ تو ان کلمات ملعونہ سے حضرت بتول زہرا و علی مرتضٰی اور خود حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کا دل دکھا چکا ہے، اللہ واحد قہار کو ایذا دے چکا ہے،

"وَالَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ رَسُوۡلَ اللّٰہِ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۶۱﴾"[2] "اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴿۵۷﴾"[3]	اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے، بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(۲) سوال نے یہاں بھی قطعیات کے ساتھ قرائن کو ضم کیا قطعی کے ہوتے قرینی باطنی کی کیا بحث کسی مدرسہ محلّہ سرائے خام کی نوکری یا علم **ماکان ومایکون** یا غیوب خمسہ میں کلام یا علماء اہل سنت کو سب و دشنام تفاصیل رکھتے ہیں جن کی اصلا حاجت نہیں جب علمائے حرمین طیبین **زادھما اللہ شرفا وتکریما** نانوتوی وگنگوہی و تھانوی کی نسبت نام بنام تصریح فرما چکے ہیں کہ یہ سب کفار مرتدین ہیں اور یہ کہ "**من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر**"[4] جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر، نہ کہ ان کو پیشوا و سرتاج اہلسنت جاننا، بلاشبہہ جو ایسا جانے ہر گز ہر گز صرف بدعتی وبدمذہب نہیں قطعاً کافر و مرتد ہے اور ان تمام احادیث کا کہ سوال میں فتاوٰی الحرمین سے منقول ہوئیں مورد ہے، بلاشبہہ اس سے دور بھاگنا، اور اسے اپنے سے دور کرنا، اس سے بغض، اس کی اہانت، اس کا رد فرض ہے، اور توقیر حرام و ہدم اسلام اسے سلام کرنا اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس کے ساتھ کھانا پینا حرام، اس کے ساتھ شادی بیاہت حرام اور قربت زنائے خالص، اور بیمار پڑے تو اسے پوچھنے جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے میں شرکت حرام، اسے مسلمانوں کا سا غسل و کفن دینا حرام، اس پر نماز جنازہ پڑھنا حرام بلکہ کفر، اس کا جنازہ اپنے

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[2] القرآن الکریم ۹/ ۶۱

[3] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

[4] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

کندھوں پر اٹھانا، اس کے جنازے کی مشایعت حرام، اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر کھڑا ہونا حرام، اس کے لئے دعائے مغفرت یا ایصال ثواب حرام بلکہ کفر، **والعیاذ باللہ رب العالمین۔**

(۳) جواب سابق میں واضح ہو چکا کہ ان سے ہر قسم کا قطع تعلق فرض ہے، اور جب وہ تمام علمائے حرمین شریفین کے متفق علیہ فتوے سے کافر و مرتد ہیں تو مسجد میں ان کا کیا حق، حدیث ابن حبان مذکور فتاوٰی الحرمین میں ہے: **لاتصلوا معھم**[1] ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ ان کے پیچھے تو نماز باطل محض ہی ہے صف میں ان کا کھڑا ہونا بھی جائز نہیں کہ ان کی نماز نماز ہی نہیں، تو عین نماز میں بالکل خارج از نماز ہیں تو ان کے کھڑے ہونے سے صف قطع کہ غیر نمازی حائل اور صف قطع کرنا حرام نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **من قطع صفا قطعہ اللہ**[2] جو صف قطع کرے اللہ اسے کاٹ دے، تو جو مسلمانوں میں سربرآوردہ ہو جو ان کے منع پر بلافتنہ وفساد قدرت رکھتا ہو اس پر فرض ہے کہ انھیں مسجد میں آنے سے روکے اور مسلمانوں کی نماز کو خراب ہونے سے بچائے، مسلمانوں کو نرمی و تفہیم اور جو نہ مانے اسے ہر جائز سختی و تشدد کے ساتھ ان کے میل جول سے باز رکھے کہ یہ نہی عن المنکر ہے اور نہی عن المنکر تا قدر قدرت فرض قطعی ہے اور جو نہ کرے وہ اسی مجرم کا اس کے عذاب میں ساتھی، اصحاب سبت پر جب عذاب الٰہی نازل ہوا کہ "**فَقُلْنَا لَہُمْ کُوْنُوْا قِرَدَۃً خٰسِـئِیْنَ﴿۶۵﴾**"[3] ہم نے ان سے فرمایا ہو جاؤ بندر دھتکارے ہوئے۔ جو انھیں منع نہ کرتے تھے وہ بھی ان کے ساتھ بندر کردئے گئے منع کرنے والوں نے نجات پائی جو ان کے خیالات وحالات پر مطلع ہو کر انھیں عالم جانے یا قابل امامت مانے ان کے پیچھے نماز پڑھے وہ بھی انھیں کی طرح کافر و مرتد ہے کہ **من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر**[4] جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ ت) اس کے لئے حسام الحرمین کی وہ عبارتیں کہ سوال سوم میں مذکور ہوئیں کافی ہیں یونہی جو ان احکام ضروریات اسلام کو کہے کہ یہ مولوی کے جھگڑے ہیں وہ بھی کافر ہے، محیط و عالمگیریہ میں ہے:

رجل قال آنہا کہ علم آموزند داستانہا است کہ می آموزند او قال بادست آنچہ می گویند	کوئی آدمی کہتا ہے یہ علم سیکھنے والے کہانیاں سیکھ رہے ہیں یا کہتا ہے جو کہتے ہیں یہ تمام جھوٹ ہے

[1] فتاوٰی الحرمین جواب سوال عاشر مکتبہ حامدیہ لاہور ص ۱۹

[2] سنن ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب تسویۃ الصفوف آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۹۷

[3] القرآن الکریم ۲/ ۶۵

[4] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

او قال تزویر ست او قال من علم حیلہ را منکرم ھذا کلہ کفر[1]	یا کہتا ہے میں علم حیلہ کا منکر ہوں، یہ تمام کفر ہے۔(ت)

(۴و۵) بلا شبہہ علمائے اہلسنت پر اعانت سنت واہانت بدعت تحریرًا و تقریرًا بقدر قدرت فرض اہم واعظم ہے اور رہر موذی کو مسجد سے نکالنا بشرط استطاعت واجب بلکہ اگرچہ صرف زبان سے ایذا دیتا ہو خصوصا وہ جس کی ایذا مسلمانوں میں بدمذہبی پھیلانا اور اضلال واغوا ہو ان کی سند میں وہی احادیث وروایات کہ سائل فاضل نے ذکر کیں کافی ہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۱۳، ۲۱۷: ازاسٹیشن بھوجی پورہ آر۔کے۔آر مسئولہ محمد صدیق دکاندار سگریٹ وبساط خانہ ۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امامت کرتا ہے اور پڑھا لکھا بھی ہے، لڑکوں کو پڑھاتا بھی ہے کچھ مسئلہ مسائل بھی جانتا ہے اپنے آپ کو اہل سنت وجماعت کہتا ہے۔بریلی میں جو جلسہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو خلافت اسلامیہ کے نام سے ہوا جس میں شوکت ومحمد علی ومولانا ابولکلام آزاد ومسٹر گاندھی وغیرہ نے تقریریں کیں اس جلسہ میں وہ شریک ہوا، اس جلسہ کی وہ بہت تعریف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ:

(۱) اس جلسہ میں بہت اچھا بیان ہوا اس جلسہ میں علماء تھے اس میں مکہ شریف مدینہ شریف اور عرب شریف سے ترکوں کی خلافت چلے جانے اور چھن جانے کے حالات بیان ہوئے اور یہ بھی بیان ہوا کہ ہندوؤں کی دوستی کرنا قرآن پاک سے ثابت ہے اور ان کے بیانات کا جلسہ کے لوگوں پر بہت اثر ہوا اکثر روتے تھے ساری خلقت ہزاروں آدمیوں کا جماؤ تھا، ہندو بھی شریک تھے اور مسلمانوں کا ساتھ دے رہے تھے، سب ایکہ کے ساتھ کارروائی ہو رہی تھی، اور یہ بھی کہتا تھاؤ کہ

(۲) انگریزوں سے دوستی اور ان کی نوکری اور ان کے اسکولوں میں پڑھنے کی اور اسلامی مدرسے کھولنے کی منادی ہو گئی، یہ بھی کہتا ہے کہ

(۳) بریلی کے اعلیٰحضرت نے فتوی دیا ہے کہ ترکوں کی خلافت صحیح نہیں ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ اعلیٰحضرت نے فتوی دیا ہے کہ

(۴) جو کوئی جلوس وجلسہ خلافت میں جائے گا اس کی بیوی نکاح سے باہر ہو جائے گی وہ کافر ہو جائے گا، جب دیوبند کی بابت سوال کیا گیا تو کہتا ہے کہ

(۵) میں نہ اس کا مرید ہوں اور نہ برا کہتا ہوں دیوبند کے مدرسہ کی تعریف کرتا ہے، بہشتی زیور

---
[1] فتاوٰی ہندیہ باب المرتد نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۰

وغیرہ کتابیں اس کے پاس موجود ہیں تو اب علماء سے سوال یہ ہے کہ شخص جو کہ خلافت ترکی صحیح مانتا ہے اور شریف صاحب کو بوجہ ترکوں سے جدا ہونے کے برا سمجھتا ہے اور جس کی باتیں اور خیالات اوپر بیان ہوئے کیسا ہے، اس جملہ مذکورہ بالا میں شریک ہونا کیسا ہے اور اس شخص کے کون کون سے خیالات و عقیدے برے ہیں، خدا و خدا کے رسول کے نزدیک ایسے خیالات رکھنے والے کا کیا حکم ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں تاکہ جو خیالات اس کے برے ہوں ان سے اہل سنت وجماعت بچنے کی کوشش کریں، جواب مہری و دستخطی ہونا چاہئے۔

الجواب:

جو شخص پڑھا لکھا ہو کر مدرسہ دیوبند کی تعریف کرے اور دیوبندیوں کی نسبت کہے کہ میں ان کو برا نہیں کہتا۔ اس قدر اس کے مسلمان نہ ہونے کو بس ہے، علمائے کرام حرمین طیبین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے، کہ یہ لوگ کفار مرتد ہیں، اور فرمایا: **من شك فی عذابه و کفره فقد کفر** [1] جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر، "ہندوؤں کی دوستی کرنا قرآن سے ثابت ہے" حالانکہ قرآن عظیم جابجا اس کے خلاف پر ناطق ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز باطل محض ہے اور اسے امامت سے علیحدہ کرنا فرض ہے، **واللہ تعالٰی اعلم**۔

جواب مسئلہ: مسئولہ حضرت مولانا سید سلیمان اشرف علی صاحب بہاری پروفیسر دینیات علی گڑھ کالج ۱۳ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

(۱) معاملہ **(۲)** مدارات **(۳)** بر واقساط **(۴)** معاشرت **(۵)** مداہنت **(۶)** رکون **(۷)** وداد **(۸)** اتحاد **(۹)** انقیاد **(۱۰)** تبتل

ان مدارج عشرہ میں ہر دوسرا پہلے سے زائد ہیں اور ہر پہلے میں دوسرے کی شرط کا انتفاء ملحوظ ہے، پہلا بشرط لاشیئ کے مرتبہ اور دوسرا بشرط شیئ کے مرتبہ میں۔

موالات کی دو قسمیں ہیں: حقیقی و صوری۔ حقیقی کی پانچ قسمیں رکون سے آخر تک یہ مطلقاً ہمیشہ حرام ہیں ہر کافر سے، اور ہمیشہ حرام رہیں گی، اور صوری کی چار قسمیں مدارات سے مداہنت تک۔

---

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

تعظیم مشرک کے جلوس میں شریک ہونا ضرور حرام ہے، اس کی یہاں سے ممانعت پیش کی گئی اور یہ افتراء ہے کہ مطلقاً شریک ہونے والے کا نکاح باطل بتایا گیا مگر اس افتراء کا عجب کیا ہے جبکہ وہ خود اس مفتری جلسہ کو پسند کرتا ہے اور اس کے افتراء کا خود ناقل ہے کہ ان میں بر و اقساط معاہدین سے جائز حربی غیر معاہد سے حرام، یا بعض کے نزدیک ایک وقت میں حربی غیر محاربین سے حلال رکھا گیا تھا پھر حرام فرمادیا اور اب ابداً حرام ہے، اور چوتھی قسم مداہنت کسی وقت بھی حلال نہ تھی، غایۃ ضعف اضمحلال کے وقت ارشاد ہوا تھا: "وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَیُدْهِنُوْنَ ۝" [1] (وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں۔ت) مگر حالت اکراہ میں اس کی رخصت ہوگی "اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ" [2] (سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔ت) اور معاشرت بضرورت و بمجبوری جائز ورنہ حرام، اور جواز مدارات کے لئے ضرورت مجبوری درکار نہیں مصلحت ہی کافی ہے، یہ اقسام موالات میں ان سب سے خارج معاملہ ہے کہ ہر کافر سے ہر وقت جائز ہے مگر مرتدین سے، **واللہ تعالٰی اعلم**۔

مسئلہ ۲۱۸: وہ اب یہ بیان کرتے ہیں کہ میں کوٹہ میں مولانا کا فتوٰی دیکھ آیا اس کی رو سے مجھ پر ان اقوال کی وجہ سے **معاذاللہ** کفر عائد نہیں ہوتا وہ کہتے ہیں میں نے یہ اقوال صرف آریہ کا بھید لینے کو کہے تھے **الحرب خدعۃ** [3] (جنگ دھوکا ہے۔ت) اور یہ ایک ایسے مضمون کے ساتھ ملحق تھے جس میں آریوں اور ان کے مذہب پر حملہ تھا جس کی وجہ سے معلوم ہو سکتا تھا کہ یہ میں نے رضامندی سے نہیں کہے ان وجہوں کی بنا پر آیا ان سے کفر ثابت ہوگا یا نہیں؟ اور بہر تقدیر نکاح کے بارہ میں کیا حکم ہے اگر تجدید نہ کی جائے تو بھی نکاح سابق کسی صورت میں بحال ہے یا نہیں؟ میں امید کرتا ہوں کہ ان مسائل کے جواب اور اس فتوٰی کی نقل سے جو کوٹہ روانہ کیا جناب مجھ کو مطلع کریں گے، زیادہ آداب، محمد میاں قادری برکاتی عفی عنہ از لکھنؤ

(**نوٹ**: سوال کا ابتدائی حصہ دستیاب نہ ہوا)

الجواب:

حضرت گرامی دامت برکاتہم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، فقیر ادھر مبتلائے حوادث رہا، شب بستم ذی الحجہ لیلۃ الثلثاء بعد مغرب میرے حقیقی بھانجے مولوی حافظ واجد علی خاں مرحوم نے دو مہینے کی علالت میں انتقال کیا، ان کے تیسرے دن بست و دوم ذی الحجہ **یوم الخمیس** وقت ظہر میرے حقیقی بھتیجے نوجوان صالح مولوی فاروق رضا خاں مرحوم نے سترہ برس کی عمر میں بعارضہ وبائی صرف دو روز علیل رہ کر مفارقت

---

[1] القرآن الکریم ۶۸/ ۹

[2] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۶

[3] صحیح بخاری باب الحرب خدعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۲۵

کی اب شب بست و پنجم محرم الحرام لیلۃ الثلثاء بعد مغرب میرے احب احباب واعز اصحاب جوان صالح صاحب ورع، متقی، محب سنت واہل سنت عدو بدعت واہل بدعت سنی مستقل قائم مصداق "لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ؕ"[1] (وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ت) دلاور حسین مرحوم مغفور ساکن جواہر پورے بعمرے ۳۰ سال بعارضہ وبائی صرف دس پہر علیل رہ کر داغ فراق دیا۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون للّٰہ مااخذ وما اعطی وکل شیئ عندہ باجل مسمی اللھم اغفرلنا ولھم وارحمنا وارحمھم ولاتحرمنا اجورھم ولاتفتنا بعدھم وارحم المسلمین والمسلمات جمیعا یاارحم الراحمین، اٰمین بجاہ من ارسلتہ رحمۃ وبعثتہ نعمۃ صل وسلم وبارك علیك مع الاھل والصحب والامۃ عدد کل خلق وکلمۃ اٰمین، والحمد للّٰہ رب العالمین۔	ہم اللہ کے ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں (تین دفعہ) اللہ تعالٰی جو چاہے لے لے اور جو چاہے عطا فرمائے ہر شے کا اس کے ہاں وقت مقرر ہے، اے اللہ! ہمیں معاف فرمادے اور ان مرحومین کو، ہم پر رحم فرما اور ان پر بھی، ان کے اجر سے ہمیں محروم نہ فرما، ان کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال اے ارحم الراحمین! تمام مسلمان عورتوں اور مردوں پر رحم فرما اور اسے قبول فرما بوسیلہ اس ذات کے جسے تونے رحمت بناکر بھیجا ہے اور ان کی بعثت کو عظیم نعمت بنایا، آپ کی ذات پر صلوٰۃ وسلام اور برکات کا نزول فرما، آپ کے اہل، صحابہ اور امت پر تمام مخلوق کی اور کلمہ آمین کی مقدار تمام حمد اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ (ت)

فتوٰی کہ فقیر نے کوٹہ بھیجا تھا اس کی نقل حاضر ہے اس کے کون سے حرف میں ان کے لئے حکم کفر سے نجات ہے اس میں دو شقیں کیں: اول یہ کہ کلمات دل سے کہے اس پر یہ لکھا کہ "جب تو اس کا کفر صریح ظاہر واضح ہے جس میں کسی جاہل کو بھی تامل نہیں ہوسکتا" اس کا مفہوم مخالف صرف اس قدر کہ اگر دل سے نہ کہے تو کفر ایسا واضح نہیں جس میں کسی جاہل کو بھی تامل نہ ہوسکے نہ یہ کہ دل سے نہ کہے تو کفر ہی نہیں کفر ضرور ہے اگرچہ اس درجہ شدت ظہور پر نہیں کہ کوئی جاہل بھی تامل نہ کرسکے بلکہ اس سے ظاہر یہ ہے کہ دل سے نہ کہے جب بھی اس کے کفر میں کوئی جاہل تامل کرسکے کسی اہل علم کو تامل نہیں ہوسکتا اور جاہلوں میں سب کو نہیں کسی کو، اور وہ بھی یقینا نہیں امکانًا یعنی دل سے نہ کہے کی حالت میں احتمال ہے کہ شاید کوئی جاہل

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۵۴

اس کے کفر میں تامل کرے اور دل سے کہے تو اتنا احتمال بھی نہیں۔

دوسری شق یہ کہ آریہ کو دھوکا دینے کے لئے استعمال کئے، دل سے ان کلمات ملعونہ کو پسند نہیں کرتا یہی وہ عذر ہے جو وہ اب بیان کرتے ہیں، ان کے بیان سے پہلے ہی فتوے میں اس کا رد موجود ہے کہ "دھوکے کا عذر محض جھوٹ اور باطل ہے" جب اس کے ساتھ وہ جملے ملحق تھے جن کے جواب سے آریہ عاجز ہیں تو وہ ایسے پاگل نہیں کہ اپنی موت انھیں نہ سوجھے اور کرے حملے کرنے والے کو سمجھ لیں کہ واقعی یہ دل سے وید کا عاشق اور ویدک دھرم کے لئے بے چین اور آریہ ہونے کو عزت وفخر وسرفرازی جاننے والا ہے آخر نہ دیکھا کہ انھوں نے ایک نہ سنی اور عاشق بے چین کو عزت وفخر وسرفرازی سے محروم رکھا اگر وہ ذرا بھی دھوکا کھاتے تو ایسے شخص کو جو عوام میں عالم مشہور اور دھڑلے کا واعظ اور اتنے اونچے عالی اعلیٰ خاندان سے اور سور روپے ماہوار کی جائداد بھی دکھائے، شہد پر مکھیوں کی طرح گرتے لپٹتے پیان پوجتے، ڈنڈوت کرتے، کندھوں پر چڑھا کر سربازار باجا بجاتے گروکل لے جاتے اور اسی مضمون کا لکچر دلواتے مگر انھوں نے منہ بھی نہ لگایا ایمان بھی گیا اور دھوکا بھی نہ ہوا حقیقۃً ابلیس لعین نے اسے دھوکا دے کر ایمان لے لیا کافر تو اس کے دھوکے میں نہ آئے مگر یہ اس کافر ملعون ابد کے دھوکے میں آگیا، اور بفرض غلط اگر اس میں آریہ کو دھوکا ہوتا بھی تو دھوکا دینا کیا ایسا ضرور ہے جس کے سبب کھلے کفر بکے:

"وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ ۙ"[1]	اور فرمادو کہ حق تمھارے رب کی طرف سے ہے، تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔ (ت)

کیا بلاضرورت باختیار خود کفر بکنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا جب کہ دل سے نہ ہو، اس دل سے نہ ہونے کا عذر منافقین پیش کرچکے اور اس پر واحد قہار سے فتوائے کفر پاچکے،

وَ لَىٕنْ سَاَلْتَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ ؕ"[2]	اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے، تم فرماؤ کیا اللہ تعالٰی اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے مسلمان ہو کر۔

یہیں سے رضامندی نہ ہونے کا بھی جواب واضح ہوگیا کہ ہزل استہزاء میں بھی رضا بالحکم نہیں

[1] القرآن الکریم ۱۸/ ۲۹

[2] القرآن الکریم ۹/ ۶۵و۶۶

ہوتی ورنہ جد ہونہ ہزل۔ ردالمحتار میں ہازل کی نسبت ہے:-

انہ تکلم بالسبب قصدا فیلزمہ حکمہ وان لم یرض بہ[1]۔	اس نے قصداً سبب کا تکلم کیا لہٰذا اس پر حکم لازم ہوگا اگرچہ وہ اس سے راضی نہ تھا۔ (ت)

اور بفرض غلط اگر دھوکا دینا ضرور بھی ہو تو ہر ضرورت کفر سے نہیں بچاتی، یوں تو جو ننگے بھوکے پیٹ کی خاطر عیسائی ہوجاتے ہیں انھیں بھی کہئے کافر نہ ہوئے کہ بضرورت کفر اختیار کیا، یہاں وہ ضرورت معتبر ہے کہ حد اکراہ شرعی تک پہنچی اور یہ بداہۃً ظاہر کہ دھوکا دینا ضروری بھی سہی تاہم تو حد اکراہ تک کسی طرح نہیں پہنچ سکتا، کیا قائل اگر یہ دھوکا نہ دیتا تو کوئی اسے قتل کردیتا یا ہاتھ پاؤں کاٹ دیتا یا آنکھیں پھوڑ دیتا، کچھ بھی نہ ہوتا اس کے ایک رونگٹے کو بھی ضرر نہ پہنچتا تو یقیناً اس نے بلااکراہ وہ کلمات کفر بکے اور واحد قہار عزجلالہ نے کلمہ کفر بکنے میں کافر ہونے سے صرف مبتلائے اکراہ کا استثناء فرمایا ہے کہ ارشاد فرماتا ہے:

"اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ"[2]	سوا اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔ (ت)

یہاں اکراہ درکنار ایک رونگٹے کو بھی کچھ نقصان نہ پہنچتا تھا ایک دھیلا بھی گرہ سے نہ جاتا تھا اور بکے وہ کلمات کہ مجرد علامت کفر نہیں، بلکہ حقیقۃً خود کفر خالص ہیں تو قطعاً دل کھول کر کفر بکا ہوا اور یقیناً بنص قطعی قرآن کفر ہے ولہٰذا جو بلااکراہ کلمہ کفر بکے بلافرق نیت مطلقاً قطعاً یقیناً اجماعاً کافر ہے عورت اس کی نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے جب تک از سرنو اسلام نہ لائے اور اپنے کلمات ملعونہ سے براءت وتوبہ صادقہ نہ کرے ہر گز اس سے نکاح نہیں ہوسکتا اور اگر اسلام لے آئے توبہ کرے اور پھر نکاح سابق کی بنا پر عورت کو زوجہ بنائے تو قطعاً زنائے خالص ہے، فتاوٰی امام قاضی خاں و فتاوٰی عالمگیری میں ہے:

رجل کفر بلسانہ طائعا وقلبہ مطمئن بالایمان یکون کافرا ولایکون عنداللہ تعالٰی مومنا[3]۔	ایک شخص نے زبان سے حالت خوشی میں کفر کا اظہار کیا حالانکہ اس کا دل ایمان پر تھا تو وہ کافر ہے اور وہ اللہ تعالٰی کے ہاں مومن نہیں ہے۔ (ت)

حاوی میں ہے:

---

[1] ردالمحتار کتاب الطلاق داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۲۵

[2] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۶

[3] فتاوٰی ہندیۃ باب المرتد نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۸۳

من کفر باللسان وقلبه مطمئن بالایمان فهو کافر وبلیس بمومن عندالله تعالٰی[1]۔	جس نے زبان سے کفر کیا حالانکہ دل ایمان پر تھا تو وہ کافر ہے اور وہ اللہ تعالٰی کے ہاں بھی مومن نہیں۔ (ت)

جواہر الاخلاطی اور مجمع الانہر میں ہے:

من کفر بلسانه طائعا وقلبه مطمئن بالایمان کان کافرا عندنا وعندالله تعالٰی[2]۔	جس نے زبان سے حالت خوشی میں کفر کا اظہار کیا حالانکہ اس کا دل ایمان پر تھا تو وہ کافر اور اللہ تعالٰی کے ہاں بھی مومن نہیں۔ (ت)

شرح فقہ اکبر میں ہے:

اللسان ترجمان الجنان فیکون دلیل التصدیق وجودا وعدما فاذا بدله بغیره فی وقت یکون متمکنا من اظهاره کان کافر اواما اذا زال تمکنه من الاظهار بالاکراه لم یصر کافرا[3]۔	زبان دل کی ترجمان ہے تو یہ دل کی تصدیق یا عدم تصدیق پر دلیل ہوگی تو جب وہ اظہار ایمان پر قدرت کے باوجود عدم تصدیق کا اظہار کرتا ہے تو وہ کافر ہوگیا البتہ جب کسی جبر کی وجہ سے قدرت اظہار پر نہ ہو تو اب کافر نہ ہوگا۔ (ت)

طریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ میں ہے:

حکمه ای التکلم بکلمة الکفر ان کان طوعا ای لم یکرهه احد من غیر سبق لسان الیه، احباط العمل و انفساخ النکاح[4]۔	اگر کلمہ کفر کا تکلم خوشی سے ہے یعنی کسی چیز کا اکراہ و جبر نہیں جبکہ سبقت لسانی نہ ہو، تو اس کا حکم یہ ہے کہ عمل ضائع اور نکاح ختم ہوجائے گا۔ (ت)

یہ شرح ہے میرے ان الفاظ کی، کہئے اس میں کون سی ان کے لئے مفر ہے، ہاں اللہ مجھے معاف کرے اتنا قصور ضرور ہوا کہ لہجہ نرم تھا جس کے سبب گنجائش کا وہم گزرا وہ بے عقل یہاں سے سبق لیں جو سختی سختی پکارتے ہیں زمانہ کی حالت یہ ہے کہ ذرا نرم لفظوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے، ایک بات اور بھی قابل گزارش ہے کہ حدیث

---

[1] حاوی

[2] مجمع الانهر شرح ملتقی الابحر باب المرتد دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۸۸

[3] منح الروض الازہر شرح الفقه الاکبر باب الایمان هو الاقرار والتصدیق مصطفی البابی مصر ص ۸۶

[4] الحدیقة الندیة باب کلمة الکفر مکتبہ نوریہ رضویہ لائلپور ۲/ ۹۸-۱۹۷

میں ارشاد فرمایا:

اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسرو العلانیۃ بالعلانیۃ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ [1]۔	اگر کوئی برائی کر بیٹھو تو اس سے توبہ کرو، مخفی گناہ پر مخفی اور اعلانیہ گناہ پر اعلانیہ توبہ کرو (امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں اسے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

بسند حسن علانیہ گناہ کی علانیہ توبہ کا حکم ہے اور انھوں نے اس کا یہاں تک اعلان کیا کہ اخبار میں شائع کرایا، اللہ تعالٰی ہدایت دے۔ والسلام

مسئلہ ۲۱۹: مرسلہ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب از مارہرہ شریف بروز یک شنبہ ۵ جمادی الاولٰی ۱۳۳۳ھ

مولانا المعظم والمکرم دام مجدھم، پس از آداب سلام نیاز معروض ایک عورت کے منہ سے یہ کلام نکلا "اللہ میاں کو خبر نہیں فرشتے آئے روح نکالنے کو" وہ کہتی ہے میں نے اس سے مراد یہ لیا تھا کہ اللہ میاں نے حکم اور کی قبض روح کا دیا تھا یہ اور کی روح قبض کرنے کو غلطی سے آگئے، یہ مراد نہیں لیا تھا کہ **معاذاللہ** اللہ میاں جاہل ہیں، اس کی نسبت شرعی حکم کیا ہے؟ آیا یہ کلمہ اس مراد پر کیسا ہے؟ بہرحال جو حکم ہو اس سے فوراً مطلع فرمایا جاؤں، جلد ضرورت ہے اس وجہ سے جوابی کارڈ روانہ ہے۔ والسلام

الجواب:

حضرت گرامی دامت برکاتہم بعد ادائے تسلیم معروض یہ لفظ بہرحال کلمہ کفر ہے بلکہ صریح کفر ہے، اس کے صاف معنی نفی علم ہیں اور اس کا کفر خالص ہونا ظاہر، اور تاویل کہ اس نے بیان کی وہ ان لفظوں سے علاقہ نہیں رکھتی وہ بھی یونہی بنے گی کہ جس کی روح قبض کرنے آئے اس کا حکم تو تھا یہ اپنی غلطی سے دوسرے کے پاس گئے جس کی اسے خبر نہیں، تو اب دوہرا کفر ہوگیا۔ ایک نفی علم مولٰی عزوجل دوسرا ملائک کی طرف براہ غلط خلاف حکم کرنے کی نسبت، اور اگر بالفرض اس سے قطع نظر بھی ہو تو اس دوم کا تو وہ خود اپنی تاویل میں اقرار کرتی ہے یہ کیا کفر نہیں۔

قال اللہ تعالٰی "وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝۵۰" [2]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا اور وہ وہی کرتے ہیں جو انہیں

[1] المعجم الکبیر حدیث ۳۳۱ مکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۰/ ۱۵۹، کنز العمال حدیث ۱۵۱۸۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۲۰۹

[2] القرآن الکریم ۱۶/ ۵۰

قال تعالٰی "لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ" [1]۔	حکم ہو، اور اللہ تعالٰی نے فرمایا، بات میں اسے سبقت نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم پر کاربند ہوتے ہیں۔ (ت)

فرض ہے کہ تائب ہو کر اسلام لائے، اگر شوہر رکھتی ہے تجدید نکاح کرے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۲۰: ۲۵ ذوالقعدہ ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلے کے بارے میں، زاہد کی لڑکی نے زاہد کے پاس چند روپیہ امانۃً رکھا، چند روز کے بعد وقت ضرورت طلب کیا، زاہد نے انکار کیا تم کو روپیہ نہیں دوں گا، بے چاری مجبور ہو کر مولوی صاحب کے پاس سفارش کو گئی، مولوی صاحب سے سفارش کیا، مولوی صاحب نے آکر زاہد کو فرمایا لڑکی کا روپیہ ادا کردو، زاہد نے کہا آپ کی بات نہیں سنوں گا خدا کہے جب بھی نہیں سنوں گا، اس شخص پر کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

زاہد نئے سرے سے اسلام لائے توبہ کرے، کلمہ طیبہ پڑھے، بعد تجدید اسلام تجدید نکاح کرے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۲۱: از بنارس چھاؤنی محلّہ ڈیٹھوری محل تھانہ سکرور مولوی عبدالوہاب بروز چہار شنبہ ۲۱ صفر ۱۳۳۴ھ

یہ کہ یزید کی نسبت لفظ یزید پلید کا لکھنا یا کہنا از روئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں؟ یزید کی نسبت رحمۃ اللہ علیہ کہنا درست ہے یا نہیں؟ **فقط**

الجواب:

یزید بیشک پلید تھا، اسے پلید کہنا اور لکھنا جائز ہے، اور اسے رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نہ کہے گا مگر ناصبی کہ اہل بیت رسالت کا دشمن ہے، **والعیاذ باللہ تعالٰی**

مسئلہ ۲۲۲: از برٹش گائناڈ مرارا پتر س ہال ونچ ایسٹ بنک مسئولہ عبدالغفور ۲۴ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

اور جس نے کہا کہ تم لوگ سب یزید ہو اور وہ لوگ مسلمان ہیں تو اس کلمہ پر کیا

---

[1] القرآن الکریم ۲۱/ ۲۷

حکم ہے؟ فقط

الجواب:

اگر بلاوجہ شرعی کہا سخت گنہ گار ہوا،

قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اذی اللہ [1]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۲۳: مسئولہ نبن خان ملازم اعلیحضرت قبلہ ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص امور شرعی کی بابت یہ الفاظ کہے کہ شرع کیا چیز ہے۔ آج کل شرع پر کون عمل کرتا ہے، یہ شرع بھی ایک بحث نکال رکھی ہے وہ شخص عندالشرع کیسا ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

اگر اس نے واقعی طور پر یہ الفاظ کہے تو کافر ہوگیا اور اگر لوگوں پر طعن کے طور پر کہا یعنی آج کل لوگوں نے شرع کو ایسا سمجھ رکھا ہے تو سخت گنہ گار ہوا کہ عام کہا اور لفظ بھی معنی کفر کو موہم ہیں، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۲۴: از کراچی بندر گاڑی کھاتہ آرام باغ حجرہ اسلامیہ مولوی احمد صدیق نقشبندی ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ

زید نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کے شروع میں عربی عبارت میں اس طرح لکھا ہے: **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الٰھنا محمد وھو معبود جل شانہ وعزبرہانہ ورسولنا محمد وھو محمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔** ان الفاظ کی کوئی تاویل ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ایسے لکھنے والے پر شرعا کیا حکم ہے اور اس سے میل جول رکھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور ایسے اعتقاد والے سے نکاح وغیرہ پڑھوانا شرعا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔ جواب مع عبارات تحریر فرمائیں۔

الجواب:

ہمارے ائمہ نے حکم دیا ہے کہ اگر کسی کلام میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک اسلام کا تو

---

[1] المعجم الاوسط حدیث ۳۶۳۲ مکتبۃ المعارف الریاض ۴/ ۳۷۳

واجب ہے کہ احتمال اسلام پر کلام محمول کیا جائے جب تک اس کا خلاف ثابت نہ ہو، پہلے جملہ میں محمد بفتح میم کیوں پڑھا جائے مُحمِّد بکسر میم کہا جائے یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم محمد ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بار بار بکثرت حمد وثنا کئے گئے، اور ان کا رب عزوجل ان کا محمد ہے بار بار بکثرت ان کی مدح وتعریف فرمانے والا، اب یہ معنی صحیح ہوگئے اور لفظ بالکل کفر سے نکل گیا اور اگر بفتح میم ہی پڑھیں اور معنی لغوی مراد ہیں یعنی ہمارا رب بکثرت حمد کیا گیا ہے جب بھی عند اللہ کفر نہ ہوگا مگر اب صرف نیت کا فرق ہوگا بہرحال ناجائز ہونے میں شبہہ نہیں۔ ردالمحتار میں ہے:

مجرد ایھام المعنی المحال کاف فی المنع [1]۔	محض معنی محال کا وہم بھی منع کے لئے کافی ہوتا ہے۔(ت)

مصنف کو توبہ چاہئے اور اسے متنبہ کیا جائے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں مگر یہ کہ کوئی حالت خاصہ داعی ہو، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۲۵: مسئولہ معین الدین احمد میمن سنگھی بنگال پوسٹ نیکلا ساکن جیگاتلہ ۷ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص نے غضبناک ہو کر علماء کی توہین اور حقارت کرے اور کہے کہ عالم لوگوں نے دیس خراب کردیا ہے حالانکہ اس جلسہ وگفتگو میں بہت سارے عوام الناس اور ایک مولوی صاحب بھی موجود تھے تو مولوی صاحب نے شخص مذکور سے دریافت کیا کہ تم نے خرابی کی نسبت تمام علماء کی طرف کی ہے یہ تم ایمان کے ساتھ کہتے ہو تو شخص مذکور نے جواب دیا کہ عالم لوگوں نے دیس خراب کردیا، پھر مولوی صاحب نے دریافت کیا کہ یہ بات تم ایمان کے ساتھ کہتے ہو تو اس شخص مسطور نے جواب دیا کہ میں ایمان کے ساتھ کہتا ہوں اور یہی شخص کہتا ہے کہ اس عالم نے مسئلہ ہذا کو جاری کیا، اس لئے کچھ نہیں کہا یہ عالم میری خواہر کا خاوند ہے اگر دوسرا کوئی عالم مسئلہ جاری کرتا تو سلامت جانے نہ دیتا اور کوئی ایسا ہی لفظ تشنیع کا کہے تو ایسی باتوں سے نکاح جاتا رہتا ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب معتبرہ کے تحریر فرما دیں عند اللہ ماجور ہوں گے۔

الجواب:

علمائے دین کی توہین کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے:

من قال لعالم عویلم علی وجه	جس نے بے ادبی کرتے ہوئے عالم کو عویلم کہا

[1] ردالمحتار کتاب الحظر فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳

اس نے کفر کیا۔(ت)	الاستخفاف فقد کفر [1]۔

اس شخص پر تجدید اسلام لازم ہے اور اس کے بعد اپنی عورت سے نکاح جدید کرے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۲۶تا ۲۲۹: از لکھنؤ احاطہ فقیر محمد خاں متصل دکان ظہور بخش ہیزم فروش مسئولہ حضرت محمد میاں صاحب ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ

(۱) ایک مسلم جو نماز خلاف معمول بہت جلدی سے پڑھ لیتا تھا اس کو زجراً ایک اور مسلم نے کہا کیا تو نے نماز کو کھیل سمجھ رکھا ہے، اس پر ایک دوسرے نے کہا اور کیا بظاہر اس نے بھی زجرا کہا اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲) بعض لوگ **لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم** پورا نہیں پڑھتے بلکہ عندالحاجت جب پڑھتے ہیں صرف لاحول یا لاحول ولاقوۃ الاباللہ پر بے وجہ اقتصار کرتے ہیں اگرچہ سخت قبیح وشنیع ہے مگر اس میں کفر تو کسی طرح کا بھی نہیں یا کیا اس پورے جملہ کا علم صرف جزو مدخول نفی مقرر کرنا کہنا کیسا ہے؟

(۳) نصارٰی وغیرہ کی کچہریوں اور ان حکام آج کل کے زمانہ والوں کو عدالت یا عادل کہنا اگرچہ سخت ہے اور فقہاء نے حکم کفر تک فرمایا اس سے احتراز ضرور ہے مگر بات دریافت طلب یہ ہے کہ آیا یہ حکم کفر مسئلہ مفتٰی بہا ہے کہ ایسا استعمال کرنے والے کافر ہوجائیں اور اگر ہے تو کیا قطعی کفر ان پر عائد ہے اور قطعی بھی ایسا کہ جو دوسرا کافر نہ سمجھے اس کے بھی ایمان میں خلل آئے۔

(۴) کاتب جو اُجرت پر کتابت کرے اور اس کتابت میں امر مخالف دین ہو اور اُجرت پر چھاپنے شائع کرنے والے اسے شائع کریں یا کوئی شخص بے اُجرت محض مروت سے ایسا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ یا کوئی شخص صفائی خط کے لئے کوئی قطعہ وغیرہ لکھے اور اس میں ایسے کلمات بھی نقل کرجائے یا ان سب صورتوں میں زبان سے پڑھے تو کیا حکم ہے؟

الجواب:

(۱) "اور کیا" کہنے والے پر الزام نہیں جب کہ اسے بھی اس سارق نماز پر زجر مقصود ہو۔

(۲) عندالحاجۃ صرف لاحول ولاقوۃ یا لاحول پر اقتصار قبیح ہے کفر سے کوئی علاقہ نہیں کہ

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر الفصل الرابع فی الاستخفاف بالعلم داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۵

اپنے حول وقوت کی نفی کے لئے ہے علی ہذا صرف لاحول کہنا حرج نہیں رکھتا۔

(۳) عدالت بطور علم رائج ہے معنی وضعی مقصود نہیں ہوتے لہٰذا تکفیر ناممکن، البتہ عادل کہنا ضرور کلمہ کفر ہے مگر یہ محض بروجہ خوشامد ہوتا ہے لہٰذا تجدید اسلام ونکاح کافی، ہاں خلاف ماانزل کو اعتقادًا عدل جانے تو قطعاً وہی کفر ہے کہ **من شك فی کفرہ فقد کفر**[1] (جس نے اس کے کفر میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔ت)

(۴) **القلم احد اللسانین** (قلم بھی ایک زبان ہے۔ت) جو زبان سے کہے پر احکام ہیں، وہی قلم پر، اور ایسی اجرت حرام، اس کی اشاعت حرام، اور ایسی مروت فی النار، اعتقادًا نہ ہو تو کفر نہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم**۔

مسئلہ ۲۳۰: مسئولہ مرزا محمد عثمان بیگ از موضع شہباز پور ڈاکخانہ محمود پور ضلع بریلی ۴ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان شخص نے اپنی زبان سے قصدا کہا کہ میں خدا ورسول کو نہیں جانتا ہوں کہ کون ہیں اور نہ مسجد کو جانتا ہوں کہ کیا چیز ہے، اور وہ شخص عمر کا بھی بالغ ہے، پس اس شخص کو کیا کہنا چاہئے؟ اور اس کا نکاح قائم رہا یا نہیں؟ اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

سائل نے پوری بات نہ لکھی کہ کیا گفتگو تھی جس پر اس نے یہ کہا، اگر یہ کلمات بطور تحقیر کہے ہیں تو یقیناً کافر ومرتد ہے، عورت اس نکاح سے نکل گئی اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام، اور اگر اپنی حالت پر افسوس اور اپنے جہل کے بیان کے لئے کہا کہ میں ایسا جاہل کہ نہ خدا کی پہچان نہ رسول کی معرفت نہ مسجد ہی کی کوئی قدر شناسی مجھے ہوتی ہے تو اس پر الزام نہیں سوا اس کے کہ طرز ادا اچھی نہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۲۳۱: رحمت علی خادم درگاہ شاہ دانہ بتوسط مولوی نظام الدین یکے از طلباء مدرسہ اہلسنت بریلی محلّہ سوداگران ۸ جمادی الاول ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بہت سے اشخاص نعت شریف پڑھتے ہوئے شاہ دانہ علیہ الرحمۃ کے مزار کی طرف آتے تھے اور ان کے ہمراہ چادر تھی کہ چند اشخاص نے کہا کہ

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

بیٹی چودوں نے چوپٹی سی مقرر کرلی ہے جو لئے پھرتے ہیں پس جن اشخاص نے یہ کلمہ کہا ہے ان پر شرع شریف میں کیا حکم ہے اور ان کو توبہ کرنا کس طرح پر چاہئے؟ **فقط**

الجواب:

جس جس نے یہ ناپاک کلمہ کہا سب سخت گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ان سب پر فرض ہے کہ علانیہ توبہ کریں جس طرح علانیہ یہ کہا ہے اور مسلمانوں سے معافی مانگیں ورنہ حق العبد میں گرفتار رہیں گے، شریعت مطہرہ میں سلطنت اسلام کے یہاں ایسے کہنے والوں پر اسی اسی کوڑوں کی سزا کا حکم ہے، پھر ہمیشہ کو ان کی گواہی مردود، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۳۲: از نظام علی خاں ولد امام علی خاں پرگنہ سیوان ضلع بدایون بھوانی پور خیرو، ۱۰ جمادی الاولٰی ۱۳۳۴ھ

اس معمہ میں مسلمان ایک دوسرے کو کافر کہے تو شریعت اس کو کیا کہتی ہے؟

الجواب:

سوال صاف کرنا چاہئے معمہ میں کہنے کا کیا معنی، بات پوری لکھی جائے تو جواب دیا جائے، کیا کہا اور کسے کہا اور کس بنا پر کہا۔ فقط

مسئلہ ۲۳۳: مرسلہ میر سید امجد علی سنی حنفی ساکن علاقہ گورکھالی وارد حال ضلع بہرائچ محلّہ بڑی ہاٹ مکان مولوی ابو محمد صاحب ۹ جمادی الاولٰی ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ ایک مسلمان سنی حنفی مسمّٰی گلزار خاں نے ایک عورت قوم مہتر سے تعلق ناجائز پیدا کرلیا عرصہ تک اس عورت کے مکان پر رہ کر اکل وشرب اس کے ساتھ کرتا رہا، کچھ عرصہ بعد بوجہ تائید غیبی یا شرم دنیاوی عورت سے اس نے قطع تعلق کرکے پانے افعال سابقہ سے ایک مجمع عام میں تائب ہوگیا، تائب ہونے کے بعد مسلمانان قُرب وجوار نے مسمّٰی گلزار کے ساتھ برابر بلا اکراہ مواکلت ومشاربت جاری کردی، متعدد لوگ ایسے ہیں جو گلزار اور اس کے ساتھ شریک مسلمانوں کو خارج از اسلام سمجھتے ہیں اور جہلا کو اپنا ہم خیال کرتے اور بیان کرتے کہ گلزار خاں کسی طرح مسلمان نہیں رہ سکتا اور توبہ کوئی چیز نہیں۔

الجواب:

یہ متعدد لوگ محض خطا وظلم پر ہیں، مسلمان بھائی کی توبہ قبول کرنی واجب ہے، اللہ عزوجل خود اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، قرآن عظیم میں ہے:

"هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ	اللہ ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور گناہوں

وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ"[1]	سے در گزر فرماتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

"اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ"[2]	کیا انھیں خبر نہیں کہ الله اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے رسول الله صلی الله تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اتاہ اخوۃ متنصلا فلیقبل ذٰلك منه محقا کان او مبطلا فان لم یفعل لم یرد علی الحوض[3]۔ رواہ الحاکم عن ابی ھریرۃ رضی الله تعالٰی عنه۔	جس کے پاس اس کا مسلمان بھائی معذرت کرتا ہوا آئے اس پر لازم ہے کہ اس کا عذر قبول کرے چاہے وہ حق پر ہو یا ناحق پر اگر عذر قبول نہ کرے گا تو روز قیامت حوض کوثر پر میرے حضور حاضر ہونا نصیب نہ ہوگا۔ (اسے حکم نے حضرت ابوہریرہ رضی الله تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

ان لوگوں کا کہنا کہ توبہ کوئی چیز نہیں اگر اس سے خاص گلزار کی یہ توبہ مقصود ہے یعنی اس نے دل سے توبہ نہیں کی تو مسلمان پر بدگمانی ہے اور وہ سخت حرام ہے، الله عزوجل فرماتا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ"[4]۔	اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔

رسول الله صلی الله تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث[5]۔ رواہ الائمة مالك والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی عن ابی ہریرۃ رضی الله تعالٰی عنه۔	گمان سے دور رہو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ (اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی الله تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴۲/ ۲۵

[2] القرآن الکریم ۹/ ۱۰۴

[3] المستدرك للحاکم کتاب البر والصلة دار الفکر بیروت ۴/ ۱۵۴

[4] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۲

[5] صحیح البخاری کتاب الادب باب قوله تعالٰی یاایھاالذین آمنوا اجتنبوا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۹۶

اور اگر یہ مراد ہو کہ سرے سے توبہ کوئی چیز نہیں تو معاذاللہ صریح کفر ہے نیز گلزار اور اس کے شریک مسلمانوں کو اسلام سے خارج سمجھنا کافرانہ خیال ہے اور یہ کہنا کہ گلزار خاں کسی طرح مسلمان نہیں ہو سکتا اللہ عزوجل و شرع مطہر پر افتراء ہے ان لوگوں پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور گلزار اور اس کے ساتھی مسلمانوں سے معافی چاہیں پھر ان کو چاہئے کہ تجدید اسلام کے بعد اپنی عورتوں سے تجدید نکاح کریں، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۳۴تا۲۳۸: محمد قاسم کھوکھر مدرس مدرسہ دھاموں کی، محمد اقبال مدرس مدرسہ ترہاڑہ و نور محمد امام مسجد دروبکی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس طائفہ کے حق میں جن کے اعتقادات، اقوال، افعال حسب ذیل ہوں:

(۱) مصلی کو نماز اور صائم کو روزہ رکھنے سے منع کریں بلکہ رمضان المبارک میں علانیہ بھنگ و چرس کا استعمال کریں اور بطور مسخری قبل از وقت افطار نداکریں کہ صائمین افطار کریں۔

(۲) مشرکین کی طرح مرد عورتوں کی سی صورت اور وضع بنائیں

(۳) اٹھتے بیٹھتے اپنے مرشدوں کو باسماء امام مہدی، رسول مقبول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، اللہ تعالٰی موسوم کریں۔

(۴) علمائے دین کی توہین بایں کلمات کریں کہ ہم ان کی مقعد مارتے ہیں، نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تمام اصحاب بلکہ خود پیغمبر خاتم نبوت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر فضیلت دیں

(۵) جو پیغمبر و اولیاء وصال کرچکے ہوں ان کی روحانی زندگی سے انکار کریں اور یہ اعتقاد رکھیں کہ جب تک خدا اور رسول کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں گے ان کی ہستی کے ہرگز قائل نہ ہوں گے، ایسوں سے اہل اسلام کو کیا برتاؤ کرنا چاہئے؟

الجواب:

جتنی باتیں سوال میں ان لوگوں کی ذکر کیں وہ ان کے فسق و فجور و شیطنت و استحقاق جہنم کے لئے تو بہت کافی ہیں مگر ان میں چار باتیں صریح کفر و ارتداد ہیں، اول اپنے پیروں کو خدا اور رسول کہنا، دوسرے شریعت مطہرہ کی نسبت وہ ملعون کلمہ، تیسرے وہ یہودیوں کی بات "لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہۡرَۃً"[1] اللہ و رسول کو جب تک آنکھ سے نہ دیکھ لیں ایمان نہ لائیں گے۔ چوتھے امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ کو انبیائے کرام خصوصا سید الانبیاء علیہ افضل الصلوۃ والسلام سے افضل ماننا مولا علی کو کسی ایک نبی سے افضل بتانا ہی کفر ہے نہ کہ سب انبیاء نہ کہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے، شک نہیں کہ یہ لوگ کفار و مرتدین ہیں، مسلمانوں کو ان سے

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۵۵

میل جول حرام، سلام و کلام حرام، ان کی موت میں شرکت حرام، بیمار پڑیں ان کی عیادت حرام، مرجائیں تو انھیں غسل دینا حرام، کفن دینا حرام، ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا حرام، مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا حرام، جب تک توبہ کرکے مسلمان نہ ہوں گے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۳۹ و ۲۴۱: محمد عبدالحمید ساکن رولوشدہ مدی پارہ ضلع پترہ ڈاکخانہ سیف اللہ کنڈی ۱۹ رجب ۱۳۳۴ھ

(۱) بعضے ذاکرین اپنے مرشد کو خدا کہتے ہیں بایں نیت کہ مرشد اگر رہنمائی نہ کرے تو معرفت الٰہی کیسے حاصل ہوگی اور اکثر مرشد کے قدم پر سجدہ کرتے ہیں یہ فعل ان کے روا ہیں یا نہیں؟

(۲) بعضے نادان علماء کو حقارت کے ساتھ گالی دیا کرتے ہیں اور شریعت مطہرہ کی بھی اہانت کرتے ہیں تو اس پر شرعا کیا حکم ہے؟ اور اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر کہہ کر گالی دیوے تو کیا حکم ہے؟

(۳) ایک شخص جو کسی قدر علم رکھتا ہے مسجد کے بارے میں لوگوں کو کہتا ہے کہ تم لوگ مسئلہ کو لے کر یہاں کا جھگڑا فساد کرتے ہو مسجد ہی تو تمھارے لئے فساد گاہ ہے وہاں جاکر جو کرنا ہے کرو، اور وہ توبہ کے بارے میں کہتا ہے کہ فقط توبہ ہی سے گناہ معاف ہوجاتا ہے، یہ ہرگز نہیں ہوتا، اور وہ شخص مسئلہ کا جواب بلا تحقیق دیا کرتا ہے اور مکروہ کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ تو مکروہ ہی ہے حرام تو نہیں مکروہ سے کیا ہوگا اور کوئی چیز مکروہ تحریمی ہو تو کہتا ہے کہ لاؤ مکروہ تحریمی کھالوں گا، ایسے شخص پر شرعا کیا حکم ہے؟ بیّنوا توجروا (بیان کرو اجر پایئے۔ت)

الجواب:

(۱) مرشد کو خدا کہنے والا کافر ہے اور اگر مرشد اسے پسند کرے تو وہ بھی کافر، مرشد برحق کی قدمبوسی سنت ہے اور سجدہ ممنوع۔

(۲) شریعت کی توہین کرنے والا کافر ہے۔

قال اللہ تعالٰی، "قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ" [1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: تو کہہ دے کیا تم اللہ سے اور اس کے کلام اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے مت بناؤ، تحقیق تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہوگئے۔(ت)

یونہی عالم دین سنی صحیح العقیدہ داعی الی اللہ کی توہین کفر ہے، مجمع الانہر میں ہے:

[1] القرآن الکریم ۹/ ۶۵۔۶۶

الاستخفاف بالعلماء والاشراف کفر[1]۔	علماء اور سادات کی توہین کفر ہے۔

اسی میں ہے: من قال للعالم عویلم فقد کفر[2] جو کسی عالم کو حقارت سے "مولویا" کہے وہ کافر ہے۔
مگر یہ اوپر بتادیا گیا اور واجب اللحاظ ہے کہ عالم دین وہی ہے جو سنی صحیح العقیدہ ہو، بدمذہبوں کے علماء علمائے دین نہیں۔ یوں تو ہندوؤں میں پنڈت اور نصارٰی میں پادری ہوتے ہیں اور ابلیس کتنا بڑا عالم تھا جسے معلم الملکوت کہا جاتا ہے قال اللہ تعالٰی "اَضَلَّہُ اللہُ عَلٰی عِلْمٍ"[3] (اللہ تعالٰی نے فرمایا: اللہ نے اسے باوصف علم کے گمراہ کیا۔ت) ایسوں کی توہین کفر نہیں بلکہ تاحدِ مقدور فرض ہے، حدیث شریف میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفه الناس اذکروا الفاجر بما فیه یحذره الناس[4]۔	کیا تم فاجر کے ذکر سے گھبراتے ہو جب لوگ اسے جانتے ہوں فاجر کے فجور کا ذکر کرو تاکہ لوگ اس سے محفوظ رہیں۔ (ت)

(۳) بے تحقیق مسئلہ کا جواب دینا حرام ہے، اور مکروہ تحریمی مرتبہ واجب میں ہے اس کا ہلکا جاننا گمراہی وضلالت ہے، اور مسائل شرعیہ ومسجد کی توہین مذکور کفر ہے، اور یہ بھی اس کا شریعت پر افتراء ہے کہ توبہ سے گناہ معاف نہیں ہوتے، حدیث میں فرمایا:

التائب من الذنب کمن لاذنب له[5]۔	گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے گویا گناہ کیا ہی نہ تھا۔

حق سبحنہ فرماتا ہے:

"هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ"[6]۔ واللہ اعلم۔	اللہ ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر کرتا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب الفاظ الکفر داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۵
[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب الفاظ الکفر داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۵
[3] القرآن الکریم ۴۵/ ۲۳
[4] سنن الکبرٰی کتاب الشہادات دارصادر بیروت ۱۰/ ۲۱۰، تاریخ بغداد ترجمہ ۴۵۷۳، ۳۷۵۱ دارالکتاب العربی بیروت ۷/ ۲۶۲و۲۶۸
[5] سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب ذکر التوبۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۳
[6] القرآن الکریم ۹/ ۱۵۴

مسئلہ ۲۴۲: از پوپاری جنتا زن مار قوار محمد حبیب اللہ ۲۰ رجب ۱۳۳۴ھ

دین محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دن نقلی ہے یا اصلی؟ اور اصلی ہے تو نقلی کہنے والے کو کیا سمجھنا چاہئے؟

الجواب:

"اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ" [1] (بیشک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔ت) اللہ کے یہاں یہی دین دین ہے اس کے سوا کوئی دین مقبول نہیں۔

"وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾" [2]	اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہے۔(ت)

تو یہی دین اصلی ہے اور یہ نقلی بھی ہے بایں معنی کہ اس کے احکام شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہیں، فلاسفہ وغیرہم کی طرح عقلی ڈھکوسلے نہیں، اس معنی پر اگر نقلی کہا تو صحیح کہا، اور اگر نقلی بمقابلہ اصلی کہا یعنی معاذاللہ واقعی دین نہیں بلکہ کسی کی نقل اتاری گئی تو ایسا کہنے والا کافر، یہ بات اس وقت کے باہم محاورات سے واضح ہوگی، اور اگر واضح نہ ہو تو معنی صحیح بنتے ہوئے خواہی نخواہی معنی باطل پر حمل نہ کریں گے اور تکفیر جائز نہ ہوگی، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۴۳تا۲۴۴: مسئولہ محمد احمد طالب علم مدرسہ اہل سنت یکم شعبان ۱۳۳۴ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

(۱) رب العزت جل جلالہ وتعالٰی شانہ کی نسبت میاں اور صاحب کہنا یعنی اللہ میاں اور اللہ صاحب جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہو جب تو لعدم المانع دلیل کی ضرورت نہیں، اور اگر ناجائز ہو تو دلیل درکار ہے، اس صورت میں جو اسے پسند کرے بلکہ فخر کرے کہ یہ الفاظ میرے مختصات میں سے ہیں، اس شخص کے واسطے شریعت مطہرہ میں کیا حکم ہے؟

(۲) سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں صاحب یعنی محمد صاحب کہنا کیسا ہے؟

الجواب:

حضرت رب العزت عزجلالہ پر لفظ صاحب کا اطلاق جائز، بلکہ حدیث میں وارد ہے:

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۹

[2] القرآن الکریم ۳/ ۸۵

اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفة فی المال والاھل[1]۔	اے اللہ! توہی سفر میں صاحب ہے، مال اور اہل کا توہی محافظ ہے۔(ت)

اور میاں کا اطلاق نہ کیا جائے کہ وہ تین معنی رکھتا ہے ان میں دو رب العزت کے لئے محال ہیں، میاں آقا اور شوہر اور مرد عورت میں، زنا کا دلال لہٰذا اطلاق ممنوع اور اس پر افتخار جہل۔

(۲) حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اطلاق صاحب خود قرآن عظیم میں وارد:

"وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿۲﴾"[2]	اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے، تمھارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔(ت)

مگر نام اقدس کے ساتھ اس طور پر لفظ صاحب کا ملانا آریوں اور پادریوں کا شعار ہے وہ اسے معروف تعظیم میں لاتے ہیں جو زید وعمر کے لئے رائج ہے کہ شیخ صاحب، مرزا صاحب، پادری صاحب، پنڈت صاحب، لہٰذا اس سے احتراز چاہئے، ہاں یوں کہا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہمارے صاحب ہیں آقا ہیں مالک ہیں مولٰی ہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۴۵:　مستفسرہ حافظ بنو علی ضلع بھنڈارہ محلّہ کمہ تالاب ملک متوسط ناگپور　۴ شوال ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص درود شریف اس طور پر پڑھے صلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ ونور عرشہ محمد والہ واصحابہ اجمعین، ایک صاحب اس میں یہ اعتراض کرتے ہیں کہ نور عرشہ پڑھنا حرام ہے۔ فقط۔

الجواب:

جو اسے ناجائز بتاتا ہے شریعت پر افتراء کرتا ہے:

"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾"[3]	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور نہ کہو اسے جو تمھاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو، بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔ (ت)

[1] سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب مایقول الرجل اذا سافر آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳۴۹۔۳۵۰، سنن الکبرٰی کتاب الحج باب مایقول الرجل اذا رکب دار صادر بیروت ۵/ ۲۵۲

[2] القرآن الکریم ۵۳/ ۱۔۲

[3] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۱۶

بلاشبہہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نور عرش اللہ ہیں عرش انھیں کے نور سے بنا اور انھیں کے نور سے منور ہے[1]۔

كما فی حديث رواه عبدالرزاق فی مصنفه عن جابر بن عبدالله رضی الله تعالٰی عنهما عن النبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم۔ والله تعالٰی اعلم۔	جیسا کہ حدیث میں ہے اسے امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۴۶: مسئولہ حبیب اللہ بنگالی ۱۵ شوال ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بہاء اللہ ایک فرقہ نکلا کہ مجموعہ قرآن مجید کو منسوخ کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ جیسے توریت اور انجیل اور زبور منسوخ ہوگئی ویسا ہی قرآن شریف بھی منسوخ ہے، اگر منسوخ نہ ہوتا اس کا حکم بموافق قرآن شریف کے جاری کیوں نہیں کیا جاتا ہے، جیسا کہ زنا کرتا ہے اور چوری کرتا ہے اور شراب پیتا ہے حد کیوں نہیں لگایا جاتا ہے، بہاء اللہ کے فرقہ سے ایک آدمی کا مظہر اللہ کرکے لقب ہے وہ کہتا ہے خداوند کریم نے لوح محفوظ سے میرے اوپر کتاب الاقدس نزول فرمایا ہے اس وقت اس کا حکم جاری ہے اور احادیث کو خبری کاغذ بتاتا ہے اور نہیں مانتا ہے، اور ائمہ اربعہ کو جھوٹ کہتا ہے یہ فرقہ مومن ہے یا نہیں؟ اور:

"يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝"[2]	کام کی تدبیری فرماتا ہے آسمان سے زمین تک پھر اسی کی طرف رجوع کرے گا اس دن کہ جس کی مقدار ہزار برس ہے تمھاری گنتی میں۔ (ت)

آیہ بالا کی شان نزول کیا ہے اور ناسخ ہے یا منسوخ؟ فقط۔

الجواب:

جس فرقہ کے یہ اقوال ہوں وہ کافر مرتد ملعون ہے ایسا کہ جو اسے مسلمان جانے بلکہ جو اس کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے مرتد ہے، بزازیہ ومجمع الانہر ودرمختار میں ہے:

من شك فی عذابه وكفره فقد كفر[3]۔	جو ان کے عذاب وکفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (ت)

[1] المواہب اللدنیہ بحوالہ عبدالرزاق المقصد الاول اول المخلوقات المکتبۃ الاسلامیہ بیروت ۱/ ۷۱-۷۳

[2] القرآن الکریم ۳۲/ ۵

[3] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

آیہ کریمہ حمد الٰہی میں ہے: شان نزول وہاں ذکر ہوتا ہے جو کسی حادثہ خاصہ میں اترے خبر منسوخ نہیں ہو سکتی **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۴۷ تا ۲۴۸: محمد ظہیر الدین صاحب ثمن برج وزیر آباد پنجاب ۱۳ ذوالقعدہ ۱۳۳۴ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عالم غیر مقلد عقائد وعملیات، جوکہ اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کرجائے، اور اس کی نماز جنازہ ایک غیر مقلد پڑھائے، اور اس غیر مقلد کے پیچھے ایک عالم حنفی المذہب نے غیر مقلد متوفی کے عمل کو اچھا اور غیر مقلد کے اقتداء کو جائز سمجھ کر نماز جنازہ پڑھی ____ حالانکہ وہ عالم حنفی المذہب قبل ازیں لوگوں کو عقائد غیر ملقدین سے منع کرتا رہا ہو پس اس حالت میں جب کہ عالم حنفی المذہب نے غیر مقلد کی نماز جنازہ غیر مقلد امام کے پیچھے جائز تصور کرکے ادا کی ہو تو اس پر از روئے شرع محمدی کیا تعزیر ہوتی ہے اور کیا بلاتوبہ واستغفار ایسے عالم حنفی کی اقتداء جائز ہے؟ عالم غیر مقلدین متوفی وامام غیر مقلد ائمہ اربعہ مجتہدین کے مسائل استنباط واجتہادیہ کو خلاف حدیث سمجھتا اور اکثر ان کے برعکس فتوے دیتا اور عمل کرتا ہو مثلاً:

(۱) نماز تراویح بیس رکعات سے کم ہرگز کسی امام کے نزدیک نہیں وہ آٹھ رکعت کا حکم دیتا اور عمل کرتا۔

(۲) مسئلہ طلاق ثلاثہ جوکہ فی کلمۃ واحدۃ اور جلسہ واحدۃ کے کہی گئی ہو اس طلاق ثلاثہ کو حکم رجعی طلاق کا دے کر بدون نکاح شوہر ثانی اس کے ساتھ نکاح کرادیتا ہو اور طلاق بالخلع کی عدت ایک حیض آنے کے بعد نکاح کرادیتا ہو اور تقلید شخصی سے بالکل انکار کرتا ہو، علاوہ ازیں آمین بالجہر کہنا امام کے پیچھے الحمد کا پڑھنا ہاتھ سینہ پر باندھنا سورہ فاتحہ میں ض کی جگہ ظ پڑھنا وغیرہ وغیرہ جائز سمجھتا ہو۔

الجواب:

سائل نے جو فہرست گنائی وہ غیر مقلد کے بعض فرعی مسائل باطلہ واعمال فاسدہ کی ہے ان کے عقائد اور ہیں جن میں بکثرت کفریات ہیں ان میں سے بعض کی تفصیل رسالہ **الکوکبۃ الشہابیۃ** میں ہے، جس میں ستر وجہ سے ان پر اور ان کے پیشوا پر بحکم فقہاء کرام لزوم کفر ثابت کیا ہے کسی جاہل صحبت نایافتہ کی نسبت احتمال ہوسکتا ہے کہ وہ ان کے عقائد ملعونہ سے آگاہ نہیں ظاہری صورت مسلمان دیکھ کر اقتدا کرلی اور نماز جنازہ پڑھ لی مگر جسے عالم ہونے کا دعوی ہو اور ان کے عقائد پر مطلع ہو لوگوں کو ان سے منع کرتا ہو اور خود انھیں اچھا جان کر ان کے جنازہ کی نماز پڑھے اور ان کی اقتدا کرے تو ضرور اس کے عقیدے میں فساد اور اس کے ایمان میں خلل آیا اور وہ بھی متہم شمار کیا جائے گا۔

قال اللہ تعالٰی "وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی

رکھے گا تو وہ انھیں میں سے ہے۔(ت)	فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ "[1]۔

اب اس شخص کے پیچھے نماز ہر گز جائز نہیں اور اس پر توبہ و تجدید اسلام لازم ہے اور اگر عورت رکھتا ہے تو بعد توبہ و تجدید اسلام تجدید نکاح کرے۔

اور اللہ تعالٰی جسے چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے اور جو ناشکری کرے تو بیشک اللہ بے پرواہ ہے سب خوبیوں سراہا، اور جو منکر ہو تو اللہ تعالٰی تمام جہانوں سے مستغنی ہے، ہم اللہ تعالٰی سے عفو اور عافیت مانگتے ہیں کہ بلند و عظیم اللہ تعالٰی کی قوت اور توفیق کے بغیر نہ بُرائی سے بچا جاسکتا ہے اور نہ ہی نیکی کو بجالایا جاسکتا ہے، واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)	" وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۱۳﴾ "[2]۔ " وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۶﴾ "[3]۔ " وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۷﴾ "[4]۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۴۹ و ۲۵۰: از ملک کاٹھیاوار مقام اڑتیاں آمین احمد　　۱۹ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ

(۱) ہندو یا نصارٰی اس کو کافر بولنا کیسا ہے؟

(۲) ایک ہندو کو پھانسی کا حکم ہوا وہ اسی وقت مسلمان ہونا چاہتا ہے یہ مسلمان ہوگا یا نہیں؟

الجواب:

(۱) گالی کے طور پر کافر کہنا اور بات ہے اور شرع کی اصطلاح یہ ہے کہ جو مسلمان نہیں اسے کافر کہا جاتا ہے بایں معنی جو کوئی اسلام میں نہ ہو شرع کے نزدیک کافر ہے۔

(۲) پھانسی ہوجانے سے ایک آن پہلے جو اسلام لائے مسلمان ہوجائے گا اور اس کی تجہیز و تکفین اور اس کے جنازہ کی نماز مسلمانوں پر فرض ہوگی۔

مسئلہ ۲۵۱: امام بخش زیدی از جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان　　۳ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ

وحدۃ الوجود حق ہے یا نہ؟

الجواب:

توحید ایمان ہے لاالٰہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ت) اور وحدت حق

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۵۱

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۱۳

[3] القرآن الکریم ۳۱/ ۱۲

[4] القرآن الکریم ۳/ ۹۷

"کُلُّ شَیۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ" [1] (اس کی ذات کے سوا ہر کوئی ہلاک ہونے والا ہے۔ت) سواد بن قارب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی:

فاشهد ان الله لارب غيره،

وانك مامون على كل غائب [2]

(میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالٰی کے سوا کوئی رب نہیں اور بیشک (یارسول اللہ!) آپ ہر غیب پر امین ہیں۔ت)

اور اتحاد باطل اور اس کا ماننا الحاد:

آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب اس کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔	"اِنۡ كُلُّ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحۡمٰنِ عَبۡدًا ﴿۹۳﴾" [3]

وجود واحد ہے اور موجود احد، باقی سب ظل وعکوس،

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن، اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔(ت) واللہ تعالٰی اعلم	هُوَ الۡاَوَّلُ وَالۡاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالۡبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۳﴾ [4] ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۵۲: مسئولہ سید اولاد علی صاحب مراد آبادی ۷ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ "اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۱۲﴾" [5] (بیشک وہ سب کچھ جانتا ہے۔ت) اور "فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ" [6] (تم جدھر منہ کرو اُدھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ)

---

[1] القرآن الکریم ۲۸/ ۸۸

[2] المستدرك للحاکم کتاب معرفة الصحابة قصه اسلام سواد بن قارب دار الفکر بیروت ۳/ ۶۰۹، عمدة القاری شرح صحیح بخاری باب اسلام عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ادارة الطباعة المنیریہ بیروت ۱۷/ ۸، مختصر سیرة الرسول از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی المکتبة السلفیہ لاہور ص ۶۹

[3] القرآن الکریم ۱۹/ ۹۳

[4] القرآن الکریم ۵۷/ ۳

[5] القرآن الکریم ۴۲/ ۱۲

[6] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۵

اور "نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ "[1] (اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔ت) سے احاطہ اور قرب ذاتی مراد ہے یا صفاتی زید کہتا ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک ان آیات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالٰی کا علم اور قدرت ہر شے کو محیط ہے نہ ذات، عمرو کہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالٰی کی ذات ہر شے کو محیط اور شہ رگ سے زیادہ قریب ہے کوئی مکان کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں ذات خدا موجود نہ ہو اور خدا ہر جگہ حاضر وناضر ہے اور اگر ان آیات سے احاطہ اور قرب صفاتی مراد لیا جائے گا تو گویا صفات خدا ذات باری سے بڑھ گئیں اور ذات باری محدود اور صفات سے چھوٹی ہوگی، اور جو شخص ان آیات سے احاطہ اور قرب صفاتی مراد لے وہ مشرک ہے اگر دنیا بھر کے عالم ایسا کہیں تو بھی ایک کی نہ مانوں گا اور سب کو مشرک کہوں گا اور اپنی دلیل میں شاہ امداد اللہ صاحب اور مولانا روم صاحب اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کے اقوال پیش کرتا ہے، ان دونوں میں کس کا قول صحیح ہے؟ اور اگر زید حق پر ہے تو عمرو کے واسطے شریعت مطہرہ میں کیا حکم ہے وہ اپنے اس قول سے کسی گناہ کا مرتکب ہے یا نہیں؟ **بینوا مع الدلائل من الکتاب توجروا من اللہ الوھاب** (کتب سے دلائل کے ساتھ بیان کیجئے اور اللہ وہاب سے اجر پائیے۔ت)

الجواب:

"رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ "[2]	اے میرے رب تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔ (ت)

آیات متشابہات میں اہل سنت حفظہم اللہ تعالٰی کے دو ۲ مسلک ہیں:

اوّل: تفویض کہ ہم ان کے معنی کچھ نہیں جانتے اللہ ورسول جانتے ہیں جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جو معنی مراد الٰہی ہیں ہم اس پر ایمان لائے،

"اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۷﴾ "[3]۔	ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵۰/ ۱۶

[2] القرآن الکریم ۲۳/ ۹۸۔۹۷

[3] القرآن الکریم ۳/ ۷

یہی مسلک سلف ہے اور یہی صحیح و معتمد، اس تقدیر پر تو نہ احاطہ ذاتی کہا جائے نہ صفاتی کہا جائے، معنی سے کچھ بحث ہی نہ کی جائے، حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے "اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝"[1] (رحمان نے عرش پر استواء فرمایا۔ ت) کے معنی دریافت کئے گئے فرمایا:

الاستواء معلوم والکیف مجھول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ[2]۔	استواء معلوم ہے اور کیف مجہول وراس پر ایمان فرض اور اس کی تفتیش بدعت۔

یہی جواب سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دیا، یہی مسلک ہمارے امام اعظم اور سائر ائمہ سلف کا ہے، ہاں ہم ایمان لائے ہیں کہ اللہ تعالٰی جسم وجہت ومکان سے پاک ومنزہ ہے، کسی مکان میں نہیں ہوسکتا، کسی جگہ نہیں ہوسکتا، کسی طرف نہیں ہوسکتا، اور طرف سب اس کے بنائے ہوئے ہیں، اور حادث ہیں، اور قدیم ازلی، ازل میں کسی جگہ کسی طرف نہ تھا کہ جگہ اور طرف تھے ہی نہیں تو اب کسی جگہ اور طرف میں نہیں، جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے، جگہ اور طرف کو بنا کر بدل نہ گیا، جگہ اور طرف بدلیں گے اور وہ بدلنے سے پاک ہے۔

دوم: تاویل کہ ایسی آیات کو حسب محاورہ معنی جائز پر حمل کریں جس سے نہ چین لینے والی طبیعتوں کو تسکین ہو اور ایمان سلامت رہے یہ مسلک خلف کا ہے اور اس طور پر احاطہ صفاتی مراد لیں گے، علم وقدرت الٰہی ہر شے کو محیط ہونے کے بھی یہ معنی نہیں کہ اس کے علم وقدرت ہر جگہ متمکن ہیں کہ جگہ یا طرف میں ہونا جسم وجسمانیت کی شان ہے اور وہ اور اس کے صفات ان سے متعالی بلکہ احاطہ علم کے معنی یہ ہیں کہ ہر شے واجب یا ممکن یا ممتنع معدوم یا موجود حادث یا قدیم اسے معلوم ہے، احاطہ قدرت کے معنی یہ ہیں کہ ہر ممکن پر اسے قدرت ہے، اس سے صفات کا ذات سے بڑھ جانا نہ کہے گا مگر مجنون، عمرو کا وہ کہنا کہ کوئی مکان کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں ذات خدا موجود نہ ہو کلمہ کفر ہے کہ اس کی ذات کے لئے جگہ ثابت کرنا ہے، فتاوٰی تاتارخانیہ وطریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ وفتاوٰی عالمگیری وجامع الفصولین وغیرہ میں اس پر حکم کفر فرمایا اور احاطہ صفاتی ماننے والے کو اس کا مشرک کہنا ہزاروں ائمہ خلف پر حکم شرک

---

[1] القرآن الکریم ۲۰/ ۵

[2] لباب التأویل (تفسیر الخازن) ۷/ ۵۴ ثم استوٰی علی العرش کے تحت مصطفی البابی مصر ۲/ ۲۳۸، درمنثور بحوالہ مردویہ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا ۷/ ۵۴ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ المعظمی قم ایران ۳/ ۹۱، مدارک التنزیل (تفسیر نسفی) ۲۰/ ۵ سورہ طٰہٰ دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۴۸

لگانا ہے اور اس کا کہنا کہ "اگر تمام دنیا کے عالم ایسا کہیں تو میں سب کو مشرک کہوں گا" صریح کفر پر آمادگی ہے کہ تمام جہاں کے عالموں کو مشرک نہ کہے گا مگر کافر اور کفر پر آمادگی کفر ہے، عمرو پر توبہ فرض ہے اپنے عقیدہ باطلہ سے تائب ہو اور کلمہ اسلام پڑھے اور عورت رکھتا ہو تو بعد اسلام اس سے پھر نکاح کرے اگر وہ راضی ہو ہم چند سہل سہل باتیں لکھتے ہیں اگر اللہ تعالٰی کو اسے ہدایت کرنا ہے تو انھیں سے وہ سمجھ لے گا کہ اس نے کیسی ناپاک بات کہی اور اپنے معبود کو کیسے کیسے گھناؤنے داغ لگائے اور نظر انصاف سے نہ دیکھے اور تعصب وعناد برتے تو اللہ راہ نہیں دیتا ہے ظالموں کو، ذرا آنکھیں بند کرکے گردن جھکا کر رب عزوجل کی عظمت پر ایمان لا کر غور کرے کہ اس نے کیسی ذلیل چیز کا نام خدا رکھا ہے الحمد للہ معیت وقرب واحاطہ الٰہیہ پر مسلمان کا ایمان ہے مگر نہ ان معنی پر جو ان الفاظ سے لغوی وعرفی طور پر سمجھ آتے ہیں بلکہ ان پر جو مراد الٰہی ہیں اور ہمارے عقول سے وراء ہیں معاذاللہ اگر یہی ظاہری معنی لئے جائیں جس پر یہ کہا جائے کہ وہ بذاتہ ہر مکان ہر گوشہ میں موجود ہے تو اس سے زائد ذلیل تر کوئی عیب لگانا نہ ہوگا۔

(۱) جب کہ اس کے نزدیک اس کا وہی معبود بالذات ہر مکان ہر گوشہ میں موجود اور ہر شے کو بالذات محیط ہے تو پاخانہ میں بھی ہوگا، اس کی نجاست کو لپٹا ہوا بھی ہوگا، اس نجاست کے ساتھ اس کے بدترین مقام سے نکلا بھی۔

(۲) جو شے دوسری شے کو بالذات محیط ہو وہ یوہیں ہوگا کہ محیط کے اندر جوف ہو جو اس دوسری چیز کو گھیرے ہوئے ہے جیسے آسمان زمین کو محیط ہے تو اس کا معبود جوف دار کھگل ہوا اور اللہ واحد قہار صمد ہے جوف سے پاک ہے۔

(۳) سب اشیاء کو محیط ہونا بایں معنی ہے کہ اس کا معبود وہی تمام عالم کے باہر باہر ہے اور عالم اس کے اندر ہے جیسے فلک الافلاک کے اندر باقی کرّے جب تو شہ رگ سے زیادہ قریب کیسے ہوا بلکہ لاکھوں منزل دور ہوا اور اگر یوں ہے کہ ہر ذرہ ذرہ کو بذاتہ بلاواسطہ محیط ہے تو بلاشبہ وہ شے کہ مشرق کے کسی ذرہ کو محیط ہو قطعاً اس کی غیر ہو گی جو مغرب کے ذرہ کو محیط ہے تو ذروں کی گنتی پر خدا یا خدا کے ٹکڑے ہوئے اور وہ احد صمد اس سے متعالی ہے۔

(۴) جب کہ وہ ہر شے کو بالذات محیط ہے تو زمین کو بھی محیط ہوگا اور یہ جو تم چلتے ہو اور جوتیاں پہن کر پاؤں رکھتے ہو وہ تمھارے معبود پر ہوئیں تم جو پاخانہ پیشاب پھرتے ہو وہ تمھارے معبود پر گرا کیسا گھناؤنا معبود اور کیسے ناپاک عابد، "ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾"[1] (کتنا کمزور چاہنے والا اور

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۷

جو چاہا گیا۔ت)

(۵) مثلاً کسی زید نے کسی عمرو کو جوتا مارا تو عمرو کو بھی اس کا معبود محیط ہے، اس جوتے پڑتے وقت وہیں قائم رہے گا یا ہٹ جائے گا اگر ہٹ گیا تو ہر شے کو محیط نہ رہا اگر قائم رہا تو اسی پر پڑا،

(۶) جس وقت زید نے جوتا اٹھایا اور ابھی عمرو کے بدن تک نہ پہنچا تو جوتے اور عمرو کے بدن میں جو فاصلہ ہے وہ بھی ایک شے اور وہ ایک جگہ ہے، وہ وہمی معبود بذات خود یہاں بھی موجود ہوگا یہاں سے وہاں تک جگہ اس سے بھری ہوئی ہے اب جوتا آگے بڑھا کہ بدن عمرو سے قریب ہو اس بڑھنے میں وہ وہمی معبود کہ یہاں سے وہاں تک بھرا ہوا تھا، پانی یا ہوا کی طرح چرے گا کہ جوتا اس میں ہوتا ہوا گزر جائے گا جب تو طرفہ معبود جسے جوتے نے پھاڑ دیا اور اگر نہ چرے گا بلکہ سمٹے گا جیسے پھولی ہوئی روئی سمٹتی ہے تو معبود کیا ہوا، رڑ ہوا، اور اگر نہ چرے گا نہ سمٹے گا تو ضرور ہے کہ جوتا دیکھ کر جگہ چھوڑ دے گا ہر جگہ موجود کہاں رہا؟

(۷) جب کہ ہر وہ شے کہ بذاتہ محیط ہے تو محیط جیسا شے کے اوپر ہوتا ہے ویسا ہی اس کے نیچے پاؤں کے تلے وہ جوتوں کے نیچے وہ پھر ایسے ذلیل کو رب اعلٰی کیسے کہا جاسکتا ہے!

تعالٰی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ العلی الاعلی علی الکریم المولی والہ وصحبہ وبارك وسلم ابدا امین، و استغفر اللہ العظیم والحمد للہ رب العالمین، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔	جو کچھ ظالموں نے کہا اللہ تعالٰی اس سے کہیں بلند و بزرگ ہے نیکی بجالانا اور برائی سے پھرنا اللہ بلند و بزرگ کی توفیق کے بغیر نہیں ہوسکتا اور بلند و اعلٰی اللہ تعالٰی کی خصوصی رحمتیں ہوں کریم مولٰی پر اور اس کی آل اور اصحاب پر بھی، ہم اللہ تعالٰی سے معافی کے طلب گار ہیں، تمام حمد اللہ رب العالمین کے لئے ہے، اللہ سبحانہ وتعالٰی ہی بہتر جانتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۵۳: مرسلہ مجیب الدین ساکن امسچور پوسٹ ٹوپیری بازی ضلع ڈھاکہ ۶ صفر ۱۳۳۵ھ

جو مذہب اور فقہ کا نہیں ماننے والا کتابی ہے یا خارجی؟

الجواب:

جو مسلمان کہلا کر فقہ کو اصلا نہ مانے نہ کتابی ہے نہ خارجی بلکہ مرتد ہے اسلام سے خارج اور اگر کوئی تاویل کرتا ہے تو کم از کم بددین گمراہ۔

قال اللہ تعالٰی "فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ	اللہ تعالٰی نے فرمایا: تو کیوں نہ ہو کہ ان کے

مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ"[1] وفی الحدیث عنه صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم من یرد اللّٰہ به خیرا یفقهه فی الدین[2]۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم۔	ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔(ت) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، اللہ تعالٰی جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۵۴: مرسلہ محمد الیاس صاحب واعظ خراسانی شہر جوناگڑھ ملک کاٹھیاوار　　۱۶ صفر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس شخص کے بارہ میں جس کا عقیدہ یہ ہو کہ اللہ تبارک وتعالٰی نے فرشتوں سے مشورہ کیا اگرچہ اس کی ضرورت نہیں مگر تعلیماً کہ ہم تم بھی مشورہ سے کام لیں، کیا ایسے شخص سے بامید نجات ابدی بیعت ہونا مفید ہے یا جو مرید ہو چکے ہیں کچھ فائدہ نہ اُٹھائیں گے۔ **بینوا توجروا** (بیان کرو اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

اتنی بات ایسی نہیں جس کے سبب اس کے ہاتھ پر بیعت ناجائز ہو جائے خصوصاً کہ اس نے تصریح کر دی کہ اسے حاجت مشورہ کی نہیں بندوں کے ارشاد کے لئے ایسا کیا تو جو اس سے وہم جاتا وہ بھی اس نے دفع کر دیا، خود حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **استشارنی ربی فی امتی ثلثا**[3] مجھ سے میرے رب نے میری امت کے بارہ میں تین بار مشورہ چاہا۔ **واللّٰہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۵۵: مرسلہ سخاوت خاں نابینا مسجد ندی قصبہ مہد پور ریاست اندور ملک مالوہ　　یکم ربیع الاول ۱۳۳۵ھ

کوئی شخص سنت وجماعت میں سے نماز سے انکار کرے اور اس سے کہا جائے کہ نماز سے

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۱۲۲

[2] صحیح البخاری کتاب العلم باب العلم قبل القول والعمل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۶، صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۴۳، المعجم الکبیر حدیث ۹۱۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۹/ ۳۸۹

[3] مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفہ بن الیمان دار الفکر بیروت ۵/ ۳۹۳، الخصائص الکبرٰی باب اختصاصہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بان امۃ الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۲۰۶

انکار کرنا کفر ہے اس کے جواب میں وہ کہے کہ میں کافر ہی سہی، ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟ **فقط**

الجواب:

نماز سے انکار یہ بھی ہے کہ وہ کہے میں نہیں پڑھتا یا نہیں پڑھوں گا، اس قدر سے کافر نہ ہوگا جب تک نماز کی فرضیت سے انکار یا اس کا استخفاف نہ کرے، اگر شخص مذکور کا انکار اس حد کا نہ تھا تو جس نے اس کے انکار پر حکم کفر لگایا خاطی ہوا، اور اسی کی زیادتی اس شخص کو ایسے کلمہ مردودہ کی طرف لے گئی، بہر حال اپنے آپ کو یہ کہنا کہ کافر ہی سہی اس کا ظاہر **معاذ اللہ** قبول کفر ہے، اور قبول کفر یقیناً کفر ہے، مگر اس معنی کا بھی احتمال ہے کہ نزدیک کافر ہی سہی لہذا حکم تکفیر نہ کیا جائے گا البتہ تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۵۶ و ۲۵۷: مرسلہ حاجی قاسم میاں صاحب از گونڈل علاقہ کاٹھیاوار ۱۷ جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں ائمہ دین و علمائے معتمدین اہل سنت **ایدھم اللہ تعالٰی ونصرھم اللہ**، کاٹھیاوار مسلم ایجوکیشنل کانفرنس (جس کا جلسہ بمقام جونا گڈھ کاٹھیاوار بتاریخ ۲ و ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۶ء کو ہوا) کے ان اراکین کے حق میں ہادی بن کر اپنی تقریروں میں ذیل کے اقوال بیان کئے اور ان اراکین کا حکم بھی بیان فرمائیں جنھوں نے ان کے اقوال گجراتی زبان میں بعینہٖ نقل کئے اور چھاپ کر مسلمانوں میں تقسیم کئے اور کرتے ہیں؟

(۱) گجراتی زبان میں دینی کتابوں کا انتظام کیا جائے، مسلمان بچوں کے لئے خاص گجراتی مدارس قائم کئے جائیں جن میں "مسلمان دھرم کی دنت کتھاؤں کا ذکر ہو" اور جن میں مسلمان بیرتروں کی تعریفیں کی ہوں، ایسی کتابیں رائج کی جائیں (نیز) "مسلمان لوگ جس دھرم کی دنت کتھا" اور جن حضرات کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں ان کا حقارت سے جس مروجہ کتب میں ذکر کیا گیا ہو اول درجہ کتب کو دیگر اقوام سے ملے ہوئے مدارس سے باطل کرنا (روداد تقریر صدر صفحہ ۲۹۰)

(۲) ہم ہمارے ملکی برادروں کے جذبات کو ان کے "دیوتا کی باتوں کو" ان کے پیشواؤں کو عزت دیتے ہیں اور وہ بھی ایسی ہی عزت ہماری طرف رکھیں ایسی بھی امید رکھتے ہیں (روداد تقریر صدر ص ۳۳) مگر گزارش آنکہ لفظ "دنت کتھا" کے معنی گجراتی زبان میں زبان کی بات وہ بات جس کی کوئی سند نہ ہوتی ہو، ہوتے ہیں۔

الجواب:

ایسے اقوال کے قائم ہادی نہیں ہو سکتے بلکہ مضل ہیں یعنی گمراہ کرنے والے اور گمراہی پھیلانے والے

اور مسلمانوں کو گمراہی کی طرف بلانے والے، اور جو ایسے اقوال کو شائع کرتے ہیں وہ مسلمانوں میں اشاعت فاحشہ کے محب اور ان قائلوں کی طرح غضب جبار و عذاب قہار کے مستوجب ہیں۔ بزرگان اسلام کے مناقب کو دنت کتھا یعنی بے اصل افسانہ کہنا ہی گمراہی کے لئے کافی تھا مگر کفار کے مذہبی جذبات اور ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کو عزت دینا صریح کلمہ کفر ہے،

قال اللہ تعالٰی "وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۠ ﴿۸﴾"[1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا عزت تو خاص اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز درکنار جو ان کے کسی فعل کی تحسین ہی کرے باتفاق ائمہ کافر ہے، غمز العیون والبصائر میں ہے:

اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر[2]۔	جس نے کسی کافر کے عمل کو اچھا گمان کیا وہ باتفاق مشائخ کافر ہے۔ (ت)

ان لوگوں پر فرض ہے کہ ایسی باتوں سے توبہ کریں، تجدید اسلام کریں، تجدید نکاح کریں، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۵۸: از اکبر آباد چھوٹی گلی حکیموں کی معرفت ڈاکٹر محمد نفیس صاحب مرسلہ مولانا مولوی دیدار علی صاحب الوری ۴ شعبان ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اثنائے وعظ میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت ان کلمات کا اطلاق کیا **نعوذ باللہ** آپ یتیم، غریب، بیچارے تھے اور جب چند اشخاص نے جاکر سمجھایا کہ غالبا آپ نے یہ الفاظ نہیں کہے ہوں گے، مناسب ہے کہ آپ اظہار انکار فرمادیں تو کہنے لگا کہ میں نے تو یہی کہا ہے، اللہ جل شانہ تو قرآن عظیم میں "**وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا**"[3] فرمارہا ہے، بعدہ جب ایک نووارد مولوی صاحب نے ان سے دریافت کیا تو ان الفاظ کے کہنے سے انکار کیا اور کہا کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ آپ سوچ بچار کر بات فرمایا کرتے تھے اس کو لوگوں نے غریب

---

[1] القرآن الکریم ۶۳/ ۸

[2] غمز العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر باب السیر والردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۹۵

[3] القرآن الکرایم ۹۳/ ۷

بیچارہ کرکے کہہ دیا مولوی صاحب نے فرمایا غالبا ایسا ہی ہوگا مگر آپ یہ تو لکھ دیں کہ یہ الفاظ موجب توہین شان رسالت اور موجب کفر ہیں اور اسی طرح "وَوَجَدَكَ ضَآلًّا"[1] ایسے موقع پر کہتا ہے کہ بیشک تو اس لکھنے سے منکر ہوگیا اور لیت ولعل میں ٹال دیا۔ آیا بلاتوبہ اس کا وعظ سننا ملنا جلنا سلام علیک کرنا، اس کے معاونین سے نکاح پڑھوانا اور اس کے معاونین کے پیچھے نماز عید پڑھنا اور ان سے ملنا جلنا جائز ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا جزاکم الله** (بیان کرو اجر پاؤ الله تعالٰی تمھیں جزا عطا فرمائے۔ت)

الجواب:

حضور اقدس **قاسم النعم، مالك الارض ورقاب الامم، معطی منعم، قثم، قیم، ولی، والی، علی، عالی، کاشف الکرب، رافع الرتب، معین کافی، حفیظ وافی، شفیع شافی، عفو عافی، غفور جمیل، عزیز جلیل، وہاب کریم، غنی عظیم، خلیفه مطلق حضرت رب، مالك الناس ودیان العرب، ولی الفضل جلی الافضال، رفیع المثل، ممتنع الامثال صلی الله تعالٰی علیه وسلم وآله وصحبه وشرف اعظم** کے شان ارفع واعلٰی میں الفاظ مذکورہ کا اطلاق ناجائز وحرام ہے، خزانۃ الاکمل مقدسی ورد المحتار اواخر شتّٰی میں ہے:

یجب ذکرہ صلی الله تعالٰی علیه وسلم باسماء معظمة فلایجوز ان یقال انه فقیر غریب مسکین[2]۔	حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تذکرہ باعظمت اسماء کے ساتھ کرنا لازم وفرض ہے، آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فقیر، غریب اور مسکین کہنا جائز نہیں۔ (ت)

زرقانی علی المواہب میں ہے:

قال تعالٰی ووجدك عائلا فاغنی نص علی انه اغناہ بعد ذٰلك فزاله عنه ذٰلك الوصف فلایجوز وصفه به بعد[3]۔	اللہ تعالٰی کا فرمان مبارک "اللہ تعالٰی نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو محتاج پایا تو غنی کردیا" واضح طور پر شاہد ہے کہ اللہ تعالٰی نے آپ کو غنی کردیا ہے جس سے محتاجی والا وصف زائل ہوچکا ہے، لہٰذا اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ وصف بیان کرنا

[1] القرآن الکریم ۹۳/ ۷

[2] ردالمحتار مسائل شتی دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۴۸۱

[3] شرح الزرقانی علی المواہب

ہر گز جائز نہیں۔(ت) اسی میں ہے:

الیتیم من الیتم موت الاب قبل بلوغ الولد اومن الانفراد کدرۃ یتیمۃ کما قیل فی قولہ تعالٰی الم یجدك یتیما ای واحدا فی قریش عدیم النظیر انتہی ومذہب مالك لایجوز علیہ ھذا الاسم [1]۔	لفظ یتیم، یتم سے ہے یعنی بچہ کے بالغ ہونے سے پہلے باپ کا فوت ہونا، یا اس کا معنی منفرد اور یکتا ہونا ہے جیسے کہا جاتا ہے دریتیم (یکتا موتی) جیساکہ اللہ تعالٰی کے اس ارشاد گرامی "کیا اس نے تجھے یتیم نہیں پایا" کے تحت مفسرین نے کہا ہے یعنی قریش میں آپ کی مثال نہیں ملتی یکتا ہیں انتہی، امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فتوٰی ومذہب یہ ہے کہ اس نام (یتیم) کا اطلاق آپ پر جائز نہیں۔(ت)

نسیم الریاض جلد رابع ص ۴۵۰ میں ہے:

الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام لایوصفون بالفقرو لایجوز ان یقال لنبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقیر وقولھم عنہ الفقر فخری لااصل لہ کما تقدم [2]۔	تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو فقر کے ساتھ متصف نہیں کیا جاسکتا، ہمارے نبی وآقا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فقیر کہنا جائز نہیں، باقی آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بارے میں جو منقول ہے "الفقر فخری" (فقر میرا فخر ہے) اس کی کوئی اصل نہیں جیساکہ گزرا۔(ت)

اسی کے صفحہ ۳۸۷ میں ہے:

قال الزرکشی کالسبکی لایجوز ان یقال لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقیر اومسکین وھو اغنی الناس باللہ تعالٰی لاسیما بعد قولہ تعالٰی "وَوَجَدَكَ عَآىِٕلًا فَاَغْنٰى" وقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللھم احینی مسکینا اراد بہ المسکنۃ	امام زرکشی نے امام سبکی کی طرح فرمایا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فقیر یا مسکین کہنا ہر گز جائز نہیں، آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اللہ تعالٰی نے تمام لوگوں سے بڑھ کر غنی بنایا ہے خصوصا اللہ تعالٰی کے اس فرمان کے بعد تو اس کی گنجائش ہی نہیں "پایا اس نے آپ کو محتاج تو غنی کردیا" باقی آپ صلی اللہ

[1] شرح الزرقانی علی المواہب

[2] نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض الوجہ الخامس ان لایقصد دار الفکر بیروت ۴/ ۴۰۵

القلبیۃ بالخشوع والفقر فخری باطل لااصل لہ کما قال الحافظ ابن حجر العسقلانی [1]۔	تعالٰی علیہ وسلم کی دعا "اے اللہ! مجھے حالت مسکینی میں زندہ رکھ" سے قلبی خشوع ومسکنت مراد ہے۔اور یہ قول "فقر میرا فخر ہے" باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا۔(ت)

شفاء شریف امام اجل قاضی عیاض صدر باب اول قسم رابع میں ہے:

افتی فقہاء الاندلس بقتل ابن حاتم المتفقۃ الطلیطلی وصلبہ بما شھد علیہ من استخفافہ بحق النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و تسمیتہ ایاہ اثناء مناظرتہ بالیتیم وختن حیدر وزعمہ ان زھدہ علیہ الصلٰوۃ والسلام لم یکن قصدا ولو قدر علی الطیبات اکلھا الی اشباہ لھذا [2]۔	فقہاء اندلس نے ابن حاتم المتفقۃ الطلیطلی کے قتل اور پھانسی لٹکانے کا فتوی دیا اس کے خلاف یہ شہادت ملی کہ اس نے دوران مناظرہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مقام کی بے ادبی کرتے ہوئے آپ کو یتیم اور حیدر کا سسر کہا،اور اس کا خیال یہ تھا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا زھد اختیاری نہ تھا اگر آپ طیبات پر قادر ہوتے تو ضرور انھیں استعمال میں لاتے،اس کی مثل گستاخی کے دیگر اقوال۔(ت)

شرح علی قاری میں ہے:

یکفی امر واحد منھا فی تکفیرہ وقتلہ [3]۔	اس کی تکفیر اور قتل کے لئے ان مذکورہ اشیاء میں ایک ہی کافی ہے۔(ت)

نیز شفا شریف میں ہے:

افتی ابو الحسن القابسی فیمن قال فی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الجمال یتیم ابی طالب بالقتل	امام ابوالحسن قابسی نے اس کے قتل کا فتوی دیا جو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ابوطالب کا یتیم اونٹوں والا کہے کیونکہ یہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[1] نسیم الریاض شرح الشفاء باب فی بیان ماھو الخ دار الفکر بیروت ۴/ ۳۳۶

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی الباب الاول فی بیان ماھو الخ مطبع شرکت صحافیہ ترکی ۲/ ۲۱۰

[3] شرح الشفاء ملاعلی قاری الباب الاول فی بیان ماھو الخ الحاج محرم آفندی ۲/ ۳۹۸

لظہور استھانتہ ف بذٰلك [1]۔	کے حق میں توہین ہے۔(ت)

شرح علی قاری میں ہے:

لعل الجمع بین الوصفین مطابق للواقع فی السوال والافکل واحد منھما یکفی فی تکفیر صاحب المقال [2]۔	دو چیزوں (اونٹوں والا، ابوطالب کا یتیم) کو شاید سوال میں جمع ذکر کرنے کی وجہ سے اکٹھا کردیا گیا ہے ورنہ ان دونوں میں سے ایک کا بھی قائل کافر ہے۔(ت)

نیز شفا شریف میں بیعت معری:۔

کنت موسی وافتہ بنت شعیب غیر ان لیس فیکما من فقیر [3]

(آپ موسٰی کی طرح ہیں جن کے پاس حضرت شعیب کی صاحبزادی آئی تھیں مگر بات صرف اتنی ہے کہ تم دونوں کوئی فقیر نہیں۔ت) پر ارشاد فرمایا:

اخر البیت شدید وداخل فی باب الازراء، والتحقیر بالنبی علیہ الصلٰوۃ والسلام وتفضیل حال غیرہ علیہ [4]۔	دوسرے شعر کا مصرعہ ثانی نہایت نامناسب اور گستاخی کے باب میں داخل ہے کیونکہ اس میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں تحقیر وتوہین ہے اور آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر دوسرے کو فضیلت دی گئی ہے۔(ت)

شرح علی قاری میں ہے:

ای عجز شدید فی القبح عند تدبرہ لان مضمونہ التعبیر لموسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام بفقرہ [5]۔	یعنی اس شعر کے آخری مصرعہ میں اگر تدبر کیا جائے تو اس میں قباحت شدید ہے کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کو فقیر کہہ کر عار دلائی گئی ہے جو کہ قباحت کا باعث ہے۔(ت)

نیز شفا شریف میں اور اشعار بیباکان بدزبان جو اس سے ہلکے ہیں ذکر کرکے فرمایا:

ھذہ کلھا وان لم تتضمن سبا ولا اضافۃ	یہ تمام اشعار اگرچہ گستاخی اور فرشتوں اور

---

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی الباب الاول فی بیان ماہو فی قول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطبع شرکت صحافیہ ترکی ۲/ ۲۰۹

[2] شرح الشفاء ملا علی قاری الباب الاول فی بیان ماہو فی قول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطبع الحاج محرم آفندی ۲/ ۳۹۶

[3] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل الوجہ الخامس الخ مطبع شرکت صحافیۃ ترکی ۲/ ۲۲۹

[4] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل الوجہ الخامس الخ مطبع شرکت صحافیۃ ترکی ۲/ ۲۲۹

[5] شرح الشفاء ملا علی قاری الحاج محرم آفندی ۲/ ۴۴۲

ف: خط کشیدہ عبارت کتاب الشفاء مطبوعہ شرکت صحافیہ میں نہیں ہے۔ نذیر احمد

الی الملئکه والانبیاء علیهم الصلٰوة والسلام نقصاً ولست اعنی عجزی بیتی المعری ولاقصد قائلها ازراء وغضاً فما وقر النبوة ولاعظم الرسالة ولاعزر حرمة المصطفی صلی الله تعالٰی علیه وسلم[1]۔	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نقص پر مشتمل نہیں نہ ہی معری کے پورے کلام کو درست سمجھتا ہوں اور نہ ہی ان کے قائل نے بے ادبی اور طعن کا قصد کیا، تاہم ان اشعار میں نبوت کا وقار اور رسالت کی عظت اور مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اعزاز نہیں ہے۔ (ت)

شرح علی قاری میں ہے:

(لست اعنی) بهذه النفی (عجزی بیتی المعری) فانه کفر واضح والحاد لائح[2]۔	میں نہیں ہوں (اس نقص اور گستاخی کی) نفی میں معری کے شعروں کو درست قرار دینے والا کیونکہ یہ واضح کفر اور کھلا الحاد ہے۔ (ت)

امام ابن حجر مکی شرح ہمزیہ مبارکہ میں زیر قول ماتن امام محمد بوصیری قدس سرہ

وسع العالمین علماً وحلماً　　فهو بحر لم تعیه الاعیاء

مستقل دنیاك ان ینسب　　الامساك منها الیه والاعطاء[3]

(آپ علم وحلم میں تمام جہانوں سے برتر ہیں، وہ ایسا سمندر ہے جسے کوئی عیب لگانے والا عیب نہیں لگاسکتا، آپ دنیا کو حقیر وذلیل جانتے ہیں برابر ہے آپ کو غیر مستحق سے دنیا کو روکنا اور مستحق کو عطا کرنا۔ ت)

فرماتے ہیں:

فی السیف المسلول للتقی السبکی عن الشفاء واقره ان فقهاء الاندلس	امام تقی سبکی نے "السیف المسلول" میں "الشفاء" سے نقل کرکے اسے ثابت رکھا ہے کہ فقہاء اندلس

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفی فصل الوجه الخامس الخ مطبع شرکت صحافیہ ترکی ۲/ ۲۳۰

[2] شرح الشفاء ملا علی قاری فصل الوجه الخامس الخ الحاج محرم آفندی ۲/ ۴۴۵

[3] متن الهمزیه شرح الفتوحات الاحمدیة المکتبة التجاریة الکبرٰی مصر ص ۴۶

افتوا باراقة دم من وصفه صلی الله تعالٰی علیه وسلم بالفقر فی اثناء مناظرته بالیتیم ثم زعم ان زهده لم یکن قصدا او لوقدر علی الطیبات اکلها و ذکر البدر الزرکشی من بعض الفقهاء المتاخرین انه کان یقول لم یکن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فقیر من المال ولاحاله حال الفقر بل کان اغنی الناس بالله تعالٰی قد کفی امردنیا فی نفسه وعیاله وکان یقول فی قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم اللهم احینی مسکینا ان المراد استکانة القلب لاالسکنة هی ان لایجد مایقع لوقعاس کفایته وکان یشدد التکبر علی من یعتقد خلاف ذٰلك اھ واما خبر الفقر فخری وبه افتخر فموضوع وقد صح انه صلی الله تعالٰی علیه وسلم استعاذ من فتنة الفقر کما استعاذ من فتنة الغنی[1]۔	نے اس شخص کے قتل کا فتوٰی جاری فرمایا جس نے دوران مناظرہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فقیر و یتیم کہا اور یہ عقیدہ رکھا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا زہد اختیاری نہ تھا اگر آپ اشیاء طیبہ پر قادر ہوتے تو انھیں استعمال میں لاتے، امام بدر زرکشی نے بعض متاخرین فقہاء سے نقل کیا کہ فرمایا کرتے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذات گرامی مال کے اعتبار سے فقیر نہیں اور نہ آپ کا حال، حال فقر ہے بلکہ اللہ تعالٰی نے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تمام لوگوں سے غنی بنایا ہے آپ اپنی ذات اور عیال میں دنیا کے کسی معاملہ میں ہرگز محتاج نہیں اور یہ بھی فرماتے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جو ارشاد گرامی ہے "اے اللہ! مجھے حالت مسکینی میں زندہ رکھ" سے دل کی عاجزی مراد ہے نہ کہ وہ غریبی و محتاجی جو فقر کا مترادف ہے یعنی وہ محتاج جو قوت لایموت نہ رکھتا ہو، اور جو اس کے خلاف ذہن و عقیدہ رکھتا ہو اس پر سخت ناراض ہوتے۔ رہا معاملہ حدیث "فقر میرا فخر ہے اور اس پر میں فخر کرتا ہوں" کا، تو یہ موضوع اور من گھڑت روایت ہے کیونکہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ فقر کے فتنہ سے پناہ مانگا کرتے جیسے کہ مالداری کے فتنہ سے پناہ مانگتے۔ (ت)

ان الفاظ کے ناجائز اور حرام ہونے پر یہ عبارات متظافرہ ہیں اور فتوائے فقہائے اندلس وامام ابوالحسن قابسی و تقریرات امام قاضی عیاض وامام تقی الملۃ والدین سبکی و توضیحات علی قاری میں ان پر حکم کفر ہے۔

اقول: وبالله التوفیق، توفیق جامع و تحقیق لامع یہ ہے کہ ان اوصاف کا اطلاق بروجہ تقریر و اثبات خواہ حکم قصدی میں ہو یا وصف عنوانی میں اگر قول قائل کے سیاق یا سباق یا سوق یا مساق سے

[1] شرح الهمزیه للامام ابن حجر مکی دستیاب نہیں یہ عبارت مختصرا الفتوحات الاحمدیه ص ۷۴ مطبوعه المکتبة التجاریة مصر پرملاحظہ ہو۔

طرز تنقیص ظاہر وثابت ہو یقینا کفر ہے، اور اگر ایسا نہیں اور قائل جاہل ہے اور اس سے صدور نادر ہو اور وہ اس پر غیر مصر توہدایت وتنبیہ وزجر وتہدید کریں اور حاکم شرع اس کے مناسب حال تعزیر دے کہ وہ ضرور سزاوار سزا ہے۔اور اگر قائل مدعی علم ہے یا ایسے کلمات کا عادی یا بعد تنبیہ بھی ان پر مصر تو مریض القلب بددین گمراہ و مستحق عذاب شدید ہے، سلطان اسلام اسے قتل کرے گا اور زمین کو اس کی ہستی ناپاک سے پاک اور عام مسلمانوں کو اس کی صحبت و مجالست سے احتراز لازم اور اسے واعظ یا امام نماز بنانا اس کا وعظ سننا اس کے پیچھے نماز ممنوع وحرام۔

وھذا ماقال الامام ابن حجر المکی ونقلہ فی النسیم مقرا علیہ عند ذکر فتیا الامام ابی الحسن القابسی المذکورۃ الظاھر ان مذھبنا لایابی ذلك لمافی عبارتہ من الدلالۃ علی الازراء فان ذکر یتیم ابی طالب فقد لم یکن صریحا فی ذٰلك فیما یظھر نعم ان کان السیاق یدل علی الازراء کان کمالو جمع بین اللفظین[1]۔اھ	یہ وہ ہے جو امام ابن حجر مکی نے فرمایا: صاحب نسیم الریاض نے اسے امام ابوالحسن القابسی کے فتوے مذکورہ کے ساتھ نقل کرکے اسے مؤید وثابت رکھا ظاہر یہی ہے کہ ہمارا مذہب اس کا انکار نہیں کرتا کیونکہ فقط یتیم ابوطالب کہنے میں ظاہرًا وصراحۃً توہین نہیں ہے ہاں جب کلام کا پس منظر توہین پر دال ہوگا تو یہ توہین بنے گا جیسا کہ اس صورت میں بنتا ہے جب دونوں (یتیم ابوطالب، اونٹ والا) کو جمع کردیا گیا ہو اھ (ت)

کلمات بے ادبی کا معاذاللہ خود کہنا در کنار دوسرے کا کہا ہوا بے غرض ردوانکار لوٹانے پر شفاء شریف میں فرمایا:

امّا الاباحۃ لحکایۃ قولہ لغیرھذین المقصدین فلا اری لھا مدخلا فی ھذا الباب فلیس التفکہ بعرض النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاحد بمباح و ذکرھا علی وجہ الحکایات و احادیث الناس والخوض فی قیل و	مباح ہونے کا ایک پہلو یوں بھی ہوسکتا ہے کہ قائل اپنے مقولہ کو ان دونوں مقاصد کے علاوہ کسی اور انداز کے ساتھ بیان کرے میرے خیال کے مطابق اس طرح اس کا تعلق ان امور میں باقی نہ رہے گا، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت سے کسی کو کھیلنا مباح نہیں ہے ایسے کلمہ کا بطور حکایت یا لوگوں کی بات یا بطور بحث قیل وقال

[1] نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض الباب الاول دارالفکر بیروت ۴/ ۳۴۲

قال ومالایعنی فکل ھذا ممنوع وبعضه اشد فی المنع والعقوبة فما کان من الحاکی له علی غیر قصد او معرفة بمقدار ماحکاہ اولم تکن عادته اولم تکن الکلام من البشاعة حیث ھو ولم یظھر علی حاکیه استحسانه واستصوابه زجر عن ذٰلك ونھی عن العودة الیه وان قوم ببعض الادب فھو مستوجب له وان کان لفظه من البشاعة حیث ھو کان الادب اشد وان اتُّھِمَ ھذا الحاکی فیما حکاہ انه اختلفه ونسبه الی غیرہ اوکانت تلك عادة له اوظھر استحسانه لذٰلك فحکم ھذا حکم الساب نفسه یؤاخذ بقوله ولاتنفعه نسبته الی غیرہ فیبادر بقتله ویجعل الی الھاویة امه[1] (ملخصًا)	اور بے مقصد ذکر کرنا ممنوع ہے بعض طرز بیان ممانعت اور عقوبت میں زیادہ شدید ہے تو حکایت کرنیوالے نے بے قصد اور بے علمی میں حکایت کی یا اس کی ایسی عادت نہیں یا وہ بات کھلی بے ادبی نہیں بایں طور کہ وہ اس کو پسند اور درست نہیں مانتا، تو اس کو زجر کیا جائے گا، اور آئندہ ایسا کرنے سے منع کیا جائے گا اور اگر بطور ادب اس کو کچھ سزا دی جائے تو وہ اس کا مستحق ہے اور اگر وہ الفاظ کھلی بے ادبی ہو تو سزا سخت ہوگی، اور اگر حکایت کرنے والا اس سے متہم ہو کر حکایت بیان کرتے ہوئے بناوٹ سے کام لیتا ہے اور غیر کی طرف منسوب کرتے ہوئے حکایت بیان کرے یا اس کی عادت ایسی ہے یا وہ بات اس کے ہاں پسندیدہ ہو تو اس کا حکم وہی ہوگا جو سبّ کرنے کا حکم ہے، یہ اسی کی بات متصور ہوگی اور غیر کی طرف منسوب کرنا اس کو مواخذہ سے نہ بچاسکے گا لہٰذا فورًا قتل کیا جائے اور واصل جہنم کیا جائے (ملخصا) (ت)

ظاہر ہے کہ زید بے قید جس کے حال سے سوال ہے اگر قسم اول میں ہے تو ضرور اس پر حکم کفر ہے، سائل نے اس کا پورا کلام نقل نہ کیا جس کے سیاق وسباق سے حال کھلتا ہے اور اگر اس قسم سے بچ بھی جائے تو قسم سوم سے ہونا یقینی کہ وہ مدعی علم بنتا وعظ کہتا ہے پھر مسلمانوں کے ہدایت کرنے پر بھی باز نہ آیا مصر رہا، یہ سب اس کے تین الفاظ سابقہ پر ہے، رہا لفظ "بیچارہ" وہ ان سب سے سخت تر، بیچارہ وہ کہ کس بلا میں گرفتار اور بیکس، بے بس، بے یار ہو جو اس سے خلاص کا کوئی حیلہ نہ پائے۔

[1] کتاب الشفاء فصل الوجه السادس المطبعة الشرکة الصحافیة ترکی ۲/ ۳۶-۲۳۵

یہ ضرور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کے رب عزوجل پر افتراء اور قرآن عظیم کی تکذیب اور کفار ملاعنہ کی تصدیق ہے جنھوں نے بکا تھا. ان محمدا اودعه ربه[1] محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو ان کے رب نے چھوڑ دیا، جس پر سورہ والضحٰی شریف نازل ہوئی۔

"وَالضُّحٰىۙ ① وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰىۙ ② مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰىؕ ③ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰىؕ ④ "[2]	اے پیارے تمھارے روئے درخشاں کی قسم تمھاری زلف مشکیں کی قسم، نہ تمھیں تمھارے رب نے چھوڑا نہ بیزار ہوا، جو آن آگے آتی ہے تمھارے لئے گزشتہ آن سے بہتر ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،

کیا معاذاللہ ان کو اس ناپاک لفظ سے تعبیر کیا جائے گا جن کا رب فرماتا ہے:

" اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ "[3]	اگر تم کوئی ان کی مدد نہ کرو تو اللہ واحد قہار ان کا مددگار۔

کیا معاذاللہ ان کو کہا جائے گا جن کے لئے ان کا مولٰی عزوجل فرماتا ہے:

"فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَۚ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ④ "[4]۔	بیشک اللہ تعالٰی ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد فرشتوں کی فوجیں ان کی مدد کو حاضر ہیں۔

کیا معاذاللہ ان کو کہا جائے گا جو اس ظاہری تنہائی اور ایک جہاں برسر عداوت وپرخاش ہونے کی حالت میں اپنے یار غار سے فرماتے تھے: "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَاۚ "[5] غم نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ تو یہ ملعون کلمہ ان پہلو سے بھی ملعون وخبیث تر ہے، زید بے قید خود بھی جانتا تھا کہ یہ سب سے بدتر ہے، ولہذا ایک بار کہ بناوٹ پر آیا اسی کو سوچ بچار بنایا اور اس سے بھی ہزار درجہ ملعون تر اس کا وہ ناپاک نجس گندا خبیث قول ہے کہ میں نے تو یہی کہا ہے، اللہ تعالٰی یوں فرمارہا ہے، اس سے کُھل گیا کہ وہ ضرور بددین گمراہ فاسد العقیدہ مختل الایمان بلکہ ظاہرًا بالقصد مرتکب توہین حضور سید الانس والجان ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ اس کا وعظ سننا حرام اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس سے

---

[1] جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ والضحٰی امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۱۷۰

[2] القرآن الکریم ۹۳/ ۱تا۴

[3] القرآن الکریم ۹/ ۴۰

[4] القرآن الکریم ۶۶/ ۴

[5] القرآن الکریم ۹/ ۴۰

ملنا جلنا حرام، اسے سلام علیک کہنا حرام، اپنی تقریب میں اسے بلانا حرام، اپنا کوئی دینی کام اگرچہ صرف نکاح خوانی ہو اسے سپرد کرنا حرام،

قال اللہ تعالٰی "وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝۶۸ "[1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (ت)

اس حالت میں شر وضلالت پر جو اس کے معاون ہیں سب اسی کی مثل ہیں اور ان سب کے یہی احکام۔

قال اللہ تعالٰی "وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ "[2]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انھیں میں سے ہے۔ (ت)

طھر اللہ الارض من خبثھم وخبث امثالھم (اللہ تعالٰی ایسے لوگوں کے خبث سے زمین کو پاک کردے۔ت) ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین، واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۵۹ تا ۲۶۰: از کاکوروی درگاہ تکیہ شریف کاظمیہ مرسلہ سید سبط احمد صاحب خادم درگاہ ۲۳ رمضان ۱۳۳۵ھ

(۱) اگر کوئی مسلمان قبل شروع رمضان المبارک یہ لفظ استعمال کرے کہ ہندو ہوتے تو بہتر یہ تیس روزے تو نہ رکھنا پڑتے۔

(۲) دوسرا شخص ایسے لفظ بصراحت یہ بیان کرے کہ اللہ پاک نے تیس روزے بنائے ہیں پوری قید ہے۔ بھوک پیاس لے کر آتے ہیں، بڑا ظلم ہے، رمضان کے روزے بڑے ظالم ہیں، لیکن جو ظلم کرتا ہے تھوڑے دن رہتا ہے۔

الجواب:

یہ دونوں شخص یقینا کافر و مرتد ہیں اگر عورت رکھتے ہوں تو ان کی عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں، عورتوں کو اختیار ہے بعد عدت جس سے چاہیں نکاح کرلیں، یہ کافر اگر توبہ نہ کریں از سر نو اسلام نہ لائیں، تو مسلمانوں کو ان سے میل جول حرام، سلام کلام حرام، بیمار پڑیں تو انھیں پوچھنے جانا حرام، مرجائیں تو ان کے جنازے میں شرکت حرام، انھیں غسل دینا حرام، ان پر جنازہ پڑھنا حرام، ان کا جنازہ کندھے پر رکھنا

[1] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[2] القرآن الکریم ۵/ ۵۱

حرام، جنازے کے ساتھ جانا حرام، مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام، ان کے اقارب اگر حکم شریعت مانیں تو ان کی موت پر ان کی لاشیں دفع عفونت کے لئے بھنگی چماروں سے ٹھیلے پر ڈلوا کر مسلمانوں اور کافروں سب کی مقابر سے جدا کسی گڑھے میں کتے کی طرح پھینکوا کر اوپر سے پاٹ دیں، "وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۹﴾"[1] (اور بے انصافوں کی یہی سزا ہے۔ت) **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۶۱: از ملوک پور مرسلہ مولوی شفاعت اللہ صاحب طالب علم مدرسہ اہل سنت ۹ شوال ۱۳۳۵ھ

زید ایک مسجد کا امام ہے اور بکر بوجہ باہم شکر رنجی زید کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا تھا، بنائے شکر رنجی اول یہ ہے کہ زید داڑھی کترواتا ہے، دوم کہ زید بکر سے منافقانہ رسم رکھتا تھا کیونکہ ایک مرتبہ چند اہل محلّہ وغیرہم نے زید اور بکر کے درمیان اس شکر رنجی کو دفع کرکے صلح کرادی تھی، اور قرآن پاک درمیان میں دیا تھا، مگر قرآن پاک دینے پر بھی زید کا بغض نہ گیا، اور وہ وقتاً فوقتاً اپنے منافقانہ برتاؤ سے اپنا بغض ظاہر کرتا رہا، مگر اس مصالحت کے بعد زید نے چند دنوں کے لئے داڑھی چھوڑ دی جس پر بکر زید کے پیچھے نماز پڑھنے لگا، چند روز کے بعد زید نے بکر پر ایک الزام لگایا جس کو اہل محلّہ نے بعد تحقیق جھوٹا پایا، اس پر بکر نے زید سے دریافت کیا کہ میرے اور تمھارے درمیان کلام پاک دیا گیا تھا پھر تم نے مجھ سے کیوں بغض رکھا اور کیوں میرے اوپر تہمت لگائی، اس پر زید نے صریحا جواب دیا کہ ایک قرآن شریف کیا اگر دو قرآن شریف درمیان ہو جائیں گے تب بھی تیری جانب سے میرا بغض نہ جائے گا، ایسی صورت میں زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

محبت و بغض قلبی حالت اختیار بشر میں نہیں۔

لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھذا قسمی فیما املك فلا تؤاخذنی فیما لا املك[2]۔	آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے، یہ اس میں میرا حصہ ہے جس کا میں مالک ہوں پس اس میں مواخذہ نہ فرما جس کا میں مالک نہیں ہوں۔(ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۲۹

[2] اتحاف السادۃ المتقین واما اصحاب علیہ السلام فابو بکر رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۲/ ۲۲۹

زید کے اس قول کو اس پر محمول کرنا چاہئے کہ جب بھی میرا بغض نہ جائے گا کہا ہے نہ کہ جب بھی تیرا بغض نہ چھوڑوں گا، ہاں اگر بغض بلاوجہ شرعی ہے اور اس پر کارروائی کرتا ہے جیسے جھوٹی تہمتیں لگانا اور اس امر میں مشہور ہے تو فاسق معلن ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور اسے امام بنانا گناہ۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۶۲: عبدالغنی رنگ ساز بریلی محلّہ عقب کوتوالی ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پیر کے ساتھ مرید کو کیسا عقیدہ رکھنا چاہئے، آیا یہ کہنا چاہئے کہ میرا بخشنے والا وہی ہے، یا یہ کہ اس کے وسیلہ سے بخشا جاوے گا جیسا کہ ایک شخص (زید) ہے وہ یہ کہتا ہے کہ بخشنے والا اور دینے والا پیر ہی ہے، اور عمرو یہ کہتا ہے کہ پیر بخشنے والا نہیں بلکہ ان کے وسیلہ سے ان کے مرید بخشے جائیں گے، اور بغیر وسیلہ پیر کے دربار خدا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک رسائی نہیں، اور اس امر میں زید ہمیشہ عمرو سے اختلاف رکھتا ہے اب فیصلہ فرمادیں کہ دونوں میں سے کون حق پر ہے اور کون ناحق پر؟ اور جو حق پر نہیں ہیے اس کو توبہ کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

(بیان فرماؤ اور اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

عمرو حق پر ہے اور زید کے وہ الفاظ کہ بخشنے والا اور دینے والا پیر ہی ہے اپنے ظاہر پر بہت شنیع ہیں اور اگر اس کا ظاہر ہی اعتقاد قائل ہو تو صریح کفر بہرحال زید کو توبہ چاہئے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۶۳: لکھیم پور ضلع کھیری محلّہ نئی بستی مرسلہ محمد غفران الحق صاحب ۶ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا بسبیل تذکرہ، کیا اس کو خبر تھی تمھارے دل کی، یعنی کیا خدا جانتا تھا تمھارے دل کی بات کو۔ تو اس کے کہنے سے اس نے خدا کی صفت علم سے انکار کیا یا نہیں؟ اور اس کلمہ کے کہنے پر وہ عورت خارج از ایمان ہوئی یا نہیں؟ اور ایمان سے خارج ہونے کی وجہ سے اس مرد کے نکاح میں رہی یا منکر بصفت علم باری تعالٰی ہونے کی وجہ سے ایمان جاتا رہا، اور ایمان جانے کی وجہ سے اپنے خاوند کے جو کہ مسلمان ہے نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں؟ اب وہ عورت توبہ کرکے بغیر عدت کے ایام گزارے اور بغیر دوسرے مرد سے نکاح کئے اپنے خاوند سے نکاح کرسکتی ہے؟ اور پہلا مہر خاوند کو دینا ہوگا یا ساقط ہوگیا؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

سائل نے ان زن وشو کا اول سے مکالمہ نہ لکھا جس سے اس قول زن کے معنی متعین ہوتے اس میں وہ پہلو بھی نکلتا ہے جس سے سلب علم نہ ہو مثلا مرد نے دعوی کیا کہ فلاں وقت میرے دل میں یہ بات تھی عورت نے اس پر مرد سے یہ کہا کہ اللہ تعالٰی کو اپنے دل میں اس وقت یہ بات ہونے کا گواہ کرے لہٰذا یہ الفاظ کہے یعنی کیا تمھارے دل میں یہ ارادہ ہونا علم الٰہی میں تھا، اس صورت میں لزوم محظور نہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی الْاَرْضِ"[1]۔	اور وہ اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں، تم فرماؤ ان کا نام تو لو یا اسے وہ بتاتے ہو جو اس کے علم میں ساری زمین میں نہیں۔ (ت)

نیز ممکن ہے کہ استفہام تقریری ہو یعنی اس سے اقرار لینا چاہا کہ اللہ تعالٰی **علیم بذات الصدور** ہے، جب وہ اقرار کرتا تو آگے اس پر تفریع کرتی مثلا یہ کہ جب وہ دلوں کی خبر رکھتا ہے کیوں فاسد ارادہ دل میں لاتے ہو تو ایسے مجمل سوال پر کوئی حکم نہیں دے سکتا، ہاں اگر ثابت و متحقق ہو کہ عورت نے وہ الفاظ **معاذاللہ** نفی علم کے لئے کہے تو بے شک کلمہ کفر تھے، اس روایت کی بناء پر جس پر اب فتوی ہے نکاح سے نہ نکلی، اگر وہ توبہ اور تجدید اسلام کرے تو نظر بظاہر الروایۃ دو گواہوں کے سامنے تجدید نکاح کرلیں اس سے زیادہ کی حاجت نہیں اور پہلا مہر کسی حال میں ساقط نہ ہوا، **واللہ تعالٰی اعلم**۔

مسئلہ ۲۶۴: مرسلہ سید ایوب علی ساکن بریلی محلّہ کسگران ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید بلا نکاحی عورت اپنے گھر میں رکھتا ہے چند مسلمان نے زید سے ہر چند کہا کہ تو اپنا نکاح کرلے، زید نے جھوٹ کہا کہ میرا نکاح ہوچکا ہے میں اب نہیں کروں گا، اور کسی کو اس کے نکاح کی خبر نہیں ہے، مسلمانوں نے کہا کہ تو مسلمان نہیں ہے جو شرعی حکم نہیں مانتا ہے زید نے جواب دیا کہ ہاں میں مسلمان نہیں ہوں لہٰذا سب مسلمانوں نے زید کو اپنی محفل سے اٹھادیا بعد چندے زید کہتا ہے کہ آپ میرا نکاح کردو، لہٰذا سوال ہے کہ ازروئے شرع شریف زید کے واسطے کیا حکم ہے؟ **والسلام**

الجواب:

وہ سب لوگ گنہ گار ہوئے جنھوں نے اسے کہا کہ تو مسلمان نہیں اور جب وہ ایک عورت کو بی بی کی

---

[1] القرآن الکریم ۱۳/ ۳۳

طرح گھر میں رکھتا اور کہتا تھا کہ میرا نکاح ہوچکا ہے تو اسے جھٹلانے کی کوئی وجہ نہ تھی، نہ ان لوگوں کو نکاح نہ معلوم ہونے سے نکاح نہ ہونا لازم تھا ان لوگوں نے اپنی نادانی سے برخلاف شرع اسے اتنا تنگ کیا کہ آخر شیطان نے اس سے کہلوادیا کہ ہاں وہ شخص مسلمان نہیں ہے، اس کہنے سے اس کا ایمان جاتا رہا اور نکاح اگر کیا بھی تھا باطل ہوگیا اب وہ پھر مسلمان ہوکر اس کے بعد عورت کی رضامندی سے اس سے نکاح کرے اور یہ سب لوگ بھی توبہ کریں جنھوں نے ناحق تنگ کرکے یہاں تک نوبت پہنچائی، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۶۵ و ۲۶۶: از شہر محلّہ ذخیرہ مسجد نیاریان مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب طالبعلم درجہ اول مدرسہ اہل سنت وجماعت ۱۱ محرم ۱۳۳۶ھ

(۱) عرض این ست کہ شخصے وعظ گفت، گفت کہ شہید رابر نبی پنج فضیلت زیادہ دارد حدیث بیان کردہ راست ست یانہ؟ برامام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ بسیار تجاوز بیان کرد کہ درمصنف ابی الشکور تکذیب وے کردی یعنی سر بر چوگان وبرلاش مبارک اسپ راندن ومستورات رابے پردہ بردن وغیرہ راست ست یانہ؟ وگفتہ ابوالشکور درمصنف خود کہ یزید دوازدہ سردار خود راکشت کہ من شما امر نکردم بودم بقتل وے۔	**(۱)** عرض یہ ہے کہ ایک آدمی نے وعظ میں کہا شہید کو نبی پر پانچ درجے زیادہ فضیلت ہے، یہ بات درست ہے یانہیں؟ امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے متعلق زیادتی کرتے ہوئے کہا کہ ابوالشکور کے مصنف میں ان کی تکذیب کی گئی ہے یعنی ان کے سر اور لاشے پر گھوڑے دوڑائے گئے، خواتین کو بے پردہ کیا گیا یہ سب درست ہے یاغلط؟ ابوالشکور نے اپنے مصنف میں یہ بھی بیان کیا کہ یزید نے اپنے بارہ سردار یہ کہتے ہوئے قتل کروادئے کہ میں نے تمھیں قتل حسین کا حکم نہیں دیا تھا۔
(۲) دیگر گفت کہ شہادت ناقصہ امام حسن رادادہ شد وشہادت کاملہ امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ دادہ شد ورسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شہید نشدہ وگفت دربیان ایں حدیث کہ برحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شہید فضیلت دارد معاذاللہ بواسطہ جناب راست ست یانہ؟	**(۲)** دوسرے یہ کہا امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کو شہادت ناقص اور امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کو شہادت کاملہ دی گئی، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شہید نہیں اور اس نے اس حدیث کے بیان میں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر شہید کو فضیلت ہے **(معاذاللہ)** امام حسین کے واسطہ سے آپ بتائیں یہ درست ہے یانہیں؟

الجواب:

(۱) غیر نبی را بر نبی تفضیل کفر است اگر فضل جزئی مراد دارد نیز بے ادب وبدزبان وبدخواہ مسلمانان وبرہم زن دین وایمان ست وتجاوز از حد ظلم ست وبغض او کفر وسائرش حرام، قال تعالٰی "وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ ؕ"[1] وہمچوں مظالم ملعونہ غیر ثابتہ وثابتہ از پہلوئے اہانت اہل بیت کرام راتہی نیست، فضائل ومناقب آنہا نشر باید نہ آنچنانکہ در شمار زبونان وخستگان وبیچارگاں باشمد۔ کردم از عقل سوالے کہ بگو ایمان چیست عقل در گوش ولم گفت کہ ایمان اداب است وما را بایزید وافعال واقوال ظالمانہ ومنافقانہ آں پلید کارے نیست، اعاذنا اللہ تعالٰی منہ وامثالہ۔ (۲) سخن اول بے ادبی وسخن آخر کفر، واللہ تعالٰی اعلم۔	(۱) غیر نبی کو نبی پر فضیلت دینا کفر ہے اگر جزئی فضیلت مراد ہو تو یہ بے ادبی، بدزبانی اور مسلمانوں کی بدخواہی اور دین وایمان کو جلانا ہے اور حد سے تجاوز کرنا ظلم ہے ان کا بغض وغیرہ کفر وحرام ہے، اللہ تعالٰی کا فرمان ہے جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا بیشک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا، اسی طرح غیر ثابت مظالم ملعونہ اور ثابتہ مذکورہ اہلبیت کرام کی اہانت سے خالی نہیں، اہلبیت کے فضائل ومناقب کا بیان ہونا چاہئے نہ یہ کہ ان کو بیچارگاں اور بے سہارا اور خستہ حال ثابت کیا جائے، میں نے عقل سے پوچھا بتاؤ ایمان کیا ہے تو عقل نے میرے دل کے کان میں کہا ایمان سراپا ادب ہے اور ہمیں یزید پلید اور اس کے ظالمانہ افعال واقوال سے کوئی سروکار نہیں اللہ تعالٰی ہمیں اس سے اور اس کی امثال سے پناہ عطا فرمائے۔ (۲) پہلی بات بے ادبی اور دوسری کفر ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۶۷: خدا ہر جگہ حاضر کہنا کیسا ہے؟

الجواب:

اللہ عزوجل جگہ سے پاک ہے، یہ لفظ بہت برے معنی کا احتمال رکھتا ہے اس سے احتراز

[1] القرآن الکریم ۶۵/ ۱

لازم ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۶۸: از ریاست بہاولپور مقام فرید آباد ڈاک خانہ غوث پور مرسلہ مولوی نور احمد صاحب فریدی ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

ھوالحق بشرط ملاحظہ عالیہ جناب حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہم العالی مجدد مائۃ حاضرہ، یا حضرت اقدس دام فیوضاتکم العالیہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، صد آداب نیاز مندانہ بجالاکر عارض ہوں کہ اس جگہ درباہ مسئلہ وحدۃ الوجود سماع علماء میں سخت اختلاف ہے، زید کہتا ہے مسئلہ وحدۃ الوجوہ حق ہے اور صحیح ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام واولیائے عظام علیہم الرضوان کا مشرب ہے اور سماع لاھلہ شرعًا درست ہے، ہر دو مسائل کا ثبوت کتب اسلامیہ سے موجود ہے، بکر اس کے برخلاف ہے اور فتوٰی دیتا ہے کہ مشرب وحدۃ الوجود والے تمام کافر ہیں اور سماع بلا تخصیص مطلق حرام ہے اور اس کا مرتکب **معاذاللہ** ملعون وکافر ہے، اور ہر دو مسائل کا ثبوت کسی کتاب اسلامی میں نہیں، فلہذا بکمال ادب معروض کہ بحوالہ کتب معتبرہ فتوائے خود سے امت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بواپسی جواب سرفرازی بخشیں کہ ان میں سے کون حق پر ہے اور کون کاذب تاکہ تشویش اور خطرہ ایمانی بین المسلمین نہ آئے، **والاجر علی اللہ** (اجر اللہ کے پاس ہے۔ت)

الجواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، یہاں تین چیزیں ہیں، توحید، وحدت، اتحاد۔ توحید مدار ایمان ہے اور اس میں شک کفر ہے، اور وحدت وجود حق ہے، قرآن عظیم واحادیث وارشادات اکابر دین سے ثابت، اور اس کے قائلوں کو کافر کہنا خود شنیع خبیث کلمہ کفر ہے، رہا اتحاد وہ بیشک زندقہ والحاد اور اس کا قائل ضرور کافر، اتحاد یہ کہ یہ بھی خدا وہ بھی خدا سب خدا ع

گر فرق مراتب نکنی زندیق ست

(اگر تو فرق مراتب نہ کرے تو زندیق ہے۔ت)

حاش للہ الہ الہٰ ہے اور عبد عبد، ہرگز نہ عبد الہ ہوسکتا ہے نہ الہ عبد، اور وحدت وجود یہ کہ وہ صرف موجود واحد، باقی سب ظلال وعکوس ہیں، قرآن کریم میں ہے:

"كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ"[1]	ہر چیز فانی ہے سوائے اس کی ذات کے۔(ت)

[1] القرآن الکریم ۲۸/ ۸۸

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، حضور اکرم فرماتے ہیں:

الصدق کلمۃ الشاعر کلمۃ لبید الاکل شیئ ماخلا اللہ باطل[1]۔	سب میں سچی زیادہ بات جو کسی شاعر نے کہی لبید کی بات ہے کہ سن لو اللہ عزوجل کے سوا ہر چیز اپنی ذات میں محض بے حقیقت ہے۔

کتب کثیرہ مفصلہ، اصابہ نیز مسند میں ہے سواد بن قارب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی:

فاشھد ان اللہ لارب غیرہ وانك مامون علی کل غائب[2]

(میں گواہی دیتاہوں کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی رب نہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جمیع غیوب پر امین ہیں)
حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا۔

اقول: یہاں فرقے تین ہیں:

اول: خشک اہل ظاہر کہ حق و حقیقت سے بے نصیب محض ہیں یہ وجود کو اللہ و مخلوق میں مشترک سمجھے ہیں۔

دوم: اہل حق و حقیقت کہ بمعنی مذکور قائل وحدت وجود ہیں۔

سوم: اہل زندقہ وضلالت کہ الٰہ و مخلوق میں فرق کے منکر اور ہر شخص و شے کی الوہیت کے مقر ہیں ان کے خیال واقوال اس تقریبی مثال سے روشن ہوں گے، ایک بادشاہ اعلٰی جاہ آئینہ خانہ میں جلوہ فرما ہے جس میں تمام مختلف اقسام واوصاف کے آئینے نصب ہیں، آئینوں کا تجربہ کرنے والا جانتاہے کہ ان میں ایک ہی شیئ کا عکس کس کس قدر مختلف طوروں پر متجلی ہوتاہے، بعض میں صورت صاف نظر آتی ہے بعض میں دھندلی، کسی میں سیدھی کسی میں الٹی، ایک میں بڑی ایک میں چھوٹی، بعض میں پتلی بعض میں چوڑی، کسی میں خوشنما کسی میں بھونڈی، یہ اختلاف ان کی قابلیت کاہوتاہے ورنہ وہ صورت جس کا اس میں عکس ہے خود واحد ہے، ان میں جو حالتیں پیدا ہوئیں متجلی ان سے منزہ ہے، ان کے الٹے، بھونڈے، دھندلے ہونے سے اس میں کوئی قصور نہیں ہوتا۔ "وَلِلّٰہِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی ؕ"[3] (اور اللہ کی شان سب سے بلند ہے۔ت)

---

[1] الجامع الصحیح للبخاری کتاب الادب باب مایجوز من الشعر والرجز قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۰۸

[2] المستدرك للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ قصہ اسلام سواد بن قارب دارالفکر بیروت ۳/ ۶۰۹

[3] القرآن الکریم ۱۶/ ۶۰

اب اس آئینہ خانے کو دیکھنے والے تین قسم ہوئے:

اول: نا سمجھ بچے، انھوں نے گمان کیا کہ جس طرح بادشاہ موجود ہے یہ سب عکس بھی موجود ہیں کہ یہ بھی تو ہمیں ایسے ہی نظر آتا ہے جیسے وہ، ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ اس کے تابع ہیں جب وہ اٹھتا ہے یہ سب کھڑے ہو جاتے ہیں، وہ چلتا ہے یہ سب چلنے لگتے ہیں، وہ بیٹھتا ہے یہ سب بیٹھ جاتے ہیں تو عین یہ بھی اور وہ بھی، مگر وہ حاکم ہے یہ محکوم، اور اپنی نادانی سے نہ سمجھا کہ وہاں تو بادشاہی بادشاہ ہے، یہ سب اسی کے عکس ہیں اگر اس سے حجاب ہو جائے تو یہ سب صفحہ ہستی سے معدوم محض ہو جائیں گے، ہو کیا جائیں گے اب بھی تو حقیقی وجود سے کوئی حصہ ان میں نہیں حقیقۃً بادشاہ ہی موجود ہے باقی سب پر تو کی نمود ہے،

دوم: اہل نظر و عقل کامل، وہ اس حقیقت کو پہنچے اور اعتقاد بنائے کہ بیشک وجود ایک بادشاہ کے لئے ہے موجود ایک ہی ہے یہ سب ظل و عکس ہیں کہ اپنی حد ذات میں اصلا وجود نہیں رکھتے اس تجلی سے قطع نظر کرکے دیکھو کہ پھر ان میں کچھ رہتا ہے حاشا عدم محض کے سوا کچھ نہیں، اور جب یہ اپنی ذات میں معدوم و فانی ہیں اور بادشاہ موجود، یہ اس نمود میں اسی کے محتاج ہیں اور وہ سب سے غنی یہ ناقص ہیں وہ تام، یہ ایک ذرہ کے بھی مالک نہیں، اور وہ سلطنت کا مالک یہ کوئی کمال نہیں رکھتے، حیاۃ، علم، سمع، بصر، قدرت، ارادہ، کلام، سب سے خالی ہیں اور وہ سب کا جامع، تو یہ اس کا عین کیونکر ہو سکتے ہیں، لاجرم یہ نہیں کہ یہ سب وہی ہیں بلکہ وہی وہ ہے اور یہ صرف اس تجلی کی نمود، یہی حق و حقیقت ہے اور یہی وحدۃ الوجود۔

سوم: عقل کے اندھے سمجھ کے اوندھے ان نا سمجھ بچوں سے بھی گزر گئے، انھوں نے دیکھا کہ جو صورت بادشاہ کی ہے وہی ان کی جو حرکت وہ کرتا ہے یہ سب بھی، تاج جیسا کہ اس کے سر پر ہے بعینہٖ ان کے سروں پر بھی، انھوں نے عقل و دانش کو پیٹھ دے کر بکنا شروع کیا، کہ یہ سب بادشاہ ہیں اور اپنی سفاہت سے وہ تمام عیوب و نقائص نقصان قوابل کے باعث ان میں تھی خود بادشاہ کو ان کا مورد کر دیا، جب یہ وہی ہیں تو ناقص عاجز محتاج، الٹے، بھونڈے، بدنما، دھندلے کا جو عین ہے قطعاً انھیں ذمائم سے متصف ہے **تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا** (ظالم جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و بالا ہے۔ ت) انسان عکس ڈالنے میں آئینے کا محتاج ہے اور وجود حقیقی احتیاج سے پاک وہاں جسے آئینہ کہئے وہ خود بھی ایک ظل پھر آئینے میں انسان کی صرف سطح مقابل کا عکس پڑتا ہے جس میں انسان

کے صفات مثل کلام و سمع و بصر و علم و ارادہ و حیات سے اصلا نام کو بھی کچھ نہیں آتا لیکن وجود حقیقی عزجلالہ کے تجلی نے اپنے بہت ظلال پر نفس ہستی کے سوا ان صفات کا بھی پر توڈالا یہ وجود اور بھی ان بچوں کی نافہمی اور ان اندھوں کی گمراہی کی باعث ہوئیں اور جن کو ہدایت حق ہوئی وہ سمجھ لئے کہ۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں

ہر کجامی نگری انجمنے ساختہ اند

(اس گھر میں ایک چراغ ہے اس کی روشنی سے ہر جا بارونق ہے۔ت)

انھوں نے ان صفات اور خود وجود کی دو قسمیں کیں: حقیقی، ذاتی، کہ متجلی کے لئے خاص ہے، اور ظلی عطائی کہ ظلال کے لئے ہے اور حاشا یہ تقسیم اشتراک معنی بلکہ محض موافقت فی اللفظ، یہ ہے وہ حق حقیقت و عین معرفت **وللہ الحمد**۔

الحمدلله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولاان هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق، صلی الله تعالٰی علیهم وعلی سیدهم ومولاهم وبارك وسلم۔	سب حمد اللہ تعالٰی کے لئے جس نے ہمیں اس کے لئے ہدایت دی جبکہ ہم خود راستہ پانے والے نہ تھے اگر اللہ تعالٰی ہماری رہنمائی نہ فرماتا یقینا ہمارے رب کے تمام رسول حق لائے اللہ تعالٰی ان سب پر اور ان سب کے آقا و مولا پر رحمتیں اور برکتیں اور سلامتی نازل فرمائے۔(ت)

سماع مجرد کہ جملہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو بلاشبہ اہل کو مباح بلکہ مستحب ہے اس پر انکار ستر صدیقوں پر انکار ہے اور **معاذاللہ** صدیقین کی تکفیر کرنے والا کفر اخبث کا سزاوار ہے، اس کی تفصیل فتاوٰی فقیر خصوصا رسالہ "**اجل التحبیر**" میں ہے، ہاں مزامیر شرعًا ناجائز ہیں، حضرت سلطان الاولیاء محبوب الٰہی نظام الحق والدین رضی اللہ تعالٰی عنہ فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں: مزامیر حرام ست[1] (مزامیر حرام ہیں۔ت) اور اہل اللہ کسی معصیت الٰہی کے اہل نہیں، **واللہ تعالٰی اعلم**۔

مسئلہ ۲۶۹: از کھنڈل ضلع اکیاب ملک برہما مرسلہ محمد بدیع الرحمٰن　　۲۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

اندریں کہ شخصے عالمے را در اثنائے سخن بدیں گونہ دشنام داد کہ چہ ذکر علم تحصیل نمودی وچہ ذکر عالم ہستی پس سب علم و عالم معاوانصاف آں	ایک شخص نے دوران گفتگو عالم دین کو اس طرح گالی دی ہے تو نے ذکر علم حاصل کیا ہے، تو ذکر عالم ہے، اس نے علم اور عالم کو ذکر اور آلہ تناسل سے

[1] فوائد الفواد نظام الدین

باذکر وآلہ تناسل توہین علوم دین وہتک عالم متین ست یانہ، برشق اول برشاتم موصوف چساں حکم حسب شرع محمدی عائد شود بینوا بالدلیل۔	متصف کیا، یہ علم دین وعالم متین کی توہین ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو شاتم پر شرح محمدی کا کیا حکم جاری ہتاہے، دلیل کے ساتھ بیان فرمائیں (ت)

الجواب:

فقہائے کرام توہین عالم راکفر داشتہ اند، در مجمع الانہر ست: من قال للعالم عویلم علی وجہ الاستخفاف کفر[1]۔ آنجا اگر تاویل را راہی بود توہین علم دین خود کفر خالص است واللہ تعالٰی اعلم۔	فقہاء کرام نے عالم کی توہین کو کفر قرار دیا ہے، مجمع الانہر میں ہے، اگر کسی نے توہین کی نیت سے عالم کو عویلم (گھٹیا عالم) کہا تو یہ کفر ہے، اگر یہاں تاویل کریں تو علم دین کی توہین خالصتًا کفر ہے، واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۷۰ تا ۲۷۲: از کشمیر خاص محلّہ رنگریزاں بخانہ منشی چراغ ابراہیم براستہ جہلم مرسلہ محمد یوسف صاحب ۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ

(۱) کوئی شخص فقہ کا انکار کرے کہ میرا فقہ پر ایمان نہیں ہے تو کیا وہ مسلمان ہے یا کافر؟

(۲) اگر وعظ میں کوئی کہے کہ بعد خدا کے درجہ عالم کا ہے فقط، تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۳) اگر کوئی یوں کہے، کہ آدم علیہ السلام نے کپڑا بُنا ہے اور داؤد علیہ السلام نے آہن گروں کا کام کیا ہے اور فلاں پیغمبر نے حجام کا کام کیا، تو اس میں کیا بے عزتی نبیوں کی ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) فقہ کا انکار قرآن مجید کا انکار ہے،

قال اللہ تعالٰی "فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ"[2]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: تو کیوں نہ ہو اکہ ان کے گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔ (ت)

اور قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔

(۲) اگر اس نے عالم سے مراد یہی عرفی علماء لئے جنھیں مولوی کہتے ہیں تو یہ کلمہ کفر ہوگا کہ اس میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر علماء کی تفضیل لازم آتی ہے، اور اگر مطلق عالم مراد لیا کہ انبیاء

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل ان الفاظ الکفر انواع دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۵

[2] القرآن الکریم ۹/ ۱۲۲

علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی شامل ہے تمام عالم سے اعلی واعلم تو وہی ہیں، تو ضرور حق ہے اور جب بات محتمل ہے تو قائل پر کوئی حکم نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے قرائن کلام سے متعین نہ ہوتا ہو۔

(۳) حجام کا کام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف نسبت کرنا تو اس شخص کا افتراء ہے، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کپڑا بننا سکھایا گیا، داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے لوہا نرم کیا گیا وہ اس سے زرہیں بناتے، یہ بیان اگر اس نے محل توہین میں کیا تو کافر مرتد ہے اور اگر کسی محل صحیح میں نیت صحیح سے کیا تو حرج نہیں، اور اگر نہ کوئی نیت فاسدہ تھی نہ صحیحہ ویسے ہی بے معنی حکایات کے طور پر بیان کیا تو بے ادب ہے اور قابل تعزیر۔ **واللہ تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۲۷۳ و ۲۷۴: از شہر کہنہ محلّہ قاضی ٹولہ مرسلہ حاجی سعد الدین صاحب ۳۰ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

تفضل حسین نے ایک جلسہ عام میں منبر پر بیٹھ کر یہ کہا کہ آج میں ایک ایسی بات بیان کرتا ہوں جو آج تک حاضرین جلسہ نے نہ سنی ہو کیونکہ کسی عالم اور کسی فقیر نے آج تک بیان نہیں کیا وہ بات یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بی بی عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے دولت خانے پر تشریف لائے آپ کی سوئی گر گئی تھی وہاں اندھیرا تھا اس کو وہ تلاش کر رہی تھیں تاریکی کی وجہ سے نہ ملتی تھی حضور نے تبسم فرمایا دندان اقدس کی روشنی سے وہ سوئی مل گئی، حضور نے خیال فرمایا کہ میرے دانت ایسے روشن ہیں کہ آج تک کسی کے ایسے نہ ہوئے اس تکبر کی وجہ سے حضور کا دندان اقدس جنگ اُحد میں، شہید ہوگیا۔

(۲) حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رات رات بھر کھڑے ہو کر عبادت کرتے تھے اس وجہ سے پاؤں شریف پر ورم آگیا، کسی صاحب نے یہ عرض کیا کہ حضور پتھر آگ میں گرم کرکے سینکیں، حضور نے جس وقت پتھر آگ میں ڈالا اس نے اللہ تعالٰی سے فریاد کی حکم ہوا کہ ہم اس کا بدلہ تجھ کو دیں گے ان الفاظ سے توہین ہوئی یا نہیں۔ اور ہوتی ہے تو کس حد تک، یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں یا غلط؟ اس کے بیان کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے اور سامعین پر اس کا گناہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ کس طرح اس گناہ سے بری ہوں؟

الجواب:

پہلی روایت کہ تبسم فرمانے سے سوئی مل گئی، یہاں تک ٹھیک ہے، اس کے بعد جو اس بیان کرنے والے نے بڑھایا ہے وہ صریح کذب وافتراء ہے، اور اس کے ساتھ جو اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت **معاذاللہ** تکبر کا لفظ کہا وہ صریح کفر ہے وہ ایمان سے نکل گیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی، جیسے مجمع میں اس نے وہ ناپاک ملعون لفظ کہا اسے حکم ہے کہ ویسے ہی

مجمع میں توبہ کریں اور اسلام لائے اگر نئے سرے سے مسلمان نہ ہو تو مسلمانوں کو اس سے سلام و کلام حرام، اس کے پاس بیٹھنا حرام، اس کی شادی غمی میں شریک ہونا حرام بیمار پڑے تو اسے پوچھنے جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے غسل وکفن دینا حرام، اس کے جنازہ کی نماز حرام، اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا حرام، مرنے کے بعد اسے کچھ ثواب پہنچانا حرام، بلکہ اس کے کفر پر مطلع ہو کر جو کوئی اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا کوئی معاملہ کرے گا اور اسے مسلمان جانے گا بلکہ اس کے کفر میں شک کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا، شفائے امام قاضی عیاض و بزازیہ وذخیرۃ العقبٰی و مجمع الانہر و درمختار میں ہے:

من شك فی عذابه وکفره فقد کفر [1]۔	جس نے اس کے عذاب وکفر میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔ (ت)

(۲) اور وہ جو دوسری روایت پتھر کی اس نے بیان کی وہ بھی محض جھوٹ اور اس کا افتراء ہے اور اگر توبہ نہ کرے تو وہ روایت اس پر جہنم کے پتھر برسائے گی وہ لوگ جو ایسے کو بیان کرنے کے لئے بٹھاتے ہیں اور اس کا بیان سنتے ہیں سب سخت گنہ گار ہیں اور اگر اس پہلی روایت کو سن کر پسند کیا تو وہ پسند کرنے والے سب اس کی مثل کافر ہوگئے اور ان کی عورتیں نکاح سے نکل گئیں، ان پر توبہ فرض ہے، اور ہدایت اللہ کے ہاتھ، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۷۵: از کٹک بخشی بازار مرسلہ داور علی خان سہاوری ۸ جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ

ایک اشتہار بجنسہٖ روانہ خدمت کرتا ہوں اس میں نمبر ۶ میں جو لکھا ہے اس سے مسلمانان کٹک بہت الجھن میں پڑگئے ہیں کیونکہ جس کتاب کے حوالے سے لکھا ہے وہ غیر مقلدین کی کتاب کا حوالہ ہے اس واسطے مکلّف ہوں کہ اس کا جواب دیجئے تاکہ مسلمانان کٹک کی بے چینی دور ہو۔

الجواب:

ظاہرًا مسلمانوں کی پریشانی کا باعث یہ ہے کہ اس قول کو صاحب اشتہار کی طرف سے سمجھے حالانکہ اس میں وہابیہ کا قول نقل کیا ہے، یہ قول وہابیہ کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی کا ہے کہ اس نے تقویۃ الایمان میں لکھا اور شیطنت پر سخت شیطنت یہ کی کہ اس کلمہ کفر کو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت کیا کہ حضور فرماتے ہیں "میں بھی تمھارے طرح ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں" [2] رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین کا کلمہ اور پھر اسے خود حضور کی طرف منسوب کرنا دوہرا استحقاق عذاب نار ہے۔

---

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

[2] تقویۃ الایمان الفصل الخامس فی رد الاشراك مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۲

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق [1]۔	بیشک اللہ تعالٰی نے حرام کردیا ہے انبیاء کا بدن کھانا زمین پر، اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔

دوسری صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون [2]۔	انبیاء اپنے مزارات طیبہ میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۷۶ و ۲۷۷: از رادھن پور گجرات قریب احمد آباد مرسلہ حکیم محمد میاں صاحب ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ

(۱) ایک مولوی صاحب وعظ میں اس طرح کہتے تھے: "اللہ تعالٰی اپنے بندوں کو اپنے کلام پاک میں یوں ارشاد فرماتے ہیں" اور کبھی اس طرح کہتے تھے: "ارشاد فرماتا ہے" کہیں تو اللہ فرماتے ہیں اور کہیں اللہ فرماتا ہے، ایسے کلام کے کہنے سے انسان پر کفر شرک تو لازم نہیں آتا یا آتا ہے، گناہ گار ہوتا ہے یا نہیں، اور کتابوں کے مصنف نے "اللہ فرماتے ہیں" کیوں نہیں لکھا؟ اور "فرماتا ہے" لکھا، کیا وجہ؟

(۲) ابھی چند روز کی بات ہے کہ ایک شہر سے فتوے آئے ہیں اس میں کئی مہریں ہیں اس میں لکھا ہے کہ "بہشتی زیور" سے انکار کرنے والا کافر ہے، اس کی عورت بھی نکاح سے خارج ہو گئی، اقرار وانکار کرنے والے مسلمان ہی ہیں، مسلمانوں کو کافر کہنا جائز ہے۔؟ جنھوں نے مسلمانوں کو کافر کہا اسے کیا چاہئے؟

الجواب:

(۱) اللہ عزوجل کو ضمائر مفرد سے یاد کرنا مناسب ہے کہ وہ واحد احد فرد وتر ہے اور تعظیماً ضمائر جمع میں بھی حرج نہیں، اس کی نظیر قرآن عظیم میں ضمائر متکلم ہیں تو صدہا جگہ ہے: (مثلاً)

"اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ	بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود

[1] سنن ابن ماجہ باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۹

[2] مجمع الزوائد باب ذکر الانبیاء علیہم السلام دارالکتاب بیروت ۸/ ۲۱۱، المطالب العالیہ حدیث ۳۴۵۲ توزیع عباس احمد البازمکۃ المکرمہ ۳/ ۲۶۹

لَحٰفِظُوْنَ"۔	اس کے نگہبان ہیں۔(ت)

اور ضمائر خطاب میں صرف ایک جگہ ہے وہ بھی کلام کافر سے کہ عرض کرے گا: رب ارجعون لعلی اعمل صٰلحاً (اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں۔ت) اس میں علماء نے تاویل فرمادی کہ یہ "ارجع" کی جمع باعتبار تکرار ہے یعنی "ارجع ارجع ارجع" ہاں ضمائر غیبت میں بے ذکر مرجع صیغ جمع فارسی، اور اردو میں بکثرت بلانکیر رائج ہیں۔ ؎

آسماں بار امانت نتوانست کشید قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

(آسمان امانت کا بوجھ نہ اٹھاسکا، قرعہ فال مجھ دیوانے کے نام نکلا۔ت)

ع سعد یا روز اول جنگ بہ ترکاں دادند

(اے سعدی! روز اول سے جنگ ترکوں کو دے دی گئی ہے۔ت)

؎ زرویت ماہ تابان آفریدند زقدت سر بستان آفریدند

(تیرے چہرہ اقدس سے روشن چاند پیدا ہوتے ہیں تیرے قد انور سے باغ کے سرو اگتے ہیں۔ت)

ایسی جگہ لوگ کارکنان قضاء وقدر کو مرجع بتاتے ہیں، بہر حال یونہی کہنا مناسب ہے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے، مگر اس میں کفر وشرک کا حکم کسی طرح نہیں ہوسکتا، نہ گناہ ہی کہا جائے گا بلکہ خلاف اولی۔

(۲) مسلمان کو کافر ٹھہرانا کفر ہے مگر اس کی کیا شکایت کہ بہشتی زیور کا مصنف اور اس کے ماننے والے وہی ہیں جن کو علمائے حرمین شریفین فرما چکے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے، واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۷۸: از کھنوڑہ ضلع ہوشیار پور مرسلہ امجد علی خاں صاحب معرفت مولوی شفیع احمد صاحب بیلپوری متعلّم مدرسہ اہل سنت وجماعت ۱۲ جمادی الاخری ۱۳۳۶ھ

اگر کوئی شخص آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو بدلیل حدیث انا من نور اللہ [1] (میں اللہ کے نور سے ہوں۔ت) نور الٰہی کا جزو مانے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

یہ لفظ معنی فاسد کا موہم، اور موہم سے بچنا واجب، ردالمحتار میں ہے:

---

[1] تذکرۃ الموضوعات باب فضل الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کتب خانہ مجیدیہ ملتان ص ۸۶

مجرد ایھام المعنی المحال کاف فی المنع [1]۔	محض محال معنی کا وہم بھی ممانعت کے لئے کافی ہوتا ہے۔(ت)

نور کا اطلاق نفس ذات پر بھی ہے،

"اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ" [2]۔	اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔(ت)

بلکہ حقیقۃً نور وہی ہے،

فان النور ھو الظاھر بنفسہ والمظھر لغیرہ کما قال الامام حجۃ الاسلام الغزالی۔	کیونکہ نور بنفسہٖ ظاہر اور غیر کو ظاہر کرنے والا ہے جیسا کہ امام حجۃ الاسلام غزالی نے کہا۔(ت)

اور حقیقت لغویہ وعرفیہ میں روشنی کو کہتے ہیں وہ ایک عرض اور مخلوق ہے **قالہ الامام النووی فی شرح صحیح مسلم** (یہ بات امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہی ہے۔ت) معنی اول پر جزئیت محال اور اس کا ماننا کفر، اور معنی دوم پر جزئیت واقع، اور اس کا ماننا صحیح، لہٰذا ایسے لفظ کے یوں اطلاق سے احتراز چاہئے، **واللہ تعالٰی اعلم**۔

مسئلہ ۲۷۹: از کوہ الموڑہ بانس گلی مرسلہ کریم بخش عرف بھوا ۱۹ جمادی الآخرہ ۱۳۳۶ھ

ہولی کے موقع پر پر سر بازار مخصوص مسلمانوں کی دکانوں کے روبرو ٹھہر ٹھہر کے ہنود نے ایسے شرمناک الفاظ میں حملہ کیا، ایک گیت گایا جس میں مذمت کلام پاک اور توہین خدا اور رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تھی، وہ الفاظ یہ ہیں، گیت، مسلمانوں کی لڑکیاں پڑھنے بیٹھیں قرآن، اللہ مارے ــــــــ عہ۱ رسول مارے ــــــــ عہ۲ ان الفاظ کو مسلمانان الموڑہ سن کر بذریعہ کچہری چارہ جوئی نہ کریں ہنود کے معافی چاہنے پر معافی دینے کو آمادہ ہو جائیں تو شرع کا کیا حکم ہے؟ آیا مسلمان مواخذہ دار ہوں گے یا نہیں؟

الجواب:

"اَلَا لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۸﴾" [3] (سنو، ظالموں پر اللہ کی لعنت۔ت) وہ بے عزت لوگ شاید

عہ۱: و عہ۲: یہاں فحش الفاظ تھے۔

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۵۳

[2] القرآن الکریم ۲۴/ ۳۵

[3] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

مسلمان ہی نہ ہوں گے، جنھوں نے اللہ واحد قہار اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایسے ناپاک ملعون الفاظ سنے اور کچھ پروانہ کی، ملعون گانے والے کافروں اور خبیث سننے والوں کی ضرور ملی بھگت ہوگی، وہ خوب جانتے ہوں گے کہ یہ باطن میں کافر اور ان کے دینی بھائی اور انھیں کی طرح ہولی کی آگ میں دینی حمیت اور انسانی غیرت دونوں پھونکے بیٹھے ہیں، جب تو ان کے سامنے بے دغدغہ اللہ ورسول کو بر سر بازار گالیاں دیں اور ان کے ساتھ بے غیرتوں کی بیٹیوں کو کیا کیا بکھانیں، "اَلَا لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۸﴾ "[1] (سنو، ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔ت) یہ بے عزت اگر واقع میں مسلمان نہیں ہیں تو انھیں جہنم میں جانے دیں، وہاں اور جو مسلمان ہیں ان پر لازم ہے کہ جائز چارہ جوئی انتہا کو پہنچائیں، ورنہ اعداء اللہ کو اور شہ ہوگی اور اللہ ورسول کو اورزیادہ گالیاں دی جائیں گی اور اس کا وبال ان سب خاموش رہنے والوں پر پڑے گا، "اَلَا لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۸﴾ "[2] اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقط چند بے غیرتوں کے نہیں ان کے معافی دینے سے معافی ہو جائے، اس میں ہر مسلمان مدعی ہے، امام قاضی عیاض شفا شریف میں امام اجل،

(نوٹ: جواب نامکمل دستیاب ہوا)

مسئلہ ۲۸۰ تا ۲۸۵: از خیر آباد محلّہ شیخ سرائے ضلع سیتاپور مرسلہ امتیاز علی صاحب　　　۲۴ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید وہندہ دونوں مسلمان حنفی المذہب زن وشوہر، ہندہ جاہل بیوقوف اور بدمزاج ہے، زید اپنی معمولی ضرورت بھر پڑھا لکھا ہے اور اپنے مذہب کا پابند ہے۔ ہندہ کی بیوقوفی سے زید کچھ ناخوش ہوا اس پر ہندہ تند مزاج ہو گئی، حالت تکرار میں غصہ سے زید نے ہندہ سے یہ کہا کہ میں نے تم کو بارہا نصیحت کی کچھ سود مند نہ ہوا اور پھر فضیحت اپنی اور تمھاری لوگوں میں کی، اس کی بھی تم نے پرواہ نہ کی، اب درجہ اذیت کا باقی ہے جو میں تم کو دے سکتا ہوں اور یہ شریعت کی تعلیم ہے گو اذیت دینے کو طبیعت نہیں چاہتی اور اس کے بعد اگر راہ پر نہ آؤگی پھر مجبورًا مجھ کو اخیر درجہ کا جو حکم ہے اس کی تعمیل کرنا ہوگی، اگر تم کو میرے ساتھ رہنا منظور نہیں ہے تو تم آزادی حاصل کرسکتی ہو اور میں تم کو آزاد کرسکتا ہوں اس کے بعد جو میرا جی چاہے گا میں کروں گا، اور جو تمھارا جی چاہے تم کرنا، اور یہ کوئی ایسی بات نہیں کیونکہ شریعت کا یہ صاف حکم ہے کہ جب کسی طرح نباہ کی شکل نہ ہو تو آزادی ہونا چاہئے، اس پر ہندہ نے غصہ میں یہ کہا کہ "چولہے میں جائے ایسی شریعت" یا" مری پڑے ایسی شریعت پر"

(۱) اس فقرہ کے جاری کرنے سے عورت کس جرم یا گناہ کی مرتکب ہوئی اور اس کا دفعیہ کیا ہے؟

---

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

[2] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۸

(۲) ایسے الفاظ کہنے سے عورت پر ارتداد کا حکم تو نہیں ہوتا ہے؟

(۳) اگر ارتداد کا حکم عائد ہوتا ہے تو نکاح ہندہ اور زید میں کوئی نقصان ہے یا نہیں؟

(۴) اگر اس فعل سے نکاح میں کچھ نقصان ہوا اور شوہر نے جماع کیا تو یہ فعل کیا ہوا؟

(۵) اگر ایسی صورت میں جماع کیا اور حمل قرار پاگیا تو اولاد کیا کہلاوے گی؟ حلالی یا حرامی؟

(۶) اور اگر کوئی حکم الفاظ بالا کی وجہ سے عورت کے خلاف ہے اور اس کا نکاح میں کچھ نقصان نہیں تو اس کا دفعیہ کیا ہے؟

الجواب:

ہندہ مرتدہ کافرہ ہوگئی، شوہر پر حرام ہوگئی، جب تک توبہ کرکے اسلام نہ لائے اس سے جماع حرام ہے، اس جماع سے جو اولاد ہوگی ولد الحرام ہوگی اگرچہ ولد الزنا نہ کہیں، ہندہ پر فرض ہے کہ اس ملعون ناپاک لفظ سے توبہ کرے اور از سر نو مسلمان ہو، اس کے بعد زید دو گواہوں کے سامنے اس سے دوبارہ نکاح کرے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۸۶: از شہر کہنہ محلّہ سہسوانی ٹولہ مسئولہ محمد یامین صاحب ۶ شوال ۱۳۳۷ھ

کافر کو کافر کہنا چاہئے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ نہیں کہنا چاہئے اس لئے کہ شاید مرتے وقت حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایمان لائے، زید اگر باز نہ آئے تو اس سے سلام علیک جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:

کافر کو ضرور کافر کہا جائے گا، زید کا خیال غلط ہے جہالت پر مبنی ہے اسے سمجھا یا جائے اگر نہ مانے تو قابل ترک ہے پھر اس سے سلام علیک نہ کی جائے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۸۷: از موضع موہن پور ڈاکخانہ دیورنیاں ضلع بریلی مرسلہ نور محمد نورباف ۱۳ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت منکوحہ کو اسی روز اس کے خاوند نے طلاق دی اور اسی روز قاضی صاحب نے اس کا نکاح دوسرے شخص کے ساتھ پڑھادیا قاضی مذکور سے کہا گیا کہ یہ نکاح ناجائز ہے کیونکہ اس میں عدت کی ضرورت ہے، انھوں نے کہا کچھ ضرورت نہیں ہے، ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کتنے نکاح ایسے پڑھائے ہوں گے، انھوں نے کہا کہ سیکڑوں نکاح ہم نے ایسے ہی پڑھائے ہیں، حالانکہ وہ عورت بالغ تھی اور اپنے شوہر کے یہاں آتی جاتی اور رہتی تھی اس حالت میں وہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ اور نکاح پڑھانے والے پر شریعت کا حکم کیا ہے؟ اس شخص کا نکاح پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان قاضی صاحب کا بھی نکاح رہا یا نہیں؟

الجواب:

وہ نکاح حرام قطعی ہوا، اور اس میں قربت زنائے خالص ہے ان مرد وعورت پر فرض ہے کہ فوراً فوراً جدا ہو جائیں، اور عورت پر فرض ہے کہ عدت پوری کرے اس کے بعد نکاح کر سکتی ہے، قاضی جو مدت سے نکاح خوانی کر رہا ہے نرا وحشی جنگلی نہیں ہو سکتا، جو مسئلہ عدت سے آگاہ نہ ہو اس حالت میں اس کا کہنا کہ "عدت کی کچھ ضرورت نہیں۔" کفر ہے اس کی عورت نکاح سے نکل گئی اور وہ ایمان سے خارج ہو گیا، اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور مسلمان ہو، اس کے بعد اس کی عورت راضی ہو تو اس سے دوبارہ نکاح کرے، ایسے شخص سے نکاح ہر گز نہ پڑھوایا جائے، **واللہ تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۲۸۸: از شہر بریلی کہنہ محلّہ گھیر جعفر صاحب مسئولہ امتیاز رسول صاحب ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک مرتبہ کسی جگہ بسم اللہ شریف میں گیا اور وہاں سے جب واپس آیا تو اس کو اپنے دوست عمرو کے گھر جانے کا اتفاق ہوا، عمرو نے دریافت کیا کہ کہاں گئے تھے؟ زید نے صاف کہہ دیا کہ مجھ کو بسم اللہ شریف میں جانے کا اتفاق ہوا، دوسرے دن زید شہر کو کپڑا وغیرہ خریدنے گیا لوٹتے ہوئے جب عمرو کے مکان پر سے گزرا تو عمرو نے بطور مذاق کے دریافت کیا کہ بسم اللہ میں گئے تھے؟ چونکہ زید تھکا ہوا تھا گرمی زیادہ پڑ رہی تھی کچھ ہوش وحواس بجانہ تھے غلطی سے بے ساختہ اس کی زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ **نعوذ باللہ** "ستر پر گئی **بسم اللہ**، تمھیں ہر وقت مذاق ہی رہتا ہے "**بعدہ** زید اتنا کہہ کر بہت شرمندہ ہوا اور اس نے توبہ کرلی، مگر پھر بھی وہ لوگ اس کو کافر کہنے لگے انھوں نے تمام لوگوں کو مجبور کرکے کہلوایا کہ یہ کافر ہے، حالانکہ اس نے صدق دل سے توبہ کرلی، اب اگر اور کوئی طریقہ توبہ کرنے کا ہے وہ تحریر کردیجئے اور ان لوگوں کی بابت تحریر کیجئے کہ وہ کس حالت میں ہیں جو کہ ایک مسلمان کو توبہ کرنے کے بعد بھی کافر کہیں، زید کی مراد لفظ **بسم اللہ** سے نہ تھی بلکہ اس رسم سے جس میں لوگ بطور شادی وغیرہ کے جمع ہو جاتے ہیں۔

الجواب:

اس میں زید نے برا کیا بہت برا کیا اس پر توبہ فرض تھی، وہ اس نے کرلی، اس کے بعد لوگ اسے کافر کہتے ہیں سخت سخت اشد اشد گنہگار ومستحق عذاب نار ہوتے ہیں، ڈریں ڈریں کہ کہیں خود کفر میں نہ پڑیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من عیر اخاہ بذنب لم یمت حتی یعملہ[1]۔	یعنی جو کسی مسلمان بھائی کو توبہ کے بعد اس گناہ کا طعنہ دے

[1] جامع الترمذی ابواب صفۃ القیامۃ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/ ۷۳

رواہ الترمذی عن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنه وحسنه ای ذنب قد تاب منه [1] کما فی روایة ذکرھا فی الشرعة قال فی الحدیقة الندیة۔	وہ نہ مرے گا جب تک خود اس گناہ کا مرتکب نہ ہو (اسے ترمذی نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور اسے حسن کہا ___ یہاں وہ گناہ مراد ہے جس سے توبہ کرلی گئی ہو، جیساکہ شرعۃ میں مذکورہ روایت میں ہے اسے حدیقۃ الندیۃ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ت)
والعیاذ باللہ تعالٰی ھذا فی الذنب فکیف بالاکفار و ماله من قرار، واللہ تعالٰی اعلم۔	العیاذ باللہ تعالٰی یہ محض گناہ کے بارے میں ہے جس نے کسی کو بغیر ثبوت کے تکفیر کردی اس کا کیا بنے گا، واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

مسئلہ ۲۸۹: مسئولہ مولوی حشمت اللہ صاحب سنی حنفی قادری رضوی لکھنوی　　۲۴ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین **کثرھم اللہ تعالٰی ونصرھم وایدھم** اس مسئلہ میں کہ سنیوں کے محلّہ میں ایک قادیانی آکر بسا، زید سنی نے مردوں عورتوں کو اس کے گھر میں جانے، اس سے خلا ملا، میل جول حصہ بخرہ رکھنے سے منع کیا، ہندہ جس کے بیٹے وغیرہم سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہیں اس نے کہا کہ بڑے نمازیئے پڑھ کے ملا ہوگئے ہم عذاب ہی بھگت لیں گے، اس بیچارے قادیانی کو دق کر رکھا ہے تو اب ہندہ کا کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماکر اجر پایئے۔ت)

الجواب:

ہندہ نماز کی تحقیر کرنے، عذاب الٰہی کو ہلکا ٹھہرانے اور قادیانی کو اس فعل مسلمانان سے مظلوم جاننے اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے کے سبب اسلام سے خارج ہوگئی اپنے شوہر پر حرام ہوگئی جب تک نئے سرے سے مسلمان ہو کر اپنے ان کلمات سے توبہ نہ کرے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۹۰: از رامہ تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی مرسلہ تاج الدین امام مسجد　　۱۶صفر ۱۳۳۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بدمذہب کہتا ہے کہ نور حضرت کا غیر مخلوق ہے۔

الجواب:

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نور یقینا مخلوق الٰہی ہے، مصنف عبدالرزاق میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] الحدیقۃ الندیۃ ۶۰انواع میں سے نوع ۱۲ الطعن والتعییر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۲۴۰

یاجابر ان الله خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ (الحدیث)[1]	اے جابر! بیشک اللہ تعالٰی نے تمام جہانوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

جو حضور کے نور کو غیر مخلوق کہے منکر قرآن عظیم ہے،

قال الله تعالٰی "خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ"[2]۔ والله تعالٰی اعلم۔	اللہ تعالٰی کا فرمان مبارک ہے: وہ ہر شیئ کا خالق ہے تو اسی کی عبادت کرو، واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۹۱: از گونا سنٹرل انڈیا ریاست گوالیار مرسلہ محمد صدیق سیکرٹری انجمن اسلامیہ ۱۷ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ٹوٹکے کراتا ہے بکرا بطور صدقہ مریض کے سرہانے بندھاتا ہے اور مریض کو سوار کراتا ہے (اگر وہ کمسن ہو) پھر اس بکرے کو دفن کراتا ہے اور وہ اس کو ضروری خیال کرتا ہے اور اس پر عامل ہو اور پتلا بنواوے اور مرغا گڑواوے اور سیندور وغیرہ لگواوے جو طریقہ سحر سے ہے، آیا زید مبتلائے شرک ہے یا نہیں؟ اور اس پر توبہ اور تجدید نکاح لازم ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کو اہل اسلام کو امام اپنا بنانا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر مسلمانوں سے کہا جاوے کہ ایسے شخص پر زجر کرنا چاہئے اس کو کم از کم امامت سے معزول کردو اس پر چند ان پڑھ مسلمان یہ کہیں کہ ہم تو زید پر ایمان لائے ہیں؟ تو یہ کیسا ہے؟ اگر زید کے مراسم نیلام کنندہ شراب سے ہوں جو پارسی ہے اور آمدنی شراب سے وہ روپے دیتا ہو اور زید اسے بلاکراہت نہایت خوشی سے خرچ میں لاتا ہو اور اس نیلام کار شراب کے یہاں سے کھانا آتا ہو جو آمدنی شراب سے ہے اور زید بخوشی اسے کھاتا ہو تو زید کو امامت سے معزول کردینا، مسلمانوں کے لئے امر مستحسن ہے یا نہیں؟ اور جو ان پڑھ لوگ اس کے امام رہنے پر اصرار کریں ان کی بابت کیا حکم ہے؟

الجواب:

بکرا دفن کرنا اور مرغا گاڑنا اور اسے صدقہ سمجھنا اور خصوصاً ضروری جاننا اور پتلا بنوانا یہ سب افعال شیاطین وساحران ملعونین ہیں ان کے ساتھ اگر کوئی قول یا فعل یا اعتقاد کفری ہو تو ضرور کفر ہے ورنہ

[1] المواہب اللدنیہ بحوالہ عبدالرزاق اول المخلوقات المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۷۱

[2] القرآن الکریم ۶/ ۱۰۳

کبیرہ اور سخت کبیرہ اور فاعل فاسق اور عذاب نار کا مستحق اور امامت کا محض نالائق، اسے معزول کرنا واجب اور اس کے پیچھے نماز ممنوع وگناہ اور اس کا پھیرنا لازم، اور جو اس کی حمایت کرتے ہیں مورد عذاب و مستحق عقاب ہوتے ہیں، خصوصا وہ کہنے والے کہ ہم تو زید پر ایمان لائے ہیں انھیں تجدید اسلام ونکاح چاہئے اور زید کو بھی جبکہ قولاً یا فعلاً کوئی کفر صریح اس سے ثابت نہ ہو ورنہ خود ہی اس کا نکاح باطل اور اسلام زائل، **والعیاذ باللہ**، کافر سے دوستانہ رکھنا مسلمانوں کو شایاں نہیں،

قال اللہ تعالٰی "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ" [1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انھیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمھارے پاس آیا ہے۔ (ت)

شراب کی آمدنی کہ کافر کے پاس ہے اس کا وہ حکم نہیں جو مسلم کے پاس ہونے کا ہے، کافر کہ بخوشی اپنے مال سے مسلمان کو دیتا ہے مسلمان کو اس کے لینے میں حرج نہیں اور آمدنی سے خریدے ہوئے کھانے میں تو اور توسیع ہے کہ مسلمان کے یہاں بھی جب تک عقد ونقد دونوں حرام زر پر جمع نہ ہوں اس کی خباثت شیئ مشتری کی طرف سرایت نہیں کرتی **کما ھو مذہب الامام الکرخی المفتی بہ** (جیسا کہ امام کرخی کا مذہب اور مفتی بہ قول ہے۔ ت) **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۹۲: ازکانپور محلہ فیل خانہ قدیم مرسلہ مولانا مولوی سید محمد آصف صاحب ۲۸ صفر ۱۳۳۸ھ

قبلہ کونین وکعبہ دارین دامت فیوضہم بعد تسلیمات فدویانہ التماس ایں کہ کتاب ارشاد رحمانی تصنیف مولوی محمد علی سابق ناظم ندوہ جن کے بابت ان کے ایک پیر بھائی نے مجھ سے کہا کہ وہ اب سابق افعال وکوشش متعلق ندوہ سے تائب ہوگئے ہیں واللہ تعالٰی اعلم۔ حالات مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں لکھا کہ بخاری شریف کے سبق میں حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر احمد میاں نے کہا کہ کرشن کے سولہ ہزار گوپیاں تھیں، اسی پر مولانا مرحوم نے فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان تھے اور مصنف نے ان کے بعد لکھا ہے کہ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ کسی مردے کے کفر پر تاوقتیکہ ثبوت شرعی نہ ہو حکم نہ لگانا چاہئے، اور اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ [2] (ہر قوم کے لئے ہادی ہے۔ ت) اس تقدیر پر ہوسکتا ہے کہ

---

[1] القرآن الکریم ۶۰/ ۱

[2] القرآن الکریم ۱۳/ ۷

رام چندر اور کرشن ولی یا نبی ہوں لہٰذا فدوی مکلّف خدمت فیض درجت ہے کہ حضرت مرزا مظہر جانجاناں صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کسی مکتوب وغیرہ میں یہ لکھا ہے اور حضور نے ملاحظہ فرمایا ہے، قول مذکور رام چندر و کرشن مرزا صاحب نے کسی شخص کے خواب کی تعبیر میں فرمایا ہے، یہ بھی اس کتاب میں مرقوم ہے **فقط**۔

الجواب:

مولوی محمد علی صاحب نہ خیالات سابقہ سے تائب ہوئے نہ اس حکایت کی کچھ اصل جو مولانا فضل الرحمٰن کی طرف منسوب ہوئی، نہ یہ بات جناب مرزا صاحب نے کسی خواب کی تعبیر میں کہی بلکہ کسی خط کے جواب میں ایک مکتوب لکھا ہے، اس میں ہندوؤں کے دین کو محض بربنائے ظن وتخمین دین سماوی گمان کرنے کی ضرور کوشش فرمائی ہے بلکہ معارف ومکاشفات وعلوم عقلی ونقلی میں ان کا ید طولٰی مانا ہے، بلکہ ان کی بت پرستی کو شرک سے منزہ اور صوفیہ کرام کے تصور برزخ کے مثل مانا ہے اور بحکم "لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ"[1] (ہر امت کے لئے رسول ہے۔ت) ہندوستان میں بھی بعثت انبیاء ہونا اور ان کے بزرگوں کا مرتبہ کمال وتکمیل رکھنا لکھا ہے، مگر رام یا کرشن کا نام نہیں بایں ہمہ فرمایا ہے:

در شان آنہا سکوت اولٰی ست نہ مارا جزم بکفر وہلاک اتباع آنہا لازم ست ونہ یقین بہ نجات آنہا برماواجب ومادہ حسن ظن متحقق ست[2]۔	ان کے بارے میں سکوت اولٰی ہے ہم پر ان کے کفر اور ان کے اتباع کا ہلاک ہونا ماننا لازم نہیں اور نہ ان کی نجات پر یقین لازم ہے البتہ حسن ظن متحقق ہے۔(ت)

یہ اس تمام مکتوب کا خلاصہ ہے، ان فقرات کا حال قبل اظہار خود آشکار، اگر یہ مکتوب مرزا صاحب کا ہے اور اگر ان کا بے دلیل فرمانا سند میں پیش کیا جاسکتا ہے تو ان سے بدرجہا اقدم واعلم حضرت زبدۃ العارفین سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی سبع سنابل شریف میں کہ بارگاہ رسالت میں پیش اور سرکار کو مقبول ہوچکی، ص ۱۷۰ میں فرماتے ہیں:

مخدوم شیخ ابوالفتح جون پوری رادرماہ ربیع الاول بجہت عرس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام	مخدوم شیخ ابوالفتح جون پوری کو ماہ ربیع الاول میں حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے

[1] القرآن الکریم ۱۰/ ۴۷

[2] مکتوبات مرزا مظہر از کلمات طیبات مکتوب ۱۴ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۷

میلاد مبارک میں دس مقامات سے دعوت شرکت دی گئی کہ نماز ظہر کے بعد تشریف لائیں، آپ نے تمام کی استدعا قبول کرلی، حاضرین نے آپ سے پوچھا اے مخدوم ما! آپ نے ہر جگہ نماز ظہر کے بعد دعوت قبول فرمالی ہے تو ہر جگہ بعد از نماز ظہر جانا کیسے ہوگا؟ فرمایا: کشن جو کافر تھا وہ کئی سو جگہ حاضر ہوسکتا ہے اگر ابوالفتح دس جگہ حاضر ہوگا تو کیا عجب! (ت)	از دہ جا استدعا آمد کہ بعد از نماز پیشیں حاضر شوند ہر دہ استدعا قبول کردند حاضراں پرسیدند اے مخدوم ہر دہ استدعا قبول فرمودید ہر جا بعد از نماز پیشیں حاضر باید شد چگونہ میسر خواہد آمد، فرمود کشن کہ کافر بود چند صد جا حاضر می شد اگر ابوالفتح دہ جا حاضر شود چہ عجب[1]۔

بات یہ ہے کہ نبوت ورسالت میں اوہام وتخمین کو دخل حاصل نہیں "اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ"[2] (اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں رکھنا ہے۔ت) اللہ ورسول نے جن کو تفصیلا نبی بتایا ہم ان پر تفصیلا ایمان لائے، اور باقی تمام انبیاء اللہ پر اجمالا "لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ"[3] (ہر امت کے لئے رسول ہے۔ت) اسے مستلزم نہیں کہ ہر رسول کو ہم جانیں یا نہ جانیں تو خواہی نخواہی اندھے کی لاٹھی سے ٹٹولیں کہ شاید یہ ہو شاید یہ ہو، کاہے کے لئے ٹٹولنا اور کاہے کے لئے شاید، **امنا باللّٰه ورسله** (ہم اللہ تعالٰی اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ت) ہزاروں امتوں کا ہمیں نام ومقام تک معلوم نہیں "وَّ قُرُوْنًۢا بَیْنَ ذٰلِكَ كَثِیْرًا ۝" [4] (اور ان کے بیچ میں بہت سی سنگتیں ہیں۔ت) قرآن عظیم یا حدیث کریم میں رام وکرشن کا ذکر تک نہیں۔ ان کے نفس وجود پر سوائے تواتر ہنود ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں کہ یہ واقع میں کچھ اشخاص تھے بھی یا محض انیاب اغوال ورجال بوستان خیال کی طرح اوہام تراشیدہ ہیں، تواتر ہنود اگر حجت نہیں تو ان کا وجود ہی ناثابت اور اگر حجت ہے تو اسی تواتر سے ان کا فسق وفجور ولہو ولعب ثابت، پھر کیا معنی کہ وجود کے لئے تواتر ہنود مقبول اور احوال کے لئے مردود مانا جائے اور انھیں کامل ومکمل بلکہ ظنا معاذاللہ انبیاء ورسل جانا مانا جائے۔ **واللّٰه تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۲۹۳و۲۹۴: از رائے پور ممالک متوسط گول بازار مرسلہ مرزا محمد اسمٰعیل بیگ ۲۹ صفر ۱۳۳۸ھ

مندرجہ ذیل مکالمہ اس غرض سے علمائے دین کی خدمت اقدس میں ارسال ہے کہ از راہ کرم

[1] سبع سنابل حکایت مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری مکتبہ قادریہ لاہور ص ۱۷۰

[2] القرآن الکریم ۶/ ۱۲۴

[3] القرآن الکریم ۱۰/ ۴۷

[4] القرآن الکریم ۲۵/ ۳۸

جلد تر اس کا جواب دیں کہ قول اصح کس کا ہے، اور اس کے دلائل کیا ہیں؟ اللہ تعالٰی آپ حضرات کو اہل سنت وجماعت کا مقتدی بنائے رکھے آمین ثم آمین، **بینوا توجروا۔**

(۱) زید کا قول یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہمارے مثل ایک بشر تھے کیونکہ قرآن عظیم میں ارشاد ہے کہ "**قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ**"[1] (تم فرماؤ کہ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔ت) اور خصائص بشریت بھی حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں بلاشبہ موجود تھے، کیا کھانا پینا جماع کرنا بیٹا ہونا باپ ہونا کفو ہونا سونا وغیرہ امور خواص بشریت سے نہیں ہیں جو حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں بلاشبہ موجود تھے، ہاں اگر کوئی بشریت کی بناء پر حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مساوات کا دعوی کرنے لگے تو یہ نالائق حرکت ہے لیکن اس کا کون قائل ہو سکتا ہے سوائے صوفیائے مغلوبین کے کہ وہ بعض مقام پر پہنچ کر غلبہ سُکر کی وجہ سے اپنی رفعت کا دم بھرنے لگتے ہیں جیسا کہ عارف بسطامی سے منقول ہے کہ:

لوائی ارفع من لواءِ محمد[2] (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)	میرا جھنڈا حضرت محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے جھنڈے سے بلند ہوگا۔(ت)

(۲) عمرو کہتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بشریت ہمارے مثل نہ تھی بلکہ اقوال بزرگان وپیشوایان امت سے ثابت ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم راسہ صورت است: یکے بشری، **قولہ تعالٰی** "**اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ**"[3] (فرمان خداوندی ہے: میں تم جیسا بشر ہوں۔ت) دوم ملکی، چنانچہ فرمودہ است:

انی لست کاحد کم انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی[4]۔	میں تمھاری طرح نہیں ہوں میں اپنے رب کے ہاں رات بسر کرتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔(ت)

سوم حقی، **کما قال** (جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ت):

---

[1] القرآن الکریم ۱۸/ ۱۱۰

[2] تذکرۃ الاولیاء باب ۱۴ ذکر بایزید بسطامی مطبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور ص ۱۱۲

[3] القرآن الکریم ۱۸/ ۱۱۰

[4] مسند امام احمد حنبل از مسند ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ دار الفکر بیروت ۲/ ۲۵۳۔۲۴۴

لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُ فِیْہِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ۔[1]	میرے واسطے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے کہ نہیں گنجائش رکھتا ہے اس وقت میرے ساتھ کوئی مقرب فرشتہ نہ کوئی نبی بھیجا ہوا۔ (ت)

اور کھانا پینا سونا جاگنا جو خصائص بشریت حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اس بناء پر اپنے مثل سمجھنا جیسا کہ کفار اور مشرکین کہا کرتے تھے۔

"مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ یَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ "[2]۔	اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔ (ت)

سراسر بے ادبی وگستاخی ہے، جیسا مولانا روم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ؎

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر ... ما و ایشاں بستہ خوابیم وخور

ایں نداشتند ایشاں از عمی ... ہست فرقے درمیاں بے انتہا[3]

(انھوں نے کہا ہم بھی بشر یہ بھی بشر ہم سوتے ہیں کھاتے ہیں یہ بھی سوتے ہیں کھاتے ہیں یہ اندھا ہونے کی بناپر نہیں جانتے کہ ان کے اور حضور کے درمیان بے انتہا فرق ہے۔ت)

یہ تو کفار ومشرکین کا قول تھا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس "اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ"[4] (میں تمھاری مثل بشر ہوں۔ت) کے کہنے پر مامور تھے جس کی دلالت لفظ قُل کرتا ہے ورنہ جب **ایکم مثلی**[5] (تم میں سے کون ہے میری مثل۔ت) ارشاد ہوا ہے اسے زید کس معنٰی پر تاویل کرے گا، لہٰذا اپنے مثل بشر حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سمجھنا سوء ادب ہے اور اس سے احتراز لازم، کیونکہ: ؎

کار پاکاں راقیاس از خود مگیر ... گرچہ باشد در نوشتن شیر وشیر[6]

(پاک لوگوں کے افعال کو اپنے اوپر قیاس مت کرو اگرچہ لکھنے میں شیر اور شیر (دودھ) ایک جیسے ہوں۔ت)

---

[1] الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ حدیث ۷۶۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۱۹۷

[2] القرآن الکریم ۲۵/ ۷

[3] مثنوی مولوی معنوی حکایت مرد بقال وروغن ریختن طوطی دفتر اول نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۱

[4] القرآن الکریم ۱۸/ ۱۱۰

[5] صحیح البخاری باب کم التعزیر والادب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۱۲

[6] مثنوی مولوی معنوی حکایت مرد بقال وروغن ریختن طوطی دفتر اول نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۱

حق تو یہ ہے، مثلے ہست کہ (مثل ہے کہ۔ت)

الجنس الی الجنس یمیل * بہر دل من بردن صورت انساں داری

(ہر جنس اپنی جنس کی طرف میلان کرتی ہے، میرا دل لے جانے کے لئے تو نے انسان کی صورت اختیار کی ہے۔ت)

رہا یہ قصہ کہ صوفیائے کرام مثلاً حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جو یہ فرمایا کہ:

لوائی ارفع من لواء محمد[1] (رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی وسلم)	میرا جھنڈا حضور اکرم (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے جھنڈے سے بلند ہوگا۔(ت)

اسے اس کا یعنی زید کا نالائق حرکت کہنا صوفیاء صافی اور عارف بسطامی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شان میں سخت گستاخی اور سفلہ پن ہے۔نہ اس سے مساوات کی بو آتی ہے،اور نہ فضیلت ہی استغفر اللہ پائی جاتی ہے بلکہ ان ظاہر بینوں کے لئے جو حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بشر سمجھے ہوئے ہیں ایک تازیانہ ہے،ان کا یہ کلام ع

گفتہ او گفتہ اللہ بود

(ان کا کہنا اللہ تعالٰی کا کہنا ہے۔ت)

کے مصداق ہے ورنہ: ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

(خاک کی عالم پاک کے ساتھ کیا نسبت ہوسکتی ہے۔ت)

پس حضور انور اور دیگر بزرگوں علیہم التحیۃ والثناء کے کسی قول و فعل پر انھیں اپنے مثل بشر سمجھنا ضلالت و بددینی ہے کیونکہ:

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد گر حفظ مراتب نہ کنی زندیق ست

(ہر مرتبہ وجود کے اعتبار سے الگ حکم رکھتا ہے اگر مراتب کے فرق کو سامنے نہیں رکھوگے تو گمراہ و زندیق ہوجاؤگے۔ت)

اسی بناء پر شیخ محقق فرماتے ہیں:

بالجملہ تکلم کردن درحال شریف سید الکائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات بقیاس بلکہ	سید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کے حال مبارک میں عقل کے ساتھ بلکہ اپنی دریافت کی بنیاد

[1] تذکرۃ الاولیاء باب ۱۴ ذکر بایزید بسطامی مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور ص ۱۱۲

بدریافت معرفت خود از دائرہ جنس ادب بیرون ست وحکم تکلم در متشابہات دارد[1]۔انتہی کلام عمرو۔	پر گفتگو کرنا جنس ادب سے باہر ہے اور متشابہات میں گفتگو کے حکم میں ہے عمرو کا کلام ختم ہوا۔(ت)

مستفتی عرض کرتا ہے کہ جلد سے جلد اس کا جواب عنایت فرمایا جائے، اگر بواپسی ڈاک ہو تو عین احسان و کرم ہے، اللہ تعالٰی حضور کو جزائے خیر دے۔فقط

الجواب:

مستفتی کو تعجیل اور فقیر بتیس روز سے علیل، اور مسئلہ ظاہر وبین غیر محتاج دلیل، لہٰذا صرف ان اجمالی کلمات پر اقتصار ہوتا ہے، عمرو کا قول مسلمانوں کا قول ہے اور زید نے وہی کہا جو کافر کہا کرتے تھے:

"قَالُوْا مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ"[2]	کافر بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی۔

بلکہ زید مدعی اسلام کا قول ان کافروں کے قول سے بعید تر ہے وہ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنا سا بشر مانتے تھے اس لئے ان کی رسالت سے منکر تھے کہ:

"مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَ مَاۤ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾"[3]	تم تو نہیں مگر ہماری مثل بشر، اور رحمان نے کچھ نہیں اتارا تم نرا جھوٹ کہتے ہو۔(ت)

واقعی جب ان خبثاء کے نزدیک وحی نبوت باطل تھی تو انھیں اپنی اسی بشریت کے سوا کیا نظر آتا لیکن ان سے زیادہ دل کے اندھے وہ کہ وحی ونبوت کا اقرار کریں اور پھر انھیں اپنا ہی سا بشر جانیں، زید کو "قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ"[4] سوجھا اور "یوحٰی الی" نہ سوجھا جو غیر متناہی فرق ظاہر کرتا ہے، زید نے اتنا ہی ٹکڑا لیا جو کافر لیتے تھے، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بشریت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت سے اعلٰی ہے وہ ظاہری صورت میں ظاہر بینوں کی آنکھوں میں بشریت رکھتے ہیں جس سے مقصود خلق کا ان سے انس حاصل کرنا اور ان سے فیض پانا، ولہٰذا ارشاد فرماتا ہے:

---

[1]

[2] القرآن الکریم ۳۶/ ۱۵

[3] القرآن الکریم ۳۶/ ۱۵

[4] القرآن الکریم ۱۸/ ۱۱۰

"وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝" [1]	اور اگر ہم فرشتے کو رسول کرکے بھیجتے تو ضرور اسے مرد ہی کی شکل میں بھیجتے اور ضرور انھیں اسی شبہہ میں رکھتے جس دھوکے میں اب ہیں۔

ظاہر ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی ظاہری صورت دیکھ کر انھیں اوروں کی مثل سمجھنا ان کی بشریت کو اپنا سا جاننا ظاہر بینوں کور باطنوں کا دھوکا ہے یہ شیطان کے دھوکے میں پڑے ہیں۔

ہمسری با اولیاء برداشتہ		انبیاء را ہمچوں خود پنداشتند

(اولیاء کی برابری اختیار کرنا اپنے آپ کو انبیاء جیسا تصور کرنا ہے۔ت)

ان کا کھانا پینا سونا یہ افعال بشری اس لئے نہیں کہ وہ ان کے محتاج ہیں حاشا،

لست کاحدکم انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی [2]۔	میں تمھاری طرح نہیں ہوں میں اپنے رب کے ہاں رات بسر کرتا ہوں وہ مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔(ت)

ان کے یہ افعال بھی اقامت سنت و تعلیم امت کے لئے تھے کہ ہر بات میں طریقہ محمودہ لوگوں کو عملی طور سے دکھائیں جیسے ان کا سہو ونسیان حدیث میں ہے: انی لا انسی ولکن انسی لیستن بی [3] میں بھولتا نہیں بھلایا جاتا ہوں تاکہ حالت سہو میں امت کو طریقہ سنت معلوم ہو۔ امام اجل محمد عبدری ابن الحاج مکی قدس سرہ مدخل میں فرماتے ہیں:

انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان لایأتی الاحول البشریۃ لاجل نفسہ المکرمۃ بل ذٰلک منہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی طریق التانیس البشریۃ لاجل الاقتداء بہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الاتری الی قول عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ انی لاتزوج النساء و مالی علیھن حاجۃ وقدقال	یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم احوال بشری کھانا پینا سونا جماع اپنے نفس کریم کے لئے نہ فرماتے تھے بلکہ بشر کو انس دلانے کے لئے کہ ان افعال میں حضور کی اقتدا کریں، کیا نہیں دیکھتا کہ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں اور مجھے ان کی کچھ حاجت نہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے

[1] القرآن الکریم ۶/ ۹

[2] مسند امام احمد بن حنبل از مسند ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ دار الفکر بیروت ۲/ ۲۴۴

[3] مؤطا امام مالک باب العمل فی سھو میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۸۴

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حبب الی من دنیا کم الطیب والنساء وجعلت قرة عینی فی الصلٰوۃ فانظر الی حکمۃ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حبب ولم یقل احببت وقال من دنیا کم فاضافھا الیھم دونہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فدل علی انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان حبہ خاصا بمولاہ عزوجل یدل علیہ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وجعلت قرة عینی فی الصلٰوۃ فکان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بشری الظاہر ملکی الباطن فکان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایأتی الی شیئ من احوال البشریۃ الاتانیسا لامتہ تشریعا لھا لا انہ محتاج الی شیئ من ذٰلک کما تقدم وللجھل بھذہ الاوصاف الجلیلۃ والخصال الحمیدۃ قال الجاہل المسکین "مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ یَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ"[1]۔	تمھاری دنیا میں سے خوشبو، عورتوں کی محبت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے، یہ نہ فرمایا کہ میں نے انھیں دوست رکھا، اور فرمایا: تمھاری دنیا میں سے تو اسے اوروں کی طرف اضافت فرمایا نہ کہ اپنے نفس کریم کی طرف، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبت اپنے مولٰی عزوجل کے ساتھ خاص ہے جس پر یہ ارشاد کریم دلالت کرتا ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ظاہر صورت بشری اور باطن ملکی ہے، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ افعال بشری محض اپنی امت کو انس دلانے اور ان کے لئے شریعت قائم فرمانے کے واسطے کرتے تھے نہ یہ کہ حضور کو ان میں سے کسی شے کی کچھ حاجت ہو، جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا انھیں اوصاف جلیلہ وفضائل حمیدہ سے جہل کے باعث بیچارے جاہل یعنی کافر نے کہا اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔

عمرو نے سچ کہا کہ یہ قول حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی طرف سے نہ فرمایا بلکہ اس کے فرمانے پر مامور ہوئے جس کی حکمت تعلیم تواضع وتانیس امت وسد غلو نصرانیت ہے، اول دوم ظاہر، اور سوم یہ کی مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی امت نے ان فضائل پر خدا اور خدا کا بیٹا کہا پھر فضائل محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کی عظمت شان کا اندازہ کون کرسکتا ہے، یہاں اس غلو کے سد باب کے لئے تعلیم فرمائی گئی کہ کہو میں تم جیسا بشر ہوں خدا یا خدا کا بیٹا نہیں۔

[1] المدخل فصل فی آدابہ فی الاجتماع باہلہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۱۹۳

ہاں "یوحی الی" رسول ہوں، دفع افراط نصرانیت کے لئے پہلا کلمہ تھا اور دفع تفریط ابلیسیت کے لئے دوسرا کلمہ اسی کی نظیر ہے جو دوسری جگہ ارشاد ہوا:

"قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾" [1]۔	تم فرمادو پاکی ہے میرے رب کو میں خدا نہیں میں تو انسان رسول ہوں۔

انھیں دونوں کے دفع کو کلمہ شہادت میں دونوں لفظ کریم جمع فرمائے گئے:۔

اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔	میں اعلان کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ (ت)

بندے ہیں خدا نہیں، رسول ہیں خدا سے جدا نہیں، شیطنت اس کی کہ دوسرا کلمہ امتیاز اعلٰی چھوڑ کر پہلے کلمہ تواضع پر اقتصار کرے، اسی ضلالت کا اثر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے دعوی مساوات کو صرف نالائق حرکت کہا، نالائق حرکت تو یہ بھی ہے کہ کوئی بلاوجہ زید کو طپانچہ مار دے یعنی اس زید کو جس نے کفر وضلال نہ بکے ہوں، پھر کہاں یہ اور کہاں وہ دعوی مساوات کہ کفر خالص ہے، اور اس کا اولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہم کی طرف معاذاللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ارفعیت کا ادعا نسبت کرنا محض افتراء اور کج فہمی ہے حاشا کوئی ولی کیسے ہی مرتبہ عظیمہ پر ہو سرکار کے دائرہ غلامی سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا، اکابر انبیاء تو دعوی مساوات کر نہیں کرسکتے، شیخ الانبیاء خلیل کبریا علیہ الصلوۃ والثناء نے شب معراج حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا خطبہ فضائل سن کر تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم سے فرمایا: **بھذا فضلکم محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم** [2] ان وجوہ سے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تم سب سے افضل ہوئے۔ ولی کس منہ سے دعوی ارفعیت کرے گا، اور جو کرے گا حاشا ولی نہ ہوگا شیطان ہوگا، حضرت سیدنا بایزید بسطامی اور ان کے امثال ونظائر رضی اللہ تعالٰی عنہم وقت ورود تجلی خاص شجرہ موسی ہوتے ہیں سیدنا موسٰی کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والتسلیم کو درخت میں سے سنائی دیا: "یٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾" [3] اے موسٰی! بیشک میں اللہ ہوں رب سارے جہاں کا، کیا یہ ہر پیڑ نے کہا تھا حاشا للہ بلکہ واحد قہار نے جس نے

---

[1] القرآن الکریم ۱۸/ ۹۳

[2] حدیث قدسی

[3] القرآن الکریم ۲۷/ ۳۰

درخت پر تجلی فرمائی اور وہ بات درخت سے سننے میں آئی کیا رب العزت ایک درخت پر تجلی فرماسکتا ہے اور اپنے محبوب بایزید پر نہیں؟ نہیں نہیں وہ ضرور تجلی ربانی تھی کلام بایزید کی زبان سے سنا جاتا تھا، جیسے درخت سے سنا گیا اور متکلم اللہ عزوجل تھا اسی نے وہاں فرمایا: "یٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۝" [1] (اے موسٰی! میں اللہ ہوں رب سارے جہاں کا۔ت) اسی نے یہاں بھی فرمایا: **سبحانی مااعظم شانی** [2] (میں پاک ہوں اور میری شان بلند ہے۔ت) اور ثابت ہو تو یہ بھی کہ **لوائی ارفع من لواء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم** [3] (میرا جھنڈا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جھنڈے سے بلند ہے۔ت) بیشک لواء الٰہی لواء محمدی سے ارفع واعلٰی ہے، حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی نے مثنوی شریف میں اس مقام کی خوب تفصیل فرمائی ہے اور تسلط جن سے اس کی توضیح کی ہے کہ انسان پر ایک جن مسلط ہوکر اس کی زبان سے کلام کرے اور رب عزوجل اس پر قادر نہیں کہ اپنے بندے پر تجلی فرماکر کلام فرمائے جو اس کی زبان سے سننے میں آئے بلاشبہہ اللہ قادر ہے او رمعترض کا اعتراض باطل، اس کا فیصلہ خود حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانہ میں ہوچکا ظاہر بینوں بے خبروں نے ان سے شکایت کی کہ آپ سبحانی مااعظم شانی کہا کرتے ہیں، فرمایا: حاشا میں نہیں کہتا کہا آپ ضرور کہتے ہیں ہم سب سنتے ہیں فرمایا: جو ایسا کہے واجب القتل ہے میں بخوشی تمہیں اجازت دیتا ہوں جب مجھے ایسا کہتے سنو بے دریغ خنجر ماردو، وہ سب خنجر لے کر منتظر وقت رہے یہاں تک کہ حضرت پر تجلی وارد ہوئی اور وہی سننے میں آیا سبحانی مااعظم شامی مجھے سب عیبوں سے پاکی ہے میری شان کیا ہی بڑی ہے، وہ لوگ چار طرف سے خنجر لے کر دوڑے اور حضرت پر وار کئے جس نے جس جگہ خنجر مارا تھا خود اس کے اسی جگہ لگا اور حضرت پر خط بھی نہ آیا، جب افاقہ ہوا دیکھا لوگ زخمی پڑے ہیں، فرمایا: میں نہ کہتا تھا کہ میں نہیں کہتا وہ فرماتا ہے جسے فرمانا بجا، **واللہ اعلم**

مسئلہ ۲۹۵ تا ۲۹۷: از شہر بھڑوچ لال بازار چنار واڑ مرسلہ مولوی عباس میاں ولد مولوی علی میاں صاحب یکم ربیع الاول ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

(۱) ایک مولوی احمد سعید نام کا دہلی مدرسہ امینیہ کا جو دیوبند کی شاخ سے ہے ابھی دس روز

---

[1] القرآن الکریم ۲۷/ ۳۰

[2] تذکرۃ الاولیاء باب ۱۴ ذکر بایزید بسطامی مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور ص ۱۱۲

[3] تذکرۃ الاولیاء باب ۱۴ ذکر بایزید بسطامی مطبع اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور ص ۸۹، ۱۱۲

ہوئے محرم شریف کے، بھڑوچ وعظ کو آئے تھے، انھوں نے یہ کہا وعظ میں، کہ جنت کی خرید وفروخت میں ایک دلال کی ضرورت ہے جیسے یہاں کوئی چیز خرید وفروخت کرنے میں دلال کی معرفت خرید وفروخت کرتے ہیں تو وہاں کے لئے بھی دلال پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں، مجھے اس کے سوا دوسرا لفظ زیادہ اچھا اس موقع پر نہیں معلوم ہوتا، دلال یہی لفظ عمدہ ہے، اب دلال کسے کہتے ہیں، اس سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عزت وتعریف ہوئی یا توہین، اس کے سوا اور کوئی لفظ زیادہ تعریف کے لائق ہے یا نہیں۔ ایسے لفظ کہنے سے ایمان کا کچھ نقصان ہے یا نہیں؟

(۲) مولود شریف حضرت کی پڑھنے میں بڑی ہتک ہوتی ہے، ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور حضرت کی ارواح کا آنا اور تعظیم کو اٹھنا یہ بھی بُرا ہے، تو یہ مولود کا پڑھنا اب برا ہے یا اچھا ہے؟

(۳) احمد سعید مدرسہ امینیہ دہلی امام سنہری مسجد کے، ان کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا ہے یا نہیں؟ اوپر کے سوالوں سے کیسا معلوم ہوتا ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنے رب کی عطا سے مالک جنت ہیں، معطی جنت ہیں، جسے چاہے عطا فرمائیں، امام حجۃ الاسلام غزالی پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ پھر علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ان اللہ تعالٰی ملکه الارض کلھا وانه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم کان یقطع ارض الجنة ماشاء منھا لمن شاء فارض الدنیا اولی [1]۔	اللہ تعالٰی نے دنیا اور آخرت کی تمام زمینوں کا حضور کو مالک کردیا ہے، حضور جنت کی زمین میں سے جتنی چاہیں جسے چاہیں جاگیر بخشیں تو دنیا کی زمین کا کیا ذکر۔

دلالی ایک ذلیل پیشہ ہے ذلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، فتح القدیر میں دلال کو خاکروب وحجام کے ساتھ شمار کیا ہے عبارت یہ ہے:

اماشھادة اہل الصناعات الدنئیة کالکساح والزبال والحائك والحجام والاصح انھا تقبل لانھا قد تولاھا قوم	گھٹیا کاروبار کرنے والوں کی شہادت مثلاً جاروب کش، ماشکی، جولاہا، حجام کی، تو اصح یہی ہے کہ قبول کی جائے گی کیونکہ یہ کام بہت سے

[1] المواہب اللدنیہ المقصد الرابع الفصل الثانی المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۶۲۶، شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد الرابع الفصل الثانی دار المعرفۃ بیروت ۵/ ۲۴۲

صالحون فمالم يعلم القادح لايبنى على الصناعة ومثله النخاسون والدلالون[1]۔	صالح اور بزرگ لوگ بھی اپناتے رہے تو جب تک واضح طور پر مانع طعن وجرح نہ ہو محض کسی کاروبار کو عدم صحت شہادت کی بنیاد نہیں بنایا جاسکتا اور اسکی مثل حکم ہے جانور ہانکنے والوں اور دلالوں کا (ت)

بلکہ درمختار میں ہے:

فی شرح الوهبانية لاتقبل شهادة بائع الاكفان والحنوط وكذاالدلال واعتمده قدری افندی فی واقعاته وذكره المصنف فی اجارة معينة معزيا للبزازية وملخصه انها لاتقبل شهادة الدلالين والصكاكين والوكلاء المفتعلة على ابوابهم ونحوه فی فتاوٰی مؤیدزاده[2]۔	شرح الوہبانیہ میں ہے کفن وحنوط بیچنے والے کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی، اسی طرح دلال کی گواہی کا بھی حکم ہے، قدری آفندی نے اپنی واقعات میں اس پر اعتماد کیا، مصنف نے بزازیہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے اجارہ معینہ میں اسے ذکر کیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دلالوں، اشٹام فروشوں اور ان وکلاء جو لوگوں کے دروازوں پر چکر لگاتے ہیں وغیرہ کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی، فتاوٰی مؤید زادہ میں ایسے لوگوں کا یہی حکم بیان ہوا ہے۔ (ت)

دلال کا کام یہ ہے کہ مشتری سے بڑھوائے یا بائع سے گھٹوائے جوڑ توڑ لگا کر جھوٹ سچ ملا کر نرم گرم کرا کر سودا کرادے اور اپنے ٹکے سیدھے کرے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس ذلیل لفظ سے تعبیر کرنا صریح توہین ہے، اور حضور اقدس کی توہین کفر، اس سے بہتر لفظ خیال کیونکر آتا جب دل میں عظمت ہی نہیں۔

(۲) مجلس میلاد مبارک ذکر شریف سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے اور حضور کا ذکر اللہ عزوجل کا ذکر، اور ذکر الٰہی سے بلاوجہ شرعی منع کرنا شیطان کا کام ہے اور ذکر شریف سے **معاذاللہ** حضور کا ہتک حرمت ہونا قائل کا محض کذب وافتراء ہے، ہاں بعض روایات موضوعہ واشعار نامشروعہ سے ایسا ہو تو اس سے مجلس شریف بری نہ ہوجائے گی، جیسے بہت لوگ نماز میں تعدیل ارکان نہیں کرتے اور یہ حرام ہے۔

---

[1] فتح القدیر باب من تقبل شہادۃ الخ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/ ۴۸۶

[2] درمختار باب القبول وعدمہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۹۵

مگر اس سے خود نمازی بُری نہ ہوجائے گی، تشریف آوری حضور کے اختیار ہے اور قیام تعظیمی ذکر قدوم شریف کے لئے ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝" [1]	اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔(ت)

(۳) اوپر کے جوابوں سے اس کا حکم ظاہر ہوگیا فقط، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۹۸: از مولمیین ملک برہما مرسلہ ابراہیم ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان شخص جو ایک اسلامیہ مدرسہ میں جس میں قرآن شریف اور اردو اور ضروری دینیات کی تعلیم دی جاتی ہے، مدرس اعلٰی ہے اس نے اپنے ماتحت مدرسین وطلبہ وغیرہ کی اطلاع کی غرض سے اس عبارت کے جواب میں جو دوسرے مدرس نے اپنے درجہ کی بورڈ پر لکھی تھی کہ: "ہر کہ پند ونصیحت گوئی نخست برآں کارکن" (جو تو کسی کو نصیحت کرے اس پر پہلے خود عمل کرے۔ت) یہ عبارت لکھائی اس بورڈ پر کہ "کافر افسر کے حکم کی تعمیل کرنے کی ہمارے مذہب میں تاکید ہے" دوسرے روز ایک شخص نے مدرس اعلٰی سے دریافت کیا کہ یہ (عبارت بالا) کس نے لکھی ہے اور یہ کس کا مذہب ہے جواب دیا میں نے لکھائی گو میرے قلم کی نہیں ہے آپ لکھ کر علماء سے دریافت کرلیں اور متولی صاحب وغیرہ سے کہیں، اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ عبارت صحیح ہے قطع نظر اندیشہ وخوف، شریعت میں کافر افسر کی حکم برداری کی تاکید آئی ہے، اگر شریعت مطہرہ سے ایسا حکم نہیں ہے تو جو شخص اس مذکورہ عبارت کو مذہبی حکم تاکیدی کہتا ہو اور سوال کرنے پر جواب دے کہ دریافت کرو متولی صاحب وغیرہ سے کہو اس کے لئے کیا حکم ہے، اور تاوقتیکہ وہ اپنے اس عقیدہ فاسدہ سے باز نہ آئے اور توبہ نہ کرے اس پر سبقت سلام اور اس سے اختلاط بہتر ہے یا اجتناب؟ مکرر التماس یہ ہے کہ استفتاء مدرس اعلٰی کو دکھایا گیا تو فرمایا کہ اس کے ساتھ یہ اور بڑھادو کہ اگر کافر افسر کا حکم خلاف شرع محمدی نہ ہو، لہٰذا اب اس صورت میں یہ سوال ہے کہ اس عبارت کے زائد کرنے سے بھی کچھ حکم بدل جاوے گا یا نہیں؟ ان دونوں صورتوں میں ہر صورت کا کیا جواب ہوگا؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

اللھم ھدایۃ الحق والصواب (اے اللہ! ہمیں حق وصواب کی رہنمائی عطا فرما۔ت)

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۲

مسلمانوں کے دینی مذہبی کام میں کسی کا افسر بننا دو ۲ طرح ہیں:

اول: قہری کہ کوئی شخص مذہبی دست اندازی کرکے بالجبر افسر بن بیٹھے، جیسے فساق وظلماء امراء امامت نماز کیا کرتے تھے،

دوم: ارادی کہ مسلمانوں کی جماعت خود اسے اپنے مذہبی کام میں پیشوا بنائے۔

اول: نہ زیر بحث ہے نہ یہاں اس کلام ومکالمہ کا مفاد نہ محل اضطرار پر احکام اختیار،

لاجرم **دوم** مراد اور وہی مفہوم ومستفاد یعنی باختیار خود کسی ہندو یا رافضی یا وہابی یا قادیانی کو مدرسہ دینیہ اسلامیہ پر افسر مقرر کیا گیا ہو اس کی نسبت مدرس کہتا ہے کہ اس کا حکم ماننے کی ہمارے مذہب میں تاکید ہے، ہمارے مذہب سے اس نے اپنا کوئی خاص اختراعی مذہب دین اسلام سے جدا مراد لیا ہو تو:

"وَیَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِیۡرًا ﴿۱۱۵﴾" [1]	اور جو مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔ (ت)

کا مصداق ہے اور اگر دین اسلام مراد لیا تو شریعت مطہرہ پر محض افتراء کیا اور:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ لَا یُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱۶﴾ؕ مَتَاعٌ قَلِیۡلٌ ۪ وَّلَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۱۱۷﴾" [2]	بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب۔ (ت)

کا استحقاق ہے، شریعت مطہرہ نے اسلامی کام پر باختیار خود ایسوں کو افسر مقرر کرنا ہی کب جائز رکھا ہے نہ کہ ان کے احکام کی تصویب اور ان کے ماننے کی تاکید، **ان ھو الا ضلال بعید** (یہ واضح گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں۔ ت) اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَۃً مِّنۡ دُوۡنِکُمۡ لَا یَاۡلُوۡنَکُمۡ خَبَالًا ؕ وَدُّوۡا مَا عَنِتُّمۡ ۚ قَدۡ بَدَتِ الۡبَغۡضَآءُ مِنۡ اَفۡوَاہِہِمۡ ۚۖ وَمَا تُخۡفِیۡ صُدُوۡرُہُمۡ اَکۡبَرُ ؕ قَدۡ بَیَّنَّا لَکُمُ الۡاٰیٰتِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾ ہٰۤاَنۡتُمۡ اُولَآءِ	اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمھارے نقصان رسانی میں کمی نہ کریں گے وہ جی سے چاہتے ہیں کہ تم مشقت میں پڑو، بیر ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکا ہے اور وہ جو ان کے سینوں میں دبا ہے اور بھی بڑا ہے ہم نے تمھارے سامنے نشانیاں

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۱۵

[2] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۱۶و۱۱۷

تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ "[1]	کھول دیں اگر تم میں عقل ہے ارے یہ جو تم ہو تم توان سے محبت کرتے ہو وہ تم سے محبت نہیں کرتے اور تم پوری کتاب پر ایمان لائے ہو تم سے ملیں تو کہیں ہم مسلمان ہیں اور اکیلے ہوں تو تم پر جلن سے اپنی انگلیاں چبائیں، اے محبوب! تم ان سے فرمادو کہ اپنی جلن میں مر جاؤ، بیشک اللہ دلوں کی جانتا ہے۔

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

من استعمل رجلا من عصابة وفيهم من هو ارضى لله منه فقد خان الله ورسوله والمؤمنين[2]۔ رواه الحاكم صححه والطبرانی والعقیلی وابن عدی والخطیب عن عبدالله بن عباس رضی الله تعالٰی عنهما۔	جس نے کسی جماعت پر ایک شخص کو مقرر کیا اور ان میں وہ موجود ہے جو اللہ کو اس سے زیادہ پسند ہے تو ضرور اس نے اللہ ورسول اور سب مسلمانوں سے خیانت کی، (اسے حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرکے صحیح کہا، طبرانی، عقیلی، ابن عدی اور خطیب نے بھی اسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

غایۃ البیان، علامہ اتقانی وجامع الرموز ورد المحتار وغیرہا میں ہے:

لاینبغی ان یستعان بالکافر فی امور الدین[3]۔	دینی کاموں میں کافر سے مدد نہ لینی چاہئے۔

یہ اس پر فرمایا کہ مسلمان اپنی قربانی کا جانور کسی یہودی سے ذبح کرائے نہ کہ دین وتعلیم دین کی افسری بالاختیار اسے دی جائے، اللہ تعالٰی فرماچکا کہ تمھاری خیر خواہی درکنار کبھی اپنی چلتی نقصان رسانی میں کمی نہ کریں گے، حال کے بکثرت واقعات شاہد ہیں ہم وطن ہنود آج کل کتنا اتحاد واتفاق بگھار رہے ہیں اور مسلمانوں کی خاص رسم مذہبی قربانی گاؤ پر کیا ہی فتنے اٹھاتے فساد مچاتے ہیں قابو چلے پر کیا کچھ مسلمان لوٹے گئے، ذبح کئے گئے، جلائے گئے، اور وہابیہ وغیرہم مذکورین تو ہنود ویہود سے بھی بدرجہا بدتر ہیں کہ مسلمان بن کر اسلام کے گلے پر خنجر ہیں، کما بیناہ فی غیر ما رسالۃ (جیسا کہ متعدد رسائل میں ہم نے اسے

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۹۔۱۱۸

[2] المستدرك للحاکم کتاب الاحکام دار الفکر بیروت ۴/ ۹۲

[3] ردالمحتار کتاب الاضحیۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۰۸

بیان کیا۔ت) اگر وہاں دینی مدرسہ کا کسی ہندو یا رافضی وہابی وغیرہ کو افسر بنا رکھا ہے، اس کی خوشامد میں مدرس نے یہ فقرہ لکھا جب تو اس کا حال یہ تھا اور اگر کوئی افسر ایسا نہیں محض بلاوجہ مسلمانوں کے مذہبی مدرسہ پر غیر کی افسری فرض کرکے یہ حکم لکھا اور اعلان کے لئے بورڈ پر لگایا تو اس کے اور بھی مرض قلبی پر دال ہے اور بعد کو یہ تقیید کہ اس کا حکم خلاف شرع نہ ہو، کیا مفید یہ شرط کیا مسلمان میں نہیں، کیسا ہی جلیل القدر مسلمان افسر ہو اگرچہ خود اپنا باپ یا استاد یا پیر اس کا حکم وہی مانا جائے گا جو خلاف شرع نہ ہو لاطاعة لاحد فی معصیة اللّٰہ تعالٰی [1] (اللہ تعالٰی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت وفرمانبرداری نہیں کی جائے گی۔ت) یہ بیانات کہ ہم نے اوپر لکھے ان سے اور مدرس کے اندرونی بیرونی حالات سے اس کی مذہبی کیفیت کا اندازہ کیا جائے اگر واقع میں ہنود یا وہابیہ وغیرہم کی طرف دینی امور میں اس کا میلان ہے تو اس سے اجتناب لازم اور اختلاط ممنوع، اور اگر ایسا نہیں بلکہ ایک بے معنی حماقت تھی کہ نادراً اس سے صادر ہوئی تو تفہیم کردی جائے اگر اصرار نہ کرے اس سے ابتدا بسلام میں حرج نہیں جبکہ اور کوئی مانع شرعی نہ ہو، واللّٰہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۹۹: ازالہ آباد دائرہ اجملیہ مسئولہ مولوی سید نذیر احمد صاحب ۱۶ جمادی الاولٰی ۱۳۳۸ھ

کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے اہلسنت وجماعت اس صورت میں کہ عام اہل اسلام کو بغرض استقامت امور دنیاوی، اتحاد کسی مشرک قوم سے اس طور پر کرنا کہ دسہرہ میں عام اہل اسلام شریک ہو کر ناقوس بجائیں، پھول رام لچھمن پر چڑھائیں، جے کی آواز بلند کریں یا قربانی میں گائے کی قربانی بند کردیں جائز ہے یا ناجائز؟ مرتکب ان امور کا کس وزر کا مستوجب ہے؟ مع حوالہ عبارات جواب درکار ہے۔

الجواب:

مسلمان کو دسہرے کی شرکت حرام ہے، بلکہ فقہاء نے اسے کفر کہا اور اس میں بہ نیت موافقت ہنود ناقوس بجانا بیشک کفر ہے اور معبودان کفار پر پھول چڑھانا کہ ان کا طریقہ عبادت ہے اشد واخبث کفر، اشباہ والنظائر وغیرہا معتمدات اسفار میں ہے:

عبادة الصنم کفرولااعتبار بما فی قلبه وکذا لوصور عیسٰی علیه الصلٰوة لیسجدله، وکذا اتخاذ الصنم لذٰلك وکذٰلوتزنر بزنار الیهود	بت کی عبادت کفر ہے، دل میں جو کچھ ہے اس کا اعتبار نہیں، اسی طرح اس کا حکم ہے اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تصویر بناکر اسے سجدہ کیا، اسی طرح سجدہ کے لئے بت بنانے کا حکم ہے، اسی طرح اگر کسی نے

[1] المستدرك للحاکم کتاب معرفة الصحابة دارالفکر بیروت ۳/ ۱۲۳

والنصارٰی دخل کنیستھم اولم یدخل [1]۔	یہود ونصارٰی کا زنار باندھا خواہ ان کے گرجا میں داخل ہوا یا نہ ہوا۔ (ت)

تنویر الابصار ودرمختار میں ہے:

الاعطاء باسم النیروز والمھرجان (بان یقال ھدیۃ ھذا الیوم ش) لایجوز ای الھدایا باسم ھٰذین الیومین حرام وان قصد تعظیمہ کمایعظمہ المشرکون یکفر [2]۔	نیروز اور مہرجان کے نام پر عطیہ (بایں طور کہ کہا جائے یہ اس دن کا ہدیہ ہے ش) جائز نہیں یعنی ان دونوں ایام کے ناموں پر ہدایا دینا لینا حرام اور اگر مشرکین کی طرح ان کی تعظیم بھی کرے گا تو کفر ہوگا۔ (ت)

بحرالرائق وعالمگیری ومجمع الانہر وجامع الفصولین میں ہے:

یکفر بخروجہ الی نیروز المجوس والموافقۃ معھم فیما یفعلون فی ذٰلك الیوم وبشرائہ یوم النیروز شیئا لم یکن یشتریہ قبل ذٰلك تعظیما للنیروز لا للاکل والشرب وباھدائہ ذٰلك الیوم للمشرکین ولو بیضۃ تعظیما لذلك الیوم [3]۔	مجوسیوں کے ساتھ نیروز میں اس طرح نکلنا کہ اس دن وہ جو کریں گے یہ ان کی موافقت کرے تو یہ کفر ہے، اسی طرح نیروز کے دن کی تعظیم کرتے ہوئے یا مشرکین کو ہدیہ دینے کے لئے کوئی چیز خریدی نہ کہ کھانے پینے کے لئے جبکہ وہ چیز اس سے پہلے نہیں خریدی تھی اگرچہ وہ انڈہ ہی کیوں نہ ہو تو کفر ہوگا۔ (ت)

جامع الفصولین ومنح الروض الازہر میں ہے:

قال ابوبکر بن طرخان من خرج الی السدۃ (قال القاری ای مجمع اھل الکفر) کفر اذفیہ اعلان الکفر وکانہ اعان علیہ وعلی قیاس السدۃ الخروج الی النیروز والموافقۃ معھم فیمایفعلونہ	شیخ ابوبکر بن طرخاں کہتے ہیں جو سدہ کی طرف نکلا (ملا علی قاری نے اس کا معنی اہل کفر کا اجتماع کیا ہے) تو وہ کافر ہوجائے گا کیونکہ اس میں کفر کا اعلان ہے گویا اس نے کفر پر مدد کی اس پر قیاس ہے، نیروز میں نکلنا اور اس دن ان کے

[1] اشباہ والنظائر کتاب السیر باب الردۃ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۲۹۵

[2] درمختار شرح تنویر الابصار باب مسائل شتی مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۳۵۰، ردالمحتار باب مسائل شتی دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۴۸۱

[3] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب ان الالفاظ الکفر انواعٌ مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۹۸

فی ذٰلك الیوم کفر[1]۔	موافق عمل کرنا کہ یہ بھی کفر ہے۔(ت)

جے بولنا طریقہ کفار ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من تشبہ بقوم فھو منھم[2]۔	جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کرلی وہ انہی میں سے ہے۔(ت)

پھر اگر معبودان کفار کی جے ہے تو کفر ہے اور اگر کافروں کی ہے تو فقہائے کرام اسے بھی کفر فرماتے ہیں، فتوائے ظہیریہ واشباہ والنظائر وتنویر الابصار میں ہے:

لوسلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر ولو قال لمجوسی یااستاذ تبجیلا کفر[3]۔	اگر کسی نے تعظیم کرتے ہوئے ذمی کو سلام دیا تو کافر ہو جائے گا کیونکہ کافر کی تعظیم کفر ہے، اگر کسی نے مجوسی کو بطور تعظیم "اے استاذ" کہا تو کفر ہے۔(ت)

بخاطر ہنود گائے کی قربانی بند کرنا حرام ہے، **والتفصیل فی انفس الفکر فی قربان البقر** (اس کی تفصیل ہماری کتاب "**انفس الفکر فی قربان البقر**" میں ملاحظہ کیجئے۔ت) مرتکب کا حکم انھیں احکام سے ظاہر جو مرتکب حرام ہے مستحق عذاب جہنم ہے ار جو مرتکب کفر فقہی ہے جیسے دسہرے کی شرکت یا کافروں کی جے بولنا اس پر تجدید اسلام لازم ہے اور اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے اور جو قطعاً کافر ہوگیا، جیسے دسہرے میں بطور مذکور ہنود کے ساتھ ناقوس بجانے یا معبودان کفار پر پھول چڑھانے والا کافر مرتد ہوگیا اس کی عورت نکاح سے نکل گئی اگر تائب ہو اور اسلام لائے جب بھی عورت کو اختیار ہے بعد عدت جس سے چاہے نکاح کرلے، اور بے توبہ مرجائے تو اسے مسلمانوں کی طرح غسل وکفن دینا حرام اس کے جنازے کی شرکت حرام اسے مقابر مسلمین میں دفن کرنا حرام اس پر نماز پڑھنا حرام **الی غیر ذٰلك من الاحکام** (اس کے علاوہ دیگر احکام بھی۔ت) **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۳۰۰ تا ۳۰۲: از میرٹھ لال کرتی بازار مسئولہ مولوی رحیم بخش صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ ۲۰ جمادی الاولٰی ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ بتقریب اتفاق ہندو مسلمانان میرٹھ میں

---

[1] جامع الفصولین فصل فی مسائل کلمات الکفر اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۳، منح الروض الازہر فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۸۶

[2] مسند امام احمد بن حنبل حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ دار الفکر بیروت ۲/ ۵۰

[3] الاشباہ والنظائر کتاب السیر باب الردۃ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۲۸۸، درمختار کتاب الحظر فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

ایک جلوس مہاتما گاندھی جی کا نکالا گیا جس میں ہندو مسلمانان سب شریک تھے، علاوہ دیگر واقعات کے ایک واقعہ مسلمانان میرٹھ کا یہ ہوا کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے عین جلوس میں قشقہ چندن وغیرہ مسلمانوں کے ماتھے پر لگایا ہے، چندن لگوانے اور لگوانے والے مسلمانوں سے معلوم ہوا ہے کہ اس چندن لگانے میں ہندوؤں کی طرف سے کوئی جبر نہ تھا چنانچہ جن مسلمانوں نے انکار کیا انھوں نے انکار کرنے والے مسلمانوں کے ماتھے پر نہیں لگایا، اب اس جلوس میں شریک ہونے والے مسلمانوں کی تین قسمیں تھیں جو بترتیب ذیل درج سوال ہیں، امید کہ ہر ایک کا حکم شرع شریف علمائے کرام "لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍؕ "[1] وہ کسی ملامت کرنے والے کا خوف نہیں رکھتے۔ ت) کی شان پیش نظر فرماتے ہوئے تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں:

(۱) جو مسلمان اس جلسہ میں شریک ہوئے اور چندن لگوانے سے انکار کیا ان کی شرکت اس جلوس میں ازروئے شریعت کیسی تھی۔

(۲) جن مسلمانوں نے چندن لگوانے سے ہندوؤں کو روکا نہیں بلکہ لگوایا پھر بعد کو اسی وقت یا تھوڑی دیر بعد اس جلسہ میں اپنے ہاتھوں اور رومالوں سے صاف کرلیا ان کا کیا حکم ہے؟

(۳) جن مسلمانوں نے چندن لگوایا اور چندن لگائے ہوئے جلسہ میں شریک رہے بلکہ چندن لگائے ہوئے اپنے گھروں پر واپس آئے یا شام تک لگائے رہے، ان کی بابت حکم شرع شریف کیا ہے؟

الجواب:

حرام حرام سخت حرام تھی بلکہ فقہائے کرام کے طور پر حکم سخت تر، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من جامع المشرك وسكن معه فانه مثله[2]، رواه ابو داؤد بسند حسن و علقه الترمذی عن سمرة بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنه۔	جس نے کسی مشرک کے ساتھ اتفاق کیا اور اسی کے ساتھ ٹھہرا وہ اسی کے مثل ہوگا، اسے ابوداؤد نے حضرت جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سند حسن سے اور ترمذی نے تعلیقًا بیان کیا۔ (ت)

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۵۴

[2] سنن ابوداؤد کتاب الجهاد باب فی الاقامة بارض الشرك آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۹

من سود مع قوم فھو منھم [1]۔ رواہ الخطیب عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	جس نے کسی قوم کی کثرت بڑھائی وہ انہی میں سے ہوگا، اسے خطیب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

تیسری حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من کثر سواد قوم فھو منھم [2]۔ رواہ ابویعلی فی مسندہ وعلی بن معبد فی کتاب الطاعۃ والمعصیۃ عن عبداللہ بن مسعود وابن المبارك فی الزھد عن ابی ذر من قولہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	جس نے کسی قوم کا جتھا بڑھایا پس وہ انہی میں سے ہوگا اسے ابویعلٰی نے مسند میں اور علی بن معبد نے کتاب الطاعۃ و المعصیۃ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مرفوعا اور ابن مبارک نے زہد میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ارشاد کے طور پر نقل کیا۔ (ت)

مجمع الانہر، شرح ملتقی الابحر و فتاوٰی ظہیریہ و اشباہ والنظائر و تنویر الابصار و در مختار وغیرہا میں ہے:

یکفر بتبجیل الکافر حتی لو سلم علی الذمی تبجیلا کفر وبقولہ للمجوسی یااستاذ تبجیلا [3]۔	کافر کی تعظیم کفر ہے حتی کہ اگر کسی نے ذمی کو تعظیما سلام کہا تو یہ کفر ہے، کسی نے مجوسی کو بطور تعظیما "یا استاد" کہا تو یہ بھی کفر ہے۔ (ت)

(۲) قشقہ کہ ماتھے پر لگایا جاتا ہے صرف شعار کفار نہیں بلکہ خاص شعار کفر بلکہ اس سے بھی اخبث خاص طریقہ عبادت مہادیو وغیرہ اصنام سے ہے اور اس کے لگانے پر راضی ہونا کفر پر رضا ہے اور اپنے لئے ثبوت کفر پر رضا بالاجماع کفر ہے، منح الروض الازہر میں ہے:

من رضی بکفر نفسہ فقد کفر ای اجماعا وبکفر غیرہ اختلف المشائخ [4]۔	جو اپنی ذات کے کفر پر خوش ہو اور وہ بالاتفاق کافر ہے اور جو کسی کے کفر پر خوش ہوا اس کے بارے میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ (ت)

---

[1] تاریخ بغداد حدیث نمبر ۵۱۶۷ عبداللہ بن عتاب الشاہد العبدی دار الکتاب العربی بیروت ۱۰/ ۴۱

[2] نصب الرایہ لاحادیث الھدایہ بحوالہ مسند ابی یعلی کتاب الطاعۃ والمعصیۃ الخ المکتبۃ الاسلامیہ ریاض ۴/ ۳۴۶

[3] الاشباہ والنظائر کتاب السیر والردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۸۸

[4] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۸۰۔۱۷۹

اور کفر پر رضا جیسی سو برس کے لئے ویسے ہی ایک لمحہ کے لئے، پونچھ ڈالنے سے کفر جو واقع ہولیا مٹ نہ جائیگا جب تک از سر نو اسلام نہ لائے، جیسے جو مہادیو کے آگے دن بھر سجدہ میں پڑ رہے وہ بھی کافر اور جو سجدہ کرکے سر اٹھائے وہ بھی کافر، **والعیاذ باللہ تعالٰی۔**

(۳) وہ کافر تھے یہ اکفر ہوئے، دونوں فریق اسلام سے نکل گئے اور ان کی عورتیں ان کے نکاح سے، ان پر ویسے ہی مجمع کثیر میں علی الاعلان توبہ کرنا از سر نو مسلمان ہونا فرض ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا عملت سیئة فاحدث عندھا توبة السر بالسرو العلانیة بالعلانیة [1] رواہ الامام احمد فی الزھد و الطبرانی فی الکبیر بسندحسن عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	جب کوئی برائی کا ارتکاب کرے تو توبہ بھی اسی طرح کی جائے مثلا خفیہ گناہ پر خفیہ توبہ اور اعلانیہ گناہ پر اعلانیہ توبہ ضروری ہے، اسے امام احمد نے زہد میں اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں سند حسن کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل کیا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۰۳تا۳۰۵: از چھاؤنی میرٹھ صدر بازار مدرسہ امداد الاسلام معرفت مولوی عبدالمومن صاحب مدرس مسئولہ حافظ شیر محمد خاں امام مسجد وطالب علم مدرسہ ۲۰ جمادی الاولٰی ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

(۱) اگر قوم ہنود کا کوئی جلسہ ہو اور اس میں بہت سے مسلمان برضا ورغبت شامل ہوں اور ہندو مثل اپنے مسلمانوں کی پیشانیوں پر بھی چندن لگائیں اور مسلمان بخوشی لگوائیں اور تا اختتام جلسہ اس کو اپنی پیشانیوں پر باقی رکھیں تو مسلمانوں کا اپنی پیشانیوں پر قشقہ یعنی چندن لگوانا ان کے اسلام یا نکاح کے متعلق کیا حکم رکھتا ہے؟

(۲) اسی جلسہ کے ہندو لیڈر کی مسلمانوں کو جے پکارنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟

(۳) اور اگر بعض مسلمانوں کے بلا ان کے رضا ورغبت کے چندن لگادیا گیا ہو اور انھوں نے اس کو فورا پونچھ دیا ہو تو ان کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب:

(۱) بخوشی لگانے دینا اور خود لگانا ایک ہی حکم ہے، شراب یا پیشاب خود پئے یا دوسرا پلائے اور یہ منہ

---

[1] کنز العمال بحوالہ احمد بن حنبل فی الزھد حدیث ۱۰۱۸۰ موسسة الرسالہ بیروت ۴/ ۲۰۹

کھول دے دونوں ایک ہی ہیں قشقہ زنار کی طرح شعار کفر بلکہ اس سے بدتر شعار بت پرستی ہے۔ زنار بعض ملکوں کے یہود ونصارٰی میں بھی ہے اور قشقہ خاص علامت وشعار مذہب مشرکین وعبدۃ الاصنام، وہ لوگ اسلام سے خارج ہوگئے، اور ان کی عورتیں ان کے نکاح سے، اشباہ والنظائر میں ہے:

عبادۃ الصنم والاعتبار بما فی قلبه وکذا لوتزنر بزنار الیهود والنصارٰی دخل کنیستهم اولم یدخل [1]۔	بت کی عبادت کفر ہے جو دل میں تھا اس کا اعتبار نہیں، اسی طرح حکم ہے اگر یہود ونصارٰی کا زنار باندھا خواہ ان کے گرجا میں داخل ہو یا نہ ہو (ت)

خلاصہ وظہیریہ ومحیط ومنح الروض الازہر وغیرہ کتب معتمدہ میں ہے:

واللفظ لهذا فی الخلاصة من تزنر بزنار الیهود والنصارٰی وان لم یدخل کنیستهم کفر ومن شد علی وسطه حبلا وقال هذا زنار کفر وفی الظهیریة وحرم الزوج وفی المحیط لان هذا تصریح بما هو کفر وفی الظهیریة من وضع قلنسوة المجوس علی رأسه فقیل له فقال ینبغی ان یکون القلب سویا کفر [2]۔	خلاصہ میں الفاظ یہ ہیں اگر کسی نے یہود ونصارٰی کی طرح زنار باندھا تو کفر ہے اگرچہ ان کے گرجا میں داخل نہ ہو اور جس نے کمر میں رسی باندھی اور کہا یہ زنار ہے وہ کافر ہو جائے گا، ظہیریہ میں ہے اس پر بیوی حرام ہو جائے گی، محیط میں ہے کیونکہ یہ صراحۃ کفر ہے، ظہیریہ میں ہے: جس نے مجوسی کی ٹوپی پہنی اس پر اعتراض کیا گیا تو کہا دل درست ہونا چاہئے، تو یہ کفر ہے۔ (ت)

فتاوٰی امام طاہر بخاری وبحر الرائق وتنویر الابصار ودر مختار وعالمگیری وغیرہا میں ہے:

واللفظ للاول من اهدی بیضة الی المجوس یوم النوروز کفر [3]۔	یہ پہلی کتاب کے الفاظ ہیں جس نے نوروز کے دن کسی مجوسی کو انڈہ بھی تحفہ میں دیا تو یہ کفر ہے۔ (ت)

شرح فقہ اکبر میں ہے:

ای لانه اعانه علی کفرہ واغوائه اوتشبه بهم فی اهدائه [4]۔	کیونکہ یہ کفر واغوا پر مدد ہے یا ان کے ساتھ ہدایا میں مشابہت ہے۔ (ت)

---

[1] الاشباہ والنظائر کتاب السیر والردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۹۵

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۸۵

[3] خلاصۃ الفتاوٰی الجنس السادس فی تشبیہ الکفار مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ پاکستان ۴/ ۳۸۷

[4] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۸۶

شفا شریف واعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

کذا (ای یکفر) من فعل فعلا اجمع المسلمون علی انه لایصدر الامن کافر وان کان صاحبه مصر حا بالاسلام مع فعله کالمشی الی الکنائس مع اهلها بزیهم من الزنانیر وغیرها[1]۔	اسی طرح وہ بھی کافر ہے جس نے ایسا عمل کیا جس کے بارے میں تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہ صرف کافروں سے صادر ہوسکتا ہے اگرچہ وہ شخص اس فعل کے ساتھ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا پھرے مثلا اہل زنانیر کے ساتھ زنار پہن کران کے گرجوں میں جانا (ت)

(۲) حرام حرام سخت حرام، جے بولنا ہنود کا شعار ہے اور ہندو لیڈر کی جے پکارنا بحکم فقہائے کرام خود کفر ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا مدح الفاسق غضب الرب واهتز لذٰلك العرش[2]۔ رواه ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبة وابو یعلی فی مسنده والبیهقی فی شعب الایمان عن انس بن مالك وابن عدی عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنهما۔	جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب عزوجل غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے (اسے امام ابن ابی الدنیا نے "ذم الغیبۃ" میں ابویعلی نے اپنی مسند میں، بیہقی نے شعب الایمان میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابن عدی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

فاسق کا یہ حال ہے نہ کہ مشرک، فتاوٰی امام ظہیر الدین واشباہ علامہ محقق بحر ومتن شیخ الاسلام غزی تمرتاشی وشرح مدقق علائی دمشقی ومجمع الانہر علامہ شیخی زادہ رومی وغیرہا میں ہے:

تبجیل الکافر کفر فلو سلم علی الذمی تبجیلا کفر ولوقال للمجوسی یااستاذی تبجیلا کفر[3]۔	کافر کی تعظیم وتوقیر کفر ہے، اگر کسی نے ذمی کو بطور توقیر سلام کیا تو یہ کفر ہے، اگر کسی نے مجوسی کو تعظیما "یا استاد" کہا تو یہ بھی کفر ہے۔ (ت)

(۳) قشقہ کا کفران پر عائد نہیں مگر ایسی جگہ کیوں گئے کہ یہ نوبت پہنچی ایسے جلسے کی شرکت ہی حرام تھی۔

---

[1] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ فصل فی آخر الخطاء مکتبہ الحقیقیہ استنبول ترکی ص ۳۷۸

[2] شعب الایمان حدیث ۴۸۸۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/ ۲۳۰

[3] الاشباہ والنظائر باب السیر والردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۸۸

ہاں ایک دقیقہ اور ہے اور بلا رضا ورغبت ہونا اور، اور اس فعل شنیع کی انتہا درجے تک کراہت وناگواری اور، اگراس کی رغبت نہ تھی اور جس نے لگایا اس کے ساتھ اس نے وہی برتاؤ کیا جو بلاوجہ منہ پر جوتا مارنے والے کے ساتھ کرتا، جب تو جانے کہ واقعی اس نے اس کفر کو مکروہ وناگوار رکھا اور اگر ہنس کر چُپ رہا اور پونچھ ڈالا یا بقدر ضرورت اس پر نہ بگڑا تو جانئے کہ کراہت بھی نہیں گو رغبت نہ ہو، **ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۳۰۶: از میرٹھ صدر بازار مچھلی محلّہ پیتم درزی کی مسجد مرسلہ حکیم عبدالرحمٰن صاحب ۲۴ جمادی الاولٰی ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شہر میرٹھ کے اندر مہاتما گاندھی تشریف لائے۔ مجمع کثیر تھا، اہل ہنود کے بچوں نے کھیل تماشے کے طور پر اکثر مسلمانوں کے چندن لگایا اس کی بابت قاری محمد صالح پیش امام جامع مسجد صدر نے فتوٰی دیا کہ جن مسلمانوں کے چندن لگایا ہے وہ اپنی عورتوں کے پاس نہ جائیں جب تک تجدید ایمان اور دوبارہ نکاح نہ کرلیں۔ **بینوا توجروا**

الجواب:

مسلمانو! اللہ واحد قہار سے ڈرو، اسلام کو کھیل تماشہ نہ بناؤ، ہنود کے بچے ان کے بالجبر لگالیتے، یہ ضرور ان کی خوشی سے ہوا یا کم از کم اسے قبول کیا، بہرحال تجدید ایمان فرض ہے اور بعد تجدید ایمان بے تجدید نکاح عورتوں کو ہاتھ نہیں لگاسکتے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۳۰۷: از موضع رجہت ضلع گیا مرسلہ سید محمد حبیب صاحب ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ

ہولی دیوالی ہندوؤں کا پرب ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو یہ کس بنا پر جاری ہوا ہے؟ اس کی ابتداء کیسے ہوئی؟ مسلمان اگر اس کو کریں تو کیا ان پر کفر عائد ہوگا؟

الجواب:

ہولی دیوالی ہندوؤں کے شیطانی تہوار ہیں، جب ایران خلافت فاروقی میں فتح ہوا بھاگے ہوئے آتش پرست کچھ ہندوستان میں آئے ان کے یہاں دو[۲] عیدیں تھیں، [۱] نوروز کہ تحویل حمل ہے اور [۲] مہرگان کہ تحویل میزان، وہ عیدیں اور ان میں آگ کی پرستش ہندوؤں نے ان سے سیکھیں اور یہ چاند سورج دونوں کو پوجتے ہیں لہٰذا ان کے وقتوں میں یہ ترمیم کہ میکھ سنکھ رانت کی پورنماشی میں ہولی اور تلا سنکھ رانت کی اماوس میں دیوالی یہ سب رسوم کفار ہیں، مسلمانوں کو ان میں شرکت حرام اور اگر پسند کریں تو صریح کفر، غمز العیون میں ہے:

اتفق مشایخنا ان من رأی امر الکفار	ہمارے مشائخ کا اتفاق ہے کہ اگر کسی نے کفار

حسنا فقد کفر حتی قالوا فی رجل قال ترك الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوسی او ترك المضاجعة عندھم حال الحیض حسن فھو کافر [1]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	کے کسی معاملہ کو اچھا کہا تو وہ کافر ہو جائے گا حتی کہ انھوں نے اس شخص کو کافر قرار دیا جو یہ کہے کہ کھانے کے وقت مجوسی کے ہاں گفتگو نہ کرنا بہت اچھا عمل ہے یا ان کے ہاں حالت حیض ہمبستری نہ کرنا اچھا عمل ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۰۸: از موضع امریا ضلع بریلی ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین حنفی رحمہم اللہ تعالٰی اس مسئلہ میں کہ ایک بارات موضع پچپومی سے موضع امریا میں آئی، بعد نکاح لڑکی کے باپ اور لڑکے کے چچا مسمّٰی حسین بخش سے کسی بات پر نزاع لفظی واقع ہوئی جس کی وجہ سے تمام برادری کے خلاف حسین بخش اور ان کے برادروں نے کھانا نہیں کھایا، دوسرے روز رخصت کے وقت رحیم بخش لڑکی کے باپ نے سامان جہیز وغیرہ دے کر کہا کہ یہ موجود ہے اس کو لے جاؤ اور لڑکی اس وقت رخصت کروں گا جس وقت حسین بخش وپوے کھانا کھائیں گے، جب سب برادری نے حسین بخش وپوے کو مجبور کیا تو ہر دو شخص کھانا کھانے پر رضامند ہوگئے، پھر برادری والوں نے ان دونوں شخصوں سے کہا جب تم کھانے کھانے پر رضامند ہو تو تم کو لازم ہے کہ باہم مل کر ایک دوسرے کا قصور معاف کردو اس رائے کو سن کر رحیم بخش لڑکی کے باپ نے سب برادری کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں اپنے قصور پر نادم ہوں اور خدا ورسول کے واسطے ان سے معافی چاہتا ہوں یہ بات سن کر حیدر بخش نہایت غیظ وغضب میں یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ ہم خدا ورسول کو نہیں جانتے ہیں اور نہ ہم ملیں، ایسے الفاظ کہنے والے کی نسبت شرعا کیا حکم ہے؟

الجواب:

اگر واقع میں اس نے یہ لفظ کہے ہیں کہ وہ خدا اور سول کو نہیں جانتا تو کہنے والا اسلام سے گیا اور اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی، مسلمانوں پر فرض ہے کہ جب تک وہ توبہ کرکے از سر نو مسلمان نہ ہو اس کی موت وحیات کسی بات میں شریک نہ ہوں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۰۹ تا ۳۱۰: از پنڈول بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین ان مسائل میں کہ:

---

[1] الاشباہ والنظائر بحوالہ غمز العیون کتاب السیر والردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۹۵

(۱) از روئے فرمان اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یزید بخشا جائے گا یا نہیں؟
(۲) حضرت منصور شمس تبریز و سرمد نے ایسا لفظ کہا جس سے خدائی ثابت ہوتی ہے تو دار پر آئے اور کھال کھینچی گئی لیکن وہ ولی اللہ گنے جاتے ہیں، اور فرعون، ہامان، شداد اور نمرود نے دعوی خدائی کیا تو کافر فی النار ہوئے اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب:

(۱) یزید پلید کے بارے میں ائمہ اہلسنت کے تین قول ہیں، ۱ امام احمد وغیرہ اکابر اسے کافر جانتے ہیں تو ہر گز بخشش نہ ہوگی، اور ۲ امام غزالی وغیرہ مسلمان، تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر بخشش ضرور ہوگی، اور ۳ ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں کہ نہ ہم مسلمان کہیں گے نہ کافر۔ لہٰذا ہم بھی سکوت کریں گے۔

(۲) ان کافروں نے خود کہا ملعون ہوئے اور انھوں نے خود نہ کہا اس نے کہا جسے کہنا شایان ہے آواز ان میں سے مسموع ہوئی جیسے موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درخت سے سنا: "اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾"[1] میں ہی ہوں اللہ سارے جہاں کا، کیا درخت نے کہا تھا، حاشا بلکہ اللہ نے، یونہی یہ حضرات اس وقت شجرہ موسٰی ہوتے ہیں،

مسئلہ ۳۱۱: از ملک برہما مسجد اکھیم پوسٹ، مرسلہ مولوی عبدالعزیز خاں قادری　　۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ

ایک عالم کو ایک شخص نے گالی دی اس کی بیوی کو طلاق ثلاثہ ہوں گے یا بعد توبہ رجعت کر سکتا ہے؟

الجواب:

کسی خاص عالم کو کسی دنیوی وجہ سے گالی دینے سے عورت نکاح سے نہیں نکلتی۔ ہاں مطلقًا علماء کو یا خاص کسی عالم کو بوجہ علم دین برا کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، عورت فورًا نکاح سے نکل جاتی ہے مگر یہ فسخ نکاح ہوتا اسے طلاق نہیں، نہ ایک نہ تین، اسلام لانے کے بعد اگر عورت راضی ہو تو اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۳۱۲: از بمبئی نشان پاڑہ کواس روڈ طاہر ٹوپن بلڈنگ تیسرا مالا پوسٹ نمبر ۹ مرسلہ سید اسد اللہ حسین　　۲۵ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جو خود کو عالم ظاہر کرتا ہے اپنے وعظ میں بیان کرتا ہے کہ زین المجالس جس میں کرامات قطب الاقطاب غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ مرقوم ہیں سراسر غلط اور اس کا مؤلف مردود ہے، کتاب مذکور کا پڑھنا سننا حرام ہے،

---

[1] القرآن الکریم ۲۸/ ۳۰

جناب غوث پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اقوال مثل "قدمی ھٰذہ" الخ وغیرہ کے غلط ہیں یارسول اللہ اور یاغوث کہنا حرام ہے، قصائد خوانی میلاد شریف ناجائز ہے، اولیاء اللہ وغیرہم پر فاتحہ خوانی مثل گیارھویں شریف وغیرہ کے ناجائز ہے، ان اقوال کی تائید وتصدیق قرآن شریف کی قسم سے کرتا ہے، بس اس صورت میں شخص مذکور کس فرقہ کا آدمی ہے اس کا عقیدہ مطابق اہل سنت وجماعت ہے یانہیں؟ اگر نہیں تو ہم سنیوں کو اس کی مجلس وعظ میں شریک ہونا کیسا اور اس کے اقوال پر یقین لاکر جو منکر کرامات اولیاء ہوجائے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

ایسے اقوال کا قائل نہیں ہوتا مگر وہابی مسلمانوں کو اس کے وعظ میں جانا جائز نہیں، صحیح حدیث میں ارشاد ہوا:

ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم ۔[1]	ان سے بچو اور انھیں دور رکھو، وہ تمھیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں۔(ت)

کرامات اولیاء کا منکر گمراہ ہے، اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ کرامات اولیاء حق ہے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۳۱۳: از منڈوہ ضلع فتح پور ہسوہ ڈاکخانہ خاص مرسلہ حافظ محی الدین صاحب ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بلاعذر شرعی علی الاعلان روزہ رمضان المبارک کے ترک کرے اور اگر کسی نے نماز پڑھنے کے لئے کہا کہ اٹھو نماز پڑھو، تو جواب دیا کہ کون اٹھک بیٹھک کرے، اجی جتنے نمازی حاجی وحافظ ہیں سب بے ایمان ہیں، یا کسی نے روزہ رکھنے کو کہا تو جواب دیا کہ کون بھوکا مرے جس کے گھر میں کھانا نہ ہو وہ روزہ رکھے، ہم سے تو بھوکا نہیں مراجاتا، تمھیں روزہ رکھ کے بہشت میں چلے جانا اور ماہ رمضان المبارک میں سرراہ دروازہ پر بیٹھ کر آب نوشی وحقہ نوشی خود کرتا اور کراتا ہے اگر کوئی منع کرتا ہے کہ روزہ داروں کے سامنے مت کھاؤ پیو، تو جواب دیتا ہے کہ خدا سے چوری نہیں ہے تو بندے سے کون سی چوری ہے، سویہ سب باتیں زید کی کیسی ہیں؟ زید ان باتوں سے مسلمان ہے یانہیں؟ اور وہ لوگ کیسے ہیں جو زید کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اور ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اور زید کی ان باتوں سے خوش ہوتے ہیں۔ اس بیہودہ بکنے اور تمسخر کرنے سے زید کا نکاح اس کی عورت سے باطل

[1] صحیح مسلم النھی عن الروایۃ والضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰

ہوا یا قائم رہا؟ اگر باطل ہوا تو اولاد اس کی کیسی ہے؟ زید اور اس کے ساتھی کبھی کبھی جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز جمعہ وعیدین ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب:

صورت مستفسرہ میں زید پر حکم کفر ہے اور وہ لوگ جو اس کی ان باتوں سے خوش ہوتے ہیں ان پر بھی یہی حکم ہے، ان کے جمعہ وعیدین باطل ہیں، ان کی عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں، مسلمانوں کو ان سے میل جول حرام ہے، نہ ان کے پاس بیٹھنا جائز۔

قال اللہ تعالٰی "وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۝۶۸" [1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔** (ت)

مسئلہ ۳۱۴تا۳۱۷: از کوہ کسولی ضلع انبالہ کوٹھی بارک ماسٹر صاحب مرسلہ جان محمد خانساماں ۳ جمادی الاولٰی ۱۳۳۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین متین ان مسائل میں: قصبہ کسولی کے اندر ایک مسجد ہے اس میں مسلمانان کی طرف سے ایک پیش امام مقرر ہیں انھوں نے اپنے وعظ کے اندر بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک ایلچی تھے، اور حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس نام سے یاد کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

(۱) کیا نعوذ باللہ ایلچی کے نام سے حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یاد کرنے سے منقصت پائی جاتی ہے تو ایسے قائل کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور انھوں نے یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باحیات تو ہیں لیکن نماز نہیں پڑھتے اور نہ روضہ پاک سے باہر تشریف لاسکتے ہیں قیامت تک۔

(۲) کیا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نماز نہیں پڑھتے اور کیا روضہ پاک سے باہر تشریف نہیں لا سکتے؟ اور ایک مقام پر میلاد سرورکائنات علیہ التسلیم والتحیہ تھا وہاں ولادت کا ذکر میلاد خواں نے نہیں کیا، جلدی سے سلام پڑھ دیا اور پیش امام صاحب وعظ فرمانے بیٹھ گئے، اثنائے وعظ میں بیان کیا کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا اور میلاد شریف پڑھواتا ہے وہ جہنمی ہے۔

(۳) کیا تارک الصلوٰۃ کافر ہے؟

[1] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

(۴) کیا میلاد شریف پڑھوانے والا جہنمی ہے؟

الجواب:

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول اعظم ونائب اکبر خلیفہ اعظم ہیں، ایلچی وہ ہوتا ہے جس کو پیام یا خط پہنچانے کے سوا کوئی سرداری اور حکومت نہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اکرم میں اس لفظ کا استعمال کرنا بیشک تنقیص وتوہین ہے اور اس کا وہی حکم ہے جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام حیات حقیقی دنیاوی روحانی جسمانی سے زندہ ہیں، اپنے مزارات طیبہ میں نمازیں پڑھتے ہیں، روزی دئے جاتے ہیں، جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں، زمین وآسمان کی سلطنت میں تصرف فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون [1]۔	حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے مزارات میں زندہ ہیں اور نماز ادا فرماتے ہیں۔ (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔ [2]	بیشک اللہ تعالٰی نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کا زمین پر کھانا حرام فرمادیا ہے اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق دئے جاتے ہیں۔ (ت)

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:

اذن للانبیاء ان یخرجوا من قبورھم و یتصرفوا فی ملکوت السمٰوٰت و الارض [3]۔	حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے مزاراات سے باہر جانے اور آسمانوں اور زمین میں تصرف کی اجازت ہوتی ہے۔ (ت)

---

[1] شرح الصدور باب احوال الموتٰی فی قبورھم خلافت اکیڈمی مینگورہ سوات ص ۸۷، مجمع الزوائد باب ذکر الانبیاء علیہم السلام دار الکتاب العربی بیروت ۸/ ۲۱۱

[2] سنن ابن ماجہ آخر کتاب الجنائز ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۹

[3] الحاوی للفتاوٰی رسالہ تنویر الحلک دار الفکر بیروت ۲/ ۲۶۳

(۳) نماز نہ پڑھنا سخت کبیرہ ہے مگر اس کے جہنمی ہونے پر یقین نہیں ہوسکتا کہ کفر کے سواسب گناہ زیر مشیت الٰہی ہیں۔
(۴) اور میلاد مبارک پڑھوانے پر اگر جہنمی کہے تو خود مستحق جہنم ہے۔

مسئلہ ۳۱۸تا۳۱۹: از سنبھل محلّہ چمن سرائے متصل مزار جناب میرن شاہ صاحب مرسلہ احمد خاں ۹ جمادی الاولٰی ۱۳۳۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) جو شخص یہ کہے کہ جناب سرور کائنات فخر موجودات میں نقصان تھا تو اتنا تھا کہ حضور خدا نہ تھے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟

(۲) جو مسلمان یہ کہے کہ حضرت کا خیال نماز میں آجائے تو نماز نہ ہوگی اور گدھے خچر کا خیال آئے تو نماز ہوجائے گی، ایسا کہنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟ اور یہ کہنا حقارت نبی ہے یا نہیں؟ اور حقارت نبی کفر ہے یا نہیں؟
خدا تعالٰی کو برا کہنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟ بعض کہتے ہیں کہ حضور اقدس نے (ستر دلیل کفر ہوں اور ایک مسلمان ہونے کی) تو اس کو مسلمان فرمایا ہے اور آج کل ہزاروں مسلمانوں کو زبردستی کھینچ کر کافر بنایا جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب:

(۱) اس نے اچھے لفظوں میں ادا نہ کیا مگر جو بات کہی حق ہے بیشک سوا الوہیت و مستلزمات الوہیت کے سب فضائل و کمالات حضور کے لئے ثابت ہیں، امام محمد بوصیری بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

دع ماادعته النصاری فی نبیھم واحکم بماشئت مدحافیہ واحتکم [1]

جو کچھ نصارٰی نے اپنے نبی علیہ السلام کے بارے میں کہا تم وہ نہ کہو، اس کے علاوہ ہر مرتبہ ومقام آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے بیان کرسکتے ہو۔ت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:

مخواں اور خدا از بہر حفظ شرع وپاس دیں ۔۔۔ دگر ہر وصف کش می خواہی اندر مدحش املاکن [2]

(شریعت ودین کا پاس کرتے ہوئے آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خدا نہ کہو اس کے علاوہ ہر وصف کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مدح کرا ور لکھ سکتے ہو۔ت)

---

[1] قصیدہ بردہ شریف الفصل الثالث تاج کمپنی لاہور ص ۱۰
[2] دیوان عبدالحق المحدث الدہلوی

(۲) یہ ملعون بات ضرور کلمہ توہین ہے اور اس کے خبیث قائل پر بلاشبہ کفر لازم، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا کسی نبی یا فرشتہ کی توہین یا حضرت عزت جل جلالہ کو معاذاللہ بُرا کہنا بلاشبہ کفر ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایسا کہیں نہیں فرمایا، یہ حضور پر محض افتراء ہے، نہ ہر گز علماء محتاطین کسی مسلمان کو کھینچ کر کافر بنائیں، یہ ان پر افتراء ہے، اور اس کی تفصیل رسالہ **تمہید الایمان** میں ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۳۲۰: از بہرائچ محلّہ قاضی پورہ مسجد کالے خان مرسلہ نواب علی صاحب موذن مسجد ۲۰ جمادی الاولٰی ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ ایک مدعی صوفیت نے ایک بزرگ کے عرس کی تقریب میں ہر طبقہ کے لوگوں کو بلایا یہاں تک کہ ہنود بھی بلائے گئے، اور باوجود اطلاع عقائد باطلہ ایک لکچرار کو جلسہ میں تقریر کے واسطے کھڑا کیا اس شخص نے اس بڑے مجمع کے سامنے توحید پرستی کے پردہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور آپ کے مقربوں کی شان اقدس میں گستاخیاں کیں اور ان مقدس اور قدسی صفات حضرات کے صبر وتحمل کو نہایت شرمناک کمزوری اور نامردی سے تعبیر کیا، مثلاً یہ کہ سرور عالم وعالمیاں کو جب جنگ احد میں مجروح کیا گیا تو وہ کچھ بھی نہ کرسکے، حضرت علی شیر خدا ابن ملجم سے اپنی جان کی حفاظت نہ کرسکے وغیرہ وغیرہ، اور ایک حکیم حافظ عربی داں شخص ان بیانات کی تصدیق وتائید کی، جن لوگوں نے اس گستاخانہ مقرر کو بدعقیدہ کہا تھا ان کو تہدید کی اور اس مدعی تصوف کی شان میں چند اشعار پڑھے گئے، جب ایک شخص نے چاہا کہ ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کا جواب دے اور ان معزز اور مقتدر حضرات کے مناقب بیان کرے تو اس مصدق ومؤید وبانی جلسہ میں سرگوشی ہوئی اور منتظموں نے حصہ تقسیم کیا کہ لوگوں کے مجمع کو درہم برہم کردیا اور خود اس بیان زہر آلود پر نہ تقریر کرنے والے کو روکا نہ کسی طرح اظہار ناخوشی کیا بلکہ ان لوگوں کو جو تردید پر آمادہ تھے ہر امکانی طریقہ سے باز رکھنا چاہا تو اس بانی محفل ومؤید ومقرر سے عام مسلمانوں کو کس قسم کا برتاؤ کرنا چاہئے اور ان کی دینداری کے متعلق کیا خیال رکھنا چاہئے؟

الجواب:

سوال میں جو وہ لفظ ہیں یعنی شرمناک کمزوری اور نامردی اگر بعینہٖ یہ الفاظ اس مقرر نے کہے یا اور الفاظ ملعونہ جو ان کے ہم معنی ہوں تو اس کے کافر مرتد ہونے میں کوئی شبہ نہیں ایسے کہ **من شك فی کفرہ فقد کفر** [1] جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے، اور اس تقدیر پر جتنے اس کے

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

مؤید تھے سب مرتد ہیں اور جنھوں نے اس کی حمایت وطرفداری کے لئے اس کے رد سے روکا وہ سب بھی اسلام سے نکل گئے، اس تقدیر پر مسلمانوں کو ان کے ساتھ وہی برتاؤ لازم ہے جو مرتدین کے ساتھ ان سے میل جول حرام، سلام کلام حرام، موت وحیات میں کوئی معاملہ اسلامی ان سے برتنا حرام، اور گر رد سے روکنا اور مجمع منتشر کردینا اس کی طرفداری اور حمایت کے لئے نہ ہو، نہ اس کے کلام ملعون کو کفر نہ جاننے کے باعث تو دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ یہ انسداد نیچریانہ تہذیب خبیثہ کے باعث ہے تو مداہنت وشیطنت ہے اور اس کے مرتکب عذاب شدید کے مستوجب، اور اگر یہ بھی نہیں بلکہ رد میں اندیشہ فتنہ تھا رد کرنے والے کو اس سے بچانے کے لئے یہ بندش کی تو بحال صحت اندیشہ اور غلبہ مفسدہ ان روکنے والوں پر الزام نہیں۔

انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء مانوی[1]۔	اعمال کا مدار نیات پر ہے اور ہر آدمی کا حکم اس کی نیت کے مطابق ہے۔(ت)

اور اگر وہ الفاظ ملعونہ کلام مقرر میں نہ بعینہا تھے نہ ایسے الفاظ جو ان معنی کو مودی ہوں، بلکہ سائل نے اس کا مقصود ایسا سمجھ کر اسے ان الفاظ سے تعبیر کیا تو اگر دلائل وقرائن وسیاق وسباق سے ثابت ہو کہ اس کا یہی مقصود تھا تو اس پر وہی حکم کفر وارتداد ہے اور طرفداروں کے لئے بھی وہی احکام عود کرینگے جبکہ انھوں نے بھی یہی مقصود سمجھا یا، یہ مقصود ایسا واضح تھا جس کے سمجھنے میں کوئی اشتباہ نہ تھا، اور اگر دلائل وقرائن سے بھی مقصود ثابت نہ ہو تاہم اس میں شک نہیں کہ طرز ادب کے خلاف ہے، اس طور پر بیان دو ہی قوموں کا شیوہ ہے یا تو ملحدان بے دین یا وہابیان خوگر توہین، اور دونوں مردود وگمراہ ہیں باقی سیاق وسباق کلام وغیرہ متعلقات کی سائل نے تفصیل نہ کی کہ کوئی شق متعین کی جاتی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۲۱: از کوچین ضلع ملیبار محلّہ مٹانچیری مکان سیٹھ سلیمان قاسم میمن مرسلہ حاجی طاہر محمد مولانا ۲۰ جمادی الاولٰی ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خدا کو حاضر وناظر سمجھنا کیسا ہے اور وہ کون ہے؟

الجواب:

اللہ عزوجل شہید وبصیر ہے اسے حاضر وناظر نہ کہنا چاہئے یہاں تک کہ بعض علماء نے اس پر تکفیر کا خیال فرمایا اور اکابر کو اس کی نفی کی حاجت ہوئی، مجموعہ علامہ ابن وہبان میں ہے:

[1] صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲

ویاحاضر ویاناظر لیس بکفر [1]۔	یاحاضر یاناظر کہنا کفر نہیں۔(ت)

جو ایسا کہتا ہے خطا کرتا ہے بچنا چاہئے، واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۲۲: ۲۴ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک نام کے مسلمان نے ایک کتاب ضوء نور الحق المبین عربی زبان میں لکھی اور چھپوا کر اپنے ہم خیالوں میں بہ تعداد پانچ ہزار تقسیم کی اور اس کو مجالس عام میں برسر ممبر پڑھنے کا حکم دیا اور اس میں صفحہ ۳۴ پر یہ لکھا ہے:

فالمسلمون الذین یشھدون بکلمۃ الاخلاص وھم کافۃ اھل الجماعۃ والسنۃ وکلمۃ الاخلاص ھی التی قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ من قالھا مخلصا دخل الجنۃ وھی لاتقبل منھم وتردعلیھم لانھم لم یقروا الا بالرسول وحدہ وانکروا مرتبۃ الوصی۔	مسلمان وہ ہیں جو کلمہ اخلاص کی گواہی دیں اور وہ تمام اہل جماعت وسنت ہیں اور کلمہ اخلاص کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے اخلاص کے ساتھ پڑھ لیا وہ جنتی ہے اور یہ کلمہ ان سے قبول نہیں کیا جائے گا اور ان پر رد کردیا جائے گا کیونکہ انھوں نے صرف رسول کا اقرار کیا، مرتبہ وصی کا انکار کردیا۔(ت)

اور صفحہ ۳۵ پر ہے:

وان امام زمانکم محل من الدین محل الرسول۔	تمھارے زمانے کے امام کا مقام دین میں وہی ہے جو رسول کا مقام ہے۔(ت)

اور صفحہ ۴۳ پر ہے:

وان وصیہ علیّ امیر المومنین نظیرہ (ای نظیر الرسول) فی تمامہ وکمالہ۔	حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) امیر المومنین ہونے میں ان کی نظیر ہیں یعنی تمام وکمال میں رسول اللہ کی نظیر ہیں۔(ت)

اور صفحہ ۴۶ پر ہے:

وکان من کان فی ایامہ (ایام الرسول) لااستطاعۃ لھم فی قبول کل الحکمۃ	گویا جوان کے ایام میں تھا (یعنی حضور کے ایام میں) کہ بیک وقت تمام حکمت کا

[1] مجموعہ ابن وہبان

دفعۃ واحدۃ۔	قبول کرنا طاقت میں نہ تھا۔ (ت)

اور صفحہ ۱۶۳ پر حضرت جعفر رحمۃ اللہ تعالٰی کی نسبت لکھا ہے جنھوں نے بارہ لاکھ شیعوں کو سنی بنالیا تھا:

فمن وسواس خناس وسوس فی صدور الناس، فضل و اضل کثیرا من الناس یعنی جعفر النهر والی قرین ابلیس الواقع بہ عن رحمۃ اللہ تعالٰی الابلاس۔	وہ خناس کے وساوس میں سے ہے اس نے لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالے خود بھی گمراہ اور بہت سے لوگوں کو بھی گمراہ کیا یعنی جعفر النہر والی، وہ ابلیس کا سینگ ہے اس کی وجہ سے رحمت الٰہی سے مایوسی ہوئی۔ (ت)

پھر انھیں حضرت جعفر کی نسبت صفحہ ۱۶۴ پر ذٰلك الشیطن (وہ شیطان ہے۔ت) کا لفظ ہے، پس کیا حکم ہے شریعت کا ایسی کتاب کی نسبت جس میں اس قسم کے مذکورہ مضامین ہوں اور کیا فتوٰی ہے ایسی کتاب لکھنے اور چھپوا کر تقسیم کرنے اور منبروں پر حکماً پڑھوانے کی نسبت؟ اور کیا ارشاد ہے سنی مسلمانوں کو کہ وہ اس کتاب کی ضبطی اور مصنف کتاب کی تنبیہ کے لئے حاکم ملک سے چارہ جوئی قانونی کریں یا نہ کریں؟

الجواب:

یہ بات کیا سوال طلب ہے، رویش بیبیں حالش مپرس (اس کا چہرہ ہی دیکھ حال مت پوچھ۔ت) ظاہر ہے کہ ایسی ناپاک کتاب کسی رافضی غالی نجس القلب خبیث اللسان کی ہے، اس کی اشاعت اشاعت فاحشہ، اس کا لکھنا پڑھنا پڑھوانا سب اشد قطعی حرام، اس میں تمام اہلسنت بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین وکلمات کفریہ ہیں اس بارے میں قانونی چارہ جوئی اگر مفید ہو ممنوع نہیں مگر زمانہ وہ ہے کہ اس سے لاکھ لاکھ درجے بدتر کتابیں شائع ہو رہی ہیں جن میں وہ قطعی کفر ہیں کہ:

من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر [1]۔	جس نے اس کے کفر وعذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔ (ت)

جیسے حفظ الایمان وبراہین قاطعہ اور سب سے خبیث تر "فلسفہ اجتماع" جس میں سیدنا عیسٰی کلمۃ اللہ

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجہول النسب بچہ لکھا ہے رسولوں کو ماننا محض لغو بتایا ہے، رسول کی تعظیم باطل کہی ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو لکھا کہ انھوں نے اپنے مقلدوں کی آزادی پامال کردی اپنے اوپر اعتراض سے ان کی دہن دوزی کی، اپنی سطوت برقرار رکھنے کے لئے اپنی اور اپنے اہل بیت کی تعظیم کی آیتیں قرآن میں بڑھادیں، قرآن اپنے دعوی توحید میں سچا نہیں، نبی کی تعظیم بت پرستی ہے وغیرہ وغیرہ اشد ملعون کفر، پھر وہ قوم کے لیڈر بنتے ہیں اس کے مصنف کے اسلام پر شہادت دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ہم نے ہر طرح تحقیق کرلیا اس میں کوئی بات کفر کی نہیں، اور بعض دوسرے دفتر اس کی اشاعت کررہے ہیں **فالی اللہ المشتکی وانا للہ وانا الیہ راجعون ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس وربنا الرحمن المستعان علی ماتصفون ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۳۲۲: از خیر پور ٹالی اسٹیشن ٹامی والے ریاست بہاولپور بر خانقاہ مبارک مرسلہ عبدالرحیم نائب معلم مدرسہ عربیہ خیر پور شرقیہ ۲۸ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اور خالد دونوں بھائی حقیقی ہیں، مسمّٰی زید بقضائے الٰہی فوت ہوگیا ہے اور اس کا برادر خالد موجود ہے اور زید مرحوم کی دو بیویاں اور دو بیٹیاں موجود ہیں، زید مرحوم کے داماد نے مسمّٰی خالد کو کہا بموجب شریعت مبارکہ حصہ تقسیم ہونا چاہئے کیونکہ ہم تم اہل اسلام پابند شریعت کے ہیں شرع محمدی پر فیصلہ ہونا چاہئے خالد جو متروکہ زید پر قابض وجابر ہے صاف کہہ دیا کہ ہم کو شریعت نامنظور ہے بلکہ رواج منظور، اب فرمایئے کہ عندالشریعت خالد کا کیاحکم ہے نکاح رہا یا فسخ ہوگیا؟

الجواب:

اگر یہ بیان واقعی ہے تو خالد پر حکم کفر ہے اور یہ کہ اس کا نکاح فسخ ہوگیا اس پر توبہ فرض ہے، نئے سرے سے اسلام لائے، اس کے بعد اگر عورت راضی ہو اس سے دوبارہ نکاح کرے، عالمگیری میں ہے:

اذا قال الرجل لغیرہ حکم الشرع ھذہ الحادثۃ کذا فقال ذٰلک الغیر من برسم کارمی کنم نہ بشرع یکفر عند بعض المشائخ[1] اھ	جب کسی نے دوسرے سے کہا اس معاملہ میں شریعت کا حکم یہ ہے وہ دوسرا جوابا کہتا ہے میں تو رسم کے مطابق کروں گا نہ کہ شرع کے مطابق، تو بعض مشائخ

[1] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۲

اقول: وصورة النازلة اشد من هذا بكثير فان هذا اخبار عن عمله والرجل ربما يعمل بالمعصية وهو لا يرضاها فيكون عاصيا لا كافر العدم الاستحسان و الاستحلال بخلاف ماثمه فانه صريح فی عدم قبول الشرع وترجيح الرسم عليه فكان كالمسألة قبلها ترجيح قال لخصمه اذهب معی الی الشرع قال بيادة ببار تا بردم بے جبر نروم يكفر لانه عاند الشرع اھ[1] واللہ تعالٰی اعلم۔	کے نزدیک یہ کافر ہوجائے گا اھ۔ **میں کہتاہوں** صورت نازلہ مذکورہ صورت سے بہت زیادہ شدید ہے کیونکہ اس عمل کی اطلاع ہے اور آدمی بہت دفعہ معصیت کا عمل کرتا ہے مگر اسے گناہ تصور کرتا ہے اور دلی طور پر اس پر خوش نہیں ہوتا تو اب عاصی ٹھہرا نہ کہ کافر، کیونکہ اس نے اسے حلال تصور نہیں کیا بخلاف سوالیہ صورت کے یہاں قبول شرع کا انکار ہے اور رسم کو اس پر ترجیح دے رہا ہے یہ اس سے قبل والے مسئلہ جیسا ہے کسی نے مخالف سے کہا میرے ساتھ شریعت کی طرف چل، تو وہ کہنے لگا پیغام شریعت لادے تاکہ میں چلوں، بغیر جبر کے میں نہیں جاؤں گا، تو وہ کافر ہوجائے گا کیونکہ اس نے شریعت سے عناد کو روا رکھا اھ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۲۴: از قصبہ کسیر کلاں ڈاک خانہ خاص ضلع بلند شہر مرسلہ عبدالشکور صاحب ۵ رمضان ۱۳۳۷ھ

بسم الرحمن الرحیم

طریقت شعار حقیقت آثار جناب مولانا مولوی احمد رضاخاں صاحب دام ظلکم و فضلکم، بعد ابلاغ سلام مسنون الاسلام کے گزارش ہے کیافرماتے ہیں علمائے دین سوالات ذیل میں کہ بہشتی زیور کے چھٹے حصے میں لکھا ہے کہ "مُردوں کی روحیں اوقات متبرکہ شب جمعہ وغیرہ میں اپنے گھروں کو نہیں آتیں اگر کسی ایسی ویسی کتاب میں لکھا دیکھو جبھی ایسا عقیدہ مت رکھنا" باوجود احادیث صحیحہ اور اکثر روایات کتب معتبرہ اہل سنت وجماعت سے ارواح کا آنا ثابت، اس باب میں ہر چند مولوی اشرف علی تھانوی سے ان سب کتابوں کے اسمائے طیبہ وحوالہ جات جن سے ارواح کا آنا ثابت، لکھ کر دریافت کیا کہ کیا یہ سب کتابیں ایسی ویسی ہیں، اگر ایسی ویسی نہیں تو قرآن کو ایسی ویسی کہنے والے کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ اس پر مولوی صاحب نے جو جوابات جملہ خطوں کے بغیر دستخط اپنے تحریر فرمائے ہیں وہ قابل ملاحظہ حضور ہیں لہذا ہر ایک خط کی نقل مع جواب اس کے تحریر کی جاتی ہے۔

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۱

(عزیزی منظور مد عمرہ کا پہلا خط بنام مولوی اشرف علی تھانوی) جناب مولوی صاحب بعد السلام علیکم عرض ہے کہ جناب کی بعض تصنیفات مثل بہشتی زیور وغیرہ میں جملہ رسوم مروجہ اہل اسلام مثلاً قیام میلاد شریف و اعراس بزرگان دین وتعین گیارھویں شریف وطریق نیاز ایصال ثواب میت اور دعا کے لئے بروقت فاتحہ ہاتھ اٹھانا اور میت کا تیجا، دسواں، بیسواں، چہلم، سہ ماہی، ششماہی، برسی، سات جمعراتیں کرنا، اور بزرگوں سے استمداد چاہنا اور ان کے مزاروں پر چادریں چڑھانا اور عورتوں کو قبور اولیائے کرام پر بفرض زیارت کے جانا وغیرہ وغیرہ ناجائز وبدعت لکھا ہے، اور ان ایام میں ہماری طرف ایک رسالہ موسومہ "مفید آخرت" حصہ اول ودوم چھپ کر شائع ہوئے ہیں بغرض ملاحظہ جناب ہمراہ تحریر ہذا ارسال ہیں ان دونوں حصوں میں امور متذکرہ بالا کو بدلائل احادیث واقوال مشائخ کرام علمائے عظام وروایات فقہ جائز ومستحسن ثابت کیا گیا ہے اور نیز جناب نے "بہشتی زیور" کے حصہ چھ کے اس بیان میں جس میں ان رسموں کا بیان ہے جو کسی کے مرنے میں برتی جاتی ہیں، لکھا ہے: "بعض یہ سمجھتے ہیں کہ ان تاریخوں اور جمعرات کے دن اور شب برات وغیرہ کے دنوں میں مردوں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں اس بات کی شرع شریف میں کچھ اصل نہیں اور ان کے آنے کی ضرورت ہی کیا ہے کیونکہ جو کچھ ثواب مُردوں کو پہنچایا جاتا ہے اس کو خود اس کے ٹھکانے پر پہنچ جاتا ہے پھر اس کو کون ضرور ہے کہ مارامارا پھرے، پھر یہ بھی ہے کہ اگر مُردہ نیک اور بہشتی ہے تو ایسی بہار کی جگہ چھوڑ کر کیوں آنے لگا اور اگر بد اور دوزخی تو اس کو فرشتے کیوں چھوڑیں گے کہ عتاب سے چھوٹ کر سیر کرتا پھرے، غرض یہ بات بالکل بے جوڑ معلوم ہوتی ہے، اگر کسی ایسی ویسی کتاب میں لکھا ہوا دیکھو تب بھی ایسا عقیدہ مت رکھنا جس کتاب کو عالم سند نہ رکھیں وہ بھروسہ کی نہیں ہے۔"

برخلاف اس کے جناب مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب رام پوری نے اپنی کتاب "عمدۃ الفاتحہ" میں ارواح موتٰی کا اوقات متبرکہ میں اپنے گھروں کو آنا احادیث وکتب فقہ اقوال مشائخ کرام وعلمائے عظام سے ثابت کیا ہے، مشت نمونہ وہ روایات بھی یہاں لکھی جاتی ہیں، سنئے، اشعۃ اللمعات میں مولانا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں:

دربعضے روایات آمدہ است کہ ارواح میت می آید خانہ خود راشب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کنند ازوے یانہ[1]۔	بعض روایات میں منقول ہے کہ جمعہ کی رات میت کی روح اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہیں کہ اس کی طرف سے صدقہ کیا گیا ہے یا نہیں۔ (ت)

[1] اشعۃ اللمعات باب زیارت القبور مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۷۱۷-۱۶

دقائق الاخبار مصنفہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں ہے: "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول ہے کہ جس دن ہوتا ہے دن عید کا، یا دن جمعہ کا، یا روز عاشورہ کا، یا شب نصف شعبان، آتی ہیں روحیں مُردوں کی، اور کھڑی ہوتی ہیں اوپر اپنے گھروں کے، پس کہتی ہیں آیا ہے کوئی کہ یاد کرتا ہے مجھ کو، آیا ہے کوئی کہ رحم کرے اوپر ہمارے، آیا ہے کوئی کہ یاد کرے غربت ہماری کو، اے وہ لوگو! کہ رہتے ہو تم بیچ گھروں ہمارے کے، اے لوگو! اچھے ہوئے تم ساتھ اس کے اور بدبخت ہم ساتھ اس کے ہوئے، اور اے لوگو! کھڑے ہو تم بیچ کشادہ محلوں ہمارے کے، اور ہم درمیان قبروں تنگ کے، اور آیا ہے اے لوگو! ذلیل کیا تم نے یتیموں ہمارے کو، اے لوگو! نکاح کیا تم نے ساتھ عورتوں ہماری کے، آیا ہے کہ یاد کرے کوئی بیچ غربت اور فقر ہمارے کے، اعمال نامے تمھارے کشادہ ہیں اور اعمال نامے ہمارے لپٹے گئے" [1]

اور قریب قریب روایت اسی مضمون کی کتاب درر الحسان میں امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نقل فرماتے ہیں:

وعن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما اذا کان یوم العید ویوم العشر ویوم الجمعۃ الاولی من شھر رجب ولیلۃ النصف من شعبان ولیلۃ الجمعۃ یخرج الاموات من قبورھم ویقفون علی ابواب بیوتھم ویقولون ترحموا علینا فی اللیلۃ بصدقۃ ولو بلقمۃ من خبز فانا محتاجون الیھا فان لم یجدوا شیئا یرجعون بالحسرۃ [2]۔	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے جب عید کا دن، دسواں دن، ماہ رجب کا پہلا جمعہ، شب براءت (شعبان کی نصف) اور جمعہ کی رات آتی ہے تو اموات اپنی قبور سے نکل کر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور کہتے ہیں ہماری طرف سے اس رات صدقہ کرو اگرچہ روٹی کا ایک لقمہ ہی دو کیونکہ ہم اس کے ضرورت مند ہیں اگر وہ کچھ صدقہ نہ کریں تو بڑے افسوس سے لوٹتے ہیں (ت)

دستور القضاۃ مصنفہ صدر الدین رشید تبریزی میں فتاوٰی نسفیہ سے منقول ہے:

ان ارواح المؤمنین یأتون فی کل لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ فیقومون بفناء بیوتھم	اہل ایمان کی ارواح ہر جمعہ کی رات اور دن کو اپنے گھروں کے صحن میں آکر غمناک آواز دیتی ہیں: اے

[1] دقائق الاخبار

[2] درر الحسان فی البعث ونعیم الجنان للسیوطی

ثم ینادی کل واحد منهم بصوت حزین یااهلی ویا اولادی یا اقربائی اعطفوا علینا بالصدقة واذکرونا ولاتنسونا وارحمونا فی غربتنا قد کان هذا المال الذی فی ایدیکم فی ایدینا فیرجعون منهم باکیا حزینا ثم ینادی کل واحد منهم بصوت حزین اللهم قنطهم من الرحمة کما قنطونا من الدعاء والصدقة[1]۔	میرے گھروالو، اے میری اولاد، اے میرے رشتہ دارو، ہم پر صدقہ کرکے مہربانی کرو، ہمیں یاد رکھو، ہمیں بھول نہ جاؤ، ہماری غربت پر رحم کرو، یہ مال جو تمھارے ہاتھوں میں ہے یہ کبھی ہمارے پاس بھی تھا پھر وہ غمگین روتے ہوئے واپس جاتے ہیں، پھر ان میں سے ہر کوئی غمگین آواز سے کہتاہے اے اللہ! ان کو رحمت سے اسی طرح دور فرما جس طرح انھوں نے ہمیں دعا وصدقہ سے مایوس کیا ہے۔(ت)

اشباہ والنظائر احکام جمعہ میں مسطور ہے: وفیه یجتمع الارواح[2] یعنی جمعہ کے دن روحیں اکٹھی ہوتی ہیں، روضۃ الریاحین میں ہے:

مذهب اهل السنة ان ارواح الموتٰی فی بعض الاوقات من علیین وسجین یاتون الی اجساد هم فی قبورهم عند مایرید الله تعالٰی خصوصا فی لیلة الجمعة ویومها ویجلسون ویتحدثون[3]۔	اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اموات کی ارواح جب اللہ تعالٰی چاہتاہے علیین اور سجین سے اپنے اجسام کی طرف آتی ہیں خصوصا جمعہ کی رات، دن میں آپس میں بیٹھ کر گفتگو کرتی ہیں(ت)

بخوف تطویل اس قدر ہی روایات پر بس، ورنہ اور بھی کتب معتبرہ خزانۃ الروایات اور عوارف المعارف اور تذکرۃ الموتٰی مصنفہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالٰی سے ارواح موتٰی کااوقات متبرکہ میں اپنے گھروں کو آنا ثابت ہے، چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فتاوٰی عزیزی ترجمہ سرور عزیزی میں فرماتے ہیں: "مُردے اوقات متبرکہ میں مثلاشب جمعہ اور شب قدر میں اپنے ان عزیزوں کے پاس گزرتے

[1] دستور القضاۃ صدر الدین رشید تبریزی

[2] الاشباہ والنظائر باب احکام الجمعہ ادارۃ القرآن کراچی ۲/ ۲۳۹

[3] روضۃ الریاحین

ہیں کہ وہ عزیزان اموات کو یاد کرتے ہیں قدر ضرورت"[1]

جناب آپ کی عبارت بالا دیکھنے اور ان سب روایات کے غور کرنے سے عوام الناس نہایت مبتلائے اوہام اور مشکوک ہیں،اب سوال یہ ہے کہ آپ کے اقوال قابل تسلیم یا یہ جملہ روایات منقولہ اور کتب حوالہ جات روایات منقولہ کو کیا تصور کیا جائے،آیا یہ سب کتابیں ایسی ویسی ہیں جن کی عالم سند نہیں رکھتے، تحقیق کیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں، یا یہ کہ وہی درست ہے جو جناب کی کتاب زشتی زیور وغیرہ میں لکھا ہے عنداللہ بواپسی ڈاک جواب باصواب بنظر انصاف مستفید فرمائے تاکہ خاطر جمع ہوں اللہ آپ کو اس کی جزائے خیر دے گا،جواب کے واسطے ٹکٹ مرسل ہے،۵ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ

(پہلے خط کا جواب از طرف تھانوی):

السلام علیکم اگر تقلید پر اکتفا ہے تو جو شخص آپ کے نزدیک قابل اعتماد ہو اس کا اتباع کیجئے اور اگر تحقیق کا شوق ہے تو یہ خط لے کر تشریف لے آیئے بشرطیکہ کچھ علوم دینیہ سے مناسبت بھی ہو،

(دوسرا خط بنام تھانوی):

جناب تھانوی صاحب ! اسلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آنا اپنے گھروں کو ارواح موتٰی کا اوقات متبرکہ مثل شب جمعہ وغیرہ میں اپنے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، جیسا کہ اشعۃ اللمعات میں ہے:

در بعضے روایات آوردہ است کہ ارواح میت می آید خانہ خود راشب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق مے کنند از وے یانہ[2]۔	بعض روایات میں منقول ہیں کہ جمعہ کی رات میت کی روح اپنے گھر آتی ہے،اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کیا گیا ہے یا نہ۔(ت)

اور نیز اکثر کتب معتبرہ اہل سنت وجماعت فقہ وحدیث وتفاسیر مثلاً دقائق الاخبار، درر الحسان، دستور القضاۃ، فتاوٰی نسفیہ، اشباہ والنظائر، روضۃ الریاحین، خزانۃ الروایات، عوارف المعارف، تذکرۃ الموتٰی، فتاوٰی عزیزی وتفسیر عزیزی میں ارواح کا آنا مسطور، لیکن جناب کی زشتی زیور کے حصہ چھ میں "ارواح موتٰی کا اوقات متبرکہ میں اپنے گھروں میں نہ آنا" اس شدومد کے ساتھ مذکور کہ "اگر

[1] سرور عزیزی ترجمہ فتاوٰی عزیزی

[2] اشعۃ اللمعات باب زیارت القبور مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۷۱۷

ایسی ویسی کتاب میں لکھا ہوا دیکھو تب بھی ایسا اعتقاد مت رکھنا" تو سوال یہ ہے کہ یہ لکھنا جناب کا کس صورت پر محمول کیا جاوے، آیا سب کتابیں مذکور الصدر جن سے ارواح کا آنا ثابت ہے، ایسی ویسی کتب میں اور گر نہیں تو ان کتابوں کو ایسی ویسی سمجھنے والے کے حق میں شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ عنداللہ غور فرما کر جواب حق سے مع مہر اور دستخط کے دریغ نہ کریئے گا۔ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

(دوسرے خط کا جواب از طرف تھانوی):

وعلیکم السلام، چونکہ انداز عبارت سے مقصود اعتراض معلوم ہوتا ہے اور جس پر اعتراض کرنا مقصود ہو اس سے استفسار کرنا نامناسب ہے اس لئے جواب نہیں دیا گیا کیونکہ مقصود استفتاء سے دوسرا ہوتا ہے یعنی طلب حکم العمل، اور ان دونوں غرضوں سے منافات معلوم۔

(تیسرا خط بنام تھانوی)

جناب، السلام علیکم، افسوس مسئلہ حل طلب جناب کو دوبارہ لکھا لیکن جواب جواب باوجودیکہ فقیر کو نہ اعتراض مرغوب، نہ کوئی مناظرہ محبوب، بلکہ اظہار حق مطلوب، کتب معتبرہ اہل سنت وجماعت جن کے اسمائے طیبہ پچھلے خطوں میں بالتصریح مذکور، جب یہ ایسی ویسی نہیں تو ان کو ایسی ویسی سمجھنے والے کی نسبت جو حکم شرع ہو اس کے لکھنے میں آپ کو کیا تامل ہے، ہاں البتہ آپ کے اس لفظ ایسی ویسی کے لکھنے میں شامل ضرور ہوتی ہیں، شاید جس کی وجہ سے اظہار حق میں کچھ دریغ ہے، اگر بہ تقاضائے بشریت جناب سے کوئی سہو وخطا اس کلمہ ایسی ویسی کے لکھنے میں مضمر ہے تو آگاہیت پر ان کلمات کی واپسی میں کیا عذر ہے اور اگر خاص کوئی تاویل ہے تو اس سے عنداللہ مع دستخط ومہر کے بواپسی ڈاک صاف صاف طور سے عوام کو مطلع فرمادیجئے گا بلحاظ اس کے تاکہ ظن قائم کریں اگر آپ نے صاف صاف جواب جواب بھی نہ دیا تو پھر مجبوراً یہی متصور ہوگا کہ آپ کو کتب معلومہ سے انحراف ہے، اس پر پھر جو حکم شرعی ہوگا علمائے اہل سنت وجماعت سے استفتا لے کر بذریعہ اشتہار مشتہر کردیا جائے گا، ۹ فروری ۱۹۱۹ء

(تیسرے خط کا جواب از طرف تھانوی):

السلام علیکم، مجھ کو جو کچھ عرض کرنا تھا کرچکا، فقط۔

جناب من! تینوں خط مع جواب ان کے پیش خدمت بعد ملاحظہ مخفی نہ رہے گا مولوی صاحب نے اصل جواب کے دینے میں کس قدر ایچ پیچ لگائے ہیں، اور جو مقصود سوال تھا ان کے جوابات میں وہ قطعی مفقود، اب سوال یہ ہے کہ اس عبارت زشتی زیور سے کہ جس میں جو لکھا ہے "ارواح موتی کا اوقات متبرکہ میں اپنے گھروں کو آنا اگر کسی ایسی ویسی کتاب میں لکھا ہوا دیکھو تب بھی ایسا اعتقاد مت رکھنا"

اس سے اور نیز خطوط مذکورہ کے جوابات سے یہ امر ثابت ہے یا نہیں کہ مولوی صاحب کو جملہ احادیث و روایات، کتب معتبرہ اہل سنت وجماعت جن میں ارواح کا آنا ثابت ایسی ویسی اور جو شخص ان سب احادیث روایات کو ایسی ویسی کہے اس کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟

الجواب:

تھانوی نے حفظ الایمان میں حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صریح توہین کی اور شدید گالیاں دیں جس پر علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق اس پر حکم کفر دیا اور صاف فرمادیا کہ:

من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر [1]۔	جو اس کے اقوال پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں شک بھی کرے وہ بھی کافر ہے۔

اس کے بعد اس کی ایسی ویسی باتوں پر کیا التفات اور کتب دینیہ کی توہین کی کیا شکایت، **ماعلی مثله بعد الخطاء** (خطاکے بعد اس کی مثل مجھ پر نہیں۔ت) **واللہ تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۳۲۵: از او، آر، ریلوے ٹیلیگراف ٹریننگ اسکول مرسلہ سید اعجاز احمد صاحب اسٹیشن ماسٹر ۲۰ رمضان ۱۳۳۷ھ

میرے تاجدار آقا، حضور کے سایہ رحمت میں حق سبحانہ وتعالٰی اس کمینہ کو امان عطافرمائے، ایک صاحب کہتے ہیں کہ ماحصل یہ کہ اعمال صالحہ کرنے سے کبھی نہ کبھی جنت میں جائے گا اگرچہ کسی نبی یا خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے، اس پر یہ آیت پیش کرتا ہے پارہ "لایحب اللہ" سورہ مائدہ ع ۱۰:

"اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۹﴾" [2]	اس میں کچھ شک نہیں جو کوئی مسلمان ہیں اور جو یہودی ہیں اور صابی اور نصارٰی ان میں سے جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاوے اور نیک عمل بھی کرے تو قیامت کے دن ایسے لوگوں پر نہ کسی قسم کا خوف طاری ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر رہیں گے۔

گویا کہ نصارٰی یہودی وغیرہ اگر اللہ وروز آخرت پر ایمان لاویں اور نیک عمل کریں اگرچہ حضور صلی اللہ

[1] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

[2] القرآن الکریم ۵/ ۶۹

تعالٰی علیہ وسلم پر ایمان نہ لاویں تب بھی جنت کے مستحق ہیں، میں نے اس شخص کو اٰمنوا باللہ ورسولہ (اللہ تعالٰی اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ت) اور نیز بعد کی آیت پڑھ کر سمجھایا کہ اول ایمان عقیدہ ہے بعد کو اعمال صالحہ، اگر عقائد ٹھیک نہیں، اللہ تعالٰی کے محبوبوں کی عظمت دل میں نہیں لاکھ اعمال صالحہ کرے جنت کا مستحق نہیں، اس کے جواب میں وہ آیت پیش کرتا ہے حضور سے گزارش ہے کہ فوراً اس کا رد اور اس آیت کے واضح معنی نیز بغیر مسلمان ہوئے لاکھ اعمال صالحہ کرے کسی طرح جنت کا مستحق نہیں اگرچہ کسی نبی پر ایمان نہ لائے اس کو اعمال صالحہ اس کے کام آویں گے یعنی وہ جنت کا مستحق ہے، ورنہ کلام سے ثبوت مانگتا ہے،

الجواب:

اللہ عزوجل اپنے غضب سے بچائے اور شیطان لعین کے دھوکوں سے پناہ دے، قرآن عظیم اول تا اخر انبیاء پر عموماً اور حضور پر نور سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والثناء پر خصوصاً ایمان لانے کا حکم دے رہا ہے، ان کی تکذیب کرنے والوں پر لعنت وعذاب اتار رہا ہے، اور یہ کہ دین صرف دین اسلام ہے اور یہ کہ کافر کا کوئی عمل صالح نہیں سب باطل وناکام ہے جسے دن کو آفتاب نظر نہ آئے وہ اپنی آنکھوں کو روئے، ہم صدہا آیات کریمہ سے بعض کی تلاوت سے شرف لیں گے نہ اس لئے کہ جو دیدہ ودانستہ اندھا بنا ہو اس کی آنکھیں کھلیں اس کی تو قیامت کے دن بھی پٹ ہی ہوں گی۔

"وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا ؕ"[1]	اور ہم انھیں قیامت کے دین ان کے منہ کے بل اٹھائیں گے اندھے اور گونگے اور بہرے۔ (ت)

بلکہ اس لئے کہ کوئی جاہل سا جاہل مسلمان کسی ملعون کے دھوکے میں نہ آجائے۔

آیت ۱: سب سے پہلے جو اس کج فہم نے اپنے ثبوت میں پیش کی یہی اس زعم پر لعنت برسا رہی ہے، اس میں اللہ پر ایمان لانا تو شرط نجات فرمایا ہے، اس قدر تو وہ شخص بھی جانتا ہے مگر اللہ پر ایمان ہوتا تو اللہ پر ایمان کے معنی جانتا، اللہ پر ایمان یہ نہیں کہ لفظ اللہ مان لیا بلکہ ایمان تصدیق کا نام ہے، جو اللہ عزوجل کے ہر ہر کلام کی تصدیق قطعی سچے دل سے کرتا ہو وہ اللہ عزوجل پر ایمان رکھتا ہے اور جو اس کے کسی کلام میں شبہ بھی لائے اسے ہر گز اللہ پر ایمان نہیں کہ اس کی سب باتوں کی تصدیق نہیں کرتا، اب کلام اللہ کو دیکھئے روشن تصریحوں سے انبیائے کرام وحضور سید الانام

[1] القرآن الکریم ۱۷/ ۹۷

علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کی نبوت ورسالت کا بیان ہے، ازاں جملہ "مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ"[1] محمد اللہ کے رسول ہیں، "یٰسٓ ۚ﴿۱﴾ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۳﴾"[2] اے سردار مجھے حکمت والے قرآن کی قسم بیشک تم رسولوں سے ہو، "وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوۡلُہٗ"[3] اللہ خوب جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو۔ یوہیں نوح وابراہیم وموسٰی وعیسٰی وہارون ویعقوب وادریس والیاس ولوط ویونس واسمٰعیل واسحٰق وداؤد وسلیمان وزکریا ویحیٰی وہود وشعیب وصالح وغیرہم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کی نسبت، توجو ان میں کسی کی نبوت میں شک کرے اللہ تعالٰی کی تصدیق نہیں کرتا تو ہرگز ہرگز اللہ ہی پر ایمان نہیں رکھتا کسی طرح اس آیت کے حکم میں نہیں آسکتا، اصل یہ ہے کہ ایمان باللہ میں جملہ ضروریات دین پر ایمان داخل ہے کہ ان میں سے کسی بات کی تکذیب رب کی تکذیب ہے اور رب کی تکذیب رب کے ساتھ کفر ہے، پھر رب پر ایمان کہا، یوم آخر بھی انہیں میں داخل ہے جسے مہتم بالشان ہونے کے سبب جدا ذکر فرمایا، جس طرح آیہ کریمہ:

"وَالَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ وَبِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۴﴾"[4]	اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمھاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں (ت)

میں اسے تین بار ذکر فرمایا کہ وہ جو قرآن عظیم پر ایمان لاتے ہیں اور اس سے پہلے کتابوں پر بھی اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں، آخرت پر ایمان قرآن عظیم پر ایمان میں آگیا، پھر اگلی کتابوں پر ایمان میں آیا کہ سب میں اس کا ذکر ہے، تیسری بار اسے پھر جدا ذکر فرمایا یوہیں یہاں ولہذا جابجا صرف ایمان باللہ وعمل صالح پر ایسے وعدے فرمائے یوم آخرت کا ذکر نہ فرمایا مثلاً سورہ طلاق میں:

"وَمَنۡ یُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ وَیَعۡمَلۡ صَالِحًا یُّدۡخِلۡہُ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ قَدۡ اَحۡسَنَ اللّٰہُ لَہٗ رِزۡقًا ﴿۱۱﴾"[5]	جو اللہ پر ایمان لائے اور نیک کام کرے اللہ انھیں جنتوں میں لے جائے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں، بیشک اللہ نے ان کے لئے اچھا رزق لکھا ہے۔ (ت)

[1] القرآن الکریم ۴۸/ ۲۹

[2] القرآن الکریم ۳۶/ ۳۔۲۔۱

[3] القرآن الکریم ۶۳/ ۱

[4] القرآن الکریم ۲/ ۴

[5] القرآن الکریم ۶۵/ ۱۱

اسی طرح سوہ تغابن میں بالجملہ ایمان باللہ میں سب ضروریات کتابوں، رسولوں، فرشتوں، قیامت وغیرہا پر ایمان لانا داخل ہے، تو آیت کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ یہود نصرانی، صابی کوئی بھی ہو جو تمام ضروریات دین پر اسلام لائے، (قرآن عظیم کو کلام اللہ، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سچا رسول اللہ اور **خاتم النبیین** مانے کہ سب ضروریات دین اس میں آگئے، جب تک وہ کوئی قول یا فعل منافی تصدیق نہ کرے) اور نیک کام کرے (یعنی شریعت مطہرہ محمدیہ کے مطابق کیونکہ ان کو خاتم النبیین مان چکا تو جو کام ان کی شریعت کے خلاف ہے منسوخ یا مردود ہے) اس پر کچھ خوف وغم نہیں، خلاصہ یہ کہ نعمت کچھ انھیں اشخاص مسلمین کے لئے خاص نہیں بلکہ کوئی بھی ہو کسی بھی مذہب وملت کا ہو جو اسلامی عقیدے مانے اور شریعت محمدی پر چلے اس پر کچھ خوف وغم نہیں تو آیہ کریمہ اس آیت کی نظیر ہے کہ:

"فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ"[1]	اے مسلمانو! اگر یہود ونصارٰی بھی ان تمام باتوں پر ایمان لے آئیں جن پر تمھارا ایمان ہے تو وہ بھی راہ پاجائیں،

یہ مطلب اس آیت کا ہے، منکر سوچے کہ اب اس کا باطل شبہ کدھر گیا، مسلمان دیکھیں کہ جو آیت اس کار د ہے اسی کو اپنی سند بنایا، یہ اگر تعصب نہیں تو ابلیس لعین کا کیسا سخت دھوکا ہے، **والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔**

آیت ۲: ایک سخت چالاکی بلکہ کلام اللہ میں تحریف کے قبیل سے ہے اس آیت کو دکھانا اور اس سے متصل اوپر کی آیت کا چھپانا جو مطلب صاف فرمارہی ہے وہ آیہ کریمہ یہ ہے:

"قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَیْءٍ حَتّٰى تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ لَیَزِیْدَنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْیَانًا وَّ كُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۶۸﴾"[2]	اے محبوب! ان یہود ونصارٰی سے فرمادو کہ اے کتاب والو! تم نرے باطل پر ہو جب تک توریت وانجیل اور جو کچھ تمھارے رب سے تمھاری طرف اترا تھا اسے قائم نہ کرو، اور اے محبوب! بیشک ان میں بہتوں کو اس قرآن سے سرکشی اور کفر بڑھے گا تو تم ان کافروں کا غم نہ کھاؤ،

قرآن عظیم فرماتا ہے کہ یہود ونصارٰی جب تک توریت وانجیل کو قائم نہ کریں نرے باطل پر ہیں اور

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۳۷

[2] القرآن الکریم ۵/ ۶۸

قرآن سے سرکشی کرکے کافر جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نہ مانے اس کا قرآن عظیم سے سرکشی کرنا تو ظاہر وواضح، اور اس نے توریت وانجیل بھی قائم نہ کی کہ ان میں بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بشارتیں تھیں، اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

"اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ٘" [1]	میں اپنی رحمت ان کے لئے لکھوں گا، جو پیروی کریں گے رسول نبی امی کی جسے اپنے پاس لکھا ہوا پائیں گے توریت وانجیل کی۔

اور فرماتا ہے:

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ" [2]	محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل (الی قولہ تعالٰی) ان کا یہ وصف توریت میں ہے اور ان کی ثناء ہے انجیل میں۔ (ت)

اور عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ذکر فرماتا ہے:

"مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُؕ" [3]	میں بشارت دیتا آیا ہوں ان رسول کی جن کا نام پاک احمد ہے۔

تو جس نے احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نہ مانا اس نے توریت وانجیل قائم نہ کی بلکہ پھینک دی، اور قرآن عظیم سے سرکش ہوا، اور اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ وہ کافر ہے پھر ایمان میں کیونکر شامل ہوسکتا ہے، انصاف والے کے لئے خود وہی آیت کہ منکر نے پڑھی اور برابر کی آیت کہ اس نے چھوڑ دی، کفایت کرتی ہیں صدہا میں سے تبرکا دوچار اور سن لیجئے۔

آیت ۳: آیہ کریمہ "اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ" [4] میں حضور کے اوصاف کریمہ ذکر کرکے فرماتا ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۷/ ۱۵۷

[2] القرآن الکریم ۴۸/ ۲۹

[3] القرآن الکریم ۶۱/ ۶

[4] القرآن الکریم ۷/ ۱۵۷

"فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۠ ﴿۱۵۷﴾ "[1]	توجو اس نبی اُمّی پر ایمان لائے اور اس کی تعظیم ومدد کی اور اس نور کے پیروہوئے جو اس کے ساتھ اتارا گیا وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

ثابت ہوا کہ جب تک محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے اور ان کی تعظیم نہ کرے ہرگز فلاح نہ پائے گا اگرچہ اپنے زعم میں کیسے ہی نیک عمل رکھتا ہو۔

آیت ۴: اس کے متصل فرماتا ہے:

"قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا ِالَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ "[2]	اے محبوب! تم فرمادو کہ اے لوگو! میں تمام آدمیوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں وہ کہ زمین وآسمان میں اسی کی بادشاہی ہے اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہی جلائے اور مارے، تو ایمان لاؤاللہ اور اس کے رسول نبی امی پر کہ اللہ اور اس کے کلاموں پر ایمان لاتا ہے اور اس کی پیروی کرو کہ تمھیں ہدایت ہو،

معلوم ہوا کہ ہدایت تو نبی امی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ماننے پر موقوف ہے جو ان کو نہ مانے اسے ہدایت نہیں، اور جب ہدایت نہیں ایمان کہاں، تو "مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ"[3] (جو کوئی سچے دل سے اللہ اور قیامت پر ایمان لائے۔ت) میں کیونکر آسکتا ہے۔ **آیت ۵:**

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ	بیشک جو انکار کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں کا اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں جدائی ڈال دیں، اور کہتے ہیں کہ ہم کسی پر ایمان لائیں گے اور کسی کے منکر ہوں گے، اور چاہتے ہیں کہ سب پر ایمان اور سب سے کفر کے بیچ میں کوئی راستہ نکالیں وہی پورے پکے کافر ہیں، اور ہم نے کافروں

[1] القرآن الکریم ۷/ ۱۵۷

[2] القرآن الکریم ۷/ ۱۵۸

[3] القرآن الکریم ۵/ ۶۹

آیت	ترجمہ
وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓىِٕكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ "[1]	کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں کسی کے انکار اور باقی پر ایمان سے ان میں جدائی نہ ڈالی عنقریب اللہ ان کو ان کے ثواب دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیہ کریمہ نے صاف فرمادیا کہ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان میں جدائی ڈالنے والا پکا کافر ہے، اور یہ کہ جو ان سب کو مانے اور ایک ہی کا منکر ہو وہ اللہ اور سب رسولوں کا منکر اور ویسا ہی پکا کھلا کافر ہے، یہ نہیں کہ جو سب کو مانیں وہ مسلمان اور جو سب سے منکر وہ کافر، اور یہ جو بعض کو مانتے ہیں اور بعض کے منکر ہیں کچھ اور ہوں، نہیں نہیں یہ بھی کل کے منکر کی طرح پورے کافر ہیں بیچ میں کوئی راہ نکل ہی نہیں سکتی۔

آیت ۶:

آیت	ترجمہ
"اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ "[2] **آیت ۷:** "وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ "[3]	بیشک اللہ کے نزدیک دین یہی اسلام ہے یہود و نصارٰی نے دانستہ براہ سرکشی اس کا خلاف کیا اور جو اللہ کی آیتوں سے کافر ہوا بے غم نہ ہو اللہ جلد حساب لینے والا ہے، اگر وہ تم سے جھگڑیں تو فرمادو کہ میں اور میرے پیرو تو سب اللہ کے لئے اسلام لائے اور یہود ونصارٰی ومشرکین سب سے کہو کیا تم مسلمان ہوتے ہو، اگر اسلام لائیں تو راہ پاجائیں اور منہ پھیر دیں تو تم پر صرف پہنچادینا ہے اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ جو اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے وہ ہر گز قبول نہ فرمایا جائے گا، اور اسے آخرت میں خسارہ رہے گا

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۱۵۰تا۱۵۲

[2] القرآن الکریم ۳/ ۲۰۔۱۹

[3] القرآن الکریم ۳/ ۸۵

آیت ۸:

"اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ "[1]	یہود ونصارٰی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایسا پہچانتے تھے جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور ان میں ایک گروہ دانستہ حق کو چھپاتا ہے۔

اور ساتویں پارہ میں اس کے بعد یوں فرمایا:

"اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ "[2]	وہ جنھوں نے اپنی جان خسارہ میں ڈالی وہ ان پہچانے ہوئے نبی پر ایمان نہیں لاتے۔

اور پہلے پارے میں صاف تر ارشاد ہوا:

"وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ٘ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ﴿۸۹﴾ "[3]	اس سے پہلے اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے جب وہ جانا پہچانا تشریف لایا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت کافروں پر۔

آیت ۹:

"وَ قَدِمْنَاۤ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ "[4]	اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

"اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا"[5]	ان سے فرمایا جائے گا کہ تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کرچکے (ت)

اور فرماتا ہے:

"مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﳴ "[6]	جس نے یہ سودا لیا آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۴۶

[2] القرآن الکریم ۶/ ۱۲

[3] القرآن الکریم ۲/ ۸۹

[4] القرآن الکریم ۲۵/ ۲۳

[5] القرآن الکریم ۴۶/ ۲۰

[6] القرآن الکریم ۲/ ۱۰۲

اور فرماتا ہے:

"لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ "[1]	اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (ت)

اور فرتا ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ "[2]	بیشک اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

"قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ "[3]	تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی اور پاک رزق، تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لئے ہے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہیں کی ہے۔ (ت)

اور فرماتا ہے:

"مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ "[4]	اپنے رب سے منکروں کا حال ایسا ہے کہ ان کے کام ہیں جیسے راکھ کہ اس پر ہوا کا سخت جھونکا آیا آندھی کے دن میں ساری کمائی سے کچھ ہاتھ نہ لگا، یہی ہے دور کی گمراہی۔ (ت)

ان ساتوں آیتوں کا حاصل ارشاد یہ ہے کہ کافر اگر کوئی بظاہر نیک کام مثل تصدق وغیرہ کرے بھی تو اس کا بدلہ اسے دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے، آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں وہاں انھیں کچھ ہاتھ نہ آئے گا، جنت کا کھانا پینا کافروں کے لئے حرام ہے، پاکیزہ رزق اور زینت کے سامان آخرت میں خاص مسلمانوں کے لئے ہیں، کافروں کے اعمال کو اللہ تعالٰی برباد کرکے ایسا کر دیتا ہے کہ جیسے روزن میں سے دھوپ آئے تو اس کے اندر ریزے سے اڑتے ہیں اور ہاتھ میں لو تو کچھ نہیں، کافروں کے اعمال کی یہ مثال ہے کہ شدید آندھی کے دن میں کہیں کچھ راکھ پڑی جسے آندھی کے جھونکے۔

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۶۴

[2] القرآن الکریم ۷/ ۵۰

[3] القرآن الکریم ۷/ ۳۲

[4] القرآن الکریم ۱۴/ ۱۸

اڑالے گئے کہ اب وہ ذرے بھی نہیں دکھائی دیتے کچھ ہاتھ آنا تو بڑی بات ہے،

نسأل اللہ العفو والعافیۃ "رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۸﴾ "[1]۔ وصلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقہ وسید رسلہ واٰلہ صحبہ اجمعین اٰمین، واللہ تعالٰی اعلم۔	ہم اللہ تعالٰی سے معافی اور عافیت کا ہی سوال کرتے ہیں، اے ہمارے پروردگار! نہ ٹیڑھا فرما ہمارے دلوں کو بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت سے نوازا اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما بلاشبہ تو ہی عطا فرمانے والا ہے، اللہ تعالٰی کی رحمتوں کا نزول ہو تمام مخلوق سے افضل تمام رسولوں کے سربراہ اور ان کے آل واصحاب سبھی پر، واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۲۶ تا ۳۳۱: ۷ ربیع الاخر شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) اکثر دیہات میں جو قربانیاں ہوتی ہیں تو ان قربانیوں کے سر بہشتی کو دیتے ہیں، اور کسی گاؤں میں یہ رسم ہے کہ حجام کو دیتے ہیں، ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ علمائے دین نے کہیں حکم اس بات کا نہیں دیا اور نہ علماء کی زبان سے سنا گیا کہ قربانی کا سر بہشتی کو یا حجام کو دیا جائے، تو وہ لوگ قربانی کنندہ کہنے لگے کہ اگر یہ حق بہشتی کا نہ ہوتا تو ہمارے باپ دادا کیوں دیتے، کیا ان کے زمانے میں عالم نہ تھے، ہم باپ دادا کی رسم نہ چھوڑیں گے چاہے ہمارے قربانی مقبول ہو یا نہ ہو، اس کو خدا ہی جانتا ہے۔

(۲) یہ کہ بہشتی کہتا ہے کہ یہ حق ہمارا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانے سے چلا آتا ہے اور عالم خود اب تک دیتے چلے آرہے ہیں، اگر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نہ دیتے تو علماء کیوں قربانی کے سرپائے دیتے، بلکہ کہتا ہے کہ جو ہمارے حق کو میٹے وہ عالم نہیں ہے، **معاذاللہ** اب علمائے دین فرماویں کہ یہ حق بہشتی وغیرہ کا ہے یا نہیں۔ یا علمائے دین اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر بہتان باندھا گیا ہے؟

(۳) یہ کہ جو لوگ قربانی کرتے ہیں یا کر چکے ہیں اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ چاہے ہماری قربانی مقبول ہو یا نہ ہو ہم اپنے باپ دادا کا رسم نہیں چھوڑیں گے چاہے عالم کچھ بھی کہیں، تو ان کا یہ کہنا کیسا ہے؟ اور

[1] القرآن الکریم ۳/ ۸

ان لوگوں کی قربانیاں کیسی ہیں؟

(۴) یہ کہ قربانی کا گوشت لامذہب یعنی بھنگی وغیرہ کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) قربانی کی الانت قربانی کے گوشت میں شامل کی جاوے یا کیا؟

(۶) قربانی کا دل گردہ کلیجہ اہل قربانی کو پکوا کر اس پر فاتحہ دے کر کھاجاتے ہیں یہ درست ہے نہیں؟ یا ان دل گردہ کلیجی کو بھی گوشت قربانی میں شامل کیا جاوے یا کیا؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

(۱) قربانی کرنے والے کو اختیار ہے کہ سر یا جو چیز بہشتی، حجام یا جس کسی مسلمان کو چاہے دے کسی کے لئے کسی چیز کی ممانعت نہیں، ہاں بالتخصیص کسی کا کسی چیز میں کوئی حق شرع شریف میں وارد نہیں ہوا،

(۲) اس بہشتی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افتراء کیا، اس پر توبہ فرض ہے، ورنہ سخت جہنم کا سزاوار ہے، علمائے کرام جائز کام سے منع نہیں فرماتے جب کہ بہشتی کو بھی سر دینا جائز تھا علماء نے سکوت فرمایا، اس سے یہ ثابت نہیں کہ شرع شریف میں ان کا کوئی حق مخصوص ہے،

(۳) یہ اقوال ان کے مذموم وسخت ہیں، ان کی قربانیاں قابل قبول نہیں، انھوں نے قبول الٰہی کو ہلکا جانا اور عالموں کے ارشاد سے بے پروائی کی، از سرنو کلمہ پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں،

(۴) بھنگی وغیرہ کسی کافر کو قربانی یا اور کوئی صدقہ دینا جائز نہیں ہرگز نہ دے۔

(۵) اوجھڑی آنتیں جن کا کھانا مکروہ ہے چاہے یہ چیز اپنے لئے نکال لے یا ان کو بھی تقسیم میں داخل کرلے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۳۳۲: از قصبہ کودر کوٹ ضلع اٹاوہ مسئولہ محی الدین احمد صاحب ۲۴ شوال ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مقام پر مسجد کے قریب اہل ہنود نے ایک نئی مورت قائم کی، مسلمانوں نے ان کے خلاف مورت اٹھوانے کا دعوی دائر کیا، اس پر ایک مسلمان نے اہل ہنود سے ساز باز کرکے جھوٹی شہادت دی کہ یہ مورت قدیم ہے، اس بناء پر مسلمانوں نے شخص مذکور الصدر سے تعلقات منقطع کرلئے، معلوم کرنا اس امر کا ہے کہ ازروئے شریعت اس شخص سے خطا کس حد تک پہنچی ہے اور اس جھوٹی شہادت سے اس کی زوجہ تو نکاح سے باہر نہیں ہوئی؟ اب اگر اس شخص کو اسلام و برادری میں شامل کیا جائے تو اس کے واسطے کیا طریقہ اسلامی عمل میں لایا جاوے اور جب تک حسبِ

احکام شرعی اس کو شامل کیا جائے اس دوران میں اور کوئی دوسرا مسلمان اس سے تعلقات پیدا کرے تو اس کے واسطے کیا حکم شرعی ہے

الجواب:

جبکہ اس نے ترویج پرستش بت میں سعی کی اس پر لزوم کفر ہوا، اس کی عورت نکاح سے نکل گئی، اس پر فرض ہے کہ علانیہ مسلمانوں کے سامنے توبہ کرے اور نئے سرے سے کلمہ پڑھے، مسلمان ہو اس کے بعد اپنی عورت سے نکاح جدید کی ضرورت ہے، توبہ و تجدید اسلام سے پہلے جو لوگ اس حال سے واقف ہو کر اس سے میل جول رکھیں مستحق سزا و عذاب ہیں، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۳۳۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک صاحب شریف ہیں اور ان کے برتاؤ برخلاف حکم خدا ورسول کے برتاؤ میں آتا ہے کہ داڑھی منڈواتے ہیں، اور لوگ اگر ان سے کچھ کہتے ہیں کہ آپ کو داڑھی منڈوانا غیر مناسب ہے، تو لوگوں کو جواب فرماتے ہیں کہ میری طبیعت کا اختیار ہے اور میری طبیعت کا حکم ہے، ایسا شخص حلال کو حرام جانے اور حرام کو حلال جانے ان صاحب کے لئے شرع کا کیا حکم ہے؟ اس کا جواب باصواب مع حدیث وفقہ کے مرقوم فرمادیں اللہ آپ کو اجر عظیم عطا فرماوے گا۔

الجواب:

داڑھی منڈوانا حرام ہے اور اس پر یہ جواب کہ میری طبیعت کا اختیار ہے گناہ پر اصرار اور سخت سزا کا سزاوار ہے، مگر اسے حرام کو حلال جاننا نہیں سمجھا جاتا ہے اس کہنے میں کہ میری طبیعت کا اختیار ہے اور میری طبیعت کو اختیار ہے بہت فرق ہے، دوم بھی تحلیل حرام میں صریح نہیں نہ کہ اول، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۳۳۴: از فتح گنج غربی مرسلہ حبیب شاہ دہنے شاہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قصبہ گنج غربی میں آج واقع بروز سہ شنبہ کو ایک پنچایت اسلامی قائم کی گئی اور اس میں یہ بات پیش کی گئی کہ جو شخص نماز نہ پڑھے اس سے علیک سلیک اور میل اسلامی طریقہ پر ترک کردیا جائے اور حقہ پانی اسلامی طریقہ پر بند کردیا جائے، جب یہ مجمع ہوا اور مسلمان سب جمع ہوگئے تو پیش امام کہ جو نماز جمعہ وعیدین وپنجوقتہ کا ہے اس کو بلایا گیا تو اس کا اس نے جواب دیا کہ مجھ کو اس سے کچھ تعلق نہیں آج تو میں مماوس کو جو ہندوؤں کا تہوار ہے

وہاں پر مندر میں جاتا ہوں اور سنکھ دھو کر رکھ لیا ہے اسلامی پنچایت سے کیا مطلب، تو جو شخص ایسے الفاظ کہے اور اس گروہ اسلام میں کہ جہاں پر سوائے نماز کی پابندی کے اور کوئی انتظام کی ضرورت نہ تھی اس کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ اور شرع شریف کا ایسے شخص پر کیا حکم ہے؟ جمعہ عنقریب ہے جمعہ سے پیشتر یا جمعہ تک جواب مل جانا چاہئے۔

الجواب:

اس شخص کے پیچھے نماز باطل محض ہے اس پر کفر لازم ہے، اس کی عورت نکاح سے نکل گئی جب تک نئے سرے سے مسلمان نہ ہو، اس سے سلام کلام بھی حرام ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیا معنی، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۳۳۵ تا ۳۳۹: از شہر لکھنؤ محلّہ گڈھیا کمال جمال مسئولہ عابد حسین عباسی ۱۴ محرم ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہنود کی خوشی کرنے کی خاطر اور اتفاق پیدا کرنے کی خاطر سے گائے کی قربانی یا روزمرہ کے لئے گائے کا ذبیحہ بند کرنا کیسا ہے، ہندوستان کی حالت ملاحظہ فرماتے ہوئے حکم شریعت سے مطلع فرمائے۔

(۲) قوم ہنود کی ہمدردی گزشتہ وآئندہ کے صلہ میں اور باہمی اتحاد رکھنے کی غرض سے گائے کی قربانی ترک کردینا شرعاً جائز ہے یانہ؟

(۳) فی الواقع اگر مولوی عبدالباری صاحب وغیرہ اس کے متعلق فتوٰی دے چکے ہیں اس پر عمل کرنا چاہئے یانہیں؟

(۴) اور ایسے محرکین کی کمیٹی میں شرکت کرنا چاہئے یانہ؟ اور اس کے محرک اور مرتکب عنداللہ ماجور وگنہ گار ہوں گے یانہ؟

(۵) گائے، بھیڑ، بکری یا اونٹ وغیرہ میں منجانب شریعت مختار ہونا اس کے کیا معنی ہیں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

ہندوستان میں گائے کی قربانی جاری رکھنا واجب ہے اور خوشنودی ہنود کے لئے اس کا بند کرنا حرام، مولوی عبدالباری کے باپ مولانا عبدالوہاب مرحوم اور استاد مولوی عبدالحہ صاحب لکھنوی کے فتوے اس بارے میں ہوچکے ہیں اور ہمارے رسالہ **انفس الفکر** میں کافی ووافی بیان ہے، اور ہنود سے اتحاد حرام منجر بکفر ہے جس کے نتائج طشت از بام ہیں، اس اتحاد کے منانے والے خود

اپنے اقرار سے قرآن وحدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کردیتے ہیں، "خسر الدنیا والدین ذٰلك هو الخسران المبین والعیاذ باللّٰه رب العٰلمین" (وہ دنیا و دین دونوں میں خسارے میں ہے اور یہی واضح گھاٹا ہے اور پناہ اللہ رب العالمین کی ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

نوٹ

جلد چہار دہم ۱۴ ختم ہوئی، عنوان کتاب السیر جاری ہے
پندرھویں جلد بھی ان شاء اللہ سیر پر مشتمل ہوگی۔